الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام بی. بی. کپور سپرنٹنڈنٹ

قیمت عہ

فہرست مضامین پیراہن یوسفی جلد ششم

بعون توفیق موفق انس و جان بہ یمین فضل خلاق زمین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ سخن کی لطافت کو ہے مکتفی جو تھا سارے عالم کو در لغز مبہم

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بلنگے میان چشتی نظامی گلشن آبادی (ملک مالوہ)

در مطبع مسیحائے مریضان جہان منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد



دفتر ششم تمہید اول بمقام فقر وفنا

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای حیات دل حسام الدین بسی ‌ میل میجوشد بقسم سادسی
گشت از جذب چو تو علامۂ ‌ درجہان گردان حسامی نامۂ
پیش کش بہر عنایت می کنم ‌ در تمام مثنوی قسم ششم
پیش کش می آرمت ای معنوی ‌ قسم سادس در تمام مثنوی
ششجہت را نور دہ زین شش صحف ‌ کی یطوف حولہ من لم یطف
عشق را با پنج و باشش کار نیست ‌ مقصد او جز کہ جذب یار نیست
بو کہ فیما بعد دستوری رسد ‌ رازہای گفتنی گفتہ شود
با بیانی کان بود نزدیک تر ‌ زین کنایات دقیق مستتر

اے حیات دل حسام الدین سوا ‌ جوش اٹھتا ہی لکھون حصہ چھٹا
تجھ سے علامہ کی خواہش سے ہوا ‌ یہ حسامی نامہ عالم مین پھرا
نذر کرتا ہون تری بہر رضا ‌ مثنوی کا اپنے یہ حصہ چھٹا
نذر کرتا ہون تری ای معنوی ‌ یہ چھٹا حصہ جو رکھے مثنوی
ششجہت کو نور چھ دفتر سے دے ‌ کہ پھرین گرد اسکے جو ہین پھرے
پانچ چھ سے عشق کو نے کار ہے ‌ مقصد اسکا ہی جو جذب یار ہے
بعدہ پہونچے اجازت ہی امید ‌ کہوین جو لائق ہین بس کہنے کے بھید
اس بیان سے ہو کہ جو نزدیک ہو ‌ ان کنایاتون اشاراتون سے دو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید دفتر ششم بمقام فقر وفنا

شعر اے حسام الدین الخ ۔ اے حسام الدین حیات دل جوش سوا اٹھتا ہے کہ چھٹا حصہ لکھون تجھ سے علامہ کی خواہش سے یہ حسامی نامہ

سلہ اے حیات دل ہوا اور عالم مین پھرا ایس نذر کرتا ہون واسطے رضا کے یہ اپنی مثنوی کا چھٹا قصہ اے معنوی تیری نذر کرتا ہون یہ چھٹا حصہ جو کہ مثنوی رکھتی ہے چھ دفتر سے نور ششجہت کو دے جو کہ پھرے ہین وہ اس کے گرد پھرین عشق کو پانچ چھ سے کام نہین ہے اس کا مقصد ہے جو جذب یار ہے امید ہے کہ بعدہ اجازت پہونچے کہوین کہ جو لائق کہنے کے بھید ہین اس بیان سے جو کہ نزدیک ان کنایاتون واشاراتون سے ہو یعنی راز عشق کا مین بیان کرون کہ اشارات وکنایات سے وہ نزدیک تر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

راز جز با رازدان انباز نیست	راز اندر گوش منکر راز نیست	رازؔ اثر کرتا نہیں جز رازدان	گوش منکر مین ہی راز اب رائگان
لیک دعوت وارد است از کردگار	با قبول و ناقبول او را چہ کار	لیک دعوت آئی ہے اللہ سے	مانے نے مانے اُسے کیا کام ہے
نوحؑ نہ صد سال دعوت می نمود	دم بدم انکار قومش می فزود	نوحؑ نے نو سو برس دعوت کری	قوم انکار اُنکی بس کرتی رہی
ہیچ از قومش عنان واپس کشید	ہیچ اندر غار خاموشی خزید	کوئی بھی اُس قوم سے واپس پھرا	غار خاموشی مین کوئی بھی گھسا
زانکہ از بانگ و علالای سگان	ہیچ وا گردد ز راہے کاروان	کیونکہ شور اور غل سے کتون کے کوئی	کاروان واپس پھرے رہ سے کوئی
یا شب مہتاب از غوغای سگ	سست گردد بدر را در سیر تگ	یا شب مہتاب سگ کے شور سے	آسمان پر بدر گردش کم کرے
مہ فشاند نور و سگ عوعو کند	ہر کسے بر خلقت خود می تند	نور چھڑکے ماہ سگ غوغو کرے	اپنی خلقت پر ہر اک رغبت رکھے
ہر کسی را خدمتی دادہ عطا	در خور آن گوہرش در ابتلا	خدمتؔ ہر اک کو قضا نے کی عطا	اُس کے لائق امتحان اُسکا کیا
چونکہ نگذارد سگ آن بانگ سقم	من مہم سیران خود را کے ہلم	جو نہ بانگ بد کو سگ چھوڑے ہے اب	مین ہوں مہ مین سیر چھوڑون اپنی کب
چونکہ سرکہ سرکگی افزون کند	پس شکر را واجب افزونی بود	جو کہ سرکہ سرکہ پن زیادہ کرے	پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے
قہر سرکہ لطف ہمچون انگبین	کاین دو باشد اصل ہر اسکنجبین	جیسے قہر سرکہ لطف انگبین	کہ یہ دو ہین رکن ہر اسکنجبین
انگبین گر زانکہ کم باشد ز خل	اندر آن اسکنجبین آید خلل	گر ہو سرکہ سے زیادہ انگبین	پر خلل ہو جائے وہ اسکنجبین
قوم بروی سرکہ ہا بر ریختند	نوحؑ را دریا فزون میریخت قند	قوم ملکر اسپہ سرکہؔ ڈالتی	قند زیادہ کرتا بحر نوحؑ بھی
قند او را بد مدد از بحر جود	پس ز سرکہ اہل عالم می فزود	تھی مدد قند اسکی بحر جود سے	قوم کا بڑھتا تھا سرکہ مین دیے
واحد کالالف کہ بود آن ولی	بلکہ صد قرن است آن عبد العلی	ایک بے مثل ہزار اب وہ ولی	بلکہ سو ہے قرن وہ عبد العلی
خم کہ از دریا درو راہے بود	پیش او جیحون ہا زانو زنند	ایسا خم کہ بحر سے رہ اسمین ہے	جیحون آگے اُسکے زانو طے کرے

ف ۱ راز اثر کرتا الخ ۲ شعر راز بجز رازدان کے اثر نہین کرتا ہے گوش منکر مین راز رائگان ہے ولیکن دعوت اللہ کی طرف سے آئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے اُسے کیا کام ہے آگے اس کی مثال ہے نوحؑ نے نو سو برس دعوت کی مگر اُنکی قوم انکار کرتی رہی اس قوم سے بھی کوئی واپس پھرا اور غار خاموشی مین کوئی گھسا کیونکہ کتون کے شور و غل سے کوئی کاروان واپس راہ سے پھرتا ہے یا شب مہتاب مین کتون کے شور سے آسمان پر بدر گردش کم کرتا ہے ماہ نور افشانی کرے اور سگ غوغو کرے کہ اپنی خلقت پر ہر ایک رغبت رکھتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲ ف ۲ خدمت الخ ۵ شعر قضا نے خدمت ہر ایک کو عطا کی اور اُس کے لائق اُس کا امتحان کیا جو آواز بد کو سگ نہین چھوڑتا ہے بس مین ماہ ہون مین اپنی سیر کب چھوڑون آگے مثال ہے جو کہ سرکہ سرکہ پن زیادہ کرے پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے جیسے کہ قہر سرکہ اور لطف انگبین کہ یہ دونون رکن ہین ہر ایک سکنجبین کے اگر سرکہ سے انگبین زیادہ ہو سکنجبین پر خلل ہو جائے یعنی شان جلالی و شان جمالی کو باہم مساوی ہو جانا چاہیئے کہ مقصد حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۳ سرکہ الخ ۶ شعر ساری قوم سرکہ اُسپر ڈالتی بحر نوحؑ بھی قند زیادہ کرتا اس کے قند کی مدد بحر جود سے تھی ولیکن قوم کا سرکہ پن بڑھتا تھا اب وہ ولی ایک ہے ہزار کے مانند بلکہ سو قرن ہے وہ عبد العلی یعنی جناب رسول مقبول صلعم بحر قند تھے کہ سرکہ کفار کے مقابل مین زیادہ کرتے تھے آگے مثال ہے ایسا خم کہ اس مین دریا سے راہ ہے اُس کے آگے جیحون زانو تہ کرتا ہے خاصکر وہ ایک دریا کہ جو سب دریائے خود اُس مثل تمثیل کو سنا اس شرم سے تلخ منہ ہوا ہوا کہ نام اعظم نام اعظم سے ملا ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم کہ دریائے ذات سے ملے ہوئے ہیں بلکہ شرمندہ ہین سب انبیا و اولیا اُن کے روبرو زانو تہ کئے ہوئے ہین بلکہ شرمندہ ہین اس بات سے کہ ہمارا نام بھی ان کے نام نبی کے شریک ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خاصه آن دریا که دریاها همه
شد دهان شان تلخ زین شرم و خجل
در قران این جهان با آنجهان
این عبارت تنگ و قاصر رتبت است
زاغ در رز نعرهٔ زاغان زند
پس خریدار است هریک را جدا
نقل خارستان غذای آتش است
گر پلیدی پیش ما رسوا بود
گر پلیدان این پلیدیها کنند
در جهانی پر شود از خار و خس
گرچه ماران زهر افشان می کنند
نحلها بر کوه و کندو و شجر
زهرها هرچند زهرے می کنند
این جهان جنگ ست چون کل بنگری
آن یکے ذره همی پرد بجیب
ذرهٔ بالا و آن دیگر نگون
جنگ فعلی هست از جنگ نهان

چون شنیدند آن مثال و دمدمه
که قرین شد نام اعظم با اقل
این جهان از شرم میگردد جهان
ورنه خس را با اخص چه نسبت است
بلبل از آواز خوش کے کم کند
در مزاد یفعل الله ما یشا
بوی گل قوت دماغ سرخوش است
خوک و سگ را شکر و حلوا بود
ابرها بر پاک کردن می تنند
آتش محوش کند در یک نفس
در چه تلخان مان پریشان میکنند
می نهند از شهد انبار شکر
زود تریاقات شان بر میکنند
ذره ذره همچون دین با کافری
وان دگر سوی یمین اندر طلب
جنگ فعلی شان ببین اندر کمون
زین تخالف آن تخالف را بدان

خاص وہ دریا کہ سب دریا نے جو
تلخ منہ اس شرم سے انکا ہوا
اُس جہان سے یہ جہان باہم ملے
یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھے
زاغ انگوری مین بس قین قین کرے
پس ہر اک کا ہی خریدار اک جدا
نقل خارستان غذا آتش کی ہے
ہم پلیدی کو برا جانے ہین گر
گر پلید اب یہ پلیدی بس کرین
گر جہان پر ہووے خس اور خار سے
سانپ گرچہ زہر افشان بس کرین
مکھیان کوٹھے و نخل و کوہ پے
کرتے ہین ہرچند زہر اپنے اثر
جو تو دیکھے یہ جہان کل جنگ ہے
ذرہ اک اُڑتا ہے ہو بائیں طرف
ایک ذرہ اعلیٰ اسفل دوسرا
جنگ فعلی ہے بس اک جنگ نہان

خود سنا بس اُس مثل تمثیل کو
کہ معظم نام اصغر سے ملا
یہ جہان بس بھاگ جا آ شرم سے
ورنہ نسبت کیا اخص سے خس کو ہے
خوش نواے باز و بلبل کب رہے
حسب خواہش یفعل الله ما یشا
قوت بوگل دماغ خوش کی ہے
خوک اور سگ کو ہی حلوا اور شکر
ابر عزت پاک کرنے پر رکھین
محو اک دم مین کرے آتش اسے
گرچہ تلخ ہم کو پریشان رکھین
جمع کرتی ہین شکر اور شہد سے
جلد تریاق اُن کو کردین زود تر
ذرہ ذرہ مثل کفر و دین کے
دوسرا اندر طلب دائین طرف
جنگ فعلی دیکھ خواہش مین لا
اس تخالف سے تخالف وہ عیان

ف۱ اس جہان آلخ ے شعر جو یہ جہان اس جہان سے باہم ملے تو یہ جہان بھاگ جائے شرم سے یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھتی ہے ورنہ کیا نسبت رکھتی ہے اخص سے خس آگے اس کی مثال زاغ انگوروں مین قین قین کرے مگر بلبل اپنی خوش نوائی سے باز کب رہے ہر ایک کا ایک خریدار جدا ہے موافق خواہش کے ترجمہ کہ فعل کرتا ہے الله جو چاہتا ہے نقل خارستان غذا آتش کی ہے اور بوئے خوش باغ بلبل کی ہے اگرچہ ہم پلیدی کو برا جانتے ہیں مگر خوک و سگ کو حلوا و شکر ہے اگر پلید اب پلیدی بس کرین ولیکن ابر پاک کرنے پر عزت رکھتے ہیں یعنی ہر ایک سے ہر شخص کے لائق ہے پس اگر عبارت مثنوی کی اگر وصف جناب رسول مقبول صلعم کا بیان کرتی ہین لیکن خس کب لائق اخص سے ہے کہ اس کو بیان کر سکے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ اگر جہان پر آلخ ۸ شعر اگر جہان خس و خار سے پر ہووے مگر آتش اُسے ایک دم میں محو کردے اگرچہ سانپ زہر افشانی کرین اگرچہ تلخ ہم کو پریشان کرین تو چوڑے کوٹھے و نخل و کوہ پر شہد و شکر سے جمع کرتے ہین زہر ہرچند اپنے اثر کرتے ہین مگر تریاق جلد اُن کو دور کردیتے ہین اگر تو دیکھ کہ یہ جہان کل جنگ ہے اور تریاق مثل کفر و دین کے جو ایک ذرہ اُڑتا ہے بائین طرف اور دوسرا طلب مین دائین طرف ذرہ آسمان کو دوسرا اسفل کو جنگ فعلی دیکھ خواہش مین جنگ فعلی ایک جنگ پوشیدہ ہے اس تخالف سے وہ تخالف ظاہر ہے یعنی فعل خواہش مین تخالف ہے کہ فعل ظاہر وہ خواہش پوشیدہ ہے مگر فعل سے خواہش ظاہر ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ذرهٔ کو محو شد در آفتاب / جنگ او بیرون شد از وصف و حساب
چون ز ذره محو شد نفس و نفس / جنگش اکنون جنگ خورشیدست و بس
رفت از وی جنبش و طبع و سکون / از چه از انا الیه راجعون
ما به بحر نور خود راجع شویم / در رضاع اصل مسترضع شدیم
در فروع راه می مانده زغول / لاف کم زن از اصول بے اصول
جنگ ما و صلح ما در نور عین / نیست از ما هست بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول / درمیان جزوها حربیست هول
این جهان زین جنگ قائم می بود / در عناصر در نگر تا حل شود
چار عنصر چار استون قوی ست / که بر ایشان سقف دنیا مستوی ست
هر ستونی اشکننده آن دگر / استن آب اشکننده آن شرر
پس بنای خلق بر اضداد بود / لاجرم جنگی شدند از ضر و سود
هست احوالت خلاف یکدگر / هر یکی باهم مخالف در اثر
چونکه هر دم راه خود را میزنی / باد گرکس سازگاری میکنی
فوج لشکرهای احوالت ببین / هر یکی با دیگری در جنگ و کین
می نگر در خود چنین جنگ گران / پس چه مشغولی بجنگ دیگران
تا مگر زین جنگ حقت وا خرد / در جهان صلح یکرنگت برد

جو ہوا وہ ذرہ محو آفتاب[۱] / جنگ اس کا نے رکھے وصف و حساب
محو ذرہ کا ہوا نفس و نفس / جنگ اسکا جنگ خورشید ہے بس
پس گئی اس سے وہ جنبش اور سکون / باعث انا الیہ راجعون
ہم ہوئے راجع بہ بحر نور یار / شیر اصلی سے ہوئے ہم شیر خوار
شاخ رہ مین تو رہا با مکر و غول / شیخی مت کر با اصول بے اصول
صلح و جنگ[۲] اپنی ہے اندر نور عین / ہم سے نی اور ہے وہ بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول / ہے جزون کے درمیان بس جنگ ہول
یہ جہان قائم ہے بس اس جنگ سے / دیکھ عناصر ہین کہ تا حل ہو تجھے
چار کھم ہین چار عنصر کے کھڑے / کہ تھمی انپر یہ چھت دنیا کی ہے
ایک کھم ہے دوسرے کو توڑتا / آب کا کھم توڑتا ہے آگ کا
پس بنا تھی خلق کی اضداد پے / جنگ کرنے نفع نقصان کیلئے
حال تیرے ہین خلاف یکدگر / ہے ہر اک باہم مخالف با اثر
جو تو[۳] ہر دم مارے اپنی راہ کو / دوسرونکا کب بنے تو چارہ جو
فوج لشکر حال خود کے دیکھ تو / کہ ہے ہر ایک دوسرے سے جنگجو
دیکھ خود مین ایسی بھاری جنگ مین / دوسرونکی کیون ہے شاغل جنگ مین
تا چھڑالے تجکو حق اس جنگ سے / صلح دیگر جنگی لیجائے تجھے

سہ ۱ جو ہوا الخ ۵ شعر وہ ذرہ محو آفتاب ہوا اس کا جنگ وصف اور حساب نہین رکھتا ہے مثل نفس ذرہ کا محو ہوا اس کا جنگ خورشید کا جنگ ہے پس اُس سے وہ جنبش و سکون گئی بباعث انا الیہ راجعون کی کہ ہم راجع ہوئے طرف دریاے نور کے اور شیر اصلی سے ہم شیر خوار ہوئے پس تو شاخ راہ مین مکر و غول سے بنا شیخی مت کر یہ اصول بے اصل ہے یعنی اے عالم ہم تو بسبب راجع ہونے بحر نور کے اپنی اصل کو پہونچے اور تو بھروسہ پر علم اصول کے اصل سے حرمان نصیبی مین پڑا باقی حال اس کے آگے ہے فافہم ۱۲ سہ ۲ صلح و جنگ الخ ۷ شعر اپنی صلح و جنگ نور عین مین اور ہم سے نہین ہے وہ ہے بین الاصبعین سے یعنی وہ صلح و جنگ خدا کی طرف سے ہے ہم سے نہین ہے جنگ فعلی و جنگ طبعی قول درمیان جزون کے ہے ایک جنگ دہشت ناک یہ جہان اس جہان سے قائم ہے عناصر مین دیکھ کہ تجھے حل ہووے چار عنصر کے چار کھمبے کھڑے ہین کہ اُنپر یہ چھت دنیا کی تھمی ہے ایک کھمبا دوسرے کو توڑتا ہے پس خلق کی بنا اضداد پر تھی کہ جنگ کرتے نفع و نقصان کے لیے تیرے حال ہین خلاف ایک دوسرے کے کہ ہر ایک باہم ہے اور اثر مین مخالف ہے یعنی بنا اس دنیا کی اضداد پر ہے کہ ظاہر موافق و اثر مین مخالف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سہ ۳ جو تو ہر دم الخ ۶ شعر تو ہر دم مارتا ہے اپنی راہ کو پس دوسرون کا چارہ جو تو کب بنے تو اپنے حال کی فوج لشکر کو دیکھ کہ ہر ایک دوسرے سے جنگ جو ہے تو خود مین دیکھ کہ ایسی بھاری جنگ مین اور پس دوسرون کی جنگ مین تو کیون شاغل ہے تاکہ حق تجھکو پھیرے جنگ سے اور صلح مین تجھے لیجاے وہ جہان باقی و آباد ہے کیونکہ اس کی ترکیب اضداد سے نہین ہے اور یہ جہان فانی ضد سے آئی ہے ضد ضد سدا جو فنا ہووے بجز بقا کے نہووے یعنی یہ جہان اضداد سے بنا ہے اسواسطے فانی ہے اور وہ جہان اضداد سے نہین ہے اسواسطے وہ باقی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن جہان جز باقی و آباد نیست	زانکہ ترکیب وی از اضداد نیست	وہ جہان باقی ہے اور آباد ہے	کیونکہ ترکیب اسکی نے اضداد سے
این تفانی این ضد آید ضد را	چون نباشد ضد نبود جز بقا	یہ ہے فانی ضد سے آئی ضد کے	جو نہووے ضد نہووے جز بقا
نفی ضد کرد از بہشت آن نظیر	کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر	نفی ضد کی خلد سے ہے بے نظیر	کہ نہ شمس ہوئے ضد اسکی زمہریر
ہست بیرنگی اصول رنگہا	صلحہا باشد اصول جنگہا	کیونکہ بے رنگی اصول رنگ ہے	اور صلح کل اصول جنگ ہے
آن جہانست اصل این پرغم وثاق	وصل باشد اصل ہر ہجر و فراق	وہ جہان ہے اصل یہ غم سے بھرا	وصل ہووے اصل ہر اک ہجر کا
این تخالف از چہ آید وز کجا	از چہ زاید وحدت این اضدادہا	یہ تخالف کان سے آیا کس لیے	وحدت ان اضداد مین کس راہ سے
زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل	خوی خود در فرع کرد ایجاد اصل	کیونکہ ہم ہین شاخ و چار ضد اصل	اصل کی ہے شاخ مین خو اپنی وصل
گوہر جان چون ورای فصلہاست	خوی آن این نیست خوی کبریاست	گوہر جان فصل سے ہے جو سوا	یہ نہ خو اسکی ہے خوے کبریا
جنگہا بین کان اصول صلحہاست	چون نبی کہ جنگ او بہر خداست	دیکھ جنگ اب وہ کہ اصل صلح ہے	جو نبی کے وہ لڑین حق کے لیے
طرفہ آن جنگی کہ اصل صلحہاست	شاد آن کاین جنگ او بہر خداست	جنگ عجب وہ ہے کہ اصل صلح ہے	وہ ہین خوش جنگ انکی حق کے واسطے
غالبست و چیر بر ہر دو جہان	شرح این غالب نگنجد در دہان	دونون عالم پر ہین غالب اور در	شرح اس غالب کی نہووے اگر
آب جیحون را اگر نتوان کشید	ہم ز قدر تشنگی نتوان برید	آب جیحون کا اگر پی نے سکے	چھوڑ قدر تشنگی بھی نے سکے
گر شدی عطشان بحر معنوی	فرجہ کن در تمام مثنوی	تشنہ بحر معنوی کا تو ہے گر	بس تمام مثنوی مین سیر کر
فرجہ کن چندانکہ اندر ہر نفس	مثنوی را معنوی دانی و بس	سیر کر اتنی کہ اندر ہر نفس	مثنوی کو معنوی جانے تو بس
باد کہ را ز آب جو چون وا کند	آب یکرنگی خود پیدا کند	باد خس سے آب جو صافی کرے	آب پیدا اپنی اک رنگی کرے
شاخہای تازۂ مرجان ببین	میوہ ہای رستہ ز آب جان ببین	شاخ سرخ و تازۂ مرجان کو دیکھ	میوہ ہائے پیدا آب جان کو دیکھ

ف۱ نفی ضد کی آلخ ٦ شعر ضد کی نفی جنت سے کرے نہ کہ شمس ہو اور زمہریر اسکی ضد ہو کیونکہ بیرنگی اصول رنگ ہے اور اصول جنگ کی صلح کل ہے وہ جہان اصل ہے اور یہ غم سے بھرا ہے جو جدا ہو تو اصل سے واصل ہو تو یہ تخالف کہان سے آیا اور کسواسطے اور وحدت ان اضداد مین کس راہ سے ہے کیونکہ ہم شاخ ہین اور چار اضداد اصل ہین اصل نے شاخ مین اپنی خو اصل کی ہے۔ گوہر جان جو فصل سے ہوا ہے یہ خو اسکی نہین ہے خو حق کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
ف۲ دیکھو جنگ آلخ ۷ شعر اب وہ جنگ دیکھ کہ اصل صلح ہے نبی کے مانند وہ حق کے واسطے لڑتے ہین وہ عجب جنگ ہے کہ اصل صلح ہے وہ خوش ہین کہ انکی جنگ حق کے واسطے ہے وہ دونون عالم پر غالب اور در مین گر اُس غلبہ کی شرح نہین ہوتی ہے آب جیحون کا اگر پی نہ سکے تو بقدر تشنگی بھی چھوڑ نہ سکے اگر تشنہ بحر معنوی کا ہے پس کل مثنوی کی سیر کر اسقدر سیر کر کہ ہر دم مین مثنوی کو تو معنوی جانے اگر ہوا جس سے آب جو کو صاف کرے آب اپنی یکرنگی پیدا کرے یعنی اگر بیان تمام و کمال ان اضداد کا نہین کر سکتا ہے تو سیر اس مثنوی کی بزم کر کہ معنوی کو کل تو معنوی جاننے لگے اور دل تیرا صاف ہو جائے کہ نور یکرنگی کا پیدا ہو جائے اور اس سے مکاشفہ ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ شاخ سرخ آلخ ۲ شعر شاخ سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ اور میوہ پیدا آب جان کو دیکھ یعنی بحالت صفائی قلب دل و جان کو باطل مین مشاہدہ کر جب دم حرف و صوت سے جدا ہو سب وہ سب کچھ چھوڑے اور ایک دریا ہوئے حرف کہنے والا اور سننے والا اور حرف تینون ایک ہو وین انتہا مین یعنی جب کہ دنیا اس طالب سے محو ہو جاوے اُسوقت ظاہر و باطن اسکی نظر مین ایک ہو جاویگا آگے اسکی مثال ہے نان دینے والا اور نان لینے والا اور نان پاک صورت سے صاف ہو کر خاک ہووے ولیکن اُن تینون کا اپنی جا پر معنی ہے ہم مراتب ہے ہم تمیز ہین ہووے صورت خاک ہوئی ولیکن معنی مین جو کوئی کہے کہ تو کہ نہین عالم ارواح مین یہ تینون منتظر ہین کہ کیا حکم کرتا ہے وہ دانائے سر یعنی حرف و صوت و خیال صورت تینوں کی بظاہر فنا ہوتی ہے ولیکن عالم ارواح مین وہ تینون عالم رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون ز حرف و صوت و دم یکتا شود — آن همه بگذارد و دریا شود
حرف گوی و حرف نوش و حرفها — هر سه جان گردند اندر انتها
نان دهند و نان ستان و نان پاک — ساده گردند از صور گردند خاک
لیک معنی شان بود در سه مقام — در مراتب هم ممیز هم مدام
خاک شد صورت ولی معنی نشد — هر که گوید شد تو گویش نے نشد
در جهان روح هر سه منتظر — گه ز صورت هارب و گه مستقر
امر آید در صور رو در رود — باز هم زامرش مجرد می شود
پس له الخلق و له الامرش بدان — خلق صورت امر جان راکب بر آن
راکب و مرکوب در فرمان شاه — چشم بر درگاه جان در بارگاه
چونکه خواهد کاب آید در سبو — شاه گوید جیش جان را کارکبو
باز جانها را چو خواند بر علو — بانگ آید از نقیبان کانزلوا
بعد ازین باریک خواهد شد سخن — کم کن آتش هیزمش افزون مکن
تا بنجوشد دیگهای خرد زود — دیگ ادراکات خردست و فرود
پاک سبحانی که سیبستان کند — در عمامم حرف شان پنهان کند
زین عمامم و صوت حرف گفتگو — پردۀ کز سیب ناید غیر بو
باری افزون کش تو این را بهوش — تا سوی اصلت برد بگرفته گوش
بو نگهدار و بپرهیز از زکام — تن بپوش از باد و بود سرد عام
تا که نبند آید مشامت از اثر — ای هواشان از زمستان سردتر
چون جمادند و فسرده تن شگرف — میجهد انفاس شان از تل برف

دم جو حرف و صوت سے ہووے جدا — چھوٹے وہ سب کچھ ہو اک دریا تما
حرف گو اور حرف شنو اور حرف ہا — تینون اک جا ہوویں اندر انتہا
نان دہ اور نان ستان و نان پاک — صاف بس صورت سے ہو کر ہوئیں خاک
لیک انکا معنی تینون جا یہ ہو — ہم مراتب ہم تمیز اندر رہو وہ
خاک ہوئی صورت پر معنی نہین — جو کہے کہ ہو تو کہہ یعنی نہین
روح کے عالم مین تینون منتظر — حکم کیا کرتا ہے وہ دانائے سر
حکم ہو[۱] صورت مین جا جاتا ہے وہ — پھر مجرد حکم سے ہوتا ہے وہ
پس لہ الخلق لہ الامر اسکا جان — خلق صورت ہے و راکب امر جان
راکب و مرکب ہے حکم شاہ مین — جسم دروازے پے جان درگاہ مین
چاہے جو کہ آئے آب اندر سبو — لشکر جان کو کہے شہ کارکبوا
پھر بلائے جان کو سوے علو — دے نقیب آواز اسکو کانزلوا (سوار ہوتم ۱۲ — اتر و تم ۱۲)
بعدہٗ باریک بات ہو جائے گی — آگ کم کر مت بڑھا ایندھن ابھی
تا ابل[۲] جائے نہ جلدی خرد دیگ — کہ ہے ادراکون کی تیری خرد دیگ
جان کا مالک کہ سیبستان کرے — انکو ابر حرف مین پنہان کرے
ابر حرف و صوت سے پردہ رکھے — کہ سوائے بو نہ آئے سیب سے
سونگھ تو اس بو کو زیادہ ہوش سے — تا وہ سوے وصل لیجائے تجھے
بو نگہ رکھ اور زکام آنے نہ دے — تن چھپا ہستی کی باد سرد سے
تا دماغ اندر نہ تیرے ہو اثر — اے ہوا جاڑے سے انکے سردتر
تن ہین مانند جماد اور ہین جمے — سانس نکلے انکے ٹیلہ برف سے

سلہ[۱] حکم ہو آلخ ٦ شعر بعدہ حکم ہو کہ صورت مین جا پس وہ حکم سے مجرد ہوتا ہے پس ترجمہ آگاہ ہو کہ عالم خلق و عالم خدا کے واسطے ہی خلق صورت ہے و راکب اس کا امر جان ہے و مرکب امر شاہ مین ہے جو چاہے یہ کہ آب آئے سبو مین لشکر جان کو شاہ کہے سوار ہو تم پھر جان کو طرف اعلےٰ کے ندا کرے نقیب آواز دے اس کو اترو تم بعدہ بات باریک ہو جائے گی آتش کم کر اور ایندھن مت بڑھا یعنی حق تعالیٰ جان کو اپنی جانب بلاتا ہے اور پھر صبح کو جانب جسم کے بھیجتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ[۲] تا ابل جائے آلخ ۷ شعر تا ایک خرد دیگ جلدی ابل نہ جائے کہ تیری دیگ ادراکون سے خرد ہے جان کا مالک کہ سیبستان کرے اور ان کو ابر حرف مین پوشیدہ کرے ابر پردہ حرف صوت سے رکھے کہ سواے بو کے سیب سے نہ آئے تو اس بو کو سونگھ زیادہ ہوش سے تاکہ وہ وصل کی جانب تجھے لیجائے بو کو سونگھ رکھ اور زکام کو آنے مت دے اور تن چھپا ہستی کی باد سرد سے تاکہ تیرے دماغ مین اثر نہ ہووے اے تو ان کے جاڑے سے سرد تر ہوا تن مانند جماد کے جمے ہوئے ہین اور ان کی سانس نکلے ٹیلہ برف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ آگاہ ہو کہ عالم خلق عالم امر خدا کے واسطے ہین ۱۲

چون زمین زین برف در پوشد کفن ٭ تیغ خورشید حسام الدین بزن
جو کفن[1] پہنے زمین برف دار ٭ تیغ خورشید حسام الدین کی مار

هین برآ از شرق سیف الله را ٭ گرم کن زان شرق این درگاه را
کر عیان مشرق سے سیف اللہ کو ٭ گرم کر اُس شرق سے درگاہ کو

برف را خنجر زند آن آفتاب ٭ سیلها ریزد زکهها بر تراب
مارے خنجر برف کو وہ آفتاب ٭ خاک پر جاری کرے کوہون سے آب

زانکه لا شرقی و لا غربیست او ٭ با منجم روز و شب حربیست او
کیونکہ لا شرقی و لا غربی ہے وہ ٭ رات دن لڑتا منجمیون سے وہ

که چرا جز من نجوم بے هدی ٭ قبله کردی از لئیمی و دغا
کیونکہ انجم بیہدی کو مجھ سوا ٭ قبلہ جانا از رہ مکر و دغا

ناخوشت آید مقال آن امین ٭ در نبی که لا احب الافلین
تم کو ناخوش آئے وہ قول امین ٭ درج قرآن[2] لا احب الافلین

از فزح در پیش مه بستی کمر ٭ زان همه ترسی ز انشق القمر
پس قزح سے پیش مہ باندھے کمر ٭ کیونکہ وہ ڈرتا ہے[3] یا انشق القمر

منکری این را که شمس کورت ٭ شمس پیش تست عالی مرتبت
منکر اسکا تو کہ شمس کورت[4] ٭ شمس تیرے آگے عالی مرتبت

از ستاره دیده تصریف هوا ٭ ناخوشت آید اذا النجم هوا
دیکھا انجم سے ہے تصریف ہوا ٭ تجکو ناخوش ہوا اذا النجم[5] هوا

خود موثر تر نباشد مه ز نان ٭ ای بسا نانکه ریزد عرق جان
خود موثر تر نہ ہو مہ نان سے ٭ ای بہت نان عرق ڈالے جان سے

خود موثر تر نباشد زهره آب ٭ ای بسا آبا که کرد او تن خراب
لے موثر تر ہو زہرہ آب سے ٭ ای بہت پانی کہ تن ویران کرے

مهر او در جان تست و پند دوست ٭ میزند بر گوش تو بیرون پوست
مہر اُس کی جان کے اندر تو رکھے ٭ دوستون کی پند رکھے کان پے

پند ما در تو نگیرد ای فلان ٭ پند تو ما در نگیرد این بدان
نے ہماری پند اثر تجھ مین کرے ٭ پند تیری کب اثر ہم مین رکھے

جز مگر مفتاح خاص آید ز دوست ٭ که مقالید السموات آن اوست
شاید آئے[6] خاص کنجی دوست سے ٭ کہ مقالید السموات اُسکی ہے

این سخن همچون ستاره است و قمر ٭ لیک بے فرمان حق ندهد اثر
یہ سخن ہے مثل انجم اور قمر ٭ لیک بے حکم خدا کب دے اثر

این ستاره بے جهت تاثیر او ٭ می زند بر گوشهاے وحی جو
یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو ٭ وحی جو کے کان پے مارے ہے وہ

که بیائید از جهت تا بے جهات ٭ تا نگه اندر شما را گرگ مات
کہ جہت سے آؤ سوے بے جہات ٭ تا تمھارے کو نہ پھاڑے گرگ مات

آن چنان که لمعهٔ دریاش اوست ٭ شمس دنیا در صفت خفاش اوست
وہ چمک مین اسطرح دریاش ہے ٭ شمس دنیا وصف مین خفاش ہے

هفت چرخ ازرقی در رق اوست ٭ پیک ماه اندر تب و در دق اوست
چرخ ساتون اُسکے تابعدار ہین ٭ مہ کا قاصد اُسکی دوڑ و دھوپ مین

[1] جو کفن پہنے الخ ۲ شعر جو زمین کفن پہنے برف دار تو تیغ حسام الدین کی مار مشرق سے عیان کر سیف اللہ کو اور اُس مشرق سے گرم کر درگاہ کو آفتاب خنجر مارے برف کو اور خاک پر کوہون سے آب جاری کرے کیونکہ شرقی و لا غربی وہ ہے اور رات دن وہ منجمیون سے لڑتا ہے کیونکہ انجم بے ہدی کو میرے سوا قبلہ جانا از راہ مکر و دغا کے وہ قول امین تم کو ناخوش آئے کہ قرآن مین درج ہے ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو یعنی خداوند عالم معنی پیدا کرتا ہے اور بردہ حروف مین چھپاتا ہے تو معرفت حاصل کرنا کہ وہ تجکو بجانب وصل کے لیجائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پس قزح سے الخ ۲ شعر آگے ماہ کے قزح سے باندھے کیونکہ ڈرتا ہے شق القمر سے تو اسکا منکر ہے کہ آفتاب تیرہ ہوگا اور تیرے آگے وہ عالی مرتبہ ہے تو نے دیکھا کہ انجم سے تصرف ہوا ہے اور تجکو ناخوش ہوا والنجم ہوا تحقیق ماہ سے موثر تر نہو نان سے ای بہت نان جان سے عرق ڈالتی ہے زہرہ موثر نہو وے آب سے ای بہت آب ہے کہ تن ویران کرتا ہے تو اندر جان کے اُسکی محبت رکھتا ہے اور دوستون کی تو پند رکھتا ہے کان پر ہماری پند تجھین اثر نہین کرتی ہے پس تیری پند ہم مین اثر کب رکھے یعنی تجھکو خواہشات نان و آب کی از بس ہے پس تو نصیحت دوستون کی کب سنتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] شاید آئے الخ ۲ شعر شاید دوست سے خاص کنجی معرفت کی آئے کہ مقالید السموات اسکی ہے یہ سخن مثل نجم و قمر کے ہے ولیکن بغیر حکم خدا کے اثر کب دے یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو کان پر وحی جو کہ مارتا ہے کہ جہت سے جانب بے جہات آؤ تاکہ تمکو گرگ مات نہ پھاڑے پس وہ ستارہ چمک مین اس طرح دریاش ہے کہ شمس دنیا وصف مین خفاش ہے ساتون چرخ اسکے تابعدار ہین اور ماہ قاصد اسکی دوڑ دھوپ مین ہے یعنی یہ ستارہ سخن کا روشن تر ہے کہ وحی جو کے کان پر اثر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [4] منشرق کا ہر مغرب کا ۱۲ [5] جبوقت ستارے تیرہ ہوجائینگے ۱۲ [6] نہ طلوع نہ غروب

زہرہ چنگ مسئلت بروی زده — مشتری با نقد جان پیش شده
در ہوای پای بوس او زحل — لیک خود را می نبیند آن محل
دست و پا مریخ چندین خستہ ازو — وان عطارد صد قلم بشکستہ زو
با منجم این ہمہ انجم بجنگ — کای ربا کرده تو جان بگزیده رنگ
جان بیست و ما ہمہ نقش و رقوم — کوکب ہر فکر او جان نجوم
فکر کو آنجا ہمہ نور ست پاک — بہر تست این لفظ فکر ای فکرناک
ہر ستاره خانہ دارد در علا — ہیچ خانہ در نگنجد نجم ما
جان بی سو در مکان کی در رود — نور نامحدود را حد کی بود
لیک تمثیلی و تصویری کنند — تا کہ دریابد ضعیفی دردمند
مثل نبود لیک آن باشد مثل — تا کند عقل مجمد را گسیل
عقل سر تیز ست لیکن پای سست — زانکہ دل ویران شدست و تن درست
عقل شان در نقل دنیا پیچ پیچ — فکر شان در ترک شہوت ہیچ ہیچ
صدر شان در وقت دعوی ہمچو شرق — صبر شان در وقت تقوی ہمچو برق
عالمی اندر ہنرہا خودنماست — ہمچو عالم بی وفا وقت وفاست
وقت خود بینی نگنجد در جہان — در گلو و معده گم گشتہ چو نان

زہرہ کرتا اس سے ہے بس التجا — مشتری با نقد جان آگے بڑھا
خواہش پابوس میں اُسکے زحل — لیک اُس نے دیکھا نے اپنا محل
نفع ڈھونڈھا اس سے بس مریخ نے — سو قلم ٹوٹے دبیر چرخ کے
کرتے ہیں انجم منجم سے یہ سب — جان چھوڑ ہی و رہا صورت پہ تب
جان ہے وہ اور ہم ہیں نقش و رقوم — اُسکے کوکب فکر کا جان نجوم
کان ہے فکر اُس جا ہے بالکل نور پاک — فکر ہے تیرے لئے اے فکرناک
ہر ستارہ رکھے خانہ چرخ پے — نے سما تا گھر میں میرا انجم ہے
بے جہت جان کب مکان میں جائے گا — نور نامحدود کی کب ہووے حد
لیک تشبیہ اور تمثیلیں کہیں — تا ضعیف العقل اسکو پا سکیں
مثل نے ہو لیک ہووے وہ مثال — تا کہ عقل منجمد ہووے فعال
عقل ہے سر تیز لیکن پا ہے سست — کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست
عقل اُنکی پیچ دنیا کے ہے ہیچ — فکر انکی ترک شہوت میں ہے ہیچ
وقت دعوی سینہ انکا مثل شرق — وقت تقوی اصبر انکا مثل برق
ہے ہنر میں ایک عالم خودنما — مثل عالم بے وفا وقت وفا
نے خودی سے اُسکے اندر ہو جہان — حلق و معدہ میں ہوا گم مثل نان

۵۱ زہرہ آلخ ۷ شعر زہرہ اس کی التجا کرتا ہے اور مشتری نقد جان سے آگے بڑھتا ہے زحل خواہش پابوس میں اس کی ہے لیکن اس نے اپنا محل نہیں دیکھا ہے مریخ نے اس سے نفع ڈھونڈا اور سو قلم دبیر چرخ کے ٹوٹے یہ سب انجم منجم سے لڑتے ہیں کہ جان کو چھوڑ دو اور صورت پر رہا وہ جان ہے اور ہم سب نقش و رقوم ہیں اس کی فکر کا ستارہ نجوم کی جان ہے اس جا فکر کہاں بالکل نور پاک ہے تیرے لئے اے فکرناک ہر ایک ستارہ چرخ پر خانہ رکھتا ہے میرا انجم گھر میں سما نہیں سکتا یعنی نجم ستاروں کی صورت پر نظر رکھتے ہیں مگر ستارہ سخن کو نہیں جان سکتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بے جہت آلخ ۶ شعر جان بے جہت کب مکان میں جاتی ہے اور نامحدود کب حد رکھتا ہے ولیکن تشبیہ و تمثیل میں کہتے ہیں تا ضعیف العقل اُس کو پا سکیں مثل نہیں ولیکن وہ مثال ہووے تا کہ عقل منجمد فعل کرنے والی ہو عقل سر تیز ہے ولیکن پاے سست کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست انکی عقل نقل دنیا میں پیچ در پیچ ہے اور فکر انکی ترک شہوت میں ہیچ ہیچ وقت دعوی کے انکا سینہ مثل شرق کہ اور وقت تقوی کے انکا صبر مثل برق کے ہے یعنی جان بے جہت کب مکان میں آسکے لیکن مثالوں میں کہیں ضعیف العقل اس کو پا سکیں یعنی معقولات کا حال محسوسات میں کب بیان ہو سکے تمثیل و مثال میں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہے ہنر میں آلخ ۲ شعر ہنر میں ایک عالم خودنما ہے اور وقت وفا کے مثال عالم کے بیوفا ہے خودی سے آ نہیں سکتا ہے جہان میں اور حلق و معدہ میں گم ہو جب مثال نان کے اُن کے یہ تمام اوصاف نیک ہوں جو کہ خوبی نیک ہوں وہ بدتر ہو و یں اگرچہ مخنوث گندہ مثل نانی کے ہے جو وہ جان سے ملی روشنی ہووے جو جمادی کہ نبات میں ملے اس کی قیمت سے نخل حیات کا اُگے اور جو نباتی کہ وہ جان سے ملے وہ خضر کے مانند آب حیات ہے جو کہ بہرہ جان جانان سے ملے وہ عمر بے پایان میں سامان رکھے یعنی عادت بد ہنگام تصرف مرشد کے جان طالب میں بالکل خود ؤ ہو جاتی ہے سبزہ روندہ سے چنانچہ آگے اس کی مثال میں سوال سائل کا واعظ سے بیان ہے ۱۲ فافہم

این همه اوصاف شان نیکو شود　　بد نماند چونکه نیکو جو شود
گر منی گنده بود همچون منی　　چون بجان پیوست گردد روشنی
هر جمادی کو کند رو در نبات　　از درخت بخت او روید حیات
هر نباتی کو بجان روی آورد　　خضروار از چشمهٔ حیوان خورد
باز جان چون روی سوی جانان کند　　رخت را در عمر بی پایان نهد

یہ تمام اوصاف اُنکے نیک ہوں　　بد نہ ہوویں جو کہ خوے نیک ہوں
گندہ نخوت گرچہ ہے مثل منی　　جو ملے وہ جان سے ہو روشنی
جو جمادی کہ ملے اندر نبات　　نخل قسمت سے اُگے اسکی حیات
جو نباتی کہ ملے وہ جان سے　　خضر سان وہ آبحیوان سے چکھے
جو کہ پھر وہ جان جانان سے ملے　　عمر بے پایان میں وہ سامان رکھے

سوال کردن سائلے از واعظے کہ مرغی بر سر بارو نشست از سر و دم او کدام فاضل تر است

سوال کرنا ایک سائل کا واعظ سے کہ ایک مرغ جو فصیل شہر پر بیٹھا تھا اُسکا بہتر ہے یا دم اسکی

واعظی را گفت روزی سائلی　　کای تو منبر را ستی تر قابلی
یک سوالستم بگو ای ذو لباب　　اندرین مجلس سوالم را جواب
بر سر بارو یکی مرغی نشست　　از سر و دمش کدامین بهتر است
گفت گر رویش بشهر و دم بده　　روی او از دم او میدان که به
ور سوی شهرست دم رویش بده　　خاک آن دم باش و از رویش بجه
مرغ را پر می پرد تا آشیان　　پر مردم همت است ای مردمان
عاشقی کالوده شد در خیر و شر　　خیر و شر منگر تو در همت نگر
باز اگر باشد سپید و بی نظیر　　چونکه صیدش موش باشد شد حقیر
ور بود چغدی و میل او بشاه　　او سر بازست منگر در کلاه
در همی شیری خورد از مرده خر　　سگ بود او شکل شیری کم نگر
در پلنگ و گرگ را افگند سگ　　شیر میدان مرورا بی ریب و شک

ایک دن واعظ سے سائل یوں کہے　　کہ تو قابل تر ہے منبر کے لئے
ہے سوال اک میرا اب ہو کامیاب　　دے اسی مجلس میں تو اسکا جواب
مرغ بیٹھا ہے فصیل شہر پے　　سر و دم سے اُسکے بہتر کون ہے
بولا گر منھ سوئے شہر اور دم بدہ　　منھ کو دم سے جانتا بہتر تو رہ
شہر کی جانب اگر دم اسکی ہے　　بہتر اُسکی دم ہے اُسکے منھ سے
آشیان تک مرغ کو پہونچائے پر　　آدمی کا پر ہے ہمت اے بشر
خیر و شر میں جو ہے عاشق مبتلا　　خیر و شر مت دیکھ رکھو ہمت سدا
باز گر ہووے سفید و بے نظیر　　اور چوہے مارے تو ہووے حقیر
گر ہے اُلّو اور ہے خواہان شاہ　　میر باز اک ہے نہ دیکھ اُسکی کلاہ
ایسے ہی گر شیر کھائے مردہ خر　　ہے وہ کُتّا اور نہیں ہے شیر نر
گرگ چیتے کو اگر مارے وہ سگ　　شیر جانو اُس کو بے شبہہ و شک

۵۱ ایک دن آلخ ۵ شعر ایک سائل نے واعظ سے کہا کہ تو منبر کے ہمیشہ قابل تر ہے۔ اب میرا ایک سوال ہے اس مجلس میں اسی وقت جواب دے ایک مرغ فصیل شہر پہ بیٹھا ہے سر دُم سے اُس کی کون بہتر ہے واعظ نے کہا کہ اگر منھ طرف شہر کے دوم جانب دہ کے ہے پس منھ کو دم سے بہتر تو جانتا رہ اور اگر شہر کی جانب اُس کی دُم ہے تو اُس کی دُم بہتر ہے اُس کے منھ سے آگے اس کے حقائق ہیں۔

۵۲ آشیان تک آلخ ۶ شعر مرغ کو آشیان تک پر پہونچاتا ہے اور آدمی کا پر ہمت ہے جو کہ عاشق خیر و شر میں مبتلا ہے تو خیر و شر مت دیکھ اور ہمیشہ ہمت کو دیکھ یعنی ہمت انسان کی اگر اپنی اصل کی جانب ہے تو وہ بہتر ہے اگر دنیا کی جانب ہے وہ بد تر ہے آگے اس کی مثال ہے باز اگر سفید و بے نظیر ہووے اور چوہے مارے تو وہ حقیر ہووے اگر اُلّو ہے اور بادشاہ کا خواہان ہے وہ ایک امیر باز ہے اُس کی کلاہ مت دیکھ ایسے ہی اگر شیر مردہ خر کھائے وہ کتّا ہے اور شیر نر نہیں ہے اگر وہ سگ گرگ و چیتے کو مارے اُس کو تم بے شبہہ و شک شیر جانو اس کے حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

آدمی بس شاید یک مشت گل / برگذشت از چرخ و از کوکب بدل
آدمی برقدر یک طشت خمیر / برفزود از آسمان و از اثیر
هیچ کرمنا شنید این آسمان / که شنید این آدمی پرغمان
بر زمین و چرخ عرضه کرد کس / خوبی عقل و عبارات و هوس
جلوه کردی هیچ تو بر آسمان / خوب رویی و اصابت در گمان
پیش صورتهای حمام ای پسر / عرضه کردی هیچ سیم اندام بر
بگذری زان نقشهای همچو حور / خلوت آری با عجوزی نیم کور
در عجوزی چیست کایشان را نبود / کو ترا زان نقشها با خود ربود
تا نگویی من بگویم در بیان / عقل و حس و درک و تدبیرست جان
در عجوزی جان آمیزش کنی است / صورت گرمابها را روح نیست
صورت گرمابه گر جنبش کند / در زمان از صد عجوزت بر کند
جان چه باشد باخبر از خیر و شر / شاد از احسان و گریان از ضرر
چون سر و ماهیت جان مخبرست / هر که او آگاه‌تر با جان‌ترست
اقتضای جان چو ای دل آگهی است / هر که آگه‌تر بود جانش قوی ست
روح را تاثیر آگاهی بود / هر که را زین بیش اللهی بود
خود جهان جان سراسر آگهی است / هر که بیجان است از دانش تهی است

مشت گل سے آدمی پیدا ہوا / دل کی رہ سے نجم و گردون پر گیا
طشت آٹے کی بمقدار آدمی / کرۂ گردون سے رکھے برتری
اور کبھی گردون نے کرمنا سنا / کہ سنا اس آدمی نے برملا
اور زمین و چرخ پر ظاہر کیا / بس کسی نے خوبی عقل و ہوا
جلوہ گردون پر کیا ہے تجھ سوا / خوبی رو فکر محکم نے بھلا
صورتون حمام کے آگے پسر / خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر
نقش مثل حور سے گذرا تو ہی / زال بدصورت سے تو صحبت رکھے
زال مین کیا ہی کہ جو انمین نہ تھا / کہ لیا ان نقشون سے تجھکو لبھا
مت کہے تو مین کرتا ہون بیان / عقل و تدبیر اسمین ہی اور حس جان
جان آمیزش رکھے ہی زال سے / صورت حمام مین نے روح ہے
صورت حمام گر حرکت کرے / تجھکو اس دم چھین لے سو زال سے
خیر و شر سے جان جو ہووے باخبر / شاد احسان سے ضرر سے نوحہ گر
جان ماہیت جو دیتی ہی خبر / اس سے جو آگاہ تر با جان تر
جان کی خواہش ہی جو اے دل آگہی / جو کہ آگہ تر ہی جان اس کی قوی
روح کی تاثیر ہے بس آگہی / جسکو اس سے زیادہ وہ ہی اللّٰہی
خود جہان جان ہی بالکل آگہی / جو کہ بیجان ہے وہ دانش سے تہی

سطر ۱ مشت گل آلخ ٦ شعر آدمی مشت گل سے پیدا ہوا اور دل کی راہ سے نجم گردون پر گیا آدمی طشت آٹے کی مقدار کو کرۂ گردون سے برتر رکھتا ہے اور گردون نے کبھی کرمنا نہ سنا کہ آدمی نے برملا سنا ہے زمین و آسمان پر ظاہر کیا کسی نے خوبی عقل و ہوا کو تجھ سوا گردون پہ جلوہ کیا ہے خوبی رخ و فکر محکم سے صورت حمام کے آگے خود کو ظاہر کرتا کوئی پیغمبر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سطر ۱۲** نقش مثل حور سے آلخ ۷ شعر تو نقش مثل حور سے گذرا ہے اور زال بدصورت سے صحبت رکھتا ہے زال مین کیا ہے کہ ان مین نہ تھا کہ ان نقشون سے تجھ کو اپنی طرف لبھا لیا ہے پس تو مت کہہ کہ مین ہی بیان کرتا ہون کہ عقل و تدبیر درک و حس و جان اس مین ہے جان زال سے آمیزش رکھتی ہے اور صورت حمام اگر حرکت کرے اس دم تجھ کو چھین لے سو زال سے جو جان خیر و شر سے باخبر ہو وہ احسان سے شاد و ضرر سے نوحہ گر ہو جان کی ماہیت جو خبر دیتی ہے اس سے جو آگاہ نہ رہے وہ جان سے زیادہ ہے یعنی جو کوئی اپنی جان سے آگاہ ہے اس کی جان آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ **سطر** جان کی آلخ ۷ شعر اے دل جو جان آگہی ہے پس جو کہ آگاہ تر ہے اسکی جان قوی تر ہے پس روح کی تاثیر ہے آگہی جس کو آگہی زیادہ ہے وہ اللہ والا ہے تحقیق جان جہان کی بالکل آگہی ہے پس جو بیجان ہے وہ دانش سے خالی ہے جو کہ ان جسمون سے خبر ین باہر ہین اس میدان مین جان جماد ہوا دل جان مظہر درگاہ ہوئی پس ملک سب عقل و جان تھے تیری جان آئی و ملائک اس کے جسم و جان بنے جو اس جان سے و ملائک سعادت ملے نہ سکے مانند اس روح کے خادم ہے یعنی جس جان کو آگہی زیادہ ہے وہ جان زیادہ ہے اور جسکو یہان آگہی نہین ہے وہ جان اس جہان مین مثل جماد کے ہے پس جان کی جان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون خبرہاہست بیرون زین نہاد | باشد این تن نہادان میدان جماد
جان اول مظہر درگاہ شد | جانِ جان خود مظہر اللہ شد
آن ملائک جملہ عقل و جان بُدند | جان نو آمد کہ جسم آن شدند
از سعادت چون بران جان بر زدند | ہمچو تن آن روح را خادم شدند
آن بلیس از جان ازان در پردہ بود | یک نشد با جان کہ عضو مردہ بود
چون نبودش آن فدائے آن نشد | دست بشکستہ مطیع جان نشد
جان نشد ناقص گران عضوش شکست | کان بدست اوست تاند کرد ست
سر دیگر ہست کو گوش دگر | طوطی کو مستعد آن شکر
طوطیان خاص را قندیست ژرف | طوطیان عام ازین خود بستہ طرف
کے چشد درویش صورت زان نکات | معنی ست آن نے فعولن فاعلات
آن خرِ عیسی دریغش نیست قند | لیک خر آمد بہ خلقت کہ پسند
قند خر را گر طرب انگیختی | پیش خر قنطار شکر ریختی
معنی نختم علی افواہہم | این شناس اینست رہرو را مہم
تا ز راہ خاتم پیغمبران | تو کہ برخیزد ز لب ختم گران
ختمہای کانبیا بگذاشتند | آن بدینِ احمدی برداشتند
قفلہاے ناکشادہ ماندہ بود | از دم انا فتحنا برکشود
او شفیعست این جہان و آنجہان | این جہان در دین و آنجا در جنان

جو کہ خبرین باہران جسمون سے ہین | ہو جماد اک جان اُس میدان مین
جان اول مظہر درگاہ ہوئی | جان کی جان خود مظہر اللہ ہوئی
وہ ملائک جملہ عقل و جان سے تھے | جان نو آئی وہ جسم اُس کے بنے
باسعادت جو وہ اُس جان سے ملے | مثل تن اُس روح کے خادم ہوئے
جان سے محجوب[۱] اس سبب شیطان رہا | نے ملا جان سے کہ مردہ عضو تھا
جو نہ تھی جان نے ہوا اُس کا فدا | ہاتھ ٹوٹا نے مطیع جان کا ہوا
عضو گر ٹوٹا نہ ناقص جان ہوئی | دست حق مین ہے وہ دیوے راستی
دوسرا بھید ہے اور ہی کان ہے | ایسی طوطی کان ہے وہ شکر چکھے
قند افزون طوطیان خاص کا | طوطیان عام خود اُس سے جدا
پائین کب درویش صورت نکات | وہ ہے معنی نے فعولن فاعلات
نے دریغ[۲] اسکو خرِ عیسی سے قند | ہے ولیکن خر کی خلقت کہ پسند
ہوتی گر فرحت گدھے کو قند سے | رکھتے بار قند خر کے سامنے
معنی نختم علی افواہہم | اس لئے آگاہی سالک کو مہم
خاتم پیغمبران کی راہ سے | ہے توقع ختم لب پر سے اُٹھے
انبیا کے ختم مین جو باقی رہین | دین احمد مین وہ بالکل اُٹھ گئین
بے فتح کے رہ گئے تھے جو قلعے | وہ دم انا فتحنا سے کھلے
وہ شفیع[۳] اس عالم اُس عالم کے ہین | دین مین یہان اور روان ہین خلد مین
تحقیق فتح دی ہے ۱۲

[۱] جان سے آخر ۶ شعر اس سبب شیطان جان سے محجوب رہا اور جان سے نہ ملا کہ عضو مردہ تھا جو جان نہ تھی اُس کا فدا نہ ہوتا پس ہاتھ ٹوٹا مطیع جان کا نہ ہوا اگر عضو ٹوٹا تو جان ناقص نہ ہوئی کہ وہ دست حق مین ہے اور دست اُسے راستی دے دوسرے بھیدون کا اور ہی کان ہے ایسی طوطی کہان ہے کہ جو وہ شکر چکھے طوطیان خاص کا قند زیادہ ہے اور طوطیان عام خود اس سے جدا ہین درویش صورت کے وہ نکات کب پائین وہ معنی ہے نہ فعولن فاعلات ہے یعنی عوام لذت معنی سے بیخبر ہین اور راہ معنی کو خاصان حق جانتے ہین آگے مثال ہے فافہم ۱۲ [۲] نے دریغ آخر ۶ شعر اُس کو خر عیسی سے دریغ قند نہین ہے ولیکن خر کی خلقت کا پسند ہے اگر گدھے کو قند سے فرحت ہوتی بار قند کے خر کے روبرو رکھتے ترجمہ مہر کی ہم نے اوپر دہانون اُن کے کے اسواسطے سالک کو آگہی مشکل ہے از راہ خاتم پیغمبران کے امید ہے کہ ختم لب پر سے اُٹھ جائے جو انبیا سے ختمین باقی رہین تھین وہ دین احمد مین بالکل اُٹھ گئین جو قلعے کہ بے فتح کے رہ گئے تھے وہ دم انا فتحنا سے کھل گئے یعنی اگر اس دنیا یہ معنی پاتے تو اہل اللہ کو کون پوچھتا پس جو تکلف کہ انبیا عم کے عہد مین باقی رہ گئے تھے اُمت جناب رسول اللہ کو حاصل ہوئے بطفیل جناب رسول مقبول صلعم آگے بیان حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ [۳] وہ شفیع آخر ۸ شعر حضرت رسول مقبول صلعم اس عالم و اُس عالم ہین شفیع ہین یعنی دنیا مین یہان اور وہان خلد مین یہ جہان کہتا ہے کہ اُنکے راہ بتلا اور وہ جہان کہتا ہے اُنکا مادہ دکھلا ظاہر و باطن مین اُس فنون کا یہ پیشہ ہے ترجمہ ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہین جانتی ہین اُنکے دم سے یہ دونون دیوانے کھل گئے اور اُنکی دونون عالم مین دعوت مستجاب ہے اسواسطے وہ خاتم ہین کہ بسبب سخاوت کے اُنکے مثل کوئی نہ تھا اور نہ ہوئیگا جو اُستاد صنعت مین غلبہ رکھے تو نہ کہے کہ صنعت قسم مجھے دے تو تمہیں کہو لینے مین ختم کے خاتم ہے اور عالم جان بخش خاتم ہے یہ ان اشارون سے مراد محمد ہے سب کھل گیا سب کھل گیا سب کھل گیا یعنی اس مثنوی مین کل اشارے حضرت رسول مقبول صلعم کی جانب ہین کیونکہ مثنوی کل نعت ہین ہے پس مولانا فرماتے ہین کہ اب یہان اس دفتر مین وہ کل اشارے کھل گئے آگے رسول اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

این جہان گوید که تو رہشان نما
آن جہان گوید که مہشان نما

پیشہ این اندر ظہور و در کمون
اہد قومی انہم لا یعلمون

باز گشتہ از دم او ہر دو باب
در دو عالم دعوت او مستجاب

بہر این خاتم شدست او که بجود
مثل او نے بود و نے خواہند بود

چونکه در صنعت برد اُستاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر توہست

در کشاد ختمہا تو خاتمے
در جہان روح بخشان حاتمی

ہست اشارات محمد المراد
کُل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

صد ہزاران آفرین برجان او
بر قدوم دور فرزندان او

آن خلیفہ زادگان مقبلش
پیدا اند از عنصر جان و دلش

گر ز بغداد و ہری یا از رے اند
بیمزاج آب و گل نسل وے اند

شاخ گل ہر جا کہ می روید گل است
خم مل ہر جا کہ میجوشد مل است

گر ز مغرب بر زند خورشید سر
عین خورشیدست نے چیزے دگر

عیب جویان را ازین دم کور دار
ہم بہ ستاری خود ای کردگار

گفت حق چشم خفاش بدسگال
بستہ ام من ز آفتاب بے مثال

از نظرہای خفاش کم و کاست
انجم و آن شمس نیز اندر خفاست

انجم آمد چون مرید و شمس پیر
شمس آمد بالیقین بدر منیر

یہ جہان کہوے تو رہ ان کی بتا
وہ جہان کہوے تو مہ انکا دکھا

ظاہر و باطن مین پیشہ ذو فنون
اہد قومی انہم لا یعلمون

دم سے اسکے کھل گئے یہ دونوں باب
دونوں عالم مین ہے دعوت مستجاب

اس لئے خاتم ہے وہ کہ با سخا
مثل اُسکے نے تھا اور نے ہوئیگا

اوستاد صنعت مین جو غلبہ رکھے
نے رکھے تو ختم صنعت تجھسے ہے

کھولنے مین ختم کے خاتم ہے تو
عالم جان بخش مین حاتم ہے تو

ہے مراد احمد اشارون سے دلا
کھل گیا سب کھل گیا سب کھل گیا

آفرین[1] صد ہا ہون انکی جان پر
آنپر اُنکے دو ور فرزندان پر

وہ خلیفہ زادے مقبل اُسکے ہین
پیدا اُسکے عنصر و دل جان سے ہین

گر ہین بغداد و ہری سے یا کہ رے
بیمزاج آب و گل نسل اسکی ہے

شاخ گل جسجا اگے ہی ہے وہ گل
خم مل جس جا کرے ہے جوش مل

گر طلوع خورشید ہووے غرب سے
عین ہے خورشید نے چیز اور ہے

عیب[2] جو کو کور رکھ اس دم مین تو
اپنی ستاری سے بھی اے رب نکو

بولا حق کہ دیدے بد خفاش کے
باندھے مین نے شمس بے مانند سے

دیدہ خفاش کم اور کاست ہے
انجم و خورشید بھی مخفی رہے

انجم آیا چون مرید و شمس پیر
شمس آیا بالیقین بدر منیر

نکوہیدن ناموسہای پوشیدہ را کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق اند و راہزن صد ہزاران ابلہ نادان

طعنہ مارنا شرمہای پوشیدہ کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق کے ہین اور راہزن ہین لاکھون احمق نادانون کے

[1] آفرین آلخ ۵ شعر آفرین ہوجیو اُن کی جان پر اور اُن کے دونون فرزندون پر وہ خلیفہ زادے اُن کے مقبل ہین کہ اُن کے دل و جان و عنصر پیدا ہون اگرچہ بغداد و ہری کے یا رے مین ہین بے مزاج آب و گل ان کی نسل سے آگے اس کی مثال ہے شاخ گل جس جا اُگے وہ گل ہے خم مل جس جا گرے جوش مل ہے اگرچہ خورشید مشرق مین طلوع ہووے عین خورشید ہے اور چیز نہین یعنی آل جناب رسول مقبول صلعم کی کہین پیدا ہو تحقیق آل رسول اللہ ہے اُن پر درود و سلام ہوجیو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] عیب جو کو آلخ ۴ شعر تو اس دم عیب جو کو اندھا رکھ اپنی ستاری سے اے رب میرے حق نے کہا کہ دیدے خفاش کے مین نے باندھے شمس بے مانند کے دیدے خفاش کے کم و کاست سے انجم و خورشید بھی پوشیدہ رہے انجم مانند مرید کے آیا اور شمس مانند پیر کے آیا بالیقین بدر منیر یعنی عیب جو کی چشم سے جناب رسول مقبول بھی پوشیدہ رہے اور انکی آل بھی پوشیدہ رہے آگے ان عیب جو کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا ای صقال روح سلطان ہدی
مثنوی را نعمت مشروح دہ صورت امثال او را روح دہ
تا حروفش جملہ عقل و جان شوند سوی خلدستان جان پران شوند
ہم بسعی نور ارواح آمدند سوی دام حرف مستعصی شدند
باد عمرت در جہان ہمچون خضر جانفزا و دستگیر و مستمر
چون خضر الیاس معنی جاودان تا زمین گردد ز لطفت آسمان
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد گر نبودی طمطراق چشم بد
لیک از چشم بد زہر آب دم زخمہای روح فرسا خوردہ ام
جز برمز ذکر حال دیگران شرح حالت می نیارم در بیان
این بہانہ ہم ز دستان دلیست کہ ازو پایی دل اندر گلیست
صد دل و جان عاشق صانع شدہ چشم بد یا گوش بد مانع شدہ
خود یکی بوطالب آن عم رسول می نمودش شنعت عربان جہول
کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود او بگردانید دین معتمد
منصب جد او آبا را بماند در پی احمد چنین بے رہ براند
آن رسول پاکباز مجتبی از پی آن تا رہاند مرد را
گفتش ای عم یک شہادت تو بگو تا کنم با حق شفاعت بہر تو

اے ضیاء الحق حسام الدین آ اے جلاے روح و سلطان ہدیٰ
مثنوی کو نعمت مشروح دے اسکی شکل پیکری کو روح دے
تا حروف اُسکے سب عقل و جان ہوئین سوئے جنت جملہ جان پران ہوئین
عالم ارواح سے حاضر ہوئی تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسی
عمر تیری چون خضر یان ہو جیو جانفزا او دستگیر و پیشرو
چون خضر الیاس تو رہیو سدا تا زمین ہو لطف سے تیرے سما
لطف سے تیرے مین کہتا مختصر گر نہ ہوتا چشم بد کا خوف و ڈر
لیک چشم تیز پُر آشوب سے پہونچے زخم جانگزا اکثر مجھے
بس سواے رمز حال غیر کے شرح تیرے حال کی کب ہو سکے
یہ بہانہ بھی ہے دل کے مکر سے کہ مرا دل اُسکا بس پابند ہے
سو دل و جان عاشق صانع ہوئے چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے
خود ابوطالب پیمبر کے چچا دیکھتے عربون کا طعنہ ظاہرا
کہ کہین مجھکو عرب اک طفل سے پھر گیا وہ دین اپنا چھوڑ کے
باپ اور دادا کے منصب سے رہا ایسا بے رہ پیچھے احمد کے گیا
وہ رسول پاکباز مجتبےٰ اُس کے درپے تھے کرین اسکو رہا
بولے کہ تو اک شہادت دے چچا تا کہ حق سے ہوون مین شافع ترا

۵۱ اے ضیاء الحق آلخ ے **شعر** اے ضیاء الحق حسام الدین آ- اے جلاے روح و سلطان ہدایت کے تو مثنوی کو نعمت شروع دے اور اس کی شکل پیکری کو روح دے تا حروف اُس کے سب عقل و جان ہون اور جنت کی جانب سب جان پران ہون کہ عالم ارواح سے حاضر ہوئی اور تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسے عمر تیری خضر کے مانند ہو جیو اور جانفزا و دستگیر و پیشوا ہو جیو خضر و الیاس کے مانند تو ہمیشہ رہے تا کہ زمین تیرے لطف سے آسمان ہو مین لطف سے تیرے مختصر کہتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا یعنی یا حسام الدین مین تمہارا حال مختصر بیان کرتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا مگر کیا کرون کہ نظر لگنے کا خوف ہے کہ حاسدین بہت ہین پس مین غیر کے حال مین تمہارا احوال بیان کرتا ہون آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ **۵۲** لیک چشم تیز آلخ ے **شعر** ولیکن چشم تیز پر آشوب سے اکثر زخم جانگزا مجھے پہونچے پس یہ بہانہ بھی دل کے مکر سے ہے کہ میرا دل اُس کے پابند ہے سو دل عاشق صانع ہوگئے کہ چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے خود ابوطالب چچا پیغمبر صلعم کے عربون کا طعنہ ظاہر دیکھتے تھے کہ مجھکو عرب کہتے ہین ایک طفل سے اپنا دین چھوڑ کر پھر گیا اور اپنے باپ دادا کے منصب سے رہا احمد صلعم کا کہنا چاہا مگر صدمہ زخم چشم بد سے عاجز ہوا چنانچہ ابوطالب بھی طعنہ اہل عرب سے اختیار کرنے دین محمدی سے باز رہے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲ **۵۳** وہ رسول آلخ ٦ **شعر** وہ رسول پاکباز مجتبےٰ ابوطالب کے درپے تھے کہ اُن کو رہا کرین فرمایا کہ اے چچا ایک شہادت کہہ کہ تا مین حق سے تیرا شافع ہون کہا کہ ولیکن فاش ہووے سننے والون مین ترجمہ کہ کل راز تجاوز کرے دونون لب سے مشہور ہووے مین ان عربون کے مُنھ مین پڑجاؤن گا اور انکے آگے اس سبب سے خوار ہون گا ولیکن اس کو لطف ماسبق ہوتا تو بدلی کب کرتا رسول اللہ سے الغیاث اے غیاث المستغان ان دو شاخہ اختیارون سے بچا کہ دوست دشمن کو بسبب اختیار کے ایک دوسرے سے دو مات ہو رہا ہے آگے ان اختیارات کا بیان ہے فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم
گفت لیکن فاش گرد از سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع
می بمانم در زبان این عرب	پیش ایشان خوار گردم زین سبب
لیک اگر بودش لطف ماسبق	کی بدی این بددلی با جذب حق
الغیاث ای تو غیاث المستغیث	زین دو شاخه اختیارات خبیث
من ز دستان و ز مکر دل چنان	مات گشتم که بماندم از نشان
من که باشم چرخ با صد کار و بار	زین کمین فریاد کرد از اختیار
کای خداوند کریم و برد بار	ده امانم زین دو شاخه اختیار
جذب یکراهه صراط المستقیم	به ز دو راهه تردد ای کریم
زین دو ره گرچه همه مقصد توئی	لیک خود جان کندن آمد این دوئی
زین دو ره گرچه بجز تو عزم نیست	لیک هرگز رزم همچون بزم نیست
در نبی بشنو بیانش از خدا	آیه اشفقن ان یحملنها
این تردد هست در دل چون وغا	کاین بود به یا که آن حالت مرا
در تردد می زند بر هم دگر	خوف و امید بهی در کر و فر
زین تردد عاقبت ما خیر باد	ای خدا مر جان ما را کن تو شاد

مصرع اول	مصرع دوم
بولا لیکن فاش ہو اندر سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع
منھ مین ان عربون کے مین پڑ جاؤنگا	اس سبب خوار اُنکے آگے ہونگا
لیک ہوتا اُس کو لطف ماسبق	کرتا کب یہ بددلی با جذب حق
الغیاث اے تو غیاث المستعان	اس دو شاخہ اختیارون سے امان
مین[51] ریا اور مکر دل سے اسقدر	مات ہو کر بے نشان ہون بسر
کون ہون مین چرخ باصد کر و فر	اختیار او نا سے ہی بس نوحہ گر
کا ای خداوند کریم دو جہان	دے دو شاخہ اختیارون سے امان
جذب اک راہہ صراط المستقیم	ہی تردد کے دو راہہ سے سلیم
اس دوراہے گرچہ کل مقصد توئی	لیک آئی جان کنی خود یہ دوئی
اس دوورہ سے گرچہ تو ہی عزم ہے	لیک رزم ہرگز نہ مثل بزم ہے
سُن[52] تو قرآن مین کہ کہتا ہی خدا	آیہ اشفقن ان یحملنہا
یہ تردد دل مین مثل جنگ ہی	کہ یہ بہتر حال یا وہ ہے مجھے
مارتے باہم تردد مین سبھی	کر و فر مین خوف و امید بھی
اس تردد سے مری آخر ہو خیر	ای خدا کر جان کو میری تو سیر

مناجات و پناه جستن بحق از فتنه اختیار واسباب آن و بیان شکوهیدن و ترسیدن آسمان و زمین از اختیار

مصرع اول	مصرع دوم
ای کریم ذو الجلال مهربان	دائم المعروف دارای جهان
یا کریم العفو حی لم یزل	یا کثیر الخیر شاه بی بدل

مناجات اور پناہ چاہنا ساتھ خدا کے فتنہ اختیار و اسباب اُسکے سے اور بیان ڈرنا و خوف کرنا زمین و آسمان کا اختیار سے

مصرع اول	مصرع دوم
اے کریم[53] ذو الجلال مہربان	ہو سدا معروف دارائے جہان
یا کریم العفو حے لم یزل	یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

[51] مین ریا آخ ۱۱ شعر مین ریا و مکر دل سے اسقدر مات ہو کر سر بسر بے نشان ہون مین کون ہون بلکہ آسمان باوجود صد ہا کر و فر کے اونی اختیار سے از بس نوحہ گر ہے اے خداوند کریم دو جہان ان دو شاخہ اختیارون سے امان دے جذب ایک راہہ راہ مضبوط ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم ہے اگرچہ اس دو راہ سے مقصد تو ہی ہے ولیکن لڑائی ہرگز بزم کے مانند نہین ہے یعنی یہ دو راہ تردد کی کہ یہ کرون یا وہ کرون آفت ہے ایخدا اس سے امان دے اور ایک راہ جذب کو عطا کر کہ صراط المستقیم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [52] سن تو آخ ۴ شعر تو اٹھانے اُس کے سے پس یہ تردد دل مین جنگ کے مانند ہے کہ یہ حال مجکو بہتر ہے یا وہ حال سب تردد با ہم مارتے ہین کر و فر مین اور خوف و امید مین اس تردد سے میری آخر خیر ہووے اور اے خدا میری جان کو تو سیر کر یعنی تردد دنیا سے ای خدا مجکو بچا کہ یہ آفت راہ سلوک سے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ [53] اے کریم آخ ۴ شعر اے کریم ذو الجلال و مہربان کہ سدا معرفت و دارائے جہان ہے اے کریم العفو حی لم یزل و یا کثیر الخیر شاہ بے بدل یہ گھٹنا و بڑھنا اول تجھ سے ملا ورنہ کہنی یہ دریا ساکن تھا یہ تردد بھی کہ وہان کے و یا مجکو بے تردد کر از راہ سخاوت کے باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲

او لم این جزر و مد از تو رسید ورنه ساکن بود این بحر ای مجید
گھٹتا بڑھتا تجھ سے اول یہ رہا ورنہ ساکن تھا یہ دریا ایخدا

هم از آنجا کاین تردد دادیم بے تردد کن مرا هم از کرم
بھی وہان سے کہ تردد یہ دیا بے تردد کر مجھے از رہ سخا

ابتلایم می کنی آه الغیاث ای ذکور از ابتلایت چون اناث
میرا گرتا ہے تو افسوس امتحان مرد تیرے امتحان سے جون زنان

تا بکے این ابتلا یارب مکن مذهبی ام بخش و ده مذهب مکن
امتحان یہ کب تلک یارب نکر مذہب اک دے مجھکو دس مذہب نکر

اشتری ام لاغر و هم پشت ریش ز اختیار همچو پالان شکل خویش
اونٹ لاغر میرا زخمی پیٹھ ہے اختیار اپنی جو پالان شکل سے

این کژاوه گه شود این سو گران آن کژاوه گه شود آن سو کشان
یہ کجاوہ اس طرف کا ہے جھکے وہ کجاوہ اُس طرف کا ہے کھینچے

بفگن از من حمل ناهموار را تا ببینم روضهٔ انوار را
پھینک مجھ سے بوجھ ناہموار کو تا مین دیکھون گلشن انوار کو

همچو آن اصحاب کهف از باغ جود میچرم ز ایقاظ نی بل هم رقود
جون صحاب کہف مین از باغ جود کھاتا ہون ایقاظ سے نے بل رقود

خفته باشم بر یمین یا بر یسار برنگردم جز چو گو بے اختیار
سوتا ہون اوپر یمین یا کہ یسار لوٹتا ہون مثل گو بے اختیار

هم به تقلیب تو یا ذات الیمین یا سو ذات الشمال ای رب دین
تیرے پلٹانے سے یا ذات الیمین یا سو ذات الشمال ای رب دین

صد هزاران سال بودم در مطار همچو ذرات هوا بے اختیار
تھا مین اُڑنے مین برس لاکھون ہزار مثل ذرات ہوا بے اختیار

گر فراموشم شده ست آن وقت و حال یادگارم هست در خواب ارتحال
گر فراموش ہے تجھے وہ وقت حال خواب مین ہے یاد مجکو ارتحال

میرهم زین چار میخ چار شاخ می جهم در مسرح جان زین مناخ
چار میخ عنصر سے مین ہون چھوٹتا عالم جان کی طرف ہون بھاگتا

شیر آن ایام ماضیهای خود می چشم از دایه خواب ای صمد
شیر اپنے گذرے اُس ایام کا خواب کی دایہ سے پیتا ہون سدا

جمله عالم ز اختیار و هست خود میگریزد در سر سرمست خود
سارا عالم اختیار و ہست سے بھاگے سوے بیخودی و مست کے

تا دمی از هوشیاری وارهند ننگ خمر و بنگ بر خود می نهند
ہوشیاری سے کوئی دم تا چھٹین خود پہ ننگ و مے کی بدنامی رکھین

جمله دانستی که این هستی فخ است ذکر و فکر اختیاری دوزخ است
سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے اختیاری فکر دوزخ عام ہے

میگریزند از خودی در بیخودی یا به مستی یا به شغل ای مهتدی
بس خودی سے بیخودی مین جاتے ہین تا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین

ع۱ میرا گرتا ہے الخ ۵ شعر افسوس تو میرا امتحان کرتا ہے مرد تیرے امتحان سے مانند زنان کے ہین یہ امتحان کب تک اے رب مجکو ایک مذہب دے دس مذہب مت کر میرا اونٹ لاغر پشت زخمی ہے پس اختیار جون پالان شکل ہی یہ کجاوہ کبھی اسطرف جھکے اور وہ کجاوہ اُس طرف کبھی کھینچے بوجھ ناہموار کو مجھ سے پھینک تا کہ مین دیکھون گلشن انوار کو یعنی اے رب تو میرا امتحان نہ کر اور پردہ غفلت کو مجھ سے اٹھا کر گلشن انوار کو دکھا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع۲ جون صحاب کہف الخ ۵ شعر مین اصحاب کہف کے مانند از راہ بخشش کے کھاتا ہون بیداری سے نہین بلکہ خواب سے مین سوتا ہون اور اُلٹی طرف و سیدھی طرف لوٹتا ہون مانند گو کے بے اختیار تیرے پلٹا دینے سے پلٹتا ہون سیدھے پہلو کی طرف اے رب مین دین مین اُڑنے مین تھا لاکھون برس مانند ذرات ہوا کے بے اختیار اگرچہ وہ وقت حال اگلے زمانہ کا جو کہ لاکھون برس بے اختیار سیر مین گذرین ہین اب فراموش ہین مگر وہ عالم خواب مین یاد ہوتی ہین اور اولیاء اللہ کو حالت بیداری مین ظاہر ہوتی چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ ع۳ چار میخ الخ ۶ شعر مین میخ عنصر سے چھوٹتا ہون اور عالم جان کی طرف بھاگتا ہون اُس اپنے ایام گذشتہ کا شیر خواب کی دایہ سے ہمیشہ پیتا ہون تمام عالم اختیار و ہست سے بھاگتا ہے بیخودی و مستی کی طرف تا کہ کوئی دم ہوشیاری سے چھٹین اور خود پر شراب و بھنگ کی بدنامی رکھین سب نے جانا کہ یہ مستی دام ہے اختیار و فکر کی دوزخ عام ہے پس خودی سے بیخودی مین جاتے ہین یا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نفس ازان نیستی وا می کشی	زانکہ بے فرمان شد اندر بیہشی	نفس کو اس نیستی سے پھیرے	بیہوشی مین کیون گیا بے حکم کے
نیستی باید که او از حق بود	تا که بیند اندران حسن احد	نیستی وہ چاہیے کہ حق سے ہو	تاکہ دیکھے اُس مین حق کے حسن کو
لیس للجن و لا للانس ان	ینفذوا من حبس اقطار الزمن	لیس للجن و لا للانس ان (نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے)	ینفذوا من حبس اقطار الزمن (کہ باہر جاوین قید قطار زمانہ سے)
لا نفوذا الا بسلطان الهدیٰ	من تجاویف السموات العلیٰ	لا نفوذا الا بسلطان الهدیٰ (نہیں باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے)	من تجاویف السموات العلیٰ (جو فہاے آسمان بلند سے)
لاهدیٰ الا بسلطان یقی	من حراس الشهب روح المتقی	لاهدیٰ الا بسلطان یقی (نہین ہے ہدایت مگر ساتھ سلطان نگہبان کے)	من حراس الشهب روح المتقی (کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو)
هیچکس را تا نگردد او فنا	نیست رہ در بارگاه کبریا	جب تلک نہ ہو کسی کو وہ فنا	نہ ہو درگاہ خدا مین وہ رسا
هست معراج فلک این نیستی	عاشقان را مذهب و دین نیستی	بس ہے معراج فلک اب نیستی	عاشقون کا دین و مذہب نیستی
پوستین و چارق آمد از نیاز	در طریق عشق محراب ایاز	پوستین چیلی ہوئی از رہ نیاز	عشق کے مسلک مین محراب ایاز
گرچه او خود شاه را محبوب بود	ظاهر و باطن لطیف و خوب بود	گرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا	ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا
گشته بے کبر و ریا و کینہ	حسن سلطان را رخش آئینہ	بے ریا بے کبر و بے کینہ وہ تھا	حسن شہ کو بس رخ آئینہ وہ تھا
چونکه او هستی خود مفقود شد	منتهای کار او محمود شد	اپنی ہستی سے کہ جو مفقود ہو	کام اُسکا انتہا محمود ہو
زان قوی تر بود تمکین ایاز	که بخوف از کبر کردی احتراز	اس لئے بہتر تھا تمکین ایاز	کبر سے با خوف کرتا احتراز
او مهذب گشته بود و آمده	کبر را و نفس را گردن زده	نیک خصلت ہو کے وہ آیا تھا	قتل کر کے کبر کو اور نفس کو
یا پئے تعلیم می کرد آن حیل	یا برای حکمتی دور از امل	یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کو	یا اُس حکمت کو کہ نا اُمید ہو
یا که دید چارقش زان شد پسند	کز نسیم نیستی هستی ست بند	یا ہوئی دید اسکو چیلی کی پسند	نیستی کی یاد سے ہستی ہے بند
کان کشاید دخمه کان بر نیستی است	تا بیابد زان نسیم عیش و زیست	تا کھلے دخمہ کہ رکھے نیستی	تا ملے عیش و نسیم زندگی
تا نه بندد دخمه بر این بندگان	تا بیابد بوئے عیش آن جهان	یا یہ دخمہ باندھے ان مردون پہ راہ	پائے اُس عالم کی بوئے عیش و جاہ

سہ نفس کو الخ ۷ **شعر** اس نیستی سے نفس کو پھیرے کیون بیہوشی مین گیا بغیر حکم کے وہ نیستی چاہیے کہ حق سے ہو تاکہ اُس مین حق کے حسن کو دیکھے **ترجمہ** نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے یہ کہ باہر جاوین قید و قطار زمانہ سے **ترجمہ** نہین باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے جو فہاے آسمان بلند سے نہین ہے ہدایت مگر سلطان نگہبان کے کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو جبتک کہ وہ فنا کسی کو نہ ہو وہ درگاہ خدا مین رسا نہ ہو پس معراج فلک کی اب نیستی ہے اور عاشقون کا دین و مذہب ہستی ہے **یعنی** عاشقون کی معراج قیامت ہے نیست ہو کر ہست ہوتا ہے تب جمال خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے پس یہ کمال درویشی کا ہے آگے اس کی مثال ہی فافہم ۱۲ سہ ۲ ۸ **شعر** پوستین و چیلی از راہ نیاز کے عشق کے مسلک مین محراب ایاز ہوئی اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا اور ظاہر و باطن بہت لطیف خوب تھا بے ریا کبر و بے کینہ تھا اور حسن شاہ کے واسطے وہ رخ آئینہ تھا جو کہ اپنی ہستی سے مفقود نہوا اسکا کام انتہا مین محمود ہوا اسواسطے تمکین ایاز کا بہتر تھا اور بسبب خوف کے کبر سے احتراز کرتا تھا پس وہ نیک خصلت ہو کر آیا تھا اور کبر و نفس کو قتل کر کے یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کیواسطے یا اس حکمت کو کہ سب نا امید ہو یا اسکو دید چیلی کی پسند راہ ہوئی تھی کہ نیستی کی یاد سے ہستی بند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سہ ۳ ۵ تا کھلے الخ ۵ **شعر** تا دخمہ کھلے کہ نیستی رکھے تاکہ عیش و نسیم زندگی کی ملے تاکہ دخمہ ان مردون پر راہ نہ باندھے اور اس عالم کی بوئے عیش و جاہ کی پاوے اُس جہان کا ملک و مال و سیم و زر ہے ایک زنجیر جان کے پانون پر ہے زنجیر زرین دیکھکر مغرور نہوا اور جان اسواسطے جاہ مین شست سے رہے اسکی صحت خطا دور طالب نقش نگر و باطن مین ہر سانپ کا یعنی ایاز جو کہ اپنی اصل کو دیکھتا تھا نیستی اسکو منظور تھی پس نیستی ایاز کو اپنے پیش نظر تھی کہ تا درجہ کمال کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ملک و مال اطلس واین مرحله / هست بر جان سبکرو سلسله
سلسلهٔ زرین بدید و غره گشت / ماند در سوراخ چاهی جان ز دشت
صورتش جنت بمعنی دوزخی / افعی پر زهر و نقش گلرخی
گرچه مومن را سقر ندهد ضرر / لیک هم بهتر بود زانجا گذر
گرچه دوزخ دور دارد زان نکال / لیک جنت به ورا فی کل حال
الحذر ای ناقصان زین گلرخی / که بگاه صحبت آمد دوزخی
الفرار ای غافلان زین گلشنی / کو حقیقت بدترست از گلخنی
زینهار ای جاهلان زان گلشکر / که بسوزاند دهان را چون شرر
چند گویم من ترا کاین انگبین / زهر قتال است زان دوری گزین
لیک تلخ آمد ترا گفتار من / خواب می گیرد ترا انذار من
خواجه آخر یک زمان بیدار شو / وز حیات خویش برخوردار شو
هین روش بر گیر و ترک ریش کن / وز فنا و نیستی تفتیش کن

اس جہان کا ملک مال و ریشم و زر / ایک ہے زنجیر جان کے پاؤن پر
غرہ ہو زنجیر زرین دیکھ کے / جان رہے سوراخ چہ مین دشت سے
صورت اُس کی خلد دوزخ باطنا / نقش گلرو زہر باطن سانپ کا
گرچہ مومن کو نہ دوزخ سے ضرر / لیک بہتر ہوئے اس جا سے گذر
گرچہ دوزخ دور آفت سے رکھے / لیک بہتر خلد ہر حالت مین ہے
بھاگو اس گلرو سے تم اے ناقصو / وقت صحبت اس کو دوزخ جان لو
بھاگو اس گلشن سے تم اے غافلو / کہ حقیقت مین بتر گلخن سے وہ
تم بچو اُس گلشکر سے جاہلو / کہ جلائے مثل آتش منھ کو وہ
کب تلک تجھ سے کہون کہ یہ عسل / زہر قاتل ہے تو اس سے بچکے چل
پر تجھے کڑوا ہوا کہنا مرا / پند سے میرے تو سوتا ہی سدا
خواجہ آخر ایک دم بیدار ہو / اور حیات اپنی سے برخوردار ہو
اس روش پر چل داڑھی چھوڑ تو / کر فنا و نیستی مین جستجو

حکایت غلام هندو که به خواجه زاده خود پنهان هوس داشت چون دختر را با مهتر زاده عقد کردند غلام رنجور شد می گداخت کس علت او ندانست و او زهره گفتن نداشت

حکایت اُس غلام ہندو کی کہ اپنی خواجہ زادی سے پوشیدہ عشق رکھتا تھا جو اس دختر کی شادی سے ایک امیر زادہ کی ہوئی غلام بیمار ہوکے دبلا ہونے لگا اور کسی نے مرض اسکا نجانا اور وہ مجال کہنے کی نہ رکھتا تھا

خواجه را بود هندو بنده / پروریده کرده او را زنده
ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام / پالا خواجہ نے اُسے با عیش تام

۵۱ گرچہ الخ ۵ شعر اگرچہ مومن کو دوزخ سے ضرر نہیں لیکن بہتر ہوئے اُس جا سے گذرنا اگرچہ دوزخ آفت سے دور رکھتی ہو ولیکن خلد ہر حالت مین بہتر ہے اے ناقصو اُس گلرو سے تم بھاگو ... بوقت صحبت اسکو دوزخ جانو اے غافلو اس گلشن سے تم بھاگو کہ حقیقت مین وہ بدتر گلخن سے ہو اے جاہلو اس گلشکر سے تم بچو کہ وہ منھ کو مانند آتش کے جلائے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۲ تم کب تلک کہون کہ یہ عسل زہر قاتل ہو اُس سے بچکر چل ولیکن میرا کہنا تجھے کڑوا ہوا کہ میری پند سے تو سوا سوتا ہی اے خواجہ ایکدم بیدار ہوا اور اپنی حیات سے برخوردار ہو اس روش پر چل اور آرائش داڑھی کو چھوڑ اور فنا و نیستی مین جستجو کر یعنی اے طالبو اس دنیا سے بھاگو کہ یہ بصورت شکر زہر قاتل ہے پس تم بیدار ہو اور اپنی زندگی سے برخوردار ہو پس آرائش ریش و عمامہ کو ترک کرو اور فنا و نیستی مین کوشش کرو کہ یہ دنیا بظاہر محبوب ہے ولیکن سراسر آفت جان ہے آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ ۵۳ حکایت دوم ترک دنیا و حصول فنا و نیستی مین ۵۴ ایک خواجہ الخ ۸ شعر ایک خواجہ کا ایک ہندو غلام تھا کہ خواجہ نے اُسے پالا تھا با عیش تام و علم و آداب سے باخبر ہوا اور اُس کے دل مین شمع ہنر روشن ہوئی بچپن سے ناز مین پالا اور اُس کے کنار لطف مین رہا اس خواجہ کی ایک دختر تھی رشک سیم اندام و خوش گوہری جب لڑکی کدخدائی کو ہوئی تو لوگ طالب ہوئے اور اُس کا مہر زیادہ دینے لگے سرداروں کی جانب سے پیام آتے لڑکی کے واسطے ہر دن صبح و شام خواجہ نے کہا کہ مال کو قرار نہین ہے کہ دن کو آئے اور رات کو جائے ہزار حسن کا اعتبار نہین رکھتا ہے کہ چہرہ زرد ہو جبکہ خم مار کا پائے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

علم و آدابش تمام آموخته / در دلش شمع هنر افروخته
پروریده از طفولیت بناز / در کنار لطفش آن اکرام ساز
بود هم این خواجه را یک دختری / سیم اندامی گشی خوش گوهری
چون مراهق گشته دختر طالبان / بذل میکردند کابین گران
میرسید از جانب هر مهتری / بهر دختر دمبدم خواهشگری
گفت خواجه مال را نبود قرار / روز آید شب رود واند هزار
حسن صورت هم ندارد اعتبار / که شود رخ زرد از یک زخم خار
سهل باشد نیز مهتر زادگی / کو بود غره بمال از سادگی
ای بسا مهتر پسر کز شور و شر / شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
پر هنر را نیز اگرچه شد نفیس / کم پرست و عبرتی گیر از ابلیس
علم بودش چون نبودش عشق دین / او ندید از آدم الا نقش طین
گرچه دانی دقت علم ای امین / زانت نگشاید دو دیده غیب بین
او نبیند غیر دستاری و ریش / از معرف پرسد از بیش و کمیش
عارفان تو از معرف فارغی / خود همی بینی که نور بازغی
کار تقوی دارد و دین و صلاح / که ازو باشد بدو عالم فلاح
کرد یک داماد صالح اختیار / که بد او فخر همه خیل و تبار
پس زنان گفتند کو را مال نیست / مهتری و حسن و استقلال نیست
گفت آنها تابع زهدند و دین / بی زر او گنجی ست بر روی زمین
چون بجد تزویج دختر گشت فاش / دست پیمان و نشانی و قماش
پس غلام خواجه کاندر خانه بود / گشت بیمار و ضعیف و زار زود

دل میں روشن اُسکے ہوئی شمع ہنر / وہ ہوا علم و ادب سے باخبر
اور کنار لطف میں اُسکے رہا / بچپن سے ناز کے اندر پلا
رشک سیم اندام اور خوش گوہری / اور ایک لڑکی بھی اُس خواجہ کی تھی
مہر زیادہ اُس کا بس دینے لگے / لڑکی جب گدرائی تو طالب ہوئے
واسطے لڑکی کے ہر دن صبح و شام / آتے سرداروں کیجانب سے پیام
دن کو آئے رات کو جائے ہزار / بولا خواجہ مال کو نہ ہے قرار
زرد چہرہ ہو جو پائے زخم خلد / حسن صورت کا نہ رکھے اعتبار
احمقی سے مال پر غرہ کرے / [۱۵] بھی امیری مہتری آسان ہے
فعل بد سے خود ہوئے ننگ پدر / شور و شر سے ای بہت مہتر پسر
کم تو مان عبرت پکڑ ابلیس سے / پر ہنر گرچہ پسند اس کو کرے
دیکھا آدم کو نہ نقش گل سوا / علم تھا اُس کو نہ دین کا عشق تھا
نہ کھلے پر اُس سے چشم غیب بین / گرچہ نکتہ علم کا جانے امین
پوچھے عارف سے کم و بیشی سوا / وہ نہ دیکھے داڑھی پگڑی کے سوا
خود تو دیکھے نور اک روشن تو ہو / [۱۶] عارفا فارغ ہو تو عرفان سے
کہ ہو اُس سے دونوں عالم میں فلاح / کام تقوی رکھے اور دین و صلاح
کہ وہ فخر خاندان تھا مرد کار / اک کیا داماد صالح اختیار
حسن سرداری نہ استقلال ہے / عورتیں کہتیں کہ وہ بے مال ہے
گنج بے زر ہے وہ فرش خاک پے / بولا یہ تابع ہیں زہد اور دین کے
اور انگوٹھی اک نشانی کی چڑھی / ظاہرا لڑکی کی نسبت جب ہوئی
زار و بیمار اور ضعیف از بس ہوا / بس غلام خواجہ جو کہ گھر میں تھا

۱۵ بھی امیری الخ ۶ شعر بھی امیری و مہتری آسان ہے کہ احمقی سے مال پر غرہ کرے ای بہت مہتر پسر شور و شر سے بسبب فعل بد کے خود ننگ پدر ہوئے ہیں اگر پُر ہنر اُس مہتری کو پسند کرے تو کم مان اور عبرت پکڑ ابلیس سے اسکو علم تھا دین کا عشق نہ تھا کہ آدم کو دیکھا نہ نقش گل کے سوا اگرچہ نکتہ علم کا جانے و لیکن نہ کھلے اُس سے چشم غیب بین وہ داڑھی پگڑی کے سوا نہ دیکھے اور عارف سے کمی و بیشی ہمیشہ پوچھے یعنی علم جاننے سے چشم غیب بین روشن نہیں ہوتی ہے پس طالب ریش و دستار نہیں دیکھتا ہے وہ عارف سے کم بیشی ہمیشہ پوچھتا ہے کہ راہ سلوک کی ملے آگے اُسکے حقائق میں فافہم ۱۲ **۱۶** عارفا الخ ۸ شعر اے عارف تو فارغ ہو عرفان سے تو خود دیکھتا ہے اور تو ایک نور روشن ہے کام تقوی و دین و صلاح رکھتا ہے کہ اُس سے دونوں عالم میں فلاح ہو یعنی کام نور عرفان سے چلتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے ایک داماد صالح اختیار کیا کہ وہ مرد کار فخر خاندان تھا عورتیں کہتی تھیں کہ وہ بے مال ہے کہ حسن سرداری کا استقلال نہیں رکھتا ہے کہا کہ یہ زہد و دین کے تابع ہیں اور وہ گنج بے زر ہے فرش خاک پر جب کہ لڑکی کی بظاہر نسبت ہوئی اور ایک انگوٹھی نشانی کی چڑھی جو کہ غلام خواجہ کا گھر میں تھا بیمار و زار و ضعیف از بس ہوا دق والے کے مانند وہ گھلتا تھا کہ کم طبیب اُس مرض کو جانتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

همچو بیمار دقی او می گداخت — علتِ او را طبیبی کم شناخت
عقل می گفتی که رنجش از دل است — دارو تن در غم دل باطل است
آن غلام از دم نزد از حال خویش — گرچه می آمد ورا در سینه ریش
گفت خاتون را شبی شوهر که تو — باز پرس اندر خلا احوال او
تو بجای مادری او را بود — کز غم خود پیش تو پیدا کند
چونکه خاتون کرد در گوش این کلام — روز دیگر رفت نزدیک غلام
آن چنانکه مادران مهربان — نرم کردش تا در آمد در بیان
هم سرش را شانه میکرد آن ستی — با دو صد مهر و دلال و دوستی
گفت امید من از تو این نبود — که دهی دختر به بیگانه عنود
خواجه زادهٔ ما و ما خسته جگر — حیف نبود کو رود جای دگر
خواست آن خاتون ز تخشمی کاش — که زند وز بام زیر اندازدش
کو که باشد هندوی مادر غری — که طمع دارد ز خواجه دختری
گفت صبر اولی بود خود در گرفت — گفت با خواجه که بشنو این شگفت
اینچنین گرامی خائن را ببین — با گمان برده که او باشد امین
حال خود را این چنین گفت او مرا — خواستم کز خشم بکشم مر ورا

مثلِ دق والے کے بس گھلتا تھا وہ — جانتے تھے کم طبیب اُس رنج کو
عقل[۱] کہتی رنج دل اُس کو ہوا — تن کی دارو رنج دل مین ناروا
کچھ نہ اُس جا کر نے حال اپنا کہا — گرچہ زخمی اُس سے دل اسکا ہوا
بولا خواجہ اپنی عورت سے کہ تو — پوچھ خلوت مین بس اسکے حال کو
جو تو اُس جا کر کی ہی ماں کی جگہ — کہ وہ تجھ سے حال غم اپنا کہے
جب یہ خاتون نے سنا اُس سے کلام — دوسرے دن آئی نزدیک غلام
مثل[۲] مادر مشفقہ کے نرم اسے — بس کیا تا حال اپنا وہ کہے
سر مین کنگھی اُس کے بس کرتی تھی وہ — ساتھ دو سو مہر کے وہ نیک خو
بولا اے امید مجکو تم سے تھی — کہ یہ لڑکی غیر کو تم دیدو گی
خواجہ زادی میری مین خستہ جگر — کیون نہ حیف آئے کہ جائے غیر گھر
چاہا خاتون نے جو خشم آیا اُسے — کہ مین مارون یا گراؤن بام سے
کہ وہ مادر چود اور ہندو غلام — لیتا ہے از رہ طمع لڑکی کا نام
سوچی بہتر صبر تھا ما آپ کو — بولی خواجہ سے نئی بات اک سنو
دیکھو ایسا نائی خائن بالیقین — تھا گمان ہمکو کہ وہ ہوتے امین
حال اپنا یہ کہا اُس نے مجھے — مین نے چاہا مارون غصہ سے اُسے

صبر فرمودن خواجه مادر دختر را که غلام را زجر مکن که من او را بی زجر به تدبیر ازین طمع باز دارم

صبر فرمانا خواجہ کا مادرِ دختر کو کہ غلام کو مت دھمکا کہ مین اسکو بے دھمکائے ساتھ ایک تدبیر کے اس طمع سے باز رکھون گا

۱ عقل کہتی تھی الخ ۵ **شعر** عقل کہتی تھی کہ اس کو رنج دل کا ہوا پس تن کی دارو رنج دل کے واسطے ناروا ہے کچھ اُس غلام نے حال اپنا نہ کہا اگرچہ اس کا دل اُس سے زخمی ہوا خواجہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو خلوت مین پوچھ اُس کے حال کو جو تو اس غلام کی ماں کی جگہ ہے تو وہ تجھ سے اپنا حال کہے گا جب کہ خاتون نے یہ اس سے کلام سنا دوسرے دن نزدیک غلام کے آئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ مثل مادر الخ ۹ **شعر** مادر مشفقہ کے مانند اسے نرم کیا تاکہ وہ اپنا حال کہے سر مین اسکے کنگھی وہ کرتی تھی ساتھ دو سو محبت کے غلام نے کہا کہ مجھ کو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم یہ لڑکی غیر کو دو گی وہ میری خواجہ زادی اور مین خستہ جگر مجھے کیوں نہ افسوس آئے کہ غیر کے گھر جائے خاتون نے چاہا جو اُس کو غصہ آیا کہ مین ماروں یا گراؤن بام سے کہ وہ مادر بخطا اور ہندو غلام کہ از راہ طمع کے لڑکی کا نام لیتا ہے سوچی کہ صبر بہتر ہے اور آپ کو تھاما اور خواجہ سے کہا کہ ایک بات نئی سنو ایسا نائی خائن کو دیکھ ہم کو گمان تھا کہ وہ امین ہووے اُس نے یہ حال اپنا مجھ سے کہا مین نے چاہا کہ غصہ سے اُسے ماروں آگے صبر فرمانا خواجہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت خواجہ صبر کن او را بگو | کہ ازو برہم وبدہیمش بہ تو
بولا[۱] خواجہ صبر کر اُس کو کہو | کہ چھڑا ئین اُس سے اور دین تجھکو ہو

تا بہ مکر این از دلش بیرون کنم | تو تماشا کن کہ دفعش چون کنم
تا بحیلہ دور اُس سے یہ کرون | دیکھ اُس کو دفع کیسے کرتا ہون

از دلش خوش کن بگو میدان درست | کہ حقیقت دختر ما آن تست
کر دل اُس کا خوش کہ وہ سچ جان لے | کہ یہ لڑکی میری تیری ملک ہے

ما ندانستیم ای خوش مشتری | چونکہ دانستیم تو اولیٰ تری
ہم نہین تھے جانتے ای مشتری | جب کہ جانا تجھکو ہوا ولی تری

آتش ما ہم درین کانون ما | لیلی آن ما و ہم مجنون ما
آگ[۲] اپنی بھٹی اپنی مین رہے | لیلی ملک اپنی ہوا اپنا قیس ہے

تا خیال و فکر چون بروے زند | فکر شیرین مرد را فربہ کند
تا خیال اور فکر جو آئے اُسے | فکر شیرین مرد کو فربہ کرے

جانور فربہ شود لیک از علف | آدمی فربہ ز عزت و شرف
جانور فربہ ہو کھانے کاہ سے | آدمی فربہ ہو عز و جاہ سے

آدمی فربہ شود از راہ گوش | جانور فربہ شود از حلق و نوش
آدمی فربہ ہوا از رہ گوش کے | جانور فربہ ہو حلق و نوش سے

گفت آن خاتون کزین ننگ ہمین | خود زبانم می نہ جنبد اینچنین
بولی خاتون کہ یہ بدتر شرم ہے | خود زبان میری نہ ایسا کہہ سکے

اینچنین ژاژے بگویم بہر او | کہ بمیر این خائن ابلیس خو
ایسی بیہودہ بکون اُسکے لئے | کہ وہ خائن او شیطان خود مرے

گفت خواجہ نی مترس و دم دہش | تا رود علت ازو زین لطف خوش
بولا[۳] خواجہ مت ڈرے دم دے اُسے | تا وہ علت اسکی جائے لطف سے

دفع او در دلبرا بر من نویس | ہل کہ صحت یابد این باریکتیس
دفع مین اُسکے تو احسان مجھپر کر | چھوڑ صحت پائے یہ نادان بہر

چون بگفت آن خستہ را خاتون چنین | می نگنجید از تبختر بر زمین
جو کہا خستہ سے یہ خاتون نے | نے خوشی سے وہ سمائے خاک پے

فربہ و زفت آمد و سرخ و شگفت | چون گل سرخ و ہزاران شکر گفت
فربہ اور موٹا ہوا اور سرخ رو | اور کھلا جون گل ہوا سو شکر کہ

گہ گہے میگفت کے خاتون من | کہ مبادا باشد این افسون و فن
لگا ہے گاہے کہتا ای خاتون مری | کہ مبادا یہ نہو افسون گری

لیک خاتون حزم میگفتش کہ ما | در پے آنیم فارغ باش ہا
لیک[۴] خاتون کہتی تھی مضبوط ہو | کہ مین ہون اس فکر مین بے غم رہو

ف۱ بولا خواجہ الخ ۴ شعر خواجہ نے کہا کہ اس کو کہو کہ صبر کرے ہم اُس سے چھڑا ئین اور وہ تجکو دین کہ مین حیلہ سے یہ اُس سے دور کرون اور تو دیکھ کہ اس کو کیسے دفع کرتا ہون اُس کا دل خوش کر اور سچ کہہ کہ یہ میری لڑکی تیری ملک ہے ہم نہین جانتے تھے اے مشتری جب کہ جانا تو اولی تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ آگ اپنی الخ ۶ شعر اپنی آگ اپنی بھٹی مین رہے لیلی اپنی ملک اور مجنون اپنا ہے اخیال وفکر اُسے آئے کہ فکر شیرین فربہ مرد کو کرتی ہے جانور فربہ گھاس کھانے سے ہو اور آدمی فربہ عز و جاہ سے ہو آدمی فربہ از راہ گوش کے ہو جانور فربہ حلق و نوش سے ہو خاتون نے کہا کہ یہ بدتر شرم ہے تحقیق میری زبان ایسا نہیں کہہ سکے گی اُس کے واسطے ایسا بیہودہ بکون کہ وہ خائن و شیطان خود مرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ بولا خواجہ الخ ۵ شعر خواجہ نے کہا کہ تو مت ڈر اور اُسے دم دے تا کہ وہ علت اُس کی جائے لطف سے اس کی دفع مین تو احسان مجھ پر کر اور چھوڑ کہ صحت یہ نادان پائے جو خاتون نے یہ خستہ جگر سے کہا وہ خوشی سے پھولا نہین سماتا تھا خاک پر وہ فربہ موٹا و سرخ رو ہوا اور گل کے مانند کھلا و سو شکر گذار ہوا کبھی کبھی کہتا کہ اے خاتون میری مبادا یہ افسون گری نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۴ لیک خاتون الخ ۶ شعر ولیکن خاتون کہتی تھی کہ مضبوط ہو کہ مین اس فکر مین ہون تو بے غم رہو خواجہ نے دیکھا کہ وہ فربہ ہوا اور مرض اُس سے گیا و بھرنے لگا وہ تسلی مکر سے اُس کو دیتا کہ وہ خوش ہو تا زیادہ مانند مرغ کے خواجہ نے تسکین دی اور دعوت کی کہ فرح کی شادی کرون اور خوشی ایک جماعت مکر سے مژدہ دیتی کہ فرح تجھے شادی مبارک ہو تا کہ فرح کو یقین ہوا کچھ مرض اُس کو باقی نہین رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجہ چون دیدش کہ سرخ و زفت گشت | رفت از وی علت و آمد بگشت
دیکھا خواجہ نے کہ وہ فربہ ہوا | اور مرض اُس سے گیا بچھڑنے لگا

او دلش دادی بتزویر و فسوس | تا فزون میشد نشاطش چون خروس
وہ تسلی دیتا اُس کو مکر سے | ہوتا خوش زیادہ وہ مثل مرغ کے

خواجہ جمعیت بکرد دعوتے | کہ ہمی سازم فرج را وصلتی
خواجہ نے تسلیم کی دعوت کری | کہ کرون شادی فرج کی اور خوشی

تا جماعت مژدہ میدادند کال | کای فرج بادت مبارک اتصال
اک جماعت مژدہ دیتی مکر سے | کہ مبارک ہو فرج شادی تجھے

تا یقین شد مر فرج را این سخن | علت از وی رفت کل از بیخ و بن
تا فرج کا بس ہوا اس سے یقین | کچھ مرض اُس کو رہا باقی نہین

بعد از آن اندر شب عشرت یقین[۱] | امردی را بست حنا ہمچو زن
بعدہ[۱] شادی کی شب حیلہ کیا | باندھی اک امرد کے مثل زن حنا

پر نگارش کرد ساعد چون عروس | ماکیان بنمودش و داد آن خروس
مثل دولہن اُسکے ہاتھونکو رنگا | مرغی بتلائی اُسے مرغا دیا

مقنعہ و حلہ عروسانہ نکو | کنگ امرد را بپوشانند رو
چادر و زیور عروسانہ پنہا | اک قوی امرد کا بس گھونگھٹ کیا

شمع را ہنگام خلوت زد کشت | ماند ہندو با چنان کنگ درشت
وقت خلوت جلد شمع گل کری | وہ رہا ہندو ہی بہمراہ قوی

ہندوک فریاد میکرد و فغان | از برون نشنید کس از کف زنان
ہندو بس کرتا تھا فریاد و فغان | سنتے نے باہر بجا کر تالیان

ضرب کف و دف نعرہ مرد و زنان | کرد پنہان نعرہ آن نعرہ زن
مرد و زن نے دف بجا اور تالیان | شور سے نعرہ کیا اسکا نہان

تا بروز آن ہندوک امی فشاند | چون بود در پیش سگ انبان آرد
صبح تک ہندو کی وہ تھا پھاڑتا | تھیلا آٹے کا ہو جون سگ چیرتا

روز آوردند طاس و بارغ رفت | رسم داماد آن فرج حمام رفت
ڈھول[۲] و تاشے لائے دنکو اور گیا | وہ فرج حمام کو داماد سا

رفت در حمام بس رنجور جان | کون دریدہ ہمچو دلق توتیان
بس گیا حمام مین رنجور جان | کون دریدہ مثل دلق رہزنان

آمد از حمام در گردک فسوس | پیش او بنشست دختر چون عروس
آیا خلوت گہ مین وہ حمام سے | مثل دلہن بیٹھی لڑکی سامنے

مادرش آنجا نشستہ پاسبان | کہ مبادا او کند روز امتحان
اُسکی مان بیٹھی وہان ہو پاسبان | کہ کرے دن مین مبادا امتحان

ساعتی در وی نظر کرد از عناد | داد گہانش ہر دو دستش در صداد
دشمنی سے اسکو دیکھا اک گھڑی | اور اُسدم اُس سے بس نفرت کری

گفت خود را کس مباد اتصال | با چو تو ناخوش عروس بد خصال
بولا[۳] خود سے نے کوئی ہرگز ملے | تجھ سے دلہن ناخوش و بدفعل سے

روز زیبا چون نکورویان تر | کیر و زشت شب بتر از کیر خر
دن کو زیبا جون نگار سیمبر | کیر خر سے کیر تیرا شب بتر

---

۱ بعدہ الخ ۷ شعر بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا کہ ایک امرد کے مثل زن کے حنا لگائی اور دُلہن کے مانند اُس کے ہاتھوں کو رنگا مرغی بتلائی اور اُسے مرغا دیا چادر و زیور عروسانہ پہنا کر ایک قوی مرد کا گھونگھٹ کیا خلوت کے وقت جلد شمع گل کری وہ ہندو رہا ہمراہ ایک قوی کے ہندو از بس فریاد و فغان کرتا تھا باہر سنتے نہ تھے تالیاں بجا کر اس کا نعرہ شور سے پوشیدہ کیا صبح تک وہ ہندو کی پھاڑتا تھا جیسے تھیلا آٹے کا سگ چیرتا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ ڈھول الخ ۵ شعر ڈھول و تاشہ دن کو لائے وہ فرج حمام کو گیا داماد کے مانند بس گیا حمام مین رنجور جان و کون دریدہ دلق رہزنوں کے مانند خلوتگاہ مین حمام سے آیا دُلہن کے مانند لڑکی سامنے بیٹھی اور اس کی ماں وہاں پاسبان ہو کر بیٹھی کہ مبادا دن مین امتحان کرے ایک ساعت اس کو دشمنی سے دیکھا اور اس سے نفرت کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ بولا خود سے الخ ۴ شعر خود سے کہا کہ ہرگز کوئی نہ ملے تجھ سی دلہن ناخوش و بدفعل سے دن کو زیبا مانند نگار سیمبر کے ہو شب کو تیرا کیر کیر خر سے بدتر آگے اسکے حقائق ہیں ایسے ہی اس جہان کی سب نعمتیں ہیں کہ امتحان سے پہلے بہتر دکھائی دیتی ہیں آگے مثال ہے یعنی نظر میں دور سے آب دکھتا ہے جو نزدیک جائے تو وہ سراب ہے یعنی اسطرح دنیا کی سب نعمتیں بظاہر خوش و زیبا معلوم ہوتی ہیں اور آخر کار بدتر ہیں آگے اصل حکایت کا بیان ہے فافہم ۱۲

همچنین جمله نعیم این جهان / می نماید در نظر از دور آب
بس خوش ست از دور و پیش امتحان / چون روی نزدیک آن باشد سراب

اس جہان کی ایسی ہی سب نعمتین / بس نظر مین دور سے دکھتا ہے آب
امتحان سے پہلے ہی بہتر دکھین / جائے جو نزدیک تو وہ ہی سراب

در حقیقت حکایت و بیان آنکه هر نفسی همچو آن هندو مبتلا است

حقیقت مین حکایت کے اور بیان اُس کا کہ ہر نفس مانند اُس ہندو کے مبتلا ہے

گنده پیرست او و از بس چاپلوس / خویش را جلوه دهد چون نو عروس
هین مشو مغرور آن گلگونه اش / نیش نوش آلوده او را مچش
تا نیفتی چون فرج اندر حرج / صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
آشکارا دانه پنهان دام او / خوش نماید ز اولت انعام او
چون بپیوستی بدام ای هوشیار / چند نالی و ز ندامت زار زار
نام میری و وزیری و شهی / نیست الا درد و مرگ و جان دهی
بنده باش و بر زمین رو چون سمند / چون جنازه نی که بر گردن نهند
جمله را حمال خود خواهد کفور / بار هر دم گشته چون اهل قبور
بر جنازه هر کرا بینی بخواب / فارس منصب بود عالی رکاب
زانکه آن تابوت بر خلق ست بار / بار بر خلقان نهاد این کبار
بار خود بر کس منه بر خویش نه / سروری را کم طلب درویش به
مرکب اعناق مردم را مپای / تا نیاید نقرست اندر دو پای
مرکبی را کآخرش تو ره دهی / که به شهری مانی و ویران بهی
زود هش اکنون که چون شهرت نمود / تا نیاید رخت در ویران کشود

ایک[۵۱] بڑھیا بد نما مکار ہے / مثل دلھن آپ کو زیبا رکھے
اُسکے گلگونہ پہ مت مغرور ہو / مت چکھو نوش اُسکے نیش آلود کو
جون فرج کے تو پڑے اندر حرج / صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
دانہ[۵۲] ظاہر دام اسکا مشتہر / پہلے انعام اُسکا خوش آوے نظر
دام مین اُسکے پھنسے جو ہوشیار / پس ندامت سے وہ روئے زار زار
نام میری و وزیری و شہی / نے ہی یہ ہے درد و مرگ و جاندہی
بندہ ہو اور چل زمین پر اسپ وار / جون جنازہ مت ہو تو گردن پہ بار
سب کو حمال اپنا چاہیں کافران / بار ہر دم ہووین مثل مردگان
خواب مین جسکا جنازہ دیکھے تو / منصب عالی پہ پہونچے وہ نکو
وہ جنازہ خلق پر ہے بوجھ یار / بار رکھتے خلق پر ہین یہ کبار
بار[۵۳] اپنے پر تو رکھ نے غیر پہ / سروری مت چاہ درویشی تو لے
گردن مردم کو مت گھوڑا بنا / دونون پا مین ہو نہ نقرس دے بنا
ایسا گھوڑا کہ تو چھوڑیگا اُسے / کہ تو دیکھے شہر ویران گاؤن ہے
چھوڑ اس کو شہر جو تجکو دکھا / سامان جو ویرانے مین نے رکھنا روا

[۵۱] ایک بڑھیا الخ ۳ شعر دنیا ایک بڑھیا بدنما و مکار ہے اور مثل دلھن کے خود کو زیبا رکھتی ہے اُس کے گلگونہ پر مغرور و مست ہو اور مت چکھے اُس کے نوش نیش آلود کو کہ فرج کے مانند تو حرج مین پڑے صبر کر ترجمہ جیسے کہ صبر کی کنجی کشادگی کی ہے یعنی حصول دنیا نہین تو صبر کر کہ بہتر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [۵۲] دانہ ظاہر الخ ۷ شعر اس کا دانہ ظاہر اور دام پوشیدہ کہ اول انعام اسکا خوش نظر آتا ہے جو ہوشیار اُس کے دام مین پھنسے پس وہ ندامت سے زار زار روئے نام امیری وزیری وشاہی نہین ہے ولیکن درد مرگ و جاندہی ہے تو بندہ ہو اور زمین پر چل اسپ کے مانند اور جنازے کے مانند گردن پر بار مت ہو کافر سب کو اپنا حمال جانتے ہین کہ بار ہر دم کے ہووین مردون کی مانند آگے اسکی مثال ہے تو خواب مین جسکا جنازہ دیکھے وہ منصب عالی پر پہونچے کیونکہ وہ جنازہ خلق پر بار رکھتی ہین یعنی آسودگی دنیا کی ایک دام ہے کہ ہر ایک اسمین پھنستا ہے اور اپنا بار سب پر رکھتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۳] بار اپنے پہ الخ ۷ شعر تو خود پر بار رکھ غیر پر نہین اور سرداری مت چاہ درویشی ہے مردم کی گردن کو گھوڑا مت بنا تاکہ تیرے دونون پاؤن مین نقرس نہ ہو جائے ایسا گھوڑا کہ تو اُسے چھوڑیگا کہ شہر دکھتا ہے اور ویران گاؤن ہے تو اس کو چھوڑ کہ جو تجھے شہر دکھا سامان ویرانی مین رکھنا روا نہین اسکو چھوڑ سو گلستان سمجھے ہین تاکہ تو عاجز و ویران نہ رہے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ خدا سے اگر جنت تو چاہتا ہے تو کچھ کسی سے مت چاہ جو تو چاہے مین تیرا الکفیل ہوون جنت الماوی و دیدار خدا کا یعنی تو خدا پر بھروسا کر اور کسی سے کچھ نہ چاہ کہ وہ کفیل و وکیل ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

ده دهش اکنون که چه بستانه است — تا نمانی عاجز و ویران پرست
گفت پیغمبر که جنت از اله — گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
چون نخواهی من کفیلم مر ترا — جنت الماوی و دیدار خدا
آن صحابی زان کفالت شد عیار — تا یکی روزی که گشته بد سوار
تازیانه از کفش افتاد راست — خود فرود آمد ز کس چیزی نخواست
آنکه از دادش نیاید هیچ بد — داند او بی خواهشی خود میدهد
در بامر حق بخواهی هم رواست — آنچنان خواهش طریق انبیاست
بد نماند چون اشارت کرد دوست — کفر ایمان شد چو کفر از بهر اوست
هر بدی که امر او پیش آورد — آن ز نیکیهای عالم بگذرد
زان صدف گر خسته گردد نیز پوست — ده مده که صد هزاران دُر دروست
این سخن پایان ندارد باز گرد — سوی شاه و هم مزاج باز گرد
باز رو در کان چو زر ده دهی — تا رهد دستان تو از ده دهی
صورت بد را چو در دل ره دهند — از ندامت آخرش هم ده دهند
دزد را چون قطع تلخی می زنند — ذوق دزدی را چو زن ره میدهند
دیده ده دادن از دست حزین — ده بدادن زین بریده دست مین
همچنین قلاب و خونی داند — وقت تلخی عیش را ده میدهند
توبه می آرند هم پروانه دار — باز نسیان میکشد شان سوی کار
همچو پروانه ز دور آن نار را — نور دیده بسته آن سو بار را
چون بیاید سوخت پرش وا گریخت — باز چون طفلان فتاد و ملح ریخت

چھوڑ اُس کو سو گلستان ہیں تجھے — تا نہ عاجز اور ویران تو رہے
بولے پیغمبر کہ جنت از اله — گر تو چاہتا ہے کسی سے کچھ نہ چاہ
جو نہ چاہے تو کفیل ہوں میں ترا — جنت الماوی و دیدار خدا
اک صحابی اس کفالت سے ہوا — ممتحن بس اک سوار اسپ تھا
کوڑا اُسکے ہاتھ سے جو گر پڑا — اُترا خود نہ کی کسی سے التجا
داد سے اُسکے نہ آئے کچھ بُرا — جانے وہ بے مانگے دیتا ہے خدا
گر تو چاہے حکم حق سے ہے روا — جیسے خواہش ہے طریق انبیا
بد نہ ہو جو ہو اشارہ یار سے — کفر ایمان ہو جو ہو اُسکے لئے
جو بدی کہ حکم سے اُس کے کرے — وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھے
وہ صدف ٹوٹے اگرچہ پوست ہے — چھوڑ مت اُسکو وہ لاکھوں دُر رکھے
بات یہ بے انتہا ہے لوٹ تو — ہم مزاج باز ہو جا شہ کے سو
پھر جا خالص زر سا اندر کان کے — چھوٹنے سے مکر تیرا تا چھٹے
صورت بد کو جو دل میں راہ دیں — بھی ندامت سے اُسے پس چھوڑ دیں
چور کو جو رنج کٹنے کا بڑھے — ذوق دزدی مثل زن کی چھوڑ دے
دست غمگین سے دکھائے چھوڑنا — دیکھ دست قطع سے نے چھوڑنا
ایسے ہی مکار و خونی عیب جو — وقت سختی چھوڑتے ہیں عیش کو
مثل پروانہ کے بس توبہ کریں — بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں
دور سے پروانہ وار اُس نار کو — نور دیکھیں اور باندھے اسکے سو
جو جلا پر اُس کا تو واپس پھرے — مثل طفلان پھر پھریں روتے ہوئے

۵۱ اک صحابی الخ ۶ شعر ایک صحابی اس کفالت سے ممتحن ہوا کہ ایک دن سوار اسپ پر تھا جو کوڑا اُس کے ہاتھ سے گر پڑا خود اُترا اور کسی سے التجا نہ کی اس کی داد سے کچھ بُرائی نہ آئی جو وہ جانے کہ خدا بے مانگے دیتا ہے اگر تو حکم خدا سے چاہے روا ہے جیسے خواہش طریقہ انبیا کا ہے وہ بد نہ ہو جو یار کے اشارہ ہو کفر ایمان ہو جاوے جو اسکے واسطے ہو جو بدی کہ اُسکے حکم سے کرے وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھی یعنی بجز خدا کے تو کسی سے نہ چاہ اور اگر چاہتا ہے تو اس کے حکم سے چاہ کہ وہ بُرا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ صدف الخ ۳ شعر اگر وہ صدف ٹوٹے کہ پوست ہے تو اُس کو مت چھوڑ کہ لاکھوں گوہر رکھے بات یہ بے انتہا ہے اور ہم مزاج یار کا ہو اور شاہ کی جانب جا زر خالص کی مانند پھر جا اندر کان کے کہ تیرا مکر چھوٹنے سے چھٹے صورت بد کو جو دل میں راہ دیں بھی ندامت سے اُسے چھوڑ دیں جس چور کو رنج کٹنے کا بڑھا ہو مثل زن کے ذوق دزدی کا چھوڑ دے دست غمگین سے چھوڑنا دکھاوے دست قطع سے دیکھ نہ چھوڑنا یعنی اپنی اصل کی جانب لوٹ جا کہ تا تو مکر دنیا سے چھٹے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ایسے ہی ہے الخ ۵ شعر ایسے ہی مکار و خونی عیب جو وقت سختی کے چھوڑتے ہیں مثل پروانے کے توبہ کریں اور بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں پروانہ کے مانند دور سے اس نار کو نور دیکھیں اور اُس کی جانب جائیں جو پر اُسکا جلا تو واپس پھرے اور لڑکوں کے مانند پھر روتے ہوئے پھریں پھر کہ دوبارہ فائدہ کی طمع پر خود کو جلا دیں اگلے شعر پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بار دیگر بر گمان طمع سود	خویش را زد بر لہیب شمع زود	پھر دوبارہ فائدہ کی طمع پے	جلد ڈالیں خود کو شعلہ شمع پے
بار دیگر سوخت پروانہ ز مست	بار گردش حرص دل ناسی و مست	پھر دوبارہ پر جلے واپس پھرے	حرص سے پر مست اور غافل بنے
آن زمان کز سوختن وا می جہد	ہمچو ہندو شمع را دہ میدہد	جب کہ جلنے سے ہیں واپس بھاگتے	مثل ہندو شمع کو ہیں چھوڑتے
ای رخت تابان چو شمع دلفروز	وی بصحبت کاذب و جانسوز	اے ترا رخ مثل شمع دلفروز	اے تو صحبت میں ہے کاذب جانسوز
باز از یادش رود توبہ و انین	کاذہن الرحمٰن کید الکافرین	یاد میں اس کی نہ پھر توبہ انین	کا دہن الرحمٰن کید الکافرین

در بیان عموم آیہ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ — بیان میں عام تاویل آیت کے کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ

کلما ہم اوقدوا نار الوغی	اطفاء اللہ نارہم حتی انطفا	کلما ہم اوقدوا نار الوغی	اطفاہا اللہ نارہم حتی انطفا
عزم کردہ کہ دلا اینجا مایست	گشتہ ناسی زانکہ اہل عزم نیست	جو کیا عزم اس جگہ مت ٹھہر تھا	مٹ گیا تو کب وہ اہل عزم تھا
چون نبودش تخم صدقی کاشتہ	حق بران نسیان آن بگماشتہ	تخم صدق اس کا نہ تھا بویا ہوا	اس پہ حق نے بھولنا غالب کیا
گرچہ بر آتش زنہ دل می زند	آن ستارش را کف گل میزند	گرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے	خاک وہ اسکے ستارہ پر دھرے

آتش زدن در شب و کشتن دزد آتش را و غفلت آن مرد

آگ جھاڑنا شب میں اور بجھانا چور کا اس آگ کو اور غفلت اس مرد کی

رفت دزدی شب بخانہ یک گدا	از رہ پنہان درآمد ہمچو گرگ	پارسا کے گھر میں چور اک شب گیا	گرگ کے مانند پوشیدہ گھسا
سرفہ بشنید شب آن معتمد	برگرفت آتش زنہ کاتش زند	کھانسی اس کی رات کو اس نے سنی	جھاڑنے کو آگ لے چقماق کی
میزد آتش بہر شمع افروختن	تا سر آواز او بیند علن	شمع روشن کرتے آتش جھاڑتا	دیکھے بھید آواز کا تا ظاہرا
دزد آمد در زمان پیشش نشست	چون گرفتی سوختہ میکرد پست	چور اس دم بیٹھا اسکے پاس آ	ہوتا جب روشن بجھاتا سوختہ

ب ا پھر دوبارہ ٣ شعر دوبارہ پر جلے واپس پھرے حرص سے پر مست و غافل رہے جب کہ جلنے سے واپس بھاگتے ہیں ہندو کے مانند شمع کو چھوڑتے ہیں آگے حقائق ہیں اے تیرا رخ مانند شمع دل افروز کے اے تو صحبت میں کاذب و جانسوز ہے اسکی یاد میں توبہ و یقین نہ رہے ترجمہ سست کیا رحمٰن نے مکر کافرون کا یعنی اہل دنیا مثل پروانے کے طمع سے شمع دنیا پر دوڑتے ہیں اور بعد تکلیف پہونچنے کے توبہ کر کے چھوڑتے ہیں اور پھر طمع سے اسکی جانب رجوع کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢ ٥٣ کلما ہم الخ ٣ شعر ترجمہ جس وقت کہ وہ روشن کریں آتش کو واسطے لڑنے کے بجھاوے ان کی آتش اللہ یہاں تک کہ ٹھنڈی کرے جو عزم کیا اس جگہ تو مت ٹھہر اگر عزم مٹ گیا صاحب عزم کب رہا تخم صدق کا بویا ہوا نہ تھا اس پر حق نے بھولنا غالب کیا آگے اس کی مثال ہے اگرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے وہ خاک اس کے ستارہ پر رکھے یعنی جو کوئی طلب حق میں صادق نہیں ہے حق اس کی یاد بھلا دیتا ہے آگے اس کی مثال ہے حکایت چور کا بیان ہے فافہم ١٢ ٥٣ پارسا کے آہ ٦ شعر ایک شب چور پارسا کے گھر گیا اور مانند گرگ کے پوشیدہ گھسا اس کی کھانسی رات کو اس نے سنی آگ جھاڑنے کو چقماق لی شمع روشن کرنے کے لیے آتش جھاڑا کہ تا بھید چور کا ظاہر دیکھے اس دم چور اس کے پاس آ کر بیٹھا جب پر روشن ہوتا سوختہ بجھاتا اس جگہ انگلی کا اثر کرتا تا استارہ آتش کا فنا ہووے وہ اپنی انگلی کا سر تر کرتا اور اس تارہ کو انگلی سے فنا کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ٥ جس وقت روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے اللہ بجھاوے اسے ٥ جس وقت کہ وہ روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے بجھاوے انکی آگ اللہ یہانتک کہ ٹھنڈی کرے ١٢

می نہاد آنجا سر انگشت را	تا شود استارہ آتش فنا	اُس جگہ رکھتا وہ اُنگلی کا سرا	تا ستارہ ہووے آتش کا فنا
تر ہمی کرد او سر انگشت را	صبح آن استارہ را کردی فنا	تر وہ کرتا اپنی انگلی کا سرا	کرتا اُس تارہ کو انگلی سے فنا
خواجہ می پنداشت کو خود می مرد	این نمی دید آن کہ دزدش می کشد	خود یہ بجھتا ہے یہ خواجہ جانتا	اور بجھانا چور کا نہ دیکھتا
خواجہ گفت این سوختہ نمناک بود	می مرد استارہ از تریش زود	خواجہ کہتا سوختہ نم ہیں تھے	کہ تری اُسکی سے یہ تارہ بجھے
بسکہ ظلمت بود و تاریکی بپیش	می ندید آتش کشی را نزد خویش	ظلمت و تاریکی بس تھی سامنے	پاس آتش کش نہ دیکھا تھا اسے
این چنین آتش کشی اندر دلش	دیدہ کافر نہ بیند از عمش	ایسی ہی دل میں بھی وہ آتش بجھے	اندھے پن سے دیکھنے کافر اسے
چون نمی داند دل داننده را	ہست با گردندہ گرداننده را	کیوں نہیں آگاہ دل جانے یہ بات	کہ ہے گرداننده گردنده کے سات
چون نمی گوئی کہ روز و شب بخود	بی خداوندی کی آید کی رود	کیوں نہیں کہتا کہ دن رات آپ سے	بے خدا کب آئے اور کب جائے ہی
گرد معقولات میگردی ببین	این چنین بی عقلی خود ای مہین	گرد معقولات کے پھرتا ہے تو	ایسی بے عقلی کو دیکھ اپنی تو
خانہ با بنا بود معقول تر	یا کہ بی بنا بگو ای بی ہنر	ہووے گھر معمار سے معقول تر	یا کہ بے معمار کے کہہ بے ہنر
خانہ با این برتری و با وقار	کی بود بی اوستادی خوب کار	باوجود اس برتری کے گھر ترا	کب بغیر اُستاد کے ہو خوشنما
خط با کاتب بود معقول تر	یا کہ بی کاتب بیندیش ای پسر	ہووے خط کاتب سے بس معقول تر	یا کہ بے کاتب کے تو سوچ اے پسر
جیم گوش و عین چشم و میم فم	چون بود بی کاتبی ای متہم	میم منہ اور عین چشم اور جیم کان	لیتے بے کاتب کے کب ہو اسکو ان
شمع روشن بی زگیرانندہ	یا بگیرانندہ دانندہ	شمع روشن ہووے بے گلگیر سے	یا کہ ہو گلگیر سے تجھان سے
صنعت خوب از کف شل ضریر	باشد اولی یا زگیرای بصیر	لولے اندھے سے ہو صنعت خوبتر	یا کہ اہل دست بینا سے پسر
پس چو دانستی کہ قہرت میکند	بر سرت دبوس محنت می زنند	جب کہ جانا قہر کرتے تجھ سے ہیں	گرز محنت سر پہ رکھتے تیرے ہیں
ہمچو آن قوم مغل بر آسمان	تیر می انداز بہر نزع جان	مثل اُس قوم مغل کے چرخ پے	تیر مار اب نزع جان کے واسطے

۵۱ خود یہ بجھتا الخ ۵ شعر خواجہ یہ جانتا کہ وہ خود بجھتا ہے اور چور کا بجھانا نہیں دیکھتا ہے خواجہ کہتا کہ سوختہ نم رکھتا ہے کہ اس کی تری سے یہ تارہ بجھتا ہے ظلمت و تاریکی سامنے تھی اور نزدیک آتش کش اُسے نہیں دکھا تھا آگے اس کے حقائق ہیں ایسے ہی وہ دل میں آتش کش رکھتا ہے اور اندھے پن سے کافر اسے نہیں دکھتا ہے آیا وہ دل کی یہ بات کیوں نہیں جانتے کہ پھرانے والا پھرنے والے کے ساتھ ہے یعنی جو کہ دل میں انسان کے ایک دیو لعین ہے کہ ہنگام پیدا ہونے ستارہ نور باطن کے وہ پوشیدہ کر دیتا ہے پس ہر ایک پھرنے والے کے ساتھ پھرانے والا موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کیوں نہیں الخ ۸ شعر کیوں نہیں کہتا کہ رات دن آپ سے بغیر خدا کے کب آتے جاتے ہیں تو گرد معقولات کے پھرتا ہے پس تو ایسی اپنی بے عقلی کو دیکھ آگے اس کی مثال ہے گھر معمار سے معقول تر ہووے یا کہ بے معمار کے اے بے ہنر کہ باوجود اس برتری کے تیرا گھر بغیر استاد کے کب خوشنما ہو خط کاتب سے معقول تر ہووے یا بے کاتب کے تو سوچ میم منہ اور عین چشم اور جیم گوش بے کاتب کے کبھی ہو ہاں اسکو جان شمع روشن نہیں ہوتی ہے گلگیر سے تو جان سے یعنی اگر تو معقولات سے دریافت کرتا ہے تو عقل کو کام فرما کہ صنعت صانع سے جدا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ لولے اندھے سے آہ ۶ شعر صنعت لولے اندھے سے خوب تر ہوتی ہے یا کہ اہل دست و بینا سے جب کہ جانا کہ قہر تجھ پر کرتے ہیں اور گرز محنت کا تیرے سر پر رکھتے ہیں مرد کے مانند اسکو دفع کر جیسا کہ اس کی جانب تو تیر چند نگہ سے مار اس قوم مغل کے مانند چرخ پر اب نزع جان کے واسطے تیر مار یا اگر تو سکتا ہے تو بھاگ یعنی تو کیسے جائے اسکے ہاتھ سے نہ عدم میں تو چھوٹا اسکے ہاتھ سے اب تو کیسے اسکے ہاتھ سے چھوٹے یعنی اب تو اسکے دست قدرت سے کیا بھاگ سکتا ہو کہ عدم میں تو اس کے دست قدرت سے نہ بچا تھا پس تو جو کچھ چاہے اس جا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم

یا گریزان زو اگر تانی برو — چون روی چون در کف اویی گرو
در عدم بودی نرستی از کفش — از کف او چون رہی ای دستخوش
پس بکن دفعش چو نمرودی بجنگ — سوی او کش در ہوا تیر خدنگ
آرزو پیشش گر بود دیگر بجستن — پیش عدلش خون تقوی ریختن
این جہان دام است دانہ آرزو — در گریز از دامہای آرزو
چون چنین رفتی بدیدی صد مراد — چون شدی در ضد آن دیدی فساد
چون شدی در ضد بدانی ضد آن — ضد را از ضد شناسی ای جوان
پس پیمبر گفت استفت القلوب — گرچہ مفتی شان برون گوید خطوب

یا کہ بھاگ اس سے اگر سکتا ہو تو — لینے جا کے ہاتھ میں سے اسکے تو
نے عدم میں چھوٹا تو اسکے تئیں — کیسے ہاتھ اسکے سے چھوٹے لب جو
مثل نمرود اس کو دفع کر بجنگ — اسکی جانب مار تو تیر خدنگ
آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنا — آگے عدل اسکے کے تقوی مارنا
یہ جہان دام اسکا دانہ آرزو — حرص کے دانہ سے جاری بھاگ تو
جو گیا تو ایسا دیکھے سو خوشی — ہو گیا تو ضد میں وہ آفت دیکھی
جو گیا تو ضد میں اسکی ضد تو جان — ضد سے تو پہچان ضد کو او جوان
پس پیمبر بولے استفت القلوب — گرچہ مفتی دیوے باہر بس خطوب

دربیان حدیث استفت قلبک و لو افتاک المفتون

حدیث کے بیان میں استفت قلبک و لو افتاک المفتون

گفتہ است استفت قلبک آن رسول — گرچہ مفتی ات برون گوید فضول
آرزو بگذار تا رحم آیدش — آزمودم کاین چنان میبایدش
چون نتانی جست پس خدمت کنش — تا روی از حبس او در گلشنش
دم بدم چون مراقب میشوی — داد می‌بینی ز داور ای غوی
ور ببندی چشم خود را ز احتجاب — کار خود را کی گذارد آفتاب
بازران سوی ایاز و قصہ‌اش — دان فضیلت در کمال رتبتش

کہتے ہیں استفت قلبک وہ رسول — گرچہ مفتی بھی کہے باہر فضول
آرزو کو چھوڑ تا رحم آوے اسے — آزمایا میں نے ایسا چاہیے
گر تو خدمت ڈھونڈھ سکتا چاہیے — قید سے جاوے سوی باغ یقین
جو مراقب دمبدم ہوتا ہو تو — دیکھتا ہے بخشش داور سے تو
گر حجابون سے تو بند آنکھیں کرے — کام اپنا شمس کیونکر چھوڑ دے
لوٹ تو سوی ایاز نیک خو — اور فضیلت اس کی اور رتبہ کی

حسد بردن امیران بر ایاز و نمودن سلطان کیاست او را

حسد لیجانا امیرون کا ایاز پر اور بتانا سلطان کا دانائی اس کی کو

ف۱ جو آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنا اور آگے عدل اس کے کے تقوی کو ہلاک کرتا ہے یہ جہان دام و دانہ اس کا آرزو ہے پس حرص کے دانہ سے تو جلدی بھاگ جو تو ایسا گیا سو خوشی دیکھے اور جو تو ضد میں گیا وہ آفت دیکھے جو تو ضد میں گیا اس کی ضد کو جان تاکہ ضد سے ضد تو پہچانے پس پیغمبر صلعم نے فرمایا ترجمہ فتوی کو تم دلوں سے اگرچہ مفتی باہر کس خطاب دیوے یعنی دنیا میں آرزو چاہتا خدا سے بھاگتا ہو اور پیش عدل اس کے تقوی کو چھوڑتا ہے پس تو خبر کچھ چاہتا ہے اپنے دل سے فتوی دے اگرچہ مفتی اس کے ضد دلاتا ہے آگے اس فتوی قلب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ کہتے ہیں آہ ۶ شعر جناب رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں کہ فتوی کو تم اپنے دل سے پوچھو اگرچہ مفتی باہر فضول کہے پس تو آرزو چھوڑ کہ اسے رحم آوے میں نے آزمایا ہے ایسا کرنا چاہیے اگر تو ڈھونڈھ سکتا نہیں ہے تو خدمت کر کہ قیدی جانب باغ یقین کے لیجاوے تو دمبدم مراقب ہوتا ہو اور بخشش دیکھتا ہو داور سے اگر او رحجابوں سے آنکھیں بند کرے کیونکہ شمس اپنا کام چھوڑ دے پس لوٹ تو جانب ایاز کے اور اسکی فضیلت و رتبہ کی طرف یعنی تو اپنی آرزو کو چھوڑ کہ اس کو رحم آوے اور تیری رہبری کرے آگے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون امیران از حسد جوشان شدند | عاقبت بر شاه خود طعنه زدند
کاین ایاز تو ندارد سی خرد | جامگی سی امیر او چون برد
شاه بیرون رفت با آن سی امیر | سوی صحرا و کهستان صید گیر
کاروانی دید از دور آن ملک | گفت میری را که رو ای مؤتفک
رو بپرس آن کاروان را بر رصد | کز کدامین شهر آید می رسد
رفت و پرسید و بیامد که ز ری | گفت عزمش تا کجا دارد بگو
دیگری را گفت رو ای بو العلا | باز پرس از کاروان که تا کجا
رفت و آمد گفت تا سوی یمن | گفت رختش چیست هان ای مؤتمن
ماند حیران گفت با میری دگر | که برو وا پرس رخت آن نفر
باز آمد گفت از هر جنس هست | اغلب آن کاسه های رازی است
گفت کی بیرون شدند از شهر ری | ماند حیران آن امیر سست پی
آن دگر را گفت رو وا پرس هان | تا که کی بود است نقل کاروان
باز گشت و گفت هفتم از رجب | گفت در سی چیست ای میر عجیب
چون نمی دانسته دیگر دم نزد | شه فرستاد آن دگر را زان عدد
همچنین تا سی امیر و بیشتر | سست رائی ناقصی اندر گزاف
رفت و پرسید و بیاید که ز ری | گفت عزمش تا کجا اندر ری
هر یکی رفتند بهر یک سوال | ناقص و عاجز ز ادراک کمال

جو حسد سے جوش امیرن کو ہوا[۵] | اپنے منہ پر طعنہ آخر کو کیا
تیس عقلین سے ایاز آخر رکھے | کیسے تنخواہ تیس میرن کی وہ لے
تیس میرون ساتھ شہ ہو کر سوار | کوہ و صحرا کو گیا بہر شکار
کاروان اک دیکھا شہ نے دور سے | میر سے بولا کہ جا ای شک بجا
پوچھ تو اس کاروان سے راہ پے | کہ یہاں پر آئے تم کس شہر سے
پوچھکر آیا کہ شہر رے سے چلا | پوچھا جائیگا کہاں وہ جیت یا
دوسرے سے شاہ بولا کہ تو جا | کاروان سے پوچھ کہاں تک جائیگا
پوچھکر آیا[۶] یمن تک جائے گا | بولا کیا اسباب اسمین ہے بھرا
وہ ہوا حیران کہا اور میر سے | کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہے
لوٹ کر آیا کہا ہر جنس سے ہے | جام رازی اکثر اسمین ہین بھرے
بولا کب شہر رے سے روانہ وہ ہوے | پس ہوا حیران امیر اس بات سے
اور سے فرمایا جا کر پوچھ ہان | کہ روانہ کب ہوا یہ کاروان
پس کہا آکر رجب کی ساتوین | بولا رے مین کیا ہو مشہور شے
جو نہیں[۷] واقف تھا بس خامش رہا | شہ نے ان میرون سے پوچھا دوسرا
ایسی ہی نوبت تیس میرون تک گئی | سست رائے اور ناقص عقل کے
پوچھکر آیا کہ رے کے شہر سے | بولا کان جانے خوشی تھی ایسے
پس گیا ہر ایک کرنے اک سوال | ناقص آیا پورا پوچھا کچھ نہ حال

[۵] جو حسد سے آلخ ۷ شعر جو امیرون کو حسد سے جوش ہوا اپنے بادشاہ پر آخر کو طعنہ کیا کہ ایاز تیس عقلین آخر نہین رکھتا ہے کیسے تیس امیرون کی تنخواہ لیتا ہے پس بادشاہ تیس امیرون کے ساتھ سوار ہو کر کوہ و صحرا کو شکار کے واسطے گیا شاہ نے ایک کاروان دیکھا دور سے ایک امیر سے کہا کہ جائے شک بھرے راہ پر اس کاروان سے پوچھ کہ تم یہان پر کس شہر سے آئے ہو پوچھکر آیا کہ شہر رے سے فرمایا کہاں جائیگا وہ خاموش رہا دوسرے سے پوچھا کہ کہاں تک جانے کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۶] پوچھکر آیا آلخ ۶ شعر پوچھکر آیا یمن تک جائیگا فرمایا کیا اسباب اس مین ہے بھرا وہ حیران ہوا اور دوسرے امیر سے کہا کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہے وہ لوٹ کر آیا اور کہا کہ ہر ایک شے اور اکثر جام رازی سے بھرے ہین فرمایا وہ رے سے کب روانہ ہوئے پس امیر حیران ہوا اس بات سے دوسرے سے فرمایا کہ جا کر پوچھ کہ یہ کاروان کب روانہ ہوا پس آکر کہا کہ ساتوین رجب کو فرمایا کہ رے مین کیا مشہور شے ہے باقی حال آگے ہے فافہم [۷] جو نہین واقف تھا آلخ ۷ شعر جو واقف نہ تھا خاموش رہا شاہ نے ان امیرون سے دوسرا پوچھا ایسے ہی وہ تیس امیرون سے گئے سست رائے اور ناقص عقل کے پس ہر ایک وہان ایک سوال کرنے گیا ناقص آیا اور پورا حال کچھ نہ پوچھا امیرون سے فرمایا کہ مین نے علیحدہ ایک دن ایاز پاک کا امتحان کیا تھا اس کاروان سے کون ہے اس نے جا کر ہر ایک سے پوچھا مسئلہ اور بے اشارے اور سب حال ان سے پوچھا بے ریا و بے سستی ان تیس امیرون سے تیس بار ہوا کہ جو ایکدم مین ظاہر اس سے سنا یعنی ایاز او وہ دانائی حاصل ہی کہ جو تیس امیرون نے تیس بار مین حال دریافت کیا اسنے ایکبار مین وہ سب حال معلوم کیا ہوا اسنے تیس امیرون کی تنخواہ کے وہ لائق تھا آگے حکایت بسلسلہ امیرون کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت امیران را که من روزی چند ❊ امتحان کردم ایاز خویش را
که بپرس آن کار و آن راز کجاست ❊ او برفت و جمله را پرسید راست
بے وصیت بے بشارت یک بیک ❊ حال شان دریافت بے ریبی و شک
هرچه زین ستی میر اندر سی مقام ❊ کشف شد زو آن بیکدم شد تمام

بولا امیرون سے کیا مین نے جدا ❊ امتحان اک دن ایاز پاک کا
کہ تو پوچھ اس کاروان سے کون ہے ❊ اس سے پوچھا جا کے سچ ہر ایک سے
بے کہے اور بے اشارہ حال سب ❊ اُن سے پوچھا بے ریا و بے سبب
تیس باران تیس میرون سے جدا ❊ جو کہ ظاہر اُس سے اک دم مین ہوا

مرافعت کردن امیران آن حجت را به شه جبریانه و جواب شاه محمود ایشان را

بڑھانا امیرون کا حجت کو بادشاہ سے جبریون کے مانند اور جواب شاہ محمود کا اُنکو

پس بگفتند آن امیران کاین فنی ❊ از عنایتهاست کار جهد نیست
قسمت حق است مه را روی نغز ❊ داده بخت است گل را بوی نغز
بلکه سلطان چون عنایت میکند ❊ از تفاخر خیمه بر مه می زند
گفت سلطان بلکه آنچه از نفس زاد ❊ ریع تقصیرست و دخل اجتهاد
ورنه آدم کے بگفتی با خدا ❊ ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود بگفتی کاین گناه از نفس بود ❊ چون قضا این بود جرم ما چه بود
همچو ابلیسے که گفت اغویتنی ❊ تو شکستی جام ما را میزنی
بل قضا حق است جهد بنده حق ❊ پس مباش اعور چو ابلیس خلق
در تردد مانده ایم اندر دو کار ❊ این تردد کے بود بے اختیار
این کنم یا آن کنم خود کے شود ❊ چون دو دست و پای او بسته شود
هیچ باشد این تردد بر سرم ❊ که روم در بحر یا بالا پرم
این تردد هست که موصل روم ❊ یا برای سحر تا بابل روم

پس کہا اُن میرون نے اس سے یہ کام ❊ ہے عنایت سے نہ کوشش سے تمام
حق کی بخشش ماہ کو ہے روے خوب ❊ داد قسمت کی ہے گل کو بوے خوب
بلکہ شہ جس پر عنایت بس کرے ❊ فخر سے وہ ماہ پر خیمہ رکھے
بولا شہ جو نفس سے پیدا کرے ❊ حاصل تقصیر وہ یہ جہد سے
ورنہ کب آدم یہ کہتا باخدا ❊ ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود وہ کہتا نفس کا یہ جرم تھا ❊ جو قضا یہ تھی تو میرا جرم کیا
جیسے شیطان نے کہا اغویتنی ❊ تو نے توڑا جام مجھ سے ناخوشی
بل قضا حق ہے جہد بندہ حق ❊ مت ہو احول مثل ابلیس خلق
ہم تردد مین رہے اندر دو کار ❊ یہ تردد ہوئے کب بے اختیار
یہ کرون یا وہ کرون خود ہوئے کب ❊ جو بندھے ہون دونون ہاتھ اور پاؤن سب
یہ تردد کب ہو اکہ مین چلون ❊ بحر کے اندر یا ابر پر اُڑون
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤن مین ❊ واسطے جادو کے بابل جاؤن مین

سلہ پس کہا آخ ۵ شعر یعنی امیرون نے اُن سے کہا کہ کام عنایت سے ہے نہ بالکل کوشش سے کیونکہ حق کی بخشش ماہ کو ہے روے خوب اور داد قسمت کی ہے گل کو بوے خوب بلکہ جس پر بادشاہ اگر عنایت کرے فخر سے وہ ماہ پر خیمہ کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جو نفس سے پیدا کرے بادشاہ وہ حاصل ہے اور یہ کوشش سے ہو ورنہ آدم کب خدا سے کہتا ترجمہ اے رب میرے تحقیق کہ ہم نے ظلم کیا اپنے نفسون پر یعنی جو چیز خواہش نفس سے پیدا ہوتی ہے وہ حاصل تقصیر ہے اور یہ کوشش سے پیدا ہوئی کہ ایاز سے ظہور مین آئی کیونکہ گندم خوری آدم سے خواہش نفس سے ہوئی تھی اسواسطے آدم نے نفس کی جانب حوالہ کیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خود وہ آخ ۷ شعر وہ خود کہتا کہ یہ نفس کا جرم تھا جو یہ قضا تھی تو میرا کیا جرم تھا جیسے شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو بہکایا کہ تو نے جام توڑا اور مجھ سے ناخوشی ہے آگے جتاتے ہیں بلکہ قضا حق ہے تو احول مت ہو مانند ابلیس پرانے کے ہم تردد مین اندر دو کام کے رہے ہیں یہ تردد کب بے اختیار کے ہو یہ کرون یا وہ کرون وہ کب ہوئے یہ جو دونون ہاتھ بندھے ہون اور پاؤن سب تردد کب ہو اکہ مین چلون بحر کے اندر یا ابر پر اُڑون یہ تردد ہے کہ مین موصل کو جاؤن یا واسطے جادو کے مین بابل کو جاؤن یعنی تردد کے واسطے اختیار شرط ہے کہ مین کرون یا وہ کرون پس ثابت ہے اختیار بندے کا تا شعر ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

پس تردد را بباید قدرتے ‏ ورنہ آن خندہ بود بر سبلتی
بر قضا کم نہ بہانہ اے جوان ‏ جرم خود را چہ نہی بر دیگران
خون کند زید و قصاص او بعمر ‏ می خورد عمرو بر احمد حد خمر
گرد خود برگرد و جرم خود ببین ‏ جنبش از خود بین و از سایہ مبین
کہ نخواہد شد غلط پاداش میر ‏ خصم را میداند آن میر بصیر
تو عسل خوردی نیاید تب بغیر ‏ مزد روز تو نیاید شب بغیر
تو چہ کردی جہد کان با تو نگشت ‏ تو چہ کاریدی کہ نامد ریع کشت
فعل تو کان زاید از جان و تنت ‏ ہمچو فرزندت بگیرد دامنت
فعل را در غیب صورت میکنند ‏ فعل دزدی را بداری میزنند
دار کے ماند بدزدی لیک آن ‏ ہست تصویر خداے غیب دان
در دل شحنہ چو حق الہام داد ‏ کاین چنین صورت بساز از بہر داد
تا تو عالم باشی و عادل قضا ‏ نامناسب چون دہد داد و سزا
چونکہ حاکم این کند اندر گزین ‏ چون کند حکم احکم الحاکمین
چون بکاری جو نروید غیر جو ‏ قرض تو کردی زکہ خواہی گرو
جرم خود را بر کسے دیگر منہ ‏ گوش ہوش خود بدین پاداش دہ
جرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی ‏ با جزا و عدل حق کن آشتی
رنج را باشد سبب بد کردنی ‏ بد ز فعل خود شناس از بخت نی
آن نظر در بخت چشم احول کند ‏ کلب را کہ دانی و کاہل کند

چاہیے قدرت تردد کے لئے ‏ ورنہ مونچھوں پر ہنسی ہووے ترے
مت قضا پر رکھ بہانہ کس لئے ‏ جرم رکھتا اپنا تو ہے غیر پے
خون کرے زید و قصاص ہو عمر پے ‏ حد ہو احمد پر وکھائے عمرو نے
گرد اپنے پھر گنہ کو اپنے جان ‏ خود سے حرکت جان نہ سایہ سے جان
کہ نہ ہووے گی غلط پاداش میر ‏ جانتا دشمن کو ہے میر بصیر
تو نے کھایا شہد نے ہو تپ بغیر ‏ تیرے دن کی مزد نے دے شب بغیر
تو نے کیا سعی کی کہ نے ثمرہ ملا ‏ تو نے کیا بویا کہ نے آخر اگا
فعل پیدا جان و تن تیرے سے ہو ‏ پکڑے دامن تیرا جون فرزند وہ
فعل کی کرتے ہیں صورت غیب میں ‏ فعل کو چوری کے کرنے دار میں
دار کب مانند چوری کے دکھے ‏ ہے وہ تصویر خدائے غیب سے
دل میں پس شحنہ کے حق الہام دے ‏ ایسی کر صورت خدا کے واسطے
تو ہے جب تک عالم او عادل قضا ‏ نامناسب کیونکہ دے داد و سزا
جو کہ مقبولی سے یہ حاکم کرے ‏ حکم کیونکر احکم الحاکم کرے
جو تو جو بوئے اگے نے غیر جو ‏ تو کرے قرض اور سے چاہے گرو
جرم اپنا غیر پر تو مت رکھے ‏ گوش ہوش اپنا رکھ اس پاداش پے
جرم خود پر رکھ کہ بویا تو نے ہے ‏ آشتی کر عدل سے اللہ کے
جو بدی کے باعث آتا رنج ہے ‏ جان خود سے فعل بد نے بخت سے
بخت پر رکھتا نظر احول کرے ‏ کاہ دے تو سگ کو وہ کاہل کرے

سـ۵۱ چاہیے آگے یہ شعر قدرت چاہیے تردد کیواسطے ورنہ تیری مونچھوں پر ہنسی ہووے قضا پر بہانہ مت رکھ کس واسطے کہ تو جرم اپنا غیر پر رکھتا ہے زید خون کرے اور قصاص عمرو پر ہو اور عمرو شراب کھائے و حد احمد پر ہو اپنے گرد پھر اور اپنے گناہ کو جان اور خود سے حرکت جان سایہ سے نہ جان کہ پاداش امیر کی غلط نہو گی کہ امیر بصیر دشمن کو جانتا ہے تو نے شہد کھایا ہے دوسرے کے تب نہو گی تیری دن کی مزدوری شب میں دوسرے کو نہ ملیگی تجھے سعی کی کہ سکا ثمرہ نہ ملا تو نے کیا بویا کہ آخر کو نہ اگا یعنی تو اپنا قصور جان اور غیر پر اسکو حوالہ مت کر کیونکہ باوجود اختیار کے یہ حرکت کرتا ہے پس جو تو کریگا وہ پائیگا آگے اس کا بیان ہیگا فافہم ۱۲ سـ۵۲ فعل پیدا آ ۶۰ شعر تیری جان و تن سے فعل پیدا ہوا اور تیرا دامن وہ پکڑتے مانند فرزند کے غیب میں فعل کی صورت کرتے ہیں دار چوری کے مانند کب دکھتی ہو کہ وہ تصور خدائے غیب ہے دل میں شحنہ کے حق الہام دیتا ہو کہ ایسی صورت سزا کے واسطے کہ جب تک تو عالم ہے اور عادل قضا ہو نامناسب داد و سزا کیونکر دے جو کہ حکم مقبول سے کرتا ہو تو کیونکر حکم احکم الحاکمین کریگا یعنی جو خدا چاہتا ہے وہ حکام کے دل میں ڈالکر کراتا ہے پس جو تو کرتا ہو وہ تیرا فعل دوسری صورت پکڑ کے تجھپر سزا بنتا ہے جبکہ حاکم مجازی یہ کرتا ہے تو احکم الحاکمین کب غلط کرے گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ جو تو آخ ۶ شعر جو تو جو بوئے سوائے جو کے نہ اگے تو قرض کرے اور دوسرے سے گرو چاہے تو اپنا جرم غیر پر مت رکھا اور اپنا گوش ہوش اس بدلے پر رکھ تو جرم خود پر رکھ کہ تو نے بویا ہے آشتی اللہ کے عدل سے جو رنج بدی کے باعث آتا ہے وہ خود سے فعل بد جان نہ بخت سے بخت پر نظر رکھنا احول کرتا ہو تو سگ کو کاہ دے اور کاہل کو ہے اے تو تمہارے نفس کو کرو رحمت کر تہمت جزائے عدل کو مت یعنی تو برائی کا متہم اپنے نفس کو کر جزائے عدل خدا کو متہم مت کر کہ جو تو نے برائی کی ہو اسکا اثر تجھکو پہونچتا ہے تیرے بخت کا کچھ نہیں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

متہم کن نفس خودرا اے فتا	متہم کم کن جزاے عدل را	متہم کر نفس اپنے کو اے نو	متہم مت کر جزاے عدل کو
توبہ کن مردانہ سر آور برہ	کہ فمن یعمل بمثقال یرہ	توبہ کر اور آتو مردانہ برہ	کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
وز فسون نفس کم شو غرہ	آفتاب حق نپوشد ذرہ	نفس کے افسون سے مت غرہ ہو	شمس حق کو کب نہان ذرہ کرے
ہست آن ذرات جسمی ای مفید	پیش این خورشید جسمانی پدید	جملہ وہ ذرات جسمی خلق ہیں	روبرو خورشید جسمانی کے ہیں
ہست ذرات خواطر وافتکار	پیش خورشید حقائق آشکار	اور ذرے فکروں خطروں کے نہان	آگے خورشید حقائق کے عیان
پیش حق پیدا و پیش تو نہان	سر غیبست این مکن فکر درآن	حق سے ظاہر اور تجھسے ہی چھپا	فکر مت کر بھید ہی یہ غیب کا

حکایت صیادی کہ خویشتن تر کیاہی پیچیدہ بود ودستہ گل ولالہ کلہ وار بر سر نہادہ تا مرغان آنرا گیاہ پندارند وآن مرغ زیرک کہ بوی برد کہ آدمی ست بر شکل گیاہ مینماید اما ہم تمام بوی نبرد وبہ افسون او مغرور شد زیرا کہ دراد راک اول قاطعی ندانست دراد راک دوم قاطعی دانست وہو الحرص والطمع ولا سیما عند الحاجۃ والفقر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا

حکایت اُس صیادکی کہ خود پتّون مین لپٹا تھا اور گلدستہ سر پر رکھا تھا تا مرغ اسکو گھاس جانیں ایک مرغ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی ہی بشکل گھاس دکھلائی دیتا ہی لیکن بالکل معلوم نہ تھا اور وہ افسون پر مغرور ہوا اسواسطے کہ اول دفعہ قطعی جانا دوسری دفعہ قطعی جانا وہو الحرص والطمع ولا سیما عند الحاجۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا صدق رسول اللہ صلعم

رفت مرغی درمیان لالہ زار	بود آنجا دام از بہر شکار	جو گیا اک مرغ اندر لالہ زار	تھا وہاں پہ دام اک بہر شکار

۵۵ توبہ کر راہ توبہ کر اور آتو مردانہ برہ ترجمہ کہ جو کوئی عمل نیک کرے برابر ذرے کے نیک دیکھے تو نفس کے افسون پر غرہ نہ کر کہ شمس حق کو ذرہ کب نہان کرتا ہے خلق وہ جملہ ذرات جسمی روبرو خورشید جسمانی کے ہیں ذرہ فکروں وخطروں کے پوشیدہ آگے خورشید حقائق کے عیان ہیں حق سے ظاہر اور تجھ سے پوشیدہ ہے فکر مت کر یہ بھید غیب کا ہے یعنی تو اپنے نفس کے افسون سے غرہ نہ کر کہ حق سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے جیسے یہ پوشیدہ بزرگ ہیں ظاہر ہے آگے اس کی حکایت مثال مین فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جو گیا الخ ہم شعر جو ایک مرغ لالہ زار مین گیا کہ ایک دام وہان واسطے شکار کے تھا چند دانے وہان زمین پر پڑے تھے ولیکن صیاد گھات مین بیٹھا تھا اپنے جسم پر برگ وگیاہ باندھے تھا اور سر پر پھولوں کی کلاہ رکھتا تھا اور وہ کہین بیٹھکر دیکھتا تھا کہ صید دام مین آکر پھنسے باقی حال آگے کہ بہ خافہم ۱۲

دانۂ چندی نہادہ بر زمین / او چو صیادی نشستہ در کمین
خویش را پیچید در برگ و گیاہ / وز گل و لالہ ورا بر سر کلاہ
در کمین بنشستہ و کردہ نگاہ / تا در افتد صید بیچارہ ز راہ
مرغک آمد سوی او از ناشناخت / پس طوافی کرد و سوی مرد تافت
گفت او را کیستی ای سبزپوش / در بیابان در میان این وحوش
زہد و تقوی را گزیدم دین کمیش / زانکہ می بینم اجل را پیش خویش
مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ / کسب و دکان مرا برہم زدہ
چون بآخر فرد خواہم ماندن / خو نباید کرد با ہر مرد و زن
رو بخواہم کرد آخر در لحد / آن بہ آید کہ کنم خو با احد
چون زنخ را بست خواہند ای صنم / آن بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
ای بزربفت و کمر آموختہ / آخر استت جامۂ نادوختہ
رو بخاک آریم کز وی رستہ‌ایم / دل چرا در بیوفایان بستہ‌ایم
جد و خویشان مان قدیمی چار طبع / ما بخویشان عاریت بستیم طمع
سالہا ہم صحبتی و ہمدمی / با عناصر داشت جسم آدمی
روح او خود از نفوس و از عقول / روح اصل خویش را کردہ نکول
از نفوس و از عقول با صفا / نامہ می آید بجان کای بیوفا
یارکان پنج روزہ یافتی / رو ز یاران کہن برتافتی
کودکان گرچہ کہ در بازی خوش اند / شب کشانشان سوی خانہ می کشند

چند دانے تھے زمین اوپر پڑے / گھات مین صیاد بیٹھا تھا دبے
باندھے اپنے جسم پر برگ و گیاہ / اور رکھی سر پہ پھولون کی کلاہ
دیکھتا تھا وہ کمین سے بیٹھ کے / دام مین تا صید آ کر کے پھنسے
مرغ آیا اُس کے سو نا آشنا / گھوم کر اُس مرد کی جانب گیا
بولا اُس سے کون ہے تو سبز پوش / جو کہ صحرا مین ہے کوہ اندر وحوش
زہد و تقوی کو لیا اور دین کو / مین اجل کو دیکھتا ہون روبرو
مرگ ہمسایہ مرا واعظ ہوا / کسب و دوکان میرا ابتر ہو گیا
جو کہ آخر کو مین تنہا ہوؤن گا / مرد و زن سے چاہیئے سے رہنا
قبر مین آخر کو مین تو جاؤن گا / وہ ہے بہتر کہ کرون خو سے خدا
مرتے دم ہو جو زنخ کی بستگی / وہ ہے بہتر کہ یہ کیون بیہودگی
پٹکے اور زربفت کا عادی ہے تم / بے سلی کفنی سے تجھ آخر ملے
خاک سے پیدا ہم ہین جانیگے / بے وفا سے دل لگایا کس لیے
ہین قدیمی جد ہماری چار طبع / انکی خویشی عاریت ہے کو ہے حرص
برسون صحبت رکھتا تھا اور ہمدمی / ساتھ عناصر کے یہ جسم آدمی
روح اسکی ہے نفوس و عقل سے / روح گمرہ ہوتی اپنی اصل سے
پس نفوس اور پس عقول با صفا / نامہ بھیجین جان کو کہ اے بیوفا
پانچ دن کے دوستون سے تو ملے / اور قدیمی دوستون سے تو پھرے
گرچہ لڑکے خوش ہین اندر کھیل کے / گھر کو آتے ہین وہ شب کو دوڑ کے

سـ۵ـلہ مرغ آیا الخ ۴ **شعر** اسکی طرف ایک مرغ نا آشنا آیا اور گھوم کر اُس مرد کی جانب گیا اُس سے کہا کہ تو کون ہے سبز پوش کہ جو تو صحرا مین اندر وحشیون کے ہے کہا کہ مین ایک زاہد ہون تارک دنیا لیکن مین یہان ہون برگ و کاہ پر زہد و تقوی کو اور دین کو لیا کہ مین اجل کو روبرو دیکھتا ہون مرگ میرا ہمسایہ اور واعظ ہوا اور کسب دوکان میرا ابتر ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سـ۵ـلہ** جو کہ آخر کو الخ ۵ **شعر** جو کہ مین آخر کو تنہا رہون گا مرد و زن سے جدا رہنا چاہیئے مین قبر مین آخر کو تو جاؤن گا بہتر ہے کہ خدا کی خو کرون جو دم مرگ زنخ کو باندھے وہ بہتر ہے کہ بیہودہ نہ کہون تو عادی ہے پٹکے و زربفت کا تجکو آخر بے سلی کفنی ملے گی ہم خاک سے پیدا ہین اور اسی مین جائین گے دنیائے بیوفا سے دل کس واسطے لگایا **یعنی** یہ دنیا ناچیز ہے قابل دل بستگی کے نہین ہے پس اس کو ترک کرنا اولی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سـ۵ـلہ** ہین قدیمی الخ ۶ **شعر** چار طبع ہمارے قدیمی جد ہین اُن کی خویشی ہم کو طمع عاریت ہے برسون محبت و ہمدمی رکھتا تھا عناصر کے ساتھ یہ جسم آدمی اُس کی روح گمراہ ہے اپنی اصل سے پس نفوس اور پس عقول با صفا نامہ جان کو بھیجین کہ اے بیوفا پانچ دن کے دوستون سے ملے اور قدیمی دوستون سے تو پھرے **یعنی** عناصر جان کو پیغام بھیجا لائے ہین آگے اس کی مثال ہے اگرچہ لڑکے خوش ہین کروبات زمانہ کے سبب سے خلوت اختیار کی فرمائی ہاندہ طلب مولی مین گذری باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شد برہنہ وقت بازی طفل خرد دزد ناگاہش قبا و کفش برد
آنچنان گرم او ببازی در فتاد کان کلاہ و پیرہن رفتش زیاد
شب شد و بازی او شد بیمدد رہ ندارد کہ سوی خانہ رود
نے شنیدی انما الدنیا لعب باد دادی رخت و گشتی مرتعب
پیش ازان کہ شب شود جامہ بجو روز را ضائع مکن در گفتگو
من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام خلق را من دزد جامہ دیدہ ام
نیم عمر از آرزوئے دلستان نیم عمر از غصہ ہاے دشمنان
جبہ را برد آن کلہ را این ببرد غرق بازی گشتہ ما چون طفل خرد
ہین شبانگاہ اجل نزدیک شد خل ہذا اللعب بسک لا تعد
ہین سوار توبہ شو در درس جامہا از دزد لبستان باز بس
مرکب توبہ عجائب مرکب است بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
لیک مرکب را نگہ میدار ازان کو بدزدید آن قبایت ناگہان
تا نہ دزدد مرکبت را نیز ہم پاس دار این مرکبت را دمبدم

کھیلنے میں لڑکا جو ننگا ہوا چور ناگہ لے گیا کفش و قبا
کھیل میں اسطرح وہ مشغول ہوا کہ گیا بھول اپنی وہ کفش و قبا
رات آئی کھیل اُس کا ہو چکا منھ نہیں کہ گھر کو جاتے وہ ڈرا
نے سُنا کہ انما الدنیا لعب کھویا سامان اور لیا رنج و تعب
شب ہو پہلے اُس سے جامہ ڈھونڈ تو دن کو مت کر ضائع کرکے گفتگو
میں نے بس خلوت کو صحرا میں لیا میں نے دیکھا خلق کو دزد قبا
عمر آدھی خواہش تن میں گئی عمر آدھی خشم دشمن میں گئی
اُس نے ٹوپی لی وہ جبہ لے گیا کھیل میں میں مثل بچوں کے رہا
شب اجل کی آئی اب نزدیک تر چھوڑ تو یہ کھیل اور جا اپنے گھر
ہو سوار توبہ پکڑ چور کو اور کپڑے چور سے تم چھین لو
اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے کہ زمین سے جائے دم میں چرخ پے
پر حفاظت اسپ کی کر اس لئے کہ قبا تیری چرائی اُس نے ہے
تا چرائے اسپ نے ناگہ ترا تو خیال اس اسپ کا رکھ دائما

بردن دزد قچ را ازان مرد قناعت ناکردن و رخت او را ربودن

لیجانا چور کا دنبہ کو اُس مرد سے اور قناعت نہ کرنا اور لباس اُسکا لیجانا

آن یکی قچ داشت از پس میکشید دزد قچ را برد حبل او برید
چونکہ آگاہ شد دوان شد چپ و راست تا بیابد کان قچ بردہ کجاست
بر سر چاہے بدید آن دزد را در فغان و گریہ و دا ویلتا

ایک کا دنبہ تھا پیچھے دوڑتا چور رسی کاٹ دنبہ لے گیا
ڈھونڈھنے نکلا وہ جب پائی خبر تا کہیں پاؤں لے گیا دنبہ کدھر
چاہ پر بس دیکھا اُس نے چور کو کہ بہت شور و فغاں کرتا ہے وہ

سلہ نے سنا الخ یہ شعر تونے نہیں سنا ہے ترجمہ سو اس کے نہیں ہے کہ دنیا کھیل ہے سامان کھویا اور رنج و تعب لیا سلہ پہلے شب سے تو جامہ ڈھونڈھ اور دن کو گفتگو کرکے مت ضائع کر میں نے خلوت صحرا میں کیا اور میں نے خلق کو دیکھا دزد قبا آدھی عمر خواہش تن میں گئی اور آدھی عمر خشم دشمن میں گئی ۱۲ سلہ اُس نے ٹوپی لی الخ یہ شعر۔ اُس نے ٹوپی لی اور وہ جبہ لے گیا اور میں کھیل میں بچوں کے مانند رہا اب شب اجل کی نزدیک تر آئی تو یہ کھیل چھوڑ اور اپنے گھر جا سوار توبہ کا ہو اور چور کو پکڑ اور چور سے تم کپڑے چھین لو اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے کہ دم بھر میں زمین سے چرخ تک جاتا ہے پھر حفاظت اسپ کی اسواسطے کر کہ اُس نے تیری قبا چرائی ہے تاکہ اسپ تیرا نہ چرائے تو خیال اس اسپ کا ہمیشہ رکھ یعنی تو توبہ کر کہ دم بھر میں زمین سے آسمان تک تو جائے بس تو توبہ کی ہمیشہ حفاظت رکھ آگے اسکی مثال میں حال دنبہ کو بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ایک کا الخ یہ شعر ایک شخص کا دنبہ پیچھے دوڑتا تھا چور رسی کاٹ کر دنبہ لیگیا جب اُس نے خبر پائی تب وہ ڈھونڈھنے لگا تاکہیں پاؤں اُس نے چاہ پر چور کو دیکھا کہ وہ بہت شور و فغان کرتا ہے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اُسنے کہا کہ میری ہمیانی چاہ میں گر گئی اگر تو لاسکتا ہے تو اندر چاہ کے جا تو پانچواں حصہ دونگا تجھے پانچسو درم میری ہمیانی میں ہیں اگر تو مجھ پر لطف و کرم کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت نالان از چہ اے استاد / گفت ہمیان زرم در چہ فتاد
گر توانی در روی بیرون کشی / خمس بدہم مر ترا با دل خوشی
ہست در ہمیان من پانصد درم / گر کنی با من چنین لطف و کرم
صد درم بدہم ترا حالی بدست / گفت با خود کاین بہاے دہ قچ است
گر دری بر بستہ شد صد در کشاد / گر قچی شد در عوض اشتر بداد
جامہ ہا بر کند و اندر چاہ رفت / جامہ ہا را ہم ببرد آن دزد تفت
حازمی باید کہ رہ تا دہ برد / حزم نبود طمع طاعون آورد
آن یکے دزد یست فتنہ سیرتے / چون خیال او را بہر دم صورتے
کس نداند مکر او الا خدا / در خدا بگریز و وا رہ زین دغا

پوچھا کیوں روتا ہے تو اے اجنبی / بولا ہمیانی گری چہ میں مری
گر تو لا سکتا ہے اندر چہ کے جا / خمس دونگا تجکو حسب مدعا
پانسو ہیں میری ہمیان میں درم / گر کرے مجھ پر تو یہ لطف و کرم
سو[۱] درم دونگا ابھی میں بس تجھے / سوچا خود قیمت یہ دس دنبوں کی ہے
بند گر اک در ہوا سو در کھلے / گر گیا دنبہ عوض میں اونٹ ہے
پس اتارے کپڑے اور چہ میں گھسا / چور وہ کپڑے بھی لے کر چل دیا
ہوشیاری چاہیے کہ رہ چلے / ہوشیاری نے ہو طمع جان لے
چور ہے وہ فتنہ سیرت پر وبال / اسکی اک صورت ہے ہر دم جون خیال
مکر انکا کون جانے جز خدا / تو خدا میں بھاگ و مت پا یہ دغا

مناظرہ مرغ با صیاد در رہبانیت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است

لا رہبانیۃ فی الاسلام

مناظرہ مرغ کا صیاد سے رہبانیت میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

لا رہبانیۃ فی الاسلام

نہیں ہے خصی کرنا اسلام میں ۱۲

مرغ گفتش خواجہ در خلوت مایست / دین احمد را ترہب نیک نیست
از ترہب نہی فرمود آن رسول / بدعتی چون برگرفتی اے فضول
جمعہ شرطست و جماعت در نماز / امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بدخویان کشیدن زیر صبر / منفعت دادن بخلقان ہمچو ابر
خیر الناس ان ینفع الناس اے پدر / گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر

مرغ[۲] بولا خواجہ خلوت میں نہ رہ / دین احمد میں ترہب نے ہے یہ
تھی ترہب کی جو پیغمبر نے نہی / اختیار اب تونے کیوں بدعت یہ کی
جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز / امر معروف اور نہی سے احتراز
رنج بدخویوں کا لینا کرکے صبر / منفعت اوروں کو دینا مثل ابر
خیر ناس اے ینفع الناس اے اخی / سنگ اگر نے ڈھیلے سے کیا دوستی

[۱] سو درم الخ ۴ شعر ابھی میں درم دونگا تجھے سوچا کہ یہ دس دنبوں کی قیمت ہے ایک در بند سو در کھلے اگر دنبہ گیا عوض میں اونٹ ہے پس کپڑے اتارے چاہ میں گھسا چور وہ کپڑے بھی لیکر چل دیا آگے اس کے متعلق ہیں اگر راہ چلتا ہے تو ہوشیاری چاہیے اگر ہوشیاری نہیں ہے تو طمع جان لیگا وہ شیطان چور ہے فتنہ سیرت پر وبال اس کے ایک صورت ہر دم مانند خیال کے ہے اس کا مکر کون جانے بجز خدا کے تو خدا میں بھاگ اور دغا مت پا یعنی تجھ میں شیطان ایک چور ہے کہ اس کا مکر بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے پس تو فقر والا ہو کر اس کے کرے تجھے نجات ہو آگے مناظرہ مرغ و صیاد کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۲] مرغ بولا الخ ۵ شعر مرغ نے کہا اے خواجہ خلوت میں نہ رہ کہ دین احمد میں یہ رہبانیت نہیں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہبانیت کی نہی فرمائی ہے تو نے یہ بدعت اب کیوں اختیار کی ہے جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز امر معروف اور نہی سے پرہیز کر صبر کرکے رنج بدخویوں کا لینا اور منفعت دوسروں کو دینا مثل ابر کے ترجمہ بہتر آدمیوں کا وہ ہے کہ نفع پہونچادے آدمیوں کو اگر سنگ نہیں ہے ڈھیلے سے کیا دوستی ہے یعنی تجکو تنہا رہنے سے جماعت کے ساتھ رہنا بہتر ہے کہ بہت سے آدمیوں کو نفع پہونچیگا اور تنہا رہنے سے کیا فائدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درمیان اُمت مرحوم باش سنت احمد مہل محکوم باش
چون جماعت رحمت آمد ای پسر جہد کن کز رحمت آری تاج سر
در جوابش گفت صیاد عیار نیست مطلق اینکہ گفتی ہوشدار
ہست تنہائی بہ از یاران بد نیک چون با بد نشیند بد شود
زانکہ عقل ہر کرا نبود رسوخ پیش عاقل ہمچو سنگ است و کلوخ
چون حمارست آنکہ بے البیت ست صحبت او عین رہبانیت است
ہوش او سوئے علف باشد چو خر بگذر از وے تا نمانی بے ہنر
زانکہ غیر حق ہمہ گردد وفات کل آت بعد حین فہو آت
ہرچہ جز آن وجہ باشد ہالک ست ملک و مال عکس آن یک مالک ست
گرچہ سایہ عکس شخص ست اے پسر ہیچ از سایہ نتانی خورد بر
ہیچ سایہ نیست بے شخصے روان اصل سایہ رو بجوئے کاروان
ہین ز سایہ شخص را میکن طلب در سبب رو گذر کن از سبب
یار جسمانی بود ردلیش بمرگ صحبتش شوم ست باید کرد ترک
حکم او ہم حکم قبلہ او بود مردہ اش خوان چونکہ مردہ جو بود
ہر کہ با این قوم باشد راہب ست کہ کلوخ و سنگ او را صاحب ست
خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند زین کلوخان صد ہزار آفت رسد
گفت مرغش پس جہاد آنگہ بود کہ چنین رہزن میان رہ بود
از برائے حفظ یاری و نبرد بر رہ نا ایمن آید شیر مرد
عرق مردی آنگہی پیدا شود کہ مسافر ہمرہ اعدا شود

داخل[1] اندر امت مرحوم رہ سنت احمد کا تو محکوم رہ
جو جماعت رحمت آئی اے پسر جہد کر رحمت سے لا تو تاج سر
پس جواب اُس کو دیا صیاد نے یہ نہ مطلق ہے کہ جو کہتا تو ہے
یار بد سے بہتر اب تنہائی ہے نیک صحبت بد کی بیٹھے بد بنے
کیونکہ جو رنگین نہو وے عقل سے آگے عاقل کے وہ مثل سنگ ہے
مثل خر ہے جو نہ زوجیت کرے اسکی صحبت عین رہبانی رکھے
ہوش اُس کا ہو سوئے کاہ مثل خر بھاگ اُس سے تا نہو تو بے ہنر
کیونکہ[2] ہو وے ماسوی اللہ جز لا کل آت بعد حین فہو آت
جو سوا ہو وجہ کے ہالک ہے ملک و مال عکس اس مالک کا ہے
گرچہ سایہ عکس تن ہے اے پسر کھا سکے کوئی نہ سایہ سے ثمر
کوئی بے تن کے نہ سایہ ہو رواں اصل سایہ ڈھونڈھ تو اے کارواں
شخص کو سایہ سے اب کر تو طلب جا سبب میں چھوڑ تو سبب
یار جسمانی کا منہ ہے سوئے مرگ صحبت اسکی بد ہے کر تو اس کو ترک
جیسا[3] وہ ویسا ہی قبلہ وہ رکھے جو کہ مردہ ڈھونڈھے مردہ جان اُسے
جو ہے ساتھ اس قوم کے راہب ہے وہ سنگ و ڈھیلہ اس کا صاحب ہے سنو
سنگ و ڈھیلا راہزن کس کا بنے آفت ان ڈھیلوں سے بس صدہا ملے
مرغ بولا یہ جہاد اُس وقت ہو راہ زن ایسا میان دشت ہو
حفظ یاری و لڑائی کے لئے شیر مرد آئے رہ نا امن پے
جوش مردی پیدا اسدم ہوتی ہے کہ مسافر ساتھ دشمن کے چلے

[1] داخل الخ یہ شعر تو داخل اُمت مرحومین رہ اور سنت احمد صلعم کا تو محکوم رہ جو کہ جماعت رحمت آئی ہے جہد کر اور رحمت سے تاج سر کا لا پس اُس کو صیاد نے جواب دیا یہ مطلق نہیں ہے کہ جو تو کہتا ہے یار بد سے تنہائی بہتر ہے کہ نیک بد کی صحبت سے بد بنتا ہے کیونکہ جو عقل سے رنگین نہووے وہ عاقل کے آگے مثل سنگ کے ہے وہ خر کی مانند ہے کہ جو زوجیت نہ کرے اسکی صحبت عین رہبانیت رکھتی ہے ہوش اُس کا مثل خر کے کاہ کی طرف ہو اُس سے بھاگ کہ تو بے ہنر نہووے یعنی یاران بد سے نیک بد ہوتا ہے جو زوجیت نہیں کرتا ہے اسکی صحبت عین رہبانی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] کیونکہ ہووے الخ یہ شعر کیونکہ جملہ ماسوی المعدومات ہووے کہ ملک اس مالک کا عکس ہے اگرچہ سایہ عکس تن ہے مگر کوئی سایہ سے ثمر نہ کھا سکے کوئی سایہ بغیر تن کے رواں نہو تو اصل سایہ کو ڈھونڈھ سایہ سے تو شخص کو طلب کر اور سبب میں جا چھوڑ تو سبب کو یار جسمانی کا منہ مرگ کی طرف اسکی صحبت بد ہے تو اسکو ترک کر یعنی جسم سایہ ہے پس تو اس سایہ سے سایہ والے کو ڈھونڈھ اور اہل جسم کی دوستی ترک کر کہ جو شخص کہ بندے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] جیسا وہ الخ یہ شعر جیسا وہ ہے ایسا ہی قبلہ رکھتا ہے اور جو مردہ ڈھونڈھے تو اُس کو مردہ جان جو اس قوم کے ساتھ ہے راہب ہے اور سنگ ڈھیلا اس کا صاحب ہے سنگ و ڈھیلہ کسی کا راہزن ہے اور ان ڈھیلوں سے آفت صدہا ہے یعنی جو شخص جیسا ہے اسکا دنیا ہی قبلہ ہے اور اسی طرح کا دعدہ ہر در رکھتا ہے آگے جواب مرغ کا ہے مرغ نے کہا کہ یہ جہاد اسوقت ہو گا کہ ایسا راہزن میان دشت کے ہو گا واسطے حفاظت یاری لڑائی کے رہ ناامن پر شیر مرد کی جوش مردی اسدم پیدا ہوتی ہے کہ مسافر دشمن کے ساتھ چلے
باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نبی السیف بودست آن رسول / امت او صفدرانند و فحول
مصلحت در دین ما جنگ و شکوه / مصلحت در دین عیسی غار و کوه
مصلحت داده است هر یک را جدا / مصلحت جو گر توئی مرد خدا
گفت آری گر بود یاری و زور / تا به قوت برزند بر شر و شور
قوتی باید درین ره مردوار / یاری باید درینجا فرد دار
چون نباشد قوتی پرهیز به / در فرار لا یطاق آسان بجه
صنعت این ست ای عزیز نامدار / فکرتی کن در نگر انجام کار
یاری جو تا بیابی راه را / ورنه کی دانی تو راه و چاه را
گفت صدق دل بباید کار را / ورنه یاران کم بیابند یار را
یار شو تا یار بینی بی عدد / زانکه بی یاران بمانی بی مدد
دیو گرگ است و تو همچون یوسفی / دامن یعقوب مگذار ای صفی
گرگ اغلب آنگهان گیرا بود / کز رمه شیشک بخود تنها بود
آنکه سنت با جماعت ترک کرد / در چنین مسبع نه خون خویش خورد
هست سنت ره جماعت چون رفیق / بی ره و بی یار افتی در مضیق
راه سنت با جماعت به بود / اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
لیک هر گمراه را همره مدان / غافلان خفته را آگه مدان
همرهی را جو که زو یابی مدد / همدل و همدرد و جویان صمد
همرهی نی کو بود خصم خرد / فرصتی جوید که جامه تو برد

جو نبی السیف[1] وہ احمد ہووے (میں ہی تلوار ہوں ۱۲) / امت انکی پہلوان اور مرد ہے
مصلحت دین اپنے مین جنگ و شکوہ / مصلحت دین مسیح مین غار و کوہ
مصلحت دی ہے ہر اک کو اک جدا / مصلحت جو گر تو ہے مرد خدا
بولا سچ ہے گر ہو یاری اور زور / تا کرے قوت سے ہر یا شر و شور
چاہیے اس رہ مین قوت مردوار / چاہیے اک یاری پر فرد دار
بچنا بہتر ہے جو نہ قوت رکھے / پس فرار از لا یطاق آسان ہے
بولا اک صنعت ہے یہ اے نامدار / فکر کر اور دیکھ تو انجام کار
یار[2] ڈھونڈھ اک تا تو پائے راہ کو / ورنہ کب جانے تو راہ و چاہ کو
بولا صدق دل ہے لازم کار کو / ورنہ یار اب کم نہین ہین یار کو
یار ہو تا یار پائے بے مدد / کیونکہ بے یاروں کے تو ہے بیمدد
دیو گرگ اور تو ہے مثل یوسفی / دامن یعقوب مت چھوڑ اے صفی
گرگ اغلب اس گھڑی کھا جائیگا / جب کہ گلہ سے ہو بزغالہ جدا
جس نے سنت با جماعت ترک کی / اپنے مقتل مین کی اُسنے خودکشی
رہ جماعت کی ہے سنت جو رفیق / بے رہ و بے یار کے تو پاسے مضیق
راہ سنت با جماعت خوب ہے / اسپ بہتر ساتھ اسپوں کے چلے
لیک[3] ہر گمراہ کو ہمرہ نہ جان / غافل خفتہ کو تو آگہ نہ جان
ڈھونڈھ ہمراہی کہ اس سے ہو مدد / ہمدل و ہمدرد و خواہان صمد
نے وہ ہمرہ کہ ہو دشمن عقل کا / پائے فرصت اور لے جامہ ترا

[1] جو نبی الخ ۷ شعر جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی السیف ہوئے ان کی اُمت پہلوان و مرد ہے ہمارے دین مین مصلحت جنگ و شکوہ اور دین مسیح مین مصلحت غار و کوہ ہے ہر ایک کو مصلحت جدا دیتا ہے اگر تو مرد خدا ہے تو مصلحت چاہ بیمار نے کہا کہ سچ ہے اگر یاری و زور ہوتا ہے کہ قوت سے شور و شر کرے اس راہ میں مردوار چاہیے اگر قوت نہیں رکھتا ہے تو بچنا چاہیے پس آسان ہے ترجمہ بھاگ جس سے کہ طاقت ہوئے مرغ نے کہا کہ ایک صنعت ہے تو فکر اور انجام کار دیکھ یعنی تو رہبر کو ڈھونڈھو کہ وہ تجھے راستہ بتاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] یار ڈھونڈھو الخ ہم شعر ایک یار ڈھونڈھو کہ تا تو راہ پاوے ورنہ تو کب جانے راہ کو اور چاہ کو کہا صیاد نے کہ صدق دل چاہیے کام کو ورنہ یار اب یار کو کم نہیں ہیں مرغ نے کہا کہ تو یار ہو تا یار بے مد پاوے کیونکہ تو بے یار رہیگا بے مدد ہے دیو گرگ ہے اور تو مثل یوسف کے ہے پس دامن یعقوب کو مت چھوڑ اغلب گرگ اُس دم کھا جائیگا جب گلہ سے بزغالہ جدا ہوگا جس نے سنت با جماعت ترک کی اپنے مقتل میں اُس نے خودکشی کی راہ جماعت کی سنت ہے مانند رفیق کے بے راہ و بے یار ہے تو تنگی پاوے راہ سنت با جماعت خوب ہے اسپ ہمراہ اسپوں کے بہتر چلتا ہے یعنی تو ہمراہ اسپوں کے بہتر رہ کہ سنت با جماعت بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] لیک ہر گمراہ الخ ۵ شعر لیکن ہر ایک گمراہ کو ہمراہ مت جان اور غافل خفتہ کو آگاہ مت جان وہ ہمراہی جو بد دل ہو اس سے علیحدہ ہو اور جو ہمدل اور ہمدرد و خواہان خدا ہو اس کو لے اور ہمراہ نہیں ہے کہ دشمن عقل کا ہو کہ فرصت پاوے اور ترا جامہ لے تیرے ہمراہ جاوے اور جب گھات ملے تو تجکو اُس جا لوٹ لے تیرے ہمراہ اپنے لعع کو جاوے اس کا نوش مت کھا کہ وہ پرنیش ہے یعنی ایسا یار مت ہمراہ لے کہ وہ تجکو راہ مین لوٹ لے جب موقع پاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

می رود با تو که یابد عقبه
که تواند کرد دت آنجا نهبه

می رود با تو برای سود خویش
هین منوش از نوش او کان هست نیش

یا بود اشتر دلی چون دید ترس
گویدت بهر رجوع از راه درس

یار را ترسان کند ز اشتر دلی
اینچنین همره عدو دان بیدلی

یار بد مار است هین بگریز ازو
تا نریزد بر تو زهر آن زشت خو

یار را از ره برد آن راهزن
مرد را نبود آنکه افتد زیر زن

راه جانبازی است در هر غیشهٔ
آفتی در دفع هر دل شیشهٔ

راه دین هر گمرهی خود چون رود
حازمی باید که مرد ره بود

راه دین زان رو پر از شور و شرست
که نه هر راه مخنث گوهرست

در ره این ترس امتحانهای نفوس
همچو پرویزن به تمییز سبوس

راه چه بود پر نشان پایها
یار چه بود نردبان رایها

گیرم آن گرگت نیابد ز احتیاط
بی ز جمعیت نیابی در نشاط

با غلیظی خر ز یاران فقیر
در نشاط آید شود قوت پذیر

هر خری کز کاروان تنها رود
بر دی آن راه از تعب صد توشخو

چند زخم چوب سیخ افزون خورد
تا که تنها آن بیابان را برد

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو
گرنه خر همچنین تنها مرو

آن که تنها خوش رود اندر رصد
با رفیقان بیگمان خوشتر رود

تیرے ہمرہ جائے جب کھانا ملے
پس تجھے ڈس جائے پر وہ لوٹ لے

تیرے ہمراہ جائے اپنے نفع کو
اس کا مت کھا نوش ہے پر نیش وہ

یا ہو بزدل جو کہ دیکھے خوف سے
رہ کی باتین کر رجوع تجکو کرے

بزدلی سے جو ڈرائے یار کو
ایسے نامرد ہمرہی کو جان عدو

یار بد ہے مار اُس سے بھاگ تو
تا نہ ڈالے زہر تجھ پر زشت خو

یار کو گمراہ کرے وہ راہزن
وہ نہ مرد ہے جو کہ ہے مغلوب زن

راہ جانبازی کی ہے ہر نفع مین
آفت ہر نازک کو اسکی دفع مین

راہ دین ہر ایک گمرہ کیا چلے
مرد رہ کو ہوشیاری چاہیے

اس لئے ہے راہ دین مین شور و شر
کہ نہ رہ ہے ہر مخنث کی گہر

امتحان اس رہ مین ہے ڈر نفس کا
جیسے چلنی کردے بھوسی کو جدا

راہ کیا ہے نقش پاے پر نشان
یار کیا ہے راے کا ہو نردبان

مانا گرگ آتا نہ تیرے پاس سے
پر ز جمعیت سے ہو فرحت تجھے

راہ مین خوش جو کوئی تنہا چلے
پس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے

کاروان سے جو کہ خر تنہا چلے
اسپہ سو درجہ ہووے تکلیف سے

کھائے از بس زخم لاٹھی آر کے
تب بیابان کو وہ تنہا طے کرے

تجھکو کہتا ہے وہ خر تو سُن اُسے
گر نہ تو خر ہے تو تنہا مت چلے

جو کہ تنہا جائے خوش اُمید سے
وہ رفیقون ساتھ بس خوشتر چلے

ملہ یا ہو بزدل آہ ← شعر یادہ ہمراہ بزدل ہو کہ جو خوف سے دیکھے راہ کی باتین کر کے تجکو رجوع کرے جو بزدلی سے یار کو ڈرائے ایسے ہمراہ کو دشمن جان یار بد ہے تو اُس سے بھاگ تاکہ تجھ پر زہر نہ ڈالے وہ زشت خو یار کو وہ راہزن گمراہ کرے وہ مرد نہیں ہے کہ جو مغلوب زن کا ہے راہ جانباز سے پر نفع ہے اور آفت ہر نازک کہ اُس کے دفع مین راہ مین کی ہر ایک گمراہ کب چلے مرد راہ کو ہوشیاری چاہیے اس واسطے راہ دین کی پر شور و شر ہے کہ ہر ایک مخنث کی راہ گوہر نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ملہ امتحان الخ ← شعر اس راہ مین امتحان خوف نفس کا ہے جیسے چلنی بھوسی کو جدا کردے راہ کیا ہے نقش پائے پر نشان ہو اور یار کیا ہے رائے کا نردبان ہو مانا کہ گرگ تیرے پاس نہین آتا ہے مگر تجکو فرحت نہوگی بے جمعیت کے جو کوئی راہ مین خوش تنہا چلے وہ سیر زیادہ ہمراہ رفقا کے کرے آگے اس کی مثال ہے خر جو ہم خروں کے کہ ہمراہ چلے بس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے جو خر کاروان سے تنہا چلے اس پر راہ سو درجہ تکلیف سے ہووے از بس زخم لاٹھی اور آر کے کھائے تب وہ تنہا بیابان کو طے کرے یعنی تنہائی سے راہ مین ہمراہ رفقا کے سیر زیادہ ہووے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ملہ تجکو کہتا ہے الخ ← شعر وہ خر تجکو کہتا ہے تو اس سے جیسے اگر تو خر نہین ہے تو تنہا مت چل جو کہ تنہا خوش اُمید سے جائے وہ رفیقون کے ساتھ خوش زیادہ چلے ہر ایک نبی نے اس راہ نایاب مین معجزے تباہ کر یار ڈھونڈے ہین آگے اس کی مثال ہے دیوارون کی اگر یاری نہوتی یہ انبار دگر کب بلند ہوتے اگر ہر ایک دیوارین جدا ہو وین تو کیسے چھت معلق رہوے تو ہوا کے اگر قلم و سیاہی کی یاری نہ ہووے کب رقم کاغذ پر جلوہ گر ہووے جو بوریا بنا دے اگر پیوند نہ کرے ہوا اُڑا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر نبی اندرین راه درست — معجزه بنمود یاران را بجست
گر نباشد یاری دیوارها — کے برآید خانه و انبارها
هر یکے دیوار اگر باشد جدا — سقف چون باشد معلق بر هوا
گر نباشد یاری حبر و قلم — کے فتد بر روے کاغذها رقم
این حصیری که کسی می‌گسترد — گر نه پیوندد بهم بادش برد
حق ز هر جنسی چو زوجین آفرید — پس نتائج شد ز جمعیت پدید
درمیان مرغ و صیاد این عجب — بس شکال افتاد شد نزدیک شب
با غلیظے خر ز یاران فقیر — در نشاط آید شود قوت پذیر
این بگفت و آن بگفت از اهتزاز — بحثشان شد اندرین معنی دراز
مثنوی را چابک و دلخواه کن — ماجرا را موجز و کوتاه کن
مرغ را چون دیده بر گندم فتاد — نفس او بی طاقت آمد در گشاد
بعد از آن گفتش که گندم آن کیست — گفت امانت از یتیم بی وصی است
مال ایتام است امانت پیش من — زانکه پندارند ما را مؤتمن
گفت من مضطرم و مجروح حال — هست مردار این زمان بر من حلال
هست دستوری کزین گندم خورم — ای امین و پارسا و محترم
گفت مفتی که ضرورت هم توی — بے ضرورت گر خوری مجرم شوی
ور ضرورت هست هم پرهیز به — ور خوری باری ضمان آن بده
مرغ پس در خود فرو رفت آن زمان — توسنش سر بستد از جذب عنان
پس بخورد آن گندم اندر فخ بماند — چند او یٰس و الانعام خواند
بعد درماندن چه افسوس و چه آه — پیش ازین بایست این دود سیاه

ہر نبی نے اس رہ نایاب میں — معجزے بتلا کے ڈھونڈھے یار ہیں
ہوتی دیواروں کی نہ یاری اگر — کب بلندی اور بنا انبار گھر
ہوویں دیواریں اگر ہر اک جدا — کیسے چھت رہے معلق تا ہوا
جو قلم سیاہی کی نہ ہو یاری گر — کب رقم کاغذ پہ ہووے جلوہ گر
جو بناتا ہے ہر اک وہ بوریا — گر نہ ہو باہم اڑا دیوے ہوا
حق نے جفت ہر جنس سے پیدا کیا — پس نتیجہ اس کے ملنے سے کھلا
مرغ اور صیاد کے بس درمیان — شام تک تھیں مشکلیں چندہ بیان
خر ہجوم خر کے ہمرہ گر چلے — بس خوشی میں آئے اور قوت بڑھے
یہ وہ کہتا وہ وہ کہتا با خوشی — بحث آپس میں انکی تھی از بس بڑھی
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر — مختصر کر قصہ اور کوتاہ کر
مرغ کی جو آنکھ گندم پر پڑی — نفس ہوا بے چین اسکا اس گھڑی
بولا گندم کسکی ملک ہے اے کرم — یہ امانت ہے کہا ملک یتیم
میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم — کہ مجھے جانیں امین ہیں اور سلیم
بولا میں مضطر ہوں اور مجروح حال — ہے مجھے مردار اس دم بھی حلال
ہے اجازت کھاؤں اس گندم سے میں — اے امین و پارسا اس وقت میں
بولا مفتی کہ ضرورت تو کی ہے — بے ضرورت کھائے گر مجرم ہے
بل ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے — اور اگر تو کھائے ضامن اسکا دے
مرغ متامل ہوا اس بات سے — اسپ کھینچے باگ کو منہ زور ہے
کھایا گندم پھنس گیا پھندے میں وہ — پس پڑھا یٰسین والانعام کو
بعد پھنسنے جانے کے کیا افسوس ہے — یہ تردد پہلے اس سے چاہیے

لہ حق نے الخ ۵ شعر حق نے جفت ہر ایک جنس سے پیدا کیا پس نتیجہ اسکے ملنے سے کھلا مرغ اور صیاد کے درمیان شام تک مشکلیں بیان ہوتی تھیں یہ وہ کہتا اور یہ کہتا خوشی سے اس میں بحث ان کی از بس بڑھی تھی تو مثنوی کو چست اور دلخواہ کر اور مختصر کر اور قصہ کوتاہ کر جو مرغ کی آنکھ گندم پر پڑی اس دم اس کا نفس بے چین ہوا یعنی طمع نے اسکی سب باتیں رد کردیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ لہ بولا گندم الخ ۸ شعر مرغ نے کہا کہ یہ گندم کس کی ملک ہے کہا کہ یہ امانت ہے ملک یتیم کی میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم کی مجکو امین و سلیم جانتے ہیں مرغ نے کہا کہ مضطر اور مجروح حال ہوں اس دم مجکو مردار بھی حلال ہے اگر اجازت ہے کہ اس گندم سے میں کھاؤں اے امین و پارسا اس وقت میں صیاد نے کہا جو کوئی مفتی ضرورت ہے بے ضرورت اگر کھائے مجرم ہے بلکہ ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے اور اگر تو کھائے ضامن اس کا دے مرغ اس بات سے متامل ہوا اسپ کا باگ کھینچتا کہ منہ زور ہے پس گندم کھایا اور وہ اس میں پھنس گیا اور پڑھا سورہ یٰس و الانعام کو آگے اس کے حقائق ہیں ۱۲ لہ بعد پھنس جانے کے الخ ۵ شعر بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے یہ تردد اس سے پہلے چاہیے جس دم حرص ہوا پیدا ہو وہ دم تو لہ کرے فریاد میں اس سے پہلے کہ یہ دانہ دام ہو تیرے حرص کی گرمی مانند مرغ کے ہوا اس دم آہ و نالہ کا پابند ہوا اور حرص کو آلودہ کرے قصہ اول خرابی شہر امید ہے کہ شہر آفت سے بچے یعنی آفت میں پھنسنے سے پہلے تردد کرنا چاہیے اور اللہ سے نجات چاہنا چاہیے لہ بعد نزول بلا کے تردد عبث ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زمان که حرص جنبید و هوس / دمبدم میگو که ای فریاد رس
پیش از آن کاین دانه بر تو فخ شود / گرمی حرص تو همچون یخ شود
آه و دود و ناله آندم کار بند / حرص را آواره کن ای هوشمند
کان زمان پیش از خرابی بصره است / بو که بصره وارهد هم زان شکست
ابک لی یا باکیی یا ناکلی / قبل هدم البصرة والموصل
نُح علی قبل موتی و اغتفر / لا تنح لی بعد موتی و اصطبر
ابک لی قبل ثبوری فی النوی / بعد طوفان النوی خل البکا
آن زمان که دیو میشد راهزن / آن زمان بایست یٰس خواندن
پیش از آن کاشکسته گردد کاروان / آن زمان چوبک بزن ای پاسبان

جس گھڑی کہ پیدا ہو حرص و ہوس / دمبدم کہہ تو کہ ای فریاد رس
پہلے اُس سے کہ یہ دانہ دام ہو / گرمی تیری حرص کی جون یخ ہو
آہ و نالہ کا ہو پابند اُس گھڑی / حرص کو آوارہ کر تو اے اخی
وقت سے پہلے خرابی شہر ہے / ہے توقع شہر آفت سے بچے
ابک لی یا باکیی یا ناکلی / قبل ہدم البصرة والموصل
رو میرے واسطے اے رونیوالے بوجہ ٹوٹنے والے کو / آگے اُس سے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو
نح علی قبل موتی واغتفر / لا تنح لی بعد موتی و اصطبر
رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت مانگ / اور مت رو بعد میرے مرنیکے اور صبر کر
ابک لی قبل ثبوری فی النوی / بعد طوفان النوی خل البکا
رو واول ہلاک ہونے میرے سے مرنے مین / بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو ۱۲
جس گھڑی کہ دیو یہ رہزن بنے / اُس گھڑی یٰس پڑھنا چاہیے
اس سے پہلے کہ کٹے یہ کاروان / ہوشیاری چاہیے اے پاسبان

ہای ہوی کردن پاسبان بعد از بردن دزد اسباب کاروان را

ہا ہو کرنا پاسبان کا بعد اسباب لیجانے چورون کے کاروان سے

پاسبانی بود در یک کاروان / حارس مال و قماش آن جملن
پاسبان خفت و دزد اسباب بُرد / رخت ہا را زیر ہر خاکی فشرد
روز شد بیدار گشت آن کاروان / رفته دیدند اسپ و سیم و اشتران
پاسبان در رہی چوبک زدن / گرم گشته خود ہم او بد راہزن

کاروان مین ایک تھا بس پاسبان / مال اور سامان کا تھا وہ نگہبان
سو یا حارس چور سامان لیگیا / خاک کے نیچے رکھا سامان چھپا
جو ہوا بیدار دن کو قافلا / دیکھا جا اسپ و شتر چوری گیا
پاسبان نے شور واویلا کیا / کیونکہ خود بھی راہزن وہ ایک تھا

سلہ ابک لی ۵ شعر ترجمہ میرے واسطے رونے والے اے تعزیت رکھنے والے اس سے پہلے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو ترجمہ رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت کر اور مت رو بعد مرنے میرے کے اور صبر کر ترجمہ رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے مین اور بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو جس دم کہ یہ دیو راہزن ہے اسدم یٰس پڑھنا چاہیے اُس سے پہلے یہ کاروان الٹے ہوشیاری چاہیے اے پاسبان یعنی دیو کے رہزن ہونے سے اول سورۂ یٰس کو پڑھنا چاہیے چنانچہ ہنگام نزع کے اسی واسطے سورۂ یٰس پڑھتے ہیں کہ شیطان دفع ہوجائے اس کی مثال مین قصہ پاسبان کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ شعر کاروان مین آہ پاسبان تھا کہ مال و سامان کا وہ نگہبان سویا اور چور سامان لے گیا اور خاک کے نیچے وہ سامان پوشیدہ کیا جو قافلہ دن کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ مال و اسپ و شتر چوری گیا پاسبان نے شور و واویلا کیا کیونکہ وہ خود ہی ایک راہزن تھا پس اس سے کہا کہ اے نگہبان کہو کہ سامان کیا ہوا اور وہ اسباب کہان ہے کہا کہ چور پردے مین آئے ولیکن میرے آگے سے وہ سامان لے گئے قوم نے کہا کہ اے ٹیلہ ریت کے تو کرتا کیا تھا اور کس واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس بدو گفتند ای حارس بگو　　تا چہ شد این رخت و این اسباب کو
گفت دزدان آمدند اندر نقاب　　رختہا بردند از پیشم شتاب
قوم گفتندش کہ ای چون تل ریگ　　پس چہ میکردی چہ تو مردہ ریگ
گفت من یک کس بُدم ایشان گروہ　　با سلاح و با شجاعت با شکوہ
گفت اودر جنگ کم بودت امید　　نعرہ بایستی زدن کہ ہر جہید
گفت آمد کارد بنمودند و تیغ　　کہ خمش ورنہ کشیمت بیدریغ
آنزمان از ترس من بستم دہان　　این زمان فریاد وہیہای و فغان
آن زمان بستہ دمم کہ دم زنم　　این زمان چندانکہ خواہی میکنم
چونکہ عمرت برد دیو فاضحہ　　بے نمک باشد اعوذ و فاتحہ
گرچہ باشد بے نمک اکنون چنین　　ہست غفلت بے نمک تر زان یقین
این چنین ہم بے نمک مینال نیز　　کہ ذلیلان را نظر کن ای عزیز
قادری بیگاہ چہ بود یا بگاہ　　از تو چیزے فوت کی شد ای الہ
گفت لا تاسوا علی ما فاتکم　　کے از قدرتش مطلوب گم

پس کہا اُس سے کہ اے حارس کہو　　کیا ہوا اسامان کہان اسباب وہ
بولا چور آئے نقاب اندر وے　　میرے آگے سے وہ سامان لیگئے
قوم بولی کہہ اے ٹیلے ریت کے　　کیا تو کرتا تھا و تو ہے کس لئے
بولا مین تنہا تھا وہ اک تھا گروہ　　اور مسلح با شجاعت با شکوہ
بولے گر امید لڑنے کی نہ تھی　　چیخا ہوتا کہ اُٹھو جلدی سبھی
بولا دکھلائی مجھے تیغ و چھری　　کہ تو چپ رہ ورنہ مارینگے ابھی
میرا بند اُسدم ہوا ڈر سے وہان　　کرتا ہون اسدم مین فریاد و فغان
اُس گھڑی دم بند میرا اور زبون　　اس گھڑی جو کچھ کہ تم چاہو کرون
جو کہ تیری عمر لے دیو سیہ　　بے نمک ہووے اعوذ و فاتحہ
گرچہ رونا بے نمک اب ہو گیا　　گر یقین ہے بے نمک غفلت تبر
ایسے ہی تو بے نمک رو نار ہو　　کہ ذلیلون کو نظر کر اے نکو
تو ہے قادر وقت کیا بیوقت کیا　　فوت کب تجھسے ہوئی شے اے خدا
بولا لا تاسوا علی ما فاتکم　　اسکی کب قدرت سے ہو مطلوب گم

حوالہ کردن مرغ گرفتاری خود را بمکر صیاد و صیاد بحرص

حوالہ کرنا مرغ کا گرفتاری اپنی کو مکر صیاد سے اور صیاد کا حرص سے

گفت آن مرغ این سزای آن بود　　کہ فسون زاہدان را بشنود
گفت زاہد نی سزای آن نشاف　　کہ خورد مال یتیمان از گزاف
بعد ازان نوحہ گری آغاز کرد　　کہ فخ و صیاد لرزان شد ز درد
کز تناقضہای دل پشتم شکست　　بر سرم جانان بیا می مال دست

مرغ بولا وہ سزا یہ اُس کی ہے　　زاہدون کی جو کہ دمبازی سُنے
بولا زاہد نے سزا جاذب کی ہے　　کھائے جو مال یتیمان مکر سے
بعدہ رویا وہ آہِ سرد سے　　دام اور صیاد کانپا درد سے
پشت و دل ٹوٹا نقیضون سے مرا　　ہاتھ رکھ سر پر مرے جانا تو آ

سلہ بولا مین آہ ۵ شعر کہا کہ مین تنہا تھا اور وہ ایک گروہ تھا اور مسلح اور شجاع و با شکوہ تھا کہا کہ اگر امید لڑنے کی نہ تھی تو چیخا ہوتا کہ سب جلدی اُٹھو کہا کہ مجھے تیغ و چھری دکھلائی کہ تو چپ رہ ورنہ مارینگے میرا اس دم خوف سے وہان بند ہوا مین اسدم فریاد و فغان کرتا ہون ہمدم دم سیاہ بند و زبون ہوا اسدم تم جو کچھ چاہو مین کرون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کہ تیری آہ ۵ شعر جو کہ تیری عمر دیو سیاہ کے اعوذ و فاتحہ بے نمک ہو گئے اگرچہ رونا اب بے نمک سا ہی تو ایسے ہی بے نمک رو تا رہ کہ ذلیلون کو نظر کر اے کہ تو قادر ہے وقت و بیوقت کیا ہے اے خدا تجھ سے شے کب فوت ہوئی فرمایا ترجمہ کہ مت افسوس کرو اُس چیز پر کہ جو تم سے فوت ہوئی اسکی قدرت سے کب مطلوب گم ہو یعنی جب کہ عمر غفلت مین گذر گئی پھر فریاد کرنا کیا فائدہ دے پس عمر گذشتہ پر افسوس نہ کرو اور آیندہ کو کوشش کرو کہ اسکی قدرت سے بعید نہین ہے آگے مرغ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مرغ بولا وہ آہ ۳ شعر اس مرغ نے کہا کہ یہ سزا اسکی ہے کہ جو زاہدون کی دمبازی ہی زاہد نے کہا کہ یہ سزا جاذب نہین ہے بلکہ جو مال یتیمان کھائے مکر سے بعدہ وہ رو دیا آہ سرد سے کہ دام و صیاد کانپا درد سے آگے اسکا حقائق ہے فافہم ۱۲ سلہ پشت و دل آہ ۶ شعر پشت و دل نقیضون سے میرا ٹوٹا میرے سر پر ہاتھ رکھو اور جانا تو آ میرے سر کو نت تمہارے ہاتھ سے ہے تیرا ہاتھ شکر بخشنے جو تو رکھے میرے سر سے اپنا سایہ مت اُٹھا بیقرار ہون بیقرار ہون بیقرار خواب میری چشم سے بیزار ہے میرے گل رشک چمن تیرے غم مین اگر مین لائق نہین ہون کہ اگر تو نالائق کو پوچھے غم مین عدم کا کیا استحقاق اور اسیر دروازہ تیرے لطف کا کھلا یعنی سجہ المرغ التجا ہے درگاہ الٰہی نجات مین گرفتاری بلا سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مت افسوس کرو اس چیز پر کہ جو تم سے فوت ہوئی ۱۲

سایۂ خویش از سر من بر مدار / بیقرار و بیقرارم بیقرار
خوابہا بیزار شد از چشم من / در غمت ای رشک سرو و یاسمن
من نخواہم عشوۂ ہجران شنود / آزمودم چند خواہم آزمود
گر نیم لائق چہ باشد گر دمے / ناسزائی را بپرسی در غمی
مر عدم را خود چہ استحقاق بود / کہ برو لطف چنین درہا کشود
خاک گرگین را کرم آسیب کرد / دہ گہر از نور حس در جیب کرد
پنج حس ظاہر و پنج حس نہان / کہ بشر شد نطفۂ مردہ ازان
توبہ بے توفیقت اے نور بلند / جز بہ ریش توبہ بنود ریشخند
سبلتان توبہ یک یک برکنی / توبہ سایہ است و تو ماہ روشنی
ای ز تو ویران دکان و منزلم / چون ننالم چون بیفشاری دلم
چونکہ بے تو نیست کارم انتظام / بے تو ہرگز کار کے گردد تمام
چون گریزم زانکہ بیتو زندہ نیست / بے خداوندیت تو بندہ نیست
جان من بستان تو ای جان را اصول / زانکہ بے تو گشتہ ام از جان ملول
عاشقم من بر فن دیوانگی / سیرم از فرہنگی و از فرزانگی
چون بدرد شرم گویم راز فاش / چند ازین صبر و زحیر و ارتعاش
در حیا پنہان شدم ہمچون سجاف / ناگہان بجہم ز زیر این لحاف
ای رفیقان راہہا را بست یار / آہوی لنگیم و او شیر شکار
غیر تسلیم و رضا کو چارۂ / در کف شیر نر خونخوارۂ

سر کو راحت میرے سر سے مت اٹھا / بیقراری بیقرار اب ہوں سوا
خواب میری چشم سے بیزار ہے / اے گل رشک چمن غم میں ترے
ہجر کا عشوہ سنوں میں کب تلک / آزمایا آزمایا کب تلک
گر نہ میں لائق ہوں کیا ہوا یکدم / گر تو نالائق کو پوچھے اب یہ غم
کیا عدم کا خاص استحقاق تھا / کہ کھلا دراسپہ تیرے لطف کا
خاک ۵۱ عاجز کو کیا اسباب جود / نور حس کے دس گہر کی دی نمود
پانچ ظاہر پانچ باطن کے گہر / کہ ہوا اک مردہ نطفے سے بشر
توبہ بے توفیق تیری ناپسند / ریش توبہ پر نہ ہو جز ریشخند
مونچھ توبہ کی اکھیڑ اک اک سبھی / توبہ سایہ ہے تو ماہ روشنی
اے مری دکان ویران تجھسے ہے / کیوں نہ روؤں جو چھوڑے تو مجھے
بے ترے نے کام کو میرے نظام / بے ترے نے کام ہرگز ہو تمام
کیسے ۵۲ بھاگوں بے ترے زندہ نہیں / بے خداوندی تری بندہ نہیں
جان میری بیتو ہے جان کا اصول / کیونکہ بے تیرے میں ہوں جان سے ملول
عاشق اب دیوانگی کے فن پہ ہوں / سیر میں فرہنگ اور دانش سے ہوں
شرم جو توڑے کہوں میں راز فاش / کب تک اس صبر ہو اندوہ معاش
میں حیا میں ہوں نہاں سجاف سا / کود وں باہر ناگہاں پردہ اٹھا
اے رفیقو بند رکھے راہ یار / آہو لنگڑا میں وہ شیر شکار
غیر ۵۳ تسلیم و رضا چارہ کسے / ہاتھ میں اس شیر نر خونخوار کے

نسخہ ترمی

۵۱ خاک عاجز الخ شعر خاک عاجز کو اسباب بخشش کا کیا اور نور حس کے دس گہر اسے دیئے پانچ ظاہر اور پانچ باطن ایک نطفۂ مردہ سے بشر ہوا توبہ بے توفیق تیری ناپسند ہے کہ ریش توبہ پر بجز ریشخند کے نہ ہو مونچھ توبہ کی ایک ایک اکھیڑ کیونکہ توبہ سایہ ہے اور تو ماہ روشنی ہے اے خدا میری دکان تجھ سے ویران ہے کیوں نہ روؤں میں کہ جو تو مجھے چھوڑے بے تیرے میرے کام کو انتظام نہیں اور نہ بے تیرے ہرگز کام تمام ہو یعنی اے خدا تو نے خاک بھی کہ دس حواس سے رونق دی ہے تو یہ بے توفیق تیری کے بے رونق ہے سب تیرے میرے کام کا انتظام نہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ کیسے بھاگوں الخ شعر کیسے بھاگوں کہ بے تیرے زندہ نہیں ہوں اور بے خداوندی تیری کے بندہ نہیں ہوں تو میری جان ہے کہ تو جان کا اصول ہے کیونکہ بے تیرے میں جان سے ملول ہوں دیوانگی کے فن پر میں عاشق ہوں اور دانش و فرہنگ سے میں سیر ہوں جو تو شرم توڑے میں راز فاش کہوں اور کب تک اس سے صبر ہو معاش کے میں حیا میں پوشیدہ ہوں سجاف کے مانند ناگہاں باہر کود آؤں جو پردہ اٹھائے اے رفیقو راہ بند کی ہے یار نے میں آہو لنگڑا ہوں اور وہ شیر شکاری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۳ غیر تسلیم الخ شعر سوا تسلیم و رضا کے کسے چارہ ہے ہاتھ میں اس شیر نر خونخوار کے وہ خواب خور نہیں رکھتا ہے مانند آفتاب کے روح کو بے خور و خواب کرتا ہے کہ میں ہوا میری خو ہوا کہ تجلی میں تو دیکھے میرا وہ اگر تو نے ایسا نہ دیکھا کیوں بندہ ہوا تو خاک تھا اور طالب ناحیا ہوا اگر بہشت سے تجکو غذا نہ دے ہے تو اس طرف ہمیشہ تیری چشم جان کیوں اگر اسکی مثال ہے اسواسطے بلی سوراخ پر جمی ہے کہ غذا اسکو سوراخ سے ملتی ہے دوسری بلی بام پر پھرتی ہے کہ غذا شکار مرغ سے پائے یعنی تو میری طرف آ اور میری خو کو تجلی میں تو میرا منہ دیکھ بلکہ تو مجکو جانتا ہے اگر نہیں جانتا ہے تو عاشق کسواسطے ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

وندارد خواب و خور چون آفتاب / روحها را میکند بیخورد و خواب
که بیا من باش یا هم خوی من / تا ببینی در تجلی روی من
ور نه دیدی چون چنین شیدا شدی / خاک بودی طالب احیا شدی
گر ز بیسویت ندادی او علف / چشم جانت چون بماندست آن طرف
گربه در سوراخ از آن شد معتکف / که از آن سوراخ او شد معتلف
گربهٔ دیگر همی گردد ببام / کز شکار مرغ یابد او طعام
آن یکی را قبله شد جولاهگی / وان دگر حارث برای جامگی
آن یکی بیکار و رو در لامکان / که از آن سو دادویش قوت روان
کار آن دارد که حق را شد مرید / بهر کار او ز هر کاری برید
دیگران چون کودکان این چند روز / تا به شب بر خاک بازی میکنند
خوابناکی کو ز یقظه می جهد / دایهٔ وسواس عشوه‌ش میدهد
رو بخسب ای جان که نگذاریم ما / که کسی از خواب بجهاند ترا
هم تو خود را بر کنی از بیخ خواب / همچو تشنه که شنود او بانگ آب
بانگ آبم من بگوش تشنگان / همچو باران میرسم از آسمان
برجه ای عاشق برآور اضطراب / بانگ آب و تشنه و آنگاه خواب

وہ نہ رکھے خواب و خور جون آفتاب / روح کو کرتا ہے بے خور اور خواب
کہ تو آ مین ہو وہ یا ہو میری خو / تا تجلی مین تو دیکھے میرا رو
گر نہ دیکھا ایسا کیون شیدا ہوا / خاک تھا تو طالب احیا ہوا
بے جہت سے گر نہ دے تجکو غذا / اسطرف کیون چشم جان تیری سدا
اس لئے سوراخ پر بلی جمی / کہ غذا اسو راخ سے اُس کو ملی
دوسری بلی پھرے ہے بام پے / کہ غذا پائے شکار مرغ سے
ایک کا قبلہ ہوا جولاہگی / اک کرے تنخواہ کی خاطر نوکری
ایک ہے بیکار دیکھے لامکان / کہ اُدھر سے قوت اسکا ہے روان
کام وہ ہے کہ مرید حق کا بنے / کام چھوڑے کام حق کیواسطے
چند دن مانند طفلان دوسرے / کھیلتے ہین یہ اندن بس خاک پے
بھاگے بیداری سے خواب آلودگان / دایۂ وسواس دھوکا دے نہان
جا تو اے سو جان نہ آنے دون گے / کہ اُٹھائے خواب سے کوئی تجھے
کھو دو تو اپنے کو جڑ سے خواب کے / جیسے تشنہ کہ سنے بانگ آب بے
کان مین تشنہ کے مثل بانگ آب / چرخ سے مین آؤن چون آب سحاب
اُٹھ تو اے عاشق و کر تو اضطراب / بانگ آب اور تشنہ اور اسوقت خواب

حکایت آن عاشق کہ شب بامید وعدہ معشوق بیامد بدان وثاق کہ اشارت کردہ بود و بعضی از شب بے انتظر بود تا خوابش

حکایت اُس عاشق کی کہ رات کو بامید وعدہ معشوق اُس مکان پر آیا کہ جہان اُس نے پتہ دیا تھا اور تھوڑی رات تک منتظر رہا

سلہ ایک کا آنخ ۹ شعر ایک کا قبلہ جولاہگی ہوا اور ایک تنخواہ کی خاطر نوکری کرے ایک بیکار ہے وہ لامکان دیکھتا ہے اور اُس کا قوت اودھر سے روان ہے کام وہ ہے کہ حق کا مرید ہے کام حق کے واسطے کام چھوڑے دوسرے چند روز لڑکون کے مانند رات تک خاک پر کھیلتے ہین خواب آلودگان بیداری سے بھاگتے ہین کہ دایہ وسواس کو دھوکا پوشیدہ دے اے جان جا تو خفتہ ہو کسی کو نہ آنے دون کہ خواب سے تجکو اٹھائے تو خود کو خواب کی جڑ سے کھو جیسے تشنہ ناآب سے سنتا ہے تشنہ کے کان مین آواز آب ہون اور مین چرخ سے اولی مانند آب کے اے عاشق تو اٹھ اور اضطراب کر کہ آب اور تشنہ اور اُس وقت خواب یعنی تمام کام اس عالم مین کام وہ ہے کہ مرید ہی کا گر اس حالت مین جو تو دیکھے اُٹھے سب ذات حق سے ہے پس جو بندہ کو غافل ہونا عجب ہے چنانچہ اس کی مثال مین حکایت عاشق کی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

۵۲ حکایت سوم ترک نفی و حصول ہستی مین

ربود معشوق آمد و جیبش پر از گردگان نمود و برفت

تا سو گیا معشوق آیا اور اس کی جیب مین اخروٹ ڈالکر چلا گیا

عاشقی بوده است در ایام پیش ‏ پاسبان عهد اندر عهد خویش
سالها در بند وصل ماه خود ‏ شاه مات و مات شاهنشاه خود
عاقبت جوینده یابنده بود ‏ که فرج از صبر زاینده بود
گفت روزی یار او کامشب بیا ‏ که بپختم از پی تو لوبیا
در فلان حجره نشین تا نیمشب ‏ تا بیایم نیمشب من بی طلب
مرد قربان کرد نانها بخش کرد ‏ چون پدید آمد مهش از زیر گرد
شب در آن حجره همیکرد انتظار ‏ بر امید وعده آن یار غار
منتظر بنشست و خوابش در ربود ‏ اوفتاد و گشت بیخود آن غنود
ساعتی بیهده اید خوابش گرفت ‏ عاشق دلداده را خواب آشفت
بعد نصف اللیل آمد یار او ‏ صادق الوعده از آن دلدار او
عاشق خود را فتاده خفته دید ‏ اندکی از آستین او درید
گردگان چندش اندر جیب کرد ‏ که تو طفلی گیر این می باز نرد
چون سحر از خواب عاشق بر جهید ‏ آستین و گردگانها را بدید
گفت شاه ما همه صدق و صفاست ‏ آنچه بر ما میرسد آن هم ز ماست
ای دل بیخواب ما زان ایمنیم ‏ چون حرس بر بام چوبک میزنیم

عاشق اک اگلے زمانہ مین ہوا ‏ عہد اپنے عہد مین کرتا وفا
وصل کا در پے تھا برسون یار کے ‏ شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے
ڈھونڈھتا ہی جو وہ آخر پائے ہی ‏ کہ فتحمندی ہے تابان صبر سے
یار اک دن بولا شب کو آج آ ‏ کہ پکایا تیری خاطر لوبیا
تو فلانے گھر مین رہ تا نیمشب ‏ آونگا مین نیم شب کو بے طلب
مرد نے خیرات کی صدقہ دیا ‏ گرد سے مہ اسکا جو ظاہر ہوا
اس مکان مین تھا وہ شب کو منتظر ‏ یار کے اقرار کی امید پر
بیٹھے بیٹھے منتظر وہ سو گیا ‏ لیٹا اور بے خود ہوا اونگھتا
اک گھڑی جگتا رہا اور سو گیا ‏ عاشق بیدل کو کب سونا روا
بعد آدھی رات کے آیا وہ یار ‏ اپنے وعدے کا تھا سچا وہ نگار
دیکھا عاشق اپنے کو سویا ہوا ‏ آستین کو چاک تھوڑا سا کیا
جیب مین اخروٹ تھوڑے سے رکھے ‏ کہ ابھی کھیل اس سے تو اک طفل ہے
صبح کو جو خواب سے عاشق اٹھا ‏ آستین اخروٹ دیکھے ظاہرا
بولا میرا شہ ہے کل صدق و صفا ‏ میری جانب سے ہے جو مجکو ملا
ای دل بیخواب ایمن اس سے ہون ‏ جو نگہبان بام پر پہرا مین دون

سلہ عاشق ایک الخ ۳ شعر اگلے زمانہ میں ایک عاشق ہوا ہے کہ اپنے عہد مین عہد وفا کرتا تھا یار کے وصل کا برسون در پے تھا شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے
آگے اسکا حاصل ہے جو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر پاتا ہے کہ فتحمندی صبر سے چمکتی ہے یعنی جو ڈھونڈھتا ہے وہ پاتا ہے محروم نہین رہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سلہ یار اکدن الخ ۶ شعر ایک دن یار نے کہا کہ آج شب کو تو آ کہ تیری خاطر لوبیا پکایا ہے فلانے گھر مین آدھی رات تک رہ آدھی رات کو مین بے بلائے آؤنگا
عاشق نے خیرات کی اور صدقہ دیا جو ماہ اس کا گرد سے ظاہر ہوا جو اس مکان مین شب کو منتظر تھا یار کے اقرار کی امید پر پس وہ بیٹھے بیٹھے منتظر سو گیا اور بیخود ہوا
وہ غنودہ ایک گھڑی جاگتا رہا اور سو گیا کب عاشق بیدل کو سونا روا ہے یعنی عاشق بیدل شوق یار مین کب سوتا ہے اور جو کہ سویا اس نے اپنا مطلب کھویا آگے رجوع
بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بعد آدھی رات کے الخ ۵ شعر آدھی رات کے بعد وہ یار آیا کہ اپنے وعدہ کا وہ سچا تھا جو اپنے عاشق کو سویا ہوا دیکھا آستین کو چاک
کیا چند اخروٹ جیب مین اسکی رکھے کہ ابھی کھیل تو لڑکا ہے جو عاشق صبح کو خواب سے اٹھا آستین مین وہ اخروٹ ظاہر دیکھے کہ میرا شاہ بالکل صدق و
صفا ہے وہ میری جانب سے جو مجکو ملا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ای دل بیخواب الخ ۷ شعر اے دل بیخواب اس سے مین ایمن ہون کہ
نگہبان کے مانند بام پر مین پہرہ دون میرے سب اخروٹ چکی مین ٹوٹے جو مین غم سے کہتا ہون وہ اب تھوڑا ہی ای ملامت گر یہ ماجرا کتک بعدہ دیوانے کو نصیحت مت
دے مین اب عشوہ ہجر کا کب تک سونگا کہ مینے آزمایا ہے کہ کتک آزماؤن جو سوئے سو وہ دیوانگی ہے وہ اس راہ مین بیگانگی رکھتا ہے میرے پاؤن مین زنجیر مت ڈال کر مین نے سلسلہ
تدبیر کو توڑا ہے سوا زلف دلدار کے اگر مجکو دو سو زنجیر دے تو توڑ دون یعنی مین نے بہت آزمایا ہے کہ کتک آزماؤن بس مین ہجر یار کا عہد کب اٹھا سکتا ہون مجھ دیوانے کی قید کو زنجیر زلف یار کی کفایت
کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گردگان ما درین مطحن شکست ۔ هر چه گویم از غم خود اندک ست
عاذلا چند این صداع و ماجرا ۔ بعد ازین پندی بده دیوانه را
من نخواهم عشوهٔ هجران شنود ۔ آزمودم چند خواهم آزمود
هر چه غیر شورش و دیوانگی ست ۔ اندرین ره دوری و بیگانگی ست
هین منه بر پایم آن زنجیر را ۔ که دریدم سلسله تدبیر را
غیر جعد آن نگار مقبلم ۔ گر دو صد زنجیر آری بگسلم
عشق و ناموس ای برادر راست نیست ۔ بر در ناموس ای عاشق مایست
وقت آن آمد که من عریان شوم ۔ نقش بگذارم سراسر جان شوم
ای عدوی شرم و اندیشه بیا ۔ که دریدم پردهٔ شرم و حیا
ای ببسته خواب جان از جادوئی ۔ سخت دل یارا که در عالم توئی
هین گلوی صبر گیر و می فشار ۔ تا خنک گردد دل عشق ای سوار
تا نسوزم کی خنک گردد دلش ۔ ای دل ما خاندان و منزلش
خانهٔ خود را همی سوزی بسوز ۔ کیست آن کس کو بگوید لا یجوز
خوش بسوز این خانه را ای شیر مست ۔ خانهٔ عاشق چنین اولی ترست
بعد ازین من سوز را قبله کنم ۔ زانکه شمعم من بسوزش روشنم
خواب را بگذار امشب ای پدر ۔ یک شبی در کوی بیخوابان گذر
بنگر اینها را که مجنون گشته اند ۔ همچو پروانه بوصلت گشته اند
بنگر این کشتی خلقان غرق عشق ۔ اژدها گشته است گویا حلق عشق
اژدهای ناپدید دل ربا ۔ عقل همچون کوه را او کهربا

ٹوٹے چکی مین مرے اخروٹ سب ۔ غم سے جو کہتا ہون وہ تھوڑا ہی اب
ای ملامت گر یہ کب تک ماجری ۔ بعدہ مجنون کو مت پند دے
ہجر کا عشوہ سنون کب مین یک ۔ آزمایا آزماؤن کب تلک
جو کہ ہے جز شورش و دیوانگی ۔ رکھتا ہی اس راہ مین بیگانگی
ڈال مت پا مین مرے زنجیر کو ۔ مین نے توڑا سلسلہ تدبیر کو
بس سواے زلف اس دلدار کے ۔ توڑون گر زنجیر دو سو دے مجھے
عشق و ناموس اے برادر کب ملے ۔ ٹھہر مت عاشق در ناموس پے
وقت وہ آیا کہ عریان ہوؤن مین ۔ نقش چھوڑون سر بسر جان ہوؤن مین
شرم و اندیشہ کے ای دشمن تو آ ۔ مین نے پھاڑا پردہ شرم و حیا
ایکہ باندھا خواب جان کو سحر سے ۔ سخت جان ای یار تو عالم مین ہے
صبر کی گردن پکڑ تو اور دبا ۔ تا کہ دل ٹھنڈا ہو آخر عشق کا
نے جلون تا دل نہ ٹھنڈا اسکا ہو ۔ ای مرا دل گھر ہے اسکا جان لو
گر جلاتا اپنا گھر ہے تو جلا ۔ کون ہے کہ کہوے کوئی ناروا
اے جلا اس گھر کو اچھے طور سے ۔ ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے
بعدہ قبلہ کرون مین سوز کو ۔ شمع روشن میری ہے سوزش سے جو
آج کی شب چھوڑ خواب ای مشفقا ۔ ایک شب کوچہ مین بیخوابون کے جا
دیکھ تو ان کو کہ وہ مجنون ہوئے ۔ وصل مین مانند پروانہ جلے
خلق کی کشتی کو دیکھ ہے غرق عشق ۔ اژدہا گویا ہوا ہے حلق عشق
اژدہا ظاہر نہیں اے دلربا ۔ عقل مثل کوہ کو وہ کہربا

لـه عشق آلخ ۸ شعر اے برادر عشق و ناموس کب ملے ای عاشق مت ٹھہر ناموس پر وقت آیا ہی کہ مین عریان ہوؤن اور نقش چھوڑون ہر بسر جان ہوؤن اے شرم و اندیشہ کے دشمن تو آ مین نے شرم و حیا کا پردہ پھاڑا ہے کہ خواب جان کو باندھا سحر سے ای یار تو عالم مین سخت دل ہے تو صبر کی گردن پکڑ اور دبا تاکہ دل آخر کو عشق کا بسبب ٹھنڈا ہو نہ جلاؤن جبتک دل اسکا ٹھنڈا ہووے میرا دل اسکا گھر ہے جان لو یعنی میرا دل عشق کا گھر ہے جبتک مین نہ جلونگا عشق کا دل کب ٹھنڈا ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۵ گر جلاتا ہی آلخ ۷ شعر اگر جلاتا ہے تو اپنا گھر تو جلا کون ہے کہ کوئی ناروا کہوے ہی اس گھر کو اچھی طرح سے جلا ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے بعدہ مین سوز کو قبلہ کرون جو میری شمع روشن ہے سوزش سے اے شفیق آج کی شب خواب کو چھوڑ اور ایک شب بیخودون کے کوچہ مین جا تو ان کو دیکھ کہ وہ مجنون ہوے اور وصل مین مانند پروانہ کے جلے خلق کی کشتی کو دیکھ کہ غرق عشق ہی گویا اژدہا ہوا ہی حلق عشق کا اژدہا ظاہر نہین ہے عقل کو وہ مانند کوہ کہربا ہی یعنی عاشق کا جلنا فراق یار مین بہتر ہے بلکہ وصال یار مین غلبہ عشق سے عاشق جلتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

عقل سیر عطارہ کاگہ شد ازو　　طبلہا را ریخت اندر آبجو
رہ گزین جو بر نیائی تا ابد　　لم یکن حقا لہ لفوا احد
اے مزور چشم بکشا و ببین　　چند گوئی من ندانم آن و این
از دوتائی رزق و محرومی برآ　　در جہان حی قیومی درآ
تا نمی بینیم ترا بینم شود　　وین ندانمہات میدانم شود
بگذر از ہستی و مستی بخش باش　　زین تلون نقل کن در استواش
چند نازی تو بدین مستی بپست　　بر سر ہر کوی چندین مست ہست
گر دو عالم پر شود سر مست یار　　جملہ یک باشند وآن یک نیست خوار
این ز بسیاری نیاید خوار لیک　　خوار کہ بد تن پرستی نازبے
گر جہان پر شد ز تاب نور مہ　　کی کشاد آید بر صاحب ولہ
گر جہان پر شد ز نور آفتاب　　کے بود خوار آن تف خوش التہاب
لیک با این جملہ بالا تر خرام　　چونکہ ارض اللہ واسع بودہ ام
گرچہ این مستی چو باز اشہب است　　برتر از وی در زمین قدس ہست
مست ابرار و مقربان بد است　　بر مقرب شیر او چون روبہ است
رو تو اسرافیل شو وا امتیاز　　در دمند و روح بومست و مست ساز
مست را چون دل مزاح اندیشہ شد　　این ندانم وان ندانم پیشہ شد

عقل عطارہ[1] اُس سے جو آگہ ہوئی　　عطر پھینکا آبجو مین بس سبھی
جو کہ اندر جا نہ نکلے تا ابد　　لم یکن حقا لہ کفوا احد
اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو　　کہو گے کب تک مین نجانون یہ و وہ
رزق کی آفت و محرومی سے آ　　اور جہان حی قیومی مین جا
تجکو تا نا دیکھنا ہو دیکھنا　　تجکو تا نا جاننا ہو جاننا
ہو تو مستی بخش کر مستی رہا　　اور مساوی ہین تلون سے تو جا
نازان[2] کب تک مستی ناچیز ہین　　مست اکثر ہر گلی کوچہ مین ہین
گر دو عالم پر ہو مست یار سے　　جملہ اک ہین وہ نہین اک خوار ہے
یہ بہت ہونے سے خواری پائے اب　　خوار ہین تن پرست اور بے ادب
گر جہان پر ہووے نور ماہ سے　　کب برائی آئے اہل عشق پے
گر جہان پر ہووے نور شمس سے　　عشق کی گرمی کو کب نقصان ملے
گرچہ یہ سب کچھ ہے آگے چل ذرا　　کیونکہ ارض اللہ واسع ہے بڑا (زمین اللہ کی بڑی ہے ۱۲)
گرچہ یہ مستی ہے جون باز سفید　　پر زمین قدس پہ برتر ہے بدید
ہے[3] مقرب مست پر ابرار زیر　　ہے مقرب پہ جون لومڑ اسکا شیر
جا تو اسرافیل ہو با امتیاز　　روح بخش و مست کا ہو مست ساز
مست کا جو دل ظرافت کو رکھے　　یہ نجانون وہ نجانون بس کہے

[1] عقل عطارہ الخ ۶ شعر جو عقل عطارہ اس سے آگاہ ہوئی عطر سب آبجو مین پھینکا نہر کے اندر رہا کہ تا ابد نہ نکلے ترجمہ نہین ہر قسم حق کیواسطے اس کے کہ تو وہ اکیلا ہے اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو کب کہے گا کہ مین نہین جانتا ہون یہ اور وہ رزق کی آفت اور محرومی سے آ اور جہان حی و قیومی مین جا تا کہ نہ دیکھنا تجکو دیکھنا ہو اور تجکو نہ جاننا جاننا ہو تو مستی بخش ہو اور مستی رہا کر اور تلون سے مساوی ہین چل یعنی دنیا چھوڑ اور طرف عالم بقا کے جا کہ نہ دیکھنا ہو دیکھے اور نہ جانے اور مستی دنیا کو چھوڑ اور مستی بخش عقبیٰ کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع نہین ہر قسم حق کے واسطے کفو وہ اکیلا ہے ۱۲

[2] نازان آلخ ۷ شعر کب تک نازان ہو گا ہستی ناچیز مین کہ اکثر مست گلی کوچہ مین ہین اگر دونون عالم پر ہون مستی یار سے جملہ ایک ہون اور وہ ایک خوار نہین ہے یہ بہت ہونے سے کب یار سے خوار ہین تو تن پرست اور بے ادب ہین اگر جہان پر ہووے نور ماہ سے اہل عشق پر کب برائی آئے اگر جہان پر ہووے نور خورشید سے عشق کی گرمی کو نقصان کب ملے ولیکن یہ سب کچھ ہے ذرا آگے چل کیونکہ زمین اللہ کی بڑی ہے اگرچہ یہ ہستی مانند باز سفید کے ہے ولیکن زمین قدس پر زیادہ ہے یعنی مستان عشق الٰہی کب ذلیل و خوار ہون کیونکہ یہ مستی اس عالم مین زیادہ مرتبہ رکھتی ہے آگے اس مست کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] ہے مقرب الخ ۵ شعر مقرب مست کے اوپر ہین اور ابرار نیچے ہین کہ مقرب اونچا مانند روباہ کے ہے تو جا اور اسرافیل ہو امتیاز کے روح بخش اور مست کا مست ساز ہو جو مست کا دل ظرافت کو رکھے یہ نجانون کس واسطے کہے یہ نجانون وہ نجانون کس واسطے تاکہ تو جانے کہ جانتا ہون کہ تو کون ہے یا تون مین نفی ہے ثابت کے واسطے تو ثابت شروع کر اور نفی چھوڑ دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این ندانم دان ندانم بهر چیست	تا بدانی آنکه میدانیم کیست	یہ نجانون وہ نجانون کس لیے	تا تو جانے جانتا ہون کون ہے
نفی بهر ثبت باشد در سخن	نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن	نفی باتون مین ہو ثابت کیلئے	گر شروع ثابت تو نفی چھوڑ دے
نیست این و نیست آن هین واگذار	آنکه آن هست است آن را پیش آر	نے ہے یہ اور نے ہے وہ یہ چھوڑ دے	جو کہ ہست ہے اسکو بس تو جان لے
نفی بگذار و همان هستی پرست	این بیاموز ای پدر زان ترک مست	چھوڑ نفی اور وہ ہستی پوج تو	سیکھ ترک مست سے یہ ای نکو
نفی بگذار و همان هستی طلب	ترک و مطرب را بگو احوال شب	چھوڑ نفی ای پسر ہستی کو لے	حال شب کہہ ترک و مطرب مست سے

استدعای امیر ترک مخمور مطرب را بوقت صبوح و معنی حدیث ان الله تعالی شرابا اعدت لاولیائه اذا شربوا سکروا واذا سکروا طربوا وقوله تعالی ان الابرار یشربون من کاس الی آخره

طلب کرنا امیر ترک مخمور کا قوال کو وقت صبح کے و معنی حدیث ان اللہ تعالی شرابا اعدت لاولیائہ
تحقیق واسطے اللہ کے شراب ہے آمادہ کی گئی ہے واسطے دوستون اس کے کے
اذا شربوا سکروا واذا سکروا طربوا وقولہ تعالی
جسوقت پیتے ہین وہ شراب مست ہوتے ہین اور جب مست ہوتے ہین تو خوش ہوتے ہین فرمایا
ان الابرار یشربون من کاس الی آخره
اللہ تعالی نے تحقیق ابرار پئین گے پیالون سے

این می که تو میخوری حرام است	ما می نخوریم جز حلالی	پیتا ہے جو تو حرام مے ہے	ہم پیتے نہ جز حلال مے کے
جهد کن تا ز نیست هست شوی	وز شراب خدای مست شوی	جہد کرتا تو نیست سے ہو مست	اور شراب خدا سے ہو تو مست
اعجمی ترکی سحر آگاه شد	در خمار خمر مطرب خواه شد	صبح اٹھکر ایک عجمی ترک نے	چاہا مطرب کو خمار خمر سے
مطرب جان مونس مستان بود	نقل و قوت قوت مستان بود	جان کا مطرب ہو مونس مست کا	قوت و قوت مست کا ہے اور غذا
مطرب ایشان را سوی مستی کشد	باز مستی از دم مطرب کشد	سوی مستی لائے ہی مطرب انھین	پھر دم مطرب سے مستی وہ چکھین
آن شراب حق بدان مطرب برد	وین شراب تن ازین مطرب خورد	حق کی مے پیتا وہ اس مطرب سے ہے	پیتا اس مطرب سے ہے یہ تن کی مے
هر دو گر یک نام دارد در سخن	لیک فرق است این حسن تا آن حسن	دونون رکھین نام اک اندر سخن	پر جدا ہے اس سخن سے وہ حسن
اشتباهی هست لفظی در میان	لیک خود کو آسمان کو ریسمان	اشتباہ ہے ایک لفظی درمیان	پر کہان ہے آسمان و ریسمان

۱ نے ہے یہ الخ ۳ شعر نہ یہ ہے نہ وہ ہے تو چھوڑ دے جو کہ مست ہے تو اسکو جان لے نفی چھوڑ دے تو وہ ہستی کو پوج اور مستی ترک مست سے سیکھ یہ نفی ای پسر چھوڑ دے اور ہستی کو لے حال شب مطرب اور ترک مست سے کہہ یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تو مسلم ہے کہ نفی کو چھوڑ اور ہستی کو حاصل کر کیونکہ ترک مست وہی ہین آگے اسکی مثال میں امیر ترک کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۲ صبح اٹھکر آہ ۵ شعر ایک اعجمی ترک نے صبح اٹھکر مطرب کو بلایا خمار خمر سے مطرب جان مست کا مونس ہے اور قوت اور غذا مست کا ہے مطرب سوے مستی انھین لاتا ہے اور پھر دم مطرب سے وہ مستی چکھتے ہین وہ شراب حق کی اس مطرب سے پیتا ہے اور یہ شراب تن کی اس مطرب سے پیتا ہے دونون حسن ہین ایک نام رکھتے ہین لیکن اس حسن سے وہ حسن جدا ہے یعنی مطرب ایک ہے اہل نفس شراب تن اس کی آواز سے پیتا ہے اور عارف شراب عشق الہی پیتا ہے بس اسکی غذا نفسانی ہے اور اسکو غذا روحانی پہونچتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۳ اشتباہ ہے الخ ۶ شعر اشتباہ لفظی ایک درمیان ہے ولیکن آسمان و ریسمان کہان ہے لفظ کی شرکت ہمیشہ راہزن ہے جیسے شرکت گبر و مومن مین جسم رکھتا ہے جسم مانند کوزے منہ بند کے ہے تاکہ ہر ایک کوزہ مین دیکھا اس تن کا کوزہ آبحیات رکھتا ہے اور اس تن کا کوزہ زہر ممات رکھتا ہے اگر نظر مظروف پہ ہے بادشاہ ہے اور اگر ظرف کا عاشق ہے گمراہ ہے لفظ کو اس تن کے مانند جان اور معنی اسکے درمیان مین مانند جان یعنی گبر و مومن مین جسم سے شرکت ہے مانند لفظ کے پس جو مظروف کو دیکھتا ہے اہل اللہ ہے اور جو ظرف کو دیکھتا ہے گمراہ ہے کیونکہ تن مانند لفظ کے اور جان مثل معنی کے اس کے اندر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

اشتراک لفظ دائم رہزن ست — اشتراک گبر و مومن در تن ست
جسمہا چون کوزہ ہای بستہ سر — تا کہ در ہر کوزہ چہ بود در نگر
کوزۂ این تن پر از آب حیات — کوزۂ آن تن پر از زہر ممات
گر بہ مظروفش نظر داری شہی — در بظرفش عاشقی تو گمرہی
لفظ را مانندۂ این جسم دان — معنیش را اندرون مانند جان
دیدۂ تن دائما تن بین بود — دیدۂ جان جان پر فن بین بود
پس ز لفظ نقشہای مثنوی — صورتش ضال ست و ہادی معنوی
در نبی فرمود کاین قرآن بدل — ہادی بعضی و بعضی را مضل
اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے — پیش عارف کے بود معدوم شے
فہم تو چون بادۂ شیطان بود — کے ترا فہم مے رحمان بود
این دو انبازند مطرب با شراب — این بدان و آن بدین آرد شتاب
پر خماران از دم مطرب چرند — مطربانشان سوی میخانہ برند
آن سر میدان و این پایان او — دل شدہ چون گوی در چوگان او
در سر آنچہ ہست گوش آنجا رود — در سر ار صفر است آن سودا شود
بعد از ان این دو بہ بیہوشی روند — والد و مولود آنجا یک شوند
چونکہ گردند آشتی شادی درود — مطربان را ترک ما بیدار کرد
مطرب آغازید بیتی خوابناک — کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

لفظ کی شرکت ہے دائم راہزن — ہے شرکت گبر اور مومن میں تن
جسم ہیں مانند کوزے مُنھ بند سے — تا کہ ہر کوزے میں کیا ہے دیکھ لے
کوزہ اس تن کا رکھے آبحیات — کوزہ اس تن کا رکھے زہر ممات
گر نظر مظروف پر ہے شاہ ہے — گر ہے عاشق ظرف کا گمراہ ہے
لفظ کو مانند اس تن کو تو جان — معنی ہے اسکے درمیان مانند جان
چشم تن[1] کے جسم کو دیکھ دائما — چشم جان کی دیکھے جان خوشنما
لفظ سے بس نقشہائے مثنوی — ہے مضل صورت و ہادی معنوی
پس کہا قرآن میں یہ قرآن بدل — ہادی بعضوں کو و بعضوں کو مضل
اللہ اللہ جو کہا عارف نے مے — آگے عارف کے ہو کب معدوم شے
جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو — کب تو سمجھے بادۂ رحمان کو
بادہ مطرب دونوں باہم ہیں ملے — کھینچتا ہے یہ اُسے اور وہ اسے
دم سے مطرب کی خماری کھائے ہیں — سوئے خمار انکو مطرب لائے ہیں
وہ سر میدان یہ ہیں پایان مے جو — اسکے چوگان میں ہیں عاشق مثل گو
جو ہے سر میں کان جائے اُس جگہ — سر میں گر سودا ہی وہ صفرا ہے
بعدہ بیہوش دونوں خود سے ہوں — باپ بیٹے ایک سے اس جا یہ ہوں
جب موافق درد دارو سے ہوا — ترک نے بیدار مطرب کو کیا
کی شروع مطرب نے بیت اک خوابناک — کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

[1] چشم تن کے آخر ے شعر تن کی آنکھ جسم ہمیشہ دیکھتی ہے اور جان کی آنکھ جان دیکھتی ہے پس لفظ سے نقشہای مثنوی صورت سے مضل معنوی سے ہادی ہے پس قرآن میں کہا کہ قرآن دل سے بعضوں کو ہادی و بعضوں کو مضل ہے اللہ اللہ عارف نے جو کہا ہو آگے عارف کے معدوم شے کب ہو جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو پس تو کب سمجھے بادۂ رحمان کو بادہ اور مطرب دونوں باہم ملے ہیں یہ اُسے وہ اسے کھینچتا ہے مطرب کے دم سے اہل خمار کھاتے ہیں اور خمار کی طرف ان کو بلاتے ہیں یعنی عارف جو لفظ شراب کا کہتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس معنی میں کہتا ہے پس بادہ و مطرب دونوں ایک ہیں کہ یہ اُسے اور وہ اسے کھینچتا ہے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [2] وہ سر میدان آہ شعر وہ مطرب سر میدان اور یہ شراب پایان ہیں اور ہیں پس اس کے چوگان میں عاشق مثل گو کے ہیں جو سر میں ہے کان اس جگہ جاتا ہے اگر سر میں صفرا ہے اور وہ سودا دیتا ہے بعد وہ دونوں خود سے بیہوش ہوں اس جا پر باپ بیٹے ایک ہوں جب درد دوا سے موافق ہو ترک نے مطرب کو بیدار کیا کہ مطرب نے ایک بیت خوابناک شروع کی ترجمہ ایک جام مجکو دے تجکو نہیں دیکھتا ہوں یعنی مطرب بہ سر میدان ہے کہ عاشق اس کے چوگان میں مثل گو کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انت وجهی لا عجب ان لا اراه ۔ غایة القرب حجاب الاشتباه
انت عقلی لا عجب ان لم اراک ۔ من وفور الالتباس المشتباک
حیث اقرب انت من حبل الورید ۔ لم اقل بایا نداء للبعید
بل اغالطهم انادی فی القفار ۔ کی لا اکتم من معی ممن اغار
این سخن پایان ندارد ای عزیز ۔ بشنو از من نکته ای صاحب تمیز

انت[۵۱] وجهی لا عجب ان لا اراه ۔ غایة القرب حجاب الاشتباه
تو منھ میرا ہی تعجب نہین اگر نہ دیکھون منھ اپنے کو ۔ کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے
انت عقلی لا عجب ان لم اراک ۔ من وفور الالتباس المشتباک
تو عقل میری ہی نہین ہے تعجب اگر نہ دیکھون تجکو ۔ زیادہ آمیختگی اشتراک سے ۱۲
حیث اقرب انت من حبل الورید ۔ لم اقل بایا نداء للبعید
تو نزدیک تر ہے شاہ رگ سے ۔ نہین کہانے کہ یا یا زاہو اسطے بعید کے
بل اغالطهم انادی فی القفار ۔ کی لا اکتم من معی ممن اغار
بلکہ غلطی مین ڈالتا ہون مین قوم کو ۔ واسطے اسکے کہ پوشیدہ کرو نہین اسکو کہ ساتھ غیرت ہے
بات یہ بے انتہا ہے اے عزیز ۔ ایک نکتہ سن تو اے صاحب تمیز

آمدن ضریر بخانۂ پیغمبر و گریختن عائشہؓ و پنہان شدن

آنا اندھے کا گھر مین پیغمبر علیہ السلام کے اور بھاگنا عائشہ صدیقہ کا اور پردہ ہونا

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر ۔ کای نوا بخش تنور از ہر خمیر
ای تو میر آب و من مستسقیم ۔ مستغاث المستغاث ای ساقیم
چون در آمد آن ضریر از در شتاب ۔ عائشہ بگریخت بہر احتجاب
زانکہ واقف بود آن خاتون پاک ۔ از غیوری رسول رشکناک
ہر کہ زیباتر بود رشکش فزون ۔ زانکہ رشک از ناز خیزد یا بنون
گندہ پیران شوی را قما دہند ۔ چونکہ از پیری و زشتی آگہند
چون جمال احمدی در ہر دو کون ۔ کی بدست ای فر یزدانیش عون
نازہای ہر دو کون او را رسد ۔ غیرت آن خورشید صد تو را رسد

اندھا اندر آیا پیش مصطفےٰ[۵۲] ۔ کہ تو ہر تنور کو دینے بخشنے غذا
اے تو میر آب مستسقی ہون مین ۔ اے تو ساقی میرا فریادی ہون مین
گھر مین جلدی سے وہ اندھا آگیا ۔ عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا
کیونکہ[۵۳] وہ خاتون پاک آگاہ تھی ۔ بس غیوری سے رسول پاک کی
جو کہ زیباتر ہو رشک اسکو سوا ۔ کیونکہ رشک ہوتا ہے یا ناز و ادا
پیرزن شوہر کو بس معجون دین ۔ پیری زشتی سے جو آگاہی رکھین
جون جمال احمدی کونین مین ۔ کب مدد فر خدا سے بس رکھین
دونون عالم کے ہین ناز اُنکو روا ۔ غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا

۵۱ انت آگے ۵ شعر ترجمہ تو منھ میرا ہی تعجب نہین اگر نہ دیکھون مین منھ اپنے کو کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے ترجمہ تو عقل میری ہی نہین تعجب ہے اگر نہ دیکھون زیادہ آمیختگی اشتراک ہی ترجمہ نزدیکتر ہو شہ رگ سے نہین کہونگا مین یا کہ اندھا ہو واسطے بعید کے ترجمہ بلکہ غلطی مین ڈالتا ہون مین قوم کو اسکے واسطے کہ پوشیدہ کرون مین اسکو کہ ساتھ میرے اے عزیز یہ بات بے انتہا ہے ایک نکتہ سن تو اے صاحب تمیز یعنی حق بندہ مین شہ رگ سے بھی قریب ہے پس کوئی نہین جانتا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اندھا آہ ۳ شعر اندھا اندر آیا آگے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تو ہر ایک تنور کو خدا بخشتا ہے اے تو مالک آب ہے اور مین مستسقی ہون اے تو ساقی میرا ہے اور مین فریادی ہون جو گھر مین جلدی سے اندھا آگیا حضرت بی بی عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا باقی حال آگے ہے ۵۳ کیونکہ آگے ۶ شعر کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھین غیوری سے رسول پاک کی آگے اسکے حقائق ہین جو کہ زیبا زیادہ ہو رشک اسکو زیادہ ہو کیونکہ رشک بسبب ناز و ادا کے ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے پیرزن شوہر کو معجون دیتی ہے جو اسکی پیری و زشتی سے آگاہی رکھتی ہے جمال احمدی کے کونین مین کب تہر خدا کے کون مدد رکھتا ہے دونون عالم کے ناز انکو روا ہین اور غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا ہے مین نے کیون اپنے گیند کو کھیلا اے اختر تم اُس سے منھ کو پھیر لو یعنی جو زیبا زیادہ ہوتا ہے اسکو رشک زیادہ ہوتا ہے اسواسطے حضرت بی بی عائشہ نے حجاب کیا کہ جمال احمدی کونین مین سب سے سوا تھا آگے خورشید جمال احمدی کا بیان ہے فافہم ۱۲

اردو		فارسی	
پھیر لو تم اُس سے منھ ای اخترو	مین نے کیون اتنے ہو کھیلا گیند کو	در کشید ای اختران زردوی را	که در انگشتم بکیوان گوی را
ورنہ رسوا ہو گے تم مجھسے سدا	ہو[۵۱] شعاع بے مثل میرے مین لا	ورنه پیش نور من رسوا شوید	در شعاع بی نظیرم لا شوید
جاؤن کب پر گرد مین چھپ جاؤنگا نہین	مین کرم سے غائب ہر شب ہوؤنگا نہین	کی دوم الا نمایم که روم	از کرم من هر شبی غائب شوم
گرد اس اُڑنے کے جا کر تم اُڑو	بے مرے خفاش سامان ان کو	پر زنان پرید گرد این مطار	تا شما بی من شبی خفاش دار
پھر ہو خود بین اور منکر سست ہو	مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو	باز سست و معجب و منکر شوید	همچو طاؤسان پری عرضه کنید
مثل چیلی کہ وہ ہے شمع ایاز	دیکھو پا زشت اپنا از رہ امتیاز	همچو چارق که بود شمع ایاز	بنگرید آن پای زشت از امتیاز
تا نہ غرہ سے ہو تم اہل شمال	صبح کو مین نکلون بہر گوشمال	تا نگردد از منی زاهل شمال	رو نمایم صبح بهر گوشمال
نہی درازی کی کرے ہے امر کن	چھوڑ دیجے کہ دراز اب ہے سخن	نهی کردست از درازی امر کن	ترک آن گو کو دراز است این سخن

امتحان کردن رسول مقبول صلعم بی عائشه را که چرا پنهان میشوی او ترا نه بیند

امتحان کرنا جناب رسول مقبول صلعم کا بی عائشہ کو کہ کسواسطے تم چھپتی ہو وہ تمکو نہین دیکھتا ہے

اردو		فارسی	
وہ نہ دیکھے تمکو مت ہو تم نہان	بولے[۵۲] پیغمبر براہ امتحان	او نمی بیند ترا کم شو نهان	گفت پیغمبر براه امتحان
وہ نہ دیکھے پر مین دیکھون ہون اُسے	خود کیا شہ کو اشارہ ہاتھ سے	او نه بیند لیک من بینم ورا	کرد اشارت عائشه با دستها
پر ہے تشبیہ اور تمثیلون سے دو	روح کی خوبی پہ غیرت عقل کو	پر ز تمثیلات و تشبیه ای نصوح	غیرت عقل است بر خوبی روح
عقل کو پھر رشک اسپر کیون نہ ہو	ایسی پنہانی ہے حاصل روح کو	عقل روی آنچنین رشکین چراست	با چنین پنهانی کین روح راست
کہ چھپائے نور اُس کا اسکا رو	کس سے پنہان کرتی ہے ای رشک خو	آنکه پوشیدست نورش روی او	از که پنهان میکنی ای رشک خو
اسکا زیادہ نور ہے اسکا نقاب	بے چھپے منھ پھیرتا ہے آفتاب	فرط نور اوست رویش را نقاب	میرود بی روی پوش این آفتاب
کافتاب اُس کا نہین دیکھے اثر	کس[۵۳] سے پنہان کرتی ای رشک قمر	کافتاب او را نمی بیند اثر	از که پنهان میکنی ای رشک در

۵۱ ہو شعاع الخ ۷ شعر ای اخترو شعاع بے مثل میری مین تم لا ہو ورنہ رسوا ہو گے تم مجھسے ہمیشہ مین کرم سے ہر شب غائب ہوتا ہون جاؤن کب لیکن گرد مین چھپ جاتا ہون بغیر میرے خفاش کے مانند تارات کو اس اڑنے کے گرد تم اڑو مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو پھر خود بین ہو اور منکر سست ہو دیکھو پا زشت اپنا از راہ امتیاز کے مثل چیلی کے کہ وہ شمع ایاز ہے مین صبح کو نکلون واسطے گوشمال کے تا غرہ سے تم نہ ہو اہل شمال تو چھوڑ دیجیے یہ سخن دراز ہے کہ امر کن بھی درازی کرتا ہے یعنی شعاع خورشید احمدی مین ای عاشقو تم فنا ہو جاؤ ورنہ تم رسوا ہو گے ہمیشہ آگے جناب رسول مقبول کے امتحان کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولے پیغمبر الخ ۴ شعر پیغمبر صلعم نے از راہ امتحان فرمایا کہ تمکو نہین دیکھتا ہے تم مت چھپو اسے شاہ کو اشارہ ہاتھ سے کیا کہ وہ نہین دیکھتا ہے ولیکن مین اسے دیکھتی ہون آگے اسکے حقائق ہین روح کی خوبی پر عقل کو غیرت اور یہ ہے تشبیہ و تمثیل سے ایسی پوشیدگی روح کو حاصل ہے پھر عقل کو اسپر رشک کسواسطے ہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم بظاہر حضرت بی عائشہ صدیقہ کو منع کرتے تھے پردہ کرنے سے و بباطن غیرت سے پردہ کرنے سے چاہتے تھے ایسے ہی عقل و روح بظاہر تشبیہ و تمثیل بیان کرتی ہے و بباطن غیرت رکھتی ہے کہ حقیقت نہ کھلے آگے سوال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کس سے الخ ۵ شعر ای رشک خو کس سے چھپاتی ہے کہ نور اسکا چھپاتا ہے اسکا منھ گر آفتاب بے چھپے منھ پھیرتا ہے کہ اسکا زیادہ نور اسکا نقاب ہے اے رشک قمر اسے پنہان کرتی ہو کہ اسکا آفتاب نہین دیکھتا ہے اثر آگے جواب ہے جو اسواسطے مجھے تن مین رشک زیادہ ہے کہ مین خود کو پنہان کردن خود سے میرا قصد رشک کی آگ سے ساتھ چشم و گوش کے مجھسے کرتا ہے پھر سوال ہے جو ای جان و دل ای رشک تجھے ہے منھ بند کرو کہنا چھوڑ دے آگے جواب ہے ڈرتی ہون کہ اگر چھپ کردن وہ آفتاب دوسری جا حجاب پھاڑ ڈالے کہنا خاموشی مین ظاہر ہے میرا کہ رغبت منع ہے زیادہ ہوتی ہے یعنی مین خود کو پوشیدہ خود سے کرتی ہون اور اگر اس بیان سے بھی چپ ہون تو وہ آفتاب دوسری جا سے حجاب کو پھاڑ ڈالے پس میرا اظہار خود میرا حجاب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رشک از آن افزون ترست اندر تنم ‖ کز خودش خواہم کہ پنہانش کنم
ز آتش رشک گران آہنگ من ‖ با دو چشم و گوش خود در جنگ من
چون چنین رشکی ست ای جان و دل ‖ پس دہان بر بند و گفتن را بہل
ترسم از خامش کنم آن آفتاب ‖ از سوی دیگر بدراند حجاب
در خموشی گفت ما اظہر شود ‖ کز منع آن میل افزون تر شود
گر بغرد بحر غرش کف شود ‖ جوش احببت لان اعرف شود
حرف گفتن بستن آن روزن ست ‖ عین اظہار سخن پوشیدن ست
بلبلانہ نعرہ زن بر روی گل ‖ تا کنی مشغول شان از بوی گل
تا بقل مشغول گردد گوش شان ‖ سوی روی گل نپرد ہوش شان
پیش آن خورشید کو بس روشن ست ‖ در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست

رشک زیادہ اس لئے تن مین تجھے ‖ کہ کرون اپنے کو نہان آپ سے
قصد میرا رشک کی بس آگ سے ‖ ساتھ چشم و گوش سے مجھ بہا ڈٹے
ایسا رشک ای جان و دل جو ہے تجھے ‖ بند کر منھ اور کہنا چھوڑ دے
ڈرتی ہون گر چپ کرون وہ آفتاب ‖ پھاڑ ڈالے دوسری جا سے حجاب
کہنا خاموشی مین اظہر ہو مرا ‖ کہ ہو رغبت منع سے از بس سوا
جوش کف ہووے جو جوش ہو بحر کو ‖ جوش احببت لان اعرف سنو
حرف کہنا اُس کے در کی بستگی ‖ عین اظہار سخن پوشیدگی
مثل بلبل روی گل پر شور کر ‖ انکو بوی گل سے کر مشغول تر
قول سے مشغول تا ہو انکا گوش ‖ روی گل کی سو نجائے انکا ہوش
آگے اُس خورشید کے کہ ہے جمیل ‖ وہ حقیقت راہزن ہی ہر دلیل

آغاز کردن مطرب این غزل را در بزم امیر ترک

گلی یا سوسنی یا سرو یا ماہی نمی دانم
وزین آشفتۂ بیدل چہ می خواہی نمی دانم

خطاب کردن ترک کہ ای قلتبان آنچہ میدانی بخوان

شروع کرنا مطرب کا اس غزل کو محفل مین امیر ترک کی

تو گل یا سرو یا سوسن و یا مہ ہے نہین جانون
کہ اس آشفتہ بیدل سے تو کیا چاہے نہین جانون

اور خطاب کرنا ترک کا کہ ای بیحیا جو تو جانتا ہی وہ گا

مطرب آغاز ید نزد ترک مست ‖ در حجاب نغمہ اسرار الست
می ندانم کہ تو ماہی یا وثن ‖ می ندانم کہ چہ میخواہی ز من
می ندانم تا چہ خدمت آرمت ‖ تن زنم یا در عبادت آرمت

پس وہ مطرب گا یا پیش ترک مست ‖ پردۂ نغمہ مین اسرار الست
مین نجانون کہ تو بت یا ماہ ہی ‖ مین نجانون مجھ سے کیا خواہش رکھے
مین نجانون تیری کیا خدمت کرون ‖ چپ ہون یا حال تیرا مین کہون

سلہ جوش کف آہ ۵ شعر جوش کف کو ہوا - کہ جوش دریا کو ہو جوش احببت لان اعرف کا سو حرف کہنا اس حد کے دروازہ کی بستگی عین اظہار سخن کی پوشیدگی ہے آگے مثال ہے بلبل کی مانند روح گل پر شور کر اور اُن کو بوے گل سے مشغول تر کر اور تا کہ قول سے ان کا گوش مشغول ہو اور روے گل کی طرف ان کا ہوش نہ جائے آگے اس خورشید کے کہ جمیل ہے حقیقت مین ہر دلیل راہزن ہے یعنی عین کلام کرنا ناز کی پوشیدگی ہے کیونکہ سامع کلام کی طرف جاتا ہے اور دیدار سے محروم رہتا ہے آگے مطرب کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پس وہ مطرب آلخ ۴ شعر پس وہ مطرب آگے ترک مست کے گا یا نغمہ کے پردہ مین اسرار الست کو مین نجانون تو بت یا ماہ ہے مین نہ جانون مجھ سے کیا خواہش رکھتا ہے مین نہ جانون کہ تیری کیا خدمت کرون چپ رہون یا تیرا حال مین کہون اے عجب اگر تو مجھ سے پوشیدہ نہین ہے مین نہ جانون کہ مین کہان اور تو کہان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ محبت آئی مجھے یہ کہ سمجھون مین ۱۲

ای عجب گر نیستی از من جدا
من ندانم من کجا و تو کجا

می ندانم که مرا چون می کشی
گاه در بر گاه در خون میکشی

همچنین لب در ندانم باز کرد
می ندانم می ندانم ساز کرد

چون ز حد شد ندانم از شگفت
ترک ما را زین حرارت دل گرفت

بر جهید آن ترک و دبوسی کشید
تا علی‌وار بر سر مطرب دوید

گرز را بگرفت سرهنگی بدست
گفت نه مطرب کشی این دم بدست

گفت این تکرار بیحد و مرش
کوفت طبعم را بکوبم بر سرش

قلتبانا می ندانی گه مخور
ور بدانی بگو مقصود بر

آن بگوای گیج که میدانیش
می ندانم می ندانم در مکش

چون بگویم از کجایی ای مری
تو بگویی نی ز بلخم نی هری

نه ز هند و نه ز روم نه ز چین
نه ز شام و نه عراق و باردین

نی ز بغداد و نه موصل نه طراز
در کشی در نی و نی راه دراز

خود بگو تا از کجایی باز ره
هست تنقیح مناط این جایگه

یا بپرسم که چه خوردی ناشتاب
تو بگویی نی شراب و نی کباب

نه بقول و نی پنیر و نی بصل
نه ز شیر و نی ز شکر نی عسل

نه قدید و نی ثرید و نی عدس
آنچه خوردی آن بگو تنها و بس

این سخن‌خایی دراز از بهر چیست
گفت مطرب زانکه مقصودم خفی ست

می رمد اثبات پیش از نفی تو
نفی کردم تا بری ز اثبات بو

اے عجب گر تو نہین مجھسے نہان
مین نجانون ہین کہان اور تو کہان

مین[۵۱] نجانون کہ تو کیون کھینچے مجھے
گاہ در پے گاہ خون مین تو رکھے

مین نجانون ایسے ہی وہ کہتا تھا
مین نجانون مین نجانون کرتا تھا

حد سے گذرا مین نجانون جب بھلا
ترک دل تنگ اس حرارت سے ہوا

کودا وہ ترک اور گرز اُسنے لیا
یا علی کہکر کے مطرب پر چلا

گرز پکڑا اک جوان نے ہاتھ سے
بولا نے مطرب کشی بد بات ہی

بولا بد کردار اُس کی نے بسر
طبع میری توڑی توڑون اسکا سر

بے حیا تو جو نہ جانے گو نہ کھا
جانتا جو کچھ ہے کہ مقصود کا

وہ کہو[۵۲] اے بد کہ جو تو جانے ہے
مین نجانون مین نجانون مت کہے

جو کہون مین تو کہان کا ہیرا یا
تو کہے مین نے ہری نے بلخ کا

نے مین ہند اور روم کا ہون اور چین کا
نے عراق و شام کا نہ باردین

نے طراز و موصل و بغداد کا
یہ نہین کیا کیون نہین پر تو چلا

خود کہو تا آیا تو کس جا سے ہے
کہ منقح ہووے مقصد اس جگہ

یا مین پوچھون روٹی کیا کھائی شتاب
تا تو کہوے نے شراب نے کباب

نے[۵۳] پیاز اور نے بقول نے پنیر
اور نہین شہد اور نہ شکر اور نہ شیر

اور نہ روٹی گوشت اور نہ دال کو
کھایا جو کچھ تو نے وہ تنہا کہو

تو بڑھاتا بات کو ہے کس لئے
بولا مطرب ہر خفی مقصد مجھے

بھاگتا اثبات پہلے نفی سے
نفی کی اثبات تا مجکو ملے

سلہ[۵۱] مین نجانون الخ ۷ شعر مین نجانون کہ تو مجھے کیون کھینچتا ہے کبھی دروازہ پر اور کبھی خون مین تو رکھتا ہے مین نجانون وہ ایسا ہی کہتا تھا مین نجانون مین نجانون کیا کرتا تھا جب سے کہ مین نجانون حد سے گذرا ترک تنگدل اس حرارت سے ہوا وہ ترک کودا اور گرز اُن سے لیا یا علی کہکر مطرب پر چلا ایک جوان نے گرز پکڑا ہاتھ سے کہا کہ نہین یہ مطرب کشی بد بات ہے کہا اس کی بد تکرار نے طبع میری توڑی مین اسکا سر توڑون اسے بے حیا جو نہین جانتا ہے گو نہ کھا جو جانتا ہے وہ کہہ مقصد باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۵۲] وہ کہو الخ ۷ شعر اے بد وہ کہہ کہ جو تو جانتا ہے مین نجانون مین نجانون مت کہو جو مین کہون کہ تو کہان کا ہے تو کہے کہ نہ مین ہرات کا نہ مین بلخ کا نہ مین ہند کا نہ روم و نہ چین کا و نہ عراق و شام کا و نہ باردین کا نہ طراز و موصل و بغداد کا نہ رستے کا راستہ مت بڑھا تا تو خود کہہ کہ آیا کس جا سے ہے کہ مقصد اس جگہ منقح ہووے یا مین پوچھون کہ کیا روٹی کھائی ہے تا تو کہے کہ نہ شراب و نہ کباب یعنی تو مین نجانون مین نجانون کہتا ہے وہ کہہ جو تو جانتا ہے اس انکار سے اقرار بہتر جو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ[۵۳] نے پیاز الخ ۴ شعر پیاز و نہ بقول نہ پنیر و شہد و نہ شکر و نہ شیر و روٹی گوشت و نہ دال تو نے جو کچھ کھایا وہ تنہا کہو تو بات بڑھاتا ہے کس واسطے مطرب نے کہا کہ مجھے مقصد پوشیدہ ہے اثبات اول بھاگتا ہے نفی سے نفی کی تا اثبات تجھکو ملے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی اثبات اس سے بھاگتا ہے تو پس اول نفی کہ اثبات حاصل ہو چنانچہ آگے اس کی مثال مین حدیث فرماتے ہین فافہم ۱۲

در معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا و تفسیر بیت

حکیم سنائی بمیرای دوست پیش از مرگ اگر مے زندگی
خواہی کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

معنی حدیث مین موتوا قبل ان تموتوا اور تفسیر بیت

حکیم سنائی کی تو مر مرنے سے پہلے دوست اگر چہ زندگی چاہے
کہ ادریس ایسے مرنے سے بہشتی ہم سے پہلے ہے

در نوا آرم بنفی این ساز را — چون بمیری مرگ گوید راز را
جان بسی کندی و اندر پردہ ٔ — زانکہ مردن اصل بد نا کردہ ٔ
تا نہ میری نیست جان کندن تمام — بے کمال نردبان نائی بہ بام
چون ز صد پایہ دو پایہ کم بود — بام را کوشندہ نامحرم بود
چون رسن یک گز ز صد گز کم بود — آب اندر دلو از چہ کے رود
غرق این کشتی نیابی ای امیر — تا کہ ننہی اندرو من الاخیر
من آخر اصل دان کان طارق است — کشتی وسواس و غی را غارق است
آفتاب گنبد ازرق شود — کشتی ہش چونکہ مستغرق شود
چون نمردی گشت جان کندن دراز — مات شو در صبح اے شمع طراز
تا نہ گشتند اختران ما نہان — زانکہ پنہان ہست خورشید جہان
گرز بر خود زن منی بر خود شکن — زانکہ پنبہ گوش آمد چشم تن
گرز بر خود میزنی ہم ای دنی — عکس تست اندر فعالم این منی

مین بجاتا ہون نفی سے اس ساز کو — جو مرے تو مرگ کہوے راز کو
جان بہت ماری و پردہ مین رہا — جو ہے مرنا اصل نے حاصل کیا
نے مرے تا جانکنی پوری نہ ہو — پہونچے کب بے سیڑھی کہہ تو بام کو
کم ہون دو پائے اگر سو پائے سے — چڑھنے والا بام سے عاجز ہے
ایک گز سو گز سے رسی کم ہے — ڈول مین پانی کنوین سے کب پھرے
غرق یہ کشتی نہ ہووے ای امیر — جب تک اُس مین نہ رکھے بوجھ آخر
بوجھ آخر اصل ہے صدمہ بڑا — کشتی وسواس کو دیوے ڈبا
آفتاب گنبد ازرق ہو تو — غرق کر خود ہوش کی کشتی کو تو
نے مرے تو جان کنی ہووے دراز — صبح کو ہو مات اے شمع نیاز
نے ہوئے اختر ہمارے تا نہان — جان تو پنہان ہے خورشید جہان
توڑ غرہ گرز کو مار آپ پر — کیونکہ پنبہ گوش آئے چشم تر
گرز مار اپنے پہ تو بس مشفقا — غرہ میرے فعل مین عکس ہے ترا

ف۱ مین بجاتا ہون الخ ۱ شعر مین نفی سے اس ساز کو بجاتا ہون جو تو میرے مرگ راز کو کہے جان بہت ماری اور پردہ مین رہا جو مرنا اصل ہے وہ حاصل نہ کیا جب تک نہ مرے جانکنی پوری نہ ہو بغیر سیڑھی کب پہونچے بام کو اگر سو پائے سے دو پائے کم ہون چڑھنے والا بام سے عاجز رہے مثال ہے ایک گز رسی سو گز سے کم رہے ڈول مین پانی کنوین سے کب پھرے یہ کشتی غرق نہ ہووے جب تک اُس مین بوجھ آخر کا نہ رکھے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی ہرگز اثبات ثابت نہ ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ بوجھ الخ ۵ شعر بوجھ آخر اصل صدمہ بڑا ہے کہ کشتی وسواس کو ڈبا دیوے تو آفتاب گنبد ازرق ہو اور غرق ہو کر ہوش کی کشتی کو تو نہ مرے جانکنی دراز ہووے کہ صبح کو مات ہوا ہے شمع نیاز آ ے اس کی خیال ہے جبتک ہمارے اختر جو اس سے پوشیدہ نہیں ہووے تو جان کہ خورشید جہان کا پوشیدہ ہے غرہ توڑ اور گرز خود پر مار کیونکہ چشم سر پنبہ پوش آئی ہے یعنی جو اس ظاہری معطل نہین ہوئے ہین تو جان لے کہ آفتاب معنی کا طلوع نہین ہوا ہے پس حواس ظاہری حجاب آفتاب معنی کے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف۳ گرز مار الخ ۸ شعر تو خود پر گرز مار میر ترک کہ میرے فعل مین غرہ تیرا عکس ہے تو نے مجھ مین عکس کو اپنے دیکھا اگر تو خود کے قتل کو آمادہ ہے آگے مثال ہی جیسے چاہ کے اندر شیر ڈوبا کہ اپنے عکس کو اس نے دشمن جانا نفی بیشک ہست کی ضد ہے تا کہ تو ضد سے ضد کو دور جانے اس زمانے مین بجز نفی کے ضد اعلام کی کب ہے اور اس جہان مین آدمی بیدام کب ہے چاہیئے کہ بے پردہ ہو اور اس مرگ کو قبول کر اور تو اس پردہ کو پھاڑ ایسا مرگ نہین کہ قبر مین پڑے مرگ تبدیلی چاہیئے کہ فرصت ہو جبکہ آگے مثال ہے جو مرد بالغ ہوا طفلی حری جو ردمی ہو ازنگینی چھٹی یعنی ایسی مرگ نہ حاصل کر کہ قبر مین پڑے بلکہ وہ مرگ حاصل کر کہ تبدیلی ہو کہ اوصاف ذمیمہ تیرے اوصاف حمیدہ سے بدل جاوین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

عکس خود در صورت من دیدهٔ / در قتال خویشتن در پیچیدهٔ
ہمچو آن شیری کہ در چہ شد فرو / عکس خود را خصم می پنداشت او
نفی ضد ہست باشد بیشکے / تا ز ضد ضد را بدانی اندکے
این زمان جز نفی ضد اعلام نیست / اندرین نشاۃ دمی بیدام نیست
بیحجابت باید آن ای ذولباب / مرگ را بگزین و بر در آن حجاب
نے چنان مرگے کہ در گوری روی / مرگ تبدیلی کہ در نوری شوی
مرد چون بالغ شد آن طفلی بمرد / رومی چون شد صبغۂ زنگی سترد
خاک زر شد ہیئت خاکی نماند / غم فرح شد خار غمناکی نماند
مصطفے زین گفت ای اسرار جو / مرده را خواہی کہ بینی زنده تو
میرود چون زندگان بر خاکدان / مرده جانش شده بر آسمان
جانش را اینندم بہ بالا مسکنی ست / گر بمیرد روح او را نقل نیست
زانکہ پیش از مرگ او کردست نقل / این بمردن فہم آید نے بعقل
نقل باشد نے چو نقل جان عام / ہمچو نقلے از مقامے تا مقام
ہر کہ خواہد کو ببیند بر زمین / مرده را کو میرود ظاہر یقین
مر ابوبکر تقی را گو ببین / شد ز صدیقی امیر المحشرین
اندرین نشاۃ نگر صدیق را / تا بحشر افزون کنی تصدیق را
پس محمد صد قیامت بود نقد / زانکہ حل شد از فنایش حل و عقد
زادۂ ثانی ست احمد در جہان / صد قیامت بود او اندر عیان
زو قیامت را ہمی پرسیده اند / کای قیامت تا قیامت راہ چند
با زبان حال می گفتی بسے / کہ ز محشر حشر را پرسد کسے

دیکھا مجھ میں تو نے اپنے عکس کو / قتل کرنے خود کو آمادہ ہے تو
جیسے ڈوبا چہ کے اندر شیر وہ / جانا دشمن اس نے اپنے عکس کو
نفی ضد ہی ہست کی بیشک بھلا / تاکہ ضد اسے ضد کو تو جانے ذرا
اس زمانہ نفی ضد اعلام کب / اس جہان میں آدمی بیدام کب
چاہیئے جب پردہ ہو اس رگ کو / کر قبول اور اٹھا دے اس پردہ کو تو
مرگ نے ایسی کہ مرقد میں پڑے / مرگ تبدیلی کہ فرحت ہو تجھے
مرد جو بالغ ہوا طفلی مری / جو ہوا رومی تو زنگی کی چھٹی
خاک شہ زر ہو شکل نے خاکی رہے / غم خوشی ہو بس نہ غمناکی رہے
اس سبب بولے نبی اے راز جو / دیکھنا ہے مردہ کو گر زندہ دیکھے تو
شکل زندوں کے چلے ہے خاک پر / مردہ ہے اور جان گئی افلاک پر
جان اسکی ہو جو ہر دم چرخ پر / گر مرے تو جان کو اسکی نقل ہے
کیونکہ انتقال اسکی پہلے مرنے سے / فہم میں کب آئے یہ مرگ عقل سے
نقل ہے نے جوں نقل جان مردمان / جیسے نقل اک ہو مکان سے تا مکان
جو کوئی چاہے زمین پر مردہ کو / دیکھنے بس چلتا ہوا ظاہر یقین وہ
دیکھے بوبکر تقی صدق کو / صدق سے ہیں میر صدیقوں کے جو
اس جہان میں دیکھ تو صدیق کو / حشر میں کامل کرے تصدیق کو
پس محمد سو قیامت نقد تھے / کہ فنا میں انکے عقدے حل ہوئے
پیدا ثانی تھے جہان میں مصطفے / سو قیامت تھے محمد ظاہرا
آپ سے پوچھا قیامت کو جو جا / کا ہے قیامت تا قیامت بعد کیا
آپ فرماتے زبان حال سے / کہ کوئی محشر سے پوچھے حشر سے

سلہ۵ خاک زر ہو آگے ۶ شعر خاک زر ہو کہ شکل خاکی نہ رہے اور غم خوشی ہو اور غمناکی نہ رہے اور راز جو اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تو مردہ کو چاہتے نہ
دیکھے کہ مثل زندوں کے خاک پر چلے اور جان آسمان پر گئی اسکی جان ہر دم آسمان پر ہو اگر مرے اسکی جان کو نقل نہیں ہے کیونکہ الذی مرگ سے پہلے نقل ہی فہم میں عقل کی یہ مرگ کب آئے
یہ نقل نہیں ہے مانند جان مردوں کے جیسے نقل ہو ایک مکان سے ایک مکان تک یعنی جو مرنے سے اول مرتا ہو اور جان اسکی آسمان پر جاتی ہو تو بعد نفی وجود کے اسکی جان کا تصرف
زمین پر ایسا ہی رہتا ہے اسکو جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے المومن لا یموتون آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ۵۲ جو کوئی چاہے آگے شعر جو کوئی چاہے
کہ مردہ کو زمین پر دیکھے چلتا ہوا تو بظاہر یقین میں وہ دیکھے ابوبکر تقی صدق کو کہ جو صدق سے امیر صدیقوں کے ہیں تو دیکھ صدیق کو پس محمد صلعم سے قیامت نقد تھی کہ
انکی فنا میں عقدے حل ہوئے مصطفے پیدا ثانی تھے اس جہان میں محمد صلعم سو قیامت ظاہر تھے آپ سے جو کہ قیامت کو پوچھا کہ کہی قیامت سے قیامت
تک کسقدر بعد کیا ہے آپ نے فرمایا زبان حال سے کہ کوئی حشر سے حشر کو پوچھتا ہے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ہیں اور زندہ پر چلتے
ہیں پس رسول اللہ سو قیامت تھے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بہر این گفت آن رسول خوش پیام — رمز موتوا قبل موت یا کرام
ہمچنانکہ مردہ ام من قبل موت — زان طرف آوردہ ام من صیت و صوت
پس قیامت شو قیامت را ببین — دیدن ہر چیز را شرط است این
تا نگردی او ندانیش تمام — خواہ کان انوار باشد یا ظلام
عقل گردی عقل را دانی کمال — عشق گردی عشق را بینی جمال
نار گردی نار را دانی یقین — نور گردی ہم بدانی آن و این
گفتمی برہان برین دعوی متین — گر بدی ادراک اندر خورد این
ہست انجیر این طرف بسیار خوار — گر رسد مرغی قنق انجیر خوار
در ہمہ عالم اگر مرد و زن اند — دمبدم در نزع و اندر مردن اند
این سخنہا را وصیت ہا شمر — کہ پدر گوید در آن دم با پسر
تا بروید رحمت و عبرت بدین — تا ببرد بیخ و بغض و رشک و کین
تو بدان نیت نگر در اقربا — تا ز نزع او بسوزد دل ترا
کل آت آت آن را نقد دان — دوست را در نزع و اندر فقد دان
در غرضہا این نظر گردد حجیب — این غرضہا را برون افگن ز جیب
ور نیاز خشک بر عجزی بایست — ز انکہ با عاجز گزیدہ معجزیست
عجز زنجیری است زنجیرت نہاد — چشم در زنجیر نہ باید گشاد
پس تضرع کن کہ ای ہادی زیست — باز بودم بستہ گشتم این ز چیست

اس لئے فرمایا احمد نے بیان — رمز موتوا قبل موتوا کا عیان
جس طرح سے میں مرا ہوں قبل موت — اس طرف لایا ہوں آوازہ و صوت
پس قیامت ہو قیامت دیکھ تو — شرط یہ ہے دیکھنے ہر چیز کو
نے گیا جبتک یہ جانے تمام — خواہ وہ انوار ہو یا ہو ظلام
عقل ہو تو عقل کا جانے کمال — عشق ہو تو عشق کا جانے جمال
نار ہو جائے یقیناً نار تو — نور ہو تو جانے نار اور نور کو
کہتا برہان ایک اس دعوے پہ مین — ہوتا گر ادراک اس لائق تمہین
ہین یہان انجیر ارزان بیشمار — مرغ مہمان آئے گر انجیر خوار
مرد اور زن سارے عالم مین جو ہین — دمبدم مرنے مین ہین و نزع مین
پس وصیت جان ان باتونکو تو — کہ پدر اس دم کہے فرزند کو
تا اُگے رحمت و عبرت اس سے بھی — تا کٹے جڑ بغض و کینہ و رشک کی
اس نیت سے دیکھ سوے اقربا — تا دکھے دل نزع سے انکی ترا
آنیوالے آئین انکو نقد جان — دوستون کو جان گم اور اب بجان
اس نظر سے پردہ جو غرضو نمین ہو — اس نظر سے دور رکھ تو آپ کو
ٹھہر مست عجز و نیاز خشک پے — کیونکہ بس عاجز کے معجز ساتھ ہے
عجز زنجیر اور رکھے زنجیر کو — دیکھو رکھنے والا تو زنجیر کو
پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیم — باز تھا بھر ہوا مین کس لیے

سلہ اس لئے فرمایا آوے شعر احمد صلعم نے اس سے رمز فرمایا موتوا قبل ان تموتوا کا جیسے مرا ہون قبل موت کے اس طرف سے مین لایا ہون آوازہ وصوت کو پس قیامت ہو تو قیامت دیکھ کہ ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے جب تک کہ نہ جانے بالکل خواہ وہ آزاد ہو یا ظلام ہو عقل ہو تو عقل کا کمال جانے اور عشق ہو تو عشق کا جمال دیکھے نار ہو تو یقیناً نار جانے اور نور ہو تو نار و نور کو جانے مین ایک برہان کہتا اس دعوے پر اگر تمہین ادراک اس لائق ہوتا یعنی مر دو تم پہلے مرنے سے کہ جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہین لا الہ الا اللہ [illegible] نفی وجود کی کرتی ہے اللہ ثابت ہو گیا گویا سمجھو کے بدل جائے گا مقام نفی اثبات ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ہین یہان آگے ۶ شعر یہان انجیر ارزان بیشمار ہین اگر مرغ انجیر خوار مہمان آئے جو مرد و زن تمام عالم مین ہین دمبدم مرتے ہین و نزع مین ہین پس ان باتون کو تو وصیت جان کہ پدر اسوقت فرزند کو کہے تا اس سے رحمت و عبرت آئے و تا جڑ بغض و کینہ و رشک کی کٹے اس نیت سے جانب اقربا کے دیکھ کہ انکی نزع سے تیرا دل دکھے آنے والے آئین انکو نقد جان اور دوستون کو گم و لب بجان جان یعنی اگر تو خود کو فنا کرے اس دم تجھے اہل فنا کا حال معلوم ہو دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس نظر سے آگے ۸ شعر اس نظر سے جو پردہ غرضون مین ہو پس اس نظر سے تو خود کو دور رکھ عجز و نیاز خشک پر مست ٹھہر کیونکہ عاجز کے ساتھ معجزہ ہے عجز زنجیر اور تو زنجیر رکھتا ہے تو زنجیر کے رکھنے والے کو دیکھ پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیم مین باز تھا پھر ہوا کس واسطے مین نے شہر مین پاؤن کا دام ہے کہ نفی خسر ہر دم قہر سے ہے مین تیری نصیحت سے بجز ہوا بت شکن دعوی مین ہون اور خود بت گر ہو دنیا و صنعت کی غرض ہی یا دم مرگ کی ہو مثل خزان کے اور تو اصل برگ ہو یہ مرگ برسون ڈھولون کو ٹٹتی ہے اور زبان بے وقت حرکت کرتا ہے یعنی صنعت یار کے بیٹھ غرض نہین یاد مرگ کی ہر دم فرض ہے کہ تا تجکو خواہشات دنیا سے نجات دے [illegible] ہنگام مرگ یاد رہنے سے کیا فائدہ آگے بیان غافل کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سخت تر افشرده ام در شر قدم　　که لفی خسر نه قهرت دمبدم
از نصیحت های تو کر بوده ام　　بت شکن دعوی و بت گر بوده ام
یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ　　مرگ مانند خزان تو اصل برگ
سالها این مرگ طبلک می زند　　گوش تو بیگاه جنبش می کند

سخت گاڑا میں نے پاؤں شر میں ہے　　کہ لفی خسر ہے ہر دم قہر ہے
میں نصیحت سے تری بہرا ہوا　　بت شکن دعوی میں اور بت گر بنا
یاد صنعت فرض ہے یا یاد مرگ　　مرگ ہے اصل خزاں تو اصل برگ
گو بجی یہ مرگ برسوں ڈھول کر　　کان بیوقت اب ترا حرکت میں ہے

تشبیه مغفلی که عمر ضائع کند و در نزع بیدار شود به ماتم اہل حلب

تشبیہ ایسے غافل کی کہ عمر ضائع کرے اور نزع کے وقت بیدار ہوئے مثل ماتم اہل حلب کے

گوید اندر نزع از جان آه مرگ　　این زمان کردت خبر آگاه مرگ
این گلوی مرگ از نعره گرفت　　طبل او بشکافت از ضرب اشگفت
در دقایق خویش را در بافتی　　رمز مردن این زمان دریافتی
روز عاشوره همه اہل حلب　　باب انطاکیه اندر تا بشب
گرد آیند مرد و زن جمعی عظیم　　ماتم آن خاندان دارد مقیم
تا بشب نوحه کنند اندر بکا　　شیعه عاشوره برای کربلا
بشمرند آن ظلمها و امتحان　　کز یزید و شمر دید آن خاندان
از غریو و شورها در سر گذشت　　پر همی گردد همه صحرا و دشت

کھوئے اندر نزع جان سے آہ مرگ　　تونے اب خود ہی کیا آگاہ مرگ
دابی گردن مرگ کی خود تیغ کے　　اور پھٹا طبل اسکا اسکی ضرب سے
نکتہ فہمی میں ہوا مشہور تو　　پائی اب مرنے کی تونے رمز کو
روز عاشورے کے سب اہل حلب　　شہر انطاکیہ کے در پر شب
جمع ہو کر مرد و زن جم غفیر　　ماتم حسنین میں کرتے نفیر
رات تک نوحہ کریں اندر بکا　　شیعہ عاشورہ کو بہر کربلا
گنتے ہیں ایک ایک وہ ظلم و بلا　　جو یزید و شمر نے ان پر کیا
شور و غوغا اسقدر حد سے ہوا　　دشت و صحرا بالکل اس سے بھر گیا

رسیدن شاعر بحلب روز عاشوره و حال معلوم نمودن و نکته گفتن و بیان حال کردن

آنا ایک شاعر کا حلب میں عاشورہ کے روز اور حال معلوم کرنا اور نکتہ کہنا اور حال بیان کرنا

یک غریبی شاعری از ره رسید　　روز عاشوره و آن افغان شنید
شهر را بگذاشت و آن سو رای کرد　　قصد جستجوی آن هیهای کرد

اک مسافر شاعر اس جا آ گیا　　روز عاشورے کے اور افغان سنا
شہر کو چھوڑا وہ اس جانب گیا　　جستجوی ہائے ہو میں وہ پڑا

۵۱ کھوے اندر نزع الخ یہ شعر نزع میں کہوے جان سے آہ مرگ کہ تونے خود سے اب آگاہ کیا ہے مرگ کی خود تیغ کر گردن مرگ کی دابی کہ طبل اسکا پھٹا اسکی ضرب سے تو نکتہ فہمی میں مشہور رہا اور اب تونے مرگ اسکے رمز کو پایا جیسے روز عاشورہ کے سب اہل حلب شہر انطاکیہ کے دروازہ پر شب کو ہنگامہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جمع ہو کر الخ یہ شعر مرد و زن جمع ہو کر ایک جم غفیر ماتم حسنین میں شور و بکا کرتے تھے رات کو نوحہ و بکا کرتے تھے شیعہ لوگ بروز عاشورہ کربلا کے واسطے ایک وہ ظلم و بلا گنتے ہیں جو یزید و شمر نے ان پر کیا ہے اس قدر شور و غوغا حد سے ہوا کہ بالکل دشت و صحرا اس سے بھر گیا آگے شاعر کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ایک مسافر الخ یہ شعر ایک مسافر اس جا پر گیا روز عاشورہ کے اور فغان سنا پس اس نے شہر کو چھوڑا اور اس جانب گیا اور رہا ہے ہوئی جستجو میں وہ شہر ایک ایک سے حد پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا غم ہے اور کس کا ماتم ہے کوئی بڑا رئیس مرگیا کہ ایسا مجمع ادنی کام میں کب ہوا ہے مجکو اس کا نام و القاب بتلاؤ کہ میں مسافر ہوں اور تم اس گاؤں کے ہو اس شخص کا کیا نام ہے و پیشہ و وصف کیا ہے تاکہ اس کے لطف کا میں مرثیہ لکھوں کہ میں ایک شاعر ہوں تاکہ روٹی کپڑا یہاں سے لیجاؤں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پرس پرسان می‌شد اندر افتقاد / چیست این غم بر که این ماتم فتاد
این رئیسی زفت باشد کو بمرد / این چنین مجمع نباشد کار خرد
نام او و القاب او شرحم دهید / که غریبم من شما اهل دهید
چیست نام و پیشه و اوصاف او / تا بگویم مرثیه ز الطاف او
مرثیه سازم که مرد شاعرم / تا ازین جا برگ و لالنگی برم
آن یکی گفتش که تو دیوانهٔ / تو نهٔ شیعه عدو خانهٔ
روز عاشورا نمیدانی که هست / ماتم جانی که از قرنی بهست
پیش مومن کی بود این قصه خوار / قدر عشق گوش عشق گوشوار
پیش مومن ماتم آن پاک روح / شهره‌تر باشد ز صد طوفان نوح

پوچھا پھرتا تھا ہر اک سے حال / کیا ہے یہ غم کس کا یہ ماتم پڑا
مرگیا کوئی رئیس ہے کیا بڑا / ایسا مجمع کام ادنیٰ کب ہوا
نام و القاب اس کا بتلاؤ مجھے / میں مسافر ہوں تم اس گاؤں کے
کیا ہے نام و پیشہ و وصف اس شخص کا / لطف کا اسکے کہوں ماتم ثنا
مرثیہ لکھوں کہ اک شاعر ہوں میں / روٹی کپڑا پاؤں یہ تا لیجاؤں میں
ایک[۱] بولا اس سے دیوانہ ہے تو / نے تو شیعہ تو ہے اس گھر کا عدو
روز عاشورہ نہ جانے تو کہ ہے / ماتم اس جان کا کہ بہتر قرن سے
آگے مومن کے یہ کب قصہ ہو خوار / عشق کے مقدار کو کوشش کرا دی یار
ماتم انکا آگے مومن کے بشر / نوح کے طوفان سے مشہور تر

نکتہ گفتن شاعر جہت شیعہ حلب

نکتہ کہنا شاعر کا واسطے شیعہ حلب کے

گفت آری لیک کو دور یزید / کی بدست آن غم چه دیر اینجا رسید
چشم کوران آن خسارت را بدید / گوش کران این حکایت را شنید
خفته بودستید تا اکنون شما / تا کنون جامه درید از عزا
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان / زانکه بد مرگی ست این خواب گران
روح سلطانی ز زندانی بجست / جامه چون دریم چون خاییم دست
چونکه ایشان خسرو دین بوده‌اند / وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند / کنده و زنجیر را انداختند
روز ملک است و گه شاهنشهی / گر تو یک ذره از ایشان آگهی
ورنه آگه برو بر خود گری / زانکه در انکار و نقل محشری

بولا[۲] سچ دور یزیدی ہے کہاں / کب ہوا وہ غم ہے اب آیا یہاں
آنکھ نے اندھوں کی وہ دیکھی بلا / کان نے بہروں کے یہ قصہ سنا
آجتک سوتے تھے تم او خود سے گم / پھاڑتے کپڑے ہو اب ماتم سے تم
اپنا تم ماتم کرو اے غافلو / کیونکہ غفلت مرگ بد ہے جاہلو
روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی / پھاڑیں ہم کیوں کپڑے چلیں ہاتھ جو
جو کہ شاہنشاہ تھے وہ دین کے / ہے خوشی کا وقت چھوٹے قید سے
قصر سلطانی کی جانب وہ گئے / بیڑی اور کندہ کو پھینکا پاؤں سے
دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے / آگہی گر ذرہ ان سے تو رکھے
گر نہ[۳] آگہ ہے تو جا رو آپ پے / کیونکہ انکاری میں ہے تو حشر کے

۱ ایک بولا الخ ۴ شعر ایک نے اس سے کہا کہ تو دیوانہ ہے تو شیعہ نہیں ہے اس گھر کا دشمن ہے تو نہیں جانتا ہے کہ روز عاشورہ ہے اور ماتم اس جان کا ہے کہ بہتر قرن سے ہے آگے اس کے حقائق ہیں یہ قصہ آگے مومن کے کب خوار ہوا ای یار عشق کی مقدار کو کوشش کرا انکا ماتم مومن کے نزدیک طوفان نوح سے مشہور تر ہے آگے بیان نکتہ کا ہے فافہم ۱۲
۲ بولا سچ الخ ۸ شعر کہا کہ سچ ہے دور یزیدی کہاں ہے وہ غم کب ہوا اور اب یہاں آیا ہے اندھوں کی آنکھ نے وہ بلا دیکھی اور بہروں کے کان نے یہ قصہ سنا تم آجتک سوتے تھے اسے خود سے گم ہو تم کپڑے پھاڑتے ہو ماتم سے اے غافلو تم اپنا ماتم کرو کیونکہ غفلت مرگ بد ہے روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی ہم کیوں کپڑے پھاڑیں اور ہاتھ بھی چبائیں جو کہ وہ دین کے شہنشاہ تھے خوشی کا وقت ہے کہ قید سے چھوٹے وہ قصر سلطانی کی جانب گئے بیڑی و کندہ کو پاؤں سے پھینکا اور دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے اگر تو ان سے آگہی اک ذرہ رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ گر نہ آگہ ہے الخ ۵ شعر اگر تو آگہ نہیں ہے جا اور خود پر رو کیونکہ تو حشر کے انکار میں ہے تو اپنے دل دین خراب پر گریہ کر کہ تو بجز اس خاک کے جو نہیں دیکھتا ہے اگر تو دیکھتا ہے تو کیوں نہیں دلیر ہوتا ہے اور بے جان شاہ اہل مرد چشم سیر ترے منھ پر دین کی خوشی کہاں ہے اور اگر بحر دیکھتا ہے تو دست سخی کہاں ہے اس سے ہرگز دریغ نہ ہو جو بحر کو دیکھے اور خاسکر وہ کوئی کہ جو بحر کو دیکھے یعنی تجکو دین کے حال سے آگاہی نہیں ہے کہ تو آل رسول اللہ سے آگہی نہیں رکھتا ہے آگے حریص دنیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر دل و دین خرابت نوحہ کن	چون نمی بیند جز این خاک کہن	تو دل و دین خراب اپنے پے رو	تو نہ جز اس خاک کے دیکھے ہے جو
در ہمی بیند چرا نبود دلیر	پشت دارد جان سپارد چشم سیر	گر تو دیکھے کیون نہین ہووے دلیر	جان نثار اہل مدد اور چشم سیر
در رخت کو از پے دین فرخی	گر بدیدی بحر کو کف سخی	تیرے منہ پر دین کی کان ہو خوشی	دیکھتا گو بحر کان دست تہی
آنکہ جو دید آب را نکند دریغ	خاصہ آن کو دید دریا و میغ	نے دریغ ہو آب سے جو دیکھے تو	خاص وہ کوئی جو دیکھے بحر کو

تمثیل حریص دنیا بمورے کہ بہ دانۂ از خرمن قانع شود

مثال حریص دنیا کی چیونٹی سے کہ ایک دانہ پر خرمن سے قانع ہووے

مور بر دانہ ازان لرزان بود	کہ ز خرمن گاہ خود عمیان بود	چیونٹی[1] دانہ پہ ہے پر خوف اس لیے	اپنے خرمن سے نہ بینائی رکھے
میکشد یک دانہ را از حرص و بیم	چون نمی داند چنان جاش عظیم	لیتی اک دانہ ہے حرص و خوف سے	جو نہین خرمن بڑا او کھتا اُسے
صاحب خرمن ہمی گوید کہ ہے	اے زکورے پیش تو معدوم شے	صاحب خرمن کہے افسوس ہے	اندھے پن سے جانے تو معدوم شے
تو ز خرمن ہای ما آن دیدۂ	کاندران دانہ بجان پیچیدۂ	تو نے وہ دیکھا ہے خرمن سے مرے	ایک دانہ ساتھ جان کے تو رکھے
اے بصورت ذرہ کیوان را ببین	مور لنگی رو سلیمان را ببین	اے بہ شکل ذرہ کیوان کو تو دیکھ	چیونٹی لنگڑی جا سلیمان کو تو دیکھ
تو نۂ این جسم بل آن دیدۂ	وارہی از جسم گر جان دیدۂ	تو نہین یہ جسم بل وہ چشم ہے	دیکھے گر جان کو تو چھوٹے جسم سے
آدمی دید است باقی لحم و پوست	ہر چہ چشمش دیدہ است آنچیز اوست	آدمی ہے دید باقی پوست ہے	آنکھ نے جو دیکھا وہ سب دوست ہے
کوہ را غرقہ کند یک خم ز نم	منفذش گر باز باشد سوی یم	خم[2] ڈبادے کوہ کو از راہ نم	منبع اک کھل جائے جبکہ سوی یم
چون بدریا راہ شد از جان خم	خم با جیحون بر آرد اشتلم	جان خم سے رہ جو دریا مین ہوئی	خم رکھے جیحون کے اوپر برتری
زین سبب قل گفتہ دریا بود	گرچہ نطق احمدی گویا بود	قول دریا اس سبب سے قل ہوا	گرچہ نطق احمدی نے ہے کہا
گفتۂ او جملۂ در بحر بود	کہ دلش را بود در دریا نفود	قول اُنکے سب تھے دریا کے گہر	جو تھا انکے دل کو دریا مین گذر
داد دریا چون ز خم ما بود	چہ عجب گر ماہی دریا بود	جود دریا جو ہمارے خم سے ہو	کیا عجب ہے ماہی دریا سے ہو جو

سلہ چیونٹی الخ – شعر چیونٹی دانہ پر ہو اس واسطے پرخوف ہے کہ اپنے خرمن سے بینائی نہین رکھتی ہے ایک دانہ حرص سے لیتی ہے جو بڑا خرمن ہے اُسے نہین رکھتا ہے صاحب خرمن کہتا ہے کہ افسوس ہے اندھے پن سے تو معدوم شے جانتا ہے تو نے وہ میرے خرمن سے دیکھا ہے کہ ایک دانہ جان کے ساتھ تو رکھتا ہو اے ذرہ کی شکل تو کیوان کو دیکھ واسے چیونٹی لنگڑی تو جا سلیمان کو دیکھ تو یہ جسم نہین ہے بلکہ وہ چشم ہے کہ اگر جان کو تو دیکھے تو جسم سے چھوٹے آدمی دید ہے اور باقی پوست ہے اور جو آنکھ نے دیکھا سب وہی ہے یعنی آدمی جسم نہین ہے دید ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے اُسی کو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ خم ڈبادے الخ – شعر ایک خم کوہ کو ڈبادے از راہ نم کے جبکہ ایک منبع کھلجائے جانب بحر خم کی جان سے جو راہ دریا مین ہوئی وہ غم جیحون کے اوپر برتری رکھے اسواسطے قول دریا کا قل ہوا ہے اگرچہ نطق احمدی نے کہا ہے ان کے سب قول گوہر دریا کے تھے جو کہ انکے دل کو دریا مین گذر تھا بخشش دریا کی جو ہمارے غم سے ہو کیا عجب ہے کہ جو ماہی دریا سے آگے اس کی مثال ہے چشم سر جو نقش قمری پر جم گئی کو دیکھے جاری اور وہ جگہ پر قائم ہو چشم احول کی دو ئی وصف ہے کہ اول آخر و آخر اول ہے یعنی جس حال مین منبع بحر معنی سے کھلجائے وہ جان تمام عالم سے برتر ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم کو حکم قل کا آیا کہ انکی جان ذات حق سے پیوستہ تھی پس اُن کا کلام کلام خدا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

شعر (۱)	شعر (۲)	ترجمہ (۱)	ترجمہ (۲)
چشم حس افسردہ بر نقش قمر	تو ہمی بینی داد مستقر	جم گئی نقش قمر سے چشم سر	دیکھے تو جاری وہ قائم جا بجا
این دوئی اوصاف دید احول است	ورنہ اول آخر آخر اول است	چشم حول کی دوئی اوصاف ہو	اول آخر آخر اول بے دلے
ہین گذر از نقش خم در خم نگر	کاندرو بحریست بے پایان بسر	نقش خم کو چھوڑ خم مین دیکھ تو [ا]	اُس مین اک دریا ہے بیحد اُسکو
پاک از آغاز و آخر آن عتاب	ماندہ محرومان ز قہرش در عذاب	اول آخر سے بری شیرین وہ آب	قہر سے محروم ہان ہین اندر عذاب
اینچنین خم را تو دریا دان یقین	زندہ از وے آسمان وہم زمین	ایسے خم کو جان دریا بالیقین	اُس سے زندہ آسمان ہے اور زمین
گشتہ دریاے دوئی در ہین وصل	شد ز سو در بیسوئی در ہین وصل	ٹوٹا دریاے دوئی باہین وصل	سو سے بیسو مین گیا باہین وصل
بلکہ وحدت گشتہ او را در وصال	شد خطاب او خطاب ذوالجلال	بلکہ ہوئی وحدت اُسے اندر وصال	اور ہوا قول اسکا قول ذوالجلال
بعد از ان گوید حقم منصور وار	تا شود بردار شہرت او سوار	پھر اناالحق کہوے وہ منصور وار [۲]	دار پر شہرت کی ہووے تا سوار
تا چنین سر جہان ظاہر شود	مقبل اندر جست و جو ماہر شود	بھید ظاہر ایسا تا عالم مین ہو	ہو پھر اک مقبول اندر جستجو
تا فزاید در جہاد و کوشش او	تا میسر گردد ش دیدار ہو	تا فزون ہو اس کا جہد و جستجو	تا میسر ہو اُسے دیدار ہو
اہل دل ہیچون کہ جو در سے روان	بے دوئی یک گشتہ در دریاے جان	اہل دل اسمین ہون جیسے جوے روان	اک ہوئی بے دوئی اندر بحر جان
ہر زمان معلوم گردد این ز بعث	بعث را جو کم کن اندر بعث بحث	کس سے ہو معلوم یہ ہو بعث سے	بعث جو کم سعی کر اندر بحث کے
شرط روز بعث اول مردن است	زانکہ بعث از مردہ زندہ کردن است	پہلے مرنا بعث کے بس شرط ہے	کیونکہ بعث پھر زندہ کرنا مرگ سے
جملہ عالم زین غلط کردند راہ	کز عدم ترسند و آن آمد پناہ	سارا عالم اس سبب بھولا ہے راہ	کہ عدم سے ڈرتے اور ہے وہ پناہ
از کجا گویم علم از ترک علم	از کجا جویم حلم از ترک حلم	کہان سے بولون علم ترک علم سے [۳]	کہان سے ڈھونڈھون حلم ترک حلم سے
از کجا جویم حال از ترک حال	از کجا جویم قال از ترک قال	کہان سے ڈھونڈھون حال ترک حال سے	کہان سے ڈھونڈھون قال ترک قال سے
از کجا جویم ہست از ترک ہست	از کجا جویم دست از ترک دست	کہان سے ڈھونڈھون ہست ترک ہست سے	کہان سے ڈھونڈھون دست ترک دست سے

ا نقش خم آہ ۵ شعر تو نقش خم کو چھوڑ اور خم مین دیکھ کہ اُس مین ایک دریاے بیحد ہے وہ آب شیرین اول آخر سے بری ہے اور محروم مان قہر سے عذاب مین ہین تو ایسے خم کو دریا جان کہ اُس سے آسمان و زمین زندہ ہے دریا دوئی کا ٹوٹا صین وصل مین اور سو سے دریا دوئی کا ٹوٹا صین وصل مین بلکہ اُسے وحدت ہوئی وصال مین اور اُس کا قول خدا ہے یعنی جس جسم مین کہ دریاے ذات موجزن ہوا اُسے وحدت وصال مین ہے اور اس کا کلام کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ پھر انا الحق آہ ۷ شعر پھر وہ منصور کے مانند انا الحق کہے اور دار پر شہرت کے واسطے سوار ہووے تا عالم مین ایسا بھید ظاہر ہوا اور پھر ایک مقبول اندر جستجو کے ہو تا زیادہ ہو اس کا جہد و جستجو تا میسر ہو اُسے دیدار ہو اہل دل اُس مین ایسے ہین جیسے نہر روان اور ایک ہووے بے دوئی اندر بحر جان کے یہ کس سے معلوم ہو بعث سے بعث کو ڈھونڈھ اور بحث مین سعی کم کر کہ بعث سے اول مرنا شرط ہے کیونکہ بعث پھر زندہ کرنا بعد مرنے کے سارا عالم اس سبب سے راہ بھولا ہو کہ عدم سے ڈرتے ہین وہی پناہ ہے یعنی اندر بحر کے اہل دل مثل نہر کے جاری ہین اور ایک ہوئے ہین بے دوئی کے اور یہ بات بعث مین ظاہر ہوگی کہ جو مرنے کے بعد زندگی ہو آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ ۳ کہان سے آہ ۲ شعر کہان سے علم کہون ترک علم سے اور کہان سے حلم ڈھونڈھون ترک حلم سے اور کہان سے حال ڈھونڈھون ترک حال سے اور کہان سے قال ڈھونڈھون ترک قال سے اور کہان سے ہست ڈھونڈھون ترک ہست سے اور کہان سے دست ڈھونڈھون ترک دست سے یہی تو کر سکتا ہو ای نعم المعین دیدہ معدوم بین کو ہست بین جو یہ آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے بالکل معدوم دیکھا ذات ہست کو یہ جہان مظلم محشر ہے دیدہ معدوم اور نور ہے یعنی اگر یہ دیدہ بدل کر روشن ہو جاوے یہ جہان اسے محشر ہو جائے یعنی محشر مین کوئی چیز بلا نہ ہوگی بجز یاد حق کے بس غفلت دنیا اسے نہ رہے گی بجز آگہی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هم توانی کرد یا نعم المعین | دیدهٔ معدوم بین را هست بین
بھی تو کر سکتا ہے اے نعم المعین | دیدہ معدوم بین کو ہست بین

دیده کو از عدم آمد پدید | ذات هستی را همه معدوم دید
آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے جو | دیکھا کل معدوم ذات ہست کو

این جهان منتظم محشر بود | گر دو دیده مبدل و انور بود
یہ جہانِ منتظم محشر سب ہے | گر یہ دیدہ بدلے اور انور بنے

زان نه بیند آن حقائق را تمام | که برین خامان بود فهمش حرام
انہی نے حقائق دیکھے اس باعث تمام | کہ سمجھ خامون پہ اسکی ہے حرام

نعمت جنات خوش بر دوزخی | شد محرم گرچه حق آمد سخی
ہوئی حرام اب نعمت جنت اچھی | دوزخی پر گرچہ حق آیا سخی

در دهانش تلخ گردد شهد خلد | چون نبود از وافیان در عهد خلد
انکے منہ مین تلخ ہووے شہد خلد | جو وفا کرتے نہ تھے وہ عہد خلد

مر شما را نیز در سوداگری | دست کے جنبد چو نبود مشتری
ہاتھ کر سکتا ہے کب سوداگری | بھی تمھارا جو نہ ہووے مشتری

کے نظاره اهل بخریدن بود | آن نظاره گول گردیدن بود
دیکھنا کب وہ خریداری کا ہے | دیکھنا وہ سیر بازاری کا ہے

پرس پرسان این بچند و آن بچند | از پئے تغییر وقت و ریش خند
پوچھین یہ کتنے مین وہ کتنے مین ہے | وقت کھوئے اور تمسخر کے لئے

از ملول کاله می خواهد ز تو | نیست آن کس مشتری کاله جو
ناخوشی سے سامان چھنا تجھسے ہے | نے خریدار اور نہ وہ سامان لے

کاله را صد بار دید و باز داد | جامه کے پیمود او پیمود باد
سامان سو بار اس نے لے واپس کیا | اس نے ناپا کپڑا کب ناپے ہوا

کو قدوم و کر و فر مشتری | کو مزاج گنگلی و سرسری
کہان وہ آنا مشتری مستعد | کہان مذاق اور مسخرا پن اور ضد

چونکه در ملکش نباشد حبه | جز پئے گنگل چه جوید جبه
جو نہ حبہ ملک مین اس کی ذرا | ڈھونڈھے کیا جبہ تمسخر کے سوا

در تجارت نیستش سرمایه | پس چه شخص زشت او چه سایه
وہ تجارت مین نہین پونجی رکھے | کیا ہے وہ اک شخص ہے جو سایہ کے

مایه در بازار این دنیا زر است | مایه آنجا عشق و دو چشم تر است
پونجی اس بازار دنیا مین ہے زر | اور وہان پونجی ہے عشق اور چشم تر

هر که او بے مایه در بازار رفت | عمر رفت و باز گشت او خام تفت
جو کہ بے پونجی گئے بازار مین | عمر کھوئی واپس آئے خام مین

هی کجا بودی برادر هیچ جا | هی چه پختی بهر خوردن شوربا
ہین کہان تھا تو اے بھائی کس جگہ | ہین پکایا کھانے کو کیا شوربا

مشتری شو تا بجنبد دست من | لعل زاید معدن آبست من
مشتری ہو ہاتھ میرا تا ہلے | تا ہو پیدا لعل میرے حل سے

سلہ نے حقائق آہ ۸ شعر اس کے سبب سے حقائق نہین دیکھے بالکل کہ اسکی سمجھ خامون پر حرام ہے اب یہ نعمت جنت کی حرام ہوئی دوزخی پر اگرچہ حق سخی آیا ہے شہد خالص انکے منہ مین تلخ ہوئے جو وفا نہین کرتے تھے وہ عہد جنت مین یعنی بے رونق ہوئے چشم باطن کی حقائق نہین کھلتے ہین کہ جنت معنی اور دوزخ صورت ہے پس نعمت معنی کی صورت پرستون پر حرام ہے آگے اس کی مثال ہے ہاتھ سوداگری کب کر سکتا ہے جو مشتری نہ ہووے وہ کب خریداری کا دیکھنا ہے وہ تو سیر بازی کا دیکھنا ہے کہ وہ پوچھین یہ کتنے مین اور وہ کتنے مین وقت کھوئے اور تمسخر کے واسطے ناخوشی سے وہ تجھ سے سامان چاہتا ہے نہ خریدار ہے اور نہ وہ سامان لیتا ہے سو بار اس نے سامان لیکر واپس کیا اس نے کب کپڑا ناپا ہوا تا پی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کان وہ آگے ۵ شعر کہان ہے وہ آنا مشتری مستعد کا اور کہان مذاق و مسخرا پن اور ضد جو اس ملک مین حبہ ذرا نہین حبہ کیا ڈھونڈھے تمسخر کے سوا وہ پونجی تجارت رکھے وہ کیا ہے ہر ایک شخص ہے مانند سایہ کے اس بازار دنیا مین پونجی کیا ہے زر ہے اور وہان عشق و چشم تر ہے جو کہ بے پونجی بازار مین گئے عمر کھوئی اور واپس آئے پس وہ خام ہین یعنی اس جہان کی پونجی عشق و چشم تر ہے ۱۲ پس جو پونجی عشق کی نہ لیکر وہان گیا خسرة الدنیا والآخرة ہوا باقی حال آگے ہے فافہم سلہ مین کہان تھا آگے ۲ شعر ہین کہان تھا اے بھائی اور کس جگہ گیا پکایا کھانے کو شوربا مشتری ہووے ہاتھ میرا تا ہلے لڑکا میرے حل سے پیدا ہو اگرچہ مشتری کہ قبولی رکھتا ہے دین کی دعوت کو کہ حکم شریعت کا ہے باز آؤ کر جان سے گویا ترک کو نوح کی دعوت کا طریقہ کہ قدرتین حق کے واسطے گرفتار ہو گیا قبول دردے کام خلق کے قبول درد کی فکر مت کر اور امر و نہی کو تو دیکھتا رہ ہمیشہ یعنی تو خدمتین حق کی کرتا رہ سب تجھے قبول درد سے خلوت کے ادا کرتا رہ آگے سحری نواز کا حال مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

مشتری گرچه که سست و بارد است — دعوت دین کن که دعوت وارد است
بازپران کن حمام روح گیر — در رہ دعوت طریق نوح گیر
خدمتی می کن برای کردگار — با قبول و رد خلقانت چه کار
نے قبول اندیش نے رد ای غلام — امر را و نهی را می بین مدام

مشتری گرچہ کہ مجہولی رکھے — دین کی دعوت کر کہ حکم شرع ہے
باز اڑا جان سے کبوتر کو پکڑ — نوح کی دعوت کا رستہ تو پکڑ
خدمتیں کرتا رہو حق کے لئے — کیا قبول و رد کام اب خلق کے
نے قبول و رد کر فکر اے غلام — امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام

سحوری زدن شخصے بر در سرای خالی نیم شب و اعتراض معترض و جواب او

سحری کیواسطے ڈھول بجانا ایک شخص کا خالی گھر کے دروازے پر آدھی رات کو اور اعتراض کرنا ایک معترض کا اور جواب دینا اس کا

آن یکی میزد سحوری بر درے — درگہی بود و رواق مهترے
نیم شب میزد سحوری را بجد — گفت او را قائلے کے مستند
اولا وقت سحر زن این سحور — نیم شب افغان مکن ای ناصبور
دیگر آنکه فهم کن ای بوالهوس — کاندرین خانه درون خود هست کس
کس درینجا نیست جز دیو و پری — روزگار خود چه یاوه می بری
بهر گوش میزنی دف گوش کو — هوش باید تا بداند هوش کو
گفت گفتی بشنو از چاکر جواب — تا نمانی در تحیر و اضطراب
گرچه هست این دم بر تو نیم شب — نزد من نزدیک شد صبح طرب
هر شکستی نزد من فیروز شد — جمله شبها پیش چشمم روز شد
پیش تو خون است آب رود نیل — پیش من آب است نے خون ای نبیل
در حق تو آهن است آن یا رخام — پیش داؤد نبی موم است و رام
پیش تو که بس گران است و جماد — مطرب است او پیش داؤد اوستاد

اک بجاتا ڈھول سحری دینے کے — محل کے در پہ وہ اک سردار کے
تھا بجاتا سحری آدھی رات کو — ایک قائل اس سے بولا آنکو
پہلے تو وقت سحر سحری بجا — نیم شب کو شور ہو یہ کب روا
دوسرے یہ تو سمجھ اے بوالہوس — کہ کوئی اس خالی گھر میں بھی ہے کس
نے کوئی یاں ہے بجز دیو و پری — کیوں زمانہ کھووے اندر ابتری
ڈھول کوٹے بہر گوش اور گوش کہاں — چاہیئے ہوش اب کہ جانے ہوش کا
کہہ چکا تو اب تو سن مجھ سے جواب — تا نہ ہو تجکو تحیر اضطراب
گرچہ ہے نزدیک تیرے نیم شب — پر مرے نزدیک ہے صبح طرب
ہر شکست ہوئی فتح میرے سامنے — راتیں ہوئیں دن میرے آگے اے
تیرے آگے خون ہے پانی نیل کا — میرے آگے آب ہی نے خون ہوا
تیرے حق میں لوہا وہ سختی رکھے — آگے داؤد نبی وہ موم ہے
آگے تیرے کہ ہو بھاری اور جماد — پیش داؤد ایک مطرب اوستاد

سے ۱ اک بجاتا آخر ۵ شعر ایک شخص بجاتا تھا سحری کیواسطے ایک سردار کے محل کے دروازہ پر آدھی رات کو سحری بجاتا تھا ایک قائل نے اس سے کہا اول تو سحری کے وقت بجا یہ شور آدھی رات کو کب روا ہے دوسرے یہ سمجھ کہ کوئی اس خالی گھر میں آدمی ہے یہاں پر کوئی نہیں ہے بجز دیو و پری کے تو کیوں زمانہ کھوتا ہے ابتری میں باقی حال آگے ہے فافہم ۲ ے ۵ ڈھول کوٹے آخر ۶ شعر ڈھول کوٹتا ہے واسطے گوش کے اور گوش کہاں ہے اب ہوش چاہیئے کہ جانے ہوش کہاں ہے تو کہہ چکا اب تو مجھ سے سن جواب تاکہ تجھے تحیر و اضطراب نہ ہے اگرچہ تیرے نزدیک نیم شب ہے لیکن میرے نزدیک صبح طرب ہے آگے حال یہ ہر ایک شکست و فتح میرے رو برو ہوئی اور راتیں دن ہوئیں میری آنکھ کے آگے آب نیل خون ہے اور میرے آگے آب ہی خون نہیں ہوا تیرے لئے تو ہاتھی رکھے اور آگے نبی داؤد کے موم ہے باقی حال آگے ہو فافہم سے ۳ تیرے آگے الخ شعر تیرے آگے کوہ بھاری و جماد ہے اور داؤد کے آگے مطرب اوستاد ہو سنگریزہ تیرے آگے عجب ہے اور احمد صلعم کے آگے باتیں فصیح کرتا ہے تیرے آگے ستون مسجد کا مردہ ہے اور آگے احمد صلعم کے عاشق پر جنون ہے کہ کل جہان کے جز و عالم تیرے آگے مردہ ہیں اور حق کے آگے زندہ ہیں یعنی اجزائے جہان رو بروئے خاطران عوام کے مردہ ہیں [illegible] اولیاء اللہ کے زندہ و گویا ہیں [illegible] [illegible] ایک حال اس [illegible] آگے آب تصوفانی ہو یکایان ہے [illegible] کوئی نہیں ہے ڈھول کیوں بجاتا ہو خلق زردی یعنی خلق خدا کیواسطے اور بعد مسجد کی بنیاد [illegible] [illegible] گرتی ہے عاشقوں کے مانند کوئی رکھتا ہو کہ وہ خالی گھر ہو وہ کب کیوا [illegible] کی طرف [illegible] ادھر کو گھر ہو [illegible] آگے انکے [illegible] ہے فافہم ۱۲

پیش تو این سنگریزه ساکت است	پیش احمد بس فصیح و قانت است	سنگریزہ چپ ہے تیرے سامنے	آگے احمدؐ کے فصیح باتین کرے
پیش تو استون مسجد مرده ایست	پیش احمد عاشق دل برده ایست	تیرے آگے مردہ مسجد کا ستون	آگے احمدؐ کے ہے عاشق پرجنون
جمله اجزای جهان پیش عوام	مرده و پیش خدا دانا و رام	کل جہان کے جزو آگے عام کے	مردہ آگے حق کے زندہ ہین دے
وانچه گفتی کاندرین قصر و سرا	نیست کس چون میزنی این طبل را	تو جو کہتا ہے کہ اندر قصر کے	نے کوئی ہے کیون بجاتا ڈھول ہے
بهر حق این خلق زر را میدهند	صد اساس خیر و مسجد می نهند	خلق زر دیتی ہے حق کے واسطے	خیر اور مسجد کی بنیادین رکھے
مال و تن در راه حج دور دست	خوش همی بازند چون عشاق مست	اور سفر مین حج کے مال و جسم کو	صرف بس کرتے ہین جو عشاق ہو
هیچ میگویند کان خانه تهی است	این سخن کی گوید آنکس آگهی ست	کوئی کہتا ہے کہ خالی گھر ہے وہ	کب کہے یہ بات وہ آگاہ جو
پر همی بیند سرای دوست را	آنکه از نور اله هستش ضیا	دیکھتا ہے بس بھرا گھر دوست کا	جو کہ نور حق سے رکھتا ہے ضیا
بس سرای پر ز جمع و انبهی	پیش چشم عاقبت بینا تهی	گھر بہت ہین پر ہجوم و جمع سے	خالی آخر ہین نگہ مین پر سامنے
هر کرا خواهی تو در کعبه بجو	تا بروید او زمان پیش تو او	ڈھونڈھ تو کعبہ مین چاہے جسکو	تا اسی دم تجکو وہ آکر ملے
صورتی کو فاخره عالی بود	او ز بیت الله کی خالی بود	ایسی صورت کہ بزرگ عالی ہو بس	کب وہ بیت اللہ سے خالی ہو بس
او بود حاضر منزه از رتاج	باقی مردم برای احتیاج	اُس کو آنے کی صدر پروانگی	وقت حاجت آئین باقی آدمی
هیچ میگویند کاین لبیک ها	بی ندای می کنم آخر چرا	کوئی کہتا ہے کہ اس لبیک کو	بے ندا کیون کرتا ہون مین جان تو
کو ندا تا خود تو لبیک دهی	از ندا لبیک تو چون شد تهی	کان ندا لبیک تو کرتا اخی	کیونکہ ندا سے خالی لبیک ہو نہی
بلکه توفیقی که لبیکی آورد	هست هر لحظه ندای از احد	بلکہ ہے توفیق اک لبیک کی	ہے ندا آتی خدا کی ہر گھڑی
من بود انم که این قصر و سرا	بزم جان افتاده خاکش کیمیا	بو سے مین جانون کہ یہ قصر و سرا	بزم جان ہے خاک اسکی کیمیا
مس خود را بر طریق زیر و بم	تا ابد بر کیمیا اش می زنم	زیر و بم کے مثل تانبے اپنے کو	کیمیا پر اس کی مارون ہی نکو
تا بجوشد زین چنین ضرب سحر	در دُر افشانی و بخشایش بحر	ضرب سے سحری کے تا پر جوش ہو	جود دریا سے گہر افشان ہو وہ
خلق در صف قتال و کارزار	جان همی بازند بهر کارزار	قتل صف مین جنگ کے اور قتل کے	جان دیتے ہین خدا کے واسطے
آن یکی اندر بلا ایوب وار	وان دگر در صابری یعقوب وار	ایک ہے اندر بلا ایوبؑ وار	دوسرا ہے صبر مین یعقوبؑ وار

ف۱ دیکھتا ہی الخ ٦ شعر یعنی دوست کا گھر بھرا دیکھتا ہے جو کہ نور حق سے روشن ہو گھر بہت ہین ہجوم و جمع سے ولیکن آخر ہین نگے رو برو خالی گھر مین ڈھونڈھ کعبہ مین تو جس کو چاہتا ہے وہ تجکو آکر ملے صورت کہ بزرگ و عالی اسکو آنے کی پروانگی ہو اور باقی آدمی حاجت کے وقت آئین کوئی کہتا ہے کہ اس لبیک کو مین بے ندا کے کیون کرتا ہون تو جان لو یا قی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ف۲ کان ندا الخ ٦ شعر ندا کہان ہے جو تو لبیک کرتا ہے اور تیری لبیک کیون ندا سے خالی ہے بلکہ ایک توفیق ہو لبیک کی کہ ہر گھڑی تو اسے ندا آتی ہے مین بو سے جانتا ہون کہ یہ قصر ارم و سرا حیات ہو اور خاک اسکی کیمیا ہو اپنے تانبے کو زیر و بم کے مانند اسکی کیمیا پہ مارون تاکہ سحری کی ضرب سے پرجوش ہو اور وجود دریا سے وہ گوہر فشان ہو آگے اسکی مثال ہی خلق جنگ کے قتل کی صف مین خدا کے واسطے جان دیتے ہیں یعنی مین از راہ جود کے جانتا ہون کہ اس قصر مین بار جیسے حاجی لوگ بجواب ندائے یار لبیک کہتے ہین باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲ ف۳ ایک ہے بلی آخرہ ٦ شعر ایک ہے بلا مین ایوبؑ کا مانند دوسرا صبر ہو یعقوبؑ کے مانند ایک نوح کے مانند دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند صف جنگ مین ہو ایک کو یعقوبؑ کے مانند دنیا سے عذر اور دوسرے کو مانند عمرؓ کے استقامت ہزارون خلق تشنہ وہ ایمان ہو اور طمع ہے کہ مشتری کرے حق کیو اسطے مین اس درگاہ پر بھی سحری بجاتا ہون امید سے تو واسطے زر کے مشتری چاہتا ہو اگر جان حق سے مشتری بہتر کیا ہے یعنی تجکو جیسا خواہندہ چاہتا ہو تجھ سے خواہندہ کون بہتر ہے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

آن یکی چون نوح در راند وہ وکرب	وان دگر چون احمد اند صف حرب	ایک ہو جون نوح ایچ وکرب مین	دوسرا احمد سا صف حرب مین
این ز دنیا چون ابوذرؓ پرحذر	وان دگر در استقامت چون عمرؓ	جون ابوذر ایک کو دنیا سے حذر	استقامت دوسرے کو جون عمر
صد ہزاران خلق تشنہ و مستمند	بہر حق از طمع جہدے می کنند	تشنہ اور خواہان ہزارون خلق ہے	طمع سے کوشش کرے حق کیلئے
من ہمہ از بہر خداوند غفور	می زنم بر در بامیدش سحور	واسطے حق کے مین اس درگاہ پہ	بھی بجا ہو مری جون امید سے
مشتری خواہی کہ از وے زر بری	بہ ز حق کے باشد ایجان مشتری	واسطے زر کے تو چاہے مشتری	بہتر ایجان کب ہو حق سے مشتری
می خرد از مالت انبانی نجس	می دہد نور ضمیر مقتبس	لیتا ہے تجھ سے نجس چمڑے کو وہ	دیتا ہے نایاب دل کے نور کو
می ستاند این نجس جسم فنا	می دہد ملکے برون از وہم ما	لیتا ہے یہ وہ نجس جسم فنا	دیتا ہے برتر وہ اک ملک بقا
می ستاند قطرۂ چندی ز اشک	می دہد کوثر کہ آرد قند رشک	لیتا ہے وہ چند قطرے اشک کے	دیتا ہے کوثر جو رشک قند ہے
نقد آور تا کنی سودا از آن	نسیہ را بگذار تا نہ کنی زیان	نقد لا تو سود اس سے تا کرے	چھوڑ ادھار اب نہین نقصان ملے
باد آہی کابر اشک چشم راند	مر خلیلے را بدان اواہ خواند	اشک ابر و باد آہ جاری کیا	اس سے ابراہیم کو اواہ کہا
ہین درین بازار گرم بے نظیر	کہنہ ہا بفروش و ملکے نو بگیر	اندر اس بازار زیبا گرم کے	بیچ کہنہ اور نیا تو ملک لے
ور ترا شکے و ریبی رہ زند	تاجران انبیا را کن سند	گر تجھے شک ہووے اے بندے	تاجران انبیا کو کر سند
بسکہ افزون آن شہنشہ بخت شان	می نتاند کہ کشیدن رخت شان	اس شہنشہ نے نہین بالا کیا	کو وہ بار اٹھا نہ سکتا ہے اٹھا

قصہ بلال حبشی و شوق او و رنجانیدن خواجہ او را و معلوم کردن صدیقؓ حال او را

قصہ بلال حبشی کا اور شوق اسکا اور رنجیدہ کرنا اسکو خواجہ کا اور معلوم کرنا صدیق اکبر کا اسکے احوال کو

تن فدای خار میکرد آن بلالؓ	خواجہ اش میزد برای گوشمال	تن فدائے خار کرتا وہ بلالؓ	جو کہ خواجہ دیتا اسکا گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد میکنی	بندۂ بد منکر دین منی	یاد احمد کرتا ہے تو کس لئے	بندہ بد میرے منکر دین ہے

ف لیتا ہے الی آخرہ ۹ شعر وہ تجھ سے نجس چمڑے کو لیتا ہے اور نور دل نایاب کو دیتا ہے وہ یہ نجس جسم فنا کو لیتا ہے اور ایک ملک بقا کو دیتا ہے وہ چند قطرے اشک کو لیتا ہے اور کوثر کو دیتا ہے، رشک قند ہے اور وہ آہ پر افسوس کو لیتا ہے اور ہر آہ کو سو جا وہ دیتا ہے نقد لاکہ تو اس سے سودا کرے اور جلد کو چھوڑ کر تا نقصان نہ ملے ابر اشک و باد و آہ جاری کیا اس سبب ابراہیم کو اواہ کہا اور اس بازار زیبا و گرم کے کہنہ بیچ اور نیا تو ملک لے اگر تجھے شک ہووے اے بندے خدا کے تاجران انبیا کو تو سند کر کہ اس شہنشاہ نے انکو برتر کیا ہے کہ وہ انکا بار اٹھا نہیں سکتا ہے یعنی تو طلب حقیقت گریہ و آہ کر کہ تا تجکو وہ جاہ و مرتبہ زیادہ دے مثل انبیا کے آگے زاری تن کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۲ قصہ چہارم فدا اے تن و حصول معنی مین ۱۲ ف ۳ تن فدا الی آخر ۹ شعر وہ بلال تن کو فدا خدا کا کرتا جو کہ خواجہ اس کو گوشمال دیتا کہ تو احمد کو یاد کرتا ہے کس واسطے بد مذہب ہے اور میرے دین کا منکر ہے ماہ تموز کی دھوپ مین مارتا تھا اور وہ احد کہتا تھا شوق یار سے یہان تک کہ اس طرف صدیق ایک دن گئے اور وہ احد کرتا سنا خود کانون سے چشم پر آب اور دل پر خفا ہوا اور اس احد سے بوئے آشنائی پائی بعدہ خلوت مین اسے سمجھایا کہ اپنا عقیدہ جہودون سے مت کہہ کہ مقام راز کا ہے تو مت کہہ کہ مین نے توبہ کی تمہارے روبرو دوسرے دن صبح سے صدیق اسی طرف جاتے تھے خود ایک کام کو پھر احد کہتا اور بار بار ہا ستاان کے ص ہوئی شور و شر پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

میزد اندر آفتابش او بخار — او احد می گفت بہر افتخار
دھوپ مین وہ مارتا تھا خار سے — وہ احد کہتا تھا شوق یار سے

تا کہ صدیق آن طرف میگشت و تفت — آن احد گفتن بگوش او برفت
تا کہ صدیق اُسطرف اکدن گئے — وہ احد کہنا سُنا خود کان سے

چشم او پر آب شد دل پر عنا — زان احد می یافت بوی آشنا
چشم ہوئی پُر آب اور دل پر جفا — اُس احد سے پائی بوے آشنا

بعد از ان خلوت بدیدش پند داد — کز جہودان خفیہ میدار اعتقاد
بعدہ خلوت مین سمجھایا اُسے — کہ جہودون سے عقیدہ مت کہے

عالم السرست پنہان دار کام — گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام
ہے مقام راز مطلب مت کہے — بولا توبہ کی تمھارے سامنے

روز دیگر از پگہ صدیق تفت — آن طرف او بہر کاری می برفت
دوسرے دن صبح سے صدیق جب — اُسطرف جاتے تھے خود اک کام کو

باز احد بشنید و ضرب زخم خار — بر فروزید از دلش شور و شرار
پھر احد کہنا سُنا اور مارنا — اُن کے دل مین شور و شر پیدا ہوا

باز پندش داد باز او توبہ کرد — عشق آمد توبہ او را بخورد
پھر نصیحت[۱] کی دو پھر توبہ کرے — عشق آئے توبہ اُسکی توڑ دے

توبہ کردن زین نمط بسیار شد — عاقبت از توبہ او بیزار شد
اس طرح توبہ بہت اُس نے کری — آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی

فاش کرد اسپرد تن را در بلا — کای محمدؐ اے عدو توبہ ہا
کرکے ظاہر سونپا تن اندر بلا — اے محمدؐ اے عدو توبہ ہا

اے تن من و اے رگ من پر ز تو — توبہ را گنجہ کجا باشد درو
اے مری رگ رگ و تن پر تجھسے ہی — اُس مین گنجایش کہان توبہ رکھے

توبہ را زین پس ز دل بیرون کنم — از حیات خلد توبہ چون کنم
دل سے خارج اب مین توبہ کو کرون — کیون حیات خلد سے توبہ کرون

عشق قہارست و من مقہور عشق — چون شکر شیرین شدم از شور عشق
عشق قاہر اور مین مقہور عشق — ہون شکر شیرین مین ہون با شور عشق

برگ کاہم پیش تو اے تندباد — من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
برگ کہ ہون تیرے آگے مین اے تند ہوا — جانون کیا ڈالے مجھے کہین جگہا

گر ہلالم در بلالم میدوم — مقتدی بر آفتابت می شوم
گر ہلال و یا بلال اک ہون چلون — مقتدی خورشید کا مین تیرے ہون

ماہ را با زفتی و زاری چہ کار — در پے خورشید پوید سایہ وار
ماہ[۲] کو زاری سے بس کیا کام ہے — مثل سایہ پیچھے دوڑے شمس کے

با قضا ہر کو قرارے میدہد — ریشخند سبلت خود میکند
جو مقابل مین قضا کے آئے ہی — اپنی داڑھی مونچھ پر وہ خود ہنسے

گاہ برگے پیش باد آنگہ قرار — رستخیزے وانگہانی عزم کار
برگ کہ جس دم ہوا کا سامنا — حشر اور اسدم تفکر کام کا

گربہ در انبانم اندر دست عشق — یکدمی بالا و یکدم پست عشق
بیقرار اب مین ہون اندر دست عشق — ایکدم بالا و اکدم پست عشق

سے ۱ پھر نصیحت الخ ۸ شعر پھر نصیحت کی توبہ پھر کرے عشق آیا اور توبہ اس کی توڑ دی اس طرح اُسنے توبہ بہت کری آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی ظاہر کرکے تن بلا مین سونپا کہ اے محمدؐ و اے عدوی توبہ ہا اے میری رگ رگ و تن تجھ سے پر ہے اس مین گنجایش توبہ کہان رکھتی ہے اب توبہ کو دل سے خارج کرون عشق ظاہر اور مین مقہور عشق ہون اور شور عشق سے مین مانند شکر کے شیرین ہون آنند ہوا تیرے آگے کاہ ہون مین کیا جانون کہ تو مجھے کس جگہ ڈالے اگر ہلال یا بلال ایک ہون چلون اور مقتدی تیرے خورشید کا ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

سے ۲ ماہ کو الخ ۵ شعر ماہ کو زاری سے کیا کام ہے سایہ کے مانند دوڑے پیچھے خورشید کے جو قضا کے مقابل مین آتا ہے وہ خود اپنی ڈاڑھی مونچھ جو شہنشاہ ہے برگ کاہ اور اس دم ہوا کا سامنا حشر اور اسدم کا کام تفکر اب سب مقرر ہون اندر دست عشق کے ایک دم بالا اور ایک دم پست عشق کا وہ مجکو پھراتا ہے از راہ سر کے و زیر آرام ہے مجھے اور نہ زیر یعنی مین عشق کے سبب سے بیقرار ہون اور ایک دم مجھے آرام نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
او همی گردند هم بر گرد سر	نے بزیر آرام دارم نے زبر	وہ پھر آتا ہے تجھے از راہ سر	نے ہے زیر آرام مجکو نے زبر
عاشقان در سیل تند افتاده اند	بر قضاے عشق دل بنهاده اند	ہیں پڑے عشاق سیل تند میں	وہ قضاے عشق پر دل کو رہیں
همچو سنگ آسیا اندر مدار	روز و شب گردان و نالان بیقرار	مثل سنگ آسیا گردش کرے	رات دن گریاں وہ اور بیقرار ہے
گردشش بر جوے جویان شاهدست	تا نگوید کس که آن جو راکد است	گردش اسکی جوے رہتی ہے سدا	تا نہ کہدے کوئی کہ وہ جو ہے جدا
گر نمی بینی تو جو را در کمین	گردش دولاب گردونی ببین	گر کمین میں جو نہیں تجکو دکھے	گردش دولاب گردوں دیکھ لے
چون قراری نیست گردون را ازو	ای دل اختروار آرامی مجو	جو قرار اس سے نہیں گردوں کو ہے	اے دل اختر وار مت آرام لے
گر زنی در شاخ دستی کی هلد	هر کجا پیوند سازی بگسلد	ہاتھ سے گر شاخ پکڑے کب چھٹے	ٹوٹ جائے جس جگہ جا کر لگے
گر نمی بینی تو تدبیر قدر	در عناصر گردش و جوشش نگر	گر نہیں دیکھے تو تدبیر قضا	جوش و گردش دیکھ عناصر کی ذرا
زانکه گردشهای آن خاشاک و کف	باشد از غلیان بحر باشرف	کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی	بحر کے غلبہ سے ہوتی ہے اجی
باد سرگردان ببین اندر خروش	پیش امرش موج دریا بین بجوش	باد سرگرداں کو دیکھ اندر خروش	دیکھ اس کے حکم سے دریا کا جوش
آفتاب و ماه دو گاو خراس	گرد میگردند و میدارند پاس	مہر و مہ دو بیل اک کولھو کے ہیں	گرد پھرتے ہیں خیال اک رکھتے ہیں
اختران هم خانه خانه میروند	مرکب هر نحس و سعدی می‌شوند	ماہ و اختر خانہ خانہ سب پھریں	سعد اور نحسی کے خود مرکب ہیں
اختران چرخ گر دورند هم	وین حواست کاهل اند و سست پی	چرخ کے اختر تو بس گردش کریں	اور حواس اب تیرے سب کاہل رہیں
اختران چشم و گوش و هوش ما	شب کجایند و به بیداری کجا	اپنی چشم و گوش کے اختر یہاں	شب کہاں ہیں اور جگنے میں یہاں
گاه در سعد و وصال و دلخوشی	گاه در نحس و فراق و بیهشی	گاہ سعد وصل کے اندر خوشی	گاہ نحس ہجر کے اندر غمی
ماه گردون چون درین گردش بنست	گاه تاریک و زمانی روشن است	ماہ گردوں جو کہ بس گردش میں ہے	گاہ تاریکی میں گہ روشن رہے
گه بهار و صیف همچون شهد و شیر	گه سیاستگاه برف و زمهریر	گہ بہار و صیف مثل شہد و شیر	گہ سیاست ظلم برف و زمہریر

۱ ہیں پڑے الی آخرہ ۶ شعر عشاق پڑے ہیں سیل تند میں اور قضاے عشق پر دل کو رکھتے ہیں مثال سنگ آسیا کے مانند گردش کرتے ہیں اور رات و دن گریاں ہیں و بیقرار اس کی گردش نہر پر ہے تا کہ گواہ کے ہے تاکہ کوئی نہ کہے کہ یہ نہر سے جدا ہے اگر تجکو نہر جو نہیں دکھتی ہے تو گردش دولاب گردوں کو دیکھ لے جو اس سے قرار گردوں کو نہیں ہے اے دل اختر کے مانند آرام مت لے اگر ہاتھ سے شاخ پکڑ لے وہ کب چھٹے اور جس جگہ جا کر وہ ٹوٹ جائے یعنی عشاق ہیں کہ کوئی دم ان کو ایک لمحہ آرام نہیں ہے مثل بجلی کے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

۲ گر نہیں الی آخرہ ۷ شعر تو اگر تدبیر قضا نہیں دیکھے جوش اور گردش عناصر کی دیکھ کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی دریا کے غلبہ سے ہوتی ہے باد سرگرداں کو دیکھ خروش میں اور اس کے حکم سے دریا کا جوش دیکھ مہر و ماہ دو بیل ہیں ایک کولھو کے گرد پھرتے ہیں اور ایک خیال رکھتے ہیں اور اختر خانہ بخانہ پھرتے ہیں اور سعد و نحس کے کب خود بنتے ہیں پس چرخ کے اختر تو گردش کریں اور اب بھی تیرے حواس کاہل رہیں اپنے چشم و گوش کے اختر یہاں شب کہاں ہیں اور جگنے میں کہاں ہیں یعنی اگر تو تدبیر قضا کو نہیں دیکھتا تو اپنے عناصر کے جوش و گردش کو دیکھ کہ کس کے سبب سے گردش کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۳ گاہ سعد الی آخرہ ۷ شعر کبھی سعد وصل کے اندر خوشی ہیں اور کبھی نحس و ہجر کے اندر غمگین ہیں جو کہ اس گردش میں ماہ گردوں کبھی تاریکی میں کبھی روشنی میں ہے ایسا ہی کبھی بہار و خوشی مثل شہد و شیر کے اور کبھی سیاست و ظلم برف و زمہریر اسکے آگے کلیات مانند گوے کے ہیں اور اسکی تسخیر کو سجدہ کرتے ہیں وہ ایک جزو ہے اور سب ہیں سو ہزار اسکے حکم کے آگے کیوں نہ بیقرار ہوں تو بیل کے مانند ٹھیرا ہوا کبھی سحر یا اور کبھی قید ہو رہیں جو تیرا ادب پرچار ہو یعنی تو حکم خدا پابند رہو اور اس کے حکم پر چلتا رہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
چونکه کلیات پیش او چو گوست	سخره و سجده کن تسخیر اوست	کلیات آگے ہیں اسکے مثل گو	سجدہ کرتے اُسکے ہیں تسخیر کو
تو که یک جزوی دلا زین صد هزار	پیش حکمش چون نباشی بیقرار	تو ہے اک جزو اور ایسے سو ہزار	پیش حکم اُسکے ہوں کیوں نہ بیقرار
چون ستوری باش در حکم امیر	گه در آخور حبس و گاهی در مسیر	رہ تو مثل گاؤ اندر حکم میر	سیر ہیں گہ طویلے میں اسیر
چونکه بر میخت ببندد بسته باش	چون کشاید چابک و برجسته باش	میخ سے جو باندھیں تو بستہ رہو	جو کہ کھولیں چلتا اور بہتا رہو
آفتاب از بر فلک کژ می جهد	در سیه روئی کسوفش میدهد	شمس[1] چلتا ہے جو ٹیڑھا چرخ پے	گہن اُس کو روسیہ دم میں کرے
کز ذنب پرهیز کن هین هوشدار	تا نگردی تو سیه رو دیگ دار	کر تو پرہیز اُس ذنب سے ہوشیار	تا سیہ رو تو نہ ہووے دیگ دار
ابر را هم تازیانه آتشین	میزند که هان چنین جنبی چنین	ابر کو بھی تازیانہ آگ کا	مارتے ہیں ایسا جا و برسا نہ جا
بر فلان وادی ببار این سو مبار	گوشمالش میدهد که گوش دار	اُس جگہ جا کر برس یاں مت برس	گوشمالی اُس کو دیتے ہیں وہ بس
عقل تو از آفتابی بیش نیست	اندر آن فکری که نهی آمد مایست	شمس سے زیادہ نہ تیری عقل ہے	ٹھہر مت جس فکر میں نہی آئی تجھے
کژ منه ای عقل تو هم گام خویش	تا نیاید آن کسوفت رو بپیش	کام ٹیڑھا مت کر اے عقل اپنا تو	نہ آئے گہن تجکو اے نکو
چون گنه کمتر بود از آفتاب	منکشف نیمی و نیمی نور و تاب	اور گنہ[2] خورشید سے کمتر ہے جو	گہن آدھا ہو آدھا نور رہو
که بقدر جرم می بینم ترا	این بود تقدیر در داد و جزا	جرم کے مقدار دیکھوں میں تجھے	یہ جزا انصاف میں تقدیر ہے
خواه نیک و خواه بد فاش و ستیر	بر همه اشیا سمیعیم و بصیر	خواہ نیک و بد ہو خواہ ظاہر ستیر	جملہ شے پر میں سمیع ہوں اور بصیر
زین گذر کن ای پدر نوروز شد	خلق از اخلاق خوش بد فور شد	اے پدر اس سے گذر نوروز ہے	خلق مقصد پائے فوراً خلق سے
باز آمد شاه ما در کوی ما	باز آمد آب جان در جوی ما	آیا شاہنشاہ ہمارے کوچے پھر	آب جان آیا ہمارے جو میں پھر
می خرامد بخت و دامن میکشد	نوبت توبه شکستن میرسد	بخت چلتا اور ہے دامن کھینچتا	ٹوٹنے توبہ کی نوبت ہے دلا
توبه را بار دگر سیلاب برد	فرصت آمد پاسبان را خواب برد	سیل توبہ کو دوبارہ لے گیا	آئی فرصت اور نگہبان سو گیا
هر خماری مست گشت و باده خورد	رخت را امشب گرو خواهیم کرد	ہر خماری[3] مست مے پیکر ہے جو	آج شب گرو میں رکھوں ہیں نہ رخت کو
زان شراب لعل و لعل جانفزا	لعل اندر لعل اندر لعل ما	اس شراب لعل و لعل جان سے	لعل اندر لعل اندر لعل ہے

[1] شمس چلتا ہے الی آخرہ ۶ شعر جو آسمان پر آفتاب ٹیڑھا چلتا ہے دم بھر میں گہن اُس کو روسیاہ کرتا ہے اے ہوشیار تو پرہیز کر ذنب سے تاریک کے مانند تو سیاہ اور بھوت نہ ہووے تازیانہ آتش کا ابر کو بھی مارتے ہیں کہ یا جا اور ویسا نہ جا اُس جا برس یہاں مت برس اور گوشمال اسکو دیتے ہیں تیری عقل شمس سے زیادہ نہیں ہے جس فکر میں تجکو نہی ہے مت ٹھہر اے عقل تو اپنا کام ٹیڑھا مت کر تا کہ تجکو گہن نہ آئے یعنی جبکہ آفتاب کو جرم کے مقدار سزا دیجاتی ہے پس تیرا عقل اگر کجی پر جاویگی سزا پہونچے گی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] اور گنہ آلخ ۲ شعر اور جو خورشید سے گناہ کم تو تو آدھا گہن ہے اور آدھا نور قول حق تعالی کا ہے میں بمقدار جرم تجکو دیکھتا ہوں انصاف میں یہ سزا تقدیر ہے خواہ گاہ نیک بد ہے خواہ اول ظاہر و باطن ہو جملہ شے پر میں سمیع و بصیر ہوں اے پدر اس سے تو گذر نوروز ہوا اور خلق مقصد پاتی ہے اخلاق سے آگے قول ہے پھر شہنشاہ ہمارے کوچہ میں آیا بخت چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے پس ٹوٹنے توبہ کی نوبت ہے سیل دوبارہ توبہ کو لے گیا اور فرصت آئی اور نگہبان سو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] ہر خماری آلخ ۲ شعر جو ہر ایک خمار سے پیکر مست ہے ہیں آج کی شب کو اسباب گرو میں رکھوں اس شراب لعل اور لعل جان سے لعل اندر لعل ہوا پھر معشوق خوش ہوں افزا ہوئی تو آنکھ نظر بند کو آب سینہ جلا نعرہ مستانہ تجھے خوش آئے تاکہ ابو جہل تو میں جانے کہ وہ بلال صدیق اکبر اب یار بلال کا ہو گیا اور زخم بلال خار کے حمل ہوئے جو زخم خار سے جلنی ہوا بس جان و تن کا گلزار اقبال ہوا یعنی محبت رسول اللہ کو تن بلال میں پھر ترقی ہوئی کہ زخم خار جوں کے گل گلزار آئے ہو باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲

باز خرم گشت مجلس دل فروز
خیز دفع چشم بد اسپند سوز
نعرهٔ مستانہ خوش می آیدم
تا ابد جانان چنین می بایدم
یک بلالے با بلاے یار شد
زخم خار او را گل و گلزار شد
گر ز زخم خار تن غربال شد
جان ز جسم گلشن اقبال شد
تن بپیش زخم خوران جہود
جان من مست و خراب آن ودود
بوی جانی سوے جانم میرسد
بوی یار مہربانم میرسد
از سوی معراج آمد مصطفےٰ
بہر بلالش حبذا آن حبذا

پھر ہوئی محفل بہم خوش و جانفزا
اُٹھ نظر بد کو سپند ابتو جلا
نعرهٔ مستانہ خوش آئے مجھے
تا ابد جانان یونہیں چاہیے
وہ بلال اب ہوگیا یار بلال
گل ہوئے بس خار کے وہ زخم لال
تن جو زخم خار سے چلنی ہوا
جان و تن گلزار اقبالی ہوا
جسم رکھتا زخم ہے پیش جہود
جان خراب اپنی ہے اور مست و دود
بوی جانی جان کو آئی میری ہے
بوے یار مہربان آئی ہے مجھے
مصطفےٰ سوے بلال آئے دلا
سمت سے معراج کے ای حبذا

باز گفتن صدیقؓ صورت حال بلالؓ نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر کہنا صدیقؓ کا صورت حال بلالؓ کو آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

چونکہ صدیقؓ از بلال دم درست
این شنید از توبہ او دست شست
بعد از آن صدیقؓ نزد مصطفےٰ
گفت حال آن بلال باصفا
کان فلک پیماے میمون فال چست
این زمان از عشق اندر دام تست
باز سلطان است زان جغدان برنج
در حدث مدفون شد آن زفت گنج
چند ہا بر باز استم می کنند
پر و بالش بیگناہے میکنند
جرم او این است کو باز است و بس
غیر خوبی جرم یوسف چیست پس
جغد را ویرانہ باشد زاد و بود
ہست شان بر باز زان خشم و جحود
کہ چرا تو یاد می آری از آن
لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا چرا یادت بود از آن دیار
یا ز قصر و ساعد آن شہریار

جو بلال اہل سے صدیقؓ نے
دھویا توبہ سے سنا کہ ہاتھ ہے
مصطفےٰ سے جا کہا صدیقؓ نے
اُس بلال باصفا کے حال سے
کہ وہ میمون فال صادق عشق سے
دام میں اسدم پھنسا ہے آپ کے
بادشہ کو اُلوؤں سے رنج ہے
گندگی میں دفن بھاری گنج ہے
ظلم کرتے ہیں وہ اُلو باز پر
نوچتے ہیں بے گنہ کے بال و پر
یہ ہے جرم اُس کا کہ وہ اک باز ہے
غیر خوبی جرم یوسف سا رہے
بود و باش اُلو کا ویرانہ جب ہے
باز پر غصہ ہے وہ اسواسطے
کہ کرے تو کس لئے یاد اسکی یاں
لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا تجھے یاد اُس وطن سے کس لئے
یا وہ قصر دوست شاہنشاہ سے

۱ جسم رکھتا ہے الی آخرہ ۶ شعر آگے جو ہے کہ جسم زخم رکھتا ہے اور جان میری خراب و مست خدا ہے تو جان کی میری جان کو آئی ہے اور بو یار مہربان کی مجھے آئی ہے پس مصطفےٰ بلالؓ کی جانب آئے اور سمت معراج لے حبذا یعنی جناب رسول مقبول صلعم مشغول حق سے معنی ہیں بلال کی جانب متوجہ ہوئے بنظر ملاحت بلال اور فرمایا حبذا چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۲ جو بلال الی آخرہ ۹ شعر جو صدیق اکبرؓ نے بلال اہل سے سنا کہ توبہ سے اُس نے ہاتھ دھویا ہے مصطفےٰ صلعم سے جا کر کہا اُس بلال باصفا کے حال سے کہ وہ مبارک فال عشق صادق سے اسی دم آپ کے دام میں پھنسا ہے مگر بازشاہ کو اُلوؤں سے رنج ہے اور گندگی میں بڑا خزانہ مدفون ہے وہ اُلو باز پر ظلم کرتے ہیں اور اس بے گناہ کے بال و پر نوچتے ہیں یہ اُس کا جرم ہے کہ وہ ایک باز ہے اور یوسف کا کیا جرم ہے بجز خوبی کے جو کہ بود و باش اُلو کی ویرانہ ہے اس واسطے وہ باز پر غصہ ہے آگے قول اُلو کا ہے کہ تو اُس کی یاد یہاں کس واسطے کرتا ہے اور لالہ زار و جوئبار گلستان کی یاد تجکو یاد اُس وطن سے کس واسطے ہے تجھے پاس اُس مقرر دوست شہنشاہ سے باقی مقولہ اُلو کا آگے ہے فافہم

در وہ چندان فضولی میکنی	فتنۂ و تشویش دری افگنی	اُلّووں کے گاؤں میں شیخی کرے	فتنہ و شورش کو ڈالے کس لئے
مسکن ما را کہ شد رشک اثیر	تو خرابہ دانی و خواری حقیر	جو کہ مسکن ہے ہمارا رشک ستار	تو خرابہ جانے اُس کو اور خوار
شید آوردی کہ تا چندان ما	مر ترا سازند شاہ و پیشوا	مکر کرتا ہے کہ تا اُلّو سب مجھے	بادشاہ اور پیشوا اپنا کرے
وہم و سودائی کہ در ایشان نہی	نام این فردوس ویران میکنی	وہم سودا ڈالتا اُن میں تو ہے	نام اس جنت کا ویرانہ رکھے
بر سرت چندان زنیم ای بد صفات	تا بگوئی ترک شید و ترہات	تیرے سر پر ماریں ہم سب اسقدر	تا کہے تو چھوڑا اپنے مکر و شر
پیش مشرق چار میخش میکنند	تن برہنہ شاخ خارش میزنند	ننگا کر کے دھوپ میں [illegible] باندھے	اسکو شاخ خار سے ہیں مارتے
از تنش صد جای خون بر میجہد	او احد میگوید و سر مینہد	اُسکے تن سے خون ٹپکے سو جگہے	وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرے
پند ہا دادم کہ پنہان دار دین	سر بپوشان از جہودان لعین	کی نصیحت میں نے مخفی دین کو	بھید پنہاں اس جہودوں سے تو کر
عاشق ست و در قیامت خاستست	تا در توبہ برو بستہ شدہ ست	وہ ہے عاشق حشر آیا ہے اُسے	تا در توبہ ہوا بند اُسپہ ہے
عاشقی و توبہ یا امکان صبر	این محالی باشد ای جان بس سطبر	عاشق اور توبہ ہو ممکن صبر ہے	یہ محال اک ہے بڑا ای شہ مرے
توبہ کرم و عشق ہم چون اژدہا	توبہ وصف خلق آن وصف خدا	توبہ کیڑا عشق ہے جون اژدہا	توبہ وصف خلق وہ ہے وصف خدا
عشق ز اوصاف خدای بی نیاز	عاشقی بر غیر او باشد مجاز	عشق ہے وصف خدائے بے نیاز	عاشقی ہے غیر پر اُسکے مجاز
زانکہ آن حسن زر اندود آمدست	ظاہرش نور اندرون دود آمدست	کیونکہ وہ تانبا ملمع دار ہے	نور ظاہر اور دھواں باطن رکھے
چون رود نور و شود پیدا دخان	افسرد عشق مجازی آن زمان	نور جب جائے تو پیدا ہو دھواں	عشق ٹھنڈا ہو مجازی اس زمان
چون شود پیدا دخان غم فزا	یفسرد بی عشق ماند بی ہوا	جبکہ پیدا ہو دھواں غم فزا	سرد ہووے عشق سے خالی ہوا
وا رود آن حسن سوی اصل خود	جسم ماند گندہ و رسوا و بد	لوٹ جائے حسن سوئے اصل خود	گندہ تن جائے رسوا اور بد
نی در آن نوری بود نی زندگی	نی جمالش ماند و نی فرخندگی	نے ہو اُس میں نور نے ہو زندگی	نے جمال اس میں رہے فرخندگی
پس بماند آب و گل بی آن نگار	گردد آن دیوار بی مہ دیودار	پس رہے وہ پانی مٹی بے نگار	ہووے ہے وہ دیوار بے مہ دیودار

سلہ اُن کے اگلے شعر تو اُلّوؤں کے گاؤں میں شیخی کرتا ہے اور فتنۂ و شورش کس واسطے ڈالتا ہو کہ ہمارا مسکن رشک ثریا ہے تو اسکو خراب جانتا ہے اور خوار و حقیر کرتا ہے تا کہ اُلّو مجھکو بادشاہ و پیشوا کریں تو وہم و سودا انہیں ڈالتا ہے اور نام اُس جنت کا ویرانہ رکھتا ہے ہم تیرے سر پر اسقدر ماریں کہ تا تو کہے اب میں نے مکر و شر چھوڑا وہ ننگا کر کے دھوپ میں باندھتے ہیں اور اسکو شاخ خار سے مارتے ہیں اُسکے بدن سے سو جگہ خون ٹپکتا ہے وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تو لہ کی نصیحت شعر میں نے نصیحت کری کہ دین کو مخفی کر اور تو بھید ان یہودیوں سے پوشیدہ کر وہ عاشق ہو گئے حشر آیا ہو کہ در توبہ اُسپر بند پڑا ہے عاشق کو صبر ہے تو یہ ممکن ہو ای میرے [illegible] یہ ایک بڑا محال ہے توبہ ایک کیڑا اور عشق مثل اژدہا کے ہے کہ توبہ وصف خلق اور وہ وصف خدا ہے عشق وصف خدائے بے نیاز ہے اور غیر پر اسکی عاشقی مجاز ہو کیونکہ مجازی عشق تانبا ملمع دار ہے کیونکہ مجازی نور ظاہر اور باطن میں دھواں رکھتا ہے یعنی توبہ کیڑا اور عشق اژدہا ہے کہ اژدہا کے آگے کیڑا کب ٹھہرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نور جب جائے آخر کے شعر جب حسن و عشق جائے تو دھواں بلا روکی کا پیدا ہو اُسوقت عشق مجازی ٹھنڈا ہو جبکہ وہ دھواں غم فزا ہو سرد ہووے اور نہ عشق ہووے نہ ہوا حسن لوٹ جائے طرف اصل اپنی تن گندہ رہ جائے رسوا اور بد کو رہا کا جانب اللہ کے لوٹ جائے عکس ہٹ اور دیوار سیاہ ہو گئے اُسمیں نور ہو نہ زندگی ہو نہ جمال اور نہ فرخندگی ہو پس وہ پانی مٹی بے نگار نہ سماوے اور وہ دیوار بے ماہ کے ہو دے دیو کے مانند یعنی حسن حق کے کہ صورت معشوق سے لوٹ کر جانب حق کے چلا جاتا ہے اُس وقت معشوق مجازی بیکار رہی ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

قلب را کان زر زروئے او بجست	باز گشت آن زر بکان خود نشست	قلبٹ کا زر رخ اسکے سے اُڑا	لوٹ کر زر کان اپنے مین گیا
پس مس رسوا بماند و دود وش	رو سیہ تر رو بماند عاشقش	اُس دھوکمین مین تانبا ہی رہے	روسیہ عاشق یہ اُس کا بس رہے
نور مہ راجع شود ہم سوے ماہ	دارد عکسش زد دیوار سیاہ	ٹوٹ جائے نور مہ کا سوے ماہ	عکس ٹوٹے رہوے دیوار سیاہ
عشق بینایان بود بر کان زر	ہر زمانی لاجرم شد بیشتر	عشق بینایان کی زر کی کان پر	اس لئے ہر دم ہوا ہے بیشتر
زانکہ کان را در زری نبود شریک	مرحبا اے کان زر لاشک نیک	کیونکہ زر کی کان مین ہی نہ شریک	مرحبا اے کان زر لاشک نیک
ہر کہ قلبی را کند انباز کان	وا رود زر تا بکان از لامکان	جو شریک کان کوئی کھوٹا کرے	جائے وہ زر کان تک بے محل ہے
عاشق و معشوق مردہ ز اضطراب	ماندہ ماہی رفتہ زان گرداب	عاشق و معشوق مردہ رہ گئے	اور گئی بس ماہی تالاب سے
عشق ربانی ست خورشید کمال	امر نور اوست خلقان چون ظلال	عشق ربانی ہے خورشید کمال	امر نور اور خلق ہے سایہ زوال

توکیل کردن مصطفے صلعم ابوبکر را جہت بیع بلال

وکیل کرنا مصطفے صلعم کا ابوبکر کو واسطے خریدنے بلال رضی اللہ عنہ کے

مصطفے زین قصہ چون گل برشگفت	رغبت افزون گشت او را نہم نگفت	الحمد اس قصہ سے مثل گل کھلے	رغبت افزون ہوئی ولیکن چپ رہے
مستمع چون یافت ہمچون مصطفے	ہر سر مویش زبانے شد خدا	پایا جو سامع مثال مصطفے	بال بال انکا زبان اک بنگیا
مصطفے فرمود کا کنون چارہ چیست	گفت این بندہ مر او را مشتریست	مصطفے بولے کہ اب چارہ ہی کیا	بولے مین لیتا ہون مول اسکو بھلا
ہر بہا کہ گوید او را می خرم	در زیان و حیف ظاہر ننگرم	جو کہے قیمت خریدون اسکو مین	ظاہر انقصان نہ دیکھوں اسمین
کو اسیر اللہ فی الارض آمدہ است	سخرہ چشم عدو اللہ شدہ است	کہ اسیر اللہ وہ آیا خاک پے	اور عدو اللہ نے پھانسا ہی ہے
مصطفے فرمود کای اقبال جو	اندرین رہ می شوم انباز تو	مصطفے بولے کہ اے اقبال پے	مین شریک ہوتا ہون اب اسمین ترے
تو وکیلم باش نیمی بہر من	مشتری شو قبض کن از من ثمن	ہو وکیل آدھا تو میرے واسطے	کہ خرید اور قیمت اسکی مجھسے لے
گفت صد خدمت کنم رفت آن زمان	سوے خانہ آن جہود بے امان	بولے سو خدمت کرون گئے اُس گھڑی	سوے خانہ اُس جہودی کے خود ہی

١٥١ قلب کا آہ شعر قلب کا اُسکے رخ سے [illegible] کر اپنے مکان مین گیا لیکن تانبا اُس مین ہی رہگیا اور عاشق اوسکا روسیہ ہوا اور عشق بینایان کا زر کی کان پر اسواسطے ہر دم سوا ہوا ہی کیونکہ اسکا کوئی شریک نہیں ہے مرحبا ای کان زر ترجمہ نہیں ہے شک تجھ مین جو کوئی کھوٹے کو شریک کان کرے وہ زر کان تک بے محل ہے عاشق و معشوق مردہ رہ گئے اور ماہی اُس تالاب سے گئی پس عشق ربانی خورشید کمال ہے اور نور امر ہے اور خلق سایہ زوال ہے یعنی عشق مجازی مین جبکہ معشوق سے جدا رہتا ہے تو عاشق و معشوق مردہ رہ جاتے ہیں و عشق حقیقی ہمیشہ ویسا ہی رہتا ہے اسکو کمی و بیشی کچھ نہیں ہوتی ہے آگے وکیل کرنا ابوبکر کا بیان ہے فافہم ١١ ١٥٢ احمد آہ ۔ شعر مصطفے صلعم اس قصہ سے گل کے مانند کھلے اور رغبت افزون ہوئی ولیکن خاموش رہے جب سننے والا مثل مصطفے صلعم کے پایا انکا بال بال ایک زبان بنگیا مصطفے صلعم نے فرمایا کہ اب کیا علاج ہے کہا کہ اب مین مول اسکو لیتا ہوں جو قیمت کہے مین اسکو خریدونگا اسمین ظاہر انقصان نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ قیدی خدا کا آیا ہے خاک پر اور اللہ کے دشمن نے اسکو پھانسا ہے مصطفے صلعم نے فرمایا کہ ای اقبال پے میں بھی تیرے شریک ہوتا ہوں تو وکیل ہو اور آدھا میرے واسطے خرید کر اور قیمت اسکی مجھسے لے باقی حال آگے ہے فافہم ١١ ١٥٣ بولے آہ ۔ شعر کہا کہ سو خدمت کرون اور اسی دم گئے خود اُس جہودی کے گھر کیطرف اور دل مین سوچے کہ طفل کے ہاتھ سے گوہر مول لینا بہت آسان ہے آگے اسکی مثال ہے عقل و ایمان کو قوم جاہل سے دیو ٹھگ کر لیتا ہے ایسی زینت دیتا ہے مردار کو کہ اسکے سو گلزار خریدے اپنا جامہ نجی کو ناپتا ہے سحر سے اور سو ہمیانی زر کی سحر سے آگے حقائق ہیں فافہم ١١

گفت با خود کز کف طفلان گہر / می تواں آسان خریدن ای پسر
عقل و ایمان را ازین قوم جہود / می خرد با ملک دنیا دیو غول
آن چنان زشت دہد مردار را / کہ خرد زایشان دو صد گلزار را
آن چنان مہتاب پیماید بسحر / کز خسان صد کیسہ بر باید بسحر
انبیاشان تاجری آموختند / پیش ایشان شمع دین افروختند
دیو غول و ساحر از سحرہ بود / انبیا را در نظر آن زشت کرد
زشت گرداند بجادوئی عدو / تا طلاق افتد میان جفت و شو
دیدہاشان را بسحری دوختند / تا چنین گوہر بخس افروختند
این گہر از ہر دو عالم برترست / ہین بخر زین طفل نادان گو خرست
نزد خر خرمہرہ و گوہر یکیست / آن اشک را در دُر دریا شکی
مر خران را ہیچ دیدی گوشوار / گوش ہوش خر چہ باشد سبزہ زار
احسن التقویم در والتین بخوان / کہ گرامی گوہرست ای دوست جان
احسن التقویم از فکرت برون / احسن التقویم از عرشش فزون
گر بگویم قیمت آن ممتنع / ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع
لب ببند اینجا و آن سو تر مران / رفت آن صدیق سوی آن خران
حلقہ در زد چو در را بر کشود / رفت بیخود در سرای آن جہود
بیخود و سرمست در آتش نشست / از دہانش بس کلام تلخ جست
کین ولی اللہ را چون میزنی / این چہ حقدست ای عدو روشنی

سوچے دل میں ذرا کو دست طفل سے / مول لینا تو بہت آسان ہے
عقل اور ایمان کو جاہل قوم سے / دیو دیکر ملک دنیا مول لے
زینت ایسی دیتا ہے مردار کو / کہ خریدے ایسے سو گلزار کو
ایسے ناپے چاندنی کو سحر سے / لیوے سو ہمیان زر وہ سحر سے
پس سکھائی انبیانے تاجری / آگے انکے شمع دین روشن کری
دیو و غول و ساحران نے سحر سے / انبیا دکھلائے اسکو بس برے
زشت گردانا عدو نے سحر سے / تا طلاق اک زن و شوہر میں پڑے
آنکھ کو ان کی سحر سے سی دیا / تا عوض خس کے گہر ایسا دیا
دونون عالم سے یہ گوہر ایک ہے / کہ خریدو اس طفل خر سے بس لا
پیش خر خرمہرہ گوہر ایک ہی / وہ و در دریا میں وہ خر بس شک کرے
خر کے دیکھا ہے کبھی بھی گوشوار / گوش ہوش اب خر کا کیا ہے سبزہ زار
احسن التقویم والتین میں پڑھ / کہ عجب گوہر ہے یہ او دوستو
احسن التقویم برتر فکر سے / احسن التقویم بالا عرش سے
گر کہوں میں قیمت اس نایاب کی / میں جلوں اور سامع بس جلجائے
اس جگہ چپ رہ نہ آگے بڑھ جان / وہ گئے صدیق کس سوئے خران
در بجایا اس نے کھولا جبکہ در / بس گئے بیخود یہودی کے وہ گھر
مست و بیخود بیٹھے وہ آتش میں / اور کلام سخت انھوں نے بس کہے
کیوں تو مارے اس ولی اللہ کو / کینہ یہ کیا روشنی کے اے عدو

۵۱ پس سکھائی الخ یہ شعر پیش انبیانے تاجری سکھائی اور شمع دین کی انکے آگے روشن کری دیو و غول و ساحرون نے سحر سے انکو انبیا دکھلائے برے عدو نے سحر سے زشت گردانا تا کہ زن و شوہر میں ایک طلاق پڑے سحر سے انکی آنکھ کو سی دیا تاکہ ایسا گوہر عوض خس کے دیا یہ گوہر دونوں عالم سے بڑھا ہے اس طفل خر سے اسکو خرید کرلے کیونکہ پیش خر گوہر خرمہرہ ایک ہی اور دُر اور دریا میں وہ خر شک کھاتا ہے کبھی خر کے گوشوارے کو بھی دیکھتا ہے خر کا گوش ہوش کیا ہے سبزہ زار یعنی بلال ایک گوہر ہے اس گدھے کے پاس پس اس سے لے لینا چاہیے اس گوہر کا بیان ہو فافہم ۵۲ احسن التقویم الخ یہ شعر سورہ والتین میں احسن التقویم کو پڑھو اے دوستو یہ عجب گوہر ہے احسن التقویم فکر پر برتری رکھتی ہے اور احسن التقویم بالا عرش سے ہے اگر میں اس نایاب کی قیمت کہوں میں جلوں اور سامع بھی جلجائے اس جا چپ رہ اور آگے مت بڑھ پس وہ صدیق اکبر جانب آن خرون کے گئے دروازہ کھولا پس وہ بیخود ہوئے گھر گئے سب بیخود وہ آتش بھرے بیٹھے اور کلام سخت انھوں نے کہے یعنی تقویم جامع جمیع اسماء صفات و حقائق ہے کہ انسان اسکو خود نہیں دیکھتا ہے اور فکر سے معلوم نہیں ہوتا ہے بلکہ شاید دو ہیں سے انبیا کو معلوم ہوتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۵۳ کیون تو مارے الخ یہ شعر اس ولی کو تو کیون مارتا ہے یہ کیا کینہ ہے اے روشنی نور من اگر تو اپنے دین میں صادق ہے تو ظلم صادق پر کیون کرے صدق جہودی میں تو ایک مادہ ہے اور تو یہ گمان رکھتا ہے شہزادے بجا پہچے آگے شعر کچھ میں سے مت دیکھو سب کو اے مردود و نفرین مخلوقات کے اس دم صدیق نے جو کہا کہ اگر میں کہوں تیرا ہوش اڑ جائے بنا مع الحکم مانند فرات کے انکے منہ سے جاری تھا راہ بے حیات سے یعنی چشمہ آبحیات کا اس دم انکے منہ سے جاری ہوا راہ بحیات کا اسکا بیان نہیں ہو سکتا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر ترا صدقیست اندر دین خود — ظلم بر صادق دلت چون میدہد
ای تو در صدق جہودی مادہ — کاین گمان دادی تو بر شہزادہ
در ہمہ زآئینۂ کژ ساز خود — منگر ای مردود نفرین ابد
آنچہ آمد از لب صدیق بست — گر بگویم کم کنی تو پا و دست
آن ینابیع الحکم ہمچون فرات — از دہان او روان از بیجہات
ہمچو از سنگی کہ آبی شد روان — نی ز پہلو مایہ دارد نی ز میان
اسپر خود کردہ حق آن سنگ را — برگشادہ آب مینا رنگ را
ہمچنان کز چشمۂ چشم تو نور — او روان کردست بی بخل و فتور
نی ز پیہ آن مایہ دارد نی ز پوست — روپوشی کردہ در ایجاد دوست
در خلای گوش باد جاذبش — مدرک صدق کلام و کاذبش
آنچہ باد است اندر آن خرد استخوان — کہ پذیرد صورت حرف قصہ خوان
استخوان و باد روپوش است و بس — در دو عالم غیر یزدان نیست کس
مستمع او قائل او بی احتجاب — زانکہ الاذنان من الراس ای مثاب
گفت گر رحمت ہمی آید برو — زر بدہ بستانش ای اکرام خو
ز انخشم آخر چو می سوزد دلت — بی مؤنت حل نگردد مشکلات
گفت صد خدمت کنم پانصد سجود — بندۂ دارم نکو لیکن جہود
تن سفید و دل سیاہ او را بگیر — در عوض دہ تن سیاہ و دل منیر
کس فرستادہ بیاورد آن ہمام — بود الحق سخت زیبا آن غلام
آنچنانکہ ماند حیران آن جہود — آن دلش چون سنگش از جا رفت زود

دین مین اپنے اگر صادق ہے تو — ظلم کیون کرتا ہو صادق پر اے تو
مادہ اک صدق جہودی مین ہے تو — یہ گمان رکھتا ہو شہزادے پہ تو
اپنے مت دیکھ آئنہ کج بین سے تو — سب کو اے مردود نفرین خلق کو
اُس گھڑی صدیق نے جو کچھ کہا — گر کہون مین ہوش اُڑ جائے ترا
وہ ینابیع الحکم مثل فرات — اُنکے مُنہ سے جاری از وہ بیجہات
جیسے[1] اک پتھر سے پانی ہو روان — نے رکھے پہلو مین مایہ نے میان
آڑ حق نے اپنی کی ہے سنگ کو — اور کھولا آب مینا رنگ کو
جیسے چشمہ چشم سے اے تیرے نور — کرتا وہ جاری ہے بے بخل و فتور
نے رکھی چربی وہ مایہ اور پوست — آڑ رکھتا ہو اسے ایجاد دوست
ہو خلا ہے گوش مین جاذب ہوا — ہو وہ مدرک جھوٹی سچی بات کا
یہ ہوا کیا اس مین ہو جزو استخوان — کہ سنے آواز حرف قصہ خوان
یہ ہوا اور استخوان پردہ ہو بس — غیر یزدان دونون عالم مین کس
کہتا وہ[2] سنتا وہ ہو بے حجاب — کیونکہ الاذنان من الراس ہو مثاب
بولا رحم آتا ہے اسپر گر تجھے — لا تو قیمت اسکی دے اور سر کرے
تیرا دل جلتا ہے گر تو مول لے — بے مدد حل ہو نہ یہ مشکل تجھے
بیلے بہتر ہو کرون صدہا سجود — نیک رکھتا ہون غلام لیکن یہود
تن سفید اور دل سیہ کو تو لے — دل سفید اور تن سیہ بدلے مین دے
اک جوان بھیجا کہ لایا تیز گام — سخت زیبا تھا الحق وہ غلام
اس طرح کہ وہ یہود حیران ہوا — سنگ دل بیہوش اُسکا ہو گیا

[1] جیسے الخ۔ شعر جیسے ایک پتھر سے پانی رواں ہو اور نہ پہلو مین اور نہ درمیان مین یہ رکھتا ہے آگے حقائق ہین اس سنگ کو حق نے اپنی آڑ کی ہے اور خود آب مینا رنگ کو کھولا ہے آگے پھر مثال ہے جیسے تیرے چشمہ چشم سے اور نور جاری کرتا ہے بے بخل کے نہ وہ پیہ چربی رکھتی ہے اور نہ پوست اُسے آڑ رکھتا ہے ایجاد دوست نے پھر مثال آگے ہے خلا ہو گوش مین جو ہوا جاذب ہے کہ وہ جھوٹی و سچی بات کی مدرک ہے کہ اس مین ایک جزو استخوان ہے کہ وہ سنتا ہے آواز حرف قصہ خوان کا یعنی یہ ہوا اور استخوان ایک پردہ ہے سوا خدا کے دونون عالم مین کوئی ہے یعنی اب سب جہان ایک آڑ ہین اظہار حکم خدا کے کہ سب کچھ وہ کرتا ہے ان پردون کے ساتھ سے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲
[2] کہتا الخ۔ شعر وہی کہتا ہے اور وہی سنتا ہے بے حجاب کیونکہ ترجمہ مسود کرکان سر سے ہین کہا کہ اگر رحم آتا ہو تجکو اسپر تو لا اسکی قیمت دے دے اسکو اگر تیرا دل جلتا ہے تو مول لے اسے، مشکل تجکو حل نہو سے فرمایا ستر سجدہ کے بجائے لگا ایک غلام یہود نیک مین رکھتا ہون تن سفید دل سیاہ تو اسکو لے اور دل سفید اور تن سیاہ بدلے مین دے ایک جوان بھیجا کہ تیز قدم لایا اور سخت زیبا تھا الحق وہ غلام اس طرح کا تھا کہ وہ یہود حیران ہوا اور اسکا سنگ دل بیہوش ہو گیا آگے انکے حقائق ہین فافہم ۱۲

حالت صورت پرستان این بود	سنگ شان از صورت همی شود	حال پس صورت پرستوں کا یہ ہے	سنگدل صورت سے معلوم ہوتا ہے
باز کرد استیزه و راضی نشد	که بدین افزون بده بی هیچ بد	پھر کیا جھگڑا نہ وہ راضی ہوا	کہ مجھے دے سکے اوپر اور سوا
یک نصاب نقره هم بر وی فزود	تا که راضی گشت حرص آن جهود	اب نصاب ایک سیر کچے چاندی کا	وہ جہود طامع تب راضی ہوا
بیع کرد و داد و بستد بی غرض	داد گوهر سنگ بستد در عوض	کر دیا بیع اور لے ہے بے غرض	دیکے گوہر سنگ لیتا ہیں عوض
بر خیال آن که سودی کرده ام	داده سودا ایمنی آورده ام	یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا	دے کے بہر دو خوب ہیں لیا
منعقد چون گشت بیع اندر میان	یافت ایجاب و قبول هر دو آن	ہوگئی جب بیع مقرر درمیان	لینا دینا ٹھہرا دونوں میں ہاں

خندیدن یہودی و پنداشتن آن کہ صدیق مغبون ست و ندانستن بہای بلال را

ہنسنا یہودی کا اور سمجھنا اس بات کا کہ صدیق کو نقصان ہوا اور قیمت بلال کی نہ جاننا

قهقهه زد آن جهود سنگدل	از سر افسوس و طنز و غش و غل	اس یہودی نے لگایا قہقہا	از رہ طنز و تمسخر واہ وا
گفت صدیقش که این خنده چه بود	در جواب پرسش او خنده فزود	بولے صدیق اس سے تو ہنستا ہے کیوں	در جواب اسکے ہنسا وہ اور فزوں
گفت اگر جدت نبودی و اهتمام	در خریداری این اسود غلام	بولا اگر کوشش نہیں ہوتی تمہیں	مول لینے اس غلام حبشی میں
من ز استیزه نمی افروختم	خود بعشر اینش من بفروختم	یہ نہیں جھگڑے سے کچھ بڑھاتا	خود اسے میں دس روپیہ کو بیچتا
که نیرزد من بنیم دانگ	تو گران کردی بهایش را بیانگ	میں نہ لائق جانتا آدھے دانگ کے	تم نے قیمت کو بڑھایا آپ سے
پس جوابش داد صدیق ای غبی	گوهری دادی بجوزی چون صبی	در جواب اسکے کہا صدیق نے	جو زعوض گوہر دیا جوں طفل کے
او بنزد من همی ارزد دو کون	من بجانش ناظرستم سوی لون	جانوں میں ارزاں اسکو نہیں	جان سے میں دیکھوں نہ رنگ اسکا
زر سرخ است سیه تاب آمده	از برای رشک این احمق کده	ہے زر سرخ اور سیہ تابی رکھے	رشک دینے آیا احمق کے لئے

سلہ حال پس صورت الخ ۶ شعر یہ حال صورت پرستوں کا ہے کہ سنگ دل ان کا صورت سے معلوم ہوتا ہے پھر یہودی نے جھگڑا کیا اور راضی نہ ہوا کہ مجھے اس سے اوپر اور سوا دے پس ایک نصاب اسیر چاندی سوا کی تب وہ جہود طامع راضی ہوا بیع کر دیا اور بے غرض لیا اور گوہر دے کر سنگ عوض میں لیا یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا اور بہر دو دیگر خوب روپئے نے لیا جب آپس میں بیع مقرر ہوگئی اور دونوں میں ایجاب و قبول ٹھہرا آگے یہودی کے خوش ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس یہودی نے الی آخرہ ۸ شعر یہودی نے قہقہہ لگایا اور ازراہ طنز اور تمسخر کے واہ واہ کہا صدیق نے اس سے کہا کہ تو ہنستا کیوں ہے در جواب اس کے وہ اور ہنسا سو کہا کہ اگر تم کو کوشش نہ ہوتی اس غلام حبشی کے مول لینے میں تو میں جھگڑے سے کچھ خفا نہ ہوتا اس کو میں تو دس روپیہ کو بیچتا میں آدھے دانگ کے لائق جانتا ہوں تمنے آپ سے قیمت کو بڑھایا اس کے درجواب صدیق نے کہا جوز کو عوض گوہر کے دیا مانند طفل کے میں ارزاں اس کو جانتا ہوں کونین سے کہ میں جان سے دیکھتا ہوں اسے نہ رنگت آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے زر سرخ الی آخرہ ۵ شعر زر سرخ ہے اور سیاہ تابی رکھتا ہے اور احمق کے لئے رشک دینے آیا ہے وہ چشم جسمانی ہفت رنگ ہے کہ اس پردہ میں کب روح کو پاتی ہیں آگے رجوع بقصہ ہے اگر تو مصر ہوتا اندر بیع کے تجکو اپنا جامہ ملک و مال دیتا اور اگر تو زیادہ مصر ہوتا تو میں غیرت زر قرض لیکر دیتا تو نے ارزاں بیچا کیونکہ ارزاں لیا تھا گوہر نہ دیکھا اور ڈبہ دیکھا یعنی بلال مانند چشم سر کے ہفت رنگ گو بظاہر سیاہ رکھتا ہے اور باطن میں اسکے نور کھلا ہوا چشم سر سے معنی بلال کا کب رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دیدۂ این ہفت رنگ جسمہا | در نیابد زین نقاب آن روح را
گر نکیسی کردۂ در ربع بیش | دادمی من جملہ ملک و مال خویش
در نکیسی افزودی من زاہتمام | دامن زر کردمی از غیر وام
سہل وادہی زانکہ او زان یافتی | در ندیدی حقہ را نشکافتی
حقۂ سربستہ جہل تو بداد | زود بینی کہ چہ غبنست و فساد
حقۂ پر لعل را دادی بباد | ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد
عاقبت واحسرتا گوئی بسے | بخت و دولت را فروشد خود کسے
بخت با جامہ غلامانہ رسید | چشم بدبختت بجز ظاہر ندید
او نمودت بندگی خویشتن | خوے زشتت کرد با او مکر و فن
این سیہ اسرار تن اسپید را | بت پرستانہ بگیر ای ژاژخا
این ترا و آن مرا بردیم سود | ہین لکم دین ولی دین ای جہود
خود سزاے بت پرستان این بود | جلش اطلس اسپ او چوبین بود
ہمچو گور کافران پر دود و نار | وز برون بربستہ صد نقش و نگار
ہمچو مال ظالمان بیرون جمال | وز درونش خون مظلوم و وبال
چون منافق از برون صوم و صلوٰۃ | وز درون خاک سیاہ بے ثبات
ہمچو ابر بے نم و پر قر و فر | نے درون نفع زمین نے قوت بر
ہمچو وعدہ مکر و گفتار دروغ | آخرش رسوا و اول با فروغ
بعد ازان بگرفت آن دست بلال | آن ز زخم ضرب محنت چون خلال

ہفت رنگی چشم جسمانی ہو سب | روح کو پائے بس اس کو وہ میں کب
گر مصر ہوتا تو اندر بیع کے | دیتا جملہ ملک و مال اپنا تجھے
اور مصر ہوتا زیادہ تو اگر | قرض لیکر غیر سے دیتا میں زر
بیچا ارزاں کیونکہ ارزاں تھا لیا | دُر نہ دیکھا اور ڈبہ وا کیا
بند ڈبا جہل تیرے نے کیا | جلد دیکھے تو کہ کیا نقصان پڑا
مفت ڈبہ تو نے پر لعل اب دیا | خوش سیہ روئی سے ہے جیسے زنگی ہوا
تو بہت واحسرتا آخر کہے | بخت و دولت جیسے کوئی بیچدے
بخت آیا بالباس خادمی | دیکھا ظاہر چشم بدبین نے تری
بندگی دکھلائی اپنی بس تجھے | مکر جانا تیری خوی زشت نے
اس سیہ دل تن سفید زشت کو | بت پرستوں کیطرح لے ہے عدو
بیسے تجھے اور وہ مجھے بس ہوے سود | کہ لکم دین ولی دین اے جہود
بت پرستوں کی سزا خود یہی ہے | اسپ چوبیں اسکا جھول اطلس کا ہو
گور کافر کی طرح پر دود و نار | اور باہر سے کئے نقش و نگار
مال ظالم کی طرح باہر جمال | اندر اسکے خون مظلوم و وبال
جوں منافق ظاہرا صوم و صلوٰۃ | باطنا خاک سیاہ بے ثبات
ابر بے نم پُر قرا قر کے مثال | نے زمین کو نفع نے ہووے نہال
مثل وعدہ مکر اور قول دروغ | رسوا آخر اس کا اول با فروغ
بعد اس کے پکڑا انہوں دست بلال | ضرب میں محنت سے تھا وہ مثل خلال

۵۱ بند ڈبہ الی آخرہ ۷ شعر تیرے جہل نے ڈبہ بند کر دیا تو جلد دیکھے گا کہ کیا نقصان ہوا کہ ڈبہ پر لعل مفت دیا اور خوشی اپنی سیاہ روئی سے مانند زنگی کے ہوا تو آخر کو بہت واحسرتا کہے گا جیسے کوئی بخت و دولت بیچدے بخت بالباس خادمی آیا تیری چشم بدبین نے ظاہر اس کا دیکھا بس تجھے اپنی بندگی دکھلائی اور تیری خوے زشت نے اسے کرجانا اس سیاہ دل سفید تن زشت کو بت پرستوں کے مانند اے عدو لے تو بیچے اور وہ مجھے بس فائدہ دے ترجمہ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین اے جہود یعنی تو اپنا کام کر سکے اس سے فائدہ ہو آگے اس کے مثال ہے ۱۲

۵۲ بت پرستوں کی الخ ۶ شعر خود بت پرستوں کی سزا یہی ہے کہ اسپ چوبین اور اسکی جھول اطلس کی ہے کافر کی گور کے مانند دود و آتش سے پر اور باہر سے نقش و نگار کیے ہوئے مال ظالم کے مانند باہر جمال اور اس کے اندر خون مظلوموں کا اور وبال منافق کے مانند ظاہر نماز و روزہ باطن میں سیاہ بے ثبات اور بے نم قرا قر کے مانند نہ زمین کو نفع دے اور نہ نہال ہووے وعدے کے مانند مکر و قول دروغ اول پر رونق و آخر کو رسوا یعنی ریاکار بظاہر بہتر و باطن میں سیہ ہوتے ہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بعد اس کے الخ ۷ شعر بعد اسکے ہاتھ بلال کا پکڑ کر محنت کے ہاتھ سے وہ مثل خلال کے تھا منہ میں راہ ملی خلال پاک کو اور وہ جانب شیریں زبانی کے جائے وہ اسکو ہمراہ لائے آگے رسول پاک کے کہ اُنکے جلد سے دین قبول کیا تھا جو اس خستہ نے روے مصطفیٰ کو دیکھا تو کہا ترجمہ خوش آئے تم بس داخل ہو دو از دست ہیں بلال نیک نے جو مصطفیٰ سے سُنا بیخود ہو کر گر پڑا اور دیر تک بیہوش و بیخود رہا ہوش میں جو آیا تو خوشی سے رو دیا مصطفیٰ صلعم نے اسکو گود میں بٹھا لیا کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا ہوا یعنی توجہ باطن سے بلال کو

پر معنی کر دیا آگے اس کے مثال ہے فافہم

شد خلالی در دہانی راہ یافت / جانب شیرین زبانی می‌شتافت
آوریدش تا بنزد آن رسول / کہ بجان او کردہ بد و نیش قبول
چون بدید آن خستہ روی مصطفے / گفت طبتم فادخلوہا یا بہا
چون بلال این راشنید از مصطفے / خر مغشیا فتاد او بر قفا
تا بدیری بیخود و بیہوش ماند / چون بہوش آمد ز شادی اشک راند
مصطفے اش در کنار خود کشید / کس چہ داند بخششی کو را رسید
چون بود مسی کہ بر اکسیر زد / مفلسی بر گنج پر توفیر زد
ماہی پژمردہ در بحر اوفتاد / کاروان گم شدہ زد بر رشاد
آن خطاباتی کہ گفت آندم نبی / گر زند بر شب برآید از شبی
روز روشن گردد آن شب چون صباح / من نتانم باز گفت آن اصطلاح
خود تو دانی کافتاب اندر حمل / تا چہ گوید با نبات و با دقل
خود تو میدانی کہ آن آب زلال / می چہ گوید با ریاحین و نہال
صنع حق با جملہ اجزای جہان / چون دم و حرفست از افسون گران
جذب یزدان با اثرہا و سبب / صد سخن گوید نہان بی حرف و لب
نی کہ تاثیر از قدر معمول نیست / لیک تاثیرش از و معقول نیست
چون مقلد بود عقل اندر اصول / دان مقلد در فروعش ای فضول
گر بپرسد عقل چون باشد مرام / گو چنانکہ تو نہ دانی والسلام

وہ ملی منھہ مین خلال پاک کو / جانب شیرین زبانی جائے دو
اُس کو ہمراہ لائے وہ پیش رسول / کہ کیا تھا جان دینے اُسنے قبول
دیکھا جو خستہ نے روئے مصطفے / بولے طبتم فادخلوہا یا بہا
پس بلال نیک نے جب یہ سنا / مصطفے سے ہوکے بیخود گر پڑا
دیر تک بیہوش اور بیخود رہا / ہوش مین آیا خوشی سے رو دیا
مصطفےؐ نے اُسکو خود بیٹھا لیا / کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا
ہووے[ف۱] کچھ کچھ مس لگے اکسیر سے / اور مفلس پر خزانے پر پڑے
ادھ مری ایک ماہی دریا مین پڑی / اور بھولے کاروان کو رہ ملی
وہ خطاب اسدم جو احمد نے کہے / گر کہیں شب سے تو شب مین چھوڑ دے
روز روشن ہووے وہ شب جون صباح / مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح
جان لے تو خود کہ شمس اندر حمل / کہتا کیا ہے با نبات و پھول پھل
جان لے تو خود کہ وہ آب زلال / کہتا کیا ہے با ریاحین و نہال
صنع حق[ف۲] عالم کے جملہ جزو سے / مثل افسونگر کے دم اور حرف سے
جذب حق کا با اثر اور با سبب / باتین سو نہان کرے بے حرف و لب
نے کہ تاثیر قدر جاری نہین / لیک تاثیر اس کی معقولی نہین
جو مقلد عقل تھے اندر اصول / فرع مین بھی ہے مقلد ای فضول
عقل گر پوچھے کہ کیونکر ہووے کام / کہدے ایسا تو نجانے والسلام

معاتبت کردن پیغمبر علیہ السلام باصدیق کہ ترا وصیت کردم بشرکت

عتاب کرنا مصطفے علیہ السلام کا صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمکو مین نے وصیت کری

ف۱ ہووے الخ ۶ شعر کیا کچھ ہووے کہ مس اکسیر سے لگے اور مفلس خزانہ پر پڑے اور ایک ماہی ادھ مری دریا مین پڑی اور پھر بھولے ہوئے کاروان کو راہ ملی جو اُسدم احمد صلعم نے وہ خطاب کہے اگر شب سے کہین تو شب مین چھوڑ دے روز روشن ہووے اور شب مانند صباح کے مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح تو جان لے خود کہ شمس حمل مین کیا کہتا ہے ساتھ نبات و پھول و پھل کے تو جان لے خود کہ وہ آب زلال کیا کہتا ہے ساتھ ریاحین و نہال کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ بلال کے وہ عنایت کی کہ جیسے نباتات کو تازہ کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ف۲ صنع حق الخ ۵ شعر صنع حق سے جملہ جزو عالم سے افسون گر کے دم اور حرف ہے اور جذب مین ساتھ اثر و سبب کے سو باتین پنہان کرے کہ بے حرف و لب نہین کہ تاثیر قدر کی جاری نہین ہے ولیکن تاثیر اُس کی معقول باطل ہے جو مقلد عقل کے تھے اصول مین وہ فرع بھی مقام مین اگر عقل پوچھے کہ کیونکر کام ہووے ایسا کہدے تو نہین جانتا ہے والسلام یعنی صنعت خدا ہر ایک جزو عالم سے افسونگر کے مانند اثر رکھتی ہے مگر عقل مین ایک کے نہین آتی ہے آگے جناب رسول مقبول صلعم کا بیان ہے فافہم ۱۲

من بجز خود تنہا خریدی و جواب عرض نمودن صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان	در عتاب آمد زمانی بعد ازان
گفت ای صدیق آخر گفتمت	کہ مرا انباز کن در مکرمت
تو چرا تنہا خریدی بہر خویش	باز گو احوال ای پاکیزہ کیش
گفت ما دو بندگان کوے تو	کردمش آزاد من بر روے تو
تو مرا میدار بندہ و یار غار	ہیچ آزادی نخواہم زینہار
کہ مرا از بندگی آزادی ست	بے تو بر من محنت و بیدادیست
اے جہان را زندہ کردہ اصطفا	خاص کردہ عام را خاصہ مرا
خوابہا میدید جانم در شباب	کہ سلامم کرد قرص آفتاب
از زمینم بر کشیدہ تا سما	ہمرہ او گشتہ بودم زان ارتقا
گفتم این ماخولیا بود و محال	ہیچ گردد مستحیلی وصف حال
چون ترا دیدم بدیدم خویش را	آفرین این آئینہ خوش کیش را
چون ترا دیدم محالم حال شد	جان من مستغرق اجلال شد
چون ترا دیدم من ای روح البلاد	مہر این خورشید از چشمم فتاد
گشت عالی ہمت از تو چشم من	جز بخواری ننگرم اندر زمن
نور جستم خود بدیدم نور نور	حور جستم خود بدیدم رشک حور
یوسفی جستم لطیف و سیمتن	یوسفستانی بدیدم در تو من

تھی کہ میری شراکت سے خریدنا تمنے تنہا خرید کیا اور جواب مین عرض کرنا صدیق رضی اللہ عنہ

سلہ سید کونین سلطان جہان	بعدہ غصہ مین آئے اک زمان
بولے اے صدیق تمکو تھا کہا	کہ شریک اسمین مجھے کرنا بھلا
تمنے کیون تنہا لیا اپنے لئے	پھر کہو احوال اسکا تم مجھے
بولے ہم دونون تمہارے ہین غلام	کردیا آزاد اُسے تم پر تمام
تم مجھے بندہ رکھو اور یار غار	کچھ نہ آزادی مین چاہون زینہار
سلہ مجھکو کب آزادی تیری قید سے	بے ترے ہے ظلم اور محنت مجھے
اصطفا سے زندہ عالم کو کیا	خاص عامونکو کیا مجھ کو سوا
دیکھا تھا مین خواب مین اندر شباب	کہ مجھے کرتا سلام اک آفتاب
لیگیا مجھکو زمین سے تا سما	برتری مین اسکی مین ہمراہ تھا
سوچا مین ماخولیا یہ ہے محال	کب محال آخر ہوا ہے وصف حال
جو تمہین دیکھا وہ دیکھا آپ کو	آفرین اُس آئینہ میری پہ ہو
جو تمہین دیکھا ہوا حال اب محال	غرق جان میری ہوئی اندر جلال
سلہ مین نے دیکھا جو تمہین اے روح پاک	ماہ و خورشید اب دکھے ہین مجکو خاک
عالی ہمت چشم میری تمسے ہے	جز بخواری نے زمانے مین دکھے
نور ڈھونڈھا دیکھا مینے نور نور	حور ڈھونڈھی دیکھا مین رشک حور
ڈھونڈھا یوسف اک لطیف و مہ نگار	یوسفستان تم مین دیکھا آشکار

سلہ سید کونین الخ ۵ شعر سید کونین وہ سلطان جہان اسکے بعد غصہ مین آئے ایک زمان تک فرمایا کہ اے صدیق تمکو کہا تھا کہ اس مین مجھے شریک کرنا تم نے اپنے لئے کیون تنہا لیا پھر تم احوال اسکا مجھ سے کہو کہا کہ ہم دونون تمہارے غلام ہین کہ اسے آزاد کردیا تم پر بالکل تم مجھکو بندہ رکھو اور یار غار کہین کچھ آزادی نہین چاہتا ہون ہرگز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مجھکو کب الخ ۷ شعر تمہاری قید سے مجھے کب آزادی ہے اور بغیر تمہارے مجھکو ظلم و محبت ہے عالم کو زندہ اصطفا سے کیا و عام کو خاص کیا اور مجھکو سوا مین خواب مین دیکھا تھا اندر شباب کے کہ مجھے ایک آفتاب سلام کرتا ہے مجھکو زمین سے آسمان تک لیگیا مین برتری مین اُسکے ہمراہ تھا مین سوچا کہ یہ مالیخولیا ہے محال کب محال آخر کو وصف حال ہوا ہے جو تمکو دیکھا آپ کو تو میرے اُس آئینہ پہ آفرین ہو جیو جو تمہین دیکھا محال اب حال ہوا اور میری جان غرق ہوئی اندر جلال کے یعنی وہ خواب میری آپ کو دیکھنے سے سچ ہو گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نے دیکھا الخ ۶ شعر جو تمکو مین نے دیکھا اے روح پاک مہر خورشید اب مجھے دیکھتا ہے خاک تیری چشم عالی ہمت تم سے ہے اور بجز خواری کے زمانہ مین نہین دیکھتا ہے نور ڈھونڈھا مین نے نور نور دیکھا حور ڈھونڈھی دیکھا مین نے رشک حور ایک یوسف لطیف و مہ لقا دیکھا پس تم مین یوسفستان ظاہر دیکھا جنت کے واسطے ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین نے تمہارے ہر ایک جز مین جنت دیکھی یہ میری نسبت ہے ایک مدح و ثنا اور تمہارے نسبت ہجو ناروا یعنی جو مین ڈھونڈھتا پھرتا ہا اُس سے بہتر تمکو مین نے پایا آگے اسکی مثال ہے فافہم

در پی جنت بدم در جستجو / جنتی بنمودم از هر جزو تو
هست این نسبت بمن مدح و ثنا / هست این نسبت بتو قدح و هجا
همچو مدح مرد چوپان سلیم / مر خدا را پیش موسی کلیم
که بجویم اسپشت شیرت وهم / چارقت دوزم من و پیشت نهم
قدح او را حق بمدحی بر گرفت / گر تو هم رحمت کنی نبود شگفت
رحم فرما بر قصور فهمها / ای ورای فهمها و وهمها
ایها العشاق اقبال جدید / از جهان کهنه و تو در رسید
زین جهان کو چاره بیچاره جوست / صد هزاران نادره عالم در وست
ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج / افرحوا یا قوم قد زال الحرج
آفتابی رفت در کازه هلال / در تقاضا که ارحنا یا بلال
زیر لب میگفتی از بیم عدو / کوری او بر مناره رو بگو
میدمد در گوش هر غمگین بشیر / خیز ای مدبر ره اقبال گیر
ای درین حبس و درین گنده سپس / هین که تا کس نشنود زشتی خمش
چون کنی خامش کنون ای یار من / کز بن هر مو آمد طبل زدن
آنچنان کر شد عدو رشک خوی / گوید این چندین دهل را بانگ کو
میزند بر روش ریحان که طریست / از نکوری گوید این آسیب چیست

ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنت کیلئے / دیکھی جنت ہر تمھارے جزو سے
ہی یہ نسبت میری اک مدح و ثنا / ہے تمھاری نسبت ہجو ناروا
جیسے[۵] مدح کرتا چوپان سلیم / خاص حق کی پیش موسیٰ کلیم
کہ جوئیں بینون تجھے مین شیر دون / جوتیان سیئون تری آگے رکھون
ہجو اسکی حق نے لی جائے ثنا / کیا عجب رحمت رکھے گر تو روا
رحم فرما تو قصور فہم پے / ہر سوا ہے فہم سے تو وہم سے
ایہا العشاق اقبال جدید / عالم کہنہ سے آیا تو پدید
اُس جہان سے کہ چارہ عاجزان / سیکڑون نادر ہین عالم کے عیان
ابشروا یا قوم اذا جاء الفرج / افرحوا یا قوم قد زال الحرج
خور[۲] گیا اندر نیستان ہلال / ہے تقاضا کہ ارحنا یا بلال
تو کہے پنہان عدو کے خوف سے / وہ ہے اندھا کہ تو چڑھ مینار پے
کان مین غمگین کے پھونکے ہی بشیر / اُٹھ اے مدبر رہ اقبال میر
ابتو اس حبس و کوٹھے مین رہو / نے کوئی زشتی سنے خاموش ہو
کس طرح خاموش ہوون مشفقا / ہر بن مو سے جو نکلے ہے صدا
ایسا بہرا ہے عدو سے رشک خے / کان صد ہے کوٹ اپنے ڈھول کو
مارین اُسکے منہ پہ ریحان برملا / اندھے پن سے کہو یہ آسیب کیا

قصۂ ہلال کہ بندہ مخلص بود مر خدا را وصاحب بصیرت بے تقلید پنہان شدہ بود بندگی مخلوق جہت مصلحت نہ کہ از عجز

تمہید قصۂ ہلال کا کہ خدا کا بندہ مخلص تھا صاحب بصیرت بغیر تقلید کے بندگی مخلوق مین پوشیدہ ہوا واسطے مصلحت کے نکہ

سلہ ۵ جیسے الخ ۔ شعر چوپان سلیم مدح کرتا تھا خاص حق کے آگے موسیٰ کلیم کے کہ مین جوئین بینون اور تجھے شیر دون جوتیان سیئون اور تیرے آگے رکھون حق نے اسکی ہجو جائے ثنا کی لی اگر تو رحم روا رکھے کیا عجب ہے تو رحم فرما قصور فہم پر اے تو سوا ہر فہم و وہم سے ترجمہ اے عاشق اقبال سے عالم کہنہ سے آیا نیا ظاہر اس جہان سے کہ چارہ عاجزان ہے سیکڑون عالم کے اور وہان ہین ترجمہ اے قوم تمکو بشارت ہو کہ جب آئی کشادگی فرحت ہو تمکو دور ہوئی تنگی یعنی یارسول اللہ اگرچہ میری مدح مانند چوپان سلیم کے نکتی ذم ہے مگر مثل غلالی رحیم کے اسکو تم بھی قبول کرو آگے مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ خور گیا الخ ۔ شعر خورشید اندر نیستان ہلال کے گیا تقاضا ہے کہ راحت مجکو دے نعشا ہو تو مینار پر چڑھ کر کان مین ہر غمگین کے بشارت پھونکتا کہ اسے مدبر اُٹھو در راہ اقبال سیر کی ہے اب تو اسی مجلس و کوٹھے میں رہو نہ کوئی زشتی سنے اور خاموش ہو آگے جواب ہے کس طرح خاموش ہووے کہ ہر بن مو سے جو نکلتی ہے صدا عدو رشک خو ایسا بہرا ہے کہ کوٹ اُس کے منہ پر ریحان مارین برملا وہ اندھے پن سے کہے کہ یہ آسیب ہے یعنی جسکو گوش شنوا نہین ہو اُسکے آگے لاکھو اسرار کھو کب وہ سنتا ہے جیسے حال ہلال رضی اللہ عنہ کا اُس کا خواجہ نہین جانتا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

چنانکہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روئے ظاہر و غیر ایشان و این ہلال بندہ سائیس بود مر امیرے را و آن امیر مسلمان بود اما چشم بستہ ۵

عاجزی سے جیسے کہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روئے ظاہر کے اور سوا اُن کے اور یہ ہلال ایک بندہ سائیس تھا ایک امیر مسلمان کا لیکن وہ چشم باطن بند رکھتا تھا ۵

وانداعمی کہ مادر می ارد ... لیک چون تن بوہم دنا رد
گر بدین دانش تعظیم مادر کند ... ممکن بود کہ از اعمی خلاصی یابد
کہ اذا اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیرا ... فتح عین قلبہ لیبصر بہا الغیب

جانے اندھا کہ ماں کو رکھتا ہے ... لیک جون تن و وہم میں لائے
اگر ساتھ اس دانش کے تعظیم ماں کی کرے ... ممکن ہے کہ اندھے پن سے نجات پائے
اذا اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیرا فتح عین قلبہ لیبصر بہا الغیب
جس وقت کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ طرف بندہ کے نیکی کا کھلجاتی ہین آنکھین دل اسکے کے کہ دیکھے اس سے غیب کو

این راہ زندگی دل حاصل کند ... کین زندگی تن صفت حیوانیست
می کشند جو رد دستش می کشد ... کور حیران کز چہ درد م می کشد
این کشاکش چیست از دست و تنم ... خفتہ ام بگذار تا خوابی کنم
آنکہ در خوابش ہمین جوئی و ہست ... چشم بگشا کان مہ نیکوپی است
زان بلاہا بر عزیزان بیش بود ... کان تجسس یار با خوبان نمود
لاغ با خوبان کند در ہر رہے ... نیز کوران را بشوراند گہے
خویش را یکدم بدین کوران دہد ... تا غریو از کوی کوران بر جہد

زندگی دل سے یہ راہ حاصل کر ... یہ زندگی تن صفت حیوان کی ہے
ہاتھ پکڑے ہے اور کھینچے اُسے ... اندھا حیران کھینچے ہے کیون درد سے
یہ کشاکش ہاتھ و تن پر کس لئے ... سوتا ہون تو چھوڑ خواب آئے مجھے
خواب مین تو جسکو ڈھونڈھے وہی ہے ... کھول آنکھین کہ وہ مہ نیک ہے
اس سبب آئی عزیزون سے بلا ... یار نے جو جلوہ خوبون سے کیا
کرتا خوبان سے ہو شوخی ہر گھڑی ... بھی پریشان کردے اندھونکو کبھی
آپکو اکدم وہ ان اندھون کو دے ... شور تا اندھون کے کوچہ سے اٹھے

قصہ ہلال و شوق او بہ ایمان و صفت ضعیف و خواجہ او

قصہ ہلال کا اور شوق اُسکا ساتھ ایمان کے اور صفت ضعیف و خواجہ اُسکے کی

چون شنیدی بعض اوصاف ہلال ... بشنو اکنون قصہ ضعف ہلال
از ہلال او بیش بود اندر روش ... خوی بد را بیش کردہ بد کنش

سن چکے تم بعض اوصاف ہلال ... اب سنو تم قصہ ضعف ہلال
خوش چلن وہ تھا ہلال پاک سے ... درفع کی تھی خوے بد اسواسطے

سل ہاتھ پکڑے آلخ ۱۰ شعر جو ہاتھ پکڑے اور اُسے کھینچے اندھا حیران ہے کہ کیون درد سے کھینچتا ہے ہاتھ اور تن پر یہ کشاکش کسواسطے ہے مین سوتا ہون تو چھوڑ مجھے خواب آئے ہے تو خواب مین جسکو ڈھونڈھتا ہے وہی ہے تو آنکھین کھول کہ وہ ہی ماہ ہے آگے معانی اُسکے ہین اس سبب سے عزیزون پر بلا آئی ہے کہ وہ یار خوبون پر فدا ہے خوبون سے ہر گھڑی شوخی کرتا ہے اور یہی پریشان کر دے اندھون کو کبھی ایک دم خود کو وہ اندھون کو دے تاکہ اندھون کے کوچہ سے شور اُٹھے یعنی غافلان دنیا پر خداوند عالم اپنا جلوہ کرتا ہے مگر اسکو بسبب نہ پہچاننے کے آفت جانتے ہین پس اسواسطے عزیزون پر بلا آتی ہے گر اُسنے اپنا جلوہ معشوقون مین سے اُنکو دیکھایا ہے آگے قصہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ سن چکے تم بعض آلخ ۳ شعر ہلال کے اوصاف تو تم سن چکے اب تم قصہ ضعیف ہلال کا سنو خوش چلن تھا ہلال پاک سے اسواسطے کہ دفع کی تھی خوئے بد کو جیسا پیچھے ہٹنے والا نہین تھا کہ پیچھے ہٹے ہر گھڑی گوہر کے جانب سے مانند سنگ کے آگے پیچھے ہٹنے کا بیان ہو مثال مین فافہم ۱۲

نے چو تو پس رو کہ ہر دم پستری | سوی سنگے میروی از گوہری
تجھسا نے پس رو کہ پس روی کرے | ہر گھڑی گوہر سے جانب سنگ کے

در تقریر ہمی معنی گوید

ہمچنان کان خواجہ را مہمان رسید | خواجہ از ایام سالش بپرسید
گفت عمرت چند سال است ای پسر | باز گو دو رمدزد و برشمر
گفت ہجدہ ہفدہ یا خود شانزدہ | ای برادر خواندہ یا کہ پانزدہ
گفت واپس واپس ای خیرہ سر | باز میرد تا بکس مادرت

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

جیسے[1] مہمان آیا اک خواجہ کے یان | پوچھا سال عمر کر اپنی بیان
بولا تیری عمر کتنے سال کی | مت چھپا اور گن تو سال اپنے سبھی
بولا اٹھارہ و سترہ سال کی | یا کہ سولہ اور پندرہ سال کی
بولا پیچھے پیچھے ہٹتا ہے اے تو | کس تلک جائیگا ہنگر مان کی تو

در تقریر ہمی معنی گوید

آن یکی اسپے طلب کرد ای امیر | گفت رو آن اسپ اشہب را بگیر
گفت آن را من نخواہم گفت چون | گفت او واپس رو است و پس حرون
سخت پس پس میرود او سوی بن | گفت دمش را بسوی خانہ کن
دم این استور نفسی شہوت است | زان سبب پس پس رود آن خودپرست
شہوت او را کہ دم آمد زبن | اے مبدل شہوت عقبیش کن
چون بہ بندی شہوتش را از رغیف | سر کند آن شہوت از عقل شریف
ہمچو شاخی کش ببری از درخت | سر کند قوت ز شاخ ای نیکبخت
چونکہ کردی دم او را آن طرف | گر رود واپس رود تا ملتقف
حبذا اسپان رام پیش رو | نی سپس رونی حرونی را گرو
گرم رو چون جسم موسی کلیم | تا بحرینش چہ پہنای گلیم
ہست ہفصد سالہ راہ آن حقب | کہ بکرد او عزم در سیران حب

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

ایک نے[2] اک گھوڑا مانگا امیر سے | بولا جا اُس گھوڑے ابلق کو تو لے
بولا مین اسکو نہین لون بولا کیون | بولا وہ ہٹتا ہے پیچھے بس فزون
پیچھے پیچھے ہٹتا جائے جڑ کی سو | بولا کر دے گھر کی سو دم اسکی تو
تیرے گھوڑے نفس کی خواہش ہی دم | اس سبب پیچھے ہٹے ہی جاوے تم
اسکی خواہش کہ دم آئے اصل سے | اے عقب کی اسکی خواہش لوٹ دے
بندگی خواہش جو اسکی نان سے | عقل سے خواہش کو وہ جاری رکھے
جیسے[3] شاخون کو تو کاٹے نخل سے | شاخ سے پیدا ہو قوت جان سے
اُس کی دُم اُس سو جو کر دی تو نے یان | گر چلے واپس چلے تا لامکان
حبذا اسپ مطیع پیش رو | نے چلے واپس نہ سرکش ہو وہ دو
جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو | کر گئے طے جلد وہ بحرین کو
سات سو ہی سال کی وہ رہ بڑی | کہ محبت مین بس اُسنے سیر کی

۱ جیسے مہمان الخ ۴ شعر ایک مہمان خواجہ کے یہان آیا پوچھا کہ سال عمر کے اپنے بیان کر کہا کہ تیری عمر کتنے سال کی ہے تو مت چھپا اور اپنے سب سال گن کہا کہ اٹھارہ یا سترہ یا سولہ یا پندرہ سال کی کہا کہ تو پیچھے پیچھے ہٹتا ہے کیا مان کی کس تک تو ہٹ کر جائے گا آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ ایک شخص نے الخ ۶ شعر ایک شخص نے ایک گھوڑا امیر سے مانگا کہا کہ تو جا اُس گھوڑے ابلق کو لے لے کہا کہ مین اب اس کو نہین لیتا ہون کہا کہ کیون کہا کہ وہ بہت پیچھے ہٹتا ہے پیچھے پیچھے ہٹکر جاتا ہے اصل کی طرف کہا کہ گھر کی طرف اُس کی دُم کر دے آگے اُس کے حقائق ہین تیرے گھوڑے نفس کی دُم خواہش ہے کہ اس سبب سے پیچھے ہٹتا ہے کہ اُس کی خواہش اصل دُم سے آتی ہے اے شخص اسکی خواہش اصل دُم سے لوٹ دے جو اس کی خواہش نان ہے بندگی وہ خواہش کو عقل سے جاری رکھے یعنی جو خواہش نفس کی حکم کام رکھتی ہو اور دنیا کیطرف پیچھے ہٹتی ہو پس اسکی خواہش کو حق کیطرف سے کہ اصل ہو پلٹ دے کہ ارادہ عقل کی جانب جاری کرے آگے اسکی مثال ہو فافہم ۱۲ ۳ جیسے الخ ۵ شعر جیسے تو نخل سے شاخونکو کاٹے شاخ سے قوت پیدا ہو جب تو نے یہان اسکی دُم اسطرف کر دی اگرچہ واپس چلے تو لامکان تک چلے بہت اچھا اسپ مطیع پیش رو کہ نہ واپس جائے اور نہ وہ سرکش ہو جسم موسیٰ کیطرح وہ تیز رو کہ بحرین جلد طے کر گئے سات سو برس کہ وہ راہ بڑی کہ محبت مین اُسنے سیر کی اُسکی سر تن کی ہمت جسکے جان کو سیر علیین تک آخر کو شہسوار آگے بڑھ گئے اور گدھے بوجھل طویلے مین ہے یعنی جسم کہ انبیا و اولیا کا جسم دم بھر مین زمین کو طے کرے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

ہمت سیر تنش چون این بود	سیر جانش تا بہ علیین بود
شہسواران در سباقت تاختند	خربطان در پایگہ انداختند

سیر تن کی ہمت اسکی جب یہ ہو	سیر علیین تلک ہو جان کو
شہسوار آخر کو آگے بڑھ گئے	اور گدھے بوجھل طویلے مین رہے

حکایت در تقریر ہمین معنی گوید

آن چنانکہ کاروانی در رسید	در دہی آمد دری را باز دید
آن یکی گفت اندرین برد سخت	چند روز اینجا بمانیم ازیم رخت
بانگ آمد نی بنہ از از برون	وانگہانی اندر آ تو اندرون
ہم برون افگن ہرانچہ افگندنیست	در میا با آن کہ این مجلس سنیست

حکایت تقریر مین اسی معنی کے کہی

جیسے[1] آیا گانون مین اک قافلا	دیکھا دروازہ کھلا اُس گانون کا
ایک بولا ایسی سردی سخت مین	چند روز اس جا مین ہم ٹھہرے رہین
آئی اک آواز پھینکو تم برون	اندر اسدم آؤ تم بس اندرون
پھینک باہر جو ہے قابل ترک کے	مت آؤ اندر لاؤ یہ محفل پاک ہے

رجوع بقصہ ہلال رضی اللہ عنہ

بد ہلال استاد دل جان روشنی	سائیس و بندہ امیر مومنی
سائسی کردی در آخر آن غلام	لیک سلطان سلاطین بندہ نام
سائس اسپان و نفس خویش ہم	از فراوان کس بندہ و پیش ہم
آن امیر از حال بندہ بے خبر	کہ نبودش جز بلیسانہ نظر
آب و گل میدید و روے گنج نے	پنج و شش میدید و اصل پنج نے
رنگ طین پیدا و نور دین نہان	ہر نبی را این چنین بد در جہان
آن منارہ دید و بر وے مرغ نے	بر منارہ شاہبازے پر فنی
وان دگر میدید مرغ پر زنے	لیک موے بر دہانے مرغ نے
آنکہ او ینظر بنور اللہ بود	ہم ز مرغ و ہم ز مو آگہ بود

رجوع طرف قصہ ہلال رضی اللہ عنہ کے

تھا[2] ہلال استاد جان و دل صفا	بندہ و سائیس مومن میر کا
کرتا سائیسی طویلے مین غلام	لیک شاہون کا تھا شہ پر بندہ نام
اسپ کا سائیس اپنے نفس کا	اور بہت مردم سے عالی مرتبا
حال سے وہ میر اسکے بے خبر	کہ مثال ابلیس تھی اسکی نظر
دیکھتا تھا آب و گل نے اسمین گنج	دیکھتا تھا پنج و شش نے اصل پنج
رنگ گل پیدا و نور دین نہان	ہر نبی یونہین ہوا اندر جہان
ایک نے دیکھا منارہ مرغ نے	کہ منارہ پر جو اک شہباز ہے
دوسرے نے مرغ دیکھا پر کھا	لیک تھا بے بال منہ اُس مرغ کا
جو[3] کوئی ینظر بنور اللہ تھا	مرغ سے بھی بال سے آگاہ تھا

[1] جیسے آیا آلخ ہم شعر جیسے ایک قافلا گانون مین آیا اور دروازہ کھلا اُس گانون کا دیکھا ایک نے کہا کہ ایسی سردی سخت مین چند روز ہم اس جا مین ٹھہرے رہین ایک آواز آئی کہ تم باہر پھینکو اسدم تم اندر آؤ باہر پھینکنے کے جو قابل ہے اُسکو باہر پھینکو اور اندر مت لاؤ یہ محفل پاک ہے یعنی بجز ترک تعلقات دنیوی کے رسائی اس درگاہ پاک مین ہرگز نہین ہے آگے قصہ ہلال کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] تھا ہلال آلخ ۸ شعر ہلال استاد تھا اور جان و دل صفا بندہ و سائیس ایک مومن امیر کا تھا سائسی طویلہ مین کرتا تھا غلام ولیکن شاہون کا شاہ تھا اور بندہ نام اسپ کا سائیس وہ اپنے نفس کا تھا اور بہت مردم سے عالی تبار تھا وہ امیر اسکے حال سے بیخبر تھا ابلیس کے مانند اُسکی نظر تھی آب و گل دیکھتا تھا اور اسمین گنج نہین پنج و شش دیکھتا تھا نہ اصل پنج کی رنگ گل پیدا اور نور دین کا پوشیدہ کہ ہر ایک نبی یونہین جہان مین ہوا ہے آگے اسکی مثال ہے ایک نے منارہ دیکھا مرغ نہین کہ منارہ پر ایک شہباز ہے دوسرے نے مرغ پر کھلا دیکھا ولیکن اُس مرغ کا بال بال تھا یعنی نبی اللہ کو کفار نے ایک بشر جانا اور اُنکے منہ کو نہ دیکھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] جو کوئی آلخ ۸ شعر جو کوئی شخص دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے تھا مرغ سے وہ بھی بال سے آگاہ تھا کہ آخر چشم مکھ تو جانب بال کے جبتک بال نہ دیکھے کا حال ظاہر ہوگا ... [illegible] منارہ اور طاعت مرغ ہے نیس مرغ سے یاد و مرغ سے وہ ولی مراد و سطر ہی مرغ ہین کہ آگے پیچھے دیکھے بجز مرغ کے وہ بال یک نبی پوشیدہ مرغ کا کہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہو جسطرح مرغ کی کہ اسکی شقار مین بال ہو کہ اسکے کام کھلی عبارت نہین ہے اسکی جان ظلم ہمیشہ اپنے عبارت اسکے آپکی وجہ فرض ہو یعنی جسم منارہ و علم طاعت مرغ ہو کہ جاہئے اس سے نفع کامل ہو یا طفیل اور بال اس مرغ کا نور ہے کہ ہمیشہ جان مرغ طاعت کے ساتھ ہو پس کوئی کام اس کا درست نہین ہو آگے بیمار ہونا ہلال کا بیان ہو فافہم ۱۲

گفت آخر چشم سوے موے نہ　　تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
آن یکی گل دید نقشین در وحل　　وان دگر دل دید پر علم و عمل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ　　خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
مرد اوسط مرغ بین است و بس　　غیر مرغی می نہ بیند پیش و پس
موے آن نور است پنہان آن مرغ　　کہ بدو پایندہ باشد جان مرغ
مرغ کان مو نیست در منقار او　　ہیچ عاریت نباشد کار او
علم او از جان او جوشد مدام　　پیش او نہ عاریت باشد نہ دام

بولا آخر چشم رکھ تو سوے بال　　تا نہ دیکھے بال تے ظاہر ہو حال
ایک نے پر نقش گل دیکھا اجگل　　دوسرے نے دیکھا پر علم اکدل
تن منارہ علم و طاعت مرغ ہی　　تین سوے مرغ یا دو مرغ لے
مرد اوسط مرغ بین ہے وہ وے　　آگے پیچھے دیکھے نے جز مرغ کے
بال وہ ہے نور اک پنہان مرغ　　کہ سدا ہو ساتھ اُسکے جان مرغ
مرغ کو بال اُسکے ہی منقار مین　　کوئی عاریت نہین کام اُسکے مین
علم اُس کی جان سے اُبلے مدام　　عاریت نے اُسکے آگے اور نہ دام

رنجور شدن ہلال و بیخبری خواجہ از وجہت حقارت او در نظر وی و واقف شدن مصطفے صلعم و رفتن بہ عیادت او

بیمار ہونا ہلال کا اور بیخبر رہنا خواجہ کا بہ سبب حقیر ہونے نظر اسکی مین اور واقف ہونا مصطفے صلعم کا اور جانا اسکی عیادت کو

از قضا رنجور شد روزی ہلال　　مصطفے را وحی شد غماز حال
بد ز رنجوریش خواجہ بے خبر　　کہ برا و بد کساد و بے خطر
خفتہ نہ روز آخر اندر محستی　　ہیچکس از حال او آگاہ نے
آنکہ کس بودہ شہنشاہ کسان　　عقل چون صد قلزمش جا ہر رسان
وحیش آمد رحم حق غمخوار شد　　کہ فلان مشتاق تو بیمار شد
مصطفے بہر ہلال با شرف　　رفت از بہر عیادت آن طرف
در پی خورشید وحی آن مہ دوان　　وان صحابہ در پیش چون اختران
ماہ می گوید کہ اصحاب نجوم　　للسری قدوۃ و للطاغی رجوم
میر را گفتند کان سلطان رسید　　او ز شادی بیدل و جان بر جہید

ہو گیا بیمار اک دن وہ ہلال[۵۱]　　مصطفے کو وحی ہوئی غماز حال
خواجہ بیماری سے اُسکی بیخبر　　کہ اُسے جانے تھا کو تھا بیخطر
سوتا نو دن تک طویلہ مین رہا　　حال سے آگہ نہ اسکے کوئی تھا
جو کہ تھا مرد اور شاہ مردمان[۵۲]　　عقل جون سو قلزم انکے تھے روان
آئی وحی غمخوار رحم حق ہوا　　کہ فلان شائق ہی بیمار آپ کا
مصطفے بہر ہلال پاک کے　　اس کی جانب بس عیادت کو گئے
پیچھے شمس وحی ہوئے وہ مہ روان　　پیچھے اصحاب اُنکے مثل اختران
ماہ کہتا ہے کہ اصحابی نجوم　　للسرای قدوۃ للطاغی رجوم
میر کو اک نے کہا وہ آئے شاہ　　وہ خوشی سے دوڑا بیدل پیش راہ

[۵۱] ہو گیا الخ ۳۳ شعر ایک دن وہ ہلال بیمار ہو گیا مصطفے صلعم کو وحی ہوئی غماز حال کو کہ خواجہ اس کی بیماری سے بے خبر ہے کہ اُس کو کھوٹا جانتا تھا وہ نو دن تک طویلہ مین سوتا رہا اور کوئی حال سے آگاہ نہ تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۲] جو کہ تھا مرد الخ ۶ شعر جو کہ مرد وہ شاہ مردان تھا نقل اُس کی مانند سو قلزم کے روان تھی وحی آئی اور رحم حق غمخوار ہوا کہ آپ کا فلان شائق بیمار رہے مصطفے صلعم ہلال پاک کے واسطے اُس کی جانب عیادت کو گئے پیچھے شمس وحی کے وہ ماہ روان ہوئے اور اُس کے اصحاب مانند اخترون کے ماہ کہتا ہے ترجمہ کہ اصحاب میرے تمہارے ہین واسطے چلنے والے کے پیشوا اور واسطے باغی کے شہاب ثاقب کسی نے امیر کو کہا کہ وہ شاہ آئے وہ خوشی سے بیدل پیش راہ دوڑ رہا تھا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگمان آنکه شادی زد و دست — کان شهنشه بهر آن میر آمدست
چون فرود آمد ز غرفه آن امیر — جان همی افشاند پا قرد بشیر
پس زمین بوس و سلام آورد او — کرد رخ را از طرب چون ورد او
گفت بسم الله مشرف کن وطن — تا که فردوسے شود این انجمن
تا فزاید قصر من بر آسمان — که بدیدم قطب دوران زمان
گفتش از بهر عتاب آن محترم — من برای دیدن تو نامدم
گفت روحم بهر تو خود روح چیست — هین بفرما کین تجشم بهر کیست
تا شوم من خاک پای آن کسی — که بباغ لطف تستش مغرسی
چون چنین گفت او و نخوت ابراند — مصطفی ترک عتاب او بخواند
پس بگفتش کان هلال عرش کو — همچو مهتاب از تواضع فرش کو
آن شهی در بندگی پنهان شده — بهر جاسوسی بدنیا آمده
تو مگو کان بنده و آخرچی ماست — این بدانکه گنج در ویرانهاست
ای عجب چونست از سقم آن هلال — که هزاران بدر هستش پایمال
گفت از رنجش مرا آگاه نیست — لیک روزی چند بر درگاه نیست
صحبت او با ستور و استرست — سائس است و منزل او آخر است

تا لی پیٹی خوش ہوا اس وہم سے — کہ شہنشہ آئے میرے واسطے
نیچے اترا بام سے بس وہ امیر — جان فدا کرتا باقدام بشیر
بس زمین چومی سلام انکو کیا — اور خوشی سے مثل گل چہرہ کھلا
بولا بسم اللہ مشرف کیجیے گھر — تاکہ جنت ہووے یہ دیوار ودر
چرخ سے برتر ہو تا میرا مکان — کیونکہ دیکھا مینے بس قطب زمان
غصہ ہو فرمایا اس سے آپنے — مین نہین آیا ہون تیرے واسطے
بولا تم جان ہو میری جان کے لیئے — پھر کہو تکلیف یہ کس کے لئے
اُس کسی کا خاک پا تا ہون مین — جسکا تھا کہ ہو تمھارا بندہ مین
یہ کہا بس اُسنے نخوت چھوڑ کے — مصطفیٰ راضی ہوئے اس بات سے
بولے ہیگا وہ ہلال عرش کہان — چاندنی سان عاجزی سے فرش کا
بندگی مین شاہ وہ پنہان ہوا — آیا جاسوسی کو دنیا مین ذرا
تو نہ کہہ سائیس وہ بندہ ہے مرا — جان ویرانہ مین ہے گنج اک بھرا
ای مرض سے کس طرح ہے وہ ہلال — کہ ہزارون بدر اُسکے پائمال
بولا رنج اُسکے سے مین آگہ نہین — چند دن سے درپہ وہ آیا نہین
بیل اور خچر سے وہ صحبت کرے — ہے وہ سائیس اور طویلے مین رہے

آمدن پیغمبر علیه السلام از بهر عیادت هلال در ستورگاه آن امیر و نواختن هلال رضی الله عنه را

آنا پیغمبر علیہ السلام کا واسطے عیادت ہلال کے اصطبل مین اُس امیر کے اور نوازنا ہلال رضی اللہ عنہ کو

رفت پیغمبر برغبت مهر او — اندر آخر آمد اندر جستجو

مصطفیٰ رغبت سے گرم اُسکے گئے — ڈھونڈھتے بس درمیان اصطبل کے

ف۱ تالی پیٹی الخ ۸ شعر تالی پیٹی اور خوش ہوا اس وہم سے کہ شہنشاہ میرے واسطے آئے ہیں وہ امیر نیچے اُترا بام سے اور جان فدا کرتا تھا آنے بشیر سے پس زمین چومی اور سلام کیا اور خوشی سے گل کے مانند چہرہ کھلا کہا کہ بسم اللہ شرف مشرف کیجیے تاکہ یہ در و دیوار جنت ہووے تاکہ مرا مکان چرخ سے برتر ہو تاکہ مین نے قطب زمان کو دیکھا آپنے اُس سے غصہ ہو کر فرمایا کہ مین نہین تیرے واسطے آیا ہون کہا تم جان ہو اور میری جان کیا شے ہے پھر کیون کہو یہ تکلیف کسکے واسطے ہے تاکہ مین اُس کسی کا خاک پا ہون کہ جسکا تھا کہ تمھارے باغ لطف مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ یہ کہا الخ ۲ شعر جب اُسنے نخوت چھوڑ کر یہ کہا مصطفیٰ اس بات سے راضی ہوئے اُس سے کہا کہ وہ ہلال عرش کا کہان ہے اور چاندنی کے مانند عاجزی کے فرش کہان ہے وہ شاہ بندگی مین پنہان ہوا اور دنیا مین جاسوسی کو ذرا آیا تو مت کہہ سائیس و بندہ میرا ہے جان تو کہ ویرانہ مین ایک بڑا گنج بھرا ہے اے مرض سے وہ ہلال کس طرح ہے کہ ہزارون بدر اُس کے پامال ہین کہا کہ اُس کے رنج سے مین آگاہ نہین ہون کہ چند روز سے وہ در پر نہین آیا ہے بیل اور خچر سے وہ صحبت رکھتا ہے وہ سائیس ہے اور طویلہ مین رہتا ہے آگے پیغمبر علیہ السلام کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ مصطفیٰ الخ ۱ شعر مصطفیٰ رغبت سے اُس کے واسطے گئے اور ڈھونڈھتے درمیان اصطبل کے طویلہ نجس وزشت سے پُر تھا سب دفع ہوا جسمہ سید گئے وہ شیر نر بوئے نبی کو لے گیا جس طرح سے بوئے یوسف کو بدرا آگئے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

بود آخر مظلم و زشت و پلید — این ہمہ برخاست چون سید رسید
بوے پیغمبر ببرد آن شیر نر — ہمچنانکہ بوے یوسف را پدر
موجب ایمان نباشد معجزات — بوے جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بہر قہر دشمن است — بوے جنسیت سوے دل بردنست
قہر گردد دشمن اما دوست نے — دوست کے گردد ببستہ گردنے
اندر آمد او زخواب از بوے او — گفت سرگین دان درین گو نہ بو
از میان پاے استوران بدید — دامن پاک رسول بے ندید
پس ز کنج آخر آمد غژ غژان — روے بر پایش نہاد آن پہلوان
پس پیمبر روے بر رویش نہاد — بر سر و بر چشم و رویش بوسہ داد
گفت یارا تو چہ پنہان گوہری — اے غریب عرش چونی خوشتری
گفت چون باشد خود آن شوریدہ خواب — کہ در آید در دہانش آفتاب
چون بود آن تشنۂ کو گل خورد — آب بر سر بنہدش خوش می برد

تھا طویلہ پرنجس اور زشت سے — یہ ہوا سب دفع جب سید گئے
لیگیا بوے نبی وہ شیر نر — جس طرح سے بوے یوسف کو پدر
باعث[1] ایمان کے ہوویں معجزات — بوے جنسیت ہوے جذب صفات
معجزے ہین قہر دشمن کے لئے — بوے جنسیت بسوے دل کھینچے
قہر سے دشمن ہو لیکن دوست نے — دوست کب ہوتا زبردستی سے ہے
خواب سے چونکا جو اسکو آئی بو — سوچا گوبر کی جگہ مین ایسی بو
جو اُسے بیلون کے پائین سے دکھا — دامنِ پاک اُس رسول پاک کا
وہ گھسٹتا گوشۂ اصطبل سے — آیا اور مُنھ رکھا پا پر آپ کے
اُسکے مُنھ پر مُنھ پیمبر نے رکھا — سر و رو اور چشم پر بوسہ دیا
بولے یارا کیا تو پنہان لعل ہے — اے مسافر عرش کے کیا حال ہے
بولا کیا حالت رکھے شوریدہ خواب — کہ دہن مین اُسکے آوے آفتاب
خاک پھانکے پیاس کی حالت مین جو — پاوے جب پانی تو پھر کیا حال ہو

در بیان آنکہ مصطفٰے علیہ السلام چون شنید کہ عیسٰی بر روے آب رفت فرمود کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

بیان مین اسکے کہ مصطفٰے علیہ السلام نے جو سنا کہ عیسٰی پانی پر چلے فرمایا کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

ہمچو عیسٰی بر سرش گیرد فرات — کایمنی در غرقہ از آب حیات
گفت احمد گر یقینش افزون بدے — خود ہوا ایش مرکب ہامون شدے
ہمچو من کہ بر ہوا راکب شدم — در شب معراج مستصحب شدم

جون[2] مسیح سر پہ فرات اسکے ہے — آب حیوان مین ہوا این غرق نے
بولے احمد گر یقین ہوتا سوا — دشت مرکب اسکی ہوتی خود ہوا
مین ہوا پر جس طرح راکب ہوا — وصل کا معراج مین طالب ہوا

[1] باعث ایمان الخ ۹ شعر معجزات ایمان کے باعث نہو وے بو جنسیت کی جذب صفات کرے معجزے قہر دشمن کے واسطے مین اور بو جنسیت کی طرح دل کی کھینچتی ہے لیکن دشمن قہر سے دوست نہین ہوتا ہے اور دوست زبردستی سے کب ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو اُس کو بو آئی خواب سے چونکا اور سوچا کہ گوبر کی جا مین ایسی بو کہان جو اُس کو بیلو کے پاؤن مین سے دامن پاک اُس رسول پاک کا دیکھا گوشہ اصطبل سے وہ گھسٹتا آیا اور آپ کے پاؤن پر مُنھ رکھا اُسکے مُنھ پر مُنھ پیمبر نے رکھا اور سر رو و چشم کو بوسہ دیا فرمایا کہ اے یار تو پوشیدہ لعل ہے واے مسافر عرش کے تیرا کیا حال ہے کہا کہ کیا حال رکھے شوریدہ خواب کہ جو دہن مین اُسکے آفتاب آوے اور کیا حال ہو اُس پیاسے کا جو خاک پھانکے اور پھر پانی کو سر پر رکھ کر خوش خوش لیجاوے یعنی جس کو وہ دفعۃً اپنا مطلوب کہ جس کی تلاش مین برسون پھرتا ہو ملجاوے اُس کا خوشی کیا حال ہوگا آگے اسی یقین کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جون مسیح الخ ۳ شعر مسیح کے مانند اُسکو فرات سر پر رکھے کہ جو آب حیوان مین غرق ہے ایمن ہوا احمد نے فرمایا کہ اگر یقین سوا ہوتا تو خود اس کی دشت و مرکب ہوتی مین جس طرح ہوا پر راکب ہوا اور وصل کا معراج مین طالب ہوا یعنی کمال بس یقین کا نام ہے کہ جسقدر یقین نام ہوتا ہے اُسی قدر قرب یار کا حاصل ہوتا ہے آگے مقولہ بلال کا ہے فافہم ۱۲

گفت چون باشد سگ کوری پلید
جست او از خواب خود را شیر دید

نے چنان شیری کہ کس تیرش زند
بل ز بیمش تیغ و پیکان بشکند

کور بر اشکم رونده همچو مار
چشمها بگشاد در باغ و بهار

چون بود آن چون کہ از چونی رهید
در حیاتستان بیچونی رسید

گشت چونی بخش اندر لامکان
گرد خوانش جملہ شیران چون سگان

او ز بیچونی دهدشان استخوان
در جنابت تو نخوانی سوره مخوان

نا ز چونے غسل ناری تو تمام
تو برین مصحف منہ کف ای غلام

گر پلیدم ور لطیفم اے شہان
این نخوانم پس چہ خوانم در جہان

تو مرا گوئی کہ از بہر ثواب
غسل ناکرده مرو در حوض آب

ہر کہ آن در حوض ناید پاک نیست
وز برون حوض غیر خاک نیست

گر نباشد آبہارا این کرم
کہ پذیرد مر خبث را دمبدم

واے بر مشتاق و بر امید او
حسرتا بر حسرت جاوید او

آب دارد صد کرم صد احترام
کو پلیدان را پذیرد والسلام

کہ ضیاء الحق حسام الدین کہ نور
پاسبان تست از شر الطیور

پاسبان تست نور و ارتقاش
اے تو خورشید مستر از خفاش

چیست پرده پیش روے آفتاب
جز فزونی شعشع و تیزی و تاب

حجب این خورشید بس نوری ربست
بے نصیب اند وے خفاش و شب پرست

[۵۱] بولے کیا کچھ ہووے سگ اندھا دلیر
خواب سے اٹھا و دیکھا خود کو شیر

شیر نے ایسا کہ مارین اسکو تیر
بلکہ ٹوٹے اسکے ڈر سے تیغ و تیر

اندھا جائے پیٹ کے بل مثل مار
دیکھے آنکھین کھولکر باغ و بہار

ہووے کیا وہ چون کہ چونی سے چھٹے
اور حیات انسان بیچونی کو لے

ہووے چونی بخش اندر لامکان
شیر سب ہون اسکے خوان پر جون سگان

دے وہ بیچونی سے انکو استخوان
تو جنابت مین نہ پڑھ سورہ قرآن

[۵۲] ذکر ہے تا غسل چونی سے تمام
اس قرآن کو مت لگا ہاتھ اے غلام

گر پلید ہون یا کہ ہون پاک اے شہان
نے پڑھون تو کیا پڑھون اندر جہان

تو کہے مجکو کہ از راہ ثواب
تو نہ جا بے غسل اندر حوض آب

جو نہ آئے حوض مین نے پاک ہے
حوض کے باہر سوائی خاک ہے

گر نہین پانی کو ہوتا یہ کرم
کب پلیدی کو وہ دھوتا دمبدم

حیف اسکے شائق و امید پر
حسرت اسکے حسرت جاوید پر

آب رکھے سو کرم سو احترام
کہ پلیدون کو وہ دھووے والسلام

[۵۳] اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور
تجھ تلک آنے نہ دے شر طیور

پاسبان تیرا علو اور نور ہے
اے تو خورشید نہان خفاش سے

آگے اس خورشید کے پردہ ہے کیا
روشنی تیزی چمک کی بس سوا

پردہ اس خورشید کا رب کا ہے نور
رات اور خفاش اس سے ہین دور

۵۱ بولے کیا کچھ الخ ۶ شعر کہا کہ کیا کچھ سگ اندھا دلیر ہووے خواب سے اٹھا اور آپ کو شیر نزد دیکھا ایسا شیر نہین کہ اس کے خوف سے تیغ و تیر ٹوٹے اندھا پیٹ کے بل مثل مار کے جاوے اور آنکھین کھول کر دیکھے باغ و بہار وہ کیا کچھ ہووے کہ چونی سے چھٹے اور حیات انسان و بیچونی کو چونی بخش ہوئے اندر لامکان کے اور سب سیر اس کے خوان پر مانند سگون کے ہون وہ بیچونی سے ان کو استخوان دے اور تو نہ جنابت مین پڑھ سورہ قرآن کو یعنی وہ شخص کیا کچھ ہووے کہ خواب سے اٹھے اور خود کو مردان خداے پاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ذکر ہے الخ ۲ شعر جب تک چونی سے بالکل غسل ذکر کے اس قرآن کو ہاتھ مت لگا اگر پلید ہون پاک ہون نہ پڑھون تو کیا پڑھون جہان مین آگے مثال ہے تو مجکو کہے کہ از راہ ثواب کے تو مت جا بغیر غسل کے آب حوض مین نہ آئے پاک نہین ہے اور حوض کے باہر بجز خاک نہین ہے اگر یہ پانی کو کرم نہوتا کب پلیدی وہ دمبدم دھوتا افسوس ہے اسکے شائق و امید پر اور حسرت ہے اسکی شائق جاوید پر آب دیکھتا ہے سو کرم اور احترام کو وہ پلیدون کو دھووے والسلام یعنی اولیاء اللہ تک آنا بیباکی نے چاہیئے اور پاکی بے صحبت اولیاء کے محال ہے بس ان دو ضد کا جمع ہونا ایک جا پر محال ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
۵۳ اے ضیاء الحق الخ ۶ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور تجھ تلک نہین آنے دے شر طیور کا تیرا پاسبان علو و نور ہے ابتو خورشید پوشیدہ ہے خفاش نے اس خورشید کے آگے پردہ کیا ہے بجز روشنی و تیزی و چمک کے اس خورشید کا پردہ نور رب ہے کہ شب و خفاش اس سے دور ہے اس سے دونون دور و پردہ مین رہے اور سیاہ روئی افسردہ ہے تو نے بعضے قصہ ہلال کا لکھا اب تو داستان بدر کو بیان کر یعنی تو نے قصہ ہلال کا لکھا اب داستان رسول مقبول صلعم کو کہ بدر ہین تو بیان کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ہر دو چون دو ربعہ پردہ ماندہ اند	یا سیہ رویان فسردہ ماندہ اند	دونوں اس سے دور پردہ مین رہے	اور سیہ روئی سے افسردہ بنے
چون نوشتی بعضی از قصہ ہلال	داستان بدر آر اندر مقال	تو نے بعضے لکھا جو قصہ ہلال	داستان بدر کہہ تو کر مقال
آن ہلال و بدر دارند اتحاد	از دوئی دور اند و از نقص و فساد	وہ ہلال و بدر رکھین اتحاد	ہین دوئی سے دور بے نقص و فساد
آن ہلال از نقص در باطن بریست	آن بظاہر نقص و تدریج آوریست	نقص باطن سے ہلال پاک ہے	نقص تدریج اک وظاہر مین رکھے
درس گوید شب بشب تدریج را	در تانی بردہد تفریج را	پڑھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا	ڈھیل مین فرحت کا ثمرہ دے سوا
دیگ را تدریج و استاد آنہ جوش	کار ناید قلیہ دیوانہ جوش	ڈیگ مین کھونے کو یہ تدریج سے	جوش بیموقع سے کب قلیہ پکے
در تانی گوید اے عجول خام	پا بپایہ بر توان رفتن ببام	دیر کے بارے مین ہے غافل کلام	رفتہ رفتہ چڑھتے ہین بالاے بام
حق نہ قادر بود بر خلق فلک	در یکے لحظہ بکن بی ہیچ شک	حق نہین قادر تھا خلق چرخ پر	اک گھڑی مین کرتا کن سے جلوہ گر
پس چرا ششش روز آنرا برکشید	کل یوم الف عام اے مستفید	کس لئے چھ روز مین پیدا کیا	تھا ہر اک دن دہ ہزار اک سال کا
خلقت آدم چرا چل صبح بود	اندر ان گل اندک اندک می فزود	کیون بنا چالیس دن مین بوالبشر	تھوڑا تھوڑا گل مین بڑھتا وہ پدر
زین سحر تا آن سحر سالی ہزار	تا باخر یافت این صورت قرار	صبح سے اُس صبح تک سال ہزار	تا باخر پایا صورت نے قرار
خلقت طفل از چہ اندر نہ مہست	زانکہ تدریج از سنن ہائے شہ است	کس لئے بچہ نے نو ماہ مین	کیونکہ ہین تدریج شہ کی سنتین
نے چو تو اے خام کاکنون تاختی	طفلی و خود را تو شیخی ساختی	نے ترے مانند اے خام اب بچہ	طفل تو اور شیخ اپنے کو کرے
بر دویدی چون کدو فوق ہمہ	کو ترا پای جہاد و ملحمہ	سب کے اوپر تو چڑھا مثل کدو	کان ترا پانون ہے کوشش کان کہو
تکیہ کردی بر درختان و جدار	بر شدی اے قرعکہ ہم قرعہ وار	اور سکن گر شجر دیوار کو	اے چڑھے تو تو سڑہی مثل کدو
اول ار شد مرکبت سرو سہی	لیک آخر گشت ہم مغز و تہی	پہلے مرکب گر ہوا سرو سہی	پیر ہوا آخر تو بے مغز و تہی
رنگ سبزت زرد شد اے قرعہ بود	زانکہ از گلگونہ بود اصلی نبود	سبز رنگت کا کدو زرد آب ہوا	کیونکہ گلگونہ سے تھا اصلی نہ تھا

سلہ وہ ہلال و بدر الخ ۶ شعر وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہین اور دوئی کے نقصان و فساد سے دور ہین اب ہلال نقص باطن سے پاک نقص تدریج وہ ظاہر مین رکھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا پڑھتا ہے کہ ثمرہ فرحت کا ڈھیل مین سوا ملتا ہے ڈھیل مین کھوئے اسے جلد باز تمام پایہ پر چڑھنا چاہئے بام تک آگے اس کی مثال ہے ڈیگ کو جوش ہوتا ہے تدریج سے کہ جوش بے موقع سے قلیہ کب پکتا ہے خلق آسمان پر حق قادر نہین تھا کہ ایک گھڑی مین کن سے جلوہ گر کرتا یعنی ہلال و بدر سے اتحاد پر کہتے ہین کہ وہ ہی ہلال بدر ہوجاتا ہے کیونکہ باطن مین ہلال بدر ہے اسی طرح وہ ہلال اور رسول اللہ ایک ہین کہ اولیاء اللہ باطن مین بسبب قیامت کے رسول اللہ ہین مگر تدریج چنانچہ آگے اس تدریج کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کس لئے الخ ۹ شعر کس واسطے آسمان کو چھ روز مین پیدا کیا کہ ہر ایک دن دہ ہزار سال کا تھا کیون چالیس دن مین ابو البشر بنا کہ تھوڑا تھوڑا گل مین وہ پدر بڑھتا تھا صبح سے اُس صبح تک ہزار برس کا دن تھا آخر تک کہ صورت نے قرار پایا کس واسطے بچہ نو ماہ مین بنتا ہے کیونکہ شاہ کی سنت ہے اے خام تیرے مانند اب نہین پھرتا کہ تو طفل ہے اور خود کو شیخ کرتا ہے تو سب پر مثل کدو کے چڑھا تیرے پانون کو کوشش کہان ہے تو شجر و دیوار کو سکن کرے ہے تو مزہی تو مثل کدو کے اگر دل مرکب سرو سہی ہوا ولیکن آخر کو بے مغز و تہی ہوا کدو سبز رنگت کا اب زرد ہوا کیونکہ گلگونہ سے تھا اور اصلی نہ تھا یعنی اے ریاکار تو جو خود کو سب پر غالب کرتا ہے وہ تیری کوشش کہان ہے اگرچہ اول تو سب کا مقبول ہوتا ہے مگر آخر کار مردود بنتا ہے کہ تیری وہ بزرگی عارضی ہے چنانچہ آگے اس کی مثال مین قصہ پیرزال کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

حکایت کمپیر نود سالہ کہ روی زشت را گلگونہ می اندود

بود کمپیرے نود سالہ کلان ❊ پر تشنج روے و رنگش زعفران

چون سر سفرہ رخ او تو بتو ❊ لیک در وی بود ماندہ عشق شو

ریخت دندانہا و مو چون شیر شد ❊ قد کمان و ہر حسش تغییر شد

عشق شوی و شہوت و حرص تمام ❊ صید خواہ و پارہ پارہ گشتہ دام

مرغ بے ہنگام و راہی بیرہی ❊ آتش پر و درین دیگ تہی

عاشق میدان و اسپ و پاے نے ❊ عاشق زمر و لب و سرنا نے

حرص در پیری جہودان را مباد ❊ اے شقی کش خدا این حرص داد

ریخت دندانہای سگ چون پیر شد ❊ ترک مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگان شصت سالہ را نگر ❊ ہر دمی دندان سگہا تیز تر

پیر سگ را ریخت پشم از پوستین ❊ این سگان پیر اطلس پوش بین

عشق شان و حرص شان فرج و زر ❊ دمبدم چون نسل سگ بین بیشتر

این چنین عمرے کہ مایہ دوزخ است ❊ مر قصابان غضب را مسلخ است

چون بگویندش کہ عمری تو دراز ❊ میشود دل خوش دہان از خندہ باز

این چنین نفرین دعا پندار داد ❊ چشم نگشاید سرے بر نار داد

گر بدیدی یک سر مو از معاد ❊ اوش گفتی کاین چنین عمری تو باد

حکایت[۱] نوے برس کی پیرزال کی کہ روے زشت کو گلگونہ ملتی تھی

نوّے[۲] سالہ زال تھی اندر زمان ❊ جھریاں منھ پر رنگ اُسکا زعفران

مثل مقعد اُس کا منھ سمٹا ہوا ❊ لیکن اُس کو شوق تھا خاوند کا

مو سفید اور دانت اُسکے گر گئے ❊ قد کمان ہر حس تغیر اصل سے

عشق[۳] شوہر شہوت و حرص اسکو تام ❊ صید ڈھونڈھے اور پھٹا تھا اسکا دام

مرغ بے ہنگام و رہ سے گمرہی ❊ دیگ خالی آگ چولھے میں بھری

عاشق میدان اسپ و پا نہیں ❊ عاشق نے اور لب و سرنا نہیں

حرص پیری میں نہ اعدا کو بھی ہو ❊ جو خدا نے حرص دی اس زال کو

دانت ٹوٹے سگ کے جو بوڑھا ہوا ❊ چھوڑے مردم گندگی کھانے لگا

کر سگان ساٹھ سالہ پر نظر ❊ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز تر

بوڑھے[۴] سگ کے بال تن سے جھڑ گئے ❊ ہیں یہ کُتّے بوڑھے اطلس پہنتے

فرج و زر میں اُنکے عشق و حرص کو ❊ دمبدم چون نسل سگ بیں دیکھ تو

عمر ایسی ہے کہ دوزخ کے لئے ❊ خشم کے قصاب کی مسلخ بنے

جو کہے کہ عمر زیادہ ہو تری ❊ ہووے خوشدل اور آئے بس ہنسی

ایسی نفرین کو دعا بس جانے وہ ❊ نے اُٹھائے سر نہ آنکھیں کھولے وہ

گر معاد اک بال بھر وہ دیکھتا ❊ کہتا وہ یہ عمر ہو تجھکو روا

---

[۱] حکایت نتیجہ خرابی دنیا و حصول موتی میں ۱۲ [۲] نوے سالہ آلخ ۳ شعر نوے برس کی ایک پیرزن زمانہ میں تھی مُنھ پر جھریاں اور رنگ اُس کا زعفرانی تھا مقعد کے مانند اُس کا منھ سمٹا ہوا تھا لیکن اُس کو شوق خاوند کا تھا بال سفید اور اُس کے دانت گر گئے قد کمان اور ہر ایک حس متغیر اصل سے ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] عشق شوہر کا آلخ ۶ شعر عشق شوہر کا شہوت و حوص بالکل تھی شکار ڈھونڈھتی تھی اور دام اُس کا پھٹا تھا آگے اس کی مثال ہے مرغ بے ہنگام و راہ سے گمراہ دیگ خالی اور چولھے میں آگ بھری عاشق میدان کا و پاؤں و اسپ نہیں و عاشق سے نے کا و لب و سرنا نہیں حرص پیری میں دشمن کو بھی نہ ہو جو خدا نے اس زال کو دی تھی جو سگ بوڑھا ہوا و دانت ٹوٹے مردم کو چھوڑا گندگی کھانے لگا آگے اسکے حقائق ہیں ساٹھ برس کے کتے پر نظر کر کہ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز یعنی ہنگام پیری کے حرص جوان ہوتی ہے بقول اُستاد ؎ مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد ٭ خواب در وقت سحرگاہ گران میگردد ٭ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۴] بوڑھے سگ آلخ ۶ شعر بوڑھے کتے کے بال تن سے جھڑ گئے یہ بوڑھے کتے اطلس پہنتے ہیں اُن کے عشق و حرص کو فرج و زر میں دمبدم نسل و سگ کے مانند تو دیکھ ایسی عمر کہ دوزخ کے لئے ہے وہ خشم کے قصاب کا مسلخ بنے جو کوئی کہے کہ عمر تری زیادہ ہو تو خوشدل ہووے اور ہنسی آئے ایسی نفرین کو وہ دعا جانے نہ سر اُٹھائے نہ آنکھیں کھولے اگر وہ معاد ایک بال بھر دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ عمر تجھکو روا ہے یعنی انسان دعاے ترقی عمر سے خوش ہوتا ہے اور نہیں جانتا ہو زیادہ عمر میں زیس تکلیف ہوتی ہے پس خیال کر کہ وہ دعا اصل میں بد دعا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

دعا کردن درویش خواجه گیلانی را و رد کردن او

گفت یک روزی بخواجه گیلیی ... نان پرستی نرگدا زنبیلیے
نان همی باید مرا نان ده مرا ... تا بگویم مر ترا این یک دعا
چون ستد زو نان بگفت ای مستعان ... خوش بخان و مان خود بازش رسان
گفت اگر آنست خان کو دیده ام ... حق ترا آنجا رساند ای دژم
هر محدث را خسان بدل کنند ... حرفش ار عالی بود نازک کنند
زانکه قدر مستمع آید نبا ... بر قد خواجه برد درزی قبا
چونکه مجلس بی چنین بیچاره نیست ... از حدیث پست نازل چاره نیست
داستان بین این سخن را از گرو ... سوی دستان عجوزه باز رو

دعا دینا درویش کا خواجہ گیلان کو اور رد کرنا اُس کا

خواجۂ[1] گیلان کو اک دن کہا ... نان پرست اک نرگدا نے ظاہرا
نان مجکو چاہیے تو نان دے ... تا کرون مین اک دعا تیرے لیے
جبکہ روٹی پائی کی اُس نے دعا ... خوش اسے گھر اپنے پہونچا ای خدا
بولا گر وہ گھر ہے جو مجکو دکھا ... حق تجھے لیجائے اُسجا ای گدا
کرتے ہر عارف کو ناکس ہین خفا ... حرف گر عالی ہو اُنکا دین گھٹا
کیونکہ قدر سامع آئی ہے خبر ... کاٹتا درزی قبا ہے جسم پر
جو کہ بے طعنہ زنی مجلس نہین ... بات گھٹ جانے سے ہے چارہ نہین
رہن سے اس بات کو تو اب چھوڑا ... پیرزن کے سوے قصہ پھر تو جا

وصف آن عجوزهٔ حریص و رجوع نمودن به حکایت او

چون مسن گشت و درین ره نیست مرد ... تو نهی نامش عجوزه سال خورد
نی مرا و را راس مال و مایهٔ ... نی پذیرای قبول و پایهٔ
نی دهنده نی پذیرنده خوشی ... نی درو معنی و نی معنی کشی
نی زبان نی گوش نی عقل و بصر ... نی هش و نی بیهشی و نی فکر

وصف اُس پیرزن حریص کا اور رجوع کرنا طرف حکایت اسکی کے

جو ہوا[2] اُس رہ مین بوڑھا نے ہے مرد ... رکھ تو اسکا نام بڑھیا سال خورد
نے ہے سچا مال اور پونجی اُسے ... نے ہی لینے والا سود و نفع سے
نے خوشی کو دیتا نے لیتا ہی وہ ... اور رکھے معنی نہ معنی لیوے وہ
نے زبان نے کان و نے عقل و بصر ... نے ہش و نے بیہشی اور نے فکر

[1] خواجہ گیلان آلخ ۸ شعر ایک دن خواجہ گیلان کو کہا ایک نان پرست و نرگدا نے ظاہرا کہ نان مجکو چاہیے تو نان مجکو دے تا ایک دعا مین تیرے لیے کرون جب کہ روٹی پائی اُس نے دعا کی کہ اے خدا اس کو اپنے گھر خوش پہونچا دے کہا گیلان نے کہ اگر وہ گھر ہے جو مین نے دیکھا ہے حق تجھے اُس جا لیجائے آگے اس کے حقائق ہین ہر عارف کو ناکس خفا کرتے ہین اگر اُنکا حرف عالی گھٹا دیتے کیونکہ قدر سامع کی خبر آتی ہے کہ درزی قبا کا بُرا ہے جسم پر جو کہ مجلس بغیر طعنہ زنی کے نہین ہے پس بات گھٹجانے سے کہین چارہ ہے تو مین نے اس بات کو چھوڑا اور پھر جانب حضور پیرزن کے جا یعنی عارفون کے کلام کو ناکس گھٹا دیتے ہین بسبب کم فہمی اپنے کے اسواسطے کلام کرنے کا سامع کی عقل کے بموجب حکم آیا ہے آگے اُس پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] جو ہوا آلخ ۷ شعر جو اس راہ مین بوڑھا ہوا وہ مرد نہین تو اُس کا نام بڑھیا سال خوردہ رکھ نہ سچا مال نہ پونجی اُس کو ہے اور نہ سود و نفع سے رہنے والا نہ خوشی کو وہ دیتا ہے و نہ لیتا ہے نہ زبان و نہ کان و نہ عقل بصر و نہ ہوش و نہ بیہوشی و نہ فکر نہ نیاز نہ جمال و نہ عشوہ یا نہ بستہ گندہ مانند پیاز کے نہ راہ چلنے کی نہ راہ پانی نہ قحبہ کو تڑپ و نہ سوز و آہ نہ تعصب و نہ ندامت کچھ ہے نہ سلامت کا ارادہ دل مین ہے یعنی جو حریص دنیا مین بوڑھا ہوا وہ مرد راہ نہین ہے کیونکہ اسنے کچھ زاد راہ حاصل نہین کیا ہے پس یہ خانہ دنیا خانۂ خانہ خالی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم
نے نیازو نے جمال عشوہ باز	تو بتوش گندہ مانند پیاز
نے رہی ببریدہ و نے پاے راہ	نے تپش آن قحبہ را نی سوز و آہ
نے تعصب نے ندامت مر ورا	نے بدل عزم سلامت مر ورا

مصرع اول	مصرع دوم
نے نیازو نے جمال عشوہ باز	تہ بہ تہ گندہ وہ مانند پیاز
نے ہے رہ چلنے کی اور نے پاؤں راہ	نے تڑپ قحبہ کو اور نے سوز و آہ
نے تعصب نے ندامت کچھ اُسے	نے سلامت کا ارادہ دل میں ہے

سوال سائل از صاحب خانہ و جواب او را بر سبیل طنز

سوال کرنا سائل کا صاحب خانہ سے اور جواب دینا اسکا از راہ طنز کے

مصرع اول	مصرع دوم
سائلی آمد بسوے خانۂ	خشک نانے خواست یا تر نانۂ
گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست	خیرۂ این نہ دکان نانباست
گفت آخر پارۂ پیہم بیاب	گفت اینجا نیست دکان قصاب
گفت مشتی آرد دہ ای کدخدا	گفت پنداری کہ ہست این آسیا
گفت باری آب دہ از مکرعہ	گفت نے نے نیست جو یا مشرعہ
ہر چہ او درخواست از نان و سبوس	چربکی میگفت و میکردش فسوس
آن گدا اور فت دامن در کشید	وندران خانہ بجست و خواست رید
گفت ہی ہی گفت تن زن ای دژم	تا درین ویرانہ خود فارغ کنم
چون درینجا نیست وجہ زیستن	در چنین خانہ بباید ریستن
چون نہ بازی کہ گیری تو شکار	دست آموز شکار شہریار
نیستی طاؤس با صد نقش و بند	کہ بنقشت چشمہا روشن کنند
ہم نہ طوطی کہ چون قندت دہند	گوش سوی نطق شیرینت نہند
ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار	خوش بنالی در چمن یا لالہ زار

مصرع اول	مصرع دوم
گھر[۱] پہ سائل ایک آیا ناگہان	نان تازہ مانگتا یا خشک نان
بولا صاحب خانہ روٹی یاں کہاں	نانبائی کی یہ احمق نے دکان
بولا آخر ٹکڑا اک چربی کا دے	بولا نے قصاب کی دکان ہے
بولا مٹھی آٹا گھر والے تو دے	بولا تو جانے کہ پنچکی یہ ہے
بولا آخر پانی تو دے مشک سے	بولا نے یان نہ مشک و نہر ہے
نان و بھوسی سے جو وہ تھا مانگتا	ہنسکے کہتے اُس کو شرمندہ سوا
وہ گدا دامن سمیٹ اندر گیا	گھر میں اسکے چاہا ہگنا برملا
بولا ہین ہین بولا چپ رہ احمقا	ہوؤں فارغ ایسے ویرانہ میں جا
خود نہیں یہ یان وجہ جینے کی ہے	ایسے گھر میں ہگنا آخر چاہیے
جو نہیں[۲] ہے باز تو پکڑے شکار	ہاتھ پر سیکھا شکار شہریار
تو نہیں طاؤس با نقش و نگار	نقش سے تا چشم ہووے نوردار
بھی نہیں طوطی کہ شکر تجکو دیں	اور باتیں تیری شیریں بس نہیں
بھی نہیں بلبل کہ تو عشاق وار	بس کرے خوش نالہ اندر لالہ زار

[۱] گھر پہ آلخ ۹ شعر ایک کے گھر پر ناگہان سائل آیا تازی روٹی یا خشک روٹی مانگتا صاحب خانہ نے کہا کہ روٹی کہان ہے اسے احمق نانبائی کی دکان نہین ہے کہا کہ آخر ایک ٹکڑا چربی کا دے کہا کہ قصاب کی دکان نہین ہے کہا کہ اے گھر والے مٹھی آٹا دے کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ پن چکی ہے کہا کہ آخر تو پانی مشک سے دے کہا کہ نہین نہین یہان مشک و نہر نہین ہے وہ جو نان و بھوسی سے مانگتا تھا اس ہنسکر سوا شرمندہ کرتے تھے وہ گدا دامن سمیٹ کر اندر گیا اسکے گھر مین اور ہگنا چاہا کہا کہ ہین ہین کہا کہ چپ رہ اے احمق فارغ ہوؤں اس ویرانہ مین جا کر تحقیق یہان نہین وجہ جینے کی ہے پس ایسے گھر مین ہگنا چاہیے یعنی خانہ دنیا مین جو وجہ جینے کی نہین ہے پس اس گھر مین آخر ہگنا چاہیے اسی واسطے دنیا کو پاسخانہ آدم علیہ السلام کا کہتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۲] جو نہین ہے آلخ ۷ شعر جو تو باز نہین ہے کہ شکار پکڑے کہ ہاتھ پر شہریار کے شکار سیکھا ہے تو طاؤس با نقش و نگار نہین ہے کہ تا نقش تیرے سے چشم نوردار ہووے بھی طوطی نہین ہے کہ تجکو شکر دین اور تیری باتین شیرین نہیں بھی بلبل نہین کہ تو عشاق کے مانند بس خوش نالہ کرے لالہ زار مین بھی ہدہد نہین کہ تو قاصد ہے مثل لک لک کے کہ گھر بلندی پر کرے تو سردی مین جائے ہندوستان کو اور فصل گل مین جائے ترکستان کو کیا تو بازاری ہے پیچھے کیون خر مین کیا تو مرغ ہے تجھے کسواسطے کھائین یعنی تو کمال کچھ نہین رکھتا ہو کہ کوئی تیرا خواہندہ ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هم نه بد هر که بپکیهها گنی — نی چو لک لک که وطن بالا کنی
در زمستان سوی هندوستان روی — در بهاران سوی ترکستان شوی
ور چه بازاری و بهر چیت خرند — تو چه مرغی و ترا با چه خورند
زین دکان با مکیسان برتر آ — تا دکان فضل الله اشترى
کاله که هیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آن کریم آنرا خرید
هیچ قلبی پیش او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سود نیست
سود ادو هیچ آن یار نکو — گوش نیکو خلق و هم نیکوش خو
بیحد ست افضال او آئس مشو — سوی بوستان عجوزه باز رو
باز میگردم سوی قصه عجوز — زانکه پایان ندارد این رموز

بھی نہیں ہد ہد کہ قاصد تو بنے — نے مثل لک لک کے گھر بالا کرے
جائے تو سردی میں ہندوستان کو — جائے فصل گل میں ترکستان کو
کیا تو بازاری خریدیں کیوں تجھے — مرغ کیا ہے تجھکو کھائیں کس لیے
اس[1] دکان مکر سے تو ہو جدا — فضل کی دکان تک اللہ اشتری
ایسا سامان کہ نہ لیوے خلق اسے — گھنگی سے وہ خدا مول اسکو لے
کوئی کھوٹا اسکے آگے نے برا — کیونکہ لینے سے نہ چاہے فائدا
لینا دینا یار کا ہے بس نکو — کہ وہ خلق نیک ہے اور نیک خو
بیحد اسکا فضل مت مایوس ہو — پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو
سوی قصہ پیرزن جاتا ہوں میں — کیونکہ نے حد یہ موزیں بس کھیں

بر و چسپانیدن عجوزه عشرهای قرآن را جهت آرائش

رخ پر چپکانا پیرزن کا عشر قرآن واسطے آرایش کے

بود در همسایه اش سور عجب — کرده بودند از قضا او را طلب
چون عروسی خواست رفتن آن سخیف — پیش رو آئینه بگرفت آن خریف
موی ابرو پاک میکرد آن عجوز — تا بیاراید رخ در خسار پوز
چند گلگونه بمالید از بطر — سفره رویش نه شد پوشیده تر
عشرهای مصحف از جا می برید — می بچسپانید بر رو آن پلید
تا که سفره روی او پنهان شود — تا نگین حلقه خوبان شود
عشرها بر روی هر جا می نهاد — چونکه بر می بست چادر می فتاد

شادی[2] ہمسایہ میں اسکے تھی عجب — اتفاقاً بس کیا اس کو طلب
اس کو شادی کا بلاوا جو گیا — آگے منہ کے اسنے آئینہ رکھا
بال ابرو کو وہ کرتی صاف تھی — تا ہو آرائش سے رخ کی روشنی
بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا — مقعد رو اس کا نے پنہان ہوا
عشر قرآن ہر جگہ سے کاٹ کر — رخ پہ چپکاتی تھی اپنے پیشتر
مقعد رو اس کا پنہان تاکہ ہو — تا نگین حلقہ خوبان ہو وہ
عشرہ[3] ہر جا رخ پہ چپکاتی تھی وہ — پس وہ گرتی اوڑھتی چادر تھی وہ

حریف

[1] اس دکان الخ ۷ شعر اس مکر کی دکان سے تو دور رہو فضل کی دکان تک کہ اللہ خریدار ہو ایسا سامان کہ خلق اسے نہ لیوے خدا نہ بیراہن سے مول لیوے اسکے آگے کوئی کھوٹا برا نہیں ہے کیونکہ خریدنے سے وہ فائدہ نہیں چاہتا ہے یار کا دینا لینا نیک ہے کہ وہ خلق نیک اور نیکخو اس کا فضل بیحد ہے مایوس نہو پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو پیرزن کے قصہ کی طرف میں جاتا ہوں کیونکہ یہ رموزیں وہ نہیں رکھتی ہیں یعنی تو مکر دنیا کو چھوڑ اور فضل خدا کی جانب جا کہ اللہ تیرا خریدار ہووے آگے پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] شادی الخ ۶ شعر اسکے ہمسایہ میں شادی تھی اتفاقاً اسکو طلب کیا اسکو جو شادی کا بلاوا گیا اسنے منہ کے آگے آئینہ رکھا ابرو کے بال وہ صاف کرتی تھی تاکہ آرائش سے رخ کی روشنی ہو بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا مگر مقعد رو اس کا پنہان نہوا عشر قرآن کے ہر ایک جا سے کاٹکر اپنے رخ پر چپکاتی تھی پیشتر تاکہ مقعد رو اس کا پنہان ہو اور نگین حلقہ خوبان ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] عشرہ ہر جا الخ ۶ شعر ہر جا رخ پر عشرہ چپکاتی تھی پس وہ گرتی جو چادر اوڑھتی پھرتی وہ ان عشروں کو اپنے تھوک سے رخ پر اپنے چپکاتی تھی ہر جا پھر وہ چادر ناز سے سیدھی کرتی تھی اس کے عشر گرتے رخ سے خاک پر جو وہ بہت تدبیر کرتی کہا کہ شیطان پر سو لعنت ہو جیو بس وہاں ابلیس متمثل ہوا اور کہا کہ اے قحبہ دمکا وہ جہان میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا اور تجھ قحبہ کے سوا نہیں دیکھا باقی آگے ہے فافہم ۱۲

بازاد آن عشرہا را باخند و
می بچسپانید بر اطراف رو

باز چادر راست کردی از نگین
عشرہا افتادی از رو بر زمین

چون بسی میکرد فن آن میفشاد
گفت صد لعنت بران ابلیس باد

شد مصور در زمان ابلیس زود
گفت ای قحبہ قدید بے درود

من ہمہ عمر این نیندیشیده ام
نے ز جز تو قحبۂ این دیده ام

تخم نادر در فضیحت کاشتی
در جہان تو مصحفی نگذاشتی

صد بلیس تو خمیس اندر خمیس
ترک من گو اے عجوز درد مبیس

چند دزدی عشر از ام الکتاب
تا شود رویت ملون ہمچون سیب

چند دزدی حرف مردان خدا
تا فروشی و ستانی مرحبا

رنگ بربستہ ترا گلگون نکرد
شاخ بربستہ تن عز جوان نکرد

عاقبت چون چادر مرگت رسد
از رخت این عشرہا اندر فتد

چونکہ آید خیز خیزان رحیل
گم شود زان پس فسون قال و قیل

عالم خاموشی آید پیش بیست
وای آنکہ در درون انسیش نیست

صیقلی کن یکدو روزی سینہ را
دفتر خود ساز آن آئینہ را

کہ ز سایہ یوسف صاحبقران
شد زلیخاے عجوز از سر جوان

میشود مبدل بخورشید تموز
آن مزاج بارد برد العجوز

می شود مبدل ز سوز مریمی
شاخ لب خشکی بہ نخل خرمی

ای عجوزہ چند کوشی با قضا
نقد جو اکنون رہا کن ما مضی

چون رخت رانیست درخوبی امید
خواہ گلگونہ و خواہی مدید

پھر وہ اُن عشروں کو اپنے تھوک سے
رخ پہ چپکاتی تھی اپنے ہر جگے

پھر وہ چادر سیدھی کرتی ناز سے
عشر گرتے اُسکے رخ سے خاک پے

جو بہت تدبیر کرتی گرتے وہ
بولی سو شیطان پہ لعنت ہو جیو

پس ہوا ابلیس متمثل وہان
بولا اے قحبہ و مکار جہان

مین نے ساری عمر یہ سوچا نہین
تجھ سوا قحبہ کے یہ دیکھا نہین

تو نے رسوائی مین بویا تخم عجیب
نے جہان کو چھوڑا قرآنکو بھی اب

تیرے سو ابلیس ہین عشر عشیر
چھوڑ مجکو تو اے زالونکی امیر

چوری کب تک عشر کی قرآن سے
تا ہو رنگین رخ ترا جون سیب کے

یہ چوری کب تک حرف مردان خدا
تا تو بیچے اور لیوے مرحبا

رنگ بستہ سے نہ تو گلگون ہوا
شاخ بستہ تن کو نے نشو و نما

آئے آخر مرگ کی چادر تجھے
پھینک دے یہ عشر سب رخ سے ترے

جو کرانے والا آئے کوچ کا
گم ہو اُس سے قیل و قال پر دغا

عالم خاموشی آگے آئے جو
حیف ہے نے انس اسکا دل مین ہو

ایک دو دن صیقل اس سینہ کی کر
دفتر اُس آئینہ کو اپنا تو کر

کہ ہوئی سایہ سے یوسف کے عیان
وہ زلیخا پیرزن اک نوجوان

بدلے ہے خورشید گرمی سے مزاج
بارد اُس بڑھیا کا جو سرد ہو مزاج

سوز مریم سے بدل جاتی ہے آب
نخل خرم سے وہ شاخ خشک لب

پیرزن کب تک قضا سے تو لڑے
چھوڑ گذشتہ ماضی کو اور اب نقد لے

رخ کو نے امید خوبی جو ترے
خواہ گلگونہ و خواہ سیاہی لگے

سلہ تونے الخ ے شعر تو نے رسوائی مین عجب تخم بویا ہے کہ جہان مین قرآن کو بھی نہین چھوڑا سو ابلیس تیرے عشر عشیر ہین تو مجکو چھوڑ دے اے زالون کی امیر عشر کی چوری کب تک قرآن سے کہ تا رنگین رخ تیرا ہو مانند سیب کے آگے اس کے حقائق ہین کب تک چوری حرف مردان خدا کی تا کہ تو بیچے اور لیوے مرحبا رنگ بستہ سے تو گلگونہ نہو کہ شاخ بستہ تن کو نشو و نما نہین ہے آخر آئے مرگ کی چادر تجکو اور پھینکدے یہ سب عشر تیرے رخ سے جو کوچ والا آئے اس سے گم ہو قیل و قال پر دغا یعنی جو کلام عشیر کا چرا کر اپنی رونق کرے آخر کار رسواے عالم ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ سلہ عالم خاموشی الخ ے شعر جو عالم خاموشی آگے آئے افسوس ہے کہ اُس کے دل مین اُنس نہو ایک دو دن اس سینہ کو صیقل کر اور اس آئینہ کو تو اپنا دفتر بنا آگے اس کی مثال ہے کہ سایہ سے یوسف کے ظاہر ہے زلیخا نوجوان ہوتی ہے بارد اُس بڑھیا کا جو اہر ہوے خورشید گرمی سے مزاج بدلتا ہے بارد اس بڑھیا کا جو سرد مزاج ہے سوز مریم سے بلند ہو جاتی ہین پس نخل سے وہ درخت لب خشک ہو اے پیرزن تو کبتک قضا سے لڑیگی ماضی چھوڑ اور نقد لے تیرے رخ کی امید خوبی کی نہین خواہ کا گلگون وہ سیاہی رکھے یعنی اپنا آئینہ دل صاف کر کہ تو پر نور ہے دوسرے دن کو روشنی حاصل ہو اور اس آرایش ظاہری سے تجکو کچھ نہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢

حکایت رنجوری که طبیب در وی امیدی نداشت گفت هر چه خواهی کن

آن یکی رنجور شد نزد طبیب / گفت نبضم را نگهدار ای طبیب
تا ز نبض آگه شوی بر حال دل / که رگ دست ست با دل متصل
چونکه دل غیب ست خواهی زو مثال / زو بجو که با دلستش اتصال
باد پنهان ست از چشم ای امین / در غبار و جنبش برگش ببین
کز یمینست آن وزان یا از شمال / جنبش برگت بگوید وصف حال
مستی دل را نمی دانی که کو / وصف او از نرگس مخمور جو
چون ز ذات حق بعیدی وصف ذات / باز دانی از رسول و معجزات
معجزات و هم کراماتی خفی / بر زند بر دل ز پیران صفی
کاندرون شان صد قیامت نقد هست / کمترین آنکه شود همسایه مست
پس جلیس الله گشت آن نیکبخت / که به پهلوی سعیدی برد رخت
معجزه کان بر جمادے کرد اثر / یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جان زند بے واسطه / متصل گردد به پنهان رابطه
بر جمادات آن اثر ہا عاریه ست / آن پی روح خوش متواریه ست
تا ازان جامد اثر گیرد ضمیر / حبذا نان بی هیولاے خمیر
حبذا خوان مسیحی بے کمی / حبذا ے باغ میوه مریمی
بر زند از جان کامل معجزات / بر ضمیر جان طالب چون حیات

حکایت اُس بیمار کی کہ طبیب کو اُسکی اُمید نہ تھی کہا جو کچھ تو چاہے کر

وہ گیا[51] بیمار اک پیش طبیب / بولا میری نبض کو دیکھ اے طبیب
تاکہ جانے نبض سے تو حال دل / کہ ہے دل سے ہاتھ کی رگ متصل
دل ہے غائب اس سے جو چاہے مثال / ڈھونڈھ اُس سے جس کو دل سے اتصال
ہے ہوا پوشیدہ آنکھوں سے اے یار / دیکھ ان مین پتے اُڑتے اور غبار
کہ یمین کو جائے یا سوے شمال / برگ کی جنبش تجھے کہہ دے وصف حال
دل[52] کی مستی کو تو جانے کہاں یہ ہے / وصف اُس کا پا تو چشم مست سے
دور ہے جو ذات حق سے وصف ذات / جان پھر تو با رسول معجزات
معجزات اور بس کرامات نہان / پیر صافی سے کرے دل پر عیان
انکے اندر سو قیامت نقد ہے / کمتر اُن کا مست ہمسایہ رہے
پس جلیس اللہ ہوا وہ نیکبخت / لیگیا پہلو مین نیکون کے جو رخت
معجزہ کہ دے جمادی کو اثر / یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر جان پر کرے بے واسطہ / ہووے پنہان متصل اک رابطہ
عاریت[53] ہے وہ جمادی پر اثر / روح خوش کیواسطے پوشیدہ تر
تاکہ اُس جامد سے دل لیوے اثر / حبذا ایکی پکائی نان تر
حبذا خوان مسیحا بے ضرر / حبذا اے باغ مریم کا ثمر
جان سے کامل کے ڈالے معجزات / طالبون کی جان کے اندر جون حیات

[51] وہ گیا الخ ۵ شعر وہ بیمار گیا آگے ایک طبیب کے اور کہا کہ میری نبض کو دیکھ تاکہ نبض سے تو حال دل کا جانے کہ دل سے ہاتھ کی نبض متصل ہے دل غائب ہے تو اس سے جو مثال چاہے تو اس سے ڈھونڈھ کہ جسکو دل سے اتصال ہے آگے مثال ہے ہوا آنکھوں سے پوشیدہ ہے دیکھ کہ اس مین برگ و غبار اُڑتے ہین کہ یمین کو جاتے ہین یا طرف شمال کے برگ کی جنبش تجھے وصف حال کہے یعنی دل کا حال اُس چیز سے معلوم کر کہ اس کے قریب ہو آگے اسکا پتا بطور حقائق کے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [52] دل کی الخ ۷ شعر دل کی مستی تو جانتا ہے کہان پر ہے اُسکا وصف تو پا چشم مست سے جو ذات حق سے وصف ذات اور ہے پھر تو جان ساتھ رسول و معجزات کے کرامات نہان پیر صافی سے دل پر ظاہر کرتا ہے اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے اور کمتر اُن کا ہمسایہ مست ہوتا ہے پس وہ نیکبخت جلیس اللہ کا ہو کہ جو نیکون کے پہلو مین رخت لیگیا معجزہ کہ جمادی کو اثر دیتا ہے یا عصا یا بحر یا شق القمر ہے اگر جان پر بیواسطہ کرے ایک رابطہ پوشیدہ متصل ہووے یعنی دل کا حال چشم مست سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح وصف ذات حق کا حال رسول و معجزات سے ہویدا ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [53] عاریت الخ ۶ شعر روح خوش کے واسطے پوشیدہ تر ہے تاکہ اس جامد سے دل اثر لیوے بہت اچھی ہر یکی پکائی نان تر بہت اچھا ہے خوان مسیحا کا بے ضرر اور بہت اچھا ہے باغ مریم کا ثمر کامل کی جان سے ڈالے معجزات طالبون کی جان مین مانند حیات کے معجزہ دریا و مرغ خاک ناقص کہ مرغ آبی و خاکی دریا مین ہلاک ہوے اور دریائیون کو بغیر آب دریا مین ہلاک ہوئے اور یا اولیاء سے بے کوشش کے ہے یعنی اولیاء اللہ سے بے کوشش کے نعمت باطنی دم بھر مین حاصل ہوتی ہے از راہ کرامت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

معجزه بحرست وناقص مرغ خاک	مرغ خاکی رفت در یم شد ہلاک	معجزه ہے بحر ناقص مرغ خاک	مرغ خاکی بحر مین ہووے ہلاک
مرغ آبی در وی ایمن از ہلاک	ماہیان را مرگ بد دریاست خاک	مرغ آبی بحر مین سے نے ہو ہلاک	ماہیون کو مرگ ہے دریا ہی خاک
عجز بخش جان ہر نامحرمی	لیک قدرت بخش جان ہمدمی	عجز بخشے[۱] جان کو نامحرم کی ہی	بخشے قدرت جان کو ہمدم کی ہی
چون نیابی این سعادت در ضمیر	پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر	جو نپائے یہ سعادت دل مین تو	ہے تو ہر دم ظاہر استدلال کو
که اثرہا بر مشاعر ظاہر ست	وین اثرہا از موثر مخبر است	راہ مین اکثر ہین ظاہر یہ اثر	اور اثر دیتے ہین موثر کی خبر
ہست پنہان معنی ہر داروے	ہمچو سحر و صنعت آن سامرے	وہ ہے پنہان اس سے اک معنی کو ہے	سامری کا جیسے صنعت سحر ہے
چون نظر در فکر و آثارش کنی	گرچه پنہان ست اظہارش کنی	جو نظر آثار مین اسکے کرے	گرچه پنہان تو کرے ظاہر اُسے
قوتی کان در درون مضمر ست	چون بفعل آید گواہ مظہر است	اسکی باطن مین ہی جو قوت نہان	فعل مین آئے گواہ ہووے عیان
چون بہ آثار اینہمه پیدا شدست	چون نشد ظاہر بآثار ایزدست	جو یہ سب آثار سے پیدا ہوا	کیون نہ ہو آثار سے ظاہر خدا
این سببہا و اثرہا مغز و پوست	چون بجوی سربسر آثار اوست	یہ سبب[۲] اور کل اثر ہین مغز و پوست	تو جو ڈھونڈھے کل ہین یہ آثار دوست
دوست گیری چیزہا را از اثر	پس چرا ز آثار بخششی بیخبر	دوست رکھے چیز کو از راہ اثر	کیون موثر سے ہے اب تو بے خبر
از خیال دوست گیری خلق را	چون نگیری شاہ غرب و شرق را	دوست رکھے خیال سے تو خلق کو	کیون نہ رکھے شاہ غرب و شرق کو
این سخن پایان ندارد ای قباد	حرص ما را اندرین پایان مباد	بات تو یہ بے انتہا ہے حرص کو	میری اسمین انتہا مت ہو جیو
باز گرد و قصه رنجور خوان	با طبیب آگه و بسیار دان	لوٹ تو اور قصہ بیمار کو	با طبیب دانا بینا کے کہو

رجوع بقصهٔ رنجور

رجوع طرف قصهٔ رنجور کے

نبض او بگرفت و آگه شد ز حال	که امید صحت او بد محال	نبض[۳] دیکھی اور جانا اُسکا حال	کہ اُسے امید صحت تھی محال
گفت ہر چہ دل بخواہد آن بکن	تا رود از جسمت آن رنج کہن	بولا جو کچھ تیرا دل چاہے وہ کر	دور ہو یہ تن سے تیرے تا ضرر
ہر چہ خواہد خاطر تو وا مگیر	تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر	جو ترا دل چاہے تو وہ کر پذیر	تا نہو پرہیز سے تو بس زحیر

۱ه عجز بخشے الخ یہ شعر جان کو نامحرم کی عجز بخشتا ہے اور جان کو ہمدم کی قدرت بخشتا ہے جو تو یہ سعادت دل مین نہ پائے تو ہر دم ظاہر ہے استدلال کو اکثر راہ مین ظاہر ہین اور اثر موثر کی خبر دیتے ہین پس وہ پنہان ہین تو اس سے ایک معنی کو ہے جیسے سامری کو صنعت و سحر ہے جو تو اس کے آثار مین نظر کرے اگرچه پنہان ہے تو اُسے ظاہر کرے اس سے باطن مین جو قوت نہان ہے وہ فعل مین آئے اور گواہ ظاہر ہووے یہ سب آثار سے پیدا ہوا پھر کیون نہ آثار سے ظاہر ہووے خدا یعنی مولانا یہان مقام مشاہدہ کا فرماتے ہین کہ تو آثار حق کو دیکھ کہ اس سے ذات حق کو مشاہدہ کر آگے اسکی ذات کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے۲ یہ سبب الخ یہ شعر یہ سبب و کل آثار مغز و پوست ہین جو تو ڈھونڈھے یہ کل آثار دوست ہین تو دوست رکھتا ہے چیز کو از راہ اثر کے تو اب کیون موثر سے بیخبر ہے تو خلق کو دوست رکھتا ہے خیال سے شاہ شرق و غرب کو کیون دوست نہین رکھتا ہی بات یہ بے انتہا ہے میری حرص کو اسمین بے انتہا مت ہو جیو تو لوٹ اور قصہ بیمار کو طبیب دانا و بینا سے کہہ یعنی آثار دنیا کے کل آثار خدا ہین پس تو شاہ شرق و غرب یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کیون نہین رکھتا ہے کہ انھین ذات حق بالکل ظاہر ہے پس جس نے انکو دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا آگے قصہ رنجور کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے۳ نبض دیکھی الخ یہ شعر نبض دیکھی اور اسکا حال جانا کہ اسے امید صحت کی محال تھی کہا کہ جو تیرا دل چاہے وہ کر تا دور ہو تیرے بدن سے وہ ضرر جو تیرا دل چاہے تو وہ قبول کر تا کہ پرہیز سے زحیر نہووے صبر و پرہیز اس مرض مین زیان ہی جو تیرا دل چاہے وہ درمیان لا ایسی ہی رنجور کو خدا نے فرمایا ترجمہ عمل کرو تم جو کہ چاہو تم کہا کہ جا اب تجکو خیر ہو جیو اُسنے کہا کہ لب جو کی سیر کو جاتا ہون کہ صحت کا وہ دروازہ کھلا پاتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صبر و پرہیز این مرض را دان زیان — ہر چہ خواہد دل در آرش در میان
ہمچنین رنجور را گفت ای عمو — حق تعالیٰ اعملوا ما شئتم
گفت رو ہین خیر بادت جان عم — من تماشای لب جو می روم
بر مراد دل ہمی رفت او شتاب — تا کہ صحت را بیابد فتح باب
بر لب جو صوفیی بنشستہ بود — دست و روی می شست و پاکی میفزود
او قفائش دید چون تخییلیی — کرد او را آرزوی سیلیی
بر قفای صوفی آن حیرت پرست — راست میکرد از برای صفع دست
کارزو را گر نرانم تا رود — نے طبیبم گفت کان علت شود
سیلیش اندر برم در معرکہ — زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ست این صبر و پرہیز ای فلان — خوش بکوبش تن مزن چون کاہلان
چون زدش یک سیلیی آمد طراق — گفت صوفی ہی ہی ای مردود عاق
خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند — سبلت و ریشش یکایک بر کند
لیک او را خستہ و رنجور دید — بس ضعیف و زار و زرد و عور دید
باز اندیشید او ضعف ورا — گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
رنج دق از وی بر آوردہ دمار — دید او را سخت رنجور و نزار
خلق رنجور دق و بیچارہ اند — وز خداع دیو سیلی بارہ اند
جملہ در ایذای بیجرمان حریص — در قفای یکدگر جویان نقیص
ای زنندہ بیگناہان را قفا — در قفای خود نمی بینی چرا
ای ہوا را طب خود پنداشتہ — بر ضعیفان صفع را بگماشتہ

صبر و پرہیز اس مرض مین ہے زیان — جو ترا دل چاہے وہ لا درمیان
ایسے ہی فرمایا ہے رنجور کو — بس خدا نے اعملوا ما شئتم
بولا جا اب خیر تجکو ہو چچو — مین لب جو کی ہون جاتا سیر کو
دل کی خواہش پر وہ جاتا تہا شتاب — تا کہ وہ صحت کا پائے فتح باب
نہر پر صوفی تہا اک بیٹہا ہوا — ہاتھ منہ دہوتا و کرتا پاک تہا
دیکہی گردن اس کی جون مجنون نے — آرزو کی کہ چپت مارون اسے
پیچہے اس صوفی کے وہ حیرت پرست — بس چپت کے واسطے تانے تہا دست
گر نہ پوری آرزو ہو جاوے وہ — نے معالج نے کہا علت وہ ہو
اس کے تہپڑ سے ہو نجہپر معرکہ — کیونکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ہے صبر و پرہیز اے فلان — مار اسے اور چپ نہ رہ جون کاہلان
جو چپت اسکے لگائی اک تڑاق — بولا صوفی ہین یہ کیا مردود عاق
چاہا صوفی نے کہ مین گہونسے جڑون — اور داڑہی مونچہ اسکی نوچ لون
لیک اک بیمار تر دیکہا اسے — دیکہا عاجز ناتوان اسکا اسے
پر وہ سوچا ضعف اس کو ہے سوا — گر مین مارون گہونسا یہ ہووے فنا
رنج دق سے تہی ہلاکت آشکار — دیکہا اس کو سخت بیمار و نزار
خلق سب رنجور دق ناچار ہے — کہاتے تہپڑ دیو اک مکار سے
سب حریص ایذا مین ہین حیران کے — پیچہے اک کے دوسرا نقصان دے
اے چپت مارے ہے تو بیجرم کو — پیچہے اپنے کیون نہین دیکہے ہی تو
اے ہوا کو طب ہی اپنی جانتا — اور ضعیفون پر چپت ہے مارتا

۵۱ نہر پر الخ ۶ شعر ایک صوفی نہر پر بیٹہا ہوا تہا ہاتھ اور منہ دہوتا و پاک کرتا تہا اسکی گردن دیکہی دیوانے کے مانند آرزو کی کہ اسے چپت مارون وہ حیرت پرست اس صوفی کے پیچہے چپت کیواسطے ہاتھ ملتا تہا اگر وہ پوری آرزو نہ ہو جائے معالج نے نہین کہا کہ وہ علت ہو جائے اسکے تہپڑ سے مجہپر معرکہ ہو ترجمہ مت ڈالو تم ہاتہون کو طرف ہلاکت کے ۱۲ صبر و پرہیز تہا کہ اے فلان اسکو مار چپت مت رہ مانند کاہلون کے یعنی صبر و پرہیز مریض لاعلاج کو مضر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو چپت الخ ۶ شعر جو ایک چپت اس کے تڑاق سے لگائی صوفی نے کہا کہ ہین یہ کیا ہو گیا ہے رد دو عاق صوفی نے کہا کہ مین گہونسے مارون اور داڑہی مونچہ اس کی نوچ لون ولیکن ایک بیمار تر اسے دیکہا اور ناتوان و عاجز دنگا اسے دیکہا پہر وہ سوچا کہ اسکو ضعف سوا ہے اگر مین اس کو گہونسا مارون خفا ہووے مرض دق سے ہلاکت ظاہر تہی کہ اس کو دیکہا بیمار سخت و زار آگے اس کے حقائق ہین سب خلق خدا بیمار دق و ناچار ہے کہ دیو اس کا تہپڑ کہاتا ہے یعنی مخلوق مریض ہے اور دیو سے چپت کہاتے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۳ سب حریص الخ ۲ شعر حیران کی ہو ایذا مین سب حریص ہین ایک کے پیچہے دوسرا نقصان دیتا ہے اے تو چپت مارتا ہے بیجرم کو تو اپنے پیچہے کیون نہین دیکہتا ہے اے تو اپنی ہوا طب جانتا ہے اور ضعیفون کو چپت مارتا ہے جسنے ہنسی کی اور یہ وہ بات کہ وہ ہی آدم کا گندم کہا ہے کہ تو اس دانہ کو کہا واسطے دار کے تا تو ہووے ہمیشہ اس نے لغزش دی چپت اس کے جڑی وہ چپت جسنے اس کی ہوئی اس نے لغزش اسکو سخت دی تہی ولیکن مددگار اسکا حق بیشتر تہا یعنی اہل نفس شیطان کے دہوکے مین اکثر اسی طرح مرتکب گناہ ہوتے ہین اور آخر کو اس کی پاداش مین ماخوذ ہوتے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

بر تو خندید آنکہ گفتی کین دواست — اوست کادم را بگندم رہنماست
کی ہنسی جس نے بتائی یہ دوا — کہ وہی آدم کا ہے گندم نما

کہ بخور این دانہ را اے مستعین — بہر دارو تا تکونا خالدین
کہ تو اس دانہ کو کھا اے مستعین — بہر دارو تا تکونا خالدین

اوش لغزانید سخت اندر زلق — لیک پشت و دستگیرش بود حق
اسنے لغزش اسکو دی تھی سخت تر — پر مددگار اُسکا حق تھا بیشتر

اوش لغزانید زد او را قفا — آن قفا وا گشت و گشت او را جزا
اُس نے لغزش دی چپیت اُسکے جڑی — وہ چپیت بولی جزا اسکی ہوئی

کوہ بود آدم اگر پُر مار شد — کان تریاق است و بی اضرار شد
[51] کوہ تھا آدم ہوا پُر مار گر — کان تریاقی ہے نے اسکو ضرر

تو کہ تریاقی نداری ذرۂ — از خلاصی خود چرائی غرۂ
تو نہین تریاق ذرہ بھر رکھے — کیون نجات اپنی سے تو غرہ کرے

آن خلیلانہ توکل کو ترا — وان کرامت چون کلیمت از کجا
وہ خلیلانہ توکل تجکو کہان — تجکو جون موسی کرامت وہ کہان

تا نبرد تیغت اسمٰعیل را — تا کنی شہراہ قعر نیل را
تا نہ کاٹے تیغ اسمٰعیل کو — تا کرے شہ راہ قعر نیل کو

گر سعیدی از منارہ اوفتید — بادش اندر جامہ افتاد و رہید
گر منارہ سے سعید اک کودتا — گھستی جامہ مین ہوا اور چھوٹتا

چون یقینت نیست آن بادِ حسن — تو چرا بر باد دادی خویشتن
گر یقین تجکو نہین اس باد کا — آپ کو برباد کیون تونے کیا

زین منارہ صد ہزاران ہمچو عاد — در فتادند و سر و تن باد داد
[52] اُس منارہ سے ہزارون مثل عاد — گر پڑے وہ اور دیا سر تن بباد

سرنگون افتادگان زیر منار — در نگر تو صد ہزار اندر ہزار
گر پڑے دن گو سرنگون زیر منار — دیکھ اب تو سو ہزار اندر ہزار

تو رسن بازی نمیدانی یقین — شکر پاہا گو و میرو بر زمین
چڑھنا رسی کا نہ جانے تو نکو — چل زمین پر شکر کر پانون کا تو

پر مساز از کاغذ و از کہ مپر — کاندرین سودا بسی رفتست سر
کرکے پر کاغذ سے مت اُڑ کوہ پر — ایسے سودے مین بہت سے کھوئے سر

گرچہ آن صوفی پُر آتش شد ز خشم — لیک او بر عاقبت انداخت چشم
گرچہ صوفی آگ سے غصہ ہوا — پر نظر انجام پر رکھتا وہ تھا

اول صف بر کسی ماند بکام — کو نگیرد دانہ بیند بند دام
پہلا ٹھیرا اُس کسی پر ہو بکام — کہ نہ لے دانہ و دیکھے بند دام

حبذا دو چشم پایان بین راد — کہ نگہدارند تن را از فساد
[53] حبذا انجام بین ہین چشم رو — کہ نگہ فتنہ سے رکھے جسم کو

آنکہ پایان دید احمد بود کو — دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو
جس نے آخر دیکھا وہ تھے مصطفٰے — کہ اُنھون نے دیکھی دوزخ اس جگہ

دید عرش و کرسی و جنات را — بر درید او پردۂ غفلات را
دیکھا عرش و کرسی و جنات کو — اور پھاڑا پردۂ غفلات کو

---

[51] آدم کوہ تھا الخ ٦ شعر آدم کوہ تھا اگر پر مار ہوا کان تریاقی ہے اسکو ضرر نہین تو تریاق ذرہ بھر نہین رکھتا ہے توکیون اپنی نجات سے غرہ کرتا ہے وہ توکل خلیلانہ تجکو کہان اور موسی کے مانند وہ کرامت کہان تاکہ تیغ نہ کاٹے اسمٰعیل کو تا شاہراہ کرے قعر نیل کو اگر منارہ سے ایک سعید کودتا ہوا جامہ مین گھستی اور چھوٹتا اگر اس ہوا کا تجکو یقین نہین ہے خود برباد تو نے کیون کیا یعنی اگرچہ اُس نے چپیت مار کر خود پر بلالی مگر حق کی مددگاری سے اور بلا سے نجات پائی آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢ [52] اس منارہ سے الخ ٦ شعر اس منارہ سے ہزارون عاد کے مانند گرے اور سر و تن برباد دیا گر پڑے دن گو سرنگون زیر منار سو ہزار اندر ہزار اب تو دیکھ تو چڑھنا رسی کا نہ جانے خوب زمین پر چل اور تو شکر پانون کا کر کاغذ سے پر کرکے کوہ پر مت اُڑ بہت نے ایسے سودے مین سر کھوئے ہین آگے رجوع ہے یعنی اگرچہ صوفی غصہ سے آگ ہوا پر وہ نظر انجام پر رکھتا تھا آگے حقائق ہین پہلا ٹھیر اس کسی پر با مقصد ہو کہ دانہ نہ لے اور بند دام دیکھے یعنی وہ شخص انجام مین بہتر ہے کہ اول ٹھیر کے آخر کو دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [53] حبذا الخ ٧ شعر دونون چشم انجام بین بہت اچھے ہین کہ نگہ رکھے فتنہ سے جسم کو جس نے آخر کو دیکھا وہ مصطفٰے صلعم تھے کہ اُنھون نے دوزخ اس جگہ دیکھی عرش و کرسی و جنات کو دیکھا اور پردہ غفلتون کو پھاڑا اگر تو اسلام کو ہنر سے چاہے اول چشم بند کر اور آخر کو دیکھ تا کہ عدمون کو جملہ ہست دیکھے اور ہستو کو مقید و پست دیکھے اور یہ دیکھ کہ جس کسی کو عقل ہے رات دن نیست کی جستجو مین ہے آگے اسکی مثال ہر کون تنگی مین خود کو نہ چاہے اور کون دکان سود کو نہ چاہے یعنی چشم انجام مین انسان کو آفت سے بچاتی ہو کہ عدم کو ہست جانتا ہے اور ہستی کو چاہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر | چشم ز اول بند و پایان را نگر
تا عدمہا را ببینی جملہ ہست | ہست ہا را بنگری محبوس و پست
این ببین باری کہ ہر کو عقل ہست | روز و شب در جستجوی نیست ہست
در گدائی طالب جودے کہ نیست | بر دکانہا طالب سودے کہ نیست
در مزارع طالب دخلے کہ نیست | در مغارس طالب نخلے کہ نیست
در مدارس طالب علمے کہ نیست | در صوامع طالب حلمے کہ نیست
ہستہا را سوی پس افگندہ اند | نیستہا را طالب اند و بندہ اند
زانکہ کان و مخزن صنع خدا | نیست غیر نیستی در انجلا
پیش ازین رمزے بگفتستیم ازین | این و آن را تو یکے بین دو مبین
گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ رست | در صناعت جایگاہ نیست جست
جست بنّا موضعی ناساختہ | گشت ویران سقفہا انداختہ
جست سقا کوزۂ کش آب نیست | وان درودگر خانۂ کش باب نیست
وقت صید اندر عدم بین جملہ شان | وز عدم آنگہ گریزان جملہ شان
چون امیدا است زو پرہیز چیست | با انیس خویشتن استیز چیست
چون انیس طبع تو آن نیستی است | از فنا و نیست این پرہیز چیست
گر انیس لا نۂ اے جان پسر | در کمین لا چرائے منتظر
زانکہ داری جملہ دل برکندۂ | شست دل در بحر لا افگندۂ
پس گریزت چیست زین بحر مراد | کو بشست صد ہزاران صید داد
از چہ نام برگ را کردی تو مرگ | جادوئی بین کہ نمودت مرگ برگ

تو سلامت کو ضرر سے چاہے گر | دیکھ آخر چشم اول بند کر
تا کہ تو عدموں کو دیکھے جملہ ہست | اور مقید دیکھے ہستوں کو وہ پست
دیکھے یہ کہ جس کسی کو عقل ہے | جستجو میں رات دن ہو نیست کے
کون تنگی میں نہ چاہے جود کو | کون دکان میں نہ چاہے سود کو
کون کھیتی[۱] میں نہ چاہے دخل کو | کون تھالہ میں نہ چاہے نخل کو
کون مکتب میں نہ چاہے علم کو | کون صومع میں نہ چاہے حلم کو
ڈالا ہستوں کو ہی پیچھے بیٹھ کے | نیستوں کے طالب اور بندہ ہوئے
کیونکہ کان اور مخزن صنع خدا | نے سوائے نیستی کے ظاہرا
اس سے پہلے رمز کی اسکی کہی | یہ وہ کو ایک دیکھ اور نے دوئی
یہ کہا ہر ایک کاریگر کہ ہے | دوڑا صنعت میں ہو جا نیست کے
دوڑا معمار[۲] اک بجائے بے بنی | کہ ہوئی ویران چھت اسکی گری
دوڑا سقا کوزۂ بے آب ہی | اور نجار اک جو گھر بے باب ہے
دیکھ عدم میں جملہ انکا وقت صید | اور عدم سے بھاگیں وہ سب ناامید
جو ہے لا امید بھاگے اس سے کیوں | اور انیس اپنے سے تو لڑتا ہے کیوں
جو انیس طبع جانے نیست کو | کیوں فنا و نیست سے بھاگے ہے تو
گر انیس لا نہیں تو اے پسر | تو کمین میں لا کے کیوں ہے منتظر
کس لئے برداشتہ خاطر رکھے | شست دل کی ڈالی بحر لا میں ہے
بحر مقصد سے تو بھاگے کس لئے | شست کو وہ صید دے صد بار ہے
برگ[۳] کا کیوں نام رکھا تو نے مرگ | شعبدہ ہے تو جو دیکھے مرگ برگ

بسلہ[۱] کون کھیتی میں الخ ۶ شعر کون کھیتی میں دخل کو نہ چاہے اور کون تھالہ میں نخل کو نہ چاہے کون مکتب میں علم کو نہ چاہے ہستوں کو بیٹھ کے پیچھے ڈالا اور نیستوں کے طالب و بندہ ہوئے کیونکہ کان و مخزن صنع خدا سوا نیستی کے ظاہر نہیں اس لئے پہلے رمز اسکی کہی یہ اور وہ ایک دیکھ اور دوئی نہیں ہے یہ کہا کہ ہر ایک کاریگر دوڑا صنعت میں جانب نیست کے یعنی ہستی کو چھوڑا و نیستی و عدم کو طلب کر صنعتوں میں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] دوڑا معمار الخ ۸ شعر معمار دوڑا بے بنی جگہ کی طرف کہ وہ ویران ہوئی اور چھت گری سقا دوڑا جو کوزہ بے آب ہے اور نجار جو گھر بے دروازہ ہے عدم میں دیکھ انکا جملہ وقت صید کے اور عدم سے بھاگیں وہ سب ناامید تو عدم ہے اس سے کیوں بھاگتا ہے اور اپنے انیس سے تو کیوں لڑتا ہے جو نیست کو انیس طبع جانتا ہے تو کیوں فنا و نیست سے بھاگتا ہے اگر انیس لا نہیں ہو تو کمین میں لا کے کیوں منتظر ہے کسواسطے برداشتہ خاطر اور شست دل کی بحر میں ڈالتا ہی بحر مقصد سے تو کسواسطے بھاگتا ہو کہ وہ تیری شست کو صید دے یعنی جو عدم تیرا امید ہے اور تو ہر دم اسی سے ہر شے چاہتا ہے پس تو اس سے کس واسطے بھاگتا ہے اور خوف رکھتا ہے اور مرنے سے ڈرتا ہی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] برگ الخ ۲ شعر تو نے توشہ راہ کا کیوں نام رکھا ہو مرگ یہ شعبدہ ہو کہ تو توشہ کو مرگ دیکھا ہے اسکی صنعت نے تیری آنکھیں بند کی ہیں تاکہ تیری جان کو جاہ دنیا پسند ہو اسکے خیال میں مگر اسکے عدم و نشت پر بار فزون تر جاہ ہے ہی اسواسطے جاہ دنیا کو جائے پناہ کیا مرگ نے اسکو تا جاہ میں بہ کہا جو میں نے اسکی غلطیوں کو کہا ہو ایسی ہی فرید الدین عطار سے میں نے سنا ہی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ذکر شاہ محمود غازی یعنی یہ مرگ دنیا زندگی ہے اور زندگی دنیا مرگ عقبی ہے یہ مکر اللہ کی غلطیاں ہیں کہ غافلوں کو معادمیں دکھتا ہے اور عدم و نشت پر مار دنیا سے بدتر جانتے ہیں حالانکہ یہاں سے وہاں بہتر ہے چنانچہ اسکی مثال میں قصہ ایاز و محمود کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

هر دو چشمت بست سحر صنعتش / تا که جان را در چه آمد رغبتش
در خیال او ز مکر کردگار / جمله صحرا فوق چه زهر است و مار
لاجرم چه را پناهی ساخته است / تا که مرگ او را بچاه انداخته است
آنچه گفتم از غلطهاش ای عزیز / همچنین بشنیدم از عطار نیز
رحمة الله علیه چون گفته است / ذکر شه محمود غازی سفته است

اسکی صنعت نے کی آنکھیں تیری بند / چاہ تیری جان کو تا ہو پسند
مکر اللہ سے خیال اس کے مین ہے / دشت پر مار اک فزون ہی چاہ سے
اس لئے جا بنے پناہ چہ کو کیا / مرگ نے تا چاہ مین اُس کو رکھا
اس کی غلطی ہے جو کچھ مین نے کہا / ایسی ہی عطار سے مین نے سنا
رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا / ذکر شہ محمود غازی کا کیا

بر تخت نشاندن سلطان محمود غلام ہندو را و گریستن او

تخت پر بٹھانا سلطان محمود کا غلام ہندو کو اور رونا غلام کا

گر غزای هند پیش آن همام / در غنیمت او فتادش یک غلام
پس خلیفه اش کرد و بر تختش نشاند / بر سپه بگزیدش و فرزند خواند
طول و عرض وصف قصه تو بتو / در کلام آن بزرگ دین بجو
حاصل آن کودک بر آن تخت نضار / شسته پهلوی قباد شهریار
گریه میکرد و اشک میراندی بسوز / گفت شاه او را که ای فیروز روز
از چه گریی دولتت شد ناگوار / فوق افلاک کے قرین شهریار
تو برین تخت وزیران و سپاه / پیش تخت صف زده چون مهر و ماه
گفت کودک گریه ام زانست زار / که مرا مادر دران شهر و دیار
از تو ام تهدید کردی هر زمان / بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب / جنگ کردی کاین چه خشمست و عتاب
می نیابی هیچ نفرین دگر / زین چنین نفرین مهلک سهل تر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلی / که بصد شمشیر او را قاتلی

[ف۱] کہ غزاے ہند سے وہ نیکنام / لایا اک مال غنیمت مین غلام
پس خلیفہ کر بٹھایا تخت پر / سب پہ بالا جانا گردانا پسر
قصہ کا طول و عرض بس وصف سے / ڈھونڈھ لا اندر کلام اس پاک سے
الغرض وہ طفل تخت شاہ پر / شہ کے پہلو مین ہوا بس جلوہ گر
گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز / بولا شہ اُسکو کہ ای فیروز روز
[ف۲] روتا کیون ہی ہوئی ہے دولت ناگوار / چرخ سے بالا قریب شہریار
تخت پہ تو کل وزیر و کل سپاہ / تیرے آگے ہین کھڑے جون مہر و ماہ
طفل بولا اس لئے روتا ہون مین / کہ مری ماں تھی بلاد ہند مین
تجھ سے ہر دم وہ ڈراتی تھی مجھے / تجھکو دیکھون ہاتھ مین محمود کے
پس پدر ماں سے مری اندر جواب / لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا ہے عتاب
اور بُرا کہنا نہین باقی ہے تو / ایسے مہلک بد کو آسان جانے تو
سنگدل بیرحم تو از بسکہ ہے / کہ کرے قتل اس کو سو شمشیر سے

ف۱ کہ غزاے ہند سے الخ ۵ شعر محمود نیک نام غزاے ہند سے مال غنیمت مین ایک غلام لایا اس کو خلیفہ کر کے تخت پر بٹھایا اور سب سے بالا جانا اور پسر اپنا کیا قصہ کا طول و عرض از راہ وصف کے تو اس کلام پاک عطار مین ڈھونڈھ الغرض وہ طفل تخت شاہ پر تخت شاہ کے پہلو پر جلوہ گر ہوا گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز کے شاہ نے کہا اس کو اے فیروز روز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ روتا کیون ہے الخ ۷ شعر تو کیون روتا ہے دولت ناگوار تجکو ہوئی ہے کہ چرخ سے بالا ہو اور مقرب شہریار کا تو تخت اور کل وزیر و کل سوار تیرے آگے کھڑے ہین مانند مہر و ماہ کے طفل نے کہا کہ مین اس واسطے روتا ہون کہ میری ماں بلاد ہند مین تھی وہ ہر دم تجھ سے ڈراتی تھی مجکو کہ مین تجکو محمود کے ہاتھ مین دیکھون پس باپ میری ماں سے لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا عتاب ہے اور بُرا کہنا نہین باقی ہے تو ایسی مہلک بات کو آسان جانتی ہے سنگ دل اور بے رحم تو از بسکہ ہے کہ تو اس کو قتل کرتی ہے سو شمشیر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من زگفت هر دو حیران گشتمی — در دل افتادی مرا بیم و غمی
کہنے اُن دونون سے مین حیران تھا — میرے دل مین خوف ہوتا تھا سو

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب — که مثل گشتست در ویل و کرب
ای عجب محمود دوزخ خو ہی کیا — کہ ہوا ہے وہ مثل مین اک بلا

من همی لرزیدمے از بیم تو — غافل از اکرام و از تعظیم تو
مین لرزتا تیرے خوف و بیم سے — تھا مین غافل بخشش و تعظیم سے

مادرم کو تا ببیند این زمان — مر مرا بر تخت ای شاه جهان
کان ہے ماں میری کہ دیکھے اس زمان — مجکو تخت شہ پہ اے شاہ جہان

یا پدر کو تا مرا بیند چنین — خوش نشسته پهلوی سلطان دین
ہے کہان یا باپ جو دیکھے مجھے — پہلوے سلطان مین بیٹھے ہوئے

فقر آن محمود تست ای بی سعت — طبع از دائم همی ترساندت
فقر یہ تیرا وہی محمود ہے — طبع جس سے بس ڈراتی تھی تجھے

گر بدانی رحم این محمود راد — خوش بگوئی عاقبت محمود باد
گر تو جانے رحم محمود نکو — خوش کہے تو عاقبت محمود ہو

فقر آن محمود تست ای بیم دل — کم شنو زین مادر طبع مضل
فقر ہے محمود تیرا اے نکو — طبع کی گمراہ ماں سے مت سنو

چون شکار فقر گردی تو یقین — همچو کودک اشکباری یوم دین
گر شکار فقر ہو تو بالیقین — مثل کودک روئے تو تا یوم دین

گرچه اندر پرورش تن مادرست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست
گرچہ اندر پرورش کے تن ہے ماں — لیک سو دشمن کا دشمن ہے نہان

تن چو شد بیمار دارو جوت کرد — ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
تن جو ہو بیمار دارو جو بنے — اور قوی ہو تجکو اک باغی کرے

چون زره دان این تن پر حیف را — نی شتا را شاید و نے صیف را
اس نجس تن کو زرہ کی مثل جان — نے ہے لائق سردی و گرمی یہان

یار بد نیکوست بهر صبر را — که گشاید صبر کردن صدر را
صبر کی خاطر ہے یار بد نکو — صبر کرنا کھولتا ہے صبر کو

صبر مه با شب منور دارد وش — صبر گل با خار اذفر دارد وش
صبر مہ کو رات کو روشن رکھے — صبر گل کو خار سے پر بو کرے

صبر شیر اندر میان فرث و خون — کرد او را ناعش ابن اللبون
صبر مین فرث و خون کے شیر کو — دایہ بچون کا کرے ہے اے نکو

صبر جمله انبیا با منکران — کرد شان خاص حق و صاحبقران
منکرون سے انبیا کو صبر نے — خاص حق کا کر دیا ہے جان سے

هر کرا بینی یکی جامه درست — دان که او آن را بکسب صبر جست
جس کسی کو دیکھے تو جامہ صفا — جان اُس کو صبر سے جامہ ملا

ب۱ کہنے الخ ۷ شعران دونون کے کہنے سے مین حیران تھا اور میرے دل مین خوف سوا ہوتا تھا اے عجب محمود کیا دوزخ خو ہے کہ مثال مین وہ اک بلا ہوا ہے مین تیرے خوف و بیم سے لرزتا تھا اور مین غافل تھا بخشش و تعظیم سے میری ماں کہاں ہے کہ اس وقت دیکھے مجکو تخت پر اے شاہ جہان ماں اور باپ کہاں ہے کہ مجھے دیکھے بادشاہ دین کے پاس بیٹھا ہوا آگے حقائق ہین یہ فقر تیرا وہی محمود ہے کہ مادر طبع جس سے ڈراتی تھی مجھے اگر تو رحم محمود کا نیک جانے تو خوش ہو کر کہے عاقبت محمود ہو جیو یعنی طبع مادر ویدر ہے کہ ڈراتی ہے محمود فقر سے اور عدم مین جب جاتا ہے اور محمود فقر کی نوازش پاتا ہے تو حیران ہو کر کہتا ہے کہ مین دنیا مین ناحق ڈرتا تھا عاقبت محمود کیون نہین کہتا تھا کہ یہاں اُس سے از بس آرام ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

ست فقر ہے الخ ۶ شعر فقر تیرا محمود ہے تو مادر گمراہ طبع سے بہت مت سن اگر تو شکار فقر ہو تو مثل کودک کے روز قیامت تک اگرچہ اندر پرورش کے تن مادر ہے ولیکن سو دشمن ہے جو تن بیمار ہو دوا ڈھونڈھنے والا بنے اور اگر قوی ہو تجکو باغی کرے تو اس نجس تن کو ایک زرہ کے مانند جان کہ نہ لائق دی نہ گرمی کے یہان ہے یار بد صبر کے واسطے نیک ہے کیونکہ صبر کھولتا ہے صدر کو یعنی جسم سو دشمن ہے مگر فقر کہ تجکو محمود ہے پس تو جسم کا بندہ نہ ہو اور فقر و صبر کو اختیار کر کہ دل کو روشن کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ست۳ صبر مہ کو الخ ۶ شعر صبر ماہ کو شب سے روشن کرتا ہے صبر گل کو خار سے بودار کرتا ہے صبر شیر کو کہ مابین گوبر و خون کے ہے بچون کی دایہ کرتا ہے صبر نے انبیا کو منکرون کے سبب سے خاصان حق کر دیا ہے جامہ صاف جس کسی کو تو دیکھے جان کہ اُس کو صبر سے جامہ ملا ہے جس کو برہنہ و بے نوا دیکھو اُس کی بے صبری پر وہ گواہ ہے جو کوئی وحشت زدہ پرخشم ہو جان تو کہ اس کی وفا پائی یعنی صبر سے ترقی نور باطن کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هر کرا دیدی برهنه و بی نوا / هست بر بی صبری او آن گوا
هر که مستوحش بود پر غصه جان / کرده باشد با دغائی اقتران
صبر اگر کردی ز الف آن بیوفا / از فراق او نخوردی این قفا
خوی با حق ساختی چون انگبین / با الیف که لا احب الآفلین
لاجرم تنها نماندی همچنان / کاتشی مانده براه از کاروان
چون ز بی صبری قرین غیر شد / در فراقش پر غم و بی خیر شد
صحبتت چون هست زر ده دهی / پیش خائن چون امانت می نهی
خوی با او کن کامانتهای تو / ایمن آید از افول و از عتو
خوی با او کن که خو را آفرید / خویهای انبیا را پرورید
بره بدهی رمه بازت دهد / پرورنده هر صفت خود رب بود
بره پیش گرگ امانت میدهی / گرگ و یوسف را مفرما همرهی
گرگ اگر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی
جاهل ار با تو نماید همدلی / عاقبت زحمت زند از جاهلی
او دو آلت دارد و خنثی بود / فعل هر دو بیگمان پیدا شود
مر ذکر را از زنان پنهان کند / تا که خود را خواهر ایشان کند
شلهٔ از مردان بکف پنهان کند / تا که خود را جنس آن مردان کند
گفت یزدان زان کس مکتوم او / شلهٔ سازیم در خرطوم او
تا کبینایان ما زین دو دلال / در نیفتند از فن او در جوال

جس کو دیکھے تو برہنہ بے نوا / اُسکی بے صبری پہ ہی بس وہ گوا
جو کوئی وحشت زدہ پر خشم ہو / اُس نے پایا ہے دغا تم جان لو
کرتا[1] صبر اُلفت سے گروہ بیوفا / یہ چپیت اُلفت کی کب کھاتا بھلا
حق سے عادت کرتا جیسے انگبین / شیر سے کہ لا احب الآفلین
پھر نہین تنہا تو رہتا بس یہان / جیسے رہ پر آگ رہے بے کاروان
غیر سے بے صبر ہو کر جو ملا / اُسکی فرقت مین تو بس غمگین رہا
زر خالص کی تجھے صحبت جو ہے / کیون امانت آگے خائن کے رکھے
عادت اُس سے کر امانت تا تری / نقص سے ایمن ہووے ہو ابتری
عادت اُس سے کر کہ عادت اُسنے دی / پرورش نبیون کی عادت کی کری
دے[2] تو بزغالہ کہ گلہ تجکو دے / ہر صفت کا پرورندہ رب وہ ہے
گرگ کو برہ امانت تو نہ دے / گرگ و یوسف کو تو ہمرہ مت کرے
گرگ گر تجکو دکھائے عاجزی / مت یقین کر اُس سے نے ہو بہتری
تجکو گر جاہل دکھائے ہمدلی / رنج آخر دیوے اُسکی جاہلی
ہے وہ خنثیٰ اور دو آلت رکھے / بیگمان وہ فعل دونون سے کرے
عورتون سے وہ ذکر پنہان کرے / تا کہ اُنکی بہن خود جا کر بنے
فرج اپنی کو چھپائے ہاتھ سے / تا کہ بس مردون کا خود بھائی بنے
بولا[3] یزدان فرج مخفی اُس سے ہے / فرج اُسکی ہین کرین خرطوم پے
دو دلیلون سے کہ نابینا مرے / نہ پڑے دھوکے مین اُسکے مکر سے

[1] کرتا صبر الخ ۔ شعر اگر وہ بے وفا سے فرقت سے کرتا یہ چپیت فرقت کی کب کھاتا تو حق سے عادت کرتا جیسے شہد شیر سے کرتا ہے ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو پھر تو تنہا نہین رہتا یہان جیسے راہ پر آگ رہجاتی ہے بے کاروان کے بے صبر ہو غیر سے جو ملا تو اسکی فرقت مین غمگین رہا آگے اسکی مثال ہے زر خالص کی جو تجھے صحبت ہے کیون امانت آگے خائن کے رکھتا ہے اُس سے عادت کر کہ تا امانت تیری نقصان سے ایمن ہو اور ابتری نہو اس سے عادت دی اور نبیونکی عادت کی پرورش کرے یعنی اولیاء اللہ کی عادت حاصل کر کہ عادت خدا کی تجھ مین پیدا ہو اور دیو کی عادت حاصل نہ کر کہ گمراہی مین پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دے تو آلخ ۔ شعر بزغالہ دے کہ وہ تجکو گلہ دے کہ ہر ایک صفت کا پرورندہ وہ رب ہے گرگ کو بزغالہ تو امانت نہ دے اور گرگ یوسف کو تو ہمرہ مت کرے اگر گرگ تجکو عاجزی دکھائے تو یقین مت کر کہ اس سے بہتری نہ ہووے اگر تجکو جاہل ہمدلی دکھائے آخر اسکی جاہلی رنج دیوے آگے اسکی مثال ہے وہ خنثیٰ ہے اور دو آلت رکھتا ہے بیگمان وہ دونون سے فعل کرتا ہے وہ عورتون سے ذکر کو پنہان کرتا ہے کہ تا جا کر اُن کی بہن بنے اپنی فرج کو ہاتھ سے چھپائے تا کہ خود مردون کا بھائی بنے یعنی جاہل کا تو ہمدم نہ ہو کہ آخر کار تو گمراہی مین پڑے کیونکہ جاہل حکم خنثیٰ کا رکھتا ہے کہ ساتھ فاعل کے مفعول اور ساتھ مفعول کے فاعل ہوتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[3] بولا یزدان آلخ ۔ شعر حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اُسکی فرج مخفی ہے مین اسکی فرج مین اُس کے خرطوم کرون تا کہ بینا میری دلیلون سے دھوکے مین نہ پڑے اُسکے مکر سے الغرض ہر ایک ذکر سے نری نہین ہوتی ہے جاہلون سے دور اگر رکھتا ہے دانشوری جاہل شیرین سخن کی دوستی مت کر کہ مثال ایک نے ہر کے ہر جان اور چشم روشن اگر تجھے کہے اُس سے بجز حسرت کے تجکو نہ ملے باپ کو مادر نے ظاہر اکہ میرا بچہ مکتب سے دُبلا ہوا اگر دوسری عورت کا بچہ لاتا اسیر تو جور و جفا کم کرتا اگر میرا بچہ تیرے جر سے ہوتا وہ عورت بھی کہتی کہ تکلیف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حاصل آن کز ہر ذکر ناید تری　　ہین زجاہل ترس گر دانشوری
دوستی جاہل شیرین سخن　　کم شنو کان ہست چون زہر کہن
جان مادر چشم روشن گویدت　　جز غم و حسرت ازو نفزویدت
مرپدر را گوید آن مادر جہار　　کہ ز مکتب بچہ ام شد بس نزار
از زن دیگر گرستش آوردۂ　　بر وی این جور و جفا کم کردۂ
از جز از تو گر بدے این بچہ ام　　این فشار آن زن بگفتی نیز ہم
ہین بجہ زین مادر و تیبای او　　سیلیٔ بابا بہ از حلوای او
ہست مادر نفس بابا عقل زاد　　اولش تنگی و آخر بس کشاد
ای دہندہ عقلہا فریاد رس　　تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
ہم طلب از تست وہم آن نیکوئی　　ما کییم اول توئی آخر توئی
ہم تو گوئی وہم تو بشنو ہم تو باش　　ما ہمہ لاشیم با چندین تراش
زین حوالت رغبت افزا در سجود　　کاہلی و جبر مفرست و خمود
جبر باشد پر و بال کاملان　　جبر ہم زندان و بند کاہلان
ہمچو آب نیل دان این جبر را　　آب مومن را و خون مرگبر را
بال بازان را سوی سلطان برد　　بال زاغان را بگورستان برد
باز گرد اکنون تو در شرح عدم　　کو چو پازہر ست و پندارش سم
ہمچو ہندو بچہ ہان ای خواجہ تاش　　روز محمود عدم ترسان مباش
از وجودی ترس کاکنون در وی　　آن خیالت لاشیٔ و تو لاشیٔ
لاشیٔ بر لاشیٔ عاشق شدہ است　　ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدست

الغرض نے ہر ذکر سے ہو تری　　جاہلوں سے ڈر جو ہو دانشوری
جاہل شیرین سخن کی دوستی　　مت سنے کہ ہو مثال اک زہر کی
جان مادر چشم روشن کہہ تجھے　　اُس سے بجز حسرت کے نے تجکو ملے
باپ کو مادر کہے بس ظاہرا　　میرا بچہ دُبلا مکتب سے ہوا
دوسری عورت کا بچہ لا ناتو　　اُس سے یہ جور و جفا کم کرتا تو
میرا بچہ ہوتا گر جز سے ترے　　کہتی عورت بھی یہی تکلیف سے
چاپلوسی[۱] ماں کی اب تو چھوڑ دے　　باپ کا خوش تھپڑ اُسکے قند سے
نفس ماں اور عقل تیری باپ ہے　　پہلے رنج اور بعد راحت وہ رکھے
ای خرد بخش اے مرے فریاد رس　　تا نچاہے تو نچاہے کوئی کس
بھی طلب تجھسے وہ بھی وہ نیکوئی　　ہم ہین کون اول توئی آخر توئی
بھی کہے تو بھی سنے تو بھی رہے　　ہم ہین لاشے باوجود اِن شکل کے
اس[۲] حوالہ سے سوا دی بندگی　　جبر و سستی مت دکھا در پژمردگی
جبر ہووے پر و بال کاملان　　جبر ہووے قید و بند کاہلان
مثل آب نیل جان اس جبر کو　　آب مومن کو و خون ہے گبر کو
باز کو لیجائے پر سلطان کی سو　　زاغ کو لیجائے گورستان کی سو
لوٹ اب تو جانب شرح عدم　　زہر مہرہ وہ بنے تو جانے سم
ہندو بچہ کی طرح اے نیک پے　　جا و محمود عدم سے مت ڈرے
در وجود اپنے سے تو ای اہل قال　　تو ہے لاشے تیرا لاشے ہو خیال
تو ہے لاشے عاشق لاشے ہو تو　　ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو

[۱] چاپلوسی الخ ۵ شعر ماں کی چاپلوسی تو چھوڑ دے باپ کا تھپڑ بہتر ہے اُس کے قند دینے سے آگے حقائق ہین تیرا نفس ماں اور عقل باپ ہے کہ پہلے رنج و بعد راحت وہ رکھتا ہے آگے مناجات ہے اے خرد بخش داسے فریاد رس جب تک تو نہ چاہے کوئی آدمی نچاہے بھی تجھسے طلب وہی تجھ سے نیکی ہم کون ہین اول توئی آخر توئی ہے بھی تو کہے کہ بھی تو سنے وہی تو رہے کہ ہم لاشے ہین باوجود اس شکل کے یعنی تو جاہل کی دوستی پر عمل نکر کہ گمراہی مین پڑے تو اہل عقل کی پیروی کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ [۲] اس حوالہ سے الخ ۸ شعر اس حوالہ سے بندگی سوا کر اور جبر و سستی و پژمردگی بہت دے جبر ہووے پر و بال کاملوں کا اور جبر ہووے قند و بند کاہلوں کا آگے مثال ہے مثل آب نیل کے جان اس جبر کو کہ آب مومن کو خون گبر کو ہے باز کو سلطان کی طرف لیجائے اور زاغ کو طرف گورستان کے لیجائے اب تو لوٹ شرح عدم کی طرف کہ وہ زہر مہرہ ہے اور تو سم جانتا ہے اے نیک پے اور ہندو بچہ کی طرح جا اور محمود عدم سے مت ڈر تو اپنے وجود سے ڈر اسے اہل قال کہ تو لاشے ہے اور عاشق لاشے پر ہے کہ ہیچ مانع ہوگیا ہے ہیچ کو یعنی جبر کاہل کو پر ہے اور جاہل کو قید ہے کیونکہ ہم لاشے ہین اور لاشے پر عاشق ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ -

قولہ علیہ السلام للماضین ہم الموت انما لہم حسرت الفوت

راست فرمود آن سپہدار بشر | کہ ہر آن کو کرد از دنیا گذر
چون برون رفت این خیالات از میان | گشت نامعقول او براو عیان
نیستش درد و دریغ و غبن موت | بلکہ ہستش صد دریغ از بہر فوت
لیس للماضین ہم الموت گفت | لیکشان باحسرت فوت یا بد جفت
کہ چرا قبلہ نکردم مرگ را | مخزن ہر دولت و ہر برگ را
قبلہ کردم من ہمہ عمر از حول | آن خیالاتیکہ گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست | زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
ماندیدیم آنکہ این نقش ست وکف | کف ز دریا جنبد و یابد علف
چونکہ بحر افگندہ کفہا را ببر | رو بگورستان دکفہا را نگر
پس بگو کو جنبش و جولانتان | بحر افگندست در بحرانتان
تا بگویندت بلب نے بل بحال | کہ ز دریا کن نہ از ما این سوال
نقش چون کف کے بجنبد نے ز موج | خاک بے بادی کجا آید باوج
چون غبار نقش دیدی باد بین | کف چو دیدی قلزم ایجاد بین
ہین ببین کز تو نظر آید بکار | باقیت شحمے و لحمے پود و تار

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس للماضین ہم الموت انما لہم حسرت الفوت

اُس [ف۱] سپہدار بشر نے سچ کہا | کہ گذر کے جو کہ دنیا سے گیا
یہ خیالات اُس سے جو خارج ہوئے | اور نامعقول اُسپر کھل گئے
اُسکو نے افسوس و حسرت موت سے | بلکہ حسرت وقت کی ہی فوت سے
لیس للماضین ہم الموت ہے | لیکن ان کو حسرتین ہین فوت سے
کہ [ف۲] کیا بس کیون نہ قبلہ مرگ کو | اور خزانہ دولت و ہر برگ کو
احولی سے عمر بھر قبلہ کیا | اُن خیالون کو اجل سے جو فنا
حسرت اُن مردونکو نے ہی موت سے | اس سے ہی کہ صورتون مین ہم رہے
کف ہی یا صورت ہمین یہ نے کہا | کف ہلا دریا سے اور پائی غذا
کف کو جو دریا مین ڈالا بحر نے | جا کے گورستان مین کف کو دیکھ لے
پس کہو کہان ہین تمہاری جنبشین | بحر نے بحران مین ڈالا ہی تمہین
تاکہین [ف۳] تجکو زبان حال سے | بحر سے کہ تو کہ ہم سے مت کہے
شکل جون کف کب ملے بیموج کے | بے ہوا کب خاک جائے اوج پے
شکل دیکھی جون غبار اب باد دیکھ | کف کو دیکھا قلزم ایجاد دیکھ
دیکھ تیرے کام مین آئے نظر | باقی تجھ مین گوشت چربی ہی بشر

ف۱ اُس سپہدار بشر نے الخ ۴ شعر اس سپہدار بشر نے سچ کہا ہے کہ جو کوئی دنیا سے گذر گیا ہے یہ خیال جو اس سے خارج ہوئے اور نامعقول اُسپر کھلے اُسکو افسوس و حسرت موت سے نہ ہووے بلکہ فوت وقت کی حسرت ہووے ترجمہ نہیں ہے واسطے میرے ہودن کے غم موت کا لیکن انکو حسرتین ہین فوت سے یعنی اہل اللہ کو بعد مرگ کے کچھ حسرت نہ ہوگی بجز فوت وقت کے کہ ہم نے اپنی تمام عمر عبادت مین کیون نہیں گزاری اور اکثر وقت بیکاری مین کیون گذرے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ کہ کیا الخ ۶ شعر کہ مرگ کو کیون نہ قبلہ کیا اور خزانہ و دولت و برگ کو عمر بھر احولی سے قبلہ کیا اُن خیالون کو کہ اجل سے فنا ہین اور ان مردون کو حسرت موت سے نہیں ہے اُس سے ہے کہ ہم صورتون مین رہے کف ہے یا صورت ہے یہ ہمکو نہیں ہے کھلا کف دریا سے ہلا اور غذا پائی جو کف بحر نے صحرا مین ڈالا تھا تو جا کر گورستان کف کو دیکھ کر پس کہو کہ تمہاری جنبش کہان ہین بحر نے بحران مین تمکو ڈالا ہے یعنی یہ صورت مثل کف کے ہے کہ دریا سے اس کو حرکت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ تا کہین تجکو زبان الخ ۶ شعر تا تجکو کہین زبان حال سے یہ تو بحر سے کہ ہم سے مت کہے شکل جون کف بے موج کے کب ملے اور بے ہوا خاک اوج پر کب جائے شکل مانند غبار کے دیکھی اب باد کو دیکھ کف کو دیکھ قلزم ایجاد کو دیکھ تو دیکھ کہ نظر تیری کام مین آئی باقی تجھ مین گوشت اور چربی ہے تیری شمع مین تاب نہیں اور تیرے گوشت سے مستون کو کیا اب نہیں تو تمام تن کو گلا جیسا نظر مین جا نظر مین اے بشر یعنی تو حرکت جسم کو دیکھتا ہے جان کو دیکھ کہ انسان نام کا ہے باقی گوشت و پوست ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

شحم تو در شمعہا نفزود تاب — لحم تو مخمور را ناید کباب
درگداز این جملہ تن را در بصر — در نظر رو در نظر رو در نظر
یک نظر دو گز ہمی بیند ز راہ — یک نظر دو کون دید و روی شاہ
در میان این دو فرقے بیشمار — سرمہ جو واللہ اعلم بالسرار
چون شنیدی شرح بحر نیستی — کوش تا دائم بدین بحر ایستی
چونکہ اصل کارگاہ این نیستی ست — کو خلا و بے نشان ست و تہی ست
جملہ اُستادان پئے اظہار کار — نیستی جویند و جائے انکسار
لاجرم اُستاد اُستادان صمد — کارگاہش نیستی و لا بود
ہر کجا این نیستی افزون ترست — کار حق و کارگاہش آن سرست
نیستی چون ہست بالائین طبق — از ہمہ بردند درویشان سبق
خاصہ درویشی کہ شد بی جسم و مال — کار فقر جسم دارد نے سوال
سائل آن باشد کہ جسم او گداخت — قانع آن باشد کہ جسم خویش باخت
پس ز درد اکنون شکایت بر مدار — کوست سوے نیست اسپے راہوار
این قدر گفتیم باقی فکر کن — فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آرد فکر را در اہتزاز — ذکر را خورشید این افسردہ ساز
اصل خود جذبہ ست لیک اے خواجہ تاش — کار کن موقوف آن جذبہ مباش
زانکہ ترک کار چون نازے بود — ناز کی درخورد جانبازی بود

شمع مین چربی سے تیری نے ہو تاب — گوشت سے تیرے نہ مستون کو کباب
سارے تن کو تو گلا اندر بصر — جا نظر مین جا نظر مین ای بشر
اک نظر دیکھی ہی دو گز راہ کو ف۱ — اک نظر دیکھے ہے روے شاہ کو
فرق ان دونون کے اندر بیشمار — سرمہ لا واللہ اعلم بالسرار
شرح بحر نیستی کی جو سُنی — سعی کرنا بحر مین ہو قائمی
جو کہ جز کامون کی ہے یہ نیستی — بے نشان او رخالی کب ہے اور تہی
کام کے اظہار کرنے کے لئے — نیستی اُستاد سب ہین ڈھونڈھتے
اُس لئے استاد اُستادون کا رب — کارخانہ نیستی ہے اسکا رب
جس جگہ یہ نیستی ہووے سوا ف۲ — کارخانہ اُسکا ہووے وہ سرا
نیستی جو کہ طبق بالائی ہے — سب سے پس درویش سبقت لیگئے
خاص جو درویش ہے بے جسم و مال — جسم کا ہے کام فقر اور نے سوال
وہ ہی سائل جسم جو اسکا گلا — وہ ہی قانع مال اپنا جو دیا
پس شکایت درد اب تو مت کرے — کان ہی گھوڑا نیست کی جانب چلے
یہ کہا مین نے تو باقی فکر کر — فکر گر جامد ہے جا تو ذکر کر
ذکر تاکر دیوے جاری فکر کو ف۳ — آفتاب اس فکر کا کر ذکر کو
اصل جذبہ ہے ولیکن ای نکو — کام کر جذبہ پہ قانع مت رہو
ترک کرنا کام کا جو ناز ہے — ناز بس کب لائق جانباز ہے

ف۱ اک نظر الخ ۶ شعر ایک نظر دو گز راہ کو دیکھتی ہے اور ایک روے شاہ کو دیکھتی ہے ان دونون کے اندر فرق بیشمار ہے سرمہ کو ڈھونڈھو اللہ جاننے والا بھید ون کا ہے یعنی مرشد پیدا کر اُس کی نظر عنایت سے دید تجکو حاصل ہو جو شرح بحر نیستی کی سُنی کوشش کرنا بحر مین تو قائم ہو جو کہ کامون کی جڑ یہ نیستی ہو پس کب بے نشان و خالی و تہی ہے کام کے اظہار کرنے کے واسطے سب اُستاد نیستی ڈھونڈھتے ہین اس واسطے استاد اُستادون کا رب ہے اور نیستی اُس کا کارخانہ ہے یعنی سب لوگ نیستی کو چاہتے ہین پس تو نیستی کو طلب کر کام تیرا برتر ہو باقی حال آگے ہی فافہم ف۲ جس جگہ الخ ۶ شعر جس جا نیستی سوا ہو وے اس کا کارخانہ دوسرا ہو وے جو کہ نیستی طبق بالا ہے اس واسطے درویش سب سے سبقت لے گئے خاص کر جو درویش کہ بے جسم و مال ہے جسم و فقر کا کام نہ سوال وہ سائل ہے کہ جو جسم اسکا گلا اور وہ قانع ہے کہ جس نے اپنا مال راہ حق مین دیا یعنی جو درویش کہ اپنا جسم گلاسئے وہ سائل ہے اور جو اپنا مال راہ حق مین دیوے وہ قانع ہے پس تو شکایت درد اب مت کر گھوڑا کہان ہے کہ نیست کی جانب چلے یہ مین نے کہا تو باقی فکر کر اگر فکر جامد کی تو جا ذکر کر یعنی نیستی حاصل کرنے کے واسطے اول ذکر کر تا فکر حاصل ہو اور ذکر سے جذب پیدا ہو پس جذب تجکو یار تک پہونچادے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ ذکر تا کر دیوے الخ ۷ شعر تا ذکر جاری کر دیوے فکر کو و آفتاب اس فکر کا ذکر کرے اصل جذبہ ہے ولیکن تو کام کر جذبہ پر قانع مت ہو کام کا ترک کرنا جو ناز ہی پس ناز کب لائق جانباز ہے بے قبول درد کے تو فکر کر اور امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام پس مرغ جذبہ آشیانہ سے اڑے تو صبح دیکھے شمع کو پھونک دے یعنی تو قبول درد کی فکر سست کر امر و نہی کا چاہیئے پابند جب وہ گز نگاہ نور کا دیدہ بنے تو مغز دیکھے عین اندر پوست کے تو ذرہ مین خورشید بقا دیکھے اور کل دریا قطرہ مین ہمراہ دیکھے آگے اسکا بیان ہے ۱۲

سے قبول اندیش نے ردامی غلام — امر او نہی وامی بین مدام
مرغ جذبہ ناگہان پرد زعش — چونکہ دیدی صبح شمع آندم بکش
چشمہا چون شد گذارہ نور اوست — مغزہا می بیند او در عین پوست
بیند اندر ذرہ خورشید بقا — بیند اندر قطرہ کل بحر را

نے قبول و رد کی کرائے غلام — امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام
مرغ جذبہ آشیان سے جب اڑے — صبح دیکھی شمع کو تو پھونک دے
جب گذر گہ نور کا دیدہ بنے — مغز دیکھے عین اندر پوست کے
دیکھے ذرہ مین تو خورشید بقا — دیکھے قطرہ مین تو کل دریا بھلا

بازگشتن بحکایت صوفی برلب جوی

لوٹنا طرف حکایت صوفی کے لب جو پر

گفت صوفی در قصاص یک قفا — سر نشاید باد دادن در عمی
خرقۂ تسلیم اندر گردنم — بین چہ آسان کرد سیلی خوردنم
دید صوفی خصم خود را سخت زار — گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
او بیک مشتم بریزد چون رصاص — شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد — او بہانہ می کند تا در فتد
بہر این مردہ دریغ آید دریغ — کہ قصاصم افتد اندر زیر تیغ
چون نمی تانست کف بر خصم زد — عزمش آن شد کش بر قاضی برد
کہ ترازوی حق ست و کیل او — زان سو حق ست دائم میل او
مخلص ست از مکر دیو و حیلہ اش — ایمن ست از قید دیو و قیلہ اش
ہست او مقراض احقاد و جدال — قاطع جنگ دو خصم و قیل و قال
دیو در شیشہ کند افسون او — فتنہ با ساکن کند قانون او
چون ترازو دید خصم پر طمع — سرکشی بگذارد و گردد تبع

بولا[۱] صوفی اک چپت کے واسطے — اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیے
میرے تن مین جامۂ تسلیم نے — اک چپت کھانا کیا آسان مجھے
سخت لاغر دیکھا صوفی نے عدو — بولا گھونسا ماروں گر اس شخص کو
جو کنھیر اک میرے گھونسے سے گلے — شہ قصاص اور زجر فرمائے مجھے
وہ پرانا خیمہ ٹوٹی میخ ہے — ڈھونڈھتا حیلہ ہے تاکہ گر پڑے
حیف[۲] اس مردہ پہ آتا ہے مجھے — کہ قصاص جو میرا نیچے تیغ کے
جو عدو کو مارنے سکتا ہون مین — پاس قاضی کے اُسے لیجاؤن مین
کہ وہ پیمانہ ترازو حق کا ہے — کیونکہ سوے حق سدا رغبت رکھے
مکر سے ہر دیو کے جو چھوٹا ہوا — قید سے دیودن کی وہ ایمن رہا
ہے وہ قینچی کینہ پیکار کا — قاطع دو دشمن کی ہے تکرار کا
اُسکا افسون دیو شیشہ مین کرے — اُسکا قانون فتنہ بس ساکن کرے
جو[۳] ترازو دیکھے دشمن نے کہا — سرکشی کو ترک اور تابع ہوا

سلہ بولا صوفی الخ ۵ شعر صوفی نے کہا کہ ایک چپت کے واسطے اندھے پن سے سر مہ دینا چاہیے جامۂ تسلیم نے میرے تن مین ایک چپت کھانا مجھے آسان کیا صوفی نے عدو کو سخت لاغر دیکھا کہا کہ اگر ایک گھونسا مارون اُس شخص کو کنھیر کے مانند میرے گھونسے سے گلے بادشاہ قصاص اور زجر مجھے فرمائے آگے مثال ہے وہ پرانا خیمہ اور ٹوٹی میخ مکر اور حیلہ ڈھونڈھتا ہے کہ تا گر پڑے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سلہ حیف الخ ۶ شعر اس مردہ پر مجھے افسوس آتا ہے کہ میرا قصاص زیر تیغ ہو جو مین دشمن کو مار نہین سکتا ہون اُسے پاس قاضی کے مین لیجاؤن کہ وہ پیمانہ و ترازو حق کا ہے کیونکہ حق کی جانب ہمیشہ رغبت رکھتا ہے دیو کے مکر سے چھوٹا ہوا ہے اور دیوؤن کی قید سے محفوظ رہا ہے وہ قینچی ہے جنگ و پیکار کی اور قاطع ہے دو دشمن کی تکرار کا اس کا افسون دیو کے شیشہ مین کرتا ہے اور اسکا قانون فتنہ کو ساکن رکھتا ہے یعنی علماے اہل کمال واسطے حق و باطل کی ترازو حق کی ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو ترازو الخ ۷ شعر جو ترازو دیکھے دشمن نے سرکشی کو ترک کیا اور تابع ہوا اگر ترازو مین منصفی نہین ہے قسم سے راضی ہو دے قاضی ایسے کب راضی ہو تو طمع ہی رکھتا ہے بسبب بے دانشی واہی کے قاضی رحمت اور دفع تکرار ہے اور ایک قطرہ ہے دریاے عدل محشر سے قطرہ ہے اگرچہ چھوٹا و کوتاہ دیکھتا ہے مگر لطف آب بحر کا اس سے پیدا ہے اگر تو خیمہ تن کو ظلمت سے پاک رکھے تو ایک قطرہ سے بحر کو دیکھے آگے اس کی مثال ہی ہر ایک جز دھال کل پر گواہ ہے شفق کے مانند دغماز خورشید کا ظاہر ہے یعنی قاضی عدل حق کا نمونہ ہے جیسے قطرہ بحر کا نمونہ مگر ایسا نمونہ ہو کہ وہ جز دکل کا کام دیتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

در ترازو نیست گر افزون دیش — از قسم راضی نہ گردد آگہیش
کے شود راضی ز تو طبع تہیش — از پے بے دانشی و ابلہیش
ہست قاضی رحمت و دفع ستیز — قطرۂ از بہر عدل رستخیز
قطرہ گرچہ خرد و کوتہ پا بود — لطف آب بحر از و پیدا بود
از غبار ار پاک داری کلہ را — تو ز یک قطرہ بہ بینی دجلہ را
جزوہا بر حال کلہا شاہدست — چون شفق غماز خورشید آمدست
آن قسم بر جسم احمد راز حق — آنچہ فرمودست کلا و الشفق
مور بر دانہ چرا لرزان بدے — گر از ان یکدانہ خرمن دربدے
بر سر حرف آ کہ صوفی بیدل است — در مکافات جزا مستعجل ست
اے تو کردہ ظلمہا چون خوشدلی — از تقاضاے مکافی غافلی
یا فراموشت شدست آن کردہا — کہ فرو آویخت غفلت پردہا
جرم گردون شکایت کردی بر صفات — گر نہ خصمیہاستی اندر رقفات
تا یکی محبوسی برای آن حقوق — اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
تا بیکبارت نگیرد محتسب — آب خود روشن کن اکنون یا محب

نے قسم سے ہووے راضی ابلہی — گر ترازو مین نہین ہے منصفی
باعث بے دانشی و ابلہی — کب ہو راضی وہ تو ہی طبع تہی
ایک قطرہ بحر عدل حشر سے — قاضی رحمت اور دافع جنگ ہے
لطف آب بحر پیدا اُس سے ہے — قطرہ گرچہ چھوٹا اور کوتہ دکھے
ایک قطرہ سے تو دیکھے بحر کو — خیمہ گر ظلمت سے رکھے پاک تو
جون شفق غماز خور ہے ظاہرا — جزو ہر اک حال کل پر ہے گواہ
جو کہ فرمایا ہے کلا و الشفق — جسم[۱] احمد کی قسم کھاتا ہے حق
گر وہ اک دانہ سے خرمن جانتی — کس لئے دانہ پہ چیونٹی کانپتی
اور جزا لینے مین وہ جلدی کرے — قصہ پر آ بیدلی خرمن رکھے
اور عوض سے اسکے تو غافل ہے کیون — ظالما اس ظلم سے خوشدل ہے کیون
ڈالا پردہ تجھ پہ غفلت نے جو ہی — یا تو بھولا اُس کے سے اپنے کو ہے
گر چپت مین دشمنی رکھتا نہ تو — تیری رشک ہونا صفا سے چرخ لو
تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے — قید ہے تو ان حقوقون کے لئے
روشن اب کر آپ اپنا یا محب — دفعتہً تجھکو نہ پکڑے محتسب

رفتن صوفی سوے آن سیلے زن و بردن اورا بہ قاضی

جانا صوفی کا طرف اُس چپت مارنیوالے کے اور اُس کو لیجانا پاس قاضی کے

رفت صوفی سوی آن سیلی زنش — دست زد چون مدعی بر دامنش
اندر آوردش بر قاضی کشان — کاین خر ادبار را بر خر نشان
یا بزخم درہ دہ اوراجزا — آنچنانکہ راے تو بیند سزا

اُس[۲] چپت زن پاس وہ صوفی گیا — پکڑا دامن مدعی کے مثل جا
لایا اُس کو پیش قاضی کھینچکر — کہ تو اُس خر کو بٹھا یا پشت خر
یا دے زخم درہ سے اسکو جزا — راے تیری جس طرح دیکھے سزا

[۱] جسم احمد کی آخ ۸ شعر حق جسم احمد کی قسم کھاتا ہے کہ جو فرمایا ہی ترجمہ قسم کھاتا ہون مین شفق کی ایک دانہ پر چیونٹی کسواسطے کانپتی ہے اگر وہ ایک دانہ سے خرمن جانتی تو قصہ پر آ صوفی بیدلی رکھتا ہے اور جزا لینے مین جلدی کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین اے شخص تو نے ظلم کیا خوشدل کیون ہے اور تقاضاے بدسے غافل کیون ہی یا تو اسکے لئے اپنے کو بھولا جو غفلت نے تجھپر پردہ ڈالا ہے تیری صفائی سے رشک ہوتا ہے چرخ کو اگر چپت مین دشمنی نہ رکھتا تو ان حقوقون کیواسطے قید ہے تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس طاق سے تا محتسب دفعۃً تجکو نہ پکڑے اب روشن کر اب اپنے کو اے محب یعنی جو ظلم کر کے تو خوشدل ہوتا ہے اس کے بدلہ سے غافل کیون رہتا ہے آگے قاضی کے پاس جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] اس چپت زن آخ ۵ شعر اس چپت مارنے والے کے پاس صوفی گیا اور مدعی کے مانند جا کر دامن پکڑا اس کو کھینچکر قاضی کے پاس لایا کہ تو اس خر کو بٹھا یا پشت پر خر یا زخم درہ سے اسکو جزا دے جیسی تیری راے سزا دیکھے کہ جو کوئی تیرے زخمون سے مرسے وہ سختی مجھ پر تاوان نہ کرے تو حق کا نائب ہے و سایہ عدل کا اور حق کا آئینہ اور مستحق ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲

کانکہ از زخم تو میرد در دیار — بر تو تا دان نیست باشد آن جبار
نائب حق ہست و سایہ عدل حق — آئنہ حق ست و باشد مستحق
کو ادب از بہر مظلومی کند — نے برای عرض و خشم و دخل خود
چون برای حق ور وز آجل ست — گر خطای شد دیت بر عاقل ست
عاقلہ او کیست دانی ہست حق — سوی بیت المال برگردان ورق
آنکہ بہر حق زند او آمن ست — وآنکہ بہر خود زند او ضامن ست
گر بزد والد پسر را او بمرد — آن پدر را خون بہا باید شمرد
زانکہ او را بہر کار خویش زد — خدمت او واجب آمد بر ولد
چون معلم زد صبی را شد تلف — بر معلم نیست چیزے لاتخف
کان معلم نائب افتاد و امین — ہر امین را ہست حکمش ہمچنین
نیست واجب خدمت استا برو — پس ز جر استا نبودش کار جو
در پدر زد او برای خود زدست — لاجرم از خون بہا دادن نرست
پس خودی را سر ببر باذو الفقار — بیخودی شو فانی و درویش وار
چون شدی بیخود ہر انچہ تو کنی — مارمیت اذ رمیت ایمنی
آن ضمان بر حق بود نے بر امین — ہست تفصیلش بفقہ اندر ببین
ہر دکانے راست بازار دگر — مثنوی دکان فقر است ای پدر
در دکان کفشگر چرم ست خوب — قالب کفش ست اگر بینی تو چوب
پیش بزازان خز و اکسن بود — بہر گز باشد اگر آہن بود

کہ ترے جو کوئی زخمون سے مرے — تجھ پر سے نادان وہ سختی کرے
حق کا نائب ہی وسایہ عدل حق — حق کا آئینہ ہے اور ہی مستحق
کہ ادب[۱] مظلوم کی خاطر وہ دے — نے غرض اور خشم و نفع کے لئے
جو ہے حق کے اور محشر کے لئے — گر خطا ہووے دیت عاقل پہ ہے
اُسکا عاقل کون تو جانے ہی حق — لوٹ بیت المال کیجانب ورق
وہ امین ہی مارے جو حق کے لئے — وہ ہے ضامن مارے جو اپنے لئے
گر پسر کو باپ مارے وہ مرے — اُس پدر کو خونبہا دینا پڑے
کیونکہ اُسکو مارے اپنے واسطے — خدمت اسکی واجب آئی پور پے
گر معلم[۲] مارے لڑکے کو مرے — اُس معلم پر نہین کچھ خوف ہے
کہ امین آیا معلم وہ دے — جو امین ہے اُس کو یہی حکم ہے
نے ہی واجب خدمت اُستا کی اسے — نے اُسے دھمکا کے اپنا کام لے
باپ نے مارا اُسے اپنے لئے — خون بہا دینا پڑا اسواسطے
پس خودی کا تیغ سے سر کاٹ تو — اور کر بیخود و فانی آپ کو
جب ہوا بیخود ہی تو جو چاہے کر — مارمیت اور رمیت ہے نڈر
نے امین پر وہ ضمانت حق پہ ہی — اُس کی ہی تفصیل اندر فقہ کے
ہر دوکان[۳] کا اور ہی بازار ہے — مثنوی دکان فقر اے یار ہے
کفشگر کی ہے دکان مین چرم خوب — کفش کا قالب ہی گر دیکھے تو چوب
مخمل اطلس پاس بزازون کے ہی — گر ہی آہن تو ہی گز کے واسطے

[۱] کہ ادب الخ ۶ شعر کہ وہ ادب مظلوم کی خاطر دیوے نہ غرض و نہ خشم و نفع کیواسطے جو حق و محشر کیواسطے ہی اگر خطا ہووے ذنب عاقلہ پہ ہے تو جانتا ہی کہ اسکا عاقلہ کون ہے حق ہے بیت المال کی جانب ورق لوٹ جو حق کے واسطے مارے وہ امین ہے اور جو اپنے واسطے مارے وہ ضامن ہے آگے اسکی مثال ہی اگر پسر کو باپ مارے اور وہ مرے اس پدر کو خونبہا دینا پڑیگا کیونکہ اس کو اپنے واسطے مارا ہی کہ اسکی خدمت پسر پر واجب آئی یعنی جو کوئی کسی کو مارے تو دیت اُس کی عاقلہ پر ہے پس خدا کے واسطے مارے اور اس مین خطا ہو جاوے تو اسکا عاقلہ حق ہے پس دیت اُس کی حق دے گا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] گر معلم مارے الخ ۲ شعر اگر معلم لڑکے کو مارے اس معلم پر کچھ خوف نہین ہے کہ وہ معلم امین آیا ہے اور جو امین ہے اس کو خدمت اُستاد کی واجب نہین اور نہ اُستاد اس سے دھمکا کر کام لے اس کو باپ نے اپنے واسطے مارا اسواسطے خونبہا اسے دینا پڑا آگے اسکے حقائق ہین پس تو خودی کا تیغ سے سر کاٹ اور آپ کو بیخود وفانی کر کہ جب تو بیخود ہوا ہے جو چاہے کر ترجمہ نہین پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے پس تو بیڈر ہے امین پر نہین وہ ضمانت حق پہ ہے اس کی تفصیل فقہ مین ہے یعنی بحالت بیخودی جو تو کریگا اس کا مواخذہ تجھ سے نہو گا بموجب شریعت کے اس کی آگے مثال ہی فافہم ۱۲ [۳] ہر دکان الخ ۵ شعر ہر ایک دوکان کا اور ہی بازار ہے مثنوی دوکان فقر کی اے یار ہے کفشگر کی دوکان مین چرم خوب ہے تو وہ بھی کفش کا قالب ہے مخمل و اطلس بزازون کے پاس ہے اگر آہن ہے تو گز کے واسطے ہے پس میری دوکان وحدت کی ہے جو واحد کے غیر دیکھے اس کو بت جان سے جو غیر واحد اس مین تو دیکھے ان سب چیز کو بیگمان بت جان یعنی یہ مثنوی دکان وحدت کی ہے جو تو غیر واحد کے دیکھے اس کو بت جان آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

مثنوی ما دکان وحدت است — غیر واحد هرچه بینی آن بت است
غیر واحد هرچه بینی اندرین — بیگمان نے جمله را بت دان یقین
بت ستودن بهر دام عامه را — همچنان دان کالغرانیق العلی
خواندش اندر سورهٔ والنجم زود — لیک آن فتنه بُد از سوره نبود
جمله کفار آن زمان ساجد شدند — هم سری بود آنکه سر بر در زند
بعد ازین حرفیست پیچاپیچ دور — با سلیمان باش و دیوان را مشور
هین حدیث صوفی و قاضی بیار — وان ستمگار و ضعیف زار زار

مثنوی میری دکان وحدت کی ہے — غیر واحد جو دکھے بت جان ہے
غیر واحد دیکھے جو کچھ اس مین تو — بیگمان بت جان اس سب چیز کو
پھانسنے[۵۱] کو عام کے تب کی ثنا — جان جیسے کالغرانیق العلی
سورۂ والنجم مین اسکو پڑھا — لیک وہ فتنہ تھا سورۃ سے نہ تھا
کافرون نے اُس گھڑی سجدہ کیا — بھید تھا وہ جو کہ سر در پر رکھا
بعد اُس کے حرف ہے اک پیچدار — چھوڑ دیون کو سلیمان کا ہو یار
بات اب صوفی کی اور قاضی کی کر — اور اس آزار رس عاصی کی کر

هم در تقریر قصه قاضی و صوفی

بھی تقریر مین قاضی و صوفی کے

گفت قاضی ثبت العرش ای پسر — تا بر و نقشی کنم از خیر و شر
کو زننده کو محل انتقام — کاین خیالی گشته است اندر سقام
شرع بهر زندگان و اغنیاست — شرع بر اصحاب گورستان کجاست
آن گروهی کز فقیری بی برند — صد جهت زان مردگان فانی‌ترند
مرده از یک روست فانی در گزند — صوفیان الحق ز صد جهت فانی شدند
مرگ یک قتل است این صد هزار — هر یکی را خونبهای بیشمار
گرچه کشت این قوم را حق بارها — ریخت بهر خونبها انبارها
همچو جرجیس اند هر یک در سرار — گشته کشته زنده گشته چند بار

بولا[۵۲] قاضی تختی قائم کر لے پسر — تا لکھون مین اُسپہ نقش خیر و شر
کس نے مارا اور کہان جائے جزا — کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا
شرع ہے زندون غنی کیواسطے — شرع کب ہے اہل گورستان پہ ہے
وہ گروہ کہ فقر سے آگاہ ہے — فانی مردون سے سوا سو وجہ سے
اک جہت سے مردہ صدمہ مین فنا — جملہ صوفی سو جہت سے ہین فنا
مرگ ہے اک قتل یہ لاکھون ہزار — خونبہا ہر ایک کا ہے بے شمار
حق نے کشتہ قوم یہ کی بارہا — اور ذخیرہ رکھا پھر خونبہا
مثل[۵۳] جرجیس ہین یہ ہر ایک راز دار — کشتہ اور زندہ ہوئے ہین چند بار

شفقت

۵۱ پھانسنے کو آلخ ۵ شعر عام کی جان پھانسنے کو جان جیسی غرانیق العلی اسکو سورہ والنجم مین پڑھا لیکن وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا اسدم کافرون نے سجدہ کیا وہ بھید تھا جو کہ سر دروازے پر رکھا اس کے بعد ایک حرف ہے پیچدار دیوون کو چھوڑ و سلیمان کا یار ہو اب بات صوفی و قاضی کی کر اس آزار رس قاضی کی کر یعنی ہنگام پڑھنے کے سورہ والنجم کی جناب رسول مقبول صلعم کی باواز شیطان الفاظ غرانیق العلی کے کفار کے کان مین آئی ہے پس کفار نے سجدہ کیا حالانکہ جناب رسول مقبول صلعم نے وہ لفظ نہین فرمائے تھے پس مثنوی کے شعر بھی اسی طور پر ہین بقول بحر العلوم یعنی جو شعر مثنوی مین غیر وحدت کے معلوم ہون اسمین بھی ایک بھید ہے واسطے رجوع عام کے آگے قاضی و صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا قاضی آلخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ تختی قائم کر تا کہ اُسپر نقش خیر و شر کا لکھون کسنے مارا اور جزا کہان جائیگی کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا شرع زندون و غنی کے واسطے ہے اہل گورستان پر شرع کب ہے آگے اسکے حقائق ہین وہ گروہ فقر سے آگاہ ہے سو وجہ مردون سے فانی تر ہے مردہ ایک جہت سے صدمہ مین فنا ہے اور سب صوفی سو جہت سے فنا ہین مرگ ایک قتل ہے اور لاکھون ہزار ہین کہ ہر ایک کا خونبہا بے شمار ہے حق نے یہ قوم بارہا کشتہ کی اور واسطے خونبہا کے ذخیرہ رکھا یعنی صوفی ہزار ہا بار مرتا و زندہ ہوتا ہے اور ہر ایک فنا کے عوض خونبہا حق پاتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مثل جرجیس آلخ ۷ شعر یہ ایک رازدار مثال جرجیس عم کے ہین کہ چند بار کشتہ اور زندہ ہوئے ہین ذوق سنان یار سے کشتہ ہو زندہ ہوئے اور آرزو رکھتے ہین کہ اور زخم دے والله عشق دو وجان بحرمت سے کشتہ ہے دوبارہ قتل آگے رجوع بقصد ہے قاضی نے کہا کہ میرے زندون پر قضا ہے اہل گورستان کا مین کب حاکم ہون اگرچہ یہ ظاہر در گور نہین ہے اس کے جسم و اعضا اندر گور کے مردے ہین دیکھ اگر ایک اینٹ گور سے کچھ گرے حاصل کب گور سے اٹھا جاتا ہے یعنی تن مردہ سے جو صدمہ پہونچے وہ لائق قصاص کے نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گشته از ذوق سنان داد گر — می بزارد که بزن زخمی دگر
گشته ہین ذوق سنان یار سے — آرزو رکھین که اک زخم اور دے

والله از عشق وجود جان پرست — گشته بر قتل دوم عاشق ترست
والله جان پرور کے تیغ عشق سے — گشته عاشق تر دوبارہ قتل پے

گفت قاضی من قضا دار حیم — حاکم اصحاب گورستان کیم
بولا قاضی میرے زندون پر قضا — کب ہو حاکم اہل گورستان کا

این بصورت گرنه در گورست پست — گورها در دودمانش آمده است
یہ بظاہر گرنہین در گور ہے — اس کے جسم اعضا کے اندر گور ہے

پس بدیدی مرده اندر گور تو — گور را در مرده بین اے کور تو
دیکھے تو نے مردے اندر گور کے — گور مردہ مین تو اندھے دیکھ لے

گر ز گوری بر تو خشتی او فتاد — عاقلان از گور کے خواهند داد
گور سے گر اینٹ اک تجھ پر گرے — چاہے کب انصاف عاقل گور سے

گرد خشم و کینهٔ مرده مگرد — هین مکن با نقش گرمابه نبرد
خشم مت[۱] کر اب تو مردہ جسم پے — جنگ مت کر نقش سے حمام کے

شکر کن که زنده بر تو نه زد — کانکه زنده رد کند حق کرد رد
شکر گر زندہ نے تو نے مارا مجھے — رد کیا حق نے جو زندہ رد کرے

خشم احیا خشم حق و زخم اوست — که بحق زنده است آن پاکیزه پوست
خشم زندہ کا خدا کا خشم ہے — کہ وہ حق کے ساتھ زندہ جان سے

حق بکشت او را و در پاچه اش دمید — زود قصابانه جلد از وی کشید
حق نے مارا پھونکا اندر پوست کے — مثل قصاب اسکو کھینچا جلد سے

نفخ در وی باقی آمد تاب تاب — نفخ حق نبود چو نفخهٔ آن قصاب
نفخ اس کے درمیان باقی رہے — نفخ حق نے نفخ جون قصاب کے

فرق بسیارست بین النفختین — این همه زینست باقی جمله شین
دونون نفخون مین بہت سا فرق ہے — کل یہ زینت باقی سب زشتی رکھے

این حیات از وی برید و شد مضر — وان حیات از نفخ حق شد مستقر
یہ حیات اس سے کٹے ہو ناروا — وہ حیات ہو نفخ حق سے دائما

این دم آن دم نیست کآید بشرح — هین بر آ زین قعر چه بالای صرح
یہ دم اس دم سا نہین کہ ہو بیان — قعر چہ سے تو نکل تا آسمان

نیستش بر خر نشاندن مجتهد — نقش هیزم را کسی بر خر نهد
اسکو[۵۲] نے خر پر بٹھانا جہد ہے — نقش ہیزم کوئی بھی خر پر رکھے

بر نشست او نه پشت خر سزد — پشت تابوتیش اولی تر سزد
لائق اسکے بیٹھنے کے کب ہے خر — پشت تابوت اسکے لائق خوب تر

ظلم چه بود وضع غیر موضعش — هین مکن در غیر موضع ضایعش
ظلم کیا ہے خرچ کرنا غیر جا — ضائع مت کر غیر جا مین تو بھلا

گفت صوفی پس روا داری که او — سیلیم زد بے قصاص و بے قسو
بولا صوفی که روا رکھے که وہ — مارے تھپڑ اور قصاص اس سے نہو

کے روا باشد که هر خرس قلاش — صوفیان را صفع اندازد بلاش
کب روا ہو کہ ہر اک اوباش خر — صوفیون کو مارے تھپڑ دے ضرر

گفت صوفی را چه باک از صفع خیز — با چنین بیمار کم کن ستیز
بولا[۵۳] قاضی کیا چپت سے خوف ہے — جھگڑا مت کر ایسے تو بیمار سے

[۱] خشم مت کر آلخ ۸ شعر یعنی جسم مردہ پر خشم نہ کر اور نقش حمام سے جنگ مت کر شکر کر کہ تجکو زندہ نے نہین مارا حق رد کرے جوکہ زندہ رد کرے خشم زندہ کرے خدا کا ہی کہ وہ ساتھ حق کے زندہ ہی جان سے حق نے مارا پھونکا پوست مین اور قصاب کے مانند کھینچا پوست سے نفخ اسکے اندر باقی رہے کہ نفخ حق کا مانند نفخ قصاب کے نہین ہے دونون نفخون مین بہت فرق ہی یہ کل زینت ہی اور باقی زشتی رکھتی ہے یہ حیات اس سے کٹے ناروا ہو اور وہ حیات نفخ حق ہو دائما ہو یہ دم اس دم کے مانند نہین کہ بیان ہو قعر چاہ سے نکل تا بالای آسمان یعنی تو شکر کر کہ تجکو زندہ یعنی واصل حق نے نہین مارا ہی کہ اسکا مارنا عین حق کا مارنا ہی کہ فعل اسکا فعل خدا کا ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [۵۲] اسکو آلخ ۵ شعر اسکو خر پر بٹھانا کوشش نہین ہی کوئی بھی نقش ہیزم کو خر پر رکھتا ہی پشت خر اسکے بیٹھنے کے کب لائق ہی خوب تر ظلم کیا ہی غیر جگہ خرچ کرنا پس تو غیر جا مین مت ضائع کر صوفی نے کہا تو روا رکھتا ہی کہ وہ تھپڑ مارے اور قصاص اس سے نہو یہ کب روا ہو کہ ہر ایک اوباش صوفیون کو تھپڑ مارے اور ضرر دیوے یعنی وہ ظلم ہے کہ غیر محل پر وہ شے خرچ ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۵۳] بولا قاضی آلخ ۸ شعر قاضی نے کہا کہ چپت سے کیا خوف ہی ایسے بیمار سے تو جھگڑا مت کر اے صوفی تو بیش و کم کیا رکھتا ہی کہا کہ اس جہان مین چھ درم رکھتا ہون قاضی نے کہا کہ تین درم تو خود خرچ کر اور تین درم اس بیچارے کو دے عاجز و بیمار درویش ہی بھاجی اور روٹی کیواسطے تو تین درم دے قاضی و صوفی باہم قال کر رہے تھے ولیکن اس رنجور کا سخت حال تھا جانب گردن قاضی کے جو نظر کی صوفی کی گردن سے خوب تر پائی پس ہاتھ اٹھاتا چپت کیواسطے کہ میری چپت کا قصاص ارزان ہی قاضی کے کان مین کچھ کہنے کو جھکا اور ایک چپت قاضی کے سر پر جڑی باقی حال چپت مارنے کا آگے ہے فافہم ۱۲

این چه داری صوفیا از بیش و کم
گفت دارم زین جهان من شش درم

گفت قاضی سه درم تو خرج کن
دان سه دیگر را بدو ده بی سخن

زار و رنجورست و درویش و ضعیف
سه درم می باشد تره و رغیف

قاضی و صوفی بهم در قیل و قال
لیک این رنجور زار و سخت حال

بر قفای قاضی افتادش نظر
از قفای صوفی آمد خوب تر

راست میکرد از پی سیلیش دست
که قصاص سیلیم ارزان شده است

سوی گوش قاضی آمد بهر راز
سیلیی آورد قاضی را فراز

صوفیا رکھتا ہے کیا تو بیش و کم
بولا رکھوں اس جہاں سے چھ درم

بولا قاضی تین تو خود خرچ کر
اور درم تین اسکو دے اے بیخبر

عاجز و بیمار اور درویش ہے
نان و بھاجی کو درم تو تین دے

قاضی اور صوفی بہم کرتے تھے قال
لیکن اس رنجور کا تھا سخت حال

گردن قاضی کی اسکو کی نظر
گردن صوفی سے پائی خوب تر

ہاتھ تانا بس چپت کے واسطے
کہ قصاص ارزان چپت میری کا ہے

کان میں کچھ کہنے قاضی کے جھکا
اک چپت قاضی کے اُسنے بس جڑا

سیلی زدن رنجور قاضی را و زنش کردن صوفی او را

چپت مارنا رنجور کا قاضی کو اور لعن طعن کرنا صوفی کا اسکو

گفت هر شش را بیارید ای دو خصم
تا روم آزاد و بی خرخاش و وصم

گشت قاضی طیره صوفی گفت هی
حکم تو عدل است لا شک نیست غی

آنچه نپسندی بخود ای شیخ دین
چون پسندی بر برادر ای امین

این ندانی کز پی من چه کنی
هم دران چه عاقبت خویش افگنی

من حفر بئرا نخواندی از خبر
آنچه خواندی کن عمل جان ای پدر

آن یکی حکمت چنین بد در قضا
کان ترا آورد سیلی در قفا

وای بر احکام دیگر های تو
تا چه آرد بر سر و بر پای تو

ظالمی را رحم آری از کرم
کز برای نفقه بدهش سه درم

دست ظالم را ببر چه جای آن
که بدست او نهی حکم و عنان

تو بدان بز مانی ای مجهول داد
که نژاد گرگ را او شیر داد

بولا لاؤ چھ درم دونوں عدو[۱]
جاؤں تا آزاد میں بے عیب جو

سن ہوا قاضی تو صوفی نے کہا
حکم تیرا عدل بیشک نے برا

جو پسند اپنے پے نے تو نے کیا
کیوں پسند اب بھائی پر تو نے کیا

یہ نہ جانے کھودے چہ میرے لئے
بھی اُسی چہ میں تو آخر خود گرے

من حفر بئرا[۲] خبر سے نے پڑھا
گر پڑھا ہے کر عمل اسپر سدا

تیرا حکم ایسا تھا اک اندر قضا
کہ چپت وہ تجھ پہ لایا برملا

دیکھیے اب حکم تیرے دوسرے
کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پے

رحم ظالم پر کر از راہ کرم
کہ اُسے دے تین کھانے کو درم

دست ظالم کاٹ تو یہ کیا ہی جا
حکم رکھے ہاتھ پہ اسکے سدا

تو ہے مثل اُس بز کے اے مجہول عدل
کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فعل

جواب با صواب قاضی صوفی را درین ماجرا

جواب با صواب دینا قاضی کا صوفی کو اس معاملہ میں

سلہ[۱] بولا الخ ۴ شعر کہا کہ چھ درم تم دونوں دشمن لاؤ تا کہ میں آزاد جاؤں اور بے عیب. جو قاضی سن ہوا تو صوفی نے کہا کہ حکم تیرا بے شک عدل ہے اور برا نہیں ہے جو اپنے پر تو نے پسند نہ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ چاہ میرے واسطے کھودتا ہے بھی اُسی چاہ میں تو آخر گرے گا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سلہ[۲] من حفر الخ ۶ شعر ترجمہ جو کوئی کھودے چاہ حدیث سے نہیں پڑھا اگر پڑھا ہے اُسپر ہمیشہ عمل کر تیرا ایسا حکم تھا اندر قضا کے کہ وہ تجھ پر برملا چپت لایا دیکھیے اب دوسرے حکم کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پر تو رحم ظالم پر کر از راہ کرم کے کہ اُسے تین درم کھانے کو دے ہاتھ ظالم کا تو کاٹ یہ کیا جا ہے کہ حکم ہاتھ پر اس کے روا رکھتا ہے تو مثال اُس بز کے ہے اے مجہول عدل کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل کا یعنی جو کوئی کسی کے واسطے برائی کرے وہ برائی اُسی کو آخر ملے آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

گفت قاضی واجب آمد ما رضا	ہر جفا و ہر قضا کارد قضا	بولا[۱] قاضی واجب آئی ہے رضا	ہر جفا و ہر بلا سے با قضا
خوش دلم در باطن از حکم زبر	گرچہ شد رویم ترش کالحق مر	راضی ہون حکم قضا سے مثل دُر	ترش رو ہون گرچہ مین کالحق مر
این دلم باغ ست و چشمم ابر وش	ابر گرید باغ خندد شاد و خوش	دل مرا باغ آنکھ میری ابر ہے	ابر روئے باغ بھی خندان ہے
سال قحط از آفتاب خیرہ خند	باغہا در مرگ و جان کندن رسند	قحط سالی مین ہنسی سے شمس کے	جانکنی اور مرگ باغون کو ملے
زامر حق وابکوا کثیرا خواندہ	چون سر بریان چہ خندان ماندہ	حکم حق وابکوا کثیرا کو پڑھا	کیون بھنے سر کی طرح ہنستا رہا
روشنی خانہ باشی ہمچو شمع	گر فرد باری تو ہمچون شمع دمع	روشنی گھر مین ہو مثل شمع کے	گو مثال شمع نور دنا رہے
ذوق خندہ دیدہ ای خیرہ خند	ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند	دیکھا[۲] ذوق ہنسنے کا اے زہر خند	دیکھ ذوق گریہ کہ ہے کان قند
آن ترش روئی مادر یا پدر	حافظ فرزند شد از ہر ضرر	وہ ترشرو ہونا مان یا باپ کا	نگہبان بچون کا آفت سے ہوا
چون جہنم گریہ آرد یاد آن	پس جہنم خوشتر آمد از جنان	جو جہنم یاد اُسکی سے رُلائے	پس جہنم خوش ہوا جنت سے آنے
خندہا در گریۂ نہان کنیم	گنج در ویرانہا جوی کلیم	خندہ گریہ مین ہے پوشیدہ نہان	گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ اے پہلوان
ذوق در غمہاست پی گم کردہ اند	آب حیوان را بظلمت بردہ اند	ذوق کو اندر غمون کے گم کیا	آب حیوان کو ہے ظلمت مین رکھا
باز گونہ نعل در رہ تا رباط	چشمہا را چار کن در احتیاط	نعل اُلٹا گانون سے ہے تا رباط	کھول آنکھین دیکھ اندر احتیاط
چشمہا را چار کن در اعتبار	یار کن با چشم خود دو چشم یار	کھول آنکھین دیکھ اندر اعتبار	چشم خود سے یار کر تو چشم یار
امرہم شوریٰ بخوان اندر صحف	یار را باش و مکن از ناز اُف	امرہم[۳] شوریٰ کو پڑھ قرآن سے	نازمت کر ساتھ تو یار کے
یار باشد راہ را پشت و پناہ	چونکہ نیکو بنگری یارست راہ	یار ہووے راہ کا پشت و پناہ	جو تو دیکھے غور سے ہے یار راہ
چونکہ در یاران رسی خامش نشین	اندران حلقہ مکن خود را نگین	بیٹھ چپ یارون مین جبکہ جاوے تو	مت نگین حلقہ مین کر تو آپ کو
در نماز جمعہ بنگر خوش بہوش	جملہ جمعند و یک اندیش و خموش	تو نماز جمعہ مین دیکھ ہوش سے	مجمع کل اک فکر مین خاموش ہے

۱ بولا قاضی الخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ رضا واجب آئی ہر جفا و ہر بلا کے ساتھ قضا کے مین راضی ہون حکم قضا سے مثل گوہر کے اگرچہ مین ترش رو ہون ترجمہ جیسے حق کڑوا ہے میرا دل و دماغ اور آنکھ میری ابر ہے کہ ابر روئے اور باغ خوش و خندان رہے قحط سالی مین خندہ شمس سے جانکنی اور مرگ باغون کو ملے حکم حق کو پڑھ کہ وابکوا کثیرا ہے کیون بھنے سر کے مانند ہنستا رہا آگے مثال ہے گھر مین روشنی ہو مثل شمع کے گو تو مثال شمع کے روتا رہے یعنی ہنسنے سے رونا بہتر ہے کہ شمع روتی ہے اسواسطے روشن ہوتی ہے مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ دیکھا ذوق الخ ۷ شعر ذوق ہنسنے کا دیکھا ہے اے زہر خند اب ذوق گریہ کا دیکھ کہ کان قند ہے اور وہ ترشرو ہونا مان باپ کا آفات سے بچون کا نگہبان ہوا جو جہنم اس کی یاد سے رُلائے وہ جہنم جنت سے سوا خوش آگے اس کے حقائق ہین خندہ پوشیدہ ہے گریہ مین تو گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ ذوق کو غمون کے اندر گم کیا اور آب حیوان کو ظلمت مین رکھا نعل اُلٹا گانون سے سرائے تک آنکھین کھول اور احتیاط مین دیکھ اور آنکھین کھول اور اعتبار مین دیکھ اور چشم یار کو اپنی چشم سے یا کر یعنی خندگی جاوید گریہ مین ہے پس تو اپنی آنکھون سے احتیاط کے ساتھ دیکھ یہ مقام دید کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۳ امرہم الخ ۶ شعر امرہم شوریٰ کو قرآن سے پڑھ ناز مت کر اور یار کے ساتھ رہو یار کا پشت و پناہ ہووے اور اگر تو غور سے دیکھے تو یار راہ ہے جبکہ تو یارون مین جائے چپ بیٹھ اور خود کو نگین حلقہ مین مت کر آگے اس کی مثال ہے تو نماز جمعہ مین ہوش سے دیکھ کہ کل مجمع ایک فکر مین خاموش ہے خاموشی کی طرف باسامان روان ہو اور جو نشان ڈھونڈھے خود کو نشان نکر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ دریائے غموم مین اندر رہبری کے یارون کو نجوم جان یعنی مرشد کو حاصل کر اس کے ساتھ رہو کہ مرشد حکم ستارہ کا رکھتا ہے راہ بتانے مین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ختمها را سوی خاموشی کشان | چون نشان جویی مکن خود را نشان
گفت پیغمبر که بر نجم هوم | در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم بر استارگان از ره بجوی | نطق تشویش نظر باشد مگوی
گر دو حرف صدق گویی ای فلان | گفت تیره در عقب گردد روان
این نخواندی کالکلام ای مستهام | فی شجون جره جر الکلام
هین مشو شارع در آن حرف رشد | چون سخن بیشک سخن را می کشد
نیست در ضبطت چو بگشائی دهان | از پی صافی شود تیره روان
آنکه معصوم ره وحی خداست | چون همه صافست بگشاید رواست
زانکه ما ینطق رسول بالهوی | کی هوا زاید ز معصوم خدا
خویشتن را ساز منطیقی ز حال | تا نگردی همچو من سخره مقال

سوئے خاموشی ہو باسامان رواں | جو نشاں ڈھونڈھے نکر خود کو نشاں
بولے پیغمبر بہ دریائے غموم | رہبری میں جان یاروں کو نجوم
دیکھ[۱] اختر کو تو رہ کی جستجو | قال تشویش نظر ہے چپ ہو تو
گر دو حرف صدق کہوے اے فلاں | قول جھوٹا بعد اسکے ہو بیاں
نے پڑھا جیسے کلام اے نیکنام | فی شجون جبرہ جبر الکلام
مت نکالے راہ ان حرفوں میں تو | کیونکہ کھینچے بات بیشک بات کو
بند کب ہو جبکہ کھلجائے دہان | صاف پانی بعد گدلا ہو رواں
جو ہے معصوم اور رکھے وحی خدا | اور صفا کل ہی جو کہوے ہے روا
کیونکہ ما ینطق رسول بالہوی | کب ہوا سے کہوے معصوم خدا
پس تو کر اپنے کو اب گویائے حال | تا نہ مجھ سا ہو گرفتار محال

سوال کردن صوفی از قاضی و جواب قاضی مر اورا

سوال کرنا صوفی کا قاضی سے اور جواب دینا قاضی کا اسکو

گفت صوفی چون ز یک کانست زر | این چرا نفعست وان دیگر ضرر
چون وجود از یکی دست آمدست | این چرا هشیار آن مست آمدست
چون ز یک دریاست این جمله روان | این چرا زهرست وان نوش روان
چون همه انوار از شمس بقاست | صبح کاذب صبح صادق از کجاست
چون ز یک سرمه ست ناظر را کحل | از چه آمد راست بینی و حول

بولا[۲] صوفی ایک کانکے ہیں جو زر | کس لئے اس سے ہی سود اس سے ضرر
جو وجود اک ہاتھ سے جملہ بنے | کیسے یہ ہشیار اور وہ مست ہے
جو یہ اک دریا سے ہیں نہریں رواں | کیسے یہ ہے زہر اور وہ نوش جاں
نور کل ہیں جو بقا کے شمس سے | صبح کاذب صبح صادق کاں سے
سرمہ[۳] جو ناظر نے کھینچا ایک سا | کیسے اک اک میں وہ احول دوسرا

۱ دیکھ اختر الخ ۸ شعر تو ستارہ کو دیکھ اور راہ کی جستجو کر اور قال تشویش نظر ہے تو خاموش ہو اگر دو حرف سچ کہوے بعد اس کے جھوٹا قال نکلے تو نہیں پڑھا ترجمہ کہ کلام حاجت میں کھینچتا ہے کھینچے کلام کو تو ان حرفون مین راہ مت نکال کیونکہ بات بیشک بات کو کھینچے ہے یعنی بات مین اور ایک بات بد نکلتی ہے جب کہ دہن کھل جائے تو بند کب ہو بعد صاف پانی کے گدلا پانی روان ہو کہ جو معصوم ہے اور وحی خدا رکھتا ہے اور صفا کل ہے وہ جو کہوے روا ہے کیونکہ ترجمہ نہین کلام کیا جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ خواہش کے پس کب معصوم خدا کا خواہش کہوے پس اب کر خود کو گویا ہے حال کہ مجھ سا گرفتار مقال تھو بعد اچھی باتون کے بری بات نکلتی ہے پس تو خاموش ہو کہ قابل مشاہدہ کا مانع ہے اگر معصوم ہو جاوے اسوقت قال کرنا روا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۲ بولا صوفی الخ ۴ شعر صوفی نے کہا کہ جو ایک کان کے زر ہین پس کسواسطے اس سے نفع اور اس سے ضرر ہے جو ایک ہاتھ سے جملہ وجود ہے کیسے یہ ہوشیار اور وہ مست ہے جو ایک دریا سے یہ نہرین روان ہین کیسے یہ زہر اور وہ نوش جان ہے جو شمس لقا ہی نور کل ہے پھر صبح کاذب و صبح صادق کہان ہے یعنی جب کہ سب چیز ایک سے پیدا ہین تو ایک برا اور ایک اچھا کسواسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ سرمہ الخ ۵ شعر جو ناظر نے سرمہ ایکسا کھینچا کیسے ایک راست بین دوسرا احول ہے جو کہ دار الضرب شاہ کی سچی ہے نقد پر کیون ضرب اچھی اور بری ہے جو حق نے راہ کو میری کہا ہے کیسے ہے یہ ہادی اور وہ رہزنی جو ایک بطن سے داماد احمق ہین کیونکر یقین ہو ترجمہ کہ بیٹا نشانی باپ کا ہے کس نے وحدت دیکھی ہے ساتھ کثرت کے سیکڑون رکھے جنبش قرار مین یعنی عارفون کو یہ بات حاصل ہے کہ وحدت مین کثرت دیکھتے ہین آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

چون ز دار الضرب سلطانست راست — نقدہا چون ضرب خوب و نادرست
چون خدا فرمودہ رہ را راہ من — این خفیر از چیست آن یک راہزن
چون ز یک بطنند این جبر و سفیہ — چون یقین شد کالولد سر ابیہ
وحدتے کہ دید با چندین ہزار — صد ہزاران جنبش از عین قرار

جو ہے دار الضرب سچے شاہ کی — نقد پر کیون ضرب اچھی اور بُری
حق نے رہ کو جو کہا رہ ہو مری — کیسے یہ ہادی وہ رکھے رہزنی
جو کہ ہین اک بطن سے دانا سفیہ — کیون یقین ہو کالولد سر ابیہ
کس نے وحدت دیکھی با کثرت ہزار — سیکڑون جنبش رکھے اندر قرار

جواب گفتن قاضی صوفی را

گفت قاضی صوفیان خیرہ مشو — یک مثال در میان این بشنو
این ببین حال این ہمہ انیک دان — ورنہ بینی حال را نیکو بخوان
ہمچنان کہ بیقراری عاشقان — حاصل آمد از قرار دلستان
آن چو کہ بر ناز ثابت آمدہ — عاشقان چون برگہا لرزان شدہ
خندہ او گریہا انگیختہ — آب رویش آبروہا ریختہ
این ہمہ چون و چگونہ چون زبد — بر سر دریاے بیچون می طپد
ضد و ندش نیست در ذات و عمل — زان بپوشیدند ہستیہا حلل
ضد ضد را بود و ہستی کے دہد — بلکہ زو بگریزد و بیرون جہد
ند چہ بود مثل مثل نیک و بد — مثل مثل خویشتن را کے کند
چونکہ دو مثل آمدند اے متقی — این چہ اولیٰ تر از آن در خالقی
بر شمار برگ بستان ضد و ند — چون کفی در بحر بے ند ست و ضد
بے چگونہ بین تو بُرد و مات بحر — چون چگونہ گنجد اندر ذات بحر
کمترین لعبت او جان تست — اینچگونہ و چون جان کی شد درست
پس چنان بحری کہ در ہر قطرہ زان — از بدن ناشی تر آمد عقل و جان

جواب دینا قاضی کا صوفی کو

بولا[۱] قاضی صوفیان حیران نہو — اس بیان مین اک مثال آخر سنو
دیکھو اسکو خوب جان اسکا تو حال — گر نہ دیکھے حال کو کر تو مقال
جس طرح سے بیقراری عاشقان — ہووے حاصل با قرار دلستان
مثل کُہ وہ ناز پر قائم رہا — اور عاشق مثل گہ لرزان ہوا
اُس کے ہنسنے نے رُلایا غیر کو — آب رو نے اس کی کھوئی آبرو
جملہ یہ چون و چگون جیسے کف ہین — بحر بیچون پر ہین کرتے حرکتین
ضد و ند ذات و عمل مین اسکے نے — ہستیان پیدا کرین اسواسطے
ضد[۲] بھلا کب بود و ہستی ضد کو دے — بلکہ اُس سے بھاگے اور پر خوف ہو
ند ہے مثل اک مثل بد او نیک کے — مثل اپنے مثل کو کب کر سکے
جو کہ دو مثل آئی ہے اے نیک پے — خالقی مین اس سے برتر کیون یہ ہے
بر مین ہین جیسے برگ بستان ضد و ند — بحر مین ہین مثل کف بے ضد و ند
بے چگونہ جان برد و مات بحر — کب چگونہ آئے اندر ذات بحر
لعبت اندک جان تیری اسکی ہے — کب درست ہو یہ چگونہ جان سے
ایسا دریا ہین کہ ہر قطرہ مین ہے — جسکی عقل و جان ظاہر جسم سے

[۱] بولا قاضی الخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی حیران نہ ہو اس بیان مین ایک مثال آخر کو سن اُسکو تو خوب دیکھ و اس کا حال جان اگر حال کو نہ دیکھے تو مقال کر آگے اسکی مثال ہے جیسے بیقراری عاشقون کو حاصل ہووے ساتھ قرار معشوقون کے کوہ کے مانند وہ ناز پر قائم رہا اور عاشق مثل کاہ کے لرزان ہوا اُس کے ہنسنے نے غیر کو رُلایا اُس کے آب رو نے کھوئی یہ سب چون و چگونہ مانند کف کے ہین کہ بحر بیچون پر حرکتین کرتے ہین اسکی ذات و عمل مین ضد و ند نہین ہو اسواسطے ہستیان پیدا کرین یعنی چون و چگونہ دریاے بیچون حرکت کرتے ہین کہ ذات جو ہین ضد و ند نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[۲] ضد بھلا الخ ۸ شعر ضد بود و ہستی کب ضد کو دے بلکہ اس سے بھاگے اور پُر خوف رہے ند ایک مثل ہو مثل نیک و بد کے پس اپنے مثل کو کب کر سکتی ہے جو کہ دو مثل خالقی مین آئی ہو برابر یہ اس سے برتر کیون ہو ضد و ند مانند نہین ہو بر دو بات بحر کا بے چگونہ آئے ذات بحر مین اسکی ادنی ہبت جان تیری ہو یہ چند چگونہ جان سے کب درست ہوا ایسا دریا کہ ہر ایک اس کے قطرہ مین عقل و جان جسم سے ظاہر تر ہو چند و چون مین کب وہ سما سکتا ہے کہ عقل اُس جا پر لایعلمون ہے یعنی ذات مین ضد و ند نہین ہے کہ وہان چند چگون کو بھی سمائی نہین ہے آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ مصرع اول	ترجمہ مصرع دوم
کہ نگنجد در مضیق چند و چون	عقل کل اینجاست از لا یعلمون	کب سمائے بس وہ اندر چند و چون	عقل کل اس جا پہ ہے لا یعلمون
عقل گوید مر جسد را کای جماد	بوی بردی ہیچ ازان بحر معاد	عقل کہوے جسم کو کب ای جماد	پائی تونے بوے دریاے معاد
جسم گوید من یقین سایہ توام	بوی از سایہ کہ جوید جان عم	جسم کہوے مین ہون اک سایہ ترا	کون ڈھونڈھے بو کو سایہ سے بھلا
عقل گوید کاین نہ آن حیرت سراست	کہ سزا گستاخ تر از ناسزاست	عقل کہوے حیرت اک ایجا ہے ہی	کہ لیاقت شوخ نالائق سے ہے
شیر این سو پیش آہو سر نہد	باز اینجا نزد تیہو پر نہد	شیر یان آہو کے آگے سر رکھے	باز یان تیتر کے آگے پر رکھے
اندرین جا آفتاب انوری	خدمت ذرّہ کند چون چاکری	اس جگہ پر آفتاب انوری	کرتا ہے ذرہ کی جان سے چاکری
این ترا باور نیاید مصطفیٰ	چون ز مسکینان ہمی گوید دعا	یہ یقین کب تجکو ہو کہ مصطفےٰ	کس لئے چاہتے تھے مسکین سے دعا
گر تو گوئی از پی تعلیم بود	عین تجہیل از چہ رو تفہیم بود	گر تو کہوے واسطے تعلیم کے	آگہی کیسے جہالت اک بنے
بلکہ میداند کہ گنج بی شمار	در خرابیہا نہاد آن شہریار	بلکہ جانے ہین کہ گنج بیشمار	رکھتا ویرانہ مین ہے وہ شہریار
بدگمانی فعل معکوس ویست	بلکہ ہر جزویش جاسوس ویست	بدگمانی فعل معکوس اسکا ہے	گرچہ ہر جزو اُس کا جاسوس اسکا ہے
بل حقیقت در حقیقت غرقہ شد	زین سبب ہفتاد بل صد فرقہ شد	بل حقیقت مین حقیقت غرق ہے	اس لیے ستر بل سو فرقہ ہے
با تو قل ما شئت خواہم گفت ہان	صوفیا خوش پہن بگشا گوش جان	صاف صاف اب تجھسے کرتا ہون بیان	صوفیا تو کھول اپنا گوش جان
مر ترا ہر زخم کاید ز آسمان	منتظر میباش خلعت بعد ازان	زخم جو کہ تجھکو پہونچے چرخ سے	منتظر رہ خلعت اسکی بعد ہے
چون قفا دیدی صفا الہی ببین	گردران با گردن آمد اے امین	جو چپیت دیکھی بھی راحت دیکھ لے	گوشت گردن کا ہے ہمراہ ران کے
کان نہ آن شاہست کت سیلی زند	کہ نہ تاج و تخت بخشد مستند	ورنہ وہ شہ ہے چپیت مارے تجھے	اور تاج و تخت نے بخشے تجھے
جملہ دنیا را پر پشہ بہا	سیلیی را رشوت بی منتہا	قیمت اس عالم مین پر مچھر کا ہی	رشوت اک تھپڑ کی بے پایان رکھے
گردنت زین طوق زرین جہان	چست دردزد و ز حق سیلی ستان	اپنی گردن سے یہ پھینکے طوق زر	حق کا تھپڑ کھانے والا جلد تر
آن قفاہا کانبیا بر داشتند	زان بلا سرہای خود افراشتند	انبیا نے کھایا تھپڑ جو کہ ہے	سربلند ہین اُس بلا و رنج سے

سے۱ عقل کہوے الخ ۵ شعر عقل جسم کو کہے کہ ای جماد تونے بو دریاے معاد کی پائی جسم کہے کہ مین ایک سایہ ترا ہون کون بو کو سایہ سے ڈھونڈھتا ہے عقل کہے کہ اسجا ایک حیرت ہے کہ لائق شوخ تر نالائق سے یہان شیر آہو کے آگے سر رکھتا ہے اور باز آگے تیتر کے پر رکھتا ہے اس جا پر آفتاب انوری ذرہ کی چاکری جان سے کرتا ہے یعنی اسے کچھ آگہی نہین ہے الا جان اس دریا سے آگاہ ہوسکتی ہے آگے بیان ہے فافہم سے۲ یہ یقین الخ ۷ شعر تجکو یہ یقین کب ہو کہ مصطفےٰ صلعم مسکینون سے دعا کس واسطے چاہتے تھے اگر تو کہوے کہ واسطے تعلیم کے تو آگہی جہالت کیسی ایک بنے بلکہ جانتے ہین کہ گنج بے شمار وہ شہریار ویرانہ مین رکھتا ہے بدگمانی فعل معکوس اُس کا ہے اگرچہ جزو اس کا جاسوس اس کا ہے بلکہ حقیقت مین غرق ہے اس لیئے ستر بلکہ سو فرقہ ہے اب تجھ سے صاف بیان کرتا ہون اے صوفی تو اپنے گوش جان کو کھول جو کہ زخم تجکو چرخ سے پہونچے منتظر رہ کہ خلعت اس کے بعد ہے یعنی بعد رنج کے راحت ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ سے۳ جو چپیت الخ ۷ شعر جو تونے چپیت دیکھی اب رحمت دیکھ کہ گوشت گردن کا ہمراہ ران کے ہے وہ شاہ نہین ہے کہ تجکو چپیت مارے اور تاج و تخت تجھ کو نہ بخشے اس عالم کی قیمت مچھر کا پر ہے ایک تھپڑ کی رشوت انتہا نہین رکھتی ہے اپنی گردن سے یہ طوق پھینکے جلد حق کا تھپڑ کھایا ہے اس بلا و رنج سے سربلند ہین ولیکن تو اپنے اندر حاضر ہو تاکہ تو اس کو اپنے گھر مین نیک پاوے ورنہ وہ خلعت پھیر لیجاوے کہ مین نے گھر مین کوئی کس نہ پایا یعنی جو حق تھپڑ کھائے وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ دے چنانچہ اس تھپڑ کے سبب انبیا علیہم السلام کو یہ رتبہ ملا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲

لیک حاضر باش در خود ای فتی / تا بخانہ او بیابد مر ترا
ورنہ خلقت را برد او باز پس / کہ نیابیدم بخانہ ہیچ کس

لیکن اندر اپنے تو حاضر رہو / تا کہ گھر مین پائے تجھ کو وہ نکو
ورنہ خلقت پھیر کر لیجائے بس / کہ نپایا مین نے گھر مین کوئی کس

باز سوال کردن آن صوفی

پھر سوال کرنا اُس صوفی کا

گفت آن صوفی کہ چہ بودی کین جہان / ابروی رحمت کشادی در جہان
ہر دمی شوری نیاوردی بپیش / بر نیاوردی ز تلوینہاش نیش
شب نہ دزدیدی چراغ روز را / دی نبودی باغ عیش اندوز را
جام صحت را نبودی جام تب / ایمنی را خوف ناوردی کرب
خود چہ کم گشتی ز جود و رحمتش / گر نبودی خرخشہ در نعمتش
حال بودی خوب و خوش بر جملگان / تیرہ کم بودی روان انس و جان
جاودان بودی حضور ذوق خوش / دائما در جان بدی ہم شوق خوش

بولا صوفی خوب ہوتا کہ جہان / کھولتا ابرو کی رحمت جاودان
ہر گھڑی لاتا نہین اک شور پیش / اور نہ ظاہر کرتا تلوین سے وہ نیش
نے چراتی رات یہ دن کا چراغ / نے خزان برباد کرتی عیش باغ
جام صحت کو نہ ہوتا جام تب / اور نہوتا امن کو خوف کرب
خود کمی کیا رکھین اُسکی بخششین / گر نہ جھگڑا ہوتا نعمت اسکی مین
ہوتے سب خوشحال و خوب اندر جہان / ہوتی کب تاریک جان انس و جان
اور سدا ہوتا حضور ذوق خوش / بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش

جواب دادن قاضی صوفی را و حکایت بطریق تمثیل

جواب دینا قاضی کا صوفی کو اور حکایت بطریق تمثیل کے

گفت قاضی بس تہی رو صوفیی / خالی از فطنت چو کاف کوفیی
تو نشنیدی کہ آن پرقند لب / عذر خیاطان ہمی گفتی بشب
خلق را در دزدی آن طائفہ / می نمود افسانہ ہای سابقہ
قصۂ پارہ ربائی در سمر / می حکایت کرد او با آن و این
در سمر میخواند درزی نامہ / گرد او جمع آمدہ ہنگامہ
مستمع چون یافت جاذب آن وفود / جملہ اجزایش حکایت گشتہ بود

بولا قاضی صوفی بے معنی تو ہے / جیسا خالی کاف کوفی عقل سے
نے سنا تو نے کہ بس وہ قصہ گو / درزیون کا مکر کہتا رات کو
وہ گروہ چوری کے اندر خلق کو / قصے اگلون کے سناتا تھا نکو
قطع مین کپڑا چرانے کے لئے / وہ حکایت کرتا این و آن سے
درزی نامہ پڑھتا تھا اندر سمر / گرد اُسکے جمع ہوتے تھے بشر
پایا جاذب جو کہ اہل سمع کو / اُس کے کل اجزا ہوئے تھے قصہ گو

ف ۱ بولا صوفی الخ ۷ شعر صوفی نے کہا اچھا ہوتا کہ جہان کھولتا رحمت کی ابرو ہمیشہ ہر دم ایک شور پیش نہ لاتا اور ظاہر کرتا تلوین سے پیش کر نہ رات نہ دن کا چراغ نہ چراتی اور نہ خزان صید کرتی عیش باغ کو جام صحت کو جام تپ کا نہ ہوتا خود کیا کمی رکھین اُس کی بخشش اگر اُس کی نعمت مین جھگڑا نہوتا تو سب خوشحال و خوب جہان مین اور ہوتی کب تاریک جان انسان وجنات کی اور ہمیشہ ہوتا حضور ذوق خوش اور بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش یعنی کیا اچھا ہوتا کہ دنیا مین ہمیشہ راحت و آرام ذوق و شوق ہمیشہ رہتا اور رنج نہ ہوتا آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

ف ۲ بولا قاضی الخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی تو بے معنی ہے جیسا کاف کوفی کا عقل سے خالی ہے تو نے نہین سنا کہ وہ قصہ گو درزیون کا مکر رات کو کہتا تھا کہ وہ گروہ خلق کو چوری مین قصے اگلون کے سناتا تھا قطع کرنے مین کپڑا چرانے کے واسطے وہ حکایت بیان کرتا اسکی درزی نامہ سمرقند مین پڑھتا تھا کہ گرد اُسکے لوگ جمع ہوتے تھے اہل سمع کو جو جاذب پایا اُس کے کل اجزا قصہ گو ہوئے تھے آگے اس واعظ گو ئی کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان حدیث ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

جذب سمع است ار کسی را خوش لبی است / گرمی و جد معلم از صبی ست
چنگئی کو در نواز دبست و چار / چون نباشد گوش گردد چنگ وار
نے ترانہ یادش آید نے غزل / نے وہ انگشتش بجنبد در عمل
گر نبودی گوشہاے غیب گیر / وحی ناوردی ز گردون یک بشیر
ور نہ بودی دیدہای صنع بین / نے فلک گشتی نہ خندیدی زمین
آن دم لولاک این باشد کہ کار / کہ برای چشم تیزست و نظار
عامہ را از عشق ہمخوابہ و طبق / کے بود پروای صنع عشق حق
آب تتماجی نہ ریزی در تغار / تا سگی چیزی نباشد طعمہ خوار
رو سگ کہف خداوندیش باش / تا رہاند زین تغارت اصطفاش

تفسیر قول ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

(تحقیق اللہ تعالی تلقین کرتا ہے کلام کو اوپر زبان واعظون کے بقدر شوق سننے والون کے ۱۲)

جذب[1] شمع ہے جو گائے خوش نوا / طفل سے گرمی معلم کی سوا
کان ہی چنگی کہ بجائے بیس چار / جو نہووے گوش ہووے چنگ وار
نے ترانہ یاد آوے نے غزل / نے ہلین دس انگلیان اندر عمل
اور اگر نے گوش ہوتے غیب دان / وحی نہ ہرگز آتی زیر آسمان
اور اگر آنکھین نہوتین صنع بین / نے فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمین
وہ دم لولاک بس یہ ہی کہ کام / چشم بینا کے لئے ہے نے عوام
عشق زوجہ اور غذا سے عام کو (اگر نہ بینا آمدہ تجھکو ۱۲) / عشق صنع حق کی کب پرواہ ہو
پانی دھووں کا نہ بھر کونڈے مین تو / تا بہت کتا نہ پائے طعم کو
جا سگ کہف خداوندی رہو / تا چھڑائے تجکو اس کونڈے سے وہ

نشان جستن ترک خانۂ درزی را

چونکہ درزی ہاے بیرحمانہ گفت / کہ کنند آن درزیان اندر نہفت
اندر آن ہنگامہ ترکی از خطا / سخت تیرہ گشت از کشف غطا
شب چو روز رستخیز آن رازہا / کشف میکرد از پے اہل نہی
ہر کجا آئی تو در جنگے فراز / بینی اینجا دو عدو در کشف راز
آن زمان را محشر مذکور دان / وان گلوی راز گو را صور دان

پتا پوچھنا درزی کے گھر کا ترک کو

چوری[2] بے رحمانہ اسکی جو کہے / کہ وہ درزی کرتے ہین اندر خفی
اک خطائی ترک اس مجمع مین تھا / حال یہ سنکر بہت غصہ ہوا
راز شب کو مثل روز حشر کے / کرتا ظاہر اہل دانش کے لئے
جس جگہ تو آئے اور وان جنگ ہو / دیکھے اس جا دو عدو کو راز گو
اس گھڑی کو محشر مذکور جان / راز گو کے حلق کو تو صور جان

---

[1] جذب سمع الخ ۹ شعر جو خوش آواز سے گائے تو جذب سمع کی طفل سے گرمی معلم کی سوا ہوتی ہی ایسا چنگی کہاں ہو کہ مقام بیس چار کو بجائے جو اہل گوش نہووے تو چنگ کے مانند ہووے نہ ترانہ یاد آوے نہ غزل اور نہ دس انگلیان عمل مین ہین اگر گوش غیب دان نہوتے ہرگز وحی زیر آسمان نہ آتی اگر آنکھین صنع بین نہوتین فلک پھرتا نہ زمین ہنستی وہ دم لولاک یہ ہی کہ کام چشم بینا کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے عوام کو بسبب عشق زوجہ و غذا کے عشق صنع حق کی کب پرواہ ہے تو پانی دھووں کا کونڈے مین نہ بھر تا کتا بہت طعام نہ پائے جاو سگ خداوندی رہو تا اس کونڈے سے وہ تجھے چھڑائے یعنی خواہشات لذائذ دنیوی کے سبب عشق خدا سے محروم ہین بس سگ نفس کو پیٹ بھر کے کھانا نہ دے کہ مثل سگ کہف کے طالب حق رہے آگے درزی کا بیان ہی فافہم ۱۲ [2] چوری الخ ۹ شعر جو چوری بیرحمانہ اسکی کہے کہ وہ درزی از راہ پوشیدگی کے کرتے ہین ایک ترک خطائی اس مجمع مین تھا یہ حال سنکر بہت غصہ ہوا شب کو راز مثل روز محشر کے ظاہر کرتا اہل دانش کیواسطے آگے اسکی مثال ہی تو جس جگہ آئے اور وہان جنگ ہو تو دو دشمن کو راز گو دیکھے اس ساعت کو محشر مذکور جان اور راز گو کے حلق کو صور جان کہ خدا نے خشم کا سامان کیا اور اس سوائی کو ظاہر کیا درزیون کا وصف ازبس کہا ترک کو افسوس آیا اور غصہ ہوا کہا اے گوش قصہ گو اس شہر مین کوئی ہنر مین چالاک سے کہو آگے دعوی کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

که خدا اسباب خشمی ساخته است	وان فضولی کج رنگوی انداخته است	کہ خدا نے خشم کا سامان کیا	اور اس رسوائی کو ظاہر کیا
بسکه غدر درزیان را ذکر کرد	حیف آمد ترک را خشم کرد	درزیوں کا مکر جو از بس کہا	حیف آیا ترک کو غصہ ہوا
گفت ای قصاص در شهر شما	هست چابکتر درین فن و دغا	بولا اب اس شہر میں ای قصہ گو	کوئی چالاک اس شہر میں ہے کہو

دعوی کردن و گرو بستن ترک که درزی دزدی از من نه خواهد برد

دعوی کرنا و عہد باندھنا ترک کا کہ درزی مجھ سے چرا نہ سکے گا

گفت خیاطی ست نامش پورشش	اندرین دزدی و چستی خلق‌کش	۱؎ بولا اک درزی ہے پورش نام کا	خلق کش چوری و چستی میں سوا
گفت من ضامن که با صد اضطرار	او نیارد برد از من رشته تار	بولا میں ضامن ہون گو وہ سو مکر سے	وہ نہ مجھ سے ایک تاگا لے سکے
پس بگفتندش که از تو چست‌تر	مات او گشتند در دعوی مپر	بس کہا اسکو کہ تجھ سے تیز تر	کھا گئے مات اس سے تو دعوی نہ کر
تو بعقل خود چنین غره مباش	که شوی یاوه تو در تزویرهاش	غرہ مت کر ایسا اپنی عقل پے	کہ ہو تو بیہودہ اسکے مکر سے
گرم‌تر شد ترک و بست آنجا گرو	که نیارد برد نی کهنه نه نو	۲؎ گرم تر ہو اس نے باندھا شرط کو	کہ نہ مجھ سے لے سکے کہنہ نہ نو
مطمعانش گرم‌تر کشتند زود	او گرو بست و رهان را برگشود	گرم تر طامع ہوئی اس سے اس آن	شرط باندھی اس نے اور کھولی زبان
گفت رهن این مرکب تازی من	بدهم ار دزدد قماش من بفن	بولا میری شرط اس گھوڑے پہ ہی	گر چرائے فن سے کپڑا دون اسے
ور نتاند برد اسپے از شما	واستانم بهر رهن مبتدا	گر نہ وہ کپڑے کی چوری کر سکے	اسپ لون تم سے عوض اس شرط کے
ترک را آن شب نبرد از فکر خواب	با خیال دزد می کرد او خراب	ترک شب بھر سویا نے اس فکر سے	جنگ کرتا خیال سے اس چور کے
بامدادان اطلسی زد در بغل	شد ببازار و دکان آن دغل	۳؎ صبح کو اطلس بغل میں اس نے لے	سوے بازار آیا دکان اسکی پے
پس سلامش گرم کرد آن اوستاد	جست از جا لب بترحیبش گشاد	جلد درزی نے سلام اسکو کیا	جا سے اٹھا مرحبا اس کو کہا
گرم پرسیدش ز حد ترک بیش	تا فگند اندر دل او مهر خویش	ترک کی پرسش کری حد سے سوا	قائم اسکے دل میں کی اپنی وفا
چون شنید از وی نواے بلبلے	پیشش افگند اطلس استنبلے	جو سنا اس سے نواے دلکشا	ڈالا آگے اطلس اسکے روم کا
که ببر این را قباے روز جنگ	زیر دامن واسع و بالاش تنگ	کہ قبا کر قطع اس کی بہر جنگ	ڈھیلی نیچے سے ہو اور اوپر سے تنگ

۱؎ بولا الخ ۴ شعر کہا کہ ایک درزی پورش نام کا ہے چوری میں خلق کش اور حستی میں سوا کہا کہ میں ضامن ہون سو مکر سے وہ مجھ سے تاگا نہ لے سکے بس اس کو کہا کہ تجھ سے تیز تر اس سے مات کھا گئے تو دعوی مت کر اپنی عقل پر ایسا غرہ مت کر تو اس کے مکر سے بیہودہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ گرم الخ ۵ شعر تم گے اس سے گرم تر ہے کہ شرط کو باندھا کہ مجھ سے لے نہ سکے کہنہ و نیا کپڑا اس سے طامع گرم تر ہووے اور اسوقت اس نے شرط باندھی اور زبان کھولی کہ میری شرط اس گھوڑے پہ ہے اگر فن سے کپڑا چرائے اسے دون اگر وہ کپڑے چوری نہ کر سکے گھوڑے اس شرط کی عوض تم سے لون شب بھر اس فکر سے ترک نہیں سویا اور جنگ کرتا رہا اس چور کے خیال سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ صبح کو الخ ۶ شعر اس نے صبح کو اطلس بغل میں لیکر سوے بازار اسکی دوکان پر آیا درزی نے اسکو جلد سلام کیا جگہ سے اٹھا اور اسکو مرحبا کہا ترک کی پرسش حد سے سوا کی اور اسکے دل میں اپنی وفا قائم کی جو اس سے نواے دلکشا استاد سنا اسکے اطلس روم کا ڈالا کہ اسکی قبا جنگ کیواسطے کر نیچے سے ڈھیلی ہو اور اوپر سے تنگ کہ اوپر کی تنگ سے بدن خوشنما ہو اور نیچے کے ڈھیلی سے میرا پاؤں نہ الجھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تنگ بالا جسم بهر آرای را	زیر و اسع تا نگیرد پای را	تنگ سے اوپر کے تن ہو خوشنما	نیچے ڈھیلی سے نہ اُلجھے پا مرا
گفت صد خدمت کنم ای ذو وداد	دست بر دو چشم و بر سینه نهاد	بولا[1] سو خدمت کروں دل جان سے	ہاتھ دونوں چشم و سینہ پر رکھے
پس به پیموده بدید آورد کار	بعد ازان بگشاد لب را در فشار	پس اُسے ناپا و دیکھا اپنا کام	بعدہ جاری کیا اُس نے کلام
از حکایتهای میران در سمر	وز کرمها و عطای آن نفر	قصے میران سمر کے حال سے	اور عطا و جود انکے قال سے
وز بخیلان وز تحسیرات شان	از برای خنده داد او هم نشان	اور بخیلوں بے نواؤں انکے سے	بھی پتے دیتا تھا ہنسنے کے لئے
همچو آتش کرد مقراضی برون	می برید و دل بر افسانه فسون	اور نکالی قینچی مانند آگ کے	کاٹتا اور دل میں بھی قصے بھرے

مضاحک گفتن استاد و خندیدن ترک مست و چشم او بسته شدن و وصله ربودن درزی

ظرافت کہنا استاد کا اور ہنسنا ترک مست کا اور اُس کی آنکھیں چھپنا اور چرانا درزی کا کپڑے کو

یک مضاحک گفت آن چپ اوستاد	ترک مست از خنده شد مست اوفتاد	اک مذاق اُس اوستاد نے جو کیا[2]	ترک ہنس ہنس گر گرا مست اور سوا
چونکه خندیدن گرفت از داستان	چشم تنگش گشت بسته آن زمان	داستان سے اُسکی جو ہنسنے لگا	تنگ چشم اُسکی ہوئیں بند اور سوا
پاره دزدید و کردش زیر ران	غیر چشم حق ز جمله آن نهان	اک چرا کر رکھا ٹکڑا زیر ران	بس سوائے چشم حق سب سے نہان
حق همی دید آن ولی ستار خوست	لیک چون از حد بری غماز اوست	حق نے دیکھا ہے ولے ستار خو	حد سے گذرے وہ ہی تو غماز ہو
ترک را از لذت افسانه اش	رفت از دل دعوی پیشانه اش	ذوق افسانہ سے اسکی ترک کا	دعوی غلبہ لینے کا دل سے گیا
اطلسی چه دعوی چه رهن چه	ترک سرمست است در لاغ ای اچه	کیا ہے اطلس کیا ہے دعوی شرط کیا	ترک مست اُسکے ہزل سے بس ہوا
لابه کردش ترک کز بهر خدا	لاغ میگو کان مرا شد مغتذی	کی خوشامد[3] ترک نے بہر خدا	اک ہزل کہہ تو مرا ہے پیشوا

[1] بولا آلخ ۵ شعر کہا کہ سو خدمت دل وجان سے کروں پس ہاتھ دونوں چشم و سینہ پر رکھے پس اُس کو ناپا اور اپنا کام دیکھا بعدہ اس سے کلام جاری کیا قصہ میران سمرقند کے حال سے اور عطا و جود ان کے حال سے اور ان کے بخیلوں بے نوروں سے پتے ہنسنے کے لئے دیتا تھا اور قینچی نکالی مانند آتش کے کاٹتا اور دل میں قصے بھرے تھے آگے ظرافت کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] اک مذاق آلخ ۶ شعر اُس اُستاد نے جو ایک مذاق کیا تو ترک ہنس ہنسکر مست ہو کر گرا جو اس کی داستان سے ہنسنے لگا ہی کی تنگ چشم اور سوا بند ہوئی ایک ٹکڑا چرا کر رکھا زیر ران سوائے چشم حق کے سب سے پوشیدہ آگے حقائق ہیں حق نے دیکھا ہے ولیکن ستار خو ہے جو حد سے گزرے تو وہی غماز ہووے اس کی ذوق افسانہ سے ترک کا دعوی ترک مست اس کے ہزل سے ہوا یعنی حق دانا و بینا ہے اور ہر ایک عیب کو پوشیدہ کرتا ہی اور جب حد سے گذر جاتا ہے تو وہی رسوا کر دیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] کی خوشامد آلخ ۷ شعر ترک نے خوشامد کی کہ خدا کے واسطے ایک ہزل کہہ تو میرا پیشوا ہے اُس مکار نے ہنسنے کی بات کی ترک مارے ہنسی کے خاک پر چت گر پڑا جلد ایک ٹکڑا اطلس کا نیفہ میں رکھا اور ترک ٹھٹھے مارنے میں ازبس غافل تھا ایسے ہی تیسری بار ترک خطا نے کہا کہ تو ایک ہزل کہہ واسطے خدا کے کہ اس کا سوا ہنسی کی بات کی کہ ترک غبی اس کا صید کل ہوا چشم بند اور بے عقل اور حیرت زدہ ترک مست غافل اندر قہقہہ کے تیسری بار ایک کلی چرائی کہا اس کی ہنسی سے جو فرصت ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت لاغی خندہ انگیز آن دغا | کہ فتاد از خندہ آن ترک از قفا
کی ہنسی کی بات اُس مکار نے | ترک ہنسنے سے گرا چیت خاک پے

پارۂ اطلس سبک در نیفہ زد | ترک غافل خوش مضاحک میمزد
پارہ جلد اطلس کا نیفہ مین کھا | ترک غافل بس ٹھٹھے مارتا

ہمچنین بار سوم ترک خطا | گفت لاغی گوئی از بہر خدا
تیسری بار ایسی ہی ترک خطا | بولا کہہ تو اک ہزل بہر خدا

گفت لاغی خندہ مین تیز از دو بار | کرد او آن ترک را کلی شکار
کی ہنسی کی بات زیادہ اس سے بھی | صید کل اُسکا ہوا ترک غبی

چشم بستہ عقل جستہ مولہہ | مست ترک مدعی از قہقہہ
چشم بند اور بے خرد حیرت زدہ | ترک غافل مست محو قہقہہ

پس سوم بار از قبا دزدید شاخ | کہ ز خندہ یافت میدان فراخ
تیسری دفعہ چرائی اک کلی | کہ ہنسی سے اُس کے جو فرصت ملی

چون چہارم بار آن ترک خطا | لاغ زان اُستاد میکرد اقتضا
جو کہ چوتھی بار پھر اُس ترک نے | کی ہزل کی خواہش اُس اُستاد سے

گفت مولع گشتہ این مفتون درین | بیخبر کین چہ خسارت و غبین
بولا اے اسیر ہوا حرص تو ہے | تو ہے اپنے بیخبر نقصان سے

رحم آمد بروی آن اُستاد را | کرد در باقی فن بیداد را
رحم اُسپر آیا اُس اُستاد کو | فن کیا باقی مین اُس نے جان کو

بوسہ افشان گشت بر اُستاد او | کہ مرا بہر خدا افسانہ گو
پس لگا وہ چومنے اُستاد کو | کہ فسانہ بہر حق مجھ سے کہو

ای فسانہ گشتہ و محو از وجود | چند چند افسانہ خواہی آزمود
تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو | آزمائے کب تک افسانے کو تو

خندہ مین تر از تو ہیچ افسانہ نیست | بر لب گور خراب خود مایست
نے فسانہ تیرے ہنسنے سے سوا | گور دید اپنی پہ تو مت ہو کھڑا

خطاب با نفس ہرکسی کہ بمثل این بلا مبتلا است

خطاب ہر نفس سے کہ مثل اس بلا کے مبتلا ہے

ای فرو رفتہ بقبر جہل و شک | چند جوئی لاغ و دستان فلک
اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے | ڈھونڈھے کب تک مکر دھوکا چرخ کے

تا بکی نوشی تو عشوہ زین جہان | کہ نہ عقلت ماند بر قانون نہ جان
اس جہان سے کب تلک دھوکے کے مُنتے | نی بجا عقل اور جان تیری ہے

لاغ این چرخ ندیم کرد و مرد | آبروی صد ہزاران چون تو برد
دھوکے اس افلاک گرد اگرد نے | مثل تیرے آبرو لی لاکھ سے

میدرد میدوزد این درزی عام | جامہ صد سالگان و صد طفل خام
پھاڑتا سیتا ہے یہ درزی عام | جامہ سو سالک کا اور سو طفل خام

پیر و طفلان نشستہ پیش بہر گد | تا بہ سعد و نحس او لاغی کند
بوڑھے بچے آگے اسکے ہین گدا | سعد و نحس اسکی سے تا ہو وے دغا

لاغ او گر باغہا را داد داد | چون دے آمد داد ہا بر باد داد
باغ کو گر دادی مکر اسکے نے | جو خزان آئی کیا برباد اُسے

۱ جو کہ چوتھی بار الخ ۶ شعر ہر جو اُس ترک نے چوتھی بار ہزل کی خواہش کی اُس اُستاد کو اُس پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ اے ترک جو تو اسیر حرص ہوا ہے تو اپنے نقصان سے بے خبر ہے پس وہ اُستاد کو چومنے لگا کہ خدا کے واسطے مجھ کھانے کو دے آگے اسکے معانی این تو ہوا فسانہ بھولا جسم کو کب تک آزمائے افسانہ کو تیرا افسانہ ہنسنے سے سوا نہین ہے تو اپنی گور پر مت کھڑا ہو یعنی خود تو فسانہ ہو گیا ہے اور اپنے جسم کو بھولا ہے اس تیرے ہنسنے سے کون بے افسانہ ہوا ہے پس تو خود کو بلا کر کے کہ نفس تیری اطلس عمر کو ہر دم چراتا ہے آگے اس نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ای تو الخ ۶ شعر اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے کب تک ڈھونڈھیگا گرد ہو گا آسمان سے اس جہان سے کب تک دھوکے کے مُنتے کو تیری عقل و جان مجاز ہے اس افلاک گرد اگرد دھوکے نے تیرے مانند لاکھون کی آبرو لی یہ درزی عام پھاڑتا و سیتا ہے جامہ سو سالک کا و سو طفل خام کا بوڑھے و بچے اسکے آگے گدا ہین کہ بتا اس کے سعد و نحس سے پر دغا ہون اگر باغ کو اس کے مکر نے داد دہی جو خزان آئی اسے برباد کیا یعنی اگر آسمان ایک بار ہنساتا ہے تو سو بار رُلاتا ہے پس دوستی آسمان کی عین دشمنی ہے یہی حال نفس کا ہے آگے درزی ترک کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفتن درزی ترک را کہ اگر یکبار دیگر لاغ گویم قبایت تنگ شود

گفت درزی ترک را از ین درگذر — وائے بر تو گر کنم لاغ دگر
بس قبایت تنگ آمد باز پس — این کند با خویشتن خود ہیچکس
خندہ چہ رمز اگر دانستئی — آن زگریہ صد تبر دانستئی
ترک خندہ کن ایا اے ترک مست — زانکہ عمرت رفت خواہی گشت پست
چونکہ بنہاد آن قبا درزی بدست — اسپ ابر باد داد آن ترک مست
مخلصا بشنو تو ئی آن ترک گول — عالم غدار خیاط چو غول
اطلس کز بہر تقوی و صلاح — دوخت باید حرح کردی از مزاح
اطلس عمر و مضاحک شہوتست — روز و شب مقراض و خندہ غفلتست
اسپ ایمان ست شیطان در کمین — باخود آ افسانہ را بگذار ہین
اطلس عمرت بمقراض شہور — بردپارہ پارہ خیاط غرور
تو تمنا می بری کاختر مدام — لاغ کردی سعد بودی بردوام
سخت میتولی ز تربیعات آن — وز دبال و کینہ آفات آن
سخت مے رنجی ز خاموشی آن — وز نحوس و قبض و کین کوشی آن
مشتری و زہرہ چون در رقص نیست — چونکہ بہرام و زحل را نقص نیست
کہ چرا زہرہ طرب در رقص نیست — بر سعود رقص و سعد او مالیست

کہنا درزی کا ترک کو اگر ایک بار اور ہزل کہوں قبا تیری تنگ ہو

بولا درزی ترک سے یہ چھوڑ دے — گر ہزل اک اور کہوں افسوس ہے
تنگ ہو جائے قبا تیری وے — ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے
کیا ہنسی ہی رمز یہ گر جانے تو — وہ ہے سو گریہ سے بدتر جانے تو
اب ہنسی کو ترک کر اے ترک مست — کیونکہ تیری عمر گذری ہو وے پست
جو قبا درزی نے رکھی ہاتھ سے — اپنا گھوڑا کھویا بس اس ترک نے
مخلصا تو سن وہ تو ہی ترک گول — عالم غدار درزی مثل غول
ایسا اطلس کہ ہو تقوی کیلئے — بس ہنسی سے کھو یا سینا چاہیئے
عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان — رات دن قینچی ہنسی غفلت کو جان
گھوڑا ایمان شیطان اندر گھات کے — ہوش میں آ اور فسانہ چھوڑ دے
عمر کا اطلس ترا مقراض سے — یوم کے پارہ کیا خیاط نے
آرزو رکھتا ہے تو کاختر مدام — سعد ہوتے خوش طبع رہتے دوام
بھاگے انکی تو نحوست سے ہی سخت — اور وبال و کینہ و آفت سے پست
انکی خاموشی سے رنجیدہ ہو تو — نحس و قبض انکے سے آزردہ ہو تو
مشتری زہرہ کو کیوں نہ رقص ہے — جو زحل بہرام کو نے نقص ہے
رقص میں زہرہ نہ خوش ہے کس لئے — اسکے سعد و رقص پر تو مت لبھے

سلہ بولا درزی الخ ۵ شعر درزی نے ترک سے کہا کہ یہ چھوڑ دے اگر ایک اور ہزل کہوں افسوس ہے کہ تیری قبا تنگ ہو جائے ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے ہنسی کیا ہے اگر تو رمز جانے کہ وہ سو گریہ سے بدتر ہے ترک مست اب تو ہنسی کو ترک کر کیونکہ تیری عمر گذری پست ہوئے جو درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی اپنا کھویا گھوڑا اُس ترک نے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ مخلصا الخ ۶ شعر اے مخلص تو سن وہ ترک گول ہے اور عالم غدار درزی ہے مثل غول کے ایسا اطلس کہ تقوے کے واسطے ہو بس ہنسی سے کھو یا سینا چاہیئے عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان رات دن قینچی اور ہنسی غفلت کو جان گھوڑا ایمان اور شیطان گھات میں تو ہوش میں آ اور افسانہ چھوڑ دے کہ تیری عمر کا اطلس مقراض سے ایام کے ٹکڑا کیا خیاط نے تو آرزو رکھتا ہے اختر ہمیشہ سعد ہوتے ہیں اور خوش طبع رہتے دوام یعنی خیاط عالم تیرے اطلس عمر کو مقراض ایام سے قطع کر کے چرائیگا تو اسپ ایمان کو شیطان کے ہاتھ مت ہار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بھاگے الخ ۵ شعر تو ان کی نحوست سے سخت بھاگے اور وبال و کینہ و آفت سے پست ہو تو ان کی خاموشی سے رنجیدہ ہو اور نحس و قبض انکی سے آزردہ ہو کیونکہ مشتری و زہرہ کو رقص ہے جو زحل و بہرام کو نقص ہے زہرہ رقص میں کس واسطے نہ خوش ہے اس کے سعد و رقص پر مست رہے تو ان تارون کا کھوٹا پن مت دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر اسے نیک یعنی نحوست ستارون سے کیون بھاگتا ہے پس ان ستارون سے کھوٹا پن دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر آگے گروہ بیکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

تو مبین قلابی این اختران	عشق خود بر قلب زن بین ایفلان
کھوٹا پن مت دیکھ ان تاروں کا تو	قلب پر کر عشق اپنے ای نکو

بیان آنکه بیکاران از قبیل آن ترک اند شل در تسکین فقیران بجور روزگار وحکایت

آن یکی میشد بره سوی دکان | پیش ره را بسته دید او از زنان
پای او میسوخت از تعجیل راه | بسته از جوق زنان همچو ماه
رو بیکی زن کرد و گفت ای مستهان | این چه بسیار اند این مسخرگان
رو بدو کرد آن زن و گفت ای امین | هیچ بسیاری ما منگر چنین
این که با بسیاری ما بر بساط | تنگ می آید شما را انبساط
در لواطه می فتد از قحط زن | فاعل و مفعول رسوائی من
تو مبین این واقعات روزگار | کز فلک میگردد اینجا ناگوار
تو مبین تحشیر روزی معاش | تو مبین این قحط و خوف و ارتعاش
بین که با این جمله تلخیهای او | مرده او یند و ناپروای او
رحمتی دان امتحان تلخ را | نقمتی دان ملک مرو و بلخ را
آن براهیم از تلف نگریخت ماند | این براهیم از شرف بگریخت اند
این نسوزد آن بسوزد ای عجب | نعل معکوس ست در راه طلب

بیان اس بات کا کہ بیکار اُس ترک کے گروہ سے ہیں مثال تسکین ہیں فقیروں کے ستم زمانہ سے اور حکایت

ایک[1] جاتا راہ میں سوئے دکان | دیکھا رہ میں حائل اک مجمع زنان
سوز پا سے جلد جاتا کرتا آہ | تھی ہجوم عورتوں سے بند راہ
ایک عورت سے کہا اے مہربان | کس لئے یاں جمع ہیں یہ لڑکیاں
زن مخاطب ہو کے بولی ایجوان | کچھ نہ کثرت کو ہماری دیکھ یاں
باوجودیکہ ہم اس کثرت سے ہیں | عیش تنگ آتا ہے تمکو دہر میں
کون زنی کرتے ہو قحط زن سے تم | فاعل و مفعول رسوا آئے تم
دیکھ[6] مت یہ واقعات روزگار | کہ فلک سے ہوتی ہیں یاں ناگوار
دیکھ مت روزی معاشونکی کمی | دیکھ مت یہ قحط و خوف جانکنی
دیکھ کہ تلخی سے تجھے اُن سے ملے | اُنکا تو کشتہ و خواہشمند ہے
جان رحمت امتحان تلخ کو | جان زحمت ملک مرو و بلخ کو
وہ براہیم اُس تلف سے نہ ہٹا | یہ براہیم اس شرف سے چلدیا
نے جلا وہ اور جلا یہ ای عجب | نعل اُلٹا رکھتی ہے راہ طلب

باز مکرر کردن صوفی سوال را و جواب قاضی

پھر دوبارہ سوال کرنا صوفی کا اور جواب قاضی کا

[1] ایک جاتا الخ ۶ شعر ایک شخص راہ میں جاتا تھا طرف دکان کے راہ میں دیکھا کہ ایک مجمع عورتوں کا حائل ہے سوز پا سے جلدی جاتا تھا اور آہ کرتا تھا اور راہ ہجوم عورتوں سے بند تھی ایک عورت سے کہا کہ اے مہربان یہاں لڑکیاں کسواسطے جمع ہیں عورت مخاطب ہو کر بولی کہ ایجوان کچھ ہماری کثرت کو یہاں مت دیکھ ہم باوجودیکہ اس کثرت سے ہیں پھر بھی تمکو عیش تنگ آتا ہے زمانہ میں تم کون زنی کرتے ہو قحط زن سے اسواسطے تم فاعل و مفعول رسوائی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [6] شعر یہ مت دیکھ واقعات زمانہ کے فلک سے یہاں ناگوار ہوتے ہیں تو مت دیکھ روزی و معاشوں کی کمی اور مت دیکھ یہ قحط و خوف جانکنی یہ دیکھ کہ تجھے تلخی ان سے ملے کہ انکا تو کشتہ و خواہشمند ہو گا اس کے حقائق ہیں امتحان تلخ کو تو رحمت جان وہ ابراہیم خلیل اللہ اس تلف سے نہیں ہٹا اور یہ ابراہیم زردشت اس شرف سے چلدیا وہ نہ جلا اور یہ جلا ای عجب نعل الٹا رکھی ہے راہ طلب کی یعنی واقعات زمانہ کو مت دیکھ اور جس کا تو خواہشمند ہے اسکی تلخی دیکھ کہ آفات دنیا سے ابراہیم خلیل اللہ نے آتش سے نجات پائی اور ابراہیم زردشت نے باوجود آتش پرستی کے اس میں جان دی پس اس دنیا کا کام الٹا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

گفت صوفی قادرست آن مستعان که کند سودای ما را بے زیان
آنکہ آتش را کند ورد و شجر هم تواند کرد این را بے ضرر
آنکہ گل آرد برون از عین خار هم تواند کرد این دی را بہار
آنکہ زو هر سرو آزادی کند قادرست ار غصہ را شادی کند
آنکہ شد موجود ازوی هر عدم گر بدارد باقیش او را چہ غم
آنکہ تن را جان دهد تا حی شود گر نمی راند زیانش کے شود
خود چہ باشد گر ببخشد آن جواد بندہ را مقصود جان بے اجتہاد
دور دارد از ضعیفان در کمین مکر نفس و فتنۂ دیو لعین
وقت طالب را پریشان کم کند آئینۂ دل را چو جام جم کند
گفت قاضی گر نبودے امر مُر ور نبودے خوب و زشت و سنگ و دُر
ور نبودی نفس و شیطان و هوا ور نبودی زخم و چالیش و دغا
پس بچہ نام و لقب خواندی ملک بندگان خویش را ای منہتک
چون بگفتی ای صبور و ای حلیم کے بگفتی ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین منفقین چون بدے بے رہزن و دیو لعین
رستم و حمزہ و مخنث یک بدے علم و حکمت باطل و مندک شدی
علم و حکمت بہر راہ بیرہی ست چون همہ رہ باشد آن حکمت تہی ست
بہر این دکان طبع شورہ آب ہر دو عالم را روا داری خراب

بولا[۱] وہ صوفی ہے قادر وہ خدا کہ کرے وہ کام میرے کو بھلا
وہ کرے آتش کو گلہا و شجر بھی وہ کر سکتا ہے اسکو بے ضرر
وہ نکالے گل کو باہر خار سے اور بہار اک اس خزان کو کر سکے
وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے ہے وہ قادر خشم کو شادی کرے
وہ کہ موجود اس سے ہے ہر اک عدم گر رکھے باقی اُسے کیا اُسکو غم
وہ کہ جان دے تن کو تا زندہ رہے گر نہ مارے کب اُسے نقصان ہے
ہووے کیا گر وہ کریم اب بخشدے بے جہد بندہ کو مقصد جان کے
اور[۲] ضعیفون سے رکھے بس دور دو مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو
وقت طالب کو پریشان کب کرے آئینۂ دل کو جو جام جم کرے
بولا قاضی حکم تلخ ہوتا نہ گر اور نہوتا نیک و بد سنگ و گہر
گر نہوتا نفس و شیطان و ہوا گر نہوتا زخم اور جنگ و دغا
پس وہ کس نام و لقب سے بادشاہ اپنے بندون کو بلاتا مشفقا
کیسے کہتا اے صبور و ای حلیم کب وہ کہتا ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین و منفقین ہوتے کب بے رہزن دیو لعین
رستم[۳] و حمزہ و مخنث ہوتے ایک علم و حکمت ہوتے سب باطل اے نیک
علم و حکمت واسطے بیراہ کے جو ہون سب رہ پر تو حکمت کس لیے
واسطے رونق دکان طبع کے دونون عالم کی خرابی لائے ہے

[۱] بولا وہ صوفی الخ یہ شعر اُس صوفی نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے کہ وہ میرے کام کو بھلا کرے کہ وہ کرتا ہے آتش کو گل شجر اور بھی وہ کر سکتا ہے اس ابراہیم کو بے ضرر وہ گل کو باہر خار سے نکالے اور بہار اس خزان کو کر سکے وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے وہ قادر ہے کہ خشم کو شادی کرے وہ کہ موجود اس سے ہر ایک عدم ہے اگر اسے باقی رکھے کیا اس کو غم ہے وہ کہ تن کو جان دے تا زندہ رہے اور اگر نہ مارے اُسے کب نقصان ہے کیا ہووے کہ اگر وہ کریم اب بخشدے بندہ کو جان کے بے جہد یعنی خدا قادر ہے کہ بُرے کو اچھا کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] اور ضعیفون سے الخ یہ شعر اور ضعیفون سے دور رکھے مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو طالب کے وقت کو کم پریشان کرے آئینۂ دل کو مانند جام جم کے کرے قاضی نے کہا کہ اگر حکم تلخ نہ ہوتا اور نیک و بد و سنگ و گوہر نہوتا اگر نفس و شیطان نہ ہوتا اور زخم و جنگ و دغا نہ ہوتا پس وہ بادشاہ کس نام و لقب سے اپنے بندون کو بلاتا اور کیسے کہتا اے صبور و اے حلیم کب کہتا اے شجاع و اے کریم ترجمہ صابرین و صادقین اور نفقہ دینے والے کب ہوتے بے رہزن دیو لعین کے یعنی اگر بُرائی و بھلائی نہ ہوتی تو خدا بندون کو کس نام سے بلاتا کیونکہ ایجاد صفاتی حق کا کامل ظہور نہ ہوتا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] رستم و حمزہ الخ یہ شعر رستم و حمزہ اور مخنث ایک ہوتے تو علم و حکمت سب باطل ہوتی علم و حکمت واسطے بیراہ کے ہے جو سب راہون پر ہون تو حکمت کس واسطے ہو دکان طبع کی رونق کیواسطے تو دونون عالم کی خرابی لاتا ہے مین جانتا ہون کہ تو پختہ ہے خام نہیں ہے اور تو سوال کرتا ہے عوام کیواسطے ظلم عالم کا اور رنج جو کچھ ہے سہل تر ہے دوری حق سے اس ملک کے فقر و فاقے و درد و رنج کب مشکل ہین فراق یار سے کیونکہ یہ گذر جائینگے اور وہ گذریگا نہین اور اہل دولت ہو کہ جان سے یقین ہو یعنی دنیا کے تمام رنج و الم سہل تر ہین فراق یار سے کہ وہ سب گذر جائین گے اور یہ فراق یار کا باقی ہمیشہ باقی رہیگا آگے اس فراق یار کا بیان ہے فافہم ۱۲

من همی دانم که تو پاکی نه خام / دین سوالت هست از بهر عوام
جور دوران و هر آن رنجی که هست / سهل تر از بعد حق و غفلت است
رنج و درد و جوع و فقر این دیار / صعب نبود چون فراق و بُعد یار
زانکه اینها بگذرد وان نگذرد / دولت آن دارد که جان آگه برد

جانتا ہون مین تو ہے پختہ نہ خام / تو سوال اب کرتا ہے بہر عوام
ظلم عالم اور جو کچھ رنج ہے / سہل تر ہے دوری اللہ سے
فقر و فاقے درد و رنج اس ملک کے / کب ہین مشکل جو فراق یار ہے
کیونکہ یہ گذرینگے وہ گذرے نہین / اہل دولت وہ کہ جان سے ہو یقین

در بیان آنکه صبر رنج کار سهل تر از صبر در فراق یار

بیان مین اُسکے کہ صبر رنج کام کا سہلتر ہے فراق یار سے

آن یکی زن شوی خود را گفت هی / اے مروت را بیکره کرده طے
هیچ تیمارم نمی داری چرا / تا بکی داری درین خواری مرا
گفت شو من نفقه چاره می کنم / گرچه عورم دست و پایی میزنم
نفقه و کسوه ست واجب ای صنم / از منت این هر دو هست و نیست کم
آستین پیرهن بنمود زن / پس درشت و پر وسخ بُد پیرهن
گفت از سختی تنم را می خورد / کس کسی را کسوه زینسان آورد
گفت ای زن یک سوالت میکنم / مرد درویشم همین آمد فنم
این درشتست و غلیظ و ناپسند / نیک اندیش ای زن اندیشه مند
کاین درشت و زشت تر یا خود طلاق / این ترا مکروه تر یا خود فراق
همچنین ای خواجه تشنیع زن / از بلا و فقر و رنج و محن
بیشک این ترک هوا تلخی ده است / لیک از تلخی بعد حق به است
گر جهاد و صوم سخت است و خشن / لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن
رنج کے ماند دمی کان ذوالمنن / گویدت چونی تو ای رنجور من

ایک زن نے اپنے شوہر سے کہا / اے مروت کو کیا تو نے جدا
کچھ نہین تو رکھتا ہو ہے کھانا کس لئے / کب تلک رکھیگا خواری مین مجھے
بولا شو تدبیر نفقہ کی کرون / گرچہ ننگا ہون ولے کوشش رکھون
نفقہ اور کپڑا ہی واجب ای صنم / تجکو دونون مجھ سے ہین اور نہ ہین کم
آستین اُس زن نے دکھلائی اُسے / کہ ہے سخت اور میلے کپڑے ہین مرے
بولی تن کھاتے ہین سختی سے مرا / کوئی یہ کپڑے کسی کو دے بھلا
بولا اے زن تجھ سے کرتا ہون سوال / مرد ہو درویش ہون یہی ہے میرا حال
یہ پھٹے کپڑے ہین میلے ناپسند / لیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند
یہ پھٹے کپڑے سوا یا خود طلاق / یہ سب تجھے مکروہ سوا یا خود فراق
ایسے ہی اے خواجہ شاکی تو جو ہے / امتحان رنج و آفت فقر سے
گرچہ یہ ترک ہوا تلخی رکھے / پر ہے بہتر بُعد حق کے تلخ سے
گرچہ روزہ جہد سخت ہے اور کڑا / لیک اُس بُعد حق کی تلخی سے بھلا
رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال / پوچھے اے بیمار میرے کیا ہے حال

سطر ۵۱ ایکدن زن نے آخ ۶ شعر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ ای شخص تو نے مروت کو جدا کیا کس واسطے کہ کھانا نہین رکھتا کب تک مجکو خواری مین رکھیگا شوہر نے کہا کہ تدبیر نفقہ کی کرون اگرچہ ننگا ہون ولیکن کوشش رکھتا ہون کپڑا اور نفقہ واجب ہے مگر تجکو مجھ سے دونون ہین اور کم نہین ہین اس زن نے اسے آستین دکھلائی کہ سخت کپڑے میلے ہین اور کہا کہ میرا جسم سختی سے کھاتے ہین کوئی ایسا کپڑا کسی کو پہناتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سطر ۵۲ بولا اے زن آخ ۶ شعر کہا اے زن تجھ سے سوال کرتا ہون کہ مرد درویش ہون اور یہی میرا حال ہے اگرچہ میلے و پھٹے کپڑے ناپسند ہین ولیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند پھٹے کپڑے سوا ہین یا خود طلاق یہ تجھے مکروہ سوا ہے یا خود فراق آگے اس کے حقائق ہین اے خواجہ ایسی ہی تو شاکی ہے امتحان رنج اور آفت فراق سے اگرچہ ترک سوا تلخی رکھتی ہے ولیکن بُعد حق کی تلخی سے بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطر ۵۳ رنج دم بھر آخ ۵ شعر رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال پوچھے اے میرے بیمار کیا حال ہے اگر نہ پوچھے تو وہ نہ سمجھ سکے ولیکن تیرا ذوق اسکی پرسش ہے وہ طبیبان اولیا کہ ایک طبیب دل کے ہین پرسش بیمار سے رغبت رکھتے ہین اگرچہ نام و ننگ سے کنارہ کرتے ہین ولیکن از راہ پیغام کے چارہ کرتے ہین ولیکن ان کے دل مین فکر ہوتی ہے اور معشوق بیخبر نہین عشاق سے یعنی اولیا اللہ اگرچہ بظاہر بیمار انکی پرسش نہین کرتے ہین ولیکن از راہ پیغام کے علاج کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

ورنگوید کہ نہ آن فہم و فن ست	لیک آن ذوق تو پرسش کردن ست	گر نہ پوچھے نہ سمجھ تو وہ سکے	لیک تیرا ذوق پرسش اسکی ہے
آن سلیمان کہ طبیبان دل اند	سوی رنجوران بپرسش مائل اند	وہ سلیمان کہ طبیبان دل ہین	پرسش بیمار سے رغبت رکھین
در حذر از ننگ وا ز نامی کنند	چارہ سازند و بپیامی کنند	نام و ننگ سے گرکنارہ کرتے ہین	از رہ پیغام چارہ کرتے ہین
ورنہ در دل شان بود آن مفتکر	نیست معشوقی ز عاشق بیخبر	ورنہ دل مین انکے ہوتی فکر ہی	بیخبر معشوق نے عشاق سے
ای تو جویای نوادر داستان	ہم فسانہ عشق بازان ای بخوان	ڈھونڈھتا[سلہ] ہوا ای تو نادر داستان	بڑھ فسانہ عشق بازونکا بھی ہان
پس بخو شیدی درین عہد مدید	ترک جوشی ہم نگشتی ای قدید	گرم جوشیان تو کہین اس عہد مین	ترک جوشی بھی نہ تجھسے ہوئی ہین
دیدہ عمرے تو داد اوری	وانکہ از نادیدگان ناصی تری	دیکھی تو نے عمر بھر بے داد کو	جان تا دیدون سے غافل تر ہو تو
ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد	تو سپس تر رفتہ ای گول لد	اسکا جو شاگرد ہوا استاد ہوا	اور تو ہٹتا ہے پیچھے احمقا
خود نبود از والدینت اعتبار	ہم نبودت عبرت از لیل و نہار	نہ تجھے عبرت ہوئی مان باپ	بھی نہ عبرت رات دن سے ہی تجھے

پرسیدن عارفی از کشیش کہ تو بسال بزرگتری یا ریش تو

پوچھنا ایک عارف کا کشیش سے کہ تو عمر مین بڑا ہی یا داڑھی تیری

عارفی پرسید زان پیر کشیش	کہ تو ای خواجہ مسن تر یا کہ ریش	پوچھا[۵۲] اک عارف نے بابا پیر کشیش	کہ اے خواجہ تو مسن تر یا کہ ریش
گفت نے من پیش از و زادیم	پس بے ریشی جہان دیدہ ام	بولا مین پیدا ہون پہلے ریش سے	دیکھا بس مین نے جہان بے ریش سے
گفت ریشت شد سفید از حال گشت	خوی زشت تو نگردیدست درست	بولا ہوئی داڑھی سفید حالت پھری	تیری نیکی پر نہ بد عادت پھری
او پس از تو زاد و از تو بگذرید	تو چنین خشکے ز سودای مزید	بعد تیرے پیدا ہو کر وہ بڑھی	خشک مغزی مین رہا تو ویسا ہی
تو بدان رنگے کہ اول زادہ	یک قدم زان بیشتر ننہادہ	پہلے تو جس رنگ سے پیدا ہوا	اک قدم اس سے نہ تو آگے بڑھا
دوغ ترشی ہمچنان در معدنی	خود نکردی ز و مخلص لو غنی	ویسا ہی معدن مین کھٹا ہی ہی	نے ہوا اخلاص کا پیدا تو کبھی
ہم خمیری خمر الطینہ درے	گرچہ عمرے در تنورے آذری	تو خمیر اک خمر الطینہ مین ہے	گرچہ ہے تنور مین اک عمر سے

سلہ ڈھونڈھتا ہے ایک ۵ شعر اے تو نادر داستان ڈھونڈھتا ہے بھی افسانہ عشق بازون کا پڑھ تو نے اس عہد مین گرم جوشیان کرین ترک جوشی بھی تجھ سے نہین ہوئی تو نے عمر بھر داد کو دیکھا ہے جان سے کہ تو نادیدون سے غافل تر ہے اس کا جو شاگرد ہوا استاد ہوا اور تو ہٹتا ہے پیچھے تجکو عبرت مان و باپ سے نہین ہوئی اور نہ عبرت رات دن سے تجکو ہے یعنی تو داستان لوگون کی ڈھونڈھتا ہے اور اس سے عبرت نہین پکڑتا ہے کہ تیرے مان باپ ذلیل و نہار سب گذر گئے ایسے ہی تو بھی گذر جائیگا پس تو جان بوجھکر انجان بنتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پوچھا ایک ۷ شعر ایک عارف نے پیر کشیش سے پوچھا کہ اے خواجہ تو عمر مین زیادہ ہے کہ ریش تیری کہا کہ مین اول ریش سے پیدا ہوا ہون کہا کہ ریش کے یعنے جہان کو دیکھا ہے کہا کہ داڑھی سفید ہوئی اور حالت پھری مگر نیکی پر تیری بد عادت نہین پھری دیر سے بعد مین پیدا ہوکر تجھ سے بڑھی مگر تو ویسا ہی خشک مغزی مین رہا تو پہلے جس رنگ سے پیدا ہوا اک قدم اس سے آگے نہ بڑھا آگے اس کی مثال ہے معدن مین ویسا ہی کھٹا ہے تو کبھی اخلاص کا پیدا نہین ہوا تو خمیر ایک خاک خام مین ہے اگرچہ تو ایک عمر سے تنور مین ہے یعنی باوجود عمر گذرنے کے تو ابھی تک چھوٹا نہین ہوا اور خواہشات دنیا مین مبتلا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

همچو قوم موسی اندر حر تیه — مانده چل ساله برجای سفیه
سیدوی هر روز تا شب در وله — خویش را بینی در اول مرحله
چون حشیشی پا بگل در ره شته — گرچه از یاد هوس سرگشته
نگذری زین بعد سی صد سال تو — تا که داری عشق این گوساله تو
تا خیال عجل شان از جا نرفت — بُد بر ایشان تیه چون گرداب زفت
غیر آن عجلی کزو یابستهٔ — بی نهایت لطف ما بینندهٔ
گاو طبعی زان نکوئیهای زفت — از دلت در عشق این گوساله رفت
باری اکنون تو ز هر جزوت بپرس — صد زبان دارند این اجزای خرس
ذکر نعمتهای رزاق جهان — که نهان شد او در اوراق زمان
روز و شب افسانه جویانی تو — جزو جزو تو فسانه گوی تست
جزو جزوت تا برست از عدم — چند شادی دیده است و چند غم
زانکه بی لذت نروید هیچ جزو — بلکه لاغر گردد از هر پیچ جزو
جزو ماند و آن خوشی از یاد رفت — بل نرفت آن خفیه شد از پنج و هفت
همچو تابستان که از وی پنبه زاد — ماند پنبه رفت تابستان زیاد
یا مثال یخ که زاید از شتا — شد شتا پنهان و آن یخ پیش ما
هست آن یخ زان صعوبت یادگار — یادگار صیف در دی از ثمار
همچنین هر جزو جزوی ای فتی — در تنت از نعمتی گوید ثنا
چون زنی که بیست فرزندش بود — هر یکی حاکی ز حال خوش بود

مثل قوم موسیٰ اندر تیہ کے — تو رہا چالیس سال اک جا پہ ہیچ
دوڑے تو دن بھر ہر اندر حرص کے — پہلی ہی منزل پہ دیکھے خود کو ہے
مثل کہ یا تیرا کیچڑ مین پھنسا[۱] — پر ہوس مین پڑکے سرگشتہ ہوا
نے تو نکلے لاکھ سال اس بعد سے — عشق اس گوسالہ کا جبتک ہے
تا خیال عجل اُن کا مٹ گیا — تیہ جون گرداب اک اُنپر رہا
غیر عجل اُس سے کہ جو تجکو ملا — بے نہایت لطف بس ہمکو دکھا
گاؤ طبع نیکیون سے تو ہوا — عشق گوسالہ کا نے دل سے گیا
اپنے[۲] تو ہر جزو سے پوچھ لے — سو زبان رکھین یہ گونگے جز ترے
نعمتون رزاق عالم کا بیان — سب نہان ہین اندر اوراق زمان
رات دن افسانہ ڈھونڈھے تو نیا — تیرا جز جز ہے فسانہ گو ترا
جب سے چھوڑا تیرے جز جز نے عدم — چند دیکھین شادیان اور چند غم
کیونکہ بے لذت نہ کوئی آئے جز — بلکہ لاغر ہو ہر ایک پیچون سے جز
جز رہا عشرت گئی وہ یاد سے — نے گئی بل جسم سے اخفا رہے
جیسے[۳] روئی پیدا گرمی سے ہوئی — روئی باقی یاد سے گرمی گئی
یا کہ جیسے پیدا یخ سردی سے ہے — جائے سردی اور یخ باقی رہے
اس صعوبت سے وہ یخ ہی یادگار — پھل خزان کی گرمیون سے یادگار
ایسے ہی ہر ایک جز جز مشفقا — کہوے نعمت سے ترے تن مین ثنا
جیسے اک عورت کہ بیس ہوئین پسر — حال خوش سے دے ہر اک اپنے خبر

۱ مثل کہ الخ ۷ شعر کاہ کے مانند تیرا پاؤن کیچڑ مین پھنسا ہوا اگر تو سرگشتہ ہی ساتھ یاد و ہوا کے مانند قوم موسیٰ کے تیہ میں تو چالیس سال رہا ایک جا پر تو حرص مین دوڑتا ہر دن بھر مگر خود کو اول منزل پر دیکھتا ہے تو لاکھ برس اس بعد سے نہین نکلے جب تک عشق اس گوسالہ کا اُن سے نہ گیا گرداب کے مانند وہ تیہ اُن پر رہا سو گوسالہ کے جو تجکو اس سے ملا ہے لطف و نعمت بے نہایت دکھاتا ہے بیلون سے تو گاؤ طبع ہوا اگر عشق گوسالہ کا دل سے نہین گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۲ اپنے تو الخ ۶ شعر تو اپنے ہر ایک جزو سے اب پوچھے کہ یہ گونگے جزو تیری سو زبان رکھتے ہین نعمت رزاق عالم کا بیان اوراق مین نہان ہے تو رات دن افسانہ نیا ڈھونڈھتا ہے اور تیرا جز جز افسانہ گو ہے جب سے تیرے جز جز نے چھوڑا ہے چند شادیان اور چند غم دیکھے ہین کیونکہ کوئی جز بے لذت کے نہین آتا ہے بلکہ ہر ایک پیچون سے جز لاغر ہوتا ہے جز رہا اور عشرت گئی یاد سے نہین گئی بلکہ جسم سے پوشیدہ رہی یعنی تیرے ہر ایک جز کو لذت عدم سے خبر ہے اگرچہ وہ اب عشرت گئی ہے مگر گئی نہین تیرے جسم مین پوشیدہ ہے بس تو اس کو خود مین ڈھونڈھ لے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
۳ جیسے روئی الخ ۸ شعر جیسے پنبہ گرمی سے پیدا ہوا پنبہ باقی ہے اور گرمی یاد سے گئی یا کہ جیسے یخ سردی سے پیدا ہے بس سردی گئی اور یخ باقی ہے وہ یخ اس صعوبت سے یادگار ہے اور میوہ خزان مین گرمیون سے یادگار ہین ایسی ہی ہر ایک جز تیرے تن مین نعمت کی ثنا کہتا ہے جیسے ایک عورت کے بیس لڑکے ہوئین اور ہر ایک اپنے حال خوش سے خبر دیوے بغیر مستی کے حمل نہو وین آشکار زائیدہ باغ کے بہار کب ہون اسکے خاندان و بچے ظاہر دلیل عشق بازی بہار کے ہین ہر ایک تیجہ بچون کی پرورش مین یہان مریم کے مانند جامہ شادی سے پوشیدہ ہو یعنی ہر ایک اپنی اصل کی خبر دیتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حمل نبود بے زمستی و نزلاغ	سبب بہاری کی شود زائیدہ باغ	حمل ہے بے مستی کے نہ ہوں آشکار	باغ سب نا زائیدہ کب ہوں بے بہار
حاملان و بچگانش در کنار	شد دلیل عشق بازی بہار	حاملان میں بچے اُس کے آشکار	ہین دلیل عشقبازی بہار
ہر درختی در رضاع کودکان	ہمچو مریم حامل از شاہی نہان	پرورش میں ہر شجر بچوں کی یان	مثل مریم حاملہ شہ سے نہان
گرچہ در آب آتشی پوشیدہ شد	صد ہزاران کف برو جوشیدہ شد	گرچہ ہوئی ہر آگ پانی مین نہان[1]	سیکڑوں کف جوش سے اُسپر عیان
گرچہ دریا سخت پنہان می تند	کف بدہ انگشت اشارت میکند	گرچہ دریا خود کو پنہان بس رکھے	کف اشارہ انگلیوں سے ہے کرے
ہمچنین اجزای مستان وصال	حامل از تمثالہای حال و قال	ایسے ہی اجزاے مستوں وصل کے	حاملہ ہین شکل حال و قال سے
در جمال حال وا ماندہ جہان	چشم غائب ماندہ از نقش جہان	منھ پھیٹا رہوے جمال حال مین	دیدے غائب نقش عالم سے ہین
آن موالید از رہ این چار نیست	لاجرم منظور این ابصار نیست	وہ موالید اب نہین ان چار سے	اس نظر سے نہ دکھیں وہ اس لئے
آن موالید از تجلی زادہ اند	لاجرم مستور پردہ سادہ اند	وہ تجلی سے ہین پیدا اس لئے	پردۂ بیرنگ مین پنہان رہے
زاد گفتیم و حقیقت زاد نیست	این عبارت جز پئے ارشاد نیست	زاد کہتا ہون[2] حقیقت زاد نے	یہ سمجھنے کے لئے ارشاد ہے
ہین خمش کن تا بگوید شاہ قل	بلبلی مفروش با این جنس گل	اب تو چپ رہ تا کہ کہوے شاہ قل	بلبلی مت کر تو پیش جنس گل
این گل گویاست پر جوش و خروش	بلبلا ترک زبان کن باش گوش	خود یہ گل گویا ہے پر جوش و خروش	بند کر بلبل زبان کو ہو تو گوش
ہر دو کون تمثال پاکیزہ مثال	شاہد عدلند بر سر وصال	شکل ہر دو نوع پاکیزہ مثال	ہین گواہ عدل بازار وصال
ہر دو کون سر لطیف مرتضیٰ	شاہد احیاد حشر ما مضیٰ	دو نوں نوع کی راز پاک مرتضیٰ	فانی اور باقی پہ انکے ہین گواہ
ہمچو یخ کاندر تموز مستجد	ہر دم افسانہ زمستان میکند	جیسے[3] یخ گرمی کے موسم مین کرے	یاد سردی کے فسانہ لطف سے
ذکر آن اریاح سرد زمہریر	اندر آن ایام دارد آن عسیر	ذکر کرنا ان ہواؤن سرد سے	اندر اس ایام واس تکلیف کے
ہمچو آن میوہ کہ در وقت شتا	میکند ز افسانہ لطف صبا	یا کہ جیسے میوہ سردی مین کرے	یاد افسانہ صبا کے لطف سے
قصۂ دور تبسمہاے شمس	وان عروسان چمن را لمس و طمس	قصۂ ایام ہنسنے شمس کا	اور عروسان چمن کے لمس کا

[1] اگرچہ الخ ۶ شعر اگرچہ آتش پانی مین پوشیدہ ہوتی ہے ولیکن سیکڑون کف اُسپر جوش سے عیان ہین اگرچہ دریا خود کو پنہان رکھتا ہے کف اشارہ انگلیوں سے کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین ایسے ہی اجزا مستون وصل کے شکل حال وقال سے حاملہ ہین جمال حال مین منھ پھیٹا رہتا ہے اور دیدے نقش عالم سے غائب ہین وہ موالیدان چار عنصر سے نہین ہین اسواسطے وہ اس نظر سے نہین دیکھتے ہین وہ تجلی سے پیدا ہین اسواسطے پردہ بیرنگ مین پوشیدہ ہین یعنی تجلیات حالی وقالی اس نظر ظاہری سے نہین دیکھتی ہے کہ جو بستان کے ہر ایک جزو سے پیدا ہوتے ہین وہ ظاہر نہین ہوتے بلکہ چشم ظاہر بین سے مخفی رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم

[2] زاد الخ ۵ شعر زاد کہتا ہون حقیقت مین وہ پیدا نہین ہے یہ ارشاد سمجھنے کیلئے ہے اب تو چپ رہ تاکہ شاہ قل کہے اور تو آگے گل کے بلبلی مت کر یہ گل خود گویا ہے پر جوش و خروش تو زبان کو بند کر اور گوش ہو شکل دو نوع کی پاکیزہ مثال ہے اور عدل بازار وصال کے گواہ ہین دونون نوع کہ راز پاک مرتضیٰ کے فنا فی اللہ و بقا باللہ پر گواہ ہین یعنی اولیاء اللہ کے دونون حال وقال اُنکے فنا اور بقا ہونے پر گواہ ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

[3] جیسے الخ ۷ شعر جیسے یخ گرمی کے موسم مین یاد کرتا ہے فسانہ لطف سردی سے ذکر کرتا ہے ان ہواؤن سرد سے اندر اُس ایام اُس تکلیف کے یا جیسے میوے سردی مین یاد کرتے ہین فسانہ لطف صبا سے قصہ ایام ہنسنے شمس کا اور عروسان چمن کے لمس کا پس وہ حال گیا اور جزو یادگار رہ گیا تو اُس سے پوچھ یا خود شمار کر جب کہ غم تجکو گھیرے تو پستی سے اُس دم ناامید ہے جستجو کر اُس دم نے کہا کہ اے خشم منکر حال کی غذا انعام حق سے ہے یعنی اگر وہ حال گیا اور جزو باقی رہا تو اُس جزو سے پوچھ یا خود مین شمار کر باقی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حال رفت و ماند جز وقت یادگار — یا ازو وا پرس یا خود یاد آر
چون فسرو گیرد غمت کز چیستی — زان دم نومیدہ کن وا جستئی
تفتیش اے غصۂ منکر مجال — راتبۂ انعام ہا را زان کمال
ہر دمت گر نے بہار و خرمیست — ہمچو چاش گل تنت انبار چیست
چاش گل تن فکر تو ہمچون گلاب — منکر گل شد گلاب اینت عجاب
از کپی خوبان کفران کہ دریغ — بر نبی خوبان نثار از مہر و میغ
آن لجاج و کفر قانون کپی ست — وان سپاس و شکر منہاج نبی ست
! کپی خوبان تہتکہا چہ کرد — با نبی رویان تفضلہا چہ کرد
در عمارتہا سگانند و عقور — در خرابیہاست گنج عز و نور
گر نبودی این فروغ اندر خسوف — گم نکردی راہ چندین فیلسوف
زیرکان و موشگافان رہی — دیدہ بر خرطوم داغ ابلہی

وہ گیا حال اور رہا جز یادگار — یا تو پوچھ اس سے و یا خود کر شمار
جبکہ غم گھیرے تجھے جستی سے تو — اُس دم تو میدسے کر جستجو
بولا وہ اے خشم منکر حال کے — ہو غذا انعام حق سے جان لے
کیا بہا عشق سے ہر دم تجھے — تو وہ گل سا تن یہ کیوں انبار ہے
جسم تو وہ گل تری فکر گلاب — منکر گل ہو گلاب یہ ہے عجاب
اُن کپی خو سے دریغ افسوس ہے — یا نبی خو سے کہ مہر اُنپر مرے
ہے خوشامد کفر قانون کپی — اور سپاس و شکر ہے راہ نبی
بس تمتک کیا کپی خو سے گئے — بس تفضل کیا نبی رو سے گئے
سگ ہیں آبادی کے اندر پر شرور — اور خرابی میں ہی گنج عز و نور
گر نہوتا یہ فروغ اندر خسوف — ہوتے کب گمراہ اتنے فیلسوف
زیرک و دانائے از راہ آگہی — دیکھا پیشانی پہ داغ ابلہی

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب و دعای او مستجاب شدن

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب کا اور مستجاب ہونا اُسکی دعا کا

آن یکی بیچارۂ مفلس ز درد — کو ز بیخبری ہزاران زخم خورد
لابہ کردی در نماز و در دعا — کای خداوند و نگہبان رعا
بے ز جہدی آفریدی مر مرا — بے فن من روزیم دہ زین سرا
پنج گوہر دادیم در درج سر — پنج حس دیگرے ہم مستتر

ایک عاجز بے نوا کو درد سے — زخم بے خبری سے بس لاکھوں ملے
عجز سے کرتا نماز اندر دعا — کہ اے گلّہ کے نگہبان اے خدا
پیدا بے کوشش کیا تونے مجھے — اس جہان میں روزی تو بے کسب دے
پانچ گوہر سر کے ڈبہ میں رکھے — پانچ حس پنہاں دیے اور دوسرے

سلہ۱ کیا بہار و عیش الخ ۸ شعر اگر تجکو بہار و عیش ہر دم نہیں ہے تن یہ تو وہ سا گل کیوں انبار ہے جسم تو وہ گل اور فکر تیری گلاب سا ہے اب گلاب منکر گلاب ہو تعجب ہے ان بندر خو سے دریغ و افسوس ہے یا کہ نبی خو سے کہ شمس ان پر مرتا ہے خوشامد و کفر ہے قانون بندر کا اور سپاس و شکر ہے راہ نبی کی بس کیا ٹھیک بندر خو سے گئے اور بس کیا تفضل نبی رو سے آبادی میں سگ پر شرور ہیں اور خرابی میں گنج عز و نور اگرچہ فروغ راحت کا خوف تکلیف نہ ہوتا کب گمراہ ہوتے اتنے فیلسوف زیرک و دانا نے از راہ آگہی کے پیشانی پر داغ ابلہی کا دیکھا یعنی جو لوگ کہ دانا و زیرک ہیں وہ از راہ آگہی کے آثار بیوقوفی کے پیشانی سے دیکھتے ہیں پس اُس حال و قال کا خود میں بھی شمار کرتا ہے فافہم ۱۲

سلہ۲ قصہ ششم یار کو اپنے آپ میں

سلہ۳ ایک عاجز الخ ۴ شعر ایک عاجز بینوا کو درد بیخبری سے لاکھوں زخم ملے نماز میں عجز سے دعا کرتا کہ اے نگہبان گلہ والے خدا تونے بے کوشش مجھے پیدا کیا پانچ گوہر سر کے ڈبہ میں رکھے اور دوسرے پانچ حس پوشیدہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لا تعد این داد و لا تحصی ز تو / من کلیلم از بیانش شرم رو
چونکه در خلاقیم تنها توئی / کار رزاقیم هم کن مستوی
سالها کرد این دعا بسیار شد / عاقبت زاری او برکار شد
همچو آن شخصی که روزی حلال / از خدا میخواست بے کسب و کلال
گار آوردش سعادت عاقبت / دور داود و لدنی معدلت
آن یتیم نیز زاریها نمود / هم ز میدان اجابت گو ربود
گاه بدظن میشدی اندر دعا / از پے تاخیر پاداش و جزا
باز ارجاے خداوند کریم / در دلش بشارتی گشتی زعیم
چون شدی نومید در جهد و کلال / از جناب حق شنیدی که تعال
خافض است و رافع است این کردگار / بے ازین دو بر نیاید هیچکار
خفض ارضی بین و رفع آسمان / بے ازین دو نیست دورانش فلان
خفض و رفع این زمان نوع دگر / نیم سالی خشک نیمی سبز و تر
خفض و رفع روزگار با کرب / نوع دیگر نیم روز و نیم شب
خفض و رفع این مزاج ممتزج / گاه صحت گاه رنجوری مضج
همچنین دان جمله احوال جهان / قحط و خصب و جنگ و صلح و افتنان
اینجهان با این دو پر اندر هواست / زین دو جانها موطن خوف و رجاست
تا جهان لرزان بود مانند برگ / در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تا خم یک رنگی عیسی ما / بشکند نرخ خم صد رنگ را

لا تعد[1] یہ داد و لا تحصی تری / مین ہون گونگا شرح سے اُس جود کی
جو تو خلاقی مین تنہا ہے مرے / رزق بھی مجکو مساوی تو دے
سالہا اُس نے یہی کی بس دعا / اُسکی زاری نے اثر آخر کیا
جسطرح وہ شخص کہ روزی حلال / چاہتا تھا حق سے بے کسب و ملال
گاؤ نے آخر دین اُسکو نیکیان / دور داؤد نبی تھا اُس زمان
بس کی اس مشتاق نے بھی التجا / گوے میدان اجابت لیگیا
گاہ[2] بدظن ہوتا وہ اندر دعا / باعث تاخیر پاداش جزا
پھر خداوند جہان کی بس رجا / اُس کے دل مین ہوتی خوشخبری سا
ہوتا جو کوشش مین نومید و ملال / بس جناب حق سے سنتا کہ تعال
زیر و بالا کرنے والا ہے خدا / کام ان بے دو کے نہ ہووے روا
دیکھ پستی زمین رفع سما / گردش اُسکی کب ہے ان دو کے سوا
زیر و بالا اس زمین کا اور ہے / خشک چھ مہ سبز تر چھ مہ رہے
زیر و بالا ہے زمانہ کا بس اور / آدھا دن اور آدھی شب ہے کر تو غور
زیر و بالا اس مزاج جسم کا / گاہ صحت اور گہ رنج و بکا
ایسے[3] ہی کل حال ہر عالم کا جان / قحط و ارزانی و صلح و جنگ مان
اُڑتا ہے ان دونوں پر سے یہ جہان / ساکن خوف و رجا ان دو سے یہ جان
تا جہان لرزان ہے مثل برگ کے / باد و سرد و گرم بعث و مرگ سے
میرے عیسی کا خم یک رنگ کا / توڑتا ہے نرخ خم سو رنگ کا

[1] لا تعد آلخ ۱ شعر یہ بخشش تیری نہ تعداد رکھتی ہے نہ گھیری گئی ہے مین اس بخشش کی شرح سے گونگا ہون جو تو میری خلاقی مین تنہا ہے اب تو مجھ کو رزق بھی مساوی دے اُس نے یہ سوال دعا کی آخر اس کی زاری نے اثر کیا آگے مثال ہے کہ وہ شخص کہ روزی حلال حق سے چاہتا تھا بے کسب ملال کے آخر گاؤ نے اسکو نیکیان دین کہ اُسوقت دور داؤد نبی کا تھا اس مشتاق نے بھی التجا کی اور گوے میدان اجابت کی لیگیا یعنی جیسے داؤد نبی کے عہد مین روزی حلال طلب کرنیوالے کو حق نے بے کسب روزی دی کہ قصہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اسی طرح یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اثر اسکی زاری نے کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گاہ بدظن آلخ ۸ شعر کبھی وہ بدظن ہو جاتا دعا مین باعث تاخیر جزا کے پھر امید خداوند جہان کی اُسکے دل مین خوشخبری ہو جاتی جو کوشش مین نا امید و ملال ہوتا بس جناب حق سے تعال کو سنتا آگے حقائق مین خدا زیر و بالا کرنیوالا ہے بے ان دو کے کام روا نہ ہوئے دیکھ پستی و بلندی آسمان کی کہ اسکی گردش ان دو کے سوا کب ہے زیر و بالا اس زمین کا اور ہے کہ چھ مہینے خشک اور چھ مہینے تر رہتی ہے زیر و بالا اس مزاج جسم کا کبھی صحت و کبھی رنج و بکا ہے یعنی جب وہ تاخیر اثر دعا سے بدظن ہوتا تو حق اُسکے دل مین پھر شوق دیتا بس یہی زیر و بالا حق کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] ایسے ہی آلخ ۵ شعر ایسے ہی اس عالم کا کل حال جان اور قحط و ارزانی و صلح اور جنگ کو مان یہ جہان ان دونوں پر سے اُڑتا ہے اور ساکن خوف و رجا کا ہے ان دونوں سے تا جہان لرزان ہے مانند برگ کے باد سموم و سرد و بعث و مرگ سے جیسے عیسی کا خم یک رنگ نرخ خم سو رنگ کا توڑتا ہے وہ جہان مانند کان نمک کے ہے جو اس مین جاوے بے تلوین رہے یعنی یہ جہان رنگارنگ ہے اور وہ جہان مثل خم عیسی کے ایک رنگ ہے کہ جو اس مین جائے تو یہ حد ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

کان جہان ہمچون نمکسار آمدہ است[1]
ہر چہ آنجا رفت بے تلوین شدہ است

بین کہ خاک این خلق رنگارنگ را
می کند یکرنگ اندر گورہا

این نمکسار جسوم ظاہر ست
خود نمکسار معانی دیگر است

این نمکسار معانی معنوی ست
از ازل آن تا ابد اندر نوی ست

این نوی را کہنگی ضدش بود
وان نوی بے ضد و بے ند و عدد

آنچنان چون نور روی مصطفےٰ[2]
صد ہزاران نوع ظلمت شد ضیا

از جہود و مشرک و ترسا و مغ
جملگی یک رنگ شد زان الپ الغ

صد ہزاران سایہ کوتاہ و دراز
شد یکی در نور آن خورشید راز

نے درازی ماند نے کوتہ نہ پہن
گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن

لیک یکرنگی کہ اندر محشر ست
بر بد و بر نیک کشف و ظاہر ست

کہ معانی آن جہان صورت شود
نقشہا اندر خور خصلت شود

گردد آنگہ فکر نقش نامہا
این بطانہ روی کار جامہا

این ہمہ سرہا مثال گاو پیس
دوک نطق اندر ملل بار یک ریس

نوبت صد رنگی ست و صد دلی
عالم یکرنگ کے گردد جلی

نوبت زنگی ست رومی شد نہان
این شب ست و آفتاب اندر رہان

نوبت گرگ ست و یوسف زیر چاہ
نوبت قبطی ست فرعون ست شاہ

تا کہ رزق بید ریغ خیرہ خند
آن سگان را حصہ باشد روز چند

دو جہان کان نمک کی شکل ہے
جو کہ اس میں جائے بے تلوین رہے

دیکھ تو اس خلق رنگارنگ کو[1]
کرتی ہے اک رنگ خاک گور جو

یہ نمکزار بدن ہے ظاہری
ہے نمکزار معانی دوسری

یہ نمکزار معانی معنوی
ہے ازل سے تا ابد طرز نوی

اس نئے کا ہونا کہنہ ضد ہے
وہ نیا بے ضد اور بے ند ہے

جیسے روی احمدی کے نور سے
ظلمت ہر اک نوع کی پر نور ہے

یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین
سب ہوئے اک رنگ اُن سے بالیقین

سیکڑوں سائے جو تھے چھوٹے بڑے
ایک ہوئے سب نور میں اس شمس کے

نے بڑائی چھوٹا نے چوڑا رہے
ہر طرح کا سایہ خور میں رہن ہے

لیکن[2] اک رنگی کہ جو محشر میں ہے
کشف اور ظاہر ہو بد اور نیک پہ

کہ معانی اس جہان میں شکل ہو
لائق خصلت ہو صورت شکل دو

فکر اسدم ہووے نقش نامہا
یہ نمونہ ہووے روے جامہا

راز یہ کل ہیں مثال دم کہا
کاتے مذہب میں ہی نکلا نطق کا

نوبت سو رنگ ہے اور سو دلی
عالم اک رنگ کب ہووے جلی

نوبت زنگی ہے اور رومی چھپا
یہ ہے شب اور شمس پردہ میں گیا

نوبت[3] گرگ اور یوسف زیر چاہ
نوبت قبطی ہے فرعون بادشاہ

تا کہ رزق بیہدہ اور مفت سے
چند دن کو حصے کتوں کے ہوے

---

[1] دیکھ تو الخ ۸ شعر تو اس خلق رنگارنگ کو دیکھ کہ ایک رنگ کرتی ہے جو خاک گور یہ نمکزار بدن کی ظاہری ہے اور نمکزار معنی کی دوسری ہے یہ نمکزار معانی ہوئے ازل سے ابد تک طرز نوی ہے اور اس نئے کا کہنہ ضد ہوتا ہے اور اپنا بے ضد و بے ند ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے روے احمدی کے نور سے ہر ایک نوع کی ظلمت پر نور ہے یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین سب اُن سے ایک رنگ ہوئے سیکڑوں سائے کہ جو تھے چھوٹے و بڑے اس شمس کے نور میں ایک ہوئے نہ بڑا ہوا نہ چھوٹا نہ چوڑا ہووے ہر ایک قسم کا سایہ خورشید میں ہی ہے یعنی سب سائے پر تو خورشید میں ایک ہو جاتے ہیں اسیطرح عدم میں سب جاتے ہیں ایک رنگ ہوتے ہیں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [2] لیکن اکرنگی الخ ۶ شعر و لیکن ایک رنگی کہ جو محشر میں ہے کشف نیک و بد پر ہے کہ اس جہان میں معانی صورت ہو اور وہ صورت لائق خصلت ہو اُس دم فکر نقش نامہاے ہووے اور یہ نمونہ فکر روے جامہا کا ہووے یہ کل راز مثل گاو کے مانند ہیں کہ نکلا نطق کا مذہب میں کاتا ہے وقت سو رنگی سو دلی کا ہے کب عالم ایک رنگ جلی ہووے وقت زنگی کا ہے اور رومی چھپا یہ شب ہے اور شمس پردہ میں گیا یعنی اب وقت یکرنگی کا ہے بیرنگی کب نظر ظاہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نوبت الخ ۶ شعر وقت گرگ کا اور یوسف زیر چاہ وقت قبطی ہے اور فرعون بادشاہ ہے تا کہ رزق بیہودہ و مفت سے کتوں کے حصے ہوئے چند روز تک شیر بیشہ کے اندر منتظر ہیں تا کہ آنے کا حکم منتشر ہو پس اس بیشہ سے شیر باہر نکلیں اور روبرو حق کے بغیر نصرت کے جوہر انسان بجو ہر گھیرے آگے بیلوں کے کشتہ ہوں روز قیامت کے روز حشر کے خوفناک ہو منو کو عید و بیلوں کو قربانی ہے یعنی بروز حشر ایک رنگی سب پر کھل جائے گی کہ اس عالم سو رنگ میں نفس کو غلبہ و روح کو عاجز ہے مگر او لیا بروز حشر غالب ہو دین گے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲

دردرون بیشہ شیران منتظر	تا شود امر تعالوا منتشر	شیر ہین بیشہ کے اندر منتظر	تاکہ حکم آنے کا ہووے منتشر
پس برون آیند آن شیران مرج	بیحجابی حق نماید دخل و خرج	پس وہ نکلین باہر بیشہ سے	روبرو حق کے تصرف سے ہون سیر
جوہر انسان بگیرد برّ و بحر	پیش گاوان بسملان روز نحر	جوہر انسان گھیرے بر و بحر	آگے بیلون کے کہ کشتہ روز نحر
روز نحر رستخیز سہمناک	مومنان را عید و گاوان را ہلاک	روز نحر حشر کو ہے خوفناک	مومنون کو عید بیلون کو ہلاک
جملہ مرغان آبی روز نحر	ہمچو کشتیہا روان بر روی بحر	۵۱ مرغ آبی جزو کل دن نحر کے	مثل کشتی کے رواں ہو بحر پے
تا کہ یہلک من ہلک عن بینۃ	تا کہ ینجو من نجا و استیقنہ	تا کہ یہلک من ہلک عن بینۃ (تاکہ ہلاک ہووے جو ہلاک ہوا ظہور سے)	تا کہ ینجو من نجا و استیقنہ (تاکہ نجات پاوے جو نجات پائیوالا ہے یقین سے)
تا کہ بازان جانب سلطان روند	تا کہ زاغان سوی گورستان روند	باز تا کہ جانب سلطان اڑین	زاغ تا کہ سوی گورستان اڑین
جیفہ و سرگین خشک و استخوان	نقل زاغان آمدہ است اندر جہان	گندگی خشک و مردار استخوان	ہے غذا زاغون کی اک اندر جہان
قند حکمت از کجا زاغ از کجا	کرم سرگین از کجا باغ از کجا	قند حکمت کا کہان اور زاغ کان	کیڑہ گوبر کا کہان اور باغ کان
نیست لائق غزو نفس و مرد غر	نیست لائق عود و مشک و کون خر	جاہ و عزت کے نہ لائق بے خبر	مشک و عنبر کے نہ لائق کون خر
چون غزا ندہد زنان را ہیچ دست	کے دہد آنکہ غزاے اکبر است	۵۲ جو زنون کو کچھ نہ قدرت دے غزا	جو غزا اکبر ہے وہ کب دے بھلا
جز بنادر در تن زن رستمی	گشتہ باشد خفیہ ہمچون مریمی	عورتون کے تن مین نادر مردمی	مثل مریم کے ہوئی ہو مختفی
آنچنان کاندر تن مردان زنان	خفیہ اند و مادہ از ضعف جنان	ایسے ہی مردونکے جسمون مین زنی	ہے نہان وہ ضعف دل سے مادگی
آنجہان صورت شود مادگی	ہرکہ در مردی ندید آمادگی	اس جہان مین ہو یہ صورت مادگی	دیکھے جو مردی مین نے آمادگی
روز عدل و عدل داد اندر خور است	کفش باز آن پا کلاہ آن سر است	عدل لائق حشر کو ہے اے بشر	کفش لائق پا کلاہ ہے لائق سر
تا بہ مطلب در رسد ہر طالبی	تا بغرب خود رود ہر غاربی	پہونچے تا مطلب کو بس طالب ہر ایک	جائے تا غرب اپنے کو غارب ہر ایک
نیست ہر مطلوب از طالب دریغ	جفت تابش شمس و جفت آب میغ	نے کوئی مطلوب طالب سے جدا	تاب خور کا جفت پانی ابر کا
ہست دنیا قہر خانہ کردگار	قہر بین چون قہر کردی اختیار	۵۳ ہے یہ دنیا قہر خانہ کردگار	قہر دیکھ اب جو کیا قہر اختیار

۵۱ مرغ آبی الخ ۶ شعر مرغ آبی جزو کل نحر کے دن مثل کشتی کے بحر پر رواں ہون ترجمہ تاکہ ہلاک ہو ظہور سے تاکہ نجات پائے وہ کوئی کہ نجات پانیوالا ہو یقین سے تاکہ باز سلطان کی جانب اڑین اور زاغ گورستان کی جانب اڑین گندگی خشک و استخوان مردار غذا زاغونکی ہو جہان مین قند حکمت کا کہان زاغ کہان کیڑا گوبر کا کہان اور باغ کہان بیخبر جاہ عزت کے لائق نہین اور کون خر مشک عنبر کے لائق نہین یعنی بروز حشر طالبان دین جانب جنت کے و طالبان دنیا جانب دوزخ کے جائینگے آگے مثال ہو فافہم ۱۲ ۵۲ جو زنون کو الخ ۷ شعر جو غزا نے عورتون کو کچھ قدرت دے تو جو کہ غزا اکبر ہے وہ کب قدرت بھلا دیوے عورتون کے تن مین مردمی نادر مثل مریم کے پوشیدہ ہوئی ایسے ہی مردون کے جسمون مین زنی پوشیدہ ہو اور ضعف دل سے مادگی اُس جہان مین یہ صورت مادگی کی ہو جو نہ مردی مین دیکھے آمادگی حشر عدل لائق ہو کہ کفش لائق پا و کلاہ لائق سر ہو تا مطلب کو ہر ایک طالب پہونچے تا ہر ایک غارب اپنے غرب کو جائے کوئی مطلوب طالب سے جدا نہین ہو کہ تاب خورشید کا جفت ہو اور پانی ابر کا یعنی جو جس چیز کے لائق ہو بروز حشر اُسکو ملیگا باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۳ ہو یہ دنیا الخ ۲ شعر یہ دنیا قہر خانہ خدا کا ہو پس قہر دیکھ جو کہ قہر اختیار کیا مقہورون کی بال و ہڈی دیکھ کہ بحر و بر مین ڈالا تیغ قہر نے بال و پر فرعون کے گرد دام دیکھو کہ شرح قہر حق کرتے ہین یہ کلام وہ مرا اور ایک قبر اسیر بنی جب کہنہ ہوئی قبر بھی نہین رہی ہر ایک جوڑا عدل حق نے کیا مچھر اور مچھر کا بیل اور بیل کا آگے اس کی مثال ہے موسیٰ و لدار احمد صلعم کے چار یار ہین اور موسیٰ ابو جہل کے عقبہ ذو الخمار ہین جبرئیل و جان کا کعبہ سدرہ ہوا اور بندہ شکم کا کعبہ سفرہ ہوا یعنی اس دنیا مین جو کریگا وہ پائیگا کہ جائے مکافات ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

استخوان و موی مقہوران نگر	تیغ قہر افگندہ اندر بحر و بر	بال و پر مرغون کے دیکھو گرد دام	بحر و بر مین ڈالا تیغ قہر نے
پر و بال مرغ بین برگرد دام	شرح قہر حق کنندہ بے کلام	یال مو ہڈی دیکھو مقہورون کی	شرح قہر حق کرین ہین بے کلام
مرد او بر جاش خریشتہ نشاند	وانکہ کہنہ گشت پشتہ ہم تمام	وہ مرا اور قبر اُسپر اک بنی	جب ہوئی کہنہ رہی نہ قبر بھی
ہر کسی را جفت کردہ عدل حق	پیل را با پیل و بق را جنس بق	عدل حق نے جوڑا ہر اک کا کیا	مچھر اور مچھر کا پیل اور پیل کا
مونس احمد بہ مجلس چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار	مونس و دلدار احمدؐ چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار
کعبۂ جبرئیل و جانہا سدرۂ	کعبۂ عبد البطن شد سفرۂ	کعبہ جبرئیل و جان سدرہ ہوا	کعبہ بندہ شکم سفرہ ہوا
قبلۂ عارف بود نور وصال	قبلۂ عقل مفلسف شد خیال	[1] قبلہ بس عارف کا ہی نور وصال	فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال
قبلۂ زاہد بود یزدان بر	قبلۂ طامع بود ہمیان زر	زاہدون کا قبلہ خلاق بشر	طامعون کا قبلہ اک ہمیان زر
قبلۂ مردان حق اعمال نیک	قبلۂ نا اہل جہل مرد ریگ	قبلہ مردان خدا کا نیک عمل	قبلہ نا اہلون کا جہل پر خلل
قبلۂ معنی وران صبر و درنگ	قبلۂ صورت پرستان نقش سنگ	قبلہ اہل معنی بس صبر و درنگ	قبلہ اہل صورتون کا نقش سنگ
قبلۂ باطن نشینان ذو المنن	قبلۂ ظاہر پرستان روی زن	اہل باطن کا ہے قبلہ ذو المنن	اہل ظاہر کا ہے قبلہ روے زن
قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر	قبلۂ باطل بلیس ستای پدر	عاشقون کا حق ہی قبلہ ای پسر	باطلون کا قبلہ ابلیس اے پدر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر	قبلۂ خربندہ چہ بود کون خر	قبلہ فرعون کی ہی دنیا سر بسر	بندۂ خر کی ہے قبلہ کون خر
ہمچنین برمے شمر تازہ و کہن	در بلو لی رو تو کار خویش کن	ایسے ہی گن تازہ کہنہ ای بشر	جا تو اندر رنج کے کام اپنا کر
رزق ما از کاش زرین شد عقار	وان سگان را آب تتماج و تغار	[2] رزق میرا جام زرین سے ہے مے	پانی دھوون کا ہی کتون کیلئے
لائق آنکہ بد و خود دادہ ایم	در خور او رزق بفرستادہ ایم	جس کے لائق جو تھا وہ ہمنے دیا	لائق اس کے بھیجا ہمنے رزق تھا
عاشق نان ساختیم آن خواجہ را	سیر از جان ساختیم این را چرا	عاشق اُس خواجہ کو روٹی کا کیا	سیر جان سے اُس کو ہمنے کر دیا
زانکہ آنرا عاشق نان کردہ ایم	جان این را مست جانان کردہ ایم	کیونکہ اس کو عاشق نان کر دیا	جان کو اُس کی مست جانان کر دیا
چون بجوئی خود خوشی و خرمی	پس چرا از خوردہ خویت بیرمی	خوش و خرم جو تو اپنی خو سے ہی	رزق و خو سے اپنی بھاگے کس لئے

[1] قبلہ آلخ ۸ شعر عارف کا قبلہ نور وصال ہی اور فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال ہی زاہدون کا قبلہ خالق بشر و طامعون کا قبلہ ہمیانی زر مردان خدا کا قبلہ نیک عمل اور نا اہل کا قبلہ جہل پر خلل اہل معنی کا قبلہ صبر و درنگ واہل صورتون کا قبلہ نقش و سنگ اہل باطن کا قبلہ ذوالمنن ہے اور اہل ظاہر کا قبلہ روے زن ہے عاشقون کا قبلہ حق ہے اور باطلون کا قبلہ ابلیس ہے فرعون کا قبلہ دنیا ہے اور بندہ خر کا قبلہ کون خر ہے ایسے ہی گن تازہ کہنہ کو تو جا اندر رنج کے کام اپنا کر یعنی دنیا مین جو شخص جس چیز کا طالب ہے وہی چیز اس کی قبلہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] رزق میرا آلخ ۸ شعر میرا رزق حسام زرین سے شراب ہے اور پانی دھوون کا کتون کے واسطے ہے جو جس کے لائق تھا وہ ہم نے اُس کو دیا اور اُس کے لائق ہم نے رزق بھیجا اُس خواجہ دنیا کو عاشق روٹی کا کیا اور جان سے سیر ہم نے عاشق مولا کو کر دیا کیونکہ عاشق نان اسکو کر دیا اور اسکی جان کو مست جانان کر دیا جو تو خوش و خرم اپنی خو سے ہے رزق و خو سے اپنے کے واسطے بھاگتا ہے اگر بادگی خوش آئے جادر کو دے اور رستمی خوش آئی تو خنجر کو لے اگر غزا خوش آئے جوشن پہن اگر زنخہ پن پسند ہو کون دے یہ بات بے انتہا ہے وہ فقیر تاب درویشی سے از بس حقیر نے یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو جسکے لائق تھا وہ ہی اسکو دیا پس جو چیز اب مجکو خوش آئے وہ تو حاصل کر جواب فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

مادگی خوش آیدت چادر بگیر	رستمی خوش آیدت خنجر بگیر	مادگی خوش آئے تو چادر کو لے	رستمی خوش آئے تو خنجر کو لے
غازئی خوش آیدت جوشن بپوش	در بهیری هلکی ردکون فروش	گر غزا خوش آئے جوشن پہن تو	گر درست ہے زنخنہ پن دے کون کو
این سخن پایان ندارد آن فقیر	گشته است از تاب درویشی عقیر	بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر	تاب درویشی سے ہوا زبس حقیر

خواب دیدن فقیر و نشان دادن ہاتف اورا بگنج نامہ

خواب دیکھنا فقیر کا اور بتانا ہاتف کا اسکو خزانہ کا بیجک

دید در خواب او شبی خواب که بود	واقعه بی‌خواب صوفی راست خو	دیکھا[1] اک شب خواب میں بے خواب نے	واقعہ بے خواب تھا درویش کو
هاتفی گفتش که ای دیده تعب	رقعه‌ای در مشق وراقان طلب	اُس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا	ایک بیجک ردی والے سے تو لا
خفیه زان وراق کت همسایه است	سوی کاغذپاره‌هاش آور تو دست	وہ جو ردی والا ہمسایہ ترا	ڈھونڈھ مخفیہ کاغذوں میں اُسکے جا
رقعه‌ای شکلش چنان رنگش چنین	پس بخوان آن را بخلوت ای حزین	بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے	جا کے خلوت میں تو اسکو دیکھ لے
چون بدزدی آن ز وراق ای پسر	پس برون رو زانبهی شور و شر	ردی والے[2] سے چُرا لے اسکو جو	جلد تر بازار سے باہر تو ہو
تو بخوان آن را بخود در خلوتی	هین مجو در خواندن آن شرکتی	اور پڑھ خلوت میں اسکو آپ کو	گر نہ پڑھنے میں تو شامل غیر کو
ور شود آن فاش هین غمگین مشو	که نیابد غیر تو زان نیم جو	گر وہ ہووے فاش تو غمگیں نہ ہو	کہ نہ پائے غیر اس سے نیم جو
ور شود آن دیر هین زنهار تو	ورد خود کن دمبدم لا تقنطوا	دیر سے میں ہووے گر زنہار تو	ورد خود کر دمبدم لا تقنطوا
این بگفت و دست خود آن مژده‌ور	بر دل او زد که رو رحمت ببر	یہ کہا اور ہاتھ سینہ پر ملا	مژدہ گو نے کہ تو رحمت کو پا
چون بخویش آمد ز غیبت آن جوان	می نگنجید از فرح اندر جهان	خود میں آیا غیب سے جو وہ جوان	نے سماتا فرح سے اندر جہان
زهره او بر دریدی از قلق	گر نبودی عون و رفق و لطف حق	پتا[3] اسکا پھٹتا از راہ قلق	گر مدد کرتا نہ اس کی لطف حق

[1] دیکھا الخ ۸ شعر ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ خواب نہیں تھا اور درویش کو واقعہ بے خواب تھا اُس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا ایک بیجک ردی بیچنے والے سے تو لا وہ ردی والا تیرا ہمسایہ ہے اُس کے کاغذوں میں مخفیہ جا کر ڈھونڈھ وہ بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے تو اس کو خلوت میں جا کر دیکھ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ردی والے سے الخ ۶ شعر جو اس کو چرائے ردی والے سے جلد تر بازار سے تو باہر ہو اور خلوت میں تو اس کو آپ پڑھ اور پڑھنے میں غیر کو شامل مت کر اگر وہ فاش ہووے تو غمگین مت ہو کہ غیر اس سے جو نہ پائے گا اگر اُس میں دیر ہووے تو ضرور کر کہ ورد اپنا دمبدم لا تقنطوا کہا اور ہاتھ سینہ پر مژدہ گو نے ملا کہ تو رحمت حاصل کر جو وہ غیب سے خود میں آیا فرحت سے نہیں سماتا تھا جہان میں باقی آگے ہے فافہم ۱۲ [3] پتا الخ ۷ شعر از راہ قلق کے زہرہ اُس کا پھٹتا اگر لطف حق اسکی مدد نہ کرتا ایک خوشی وہ ہوئی کہ تو سو حجاب کے پیچھے سے کان اس کے خطاب حق سے سنا اور ایک خوشی وہ ہوئی کہ سوالوں سے چھٹا کہ اس نے حاصل ہونا چاہا گنج کا آگے اس کے حقائق میں اسکی حس بیہودہ بھی سرفراز ہوئی اور آسمان پر گئی حس مہر کو کب محسوسات سے ہوئے کہ غیب کے پردوں سے بھی گذر جائے اگر حواس گذر یہ از راہ حجاب کے تو اُس کو بے درپے ہو دیدار و خطاب فوج زنگی کے آگے روم کے جو نہاں ہوئی خورشید نے تیغ ماری سب علم کھل گئے یعنی جس کے حواس پردہ سے گذر جائیں اس کے چشم دیدار و گوش کو خطاب ہووے اور مقام گشود کا اُسپر کھلے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

یک فرح آن کز پس ششصد حجاب / گوش او بشنید زانحضرت جواب
یک فرح آن کز سوال آمد خلاص / خواہش حاصل شدن آن گنج خاص
از حجب چون حس سمعش در گذشت / شد سر افراز و ز گردون بر گذشت
کے بود کان حس چشمش ز اعتبار / زان حجاب غیب ہم یابد گذار
چون گذارہ شد حواس از رہ حجاب / پس بیاپے گردوش دید و خطاب
چون سپاہ زنگ پنہان شد ز روم / تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
یک فرح آنکہ نشد ردش دعا / عاقبت آمد اجابت مرد را
جانب دکان ورّاق آمد او / دست در کرد او بمشق از سو بسو
پیش چشمش آمد آن مکتوب زود / با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بود
در بغل زد گفت خواجہ خیر باد / این زمان وا میرسم ای اوستاد
رفت کنج خلوتے آن را بخواند / وز تحیر دالہ و حیران بماند
کہ بدین سان گنج نامہ بے بہا / چون فتادہ ماند اندر مشقہا
باز اندر خاطرش این فکر جست / کز پے ہر چیز یزدان حافظ است
کے گذارد حافظ اندر اکتناف / کہ کسی چیزے رباید از گزاف
گر بیابان پر شود زر و نقود / بے رضائے حق جوے نتوان ربود
ور بخوانی صد صحف بی سکتۂ / بے قدر یادت نماند نکتۂ
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب / علمہاے نادرہ یابی ز جیب
شد ز جیب آن کف موسی ضو فشان / کان فزون آمد ز ماہ آسمان

اک خوشی وہ کہ پس نو سو حجاب / کان نے اُس کے سنا حق سے خطاب
اک خوشی وہ کہ سوالون سے چھٹا / اُس نے حاصل جو چاہا گنج کا
اُسکی حس سمع پردہ سے بڑھی / ہوئی سر افراز اور گردون پر گئی
کب ہو محسوسات سے حس بصر / غیب کے پردون سے بھی جائے گذر
اور اگر گذرین حواس از رہ حجاب / اسکو پے در پے ہو دیدار اور خطاب
فوج زنگی ہوئی نہان جو بیش روم / خور نے ماری تیغ کھل گئے سب علوم
[1] اک خوشی وہ رد نہوئی اسکی دعا / اور اجابت آئی آخر برملا
ردّی والے کی دکان پر وہ گیا / کاغذون کو لوٹنے ہر سو لگا
سامنے اس کے وہ بیچک آگیا / اُس نشان سے جو تھا ہاتف نے کہا
لے بغل مین بولا رخصت اب ہون مین / پھر ابھی اُستاد واپس ہین پھرون
گوشۂ خلوت مین جا اُسکو پڑھا / مارے حیرت کے وہ بس حیران رہا
کہ یہ [2] بیچک اس طرح کا بے بہا / ردیون مین یہ پڑا کیونکر رہا
پھر خیال اک اسکے دل مین یہ ہوا / کہ محافظ بس ہے ہر شے کا خدا
کب محافظ آنے دے اندر پنا / کہ کوئی ہر چیز لے از رہ دغا
گر بیابان پر ہو زر و نقد سے / بے رضائے حق نہ اک جو لے سکے
گر پڑھے قرآن بے سکتے کے سو / بے قدر کے یاد کب اک نکتہ ہو
گر کتب خوانی مین وہ کوشش کرے / علم نادر پائے اپنی جیب سے
کف [3] موسی جیب سے ہوئی نور بار / کہ فزون ہے ماہ سے اندر شمار

سلہ اک خوشی وہ الخ ۵ شعر ایک خوشی وہ ہوئی کہ اسکی دعا رد نہوئی اور آخر کو اجابت آئی پھر گیا وہ ردی والے کی دوکان پر اور ہر طرف کاغذون کو لوٹنے لگا وہ بیچک اس کے سامنے آگیا اس نشان سے جو ہاتف نے کہا تھا بغل مین لیکر کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور پھر ابھی ای استاد واپس آتا ہون گوشہ خلوت مین اُس کو جا کر پڑھا اور مارے حیرت کے بس حیران رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ یہ بیچک الخ ۶ شعر کہ یہ بیچک اس طرح کا بے بہا ردّون مین کیونکر پڑا رہا پھر یہ خیال اسکے دل مین ہوا کہ ہر شے کا محافظ خدا ہے کب محافظ پناہ مین آنے دے کوئی ہر ایک چیز از راہ دغا کے لیے اگر بیابان زر و نقد سے پر ہو بغیر رضاے حق کے ایک جو نہ لے سکے اگر قرآن بغیر سکتے کے سو پڑھے بغیر حکم قدر کے ایک نکتہ یاد نہووے اگر کتاب خوانی مین کوشش کرے علم نادر اپنی جیب سے پاوے یعنی بغیر حکم خدا کے کوئی شخص ایک چیز نہین لے سکتا ہے اور نہ علم پاسکتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ کہف موسیٰ الخ ۲ شعر کف موسی جیب سے نور بار ہوئی کہ ماہ سے اندر شمار کے افزون ہے جو تو موسیٰ چرخ سے ڈھونڈھتا تھا اُس نے تیری جیب سے نکالا تھا کہ تو جانے کہ یہ چرخ چنبری ایک مجلس سے مدرکات انسان کا نہین کہ اول ہاتھ نے اس کے کونین سے اول عقل پیدا کی یہ بات پیدا و پنہان ہے کہ راز دار عنقا کی مگس نہ ہووے پھر تو طرف قصہ کے لوٹ اور قصہ فقیر و گنج کا تمام کر یعنی جس کو موسیٰ آسمان پر ڈھونڈھتا تھا وہ جیب سے اُس کے ظاہر ہوا آگے قصہ فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

کانچه می جستی ز چرخ با نهیب سر برآوردہ‌ست ای موسی از جیب
نابدانی کاسمانهاے سمی هست عکس مدرکات آدمی
نے کہ اول دست یزدان مجید از دو عالم پیشتر عقل آفرید
این سخن پیدا و پنهان ست بس کہ نباشد محرم عنقا مگس
بازسوی قصه باز آ ای پسر قصهٔ گنج فقیر آر د بسر

ڈھونڈھتا تھا جو تو موسیٰ چرخ سے سر نکالا جیب سے اُس نے ترے
تا تو جانے یہ کہ چرخ چنبری عکس ہے اک مدرکات آدمی
نے کہ اول ہاتھ نے اللہ کے پیدا اول عقل کی کونین سے
یہ سخن پیدا ہی اور پنہاں ہے بس راز دار عنقا کی سنے ہو وے مگس
پھر طرف قصہ کے آتو ای پسر قصۂ گنج فقیر اتمام کر

تمامی قصۂ آن فقیر

اختتام اُس فقیر کے قصہ کا

اندر آن رقعه نوشته بود این کہ برون شهر گنجے دان دفین
آن فلان قبه کہ در وے مشهدست پشت او در شهر و رو در فدفدست
پشت کن در قبه رو در قبله آر و انگهان از قوس تیرے واگذار
چون فگندی تیر از قوس ای معاد بر کن آن موضع کہ تیرت او فتاد
پس کمان سخت آورد آن فتی تیر پرانید در صحن فضا
پس کلند آورد و بیل و شاد شاد کند آن موضع کہ آن تیر او فتاد
کند شد هم او و هم بیل و تبر خود ندید از گنج پنهانی اثر
همچنین هر روز تیر انداختی لیک جاے گنج می نشناختی
چونکه این را پیشه کرده او دوام فجفجی افتاد اندر خاص و عام
هر کسے در گفتگوی او فتاد کین چنین بازی نباشد در نهاد
هر کسے در گفتگوے فاسدی هر طرف برخاسته یک حاسدے

اندر اُس بیجک کے یہ تحریر تھا کہ خزانہ شہر باہر ہے گڑا
وہ فلان قبہ کہ اُس میں قبر ہے رو بصحرا پشت جانب شہر کے
پشت کر قبہ کو مُنھ قبلہ کو موڑ اور کمان سے تیر کو اس دم تو چھوڑ
جو تو ڈالے تیر اپنا قوس سے کھود وہ جا تیر جس جا پر گرے
پس کمان اک سخت لایا وہ جوان تیر چھوڑا دشت کے بیچ و میان
لایا وہ خوش خوش کدال اور بیلچا کھودی وہ جا تیر جس جا پر گرا
سست ہوا وہ بھی اور بیل و تبر گنج مخفی سے نہ دیکھا کچھ اثر
ایسے ہی ہر روز تیر اک پھینکتا لیک جائے گنج نے پہچانتا
جو یہی پیشہ کیا اُس نے دوام پڑ گیا اک شور اندر خاص و عام
ہر کوئی کرنے لگا یہ گفتگو کہ ہر شست اندر نہ ایسا کھیل ہو
گفتگو ہر ایک کرتا فاسد ایک ہر طرف پیدا ہوا پس حاسد یک

فاش شدن خبر گنج نامه و به سمع شاه رسیدن و از وے گرفتن او

ظاہر ہونا خبر بیجک کی اور شاہ کے کان تک پہونچنا اور وہ لینا اُس سے

سلہ اندر الخ ۶ شعر اس بیجک میں یہ لکھا تھا کہ خزانہ شہر کے باہر گڑا ہے وہ فلان قبہ کہ اُس میں قبر ہے رو طرف صحرا کے و پشت جانب شہر کے ہے قبہ کی جانب پشت کر اور مُنھ قبہ کو موڑ اور کمان سے تیر کو تو اس دم چھوڑ جو تیر تو اپنا کمان سے ڈالے جس جا پر تیر گرے وہ جا تو کھود پس وہ جوان ایک کمان سخت لایا اور تیر درمیان دشت کے چھوڑا وہ خوش خوش کدال بیلچہ لایا اور جس جا پر تیر گرا وہ جا کھودی یعنی لا الٰہ الا اللہ کا تیر ہر جانب دل پر ڈالنا شروع کیا کہ گنج معنی کا پتہ لگے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ سست ہو الخ ۵ شعر بھی وہ سست ہوا اور بیل و تبر گنج مخفی سے کچھ اثر نہ دیکھا ایسے ہی ہر روز ایک تیر پھینکتا لیکن جگہ گنج کی نہیں پہچانتا جو یہی پیشہ ہمیشہ کیا ایک شور اندر خاص و عام کے پڑ گیا ہر کوئی یہ گفتگو کرنے لگا کہ زندگی میں ایسا کھیل نہو ہر ایک گفتگو فاسد کرتا اور ہر طرف حاسد پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس خبر کردند سلطان را ازین	آن گروهے کش بُدند اندر کمین	پس[۵۱] خبر کی شاہ کو اس بات سے	اُن گروہوں نے جو گھات اُسکی مین تھے
عرضه کردند آن سخن را زیر دست	کان فلانی گنجنامه یافته است	کی عرض پوشیدہ جا اس بات سے	پایا بیجک اک فلانے شخص نے
چون شنید آن شخص کین با شه رسید	جز که تسلیم و رضا چاره ندید	جو سُنا اُس نے کہ یہ شہ نے سنا	دیکھا چارہ جز نہ تسلیم و رضا
پیش ازان کاشکنجه بیند زان قباد	رقعه را آورد پیش شه نهاد	پہلے اُس سے کہ گرفت ہووے سوا	بیجک اُس نے شاہ کے آگے رکھا
گفت تا این رقعه را یابیده‌ام	گنج نے و رنج بیحد دیده‌ام	بولا جب سے مجکو یہ بیجک ملا	گنج کی جا دیکھا رنج از بس ہوا
خود نشد یک حبه از گنج آشکار	لیک پیچیدم بسے مانند مار	گنج سے حبہ ہوا نے آشکار	لیک بل کھائے ہزارون مثل مار
رفت ماهی تا چنینم تلخ کام	که زیان و سود این بر من حرام	اک مہینے سے ہون از بس تلخکام	بلکہ نقصان اور سود اسکا حرام
تو که بختت بر کند زین کان عطا	اے شه فیروز جنگ و دژ کشا	ہے توقع تجھ سے ہون یہ کان وا	اے شہ اہل ظفر قلعہ کُشا
مدت شش ماه و افزون بادشا	تیر می انداخت و بر میکند چاه	چھ مہینے تک وہ شہ بلکہ سوا	پھینکتا تیر اور چاہین کھودتا
هر کجا سخته کمانے بود چست	تیر می انداخت بر هر گنج جست	جس جگہ بہتر جو تیر انداز تھا	پھینکتا تیر اور خزانہ ڈھونڈھتا
غیر تشویش و غم و طامات نے	همچو عنقا نام فاش و ذات نے	بس سوا تشویش و غم کچھ بات نے	مثل عنقا نام ظاہر ذات نے

نا امید شدن بادشاه از نایافتن آن گنج و ملول شدن او از طلب

نا امید ہونا بادشاہ کا معلوم کرنے اُس گنج سے اور ملول ہونا اُس کا طلب سے

چونکه تعویق آمد اندر عرض و طول	شاه شد زان گنج دل سیر و ملول	جو ہوئی[۵۳] بس دیر اندر عرض و طول	شہ خزانہ سے ہوا سیر و ملول
جمله صحرا گز گزان شه چاه کند	می ندید از گنج او جز ریش خند	کھودے چہ گز گز پے اندر دشت کے	جز ہنسی دیکھا نہ شہ نے گنج سے
پس طلب کرد آن فقیر درد مند	رقعه را از خشم پیش او فگند	بس بلایا وہ فقیر اُس شاہ نے	آگے اُسکے پھینکا بیجک خشم سے
گفت گیر این رقعه کش آثار نیست	تو بدین اولی‌تری کت کار نیست	بولا اسکا پتہ بیجک یہ ہے	اُس کے تو لائق کہ تو بیکار ہے

ف۵۱ پس خبر کی الخ ۷ شعر پس شاہ کو خبر کی اس بات سے ان گروہوں نے کہ جو اس کی گھات مین تھے پوشیدہ جا کر عرض اس بات سے کی کہ فلانے شخص نے ایک بیجک پایا جو اُس نے سُنا کہ یہ بادشاہ نے سُنا بجز تسلیم و رضا کے چارہ نہ دیکھا اس سے پہلے کہ گرفت سوا ہووے اُس نے بیجک شاہ کے آگے رکھا کہ جب سے مجکو یہ بیجک ملا گنج کی جا رنج از بس دیکھا ایک حبہ گنج سے ظاہر نہ ہوا ولیکن ہزارون بل کھا کے سانپ کے مانند ایک مہینے سے از بس تلخکام ہون بلکہ نقصان اور سود اس کا حرام ہے باقی حال اس کا آگے ہے ۱۲ ف۵۲ ہے توقع الخ ۴ شعر امید ہے کہ تجھسے یہ کان کُھلے اے شاہ اہل ظفر قلعہ کشا و شاہ چھ مہینے تک بلکہ سوا تیر پھینکتا اور چاہین کھودتا تھا جس جا تیر انداز بہتر تیر پھینکتا تھا اور خزانہ ڈھونڈھتا پس سوا تشویش و غم کے کچھ بات نہین عنقا کے مانند نام ظاہر اور ذات نہین آگے نا امید ہونا شاہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف۵۳ جو ہوئی الخ ۸ شعر جو دیر ہوئی شاہ خزانہ سے سیر و ملول ہوا چاہ گز گز بھر دشت مین کھودے بجز ہنسی کے شاہ نے گنج سے نہ دیکھا پس اُس شاہ نے فقیر کو بلایا اور بیجک خشم سے اُس کے آگے پھینکا کہا کہ اس گنج کا کچھ پتہ نہین یہ بیجک لے تو اس کے لائق ہے کہ بیکار ہے یہ اس کا کام نہین کہ جس کو کام ہے اگر گل جلے در پے خار نہ ہوا اہل مالیخولیا کے براہ منتظر ہون کہ آہن سے کاہ پیدا ہو اس فن کو تجھ سا سخت جان چاہیئے جو تو سخت جان اُسکو ڈھونڈھے اگر تو نہ پاوے مجکو ملال نہ ہو اور اگر پاوے مین نے تجھ کو حلال کیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

نیست این کار کسی کش هست کار
گر بسوزد گل نگردد گرد خار

نادر افتد اہل این ماخولیا
منتظر که روید از آهن گیا

سخت جانی باید این فن را چو تو
تو که جانی سخت داری این بجو

گر نیابی نبودت هرگز ملال
ور بیابی رو ترا کردم حلال

عقل راه نا امیدی کے رود
عشق باشد کان طرف بهتر دود

لاابالی عشق باشد نے خرد
عقل آن جوید کزان سودے برد

ترکتاز و تن گداز و بے حیا
در بلا چون سنگ زیر آسیا

سخت روئی که ندارد هیچ پشت
بهره جوئی را درون خویش کشت

پاک می بازد نجوید مزد او
آن چنانکه پاک می گیرد ز هو

میدهد حق هستیش بے علتی
می سپارد باز بے علت فتی

که فتوت دادن بی علت ست
پاکبازی خارج از هر ملت ست

زانکه ملت فضل جوید یا خلاص
پاکبازانند قربانان خاص

نے خدا را امتحانے می کنند
نے در سود و زیانے میزنند

یہ نہ اُسکا کام جس کو کام ہو
گر جلے گل ہو نہ در پے خار کے

اہل اس ماخولیا کے ہون یہ راہ
منتظر کہ پیدا آہن سے ہو گاہ

سخت جان اس فن کو تجھسا چاہیئے
سخت جان ہے جو تو اسکو ڈھونڈھ لے

گر نہ پائے تو نہ تجھکو ملال
پائے گر تجھکو کیا مین نے حلال

عقل راہ نا اُمیدی کب چلے [۵]
عشق ہے کہ خوب وہ رہ طے کرے

لااُبالی عشق ہے نے عقل ہے
عقل وہ ڈھونڈھے کہ نفع اُس سے لے

تن گلانے والا وہ اندر بلا
جس طرح سے سنگ زیر آسیا

سخت رو ایسا کہ نہ یارا کے رکھے
نفع جو کو آپ مین کُشتہ کرے

پاک دے جان وہ نہ چاہے مزد کو
جس طرح سے پاک لے جان سے ہو وہ

ہستی حق دی ہے بے علت اُسے
سونپتا ہی پھر وہ بے علت اُسے

دنیا بے علت جوانمردی رکھے
پاکبازی خارج ہر ملت سے ہی

کیونکہ ملت چاہے فضل اور خلاص
پاکباز ان بسکہ ہین قربان خاص

نے خدا کا امتحان کرتے ہین وہ
نفع اور نقصان نہین چہتے ہین وہ

تسلیم کردن گنجنامہ باآن فقیر کہ ما ازان درگذاشتیم

سونپنا بیجک کا اُس فقیر کو کہ ہم نے اسکو چھوڑا

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را
شہ مسلم داشت آن مکروب را

گشت ایمن ز خصمان زنیش
رفت و می پیچید در سودای خویش

یاد کرد او عشق دور اندیش را
کلب لیسد خویش ریش خویش را

جب [۵] وہ پُر آشوب بیجک شاہ نے
پھر حوالہ کر دیا درویش کے

پس عدد کے نیش سے ایمن ہوا
اپنے سودا مین وہ پھر جا کے پڑا

وہ ہوا یار عشق دور اندیش کا
زخم اپنا آپ سگ ہے چاٹتا

---

۵ عقل الخ ۹ شعر عقل راہ نا امیدی کے لب چلے عشق سے کہ وہ راہ کو خوب طے کرے عشق وہ لااُبالی ہی عقل نہین ہے عقل وہ ڈھونڈھتی ہے کہ اس سے نفع لے وہ عشق تن گلانے والا ہے بلا مین رہے جنگ زیر آسیا کا عشق اب ایسا سخت رو ہے کہ یاری نہین رکھتا ہے اور نفع جو کو خود مین کشتہ کرتا ہے وہ عاشق جان پاک یا وے اور نہ چاہے مزد کو کہ جس طرح سے جان پاک وہ ہوے جو اُسے حق ہستی بے علت دوے پھر وہ سونپتا ہے اسکو بے علت بے دنیا جوانمردی رکھتا ہے کہ پاکبازی خارج ہر ملت ہے کیونکہ ملت چاہتی ہے فضل باخلاص پاکبازان بسکہ ہین قربان خاص وہ خدا کا امتحان نہین کرتے ہین اور نفع و نقصان نہین چاہتے یعنی بہ نسبت عقل کے عشق راہ وصال یار کی خوب چلتا ہے اسواسطے عاشق امتحان خدا کا نہین کرتے ہین اور نہ نفع و نقصان چاہتے ہین آگے بیجک سونپنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵ جب وہ الخ ۳ شعر جب شاہ نے بیجک پر آشوب پھر حوالہ درویش کے کر دیا پس عدد کے نیش سے ایمن ہوا اور اپنے سودا مین وہ پھر جا کر گر پڑا اور وہ عشق دور اندیش کا یار ہوا کہ سگ اپنا زخم آپ چاٹتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

عشق را در پیچش خود یار نیست — محرمش در ده یکی دیار نیست
نیست از عاشق کسی دیوانه تر — عقل از سودای او کورست وکر
زانکه این دیوانگی عام نیست — طب را ارشاد این احکام نیست
گر طبیبے را رسد زینسان جنون — دفتر طب را فرو شوید بخون
طب جملهٔ عقلها منقوش اوست — روی جملهٔ دلبران روپوش اوست
روی در روی خود آر ای عشق کیش — نیست ای مفتون ترا جز خویش خویش
قبلهٔ از دل ساخت آمد در دعا — لیس للانسان الا ما سعیٰ
پیش ازین کو پاسخی نشنیده بود — سالها اندر دعا پیچیده بود
بے اجابت بر دعاهای تنید — از کرم آواز پنهان می شنید
چونکه بے دف رقص میکرد آن علیل — ز اعتماد جود خلاق جلیل
سوی او نی هاتف و نی پیک بود — گوش امیدش پر از لبیک بود
بے زبان میگفت امیدش تعال — از دلش می برد آن دعوت ملال
آن کبوتر را که بام آموخته است — تو مخوان میرانش که پر دوخته است
ای ضیاء الحق حسام الدین برانش — کز ملاقات تو بر رستست جانش
گر برانی مرغ جان را از گزاف — هم بگرد بام تو آرد طواف
چینه و نقلش همه بر بام تست — بر زبان بر اوج مست دام تست
گر دمی منکر شود دزدانه روح — در ادای شکرت ای فتح و فتوح
شحنهٔ عشق مکرر کینه اش — طشت بر آتش نهد بر سینه اش

عشق پیچوں سے نہ رکھے اپنا یار — محرم اسکا ایک نے اہل دیار
نے ہی عاشق سے کوئی دیوانہ تر — عقل سودا سے ہوا اسکے کور وکر
کیونکہ یہ دیوانگی نے عام ہے — طب کا جاری یاں نہ کچھ احکام ہے
اس طرح گر ہو طبیبوں کو جنون — دھوئیں دفتر طب کا وہ با آب خون
طب تمام عقلوں کی مدہوش اس سے ہے — روی جملهٔ دلبران روپوش اس سے ہے
اپنی جانب آپ متوجہ تو ہو — نے ترا مفتون بجز تیرے نکو
قبلہ جو دل کو کیا جو کی دعا — لیس للانسان الا ما سعیٰ
پہلے اس سے کہ جواب آیا نہ تھا — برسوں اندر تھا دعا کے مبتلا
بے اجابت کے دعا پر ناز تھا — جود سے سنتا تھا پنہان جو صدا
جو کہ بے دف رقص کرتا تھا علیل — با امید جود خلاق جلیل
اسکے سو نے ہاتف و نے پیک تھا — گوش امید اس کا پر لبیک تھا
بے زبان کہتی امید اسکو تعال — دل سے کھوتی اسکے وہ دعوت ملال
اس کبوتر کو کہ ہادی بام کا — مت بلا ہانک اسکو وہ سیانہ ہوا
ای ضیاء الحق حسام الدین نکال — اسکو جان اسکی ہی تجھ سے ہو وصال
گر تو ہانکے مرغ جان کو با گزاف — بھی کرے وہ بام کا تیری طواف
اسکا دانہ کل ہے تیرے بام پے — اڑتا اوپر تیرا مست دام ہے
جان جو ہو دزدانہ منکر ایکدم — شکر گوئی میں تری ای ذوالکرم
شحنهٔ عشق دوبارہ خشم سے — اسکے دل پر طشت پر آتش رکھے

ف١ عشق پیچوں سے آلخ ٢ شعر عشق پیچوں کے سبب سے اپنا یار نہیں رکھتا کہ محرم اسکا ایک اہل دیار نہیں ہے کوئی عاشق سے نہیں ہے دیوانہ تر از عقل سودا سے اسکی کور وکر ہے کیونکہ یہ دیوانگی عام نہیں ہے اور نہ یہاں کچھ طب کا جاری احکام ہے اگر اس طرح کا طبیبوں کو جنون ہووے وہ دفتر طب کا دھوئیں آب خون سے تمام طب عقلوں کی اُس سے روپوش ہے اور جملہ روے دلبر اُس سے روپوش ہے تو اپنی جانب آپ متوجہ ہو کہ ترا مفتون بجز تیرے کوئی نہیں ہے جو دلکو قبلہ کیا ہو اور دعا کی ترجمہ نہیں ہے واسطے انسان کے مگر وہ کہ جو کوشش کرے یعنی عشق کا کوئی رازدار نہیں ہے کیونکہ عاشق سے کوئی دیوانہ تر نہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ١٢ ف٢ پہلے آلخ ١٠ شعر اس سے پہلے کہ جواب نہیں آیا تھا برسوں دعا میں مبتلا تھا بغیر اجابت کے دعا پر ناز تھا جود سے جو پنہاں صدا سنتا تھا جو کہ بغیر دف کے علیل رقص کرتا تھا بامید بخشش خلاق جلیل کے اسکی جانب نہ ہاتف و نہ قاصد تھا اُسکا گوش امید لبیک سے پر تھا بے زبان امید اسکو تعال کہتی اور وہ دعوت دل سے ملال کھوتی اس کبوتر کو کہ دعاے بام کا ہو مت بلا اور ہانک اسکو کہ وہ سیانہ ہوا ہو یعنی آشناے بام فلک کو مت بلا بلکہ اور ہانک دے کہ وہ سیانہ ہوا آگے ہمکلام بیان ہو فافہم ١٢ ف٣ ای ضیاء الحق آلخ ٧ شعر ای ضیاء الحق حسام الدین اسکو نکال کہ جان اسکی تجھ سے بے وصال ہو اگر تو مرغ جانکو ہانکے ساتھ گزاف کے بھی تیرے بام کا وہ طواف کرے اسکا دانہ کل تیرے بام پر ہے تیرا مست دام اوپر اڑتا ہے جان ایکدم منکر ہو دزدوں کے مانند تیری شکر گوئی میں ای ذوالمنن شحنهٔ عشق دوبارہ خشم سے اسکی لو آتش رکھے کیطرف دل کی تو گرد سے جلد جا کہ بلوایا شاہ عشق نے ہی گرد اس بام و کبوترخانہ کے کبوتر کے اندر مستانہ مجکو ہو یعنی یا رسول اللہ آپ بواسطہ سونکو اپنی درگاہ سے نکال دو کہ جان اُنکی شحنهٔ عشق پر آتش کرے اور مجکو گرد اس بام و کبوترخانہ کے سیر مستانہ ہے آگے بیان ہے فافہم ١٢

که بیا سوی مه و بگذر ز گرد ‌ شاه عشقت خواند زوتر باز گرد
گرد این بام و کبوترخانه من ‌ چون کبوتر پر زنم مستانه من
جبرئیل عشقم و سدره ام توئی ‌ من سقیمم عیسی مریم توئی
جوش ده آن بحر گوهر بار را ‌ خوش بپرس امروز این بیمار را
چون تو آن او شدی بحران تست ‌ گرچه این دم نوبت بحران تست
این خود آن ناله است کو کرد آشکار ‌ زانچه پنهانست یارب زینهار
دو دہان داریم گویا ہمچو نے ‌ یک دہان پنہان ست در لبہای وے
یک دہان نالان شده سوی سما ‌ ہای ہوی در فگنده در ہوا
لیک داند ہر که او را منظرست ‌ که فغان این سرے ہم زان سرست
دمدمه این نای از دمہای اوست ‌ ہای ہوی روح از ہیہای اوست
گر نبودی با لبش نے را سمر ‌ نے جہان را پر نکردی از شکر
با که خفتی وز چه پہلو خاستی ‌ که چنین پر جوش چون دریاستی
تا ابیت عند ربی خواندی ‌ در دل دریای آتش راندی
نعرهٔ یا نار کونی باردا ‌ عصمت جان تو گشت ای مقتدا
ای ضیاء الحق حسام الدین و دل ‌ کی توان اندود خورشیدی بگل
قصد کردستند این گل پارہا ‌ که بپوشانند خورشید ترا
در دل که لعلہا دلال تست ‌ باغہا از خنده مالامال تست

که سوی مه آنکل تو گردے ‌ جلد جا بلوایا شاه عشق نے
گرد اس بام و کبوترگاه کے ‌ جون کبوتر سیر مستانه مجھے
جبرئیل[۱] عشق مین سدره ہی تو ‌ مین ہون بیمار و دم عیسیٰ ہی تو
جوش دے اس بحر گوہر بار کو ‌ اور پوچھ اب آکے اس بیمار کو
تو ہے آن اسکی تری بحران ہے ‌ گرچہ اس دم نوبت بحران ہی
ناله یہ خود وه ہے جو ظاہر کیا ‌ کیونکہ پوشیده ہے ذات کبریا
دو دہان رکھتا ہون مین مانند نی ‌ ایک دہن پوشیده اسکے لب مین ہے
دوسرا تیری طرف نالان ہوا ‌ ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا
پر وه جانے ہے کہ جو بینا ہوا ‌ اُس دہن کی اس دہن مین ہی صدا
نائی[۲] کے دم کی یہ دمبازی سب ہی ‌ ہاے ہو جان کی یہ ہے ہو جای رب
گر نہو تا نے کا ناله با اثر ‌ نے جہان کو کیسے کرتی پر شکر
ساتھ سویا کس کے پہلو سے اُٹھا ‌ کہ ہوا پر جوش ایسا بحر سا
تا ابیت عند ربی کو پڑھا ‌ دل مین اک دریا کی آتش کو بھرا
نعرهٔ یا نار کونی باردا ‌ تیری جانِ پاک کو عصمت ہوا
ای ضیاء الحق[۳] حسام الدین دل ‌ شمس ہو سکتا ہی کب پنہان بگل
گل کے ٹکڑون نے کیا ہی قصد جو ‌ کہ چھپائین بس ترے خورشید کو
لعل کہ ہین بس ترے دلال ہین ‌ بوستان خندان سے مالامال ہین

سلہ جبرئیل عشق الخ ۷ شعر مین جبرئیل اور سدره تو ہے مین بیمار ہون اور دم عیسیٰ تو ہے تو اس بحر گوہر بار کو جوش دے اور اس بیمار کو آکر پوچھ تو اس کی آن ہی اور بحر تیری آن ہی اگر اسدم نوبت بحران کی ہے یہ ناله خود وه ہے جو ظاہر کیا کیونکہ ذات کبریا پوشیده ہی مین دو دہن رکھتا ہون مانند نے کے کہ ایک دہن پوشیده اس کے لب مین ہے دوسرا تیری طرف نالان ہوا کہ ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا ولیکن وه جانتا کہ جو بینا ہوا اس دہن کی اس دہن مین صدا ہے یعنی کلام عاشق عین کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ نائی کی الخ ۵ شعر نائی کے دم کی سب دمبازی ہی جان کی ہاے ہو سب کے ہو ہاے ہی اگر نے کا ناله پر اثر نہ ہوتا کیسے نے جہان مین شکر کرتی تو ساتھ کس کے سویا اور کس کے پہلو سے اُٹھا کہ ایسا یہ جوش بحر کے مانند ہوا ترجمہ تا شبکو مین نزدیک رب اپنے کے تھا یہ پڑھا اور دل مین ایک دریاے آتش کو بھرا نعرهٔ یا نار کونی بردا تیری جان کو ایک عصمت ہوا یعنی دوستان حق کے خدا کے ساتھ سوتے ہین اور اسی کے پہلو سے اُٹھتے ہین کیونکہ اس کی ذات مین فنا ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ضیاء الحق الخ ۷ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین و دل کب آفتاب پوشیده گل مین ہو سکتا ہے جو گل کے ٹکڑون نے قصد کیا ہے تیرے خورشید کو چھپائین لعل کوه مین تیرے دلال ہین تیرے محرم مردمی کو جرأت نہین ہے کہ سو خرمن سے ایک جو مین کہتا اُسے تیرے راز چاہون کہ ایک آه کرون اور چاه کے اندر مانند علی کے سر رکھون جو کہ بھائیون کا دل کینہ ور کیے میرے یوسف کو قعر چاه بہتر ہے مین مست ہو کر شور و غوغا کرون چاه کیا ہے خیمہ صحرا مین کر دانہ لنی یا رسول اللہ صلعم مین اگر تمھارا راز کہنا چاہون کب کہہ سکتا ہون اور اگر سو مین سے ایک جو کہون تو اسکو کون سن سکتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

محرم مردیت را کورستمی — تا زصد خرمن یکی جون گفتمی
چون بخواهم کز سرت آہی کنم — چون علی سر را فرا چاہی کنم
چونکہ اخوان را دل کینہ درست — یوسفم را قعر چہ اولیترست
مست گشتم خویش بر غوغا زنم — چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
بر کف من نہ شراب آتشین — وانگہان آن کر و فر مستانہ بین
منتظر گو باش بی گنج آن فقیر — زانکہ ما غرقیم این دم در عصیر
از خدا خواہ ای فقیر امیدم پناہ — از من غرقہ شدم چیزی مخواہ
کہ مرا پروای آن اسناد نیست — از خود و از ریش خویشم یاد نیست
یاد سبلت کی بگنجد آب رو — در شرابی کہ نگنجد تار مو
درده ای ساقی یکی رطل گران — خواجہ را از ریش و سبلت وا رہان
نخوتش بر ما سبالی میزند — لیک ریش از رشک ما می کند
مات او شو مات او شو مات او — کہ ہمی دانیم تزویرات او
از پس صد سالہ آنچہ آید برو — پیر می بیند معین مو بمو
اندر آئینہ چہ بیند مرد عام — کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام
آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید — ہست بر کوسہ یکایک آن پدید
رو بدریائی کہ ماہی زادۂ — ہمچو خس در ریش چون افتادۂ
خس نۂ دور از تو رشک گوہری — در میان موج و بحر اولیتری
بحر وحدانیست جفت و زوج نیست — گوہر و ماہیش غیر موج نیست

محرم مردی کو جرأت نے ترے — کہتا سو خرمن سے اک جو مین اُسے
چاہون تیرے راز سے آہ اک کرون — چہ کے اندر جون علی سر کو رکھون
بھائیون کا جو کہ دل کینہ رکھے — قعر چہ بہتر ہے یوسف کو مرے
مست ہو کر شور و غوغا مین کرون — چاہ کیا ہے خیمہ صحرا مین کرون
دے[15] شراب آتشین مجکو ذرا — کر و فر مستانہ دیکھ اُسدم مرا
منتظر بے گنج گو ہو وہ فقیر — کیونکہ مین ہون غرق آب ای بشیر
اے فقیر اب چاہ حق سے تو پناہ — مجھ نہ مستغرق سے تو کچھ چیز چاہ
کہ مجھے پروا نہ اُس بھیکھ کی ہے — یاد خود سے اپنی داڑھی ہے مجھے
کب سمائے یاد مونچھ اور آبرو — نے شراب اندر سمائے تار مو
بھر دے ای ساقی تو اک ساغر بڑا — داڑھی مونچھون سے تو خواجہ کو چھڑا
مونچھین نخوت سے چڑھاتا ہم پہ ہے — داڑھی ہم پر رشک سے نوچے وے
اُسکا[16] مات ہو اُسکا مات ہو اُسکا مات — کہ ہم اُس کا جانتے ہین مکر و گھات
سو برس بعد اُس سے جو کچھ آئیگا — دیکھتا ہے پیر اب وہ ظاہرا
آئنہ مین جو کہ دیکھین مرد عام — کہ نہ دیکھے پیر اندر خشت خام
جو نہ دیکھا گھر مین اہل ریش نے — دفعتہ کوسہ پہ وہ اظہار ہے
گر ہے ماہی زادہ تو دریا مین جا — مثل خس کے ریش مین کیون ہے پھنسا
تو نہ خس ہو دور رشک گوہری — موج دریا مین تجھے ہے بہتری
بحر[17] وحدت ہے نہ فرد و زوج ہے — ماہی اور گوہر نہ غیر موج ہے

[15] دے شراب الخ ۱ شعر اے شراب آتشین ذرا مجکو دے اور کر و فر مستانہ اُسدم میرا دیکھ گر وہ فقیر بے گنج منتظر ہون کیونکہ مین اب غرق شراب ہون اے فقیر اب تو حق سے پناہ چاہ اور بحر مستغرق سے تو نہ چاہ کہ تجھکو اس بھیکھ کی پرواہ نہین ہے کیونکہ یاد مجکو خود سے نہ داڑھی سے ہے کب سمائے یاد مونچھ داڑھی کی کہ شراب اندر تار مو مین سماتا ہے اے ساقی بھر دے ایک بڑا ساغر اور داڑھی مونچھون سے خواجہ کو چھڑا دے مونچھ نخوت سے چڑھاتا ہے ہم پر ولیکن داڑھی رشک سے ہم پر نوچے یعنی مجھ کو خواہش دنیا کی نہین ہے کہ مست شراب ہون اے ساقی ایک بڑا جام شراب دے اور مجھ خواجہ کو تعلقات شریعت سے چھوڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [16] اسکامات ہو الخ ۶ شعر اسکامات ہو اسکامات ہو کہ ہم اسکے مکر و گھات جانتے ہین جو کہ اسپر سو برس کے بعد آئیگا وہ پیر اب ظاہر دیکھتا ہے جو مرد عام آئینہ مین دیکھتے ہین پیر اسکو خشت خام مین دیکھتا ہے جو اہل ریش نے گھر مین نہ دیکھا وہ کوسہ پر دفعتہ اظہار ہے اگر تو ماہی زادہ ہے دریا مین جا مثل خس کے ریش مین کیون پھنسا ہے تو خس نہین ہے دور ہو اے رشک گوہری موج مین تجھے بہتری ہے یعنی تو حق کا مات ہو کہ پیر طریقت وہ صادق دیکھتا ہے جو سو برس کے بعد آئیگا پس جو اہل شریعت گھر مین دیکھتے ہین وہ اہل اللہ ظاہر دیکھتے ہین تو ظاہر آرائی کا کیون پابند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [17] بحر وحدت الخ ۴ شعر بحر وحدت ہے فرد و زوج نہین ہے کیونکہ ماہی و گوہر غیر موج کا نہین ہے اور شریک اسکا محال و محال ہے موج دریا اسکے سے در از حال ہو بجھکے اندر شرک و پیچ نہین ہے دلیل احول تو کیا پیچ پیچ کھون جو کہ مجکو احول سے شرکت ہے اب حشر کا نسب مجھے کہنا لازم پڑا ایک کا اس طرف سے وصف حال ہے میرہ مقال کرتا نہین بجز روٹی کے یا احول کے مانند اس روٹی کو نوش کر یا دہن کو سی دے لیکن خاموش کر یا کبھی چپ رہ و کبھی تو کلام کر اور احول کے مانند تو ڈھول کوٹ اپنی ذات حق کا ایک بحر وحدت ہے اور موجود مثل ماہی گوہر غیر موج نہین ہے کیونکہ جب کہ اندر نوعی شریک نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای محال وای محال شرک او	دور ازان دریا و موج پاک او	اک شریک اُسکا محال و رہے محال	موج دریا سے ہوا سکے دور حال
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ	لیک با احول چگویم ہیچ ہیچ	بحر کے اندر نہین ہے شرک و پیچ	لیکن احول سے کہو لیا ہیچ ہیچ
چونکہ جفت احولانیم ای شمن	لازم آمد مشرکانہ دم زدن	احولون سے جو کہ شرکت ہے دلا	مشرکانہ کہنا اب لازم پڑا
آن یکی زانسوی وصف ست و خیال	جز دوئی ناید بہ میدان مقال	اک کا اُس سو سے ہے وصف و خیال	جز دوئی کرتا نہین ہے وہ مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دہان بر بند و لب خاموش کن	یا جو ہے احول اس دوئی کو نوش کر	یا دہن کو سی و لب خاموش کر
یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام	احولانہ طبل میزن والسلام	یا کبھی چپ رہ کبھی کر تو کلام	احولانہ ڈھول کوٹ اب والسلام
چون بہ بینی محرمی گو سر جان	گل بہ بینی نعرہ زن چون بلبلان	[۱] تو جو محرم دیکھے کہہ اسرار جان	گل کو دیکھے چیخ مثل بلبلان
چون بہ بینی مشک پر مکر و مجاز	لب بہ بند و خویش را چون خم بساز	جو تو دیکھے مشک پر مکر و دغا	لب کو باندھ اور خود کو مثل خم بنا
دشمن آب ست پیش او مجنب	ورنہ سنگ جہل او بشکست خنب	خصم آب ہے اسکے آگے مت ہلے	سنگ جہل اُسکا نہ خم کو توڑ دے
با سیاستہای جاہل صبر کن	خوش مدارا کن بعقل من لدن	صبر کر جاہل کے ظلم و عدل سے	کر مدارا من لدن کی عقل سے
صبر با نا اہل اہلان را جلی ست	صبر صافی میکند ہر جا دلی ست	صبر نا اہلون سے اہلون کو جلا	صبر جا کرتا ہے دل کو صفا
آتش نمرود ابراہیم را	صفوت آئینہ آمد در جلا	آتش نمرود ابراہیم کے	آئینہ کو بس صفائی بخشدے
صبر با نامرد بدہد مرد حق	تا چو نیکان بر ہمہ یابد سبق	صبر نامردون سے رکھے مرد حق	سب پہ رکھے مثل نیکو نکے سبق
جور کفر نوحیان و صبر نوح	نوح را شد صیقل مرآت روح	نوح کی امت کا ظلم اور صبر نوح	نوح کی ہوئی صیقل آئینہ روح

آمدن مریدی شیخ ابو الحسن خرقانی بزیارت شیخ رحمہ اللہ

آنا ایک مرید شیخ ابو الحسن خرقانی کا واسطے زیارت شیخ رحمہ اللہ کے

رفت درویشی ز شہر طالقان	بہر صیت بو الحسن تا خارقان	[۲] اک گیا درویش از رہ طالقان	بو الحسن کا شہرہ سن تا خارقان
کوہہا ببرید و وادی دراز	بہر دید شیخ با صدق و نیاز	لمبے لمبے کوہ اور دشت دراز	دیکھنے کو شیخ کے با صد نیاز

[۱] تو جو محرم دیکھے الخ ۸ شعر جس کو تو محرم دیکھے اسرار جان کہہ اور جو گل کو دیکھے مثل بلبل کے چیخ جو تو مشک پر کرو دغا دیکھے لب جان کے باندھ اور خود کو مانند خم کے بنا جو دشمن آپ کا ہے اُس کے مت ہل کہ سنگ جہل اُس کا خم کو توڑ نہ دے جاہل کے ظلم و عدل سے صبر کر اور مدارا کر علم لدنی کی عقل سے نا اہلون کے صبر سے اہلون کو جلا کیونکہ ہر جا دل صاف کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے آتش نمرود ابراہیمؑ کے آئینہ کو صفائی بخش ہے نامردون سے مرد حق صبر رکھتا ہے اور سب پہ مثل نیکون کے سبقت رکھتا ہے نوح کی اُمت کا ظلم اور صبر نوح سے آئینہ روح نوح کے صیقل ہوئی یعنی جسکو تو محرم دیکھے اُس سے اسرار جان کا کہہ اور جو دشمن ہے اُسکے آگے خاموش رہ اور صبر کر کہ تیرے دل کو جلا دے آگے مرید ابو الحسن خرقانی کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۲] اک گیا الخ ۷ شعر ایک درویش شہر طالقان کے راستہ سے گیا خارقان تک ابو الحسن کا شہرہ سُنکر کوہ و دشت دراز طے کئے شیخ کے دیکھنے کے بعد نیاز جو کچھ راہ ظلم و جفا دیکھا اگرچہ لائق بیان ہے ولیکن کوتاہ کیا جو وہ جوان مقصد پر راہ سے آیا اس سلطان کے گھر کا پتہ ڈھونڈھا پس ادب سے جو اس کا در بجایا عورت نے روزن سے سر نکالا کہ تو کیا کہتا ہے کہ کہا کہ زیارت کے واسطے آیا ہون وہ ہنسی کہ واہ واہ تو اپنی ریش دیکھ یہ سفر کرنا اور یہ تشویش دیکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انچہ از رہ دید از جور و ستم
درچہ در خورد است کوتہ می کنم

چون بہ مقصد آمد از رہ آن جوان
خانۂ آن شاہ راجست او نشان

چون بصد حرمت بزد حلقۂ درش
زن برون کرد از رہ و زن سرش

کہ چہ میخواہی بگو اے بوالکرم
گفت کہ بہر زیارت آمدم

خندہا زد او کہ خہ ریش بین
این سفر گیری و این تشویش بین

خود ترا کارے نبود آن جانگاہ
تا بہ بیہودہ کنی تو عزم راہ

اشتہائے گول گردی آمدت
یا ملولی وطن غالب شدت

گفت نافرجام و فحش و دمدمہ
من نتانم باز گفتن آن ہمہ

از مثل و ز ریشخند و بیحساب
آن مرید افتاد و ز غم ز اضطراب

اشکش از دیدہ بجست و گفت او
باہمہ آن شاہ شیرین نام کو

دیکھا جو کچھ راہ سے ظلم وجفا
گرچہ لائق ہے وے کوتہ کیا

آیا جو مقصد پہ رہ سے وہ جوان
گھر کا اُس سلطان کے ڈھونڈھا نشان

بس ادب سے جو بجایا اسکا در
از رہ روزن نکالا زن نے سر

کہ تو کیا کہتا ہے کہ اے نیک پے
بولا آیا ہون زیارت کیلئے

وہ ہنسی کہ واہ وا تو ریش دیکھ
یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ

خود نہ تھا[ف۱] کچھ کام تجکو اس جگھے
تاکیا بیہودہ تو نے عزم ہے

بیہدہ پھر نیکی ہوئی خواہش تجھے
یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی ہے

پس بُرا اور فحش و نالائق کہا
مین نہین کر سکتا اُس سبکو ادا

اس تمسخر اور مثل سے وہ مرید
مضطر و غمگین ہوا ازبس شدید

اشک آنکھون سے بہا بولا اُس آن
باوجود اُن سب کے وہ شہ ہے کہان

پرسیدن مرید کہ شیخ کجاست وجواب نافرجام شنیدن از حرم او

پوچھنا مرید کا کہ شیخ کہان ہیں اور جواب نالائق سُننا حرم اُنکی سے

گفت آن سالوس زن راق تہی
نام گولان و کمند گمرہی

صد ہزاران خام ریشان ہمچو تو
او فتادہ از وے اندر صد عتو

گر نہ بینیش و سلامت وارہے
خیر تو باشد نہ گردی زو غوی

لات کیشی کاسہ لیسی طبل خوار
بانگ طبلش رفتہ اطراف دیار

سبطیان این قوم گوسالہ پرست
بر چنین گاوی ہمی مالند دست

جیفۃ اللیل ست و بطال النہار
ہر کہ او شد غرۂ این طبل خوار

ہشتہ اند این قوم صد علم و کمال
مکر و تزویرے گرفتہ کانیست حال

بولی[ف۲] وہ مکار دانش سے تہی
دام احمق اور کمند گمرہی

تجھ سے صد ہا بیوقوف نا سزا
پڑ گئے ہین اُس سے بس اندر بلا

تو سلامت رہتا نے گر دیکھتا
خیر ہوتی اُس سے نے تو بہکتا

شیخی خور او رحارص بھکمرا
ہر سو آواز اسکی شہرت کا گیا

سبطی گوسالہ پرست اُس قوم کے
پھیرتے ہین ہاتھ ایسے گاؤ پے

رات کو مردار چھوٹا دن کو بھی
جو تو غرہ ایسے حارص پر کرے

چھوڑا[ف۳] بس اس قوم نے علم و کمال
اور لیا مکر و دغا یہ تیرا حال

ف۱ خود نہ تھا آلخ ۵ شعر تجکو خود کام اس جگہ نہ تھا کہ تو نے بیہودہ عزم کیا ہی تجکو بیہودہ پھرنے کی خواہش ہوئی یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی پس بڑا فحش و نالائق کہا مین اس کو ادا کرونگا اس تمسخر و مثل سے وہ مرید مضطر و غمگین ہوا شدید اشک آنکھون سے بہا کر اس وقت کہا باوجود اس سب کے وہ شاہ کہان ہے آگے مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ بولی وہ مکار آلخ ۶ شعر کہا اُس مکار تہی دانش و دام احمق اور کمند گمرہی نے کہ تجھ سے صدہا بے وقوف و ناسزا اس سے پڑ گئے ہین بلا مین اگر تو نہ دیکھتا سلامت رہتا اور اُس سے خبر ہوتی و نہ تو بہکتا شیخی خور اور حارص و بھکمرا ہے کہ ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا ہی اس قوم کی سبطی گوسالہ پرست اس گاؤ پر ہاتھ پھیرتے ہین رات کو مردار اور دن کو چھوٹا ہے جو تو غرہ ایسے حارص پر کرتا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ چھوڑا آلخ ۵ شعر اس قوم نے علم و کمال چھوڑا اور لیا مکر و دغا پس یہ تیرا حال ہے اب آل موسی کہان افسوس ہے کہ عابدان گوسالہ کو کشتہ کرے پیغمبر و اصحاب کی راہ کہان ہے اور کہان نماز و سجدہ و آداب ہے شرع و تقوی پیٹھ کے پیچھے پھینکا کہان ہے عمر اور کہان ہے امر معروف اسکو ہے یہ اباحت اس قوم سے جاری ہوئی ہے دید مشرب کی رخصت ہے یعنی اس قوم کو اس شیخ نے مثل گوسالہ کے گمراہ کر دیا ہے پس اس طور کی بُرائیان اُس عورت نے آگے اس مرید کے کرین آگے جواب مرید کا ہے فافہم ۱۲

آل موسی کو دریغا تا کنون / عابدان عجل را ریزند خون
کو رہ پیغمبر و اصحاب او / کو عمر کو امر بالمعروف او
شرع و تقوی را فگندہ سوی پشت / کو نماز و سجدہ آداب درشت
کاین اباحت زین جماعت فاش شد / رخصت ہر مفلس و قلاش شد

آل موسیٰ اب کہاں افسوس ہے / عابدان عجل کو کشتہ کرے
کان ہے رہ پیغمبر و صحاب کی / کان عمر کان امر معروف اسکو ہے
شرع و تقوی پھینکا پیچھے پیٹھ کے / کان نماز و سجدہ آداب اُس کے سے
یہ اباحت جاری ہوئی اس قوم سے / رخصت ہر مفلس و بدمشرب کو ہے

جواب گفتن مرید و زجر کردن آن طعنہ زن را از کفر و بیہودہ گوئی

جواب دینا مرید کا اور جھڑکنا اُس طعنہ زن کو کفر و بیہودہ کہنے سے

بانگ زد بر وی جوان گفت بس / روز روشن از کجا آمد عسس
نور مردان مشرق و مغرب گرفت / آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
آفتاب حق بر آمد از حمل / زیر چادر رفت خورشید از خجل
ترہات چون تو ابلیسی مرا / کے بگرداند ز خاک این سرا
من نبادی نادمم ہمچون سحاب / تا بگردی باز گردم زین جناب
عجل با آن نور شد قبلہ کرم / قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم
ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال / ہست اباحت کز خدا آمد کمال
کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت / آنطرف کان نور بی اندازہ تافت
مظہر عشق ست محبوب بحق / از ہمہ کروبیان بردہ سبق
سجدہ آدم را بیان سبق اوست / سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست
شمع حق را پف کنی تو ای عجوز / ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز
کے شود دریا ز پوز سگ نجس / کے شود خورشید از پف منطمس

دہ[6] جوان بولا کہ چپ یہ کیا مقال / روز روشن کان سے آیا کوتوال
نور نے مردوں کو گھیرا شرق و غرب / چرخ نے سجدہ کیا از راہ کرب
شمس حق نے جلوہ پردے سے کیا / شمس خجلت سے نقاب اندر گیا
مثل تجھ ابلیس کے طعنہ زنی / تجکو کب اس در سے دے برگشتگی
مثل ابر آیا نہ مین از رہ ہوا / تا تو پھیرے ہوؤن اس در سے جدا
عجل ہے اس نور سے قبلہ کرم / قبلہ بے اس نور کے کفر و صنم
جو اباحت[7] ہی ہوا سے ہی ضلال / جو اباحت ہی خدا سے ہی کمال
کفر ایمان دیو مسلم ہو گیا / اُس طرف جو نور چمکا بس سوا
عشق کا مظہر ہے محبوب خدا / فوق سب کروبیوں سے لے گیا
سجدہ آدم اسکی فوقی کا گواہ / پوست ساجد مغز کا ہی بس خدا
شمع حق کو پھونکتی ہی تو اے زال / تو جلے اور تیرا سر اے بدخصال
کب نجس دریا دہن سے سگ کے ہو / گل کرے کب پھونک شمع شمس کو

[6] دہ جوان الخ ۶ شعر اُس جوان سے کہا چپ رہ یہ کیا گفتگو ہے روز روشن ہے کہان کوتوال آیا یعنی آفتاب معنی ظاہر ہے اب تجربہ کی کیا ضرورت ہے مردون کے نور نے مشرق و غرب گھیرا ہے اور چرخ نے سجدہ کیا ہے از راہ کرب کے شمس حق نے پردہ سے جلوہ کیا یہ شمس خجلت سے اندر نقاب کے گیا تجھ ابلیس کے مانند طعنہ زنی مجکو اس در سے کب برگشتگی دے ابر کے مانند مین از راہ ہوا کے نہین آیا ہون تا کہ تو پھیرا دے اور مین اس در سے ہوا گو سالہ اس نور سے قبلہ و کرم ہے اور قبلہ بغیر اس نور کے کفر و صنم ہے یعنی جو کہ شیخ کو نور حاصل ہے اگر وہ قبلہ ہے تو بت و صنم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[7] جو اباحت الخ ۷ شعر جو اباحت ہوا سے ہے گمراہی اور جو اباحت خدا سے ہے کمال ہے کفر ایمان و دیو مسلمان ہو گیا جو اس طرف نور سوا چمکا محبوب خدا عشق کا مظہر ہے کہ فائق کروبیون سے ہو گیا ہے سجدہ آدم کا اُن کی فوقی کا گواہ ہے پس ہمیشہ پوست ساجد مغز کا ہے تو اے زال شمع حق کو پھونکتی ہے تو جلے اور تیرا سر اے بدخصلت دہن سگ سے دریا کب نجس ہوا اور شمع شمس کو کب پھونک گل کرے یعنی یہ تیری بدگوئی اس شیخ کے کمال کو کب زائل کر سکتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حکم بر ظاہر اگر ہم میکنی | چیست ظاہر تو بگو زین روشنی
جملہ ظاہرہا بہ پیش این ظہور | باشند اندر غایت نقص و قصور
ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو | شمع کے میرد بسوزد پوز او
چون تو خفاشان بسے بینند خواب | کین جہان ماند یتیم از آفتاب
موجہای تیز دریاہای روح | ہست صد چندانکہ بد طوفان نوح
لیک اندر چشم کنعان موی رست | نوح و کشتی را بہشت و کوہ جست
کوہ و کنعان را فرو برد آن زمان | نیم موج تا بقعر امتحان
مہ فشاند نور و سگ عوعو کند | ہر کسی بر خلقت خود می تند
شب روان و ہمرہان مہ بتگ | ترک رفتن کے کنند از بیم سگ
جزو سوے کل رود مانند تیر | کے کند وقف از پے ہر گندہ پیر
جان شرع و جان تقوی عارف است | معرفت محصول زہد سالف است
زہد اندر کاشتن کوشیدن است | معرفت آن کشت را روئیدن است
پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد | جان این کشتن نبات است و حصاد
امر معروف او و ہم معروف اوست | کاشف اسرار و ہم مکشوف اوست
شاہ امروزینہ و فردای ماست | پوست بندہ مغز نغزش را کجاست
چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد | پس گلوی جملہ کوران را فشرد
چون انای بندہ شد لا از وجود | پس چہ ماند ہین بیندیش ای عنود

حکم ظاہر پر اگر کرتی تو ہے[۱] | کیا ہے ظاہر کو کہو اس نور سے
سب ظواہر اس کے بس پیش ظہور | بے نہایت رکھتے ہیں نقص و قصور
شمع حق کو جو کہ پھونکے قصد سے | شمع کب گل ہو پر اسکا منھ جلے
تجھسے خفاشیں بہت دیکھی ہیں خواب | کہ یتیم عالم ہے یہ بے آفتاب
روح کی دریا کی موجیں تیز ہیں | اس سے زیادہ جو تھیں طوفان میں
چشم کنعان میں پر بے بال تھا | چھوڑ کشتی نوح کو کہ پڑ گیا
لیگئی کنعان و کہ کو اس زمان | قعر تک اک نیم موج امتحان
نور مہ جھاڑے[۲] و سگ عوعو کرے | ہر کوئی خلقت پہ اپنی بس تنے
شب رو اور ہمراہیان ماہ کے | چھوڑیں کب پھرنیکو سگ کے خوف سے
جزو جانب کل کے جائے مثل تیر | کب کرے موقوف بہر گندہ پیر
شرع اور تقوی کی عارف جان ہے | نخل ہے زہد اور ثمر عرفان ہے
زہد کوشش کرتا بونے کیلئے | معرفت کھیتی کا اگنا خاک سے
جسم ہے مثل اس زمین کا جوتنا | جان ہے اس کھیتی کا اگنا کاٹنا
امر معروف[۳] اور وہی معروف ہے | کاشف اسرار وبھی مکشوف ہے
آج کے دن کل کے دن ہے شہ مرا | پوست بندہ مغز نادر وہ سدا
شیخ انا الحق بولا اور غالب ہوا | پس دبوچا سارے اندھوں کا گلا
جب انا بندہ کے تن سے لا ہوئی | پس رہے کیا سوچ اسمیں اے غبی

ف۱ حکم ظاہر پر الخ یہ شعر اگر تو حکم ظاہر پر کرتی ہے تو کیا ظاہر ہے اس نور سے کہو سب ظواہر اسکے ظہور کے سامنے بے نہایت نقص و قصور رکھتے ہیں جو جو شمع حق کو قصد سے پھونکے شمع کب گل ہو ولیکن منھ اسکا جلے تجھ سے خفاشیں خواب بہت دیکھتے ہیں کہ یہ عالم یتیم ہے بے آفتاب کے روح کے دریا کی موجیں تیز ہیں اس سے زیادہ کہ جو طوفان نوح میں تھیں ولیکن چشم کنعان میں پر بال تھا کہ کشتی و نوح کو چھوڑ کر کوہ پر گیا اسوقت کنعان و کوہ کے نیم موج ایجان قعر تک لیگئی یعنی جو شمع حق کو پھونکے وہ کب بجھے مگر اسکی داڑھی جلے اور آفت میں پڑے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ف۲ نور مہ الخ ۶ شعر ماہ نور جھاڑتے اور کتے عوعو کریں اور ہر کوئی اپنی خلقت پر تنے شب و روز ہمراہیان ماہ کب پھرنے کو چھوڑیں خوف سگ سے جزو کل کی جانب مثل تیر کے جائے اور واسطے گندہ پیر کے کب موقوف کرے عارف شرع و تقوی کی جان ہے اور زہد درخت و عرفان ثمر ہے زاہد بونے کیلئے کوشش کرتا ہے اور معرفت اگنا کھیتی کا خاک سے اس زمین کے جوتنے کے مانند جسم ہے اور کھیتی کا اگنا و کاٹنا جان ہے یعنی عارف شرع اور تقوی کی جان ہے پس جسم سے جان بہر کیف بہتر ہے تو جان کا پابند رہنا چاہیئے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ امر معروف الخ ۸ شعر امر معروف اور وہی معروف ہے کاشف اسرار وبھی مکشوف وہی ہے آجکے دن اور کل کے دن میرا شاہ بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہے آگے دقائق ہیں شیخ نے انا الحق کہا اور غالب ہوا اور سب اندھوں کا گلا دابا اور اباحت بندہ کے بدن سے جب بندہ کے بدن سے انا ہوئی پس کہا ہے دن میرا شاہ ہے بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہے آگے حقائق ہیں تو اسمیں سوچ اے غبی اگر تیری آنکھ ہے تو کھول اور دیکھ کہ بعد آخر کیا ہے اے وہ کہ بین وہان کا تاکہ جو سوے آسمان کے تھوکے کہ تھوک کو سوے آسمان اوپر لے اور تھوک پھر اسکے منھ پر گرے قیامت تک حق سے تھوک اسپر پڑے مثل تر کے سب کی جان پر یعنی جب کہ انا بندہ کی لا ہوئی پھر کیا تھا بجز اللہ کے اسواسطے عارف سب پر غالب ہے بقول استاد کے ف لا کہا تو لا ہوا اور لا بھی اسمیں لا ہوئی پ جز لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ترا چشم ست بکشا در نگر	بعد لا آخر چہ می ماند دگر	گر ہے تیری آنکھ بے اور دیکھ لے	بعد لا کے اور کیا آخر رہے
ای بریدہ آن لب و حلق و دہان	کہ کند تف سوے ماہ آسمان	ای وہ کار آجائے لب حلق و دہان	جو کہ تھوکے سوے ماہ آسمان
سوی گردون تف نیابد مسلکی	تف بر دیش باز گردد بیشکی	سوے گردون تھوک کوئی رہ ملے	تھوک اُسکے منھ پہ پھر اُلٹا گرے
تا قیامت تف برد بارو زرب	ہمچو تبت بر روان بو لہب	تا قیامت حق سے تھوک اُسپر ملے	مثل تبت بو لہب کی جان پہ
طبل و رایت ہست ملک شہریار	سگ کسی کہ خواند او را طبل خوار	ہے لوا اور طبل ملک شہریار	وہ ہی سگ اسکو کہے جو طبل خوار
آسمانہا بندۂ ماہ وی اند	شرق و غرب چرخ نانخوانده اند	بندہ اُسکے ماہ کا بس آسمان	شرق و غرب اُسکے ہین بس خواہان نان
زانکہ لولاک ست بر توقیع او	جملہ در انعام و در توزیع او	کیونکہ لولاک اسکی ہی توقیع مین	اُسکے سب انعام اور توزیع مین
گر نہ بودی او نیابیدی فلک	گردش و نور و مکانی و ملک	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا فلاک	گردش اور نور و مکان جائے ملک
گر نہ او بودی نیابیدی بحار	ہیئت ماہی و در شاہوار	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے بحار	صورت ماہی و دُر شاہوار
گر نہ او بودی نیابیدی زمین	در درون گنج و بیرون یاسمین	گر نہ وہ ہوتا نہین باقی زمین	گنج اندر اور باہر یاسمین
گر نہ بودی او نیابیدی خیال	زر و لعل و مومیائی بے سوال	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے خیال	زر و لعل اور مومیائی بے سوال
گر نہ بودی او نیابیدی جہان	بے تقاضا رزقہائے بیکران	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا جہان	بے طلب یہ جملہ رزق بیکران
رزقہا ہم رزق خواران وی اند	میوہ ہا لب خشک باران وی اند	رزق و اہل رزق بھی کل اسکے ہین	میوے تشنہ اسکے کل باران سے ہین
ہین کہ معکوس ست در امر این گرہ	صدقہ بخش خویش را صدقہ بدہ	نکتہ یہ اس امر مین معکوس ہے	اپنے صدقہ بخش کو صدقہ تو دے
از فقیرستت ہمہ زر و حریر	ہین زکوتی دہ غنی را ای فقیر	ہے تجھے درویش سے زر و حریر	دے غنی کو تو زکوٰۃ اب ای فقیر
چو نتو تنگی جفت آن مقبول روح	چون عیال کافر اندر عقد نوح	جو تو زوجہ ہی اس اہل روح کی	جس طرح منکوحہ کافر نوح کی
گر نبودی نسبت تو زین سرا	پارہ پارہ کردمی این دم ترا	گر نہوتی نسبت اس گھر سے تجھے	ٹکڑے ٹکڑے کرتا مین اس دم تجھے
دادمی این نوح را از تو خلاص	تا مشرف گشتمی من در قصاص	تجھ سے اب اس نوح کو کرتا خلاص	تا مشرف ہوتا مین اندر قصاص
لیک با خانہ شہنشاہ زمن	این چنین گستاخی ناید ز من	لیک گھر مین ایسے شاہنشاہ کے	ہووے کب گستاخی مجھ ناچیز سے

لـ ہے لوا الخ ۵ شعر اور طبل ملک در شہریار سے وہ سگ ہے کہ جو اسکو طبل خوار یعنی بسیار خوار رکھے اس کے ماہ کا بندہ آسمان ہی کہ شرق و غرب اُس کے نان کے خواہان ہین کیونکہ لولاک اسکی توقیع مین ہی اور اُس کے سب انعام و توزیع مین ہی اگر وہ نہو تو فلک نہ پاتا گردش و نور و مکان و جائے ملک اگر وہ نہوتا بحر نہ پاتے صورت ماہی و گوہر شاہوار یعنی جناب رسول مقبول صلعم نہوتے تو یہ زمین و آسمان نہ ہوتا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ؎۵۲ ہوتا وہ الخ ۲ شعر اگر وہ نہوتا زمین نہین پاتی گنج و باہر یاسمین اگر وہ نہوتا نہین پاتے زر و لعل اور مومیائی بغیر سوال کے اگر وہ نہوتا جہان نہین پاتا بغیر طلب کے یہ جملہ رزق بیکران رزق و اہل رزق بھی سب اسکے ہین اور کل میوے تشنہ اسکے باران سے ہین یہ نکتہ اس امر مین معکوس ہے کہ اپنے صدقہ بخش کو تو صدقہ دے سب تجھے درویش سے زر و حرص ہے اسے فقیر تو غنی کو زکوٰۃ دے یعنی حق نے جہان کو واسطے حضرت رسول مقبول صلعم کے پیدا کیا ہے اور اہل جہان حق کو زکوٰۃ دیتے ہین یہ امر معکوس ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ؎۵۳ جو تو زوجہ ہے الخ ۵ شعر جو اس اہل روح کی زوجہ ہے جیسے نوح کی منکوحہ کافر تھی اگر تجکو نسبت اس گوہر سے نہوتی تیرے اس دم ٹکڑے ٹکڑے مین کرتا اب اس نوح کو تجھسے جدا کرتا تاکہ مین قصاص مین مشرف ہوتا ولیکن گھر مین ایسے شاہنشاہ کے ہی کہ مجھ ناچیز سے کب گستاخی ہووے جا دعا کر کہ تو اس گھر کا کتا ہے ورنہ وہ خود کرتا جو کرنا چاہیے آگے لوٹنا مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو دعا کن کہ سگ این موطنی ورنہ این دم کردمے من کردنی

جا دعا کر کہ تو سگ اس گھر کی ہے ورنہ وہ کرتا جو کرنا چاہیئے

بازگشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم ونشان دادن کہ شیخ بفلان بیشہ رفتہ است

بعد ازان پرسان شد او از ہرکسے شیخ را می جست از ہر سو بسے
پس کسی گفتش کہ آن قطب دیار رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
آن مرید ذوالفقار اندیش تفت درہوای شیخ سوی بیشہ رفت
دیو می آورد پیش ہوش مرد وسوسہ تا خفیہ گردد مہ ز گرد
کاینچنین زن را چرا آن شیخ دین دارد اندر خانہ یار و ہمنشین
ضد را با ضد ایناس از کجا با امام الناس نسناس از کجا
باز او لاحول میگفت آتشین کاعتراض من ہمہ کفرست و کین
من کہ باشم من با تصرفہای حق کہ برآرد نفس من اشکال و دق
باز نفسش حملہ می آورد زود زین تعرف با دلش چون کاہ و درد
کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل کہ بود با او بصحبت ہم مقیل
کے تواند ساخت با آزر خلیل چون تواند ساخت با رہزن دلیل

لوٹنا مرید کا مکان شیخ سے اور دریافت کرنا لوگون سے اور پتہ دینا کہ شیخ فلانے جنگل کو گیا ہے

پوچھتا تھا[1] بعد وہ ہر ایک سے ڈھونڈھتا تھا شیخ کو ہر جا پے
پس کہا اک نے کہ وہ قطب دیار لکڑیان لینے گیا ہے کوہسار
وہ مرید تیز فکر با حیا شیخ کی خواہش مین جنگل کو چلا
دیو لالا آگے ہوش اس مرد کے وسوسہ تا مہ نہان ہو گرد سے
ایسی زن کو کس لیے وہ شیخ دین گھر مین رکھے اپنا یار و ہمنشین
ضد کو ضد سے انسیت ہووے کہان مقبل رحمن کو شیطان سے کہان
پھر پڑھی[2] لاحول اس نے آتشین کا عتراض ہی میرا ہے کفر کین
کون ہون مین عارف اللہ سے نفس میرا اعتراض و شک کرے
نفس حملہ کرتا پھر ان شبہون سے دل پے اسکے مثل آگ او رکاہ کے
دیو کو جبرئیل سے نسبت ہے کیا کہ رکھے صحبت مین قال اس سے روا
کب مقابل ہووے آزر کے خلیل کب موافق ہووے رہزن کے دلیل

یافتن مرید شیخ را نزدیک بیشہ سوار شیرے

پانا مرید کا شیخ کو نزدیک جنگل کے ایک شیر پر سوار

ف۱ پوچھتا تھا الخ ۶ شعر بعد وہ پوچھتا تھا ہر ایک سے اور شیخ کو ہر جا پر ڈھونڈھتا تھا پس ایک نے کہا کہ وہ قطب دیار لکڑیان لینے گیا ہے کوہسار تک کہ وہ مرید تیز فکر و باحیا شیخ کی خواہش مین جنگل چلا دیو آگے ہوش اس مرد کے وسوسہ لاتا کہ تا ماہ نہان ہو گرد سے کہ ایسی عورت کو وہ شیخ دین اپنے گھر مین یار و ہمنشین رکھے ضد کو ضد سے کہین انسیت ہوتی ہے اور کہین مقبل رحمن کو شیطان سے اس مرید کے دل مین ویسے شیخ کی جانب سے شکوک ڈالے کہ تیرہ دل ہوا پس تسلیم ہے کہ دیو مریدون کو شیخ کی جانب سے اس طرح بہکاتا ہے مگر مرید مستفید اسی طرح بچتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف۲ پھر پڑھی الخ ۵ شعر پھر اس نے لاحول آتشین پڑھی کہ اسپر اعتراض میرا کفر و کینہ ہے مین کون ہون کہ عارف باللہ سے میرا نفس اعتراض و شک کرے پھر نفس ان شبہون سے حملہ کرتا اس کے دل پر مثل آگ و کاہ کے دیو کو جبرئیل سے کیا نسبت ہے کہ اس سے صحبت مین قال کو روا رکھے اور کب موافق راہزن کے راہبر ہووے خلیل کے اور یعنی پھر شبہات دیو نفس نے مرید کے دل مین ڈالے آگے شیخ کو شیر پر سوار دیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

اندرین بود او که شیخ نامدار
شد پدید از دور بر شیرے سوار

شیر غران ہیزمش را می کشید
بر سر ہیزم نشستہ آن سعید

تازیانش مار بود از شرف
مار را بگرفت چون خرزان بکف

گرچہ آن محسوس این محسوس نیست
لیک آن جسم جان ملبوس نیست

تو یقین میدان کہ ہر شیخی کہ ہست
ہم سواری میکند بر شیر مست

صد ہزاران شیر ہیشان زیران
پیش دیدہ غیب بین ہیزم کشان

لیک این یکرا خدا محسوس کرد
تا ببیند نیز او کہ نیست مرد

دیدش از دور و بخندید آن خدیو
گفت آنرا مشنو ای مفتون دیو

از ضمیر او بدانست آن جلیل
ہم ز نور دل بلے نعم الدلیل

خواند بروی یک بیک آن ذو فنون
انچہ در رہ رفت بروی تاکنون

بعد ازان در مشکل انکار زن
برگشاد آن خوش سرایندہ دہن

کان تحمل از ہوای نفس نیست
آن خیال نفس تست اینجا مایست

گر نہ صبرم می کشیدے بار زن
کے کشیدی شیر نر بیگار من

اشتران بختیم اندر سبق
مست و بیخود زیر محملہای حق

من نیم در امر و فرمان نیم خام
تا بیندیشم من از تشنیع عام

عام ما و خاص ما فرمان اوست
جان ما بر رو دوان جویان اوست

دورم از تحسین تشویقش ہمہ
فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ

اسمین تھا بس وہ کہ شیخ نامدار[۵۱]
دور سے چمکا ہی شیر اوپر سوار

شیر پر ہے بار لکڑی کا لدا
اور خود اُس بار پر بیٹھا ہوا

کوڑا اُسکا سانپ تھا از رہ جلا
ہاتھ مین جون کوڑا سانپ اپنے لیا

گرچہ وہ محسوس و یہ محسوس نے
لیک وہ پنہان نہ جسم جان بے

تو یقین سے جان کہ جو شیخ ہے
بھی سواری کرتا ہے وہ شیر پے

سیکڑون ہین شیر انکی زیر ران
چشم جان کے آگے ہین ہیزم کشان

لیک محسوس حق نے اک اسکو کیا
تا اُسے دیکھین کہ ہی مرد خدا

دیکھا اُسکو دور سے اور وہ ہنسا[۵۲]
بولا مت سُن اسکی ای دیو کے یا

جان لی اُس شیخ نے اسکی ضمیر
نور دل سے کہ کہ دل اک ہی منیر

حال اُسکا شیخ نے یک یک کہا
راہ سے ابتک کا سب گذرا ہوا

بعدہ انکار زن کے راز کو
بس بیان اُسنے کیا ای راز جو

وہ تحمل نے ہوائے نفس سے
یان نہ ٹھہر و اب خیال نفس ہے

بار زن رکھتا نہ میرا صبر گر
کب مری بیگار رکھتا شیر نر

اونٹ اک بوجھ کا ہین پہلے سے ہم
مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون

حکم فرمان ہین نہین خامی مجھے[۵۳]
تا کرون مین خوف طعنہ عام

میرا عام و خاص اُسکا حکم ہے
جان سرگردان مری اسکے لیے

دور ہون تحسین اور تشویق سے
دور ہون تکذیب اور تصدیق سے

۵۱ اسمین تھا الخ ے شعر اس مین تھا کہ شیخ نامدار دور سے چمکا شیر پر سوار شیر پر بار لکڑی کا لدا تھا اور خود بار پر بیٹھا ہوا تھا از راہ برتری کے اُسکا کوڑا سانپ کا تھا ہاتھ مین مانند کوڑے کے اپنے سانپ لیا تھا آگے اسکے حقائق ہین تو یقین سے جان کہ شیخ ہر بھی وہ سواری کرتا ہو شیر پر اگرچہ وہ محسوس نہین ہو ولیکن وہ چشم جان پوشیدہ نہین ہو سیکڑون شیر انکی زیر ران ہین اور چشم جان کے آگے ہیزم کشان ہین ولیکن حق نے ایک محسوس کیا تاکہ اسکو دیکھین کہ مرد خدا کا ہی یعنی سب اولیاء اللہ کو خدانے یہ مرتبہ دیا ہو کہ شیر پر سوار ہین مگر انکو دیکھتا نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہو فافہم ۱۲ ۵۲ دیکھا اسکو الخ ے شعر دور سے اسکو دیکھا اور ہنسا اور کہا کہ مت سُن اُسکی ای دیو کے پیرو یا اُسکی ضمیر شیخ نے جان کی نور دل سے کہ ایک دلیل سے روشن ہو ایک ایک حال اسکا شیخ نے کہا راہ سے ابتک کا سبب گذرا ہوا بعدہ انکار زن کے راز کو اُس نے بیان کیا وہ تحمل ہوائے نفس سے نہ تھا یہان نہ ٹھہر وہ خیال نفس ہو اگر میرا صبر بار زن کا نہ رکھتا کب میری بیگار شیر نر رکھتا مین اول سے ایک اونٹ بوجھ کا ہون اور مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون یعنی اگرچہ مین طعنہ زنی عورت کا بار نہ اُٹھاتا تو شیر نر میرا ایک بار کیونکر اُٹھاتا یعنی یہ مرتبہ اس کے طعنہ سے حاصل ہوا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ حکم و فرمان الخ ۸ شعر مجھے حکم و فرمان مین خامی نہین کرتا مین طعنہ عام سے خوف کرون اسکا حکم میرا عام و خاص ہو اور اسکے واسطے میری جان سرگردان ہے مین دور ہون تحسین و توفیق سے اور دور ہون تکذیب و تصدیق سے میرا فرد و حقیقت ہونا خواہش سے نہین میری جان مہر و ماہ کے مانند خدا کے ہاتھ مین ہو بار اس احمق کا دو لاکھ کالون ظاہر رنگ و بو رنگ کے عشق سے نہین ہو اسقدر و رسم میرا شاگرد کا میرے طعمہ کا کہان تک کرو فر ہو وہان تک جائے کہ جگہ کو راہ نہین ہو بجز چمک و ماہ اللہ کے کل تصویر اور وہمون سے دور ہے نور نور نور نور نور یعنی جو خواہشات نفس سے اس عورت کا جبر نہین اُٹھاتا ہون مجھ کو اس جگہ رسائی ہو کہ وہان بجز چمک برق ماہ اللہ کے اور کچھ نہین ہو یہ انتہا مقام سلوک ہو کہ وہم و تصور مین نہین آتا ہو اس کا بیان [illegible] ۱۲

فردی ما جفتی مانہ از ہواست جان ماچون مہر در دست خداست
بار آن ابلہ کشیم و صد چو او نے ز عشق رنگ نے سودای بو
اینقدر خود درس شاگردان ماست کروفر ملحمہ ما تا کجاست
از کجا آنجا کہ جا را راہ نیست جز سنا برق مہ اللہ نیست
از ہمہ اوہام و تصورات دور نور نور نور نور نور نور
بہر تو من پست کردم گفتگو تا بسازی با رفیق زشت خو
تا کشی خندان و خوش بار حرج از پی الصبر مفتاح الفرج
چون بسازی با خسی این خسان گردی اندر نور سنتہا رسان
کانبیا رنج خسان بس دیدہ اند از چنین ماران بسے پیچیدہ اند
چون مراد و حکم یزدان غفور بود در قدمت تجلی و ظہور
بے ز ضدی ضد را نتوان نمود وان شہ بے مثل را ضدی نبود

فرد و جفت ہونا ہوا سے نے مرا جان مری چون مہر ہے دست خدا
بار اس احمق کا لون اور لاکھ کا رنگ و بو کے عشق سے نے ظاہرا
میرے شاگردونکا درس ہے اسقدر ملحمہ کا میرے کان تک کروفر
جائے وان تک کہ جگہ کو راہ نے جز چمک برق مہ اللہ نے
کل تصور اور وہمون سے ہے دور نور نور نور نور نور نور
تیری[51] خاطر پست کی ہر گفتگو ناموافق یار بد خو سے ہو تو
تا خوشی سے لیوے تو بار حرج کیونکہ ہے الصبر مفتاح الفرج
جو موافق ان خسون سے ہوئے تو ہووے داخل نور مین سنت کے تو
کانبیا کو بس خسون سے رنج تھا ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا
جو مراد و حکمت رب غفور تھی قدم مین با تجلی و ظہور
ضد کو بے ضد کے نہین دکھلا سکا کوئی اُس بے مثل شہ کا ضد نہ تھا

حکمت در آیہ انی جاعل فی الارض خلیفہ

حکمت اس آیت مین انی جاعل فی الارض خلیفہ

پس خلیفہ ساخت صاحب سینہ تا بود شاہیش را آئینہ
پس صفائی بیحدودش داد او وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او
دو علم افراخت اسفید و سیاہ آن یکی آدم دگر ابلیس راہ
در میان آن دو لشکرگاہ زفت چالش و پیکار انچہ رفت رفت
ہمچنین دور دوم ہابیل بود ضد نور پاک او قابیل بود
ہمچنین این دو علم از عدل و جور تا بہ نمرود آمد اندر دور دور

پس[52] خلیفہ صاحب دل کو کیا اسکی شاہی کا ہو تا مرآت نما
پس صفا بیحد اُسے اُس نے کیا اسدم اُسکو ضد ظلمت کا رکھا
دو علم رکھے سفید اور اک سیاہ ایک آدم دوسرا ابلیس کا
درمیان اُن دونون لشکرگاہ کے جنگ و جھگڑے جو کچھ آپس مین ہوے
دوسرا دور ایسے ہی ہابیل تھا نور کا ضد اُسکے پس قابیل تھا
دو علم یہ یون ہی عدل و جور سے تا بہ نمرود آئے اندر دور کے

[51] تیری خاطر الخ ۶ شعر تیری یہ گفتگو پست کی ہے کہ ناموافق یار بد خو سے تو ہو تا کہ ناخوشی سے تو بار تکلیف لیوے کیونکہ ترجمہ صبر کنجی کشادگی کی ہی جو تو ان خسون سے رنج تھا اور ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا جو مراد و حکمت رب غفور کی قدیم مین تھی تجلی و ظہور سے تھی اور ہر ضد سے ضد معلوم ہوتی ہی اور خدا کی کوئی ضد نہین ہی اسواسطے حق نے آدم عم کو خلیفہ دنیا مین بھیجا کہ جس نے انسان ضد اللہ کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [52] پس خلیفہ الخ ۶ شعر پس خلیفہ صاحب کو کیا کہ تا اس کی شاہی کا آئینہ ہے پس اُسے بے حد صفا کیا اس دم اسکو ضد ظلمت کا رکھا دو علم رکھے ایک سفید و ایک سیاہ ایک آدم عم و دوسرا ابلیس کا درمیان اُن دونون لشکرگاہ کے جنگ و جھگڑے آپس مین ہوئے ایسے ہی دوسرا دور ہابیل کا تھا کہ اُس کے نور کا ضد قابیل تھا یہ دونون علم یون ہی عدل و جور سے نمرود تک آئے اندر دور کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ضد ابراهیم گشت وخصم او
وان دو لشکر کین گذار و جنگجو

چون درازی یافت جنگ ناخوشش
فیصل آن هر دو آمد آتشش

پس حکم کرد آتشی را او نکر
تا شود حل مشکل آن دو نفر

دور دور و قرن قرن این فریق
تا به موسیٰ و به فرعون غریق

سالها اندر میان شان حرب بود
چون ز حد رفت و ملالت میفزود

آب دریا را حکم سازید حق
تا که ماند که برد زین دو سبق

تا که فرعون را بآن فرعونیان
آب دریا غرق شان کرد آن زمان

همچنین تا دور عهد مصطفیٰ[۲]
با ابوجهل آن سپهدار جفا

هم نکر سازید از بهر ثمود
صیحه که جان شان را در ربود

هم نکر سازید بهر قوم عاد
زور چیزے تیز رو یعنی که باد

هم نکر سازید بر قارون کین
تا فرو برد ش چو اژدرها زمین

تا حلیمی زمین شد جمله قهر
برد قارون را و گنجش را بقعر

لقمهٔ را که ستون این تن است
دفع تیغ جوع نان چون جوشن است

چونکه حق قهری نهد در نان تو
چون خناق آن نان بگیرد در گلو

این لباسے که ز سرما شد مجیر
حق دهد او را مزاج زمهریر

تا شود بر تن ترا جبه شگرف
سرد همچون یخ گزنده همچو برف

تا گریزی از دشوق هم از حریر
زو پناه آری بسوی زمهریر

وہ ہوا[۱] پس ضد ابراہیم کا
جنگ و کینہ دونوں لشکر میں رہا

جنگ و جھگڑا جبکہ اُنکا بڑھ گیا
تصفیہ دونوں کا آتش نے کیا

پس حکم آتش کو دیکھا اُسنے کیا
تاکہ ان دونوں کا حل ہو ماجرا

دور دور و قرن قرن آخر گیا
موسی و فرعون تک یہ ماجرا

برسوں اُنکے درمیان جھگڑا رہا
جو تنازع اور رنج از بس بڑھا

آب دریا کو حکم حق نے کیا
پست و غالب کون ہو دونوں سے تا

تاکہ فرعون اور اُسکی قوم کو
آب دریا نے کیا غرق اُنکو

ایسے[۲] ہی تا دور عہد مصطفیٰ
ساتھ ابوجہل اور اُس شہ کے کیا

بھی بلا کے واسطے قوم ثمود
اور جان کو لیگئی برق اُنکی زود

بھی بلا کی ایک بہر قوم عاد
چلنے والی تیز کو یعنی کہ باد

بھی بلا کی کینہ سے قارون پے
تا زمین نے نگلا جون اژدر اُسے

تا حلیمے ہوئی زمین کے جملہ قہر
لیگئے قارون و گنج اُسکا بقعر

جو کہ لقمہ جسم کو قائم رکھے
دفع تیغ بھوک کو جون ڈھال ہے

قہر جو[۳] حق نان مین تیری رکھے
وہ گلے مین جون خناق آکر پھنسے

جامہ سردی مین کہ جو گرمی کرے
حق مزاج زمہریر اُسکو دے

تاکہ ہو نادر قبا تن پر ترے
سرد مثل برف اور تکلیف دے

پوستین سے بھاگے بھی اور تو حریر
اور لائے امن سوئے زمہریر

[۱] وہ ہوا آخ ۷ شعر وہ ضد ابراہیم کا ہوا جنگ و کینہ دونوں لشکر مین رہا جبکہ انکا جنگ وجھگڑا بڑھ گیا آتش نے دونوں کا تصفیہ کیا آتش کو دیکھ کر حکم اُس نے کیا تاکہ ان دونوں کا ماجرا حل ہو دور دور و قرن قرن آخر آگیا موسیٰ عم و فرعون تک ماجرا انکے درمیان برسوں جھگڑا رہا جو کہ تنازع و رنج ابتک بڑھا حق نے حکم آب دریا کو کیا تاکہ پست و غالب کون دونوں سے ہو تاکہ فرعون اور اس کی قوم کو آب دریا نے غرق کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] ایسے ہی آخ ۶ شعر ایسے ہی دور عہد مصطفیٰ صلعم تک ساتھ ابوجہل اور اُس شاہ کے کیا بھی بلا کرے واسطے قوم ثمود کے برق کو کہ انکی جان جلد لیگئی بھی بلا کرے قوم عاد کے واسطے تیز چلنے والے یعنی باد کو بھی بلا کرے کینہ سے قارون پر تاکہ زمین نے اُسے نگلا مانند اژدہا تا چلنے زبان کے بالکل فقیر ہوئی قارون اور اُسکے گنج کو لیگئی تعر مین جو لقمہ کہ جسم کو قائم رکھے تیغ بھوک کی دفع کو مانند ڈھال کے ہے یعنی ایک کو دوسرے کا ضد کیا کہ تا معرفت حق کی اُس سے ظاہر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۳] قہر جو حق آخ ۵ شعر قہر جو حق تیری نان مین رکھے وہ خناق کے مانند گلے مین آکر پھنسے جو کہ سردی مین گرمی کرے حق اُسکو مزاج ترکا دے تاکہ قبا نادر تیرے تن پر ہو سرد برف کے مانند اور تکلیف دی تا پوستین سے تو بھاگے زحیر ہوکر اور امن لائے جانب زمہریر کی تو ایک قلہ ہے قلتین نہیں ہے اور قصہ ظلہ ہے عین تو غافل ہے یعنی بمذہب شافعی قلتین پاک ہے اسواسطے فرماتے ہین کہ ابھی تو ایک قلہ ہے یعنی پاک نہین ہو اور قصہ ظلہ سے غافل ہے یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب جاری ہوا تھا کہ آفتاب و بارش کے مکان مانع نہین ہوتے تھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تو دو قلہ نیستی یک قلہ | غافل از قصہ عذاب ظلہ
امر حق آمد بشہرستان و دہ | خانہ و دیوار را سایہ بدہ
مانع باران مباش و آفتاب | تا بدان مرسل شدند امت شتاب
کہ بمردیم اغلب اے مہتر امان | باقیش از دفتر تفسیر خوان
چون عصا را مار کرد آن چیست و | گر ترا عقلیست یک نکتہ بس است
سنگ بر تسبیح آمد بر شتاب | از میان اصبعین آفتاب
منکر آن دید و فرنا در دسر | دشمنی او کور کردش از نظر
تو نظر داری ولے امعانش نیست | چشم را افسردہ است و کردہ ایست
زین ہمی گوید نگارندہ فکر | کہ بکن اے بندہ امعان نظر
آن نمی گوید کہ آہن کوب سرد | لیک اے پولاد بر داود گرد
تن بمرد و سوئے اسرافیل ران | دل فسرد و رو بخورشید جہان
در خیال از بسکہ گشتی مکتسی | تا بسوفسطائی بد ظن رسی
او خود از لب خرد معزول بود | شد ز حس معزول و محروم از وجود
گر ز خود و ز لب خود معزول گشت | از وجود حس خود مفصول گشت
ہین سخن خا نوبت لب خائیست | گر بگوئی خلق را رسوائیست
چیست امعان چشم را کردن روان | چون تن جان است گوئیدش روان
آن حکیمی را کہ جان از بند تن | باز رست و شد روان اندر چمن

تو ہے اک قلہ نہیں ہے قلتین | قصۂ ظلہ سے تو غافل ہے عین
حکم حق آیا کہ شہر و گانون مین | خانہ و دیوار تا سایہ نہ دین
مانع باران نہو اور آفتاب | تا اُدھر اُمت گئی جلد اور شتاب
کہ مرے ہم اے پیمبر ہے امان | باقی تفسیر اسکا پڑھ اندر قرآن
اُس عصا کے جو کیا صانع نے یار | گر ہو عاقل ایک نکتہ بس ہے یار
سنگ بس تسبیح اک کرنے لگے | انگلیون مین پر تو خورشید سے
منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا | دشمنی نے انکو بس اندھا کیا
تو نظر رکھے ولیکن غور نے | چشمہ افسردہ خیابان دار ہی
اس لئے کہتا ہے خلاق فکر | کہ کر اے بندے بغور اب تو نظر
وہ نہ کہوے کوٹ لوہے سرد کو | پاس جا داؤد کے فولاد تو
تن مرے جا جانب اسرافیل کے | دل مرے جا مل تو اُس خورشید سے
تو خیال اندر رہا ہے بس نہان | پہونچا سوفسطائی تک اے بدگمان
مغز سے اور عقل سے معزول تھا | حس اور تن سے وہ معزول اب ہوا
مغز سے اور خود سے گر معزول تھا | حس و تن سے اب ہوا اپنے جدا
بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے | گر کہے تو خلق مین رسوا بنے
غور کیا ہے چشم کو کرنا روان | تن سے جان چھوٹے اُسکو کہین روان
وہ حکیم تن کہ قیدی تن سے جان | اسکی چھوٹی ہوئی روان اندر جنان

سطہ حکم حق آخ ۵ شعر حکم حق آیا کہ تا شہر گانون مین خانہ دیوار سایہ ندین مانع باران و آفتاب کے نہ ہون تا اُدھر اُمت جلد و شتاب گئی کہ اے پیغمبر ہم مرے امن دے باقی قصہ اسکا قرآن سے پڑھ لے آگے حقائق ہے اس عصا کو جو صانع نے مار کیا اگر تو عاقل ہے ایک نکتہ بس ہے سنگ ہے ایک تسبیح کرنے لگے انگلیون کے اندر پر تو خورشید سے منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا اور دشمنی نے انکو اندھا کیا تو نظر رکھتا ہے ولیکن غور نہین ہے چشمہ افسردہ ہے کیاری کے مانند یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے مگر تجھ چشم معنی حاصل نہین ہے اسواسطے وہ تجکو دکھائی نہین دیتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سطہ اس لئے کہتا ہے آخ ۵ شعر اسواسطے خلاق فکر کہتا ہے کہ اے بندہ اب تو غور سے نظر کر وہ نہین کہتا ہے کہ سرد لوہے کو کوٹ اے فولاد تو پاس داؤد کے جا اے میرے تن پر تو جا جانب اسرافیل کے اے میرے دل تو جا اس خورشید سے مل تو خیال مین نہان سوفسطائی تک پہونچا ہے اے بدگمان وہ عقل کے مغز سے معزول تھا حس و تن سے اپنے اب جدا ہوا بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے اگر تو خلق مین رسوا ہے یعنی اہل دنیا کو عقل کامل نہین ہے تو راز مت بیان کر وقت غور کرنے کا ہے اور کہے گا تو رسوا ہوگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
سطہ غور کیا ہے آخ ۵ شعر کیا ہے چشم کو روان کرنا جو تن سے جان چھوٹے اسکو روان کہتے ہین حکیم بوعلی سینا نے کہ جان اسکی قید تن سے چھوٹی اور روان ہوئی جنت مین یا دوزخ کی جانب روان ہوئی جیسے چوہا کونہ کونہ مین چھپتا ہے اُسنے دو لقب اُن دونون کے رکھے ہین اسواسطے فرق کے کہ آفرین اس جان پر ہو جیو اُس جان کہ جو فرمان پر چلے اگر وہ گل کو خار چاہے وہ ہوئے یعنی اسکا غور کر جو جان کہ تن کو چھوڑے عام معنی ہین روان ہوتی ہین بقول حکیم بوعلی سینا کے اسکو روان کہتے ہین اور ہمان کہ بسبب غفلت کے اس عالم مین سما نہین ہے اسکو جان کہتے ہین پس اہل معنی کی جان کو روان کہنا چاہئیے اور غافلان دنیا کی جان آگے بیان ہود علیہ السلام کے معجزہ کا ہے فافہم ۱۲

یا روان شد او بسوی هاویه — همچو موش از زاویه در زاویه
دو لقب را او برین هر دو نهاد — بهر فرق ای آفرین بر جانش باد
در بیان آن که بر فرمان رود — گر گلی را خار خواهد آن شود

یا ہوئی دوزخ کیجانب وہ روان — جیسے چوہا کونے کونے مین نہان
آن لقب آن دو کو جو اُسنے رکھے — بہر فرق آفرین اُس جان پہ ہے
اُس بیان مین کہ چلے فرمان پہ جو — گل کو چاہے خار جو وہ ہووے وہ

بیان معجزہ ہود علیہ السلام در تخلیص مومنان از باد عذاب

بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا مومنون کی رہائی کی نسبت وقت نازل ہونے ہوا کے

هود گرد مومنان خطی کشید — تا ز باد آن قوم او رنجے ندید
باد طوفان بود و کشتی عصمتش — هست ازین طوفان و این کشتی بسی
مومنان از دست باد ضائره — جمله بنشستند اندر دائره
باد طوفان بود و کشتی لطف هو — بس چنین کشتی و طوفان دارد او
قصد شاه آن نی که خلق ایمن شوند — قصدش آنکه ملک گردد بی گزند
آن خراسی می‌دود قصدش خلاص — تا بیابد او ز زخم آن دم مناص
قصد او آن نی که آبی بر کشد — یا که کنجد را بدان روغن کند
گاو بشتابد ز بیم زخم سخت — نی برای بردن گردون و رخت
پادشاهی را خدا کشتی کند — تا بحرص خویش بر صفها زند
لیک حق دادش چنین خوف و وجع — تا مصالح حاصل آید در تبع
همچنین هر کاسبی اندر دکان — بهر خود کوشد نه اصلاح جهان
هر یکی بر درد جوید مرهمی — در تبع قائم شده زان عالمی

ہود نے خط کھینچا گرد مومنان — تا ہوا سے قوم کو ہووے امان
باد طوفان تھی وہ کشتی امن کی — ہے بہت یہ کشتی اور طوفان بھی
مومن اس باد نفر کے ہاتھ سے — دائرہ مین امن سے بیٹھے رہے
باد طوفان تھی وکشتی لطف ہو — وہ رکھے بس کشتی و طوفان کو
قصد نے شہ کا کہ خلق ایمن رہے — قصد اسکا ملک آفت سے بچے
خر پھرے چکی سے چھٹنے کیلئے — تا نجات اک دم وہ پائے مار سے
بیل کا نے قصد کہ پانی کھینچے — تا کہ کنجد سے جدا روغن کرے
بیل سب چلتے ہیں ڈر تیرے مار کے — ورنہ گاڑی کھینچنے کیواسطے
بادشاہ کو بس خدا کشتی کرے — تا چلے سیدھے وہ اپنی حرص سے
لیک حق نے خوف انھین ایسا دیا — اہلیت تا ہو اطاعت مین ہوا
ایسے ہی ہر پیشہ ور دکان پے — ہر خود ساعی نہ نفع عام کے
ہر کوئی ڈھونڈھے ہے مرہم درد کا — اُس سے اک عالم اطاعت مین پڑا

سے ہود نے الخ ۶ شعر ہود ؑ نے ایک خط کھینچا گرد مومنون کے تا قوم کو ہوا سے امن ہو باد طوفان تھی اور وہ کشتی امن کی تھی ایسی بہت کشتی طوفان مومن اس ہاتھ سے دائرہ مین امن سے بیٹھے رہے باد طوفان تھی اور لطف ہو کشتی کہ وہ بہت کشتی و طوفان کو رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے خدا بادشاہ کو کشتی کرے تاکہ سیدھے وہ اپنی حرص سے چلین یہ قصد شاہ کا نہین کہ خلق مین رہے بلکہ قصد اس کا ہے کہ ملک آفت سے بچے یعنی خداوند عالم بہت طوفان وکشتیان رکھتا ہے آگے اس کا بیان ہے مثل مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سے خر پھرے الخ ۶ شعر خر چکی کا رہائی کے لئے پھرے تاکہ ایک دم مار سے نجات پائے بیل کا قصد نہین ہے کہ پانی کھینچے یا کہ روغن کنجد سے جدا کرے سب بیل مار کے ڈر سے چلتے ہین اور گاڑی کھینچنے کے واسطے نہین و لیکن خدا نے انھین ایسا خوف دیا کہ اہلیت اطاعت مین ہوا ہے ایسے ہی ہر ایک پیشہ ور دکان پر اپنے واسطے ساعی ہے نہ نفع عام کے واسطے ہر کوئی مرہم درد کا ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے ایک عالم اطاعت مین پڑا حق نے اس جہان کا تھم خوف کو کیا کہ جان کے خوف سے ہر ایک کام مین پڑا یعنی ہر ایک کام اپنے نفع ذات کے واسطے کرتا ہے نہ نفع عام کے واسطے مگر خوف جان سے ہر ایک کام کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حق ستون اینجهان از ترس ساخت	هر یکی از ترس جان در کار ساخت	اس جہان کا حق نے ڈر کو تھم کیا	خوف جان سے کام مین ہر اک پڑا
حمد ایزد را که ترسے را چنین	کرد او معمار و اصلاح زمین	شکر حق کہ ایسے ڈر کو ظاہرا	اُس نے معمار اس زمین کا کر دیا
این همه ترسنده اند از نیک و بد	هیچ ترسنده نمی ترسد ز خود	کیونکہ نیک و بد کو سب سے خوف ہی	نے کوئی خائف ڈرے ہے آپ سے
پس حقیقت بر همه حاکم کسی ست	که قریب ست او و گر محسوس نیست	پس حقیقت مین وہ حاکم سب پہ ہی	گو قریب اب وہ ہی گر محسوس نے
هست او اندر رگهایت ای بوالهوس	تا نگردی فارغ از شب ای عسس	وہ ہی اندر رگھات کے ای پر ملال	تا نہ فارغ شب سے ہو تو کوتوال
هست او محسوس اندر مکمنی	لیک محسوس حس این خانه نی	جائے پوشیدہ مین جو محسوس ہے	حس سے اس گھر کی نہ جو محسوس ہے
آن حسے که حق بدان حس ظاهر ست	نیست حس این جهان آن دیگر ست	پس وہ حس کہ اس سے حق ظاہر دکھے	ہی نہ یان کی حس کے وہ تو اور ہی
حس حیوان گر بدیدی آن صور	بایزید وقت بودی گاو و خر	دیکھتی گر حس حیوان وہ صور	بایزید وقت ہوتے گاو خر
آنکه تن را مظهر هر روح کرد	و آنکه کشتی را براق نوح کرد	جس نے تن کو روح کا مظہر کیا	اور براق نوح کشتی کو دکھا
گر بخواهد عین کشتی را بجو	او کند طوفان تو ای نور جو	عین کشتی کو اگر چاہے بجو	وہ کرے طوفان ترا ای نور جو
هر دمت طوفان و کشتی ای مقل	با غم و شادیت کرد او متصل	ہر گھڑی ہی کشتی و طوفان کو کرے	متصل شادی و غم سے وہ رکھے
گر نه بینی کشتی و دریا به پیش	لرزه ها بین در همه اجزای خویش	گر نہ دیکھے بحر کشتی سامنے	اپنے اجزا مین تو لرزہ دیکھ لے
چون نه بیند اصل ترسش را عیان	ترس دارد از خیال گونه گون	اصل پرسش کو نہ دیکھے آنکھ جو	فکر گونا گون ہے کیسی خوف اسکو ہو
مشت بر اعمی زند یک جلف مست	کور پندارد لگد زن اشتر ست	مارے گر اندھے کو گھونسا اک شتر	جانے اندھا کہ لگد زن ہے یہ خر
زانکه آندم بانگ اشتر می شنید	کور را گوش است آئینه نه دید	کیونکہ اندھے نے سنا آواز خر	آئنہ اندھے کا گوش اور بے نظر
باز گوید کور نے این سنگ بود	یا مگر از قبهٔ پر طاس بود	پھر کہے اندھا نہین یہ سنگ تھا	یا کہ شاید گنبد تھی پُر از جفا
این نبود و آن نبود و آن نبود	آنکه او ترس آفرید اینها نمود	یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور نہ تھا	یہ دکھایا جس نے ڈر پیدا کیا

۱ـ شکر حق الخ ۷ شعر خدا کا شکر کہ اس نے خوف ظاہر اُس نے معمار اُس زمین کا کر دیا کیونکہ سب کو نیک و بد سے خوف ہے اور کوئی خائف آپ سے نہین ڈرتا ہے پس حقیقت مین وہ سب پر حاکم ہے کہ اب وہ قریب ہے اگرچہ محسوس نہین ہے وہ اندر رگھات کے ہے اے پُر ملال تا نہ فارغ شب سے کوتوال ہو وہ محسوس اس گھر کی حس سے نہین ہے پس وہ حس کہ اُس سے حق ظاہر دیکھے یہان کی حس نہین ہے وہ تو اور ہے اگر حس حیوان کی صورت دیکھے بایزید وقت ہوتے بیل گدھے یعنی وہ محسوس پوشیدہ اس حس سے ہے کہ یہ حس دنیا مین اسکو معلوم نہین کر سکتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ـ جس نے تن کو الخ ۷ شعر جس نے تن کو روح کا مظہر کیا اور کشتی کو براق نوح کا کیا اگر وہ چاہے نہرین عین کشتی کو طوفان تیرا کرے اے نور ہر دم تیرے طوفان و کشتی کو متصل شادی و غم سے وہ رکھے اگر بحر و کشتی روبرو نہ دیکھے اسکی فکر گونا گون سے کون خوف ہے آگے اسکی مثال ہے اگر کوئی اندھے کو ایک گھونسا مارے اندھا جانے کہ یہ خر لات مارتا ہے کیونکہ اندھے نے آواز خر کی نہین سُنی ہے کہ اندھے کا گوش ہے نظر نہین ہے یعنی خدا کو اگر ظاہر نہین دیکھتا ہے تو اس کو تلاش سے خود مین دیکھے آگے آثار آب کا بیان ہے فافہم ۱۲

۳ـ پھر کہے الخ ۵ شعر پھر اندھا کہے یہ سنگ تھا یا کہ شاید گنبد تھا پُر جفا یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا یہ دیکھا یا جس نے خوف پیدا کیا آگے اسکے حقائق ہین خوف و لرزہ غیر سے ہوتا ہے ہرگز کسی کو خود سے خوف نہین ہے آگے وہ حکیم اس ڈر کو وہم کہتا ہے اُس نے اس بات سے سمجھ غیر ھی کی وہم نہین ہے اور بے رواج گھرے کے کوئی کھوٹا نہین چلتا ہے یعنی خوف غیر سے ہوتا ہے اپنے سے نہین ہوتا ہے بقول ۵ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا * اس صورت مین صنعت بادی صانع کی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ترس و لرزہ باشد از غیر یقین ‌ ‌ ہیچکس از خود نترسد ای حزین
آن حکیمک وہم خواند ترس را ‌ ‌ فہم کژ کرد است او این درس را
ہیچ وہمی بے حقیقت کے بود ‌ ‌ ہیچ قلبی بے صحیحے کے رود
کے دروغی قیمت آرد بی ز راست ‌ ‌ در دو عالم ہر دروغ از راست خاست
راست را دید او رواجی و فروغ ‌ ‌ بر امید او روان کرد او دروغ
ای دروغی کہ ز صدقت این نواست ‌ ‌ شکر نعمت کن مکن انکار راست
از مفلسف گوییم و سودای او ‌ ‌ یا ز کشتیہا و دریاہای او
بل ز کشتیہاست کان بند دلست ‌ ‌ گوییم از کل جزو در کل داخل است
ہر ولی را نوح و کشتیبان شناس ‌ ‌ صحبت این خلق را طوفان شناس
کم گریز از شیر و اژدرہای نر ‌ ‌ ز آشنایان و ز خویشان کن حذر
در تلاقی روزگارت می‌برند ‌ ‌ یادشاہان روزگارت می‌خورند
چون خر تشنہ خیال ہر یکے ‌ ‌ از قف کن فکر را شربت مکے
نشف کردستت خیال آن وشات ‌ ‌ شبنمی کہ داری از بحر الحیات
پس نشان نشف آب اندر غصون ‌ ‌ آن بود کمی نجنبد در رکون
عضو حر شاخ تر و تازہ بود ‌ ‌ می‌کشی ہر سو کشیدہ می‌شود
گر سبد خواہی توانی کردنش ‌ ‌ ہم توانی کرد چنبر گردنش
چون شد آن ناشف ز نشف بیخ خود ‌ ‌ ناید آن سوی کہ امرش می‌کشد

خوف اور رہتا ہے لرزہ غیر سے ‌ ‌ خود سے نے ہرگز کسی کو خوف ہی
وہ حکیم اس ڈر کو کہتا وہم ہے ‌ ‌ اُسنے کی ٹیڑھی سمجھ اس بات سے
بے حقیقت کے نہ کوئی وہم ہے ‌ ‌ بے کھرے کے نے کوئی کھوٹا چلے
جھوٹ کو بے سچ کے کب قیمت ملے ‌ ‌ جھوٹ اک سچ سے دو عالم مین چلے
سچ کا دیکھا جو رواج اُسنے سوا ‌ ‌ جھوٹ اس امید پر اُس نے کہا
سچ سے تیرے ہی رواج اس جھوٹ کو ‌ ‌ شکر کر مت سچ سے کر انکار تو
فلسفی اور اُسکے سودا سے کہون ‌ ‌ یا کہ کشتی اور دریا سے کہون
بلکہ کشتی سے کہ رغبت دل کو ہے ‌ ‌ مین کہون کل سے کہ جزو سب کل مین ہے
ہر ولی کو نوح کشتیبان جان ‌ ‌ خلق کی صحبت کو تو طوفان جان
اژدہا اور شیر سے نے بھاگ تو ‌ ‌ اپنے خویش و آشنا سے بھاگ تو
عمر صحبت سے وہ کھوتے ہین تری ‌ ‌ عمر ضائع اُنکی خواہش مین تری
جون خر تشنہ خیال ایک ایک کے ‌ ‌ قیف تن سے فکر کا شربت پیے
فکر اُن کی چوستی ہے تو رکھے ‌ ‌ جو رطوبت زندگی کی بحر سے
پس نشان اُس چوسنے کا عضو مین ‌ ‌ وہ ہی جو حرکت ترے عضوون مین ہے
عضو شاخون کا تر و تازہ جو ہو ‌ ‌ تو جھکائے جس طرف جھک جائے وہ
ٹوکرہ کر چاہے اسکو کر سکے ‌ ‌ حلقہ گردن کا بنائے وہ بنے
جب ہوئی وہ جذب اپنی اصل سے ‌ ‌ نے جھکے جس سو جھکانا تو کرے

۵۱ جھوٹ کو الخ ۶ شعر جھوٹ کو بغیر سچ کے قیمت نہین ملتی ہے اور جھوٹ ایک سچ سے دونون عالم مین چلتا ہے جو اس نے سچ کا رواج سوا دیکھا تو اس نے جھوٹ اس سچ کی امید پر رکھا تیرے سچ سے اس جھوٹ کو رواج ہے تو شکر کر اور سچ سے انکار نہ کر فلسفی اور سودا سے اس کی کہون یا کہ کشتی اور دریا سے کہون بلکہ کشتی سے کہ دل رغبت رکھتا ہے مین کل سے کہون یا جزو سے سب جزو کل مین ہے ہر ایک ولی کو نوح کشتیبان جان اور خلق کی صحبت کو تو طوفان جان یعنی جھوٹ کو رواج سچ کے سبب سے ہے پس صحبت اولیاء کو بہتر جان کہ صحبت عوام سے کہ آفت بڑی ہے سے تجھے. بچاوے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ اژدہا الخ ۸ شعر اژدہا و شیر سے تو مت بھاگ اپنے عزیزون و آشناؤن سے تو بھاگ کہ تیری عمر وہ صحبت سے کھوتے ہین اور تیری عمر ضائع ان کی خواہش مین ہے مگر مانند خر تشنہ کے ایک ایک کے خیال سے قیف شربت فکر کا پیتے ہین اُن کی فکر چوستی ہے کہ جو رطوبت رکھتا ہے بحر زندگی سے پس نشان اُس چوسنے کا عضوین وہ ہے کہ جو حرکت تیرے عضوون مین ہین آگے اس کی مثال ہے عضو شاخون کا جو تر و تازہ ہو تو جس طرف جھکا لے وہ جھک جائے یعنی جو رطوبت تو بحر زندگی سے رکھتا ہے خواہشات یاران دنیا کی تجھ سے چوسے اور پھر قابل اُس درس گاہ کے نہ رہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پس بخوان قاموا کسالی از نبی — چون نیابد شاخ از بیخش طبی
آتشین ست این سخن کوتہ کنم — بر فقیر و گنج و احوالش تنم
آتشی دیدی کہ سوزد او نہال — آتشی جان بین کزو سوزد خیال
زآتش عشق ست سوزان جان و دل — لیک انوار زد آن جان و دل
نے خیال و سے نے حقیقت را امان — زین چنین آتش کہ شعلہ زد بجان
خصم ہر شیر آمد و ہر روبہ او — کل شئ ہالک الا وجہہ
در وجوہ وجہ او رو خرج شو — چون الف در بسم در رو درج شو
ازالف در بسم نہان کردہ ایست — ہست اندر بسم اندر بسم نیست
ہمچنین جملہ حروف گشتہ مات — وقت حذف حرف از بہر صلات
او صلہ ست و بی و سین زو وصل یافت — وصل بے و سین الف بر تنافت
چونکہ حرفی برنتابد این وصال — واجب آمد گر کنم کوتہ مقال
چون یکے حرفے فراق سین و بیست — خامشی اینجا مہم تر واجبیست
چون الف از خود فنا شد مکتنف — بے و سین بی او ہمی گویند الف
ما رمیت اذ رمیت از وی بیست — ہمچنین قال اللہ از صمتش بجست
تا بود دارو ندارد او عمل — چونکہ فانی شد کند دفع علل
گر شود بیشہ قلم دریا مدید — مثنوی را نیست پایانی امید
چار چوب خشت زن تا خاک ہست — میدہد تقطیع شعرش نیز دست

پس تو پڑھ قاموا کسالی از نبی[۵] — جو نہ پائے شاخ جڑ سے کچھ تری
آتشین یہ بات ہے کوتہ کروں — اس فقیر و گنج سے اب کچھ کہوں
دیکھی آتش کہ جلائے وہ نہال — جان کی دیکھ آتش جلائے جو خیال
عشق کی آتش جلائے جان و دل — لیک بانوار لائے جان و دل
نے حقیقت نے خیال اس سے بچے — ایسی آتش کہ وہ بھڑکے جان
ہر وہ ہر شیر اور روبہ کی عدو — کل شئ ہالک الا وجہہ
ہر وجوہ وجہ بین اس کے فنا[۵] — بسم کے اندر الف جیسے چھپا
وہ الف پنہان کیا ہی بسم میں — بسم میں ہے اور نہیں ہے بسم میں
مات ہو دیں سب حروف اسطور سے — وقت حذف حرف ملنے کیلئے
وہ صلہ اس سے ملے یہ بے و سین — وصل بے سین بے الف کھویا نہیں
جو نہیں کھوتا ہی حرف اک یہ وصال — واجب آیا گر کروں کوتہ مقال
جو کہ حرف اک ہے فراق سین و بے — یاں پہ چپ رہنا ضرور اور فرض ہے
جو الف خود سے فنا ہے غیب میں — بے و سین کہتے الف بھی اسکے ہیں
ما رمیت اذ رمیت اس سے ہے — ایسے ہی قال اللہ اسکے ضمن سے
جب تلک دارو ہو نہ رکھے عمل[۵] — جبکہ فانی ہو کرے دفع علل
گر قلم بیشہ سیاہی بحر ہو — مثنوی کے پائے کب انجام کو
خشت سانچہ سے بنا تا خاک ہے — ہاتھ دے ہی تجھ کو تقطیع شعر سے

[۵] پس تو پڑھ الخ ۶ شعر پس تو پڑھ قاموا کسالی کہ جو شاخ کچھ نہ پائے جڑ سے تری یہ بات آتشین ہے کوتہ کروں اور اس فقیر گنج سے اب کچھ کہوں وہ آتش دیکھے کہ نہال کو جلائے اب جان کی آتش دیکھ کہ جو خیال جلائے عشق آتش جان و دل جلاسے ولیکن ساتھ انوار کے لائے جان و دل کو نہ حقیقت و نہ خیال اس سے بچے ایسی آتش کہ وہ جان سے بھڑکے وہ ہر ایک شیر و روبہ کی عدو ہے یعنی کل شئ ہالک ہے ولیکن منھ اسکا نہیں یعنی آتش عشق اگرچہ جان و دل کو جلاتی ہے ولیکن جان و دل کو پرنور کر دیتی ہے اور بجز ذات حق کے سب فنا کر دیتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
[۵] ہر وجوہ وجہ بین الخ ۸ شعر اسکی وجوہ وجہ میں فنا ہو جیسے بسم کے اندر الف پوشیدہ ہے وہ الف بسم میں پوشیدہ ہے اور نہیں ہے بسم میں اس طور سے سب حروف مات ہو دیں وقت حذف حروف ملنے کے لئے وہ صلہ ہے اس سے یہ بے و سین ملے وصل بے و سین بے الف کو کھویا نہیں جو ایک حرف نہیں کھوتا ہی یہ وصال واجب آیا ہی اگر کوتہ کروں مقال کو جو ایک حرف فراق ہے بے و سین ہی یہاں چپ رہنا ضرور فرض ہے جو الف خود سے فنا ہے غیب میں بے و سین بے اسکی الف کہتے ہیں ما رمیت اذ رمیت اس سے ہے اور ایسے ہی قال اللہ اسکی ضمن سے ہے یعنی تو حق میں مثل الف بسم کے فنا ہو اگرچہ بظاہر نہیں ہے مگر پڑھنے میں آتا ہے اسی طرح جب تو حق میں فنا ہو گا گو تو ہو گا مگر تیرا ہونا ذات حق میں قائم رہیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [۵] جب تلک الخ ۶ شعر جب تلک خود دارو ہے نہیں عمل کرتی ہے جبکہ وہ فانی ہو دفع بیماری کو کرے اگر بیشہ قلم اور دریا سیاہی ہو کب مثنوی کے انجام کو پائے جب تک خاک ہے اینٹیں گڑھا کر اور تقطیع تجھ کو مات دے شعر سے ہے جنگل تر ہے اور فنا ہووے عین دریا سے وہ جنگل عیان ہے جو خاک نہ رہے اور فانی ہو دریا کف سے خاک کو پیدا کرے اس واسطے حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم کلام بھرے دریا سے کرو جب کام نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نماند بیشها سر در کشید / بیشها از عین دریا سر کشید
چون نماند خاک بودش جف کند / خاک سازد بحر او چون کف کند
بهر این گفت آن خداوند فرج / حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج
باز گرد از بحر رو در خشک نہ / هم ز لعبت گو که کودک راست به
تا ز لعبت اندک اندک در صبا / جانش گردد با یم عقل آشنا
عقل از ان بازی همی آید صبی / گرچه با عقل ست در ظاهر ابی
کودک دیوانه بازی کی کند / جزو باید تا که کل را پی کند

جو نہ جنگل رہوے اور ہووے نہان / عین دریا سے وہ جنگل ہو عیان
جو نہ رہوے خاک اور فانی بنے / بحر کف سے خاک کو پیدا کرے
اس لئے حق نے کہا کہ تم کلام / میرے دریا سے کرو جب ہو نہ کام
بحر سے[۵۱] پھرا اور خشکی مین تو جا / کہ تو لعبت سے ہون لڑکے خوش سوا
اسکی جان لعبت سے تا اندر صبا / عقل کے دریا سے ہو کچھ آشنا
عقل اُس بازی سے آئے طفل کو / گرچہ ظاہر عقل سے سرکش ہے وہ
کودک دیوانہ بازی کب کرے / چاہیئے جز تا پتا وہ کل کا دے

رجوع بقصه فقیر گنج طلب

رجوع طرف قصہ فقیر گنج طلب کے

یک خیال آن فقیر بے ریا / عاجز آورد از بیا و از بیا
بانگ او تو بشنوی من نشنوم / زانکه در اسرار همرازوم
طالب گنجش مبین خود گنج اوست / دوست کے باشد بمعنی غیر دوست
سجده خود را میکند هر لحظه او / سجده پیش آئینه است اے بهره و
گر بدیدی ز آئینه او یک پشیز / بے خیال او نماندی هیچ چیز
هم خیالاتش هم او فانی شدی / دانش او محو نادانی شدی
دانشے دیگر ز نادانی ما / سر بر آوردی عیان کانی انا
اسجدوا لآدم ندا آمد همی / کادمید و خویش بینیدش دمی

اس[۵۲] فقیر بے ریا کے خیال نے / کر دیا آؤ آؤ سے عاجز مجھے
نہ سنے تو بانگ اُسکی مین سنون / کیون مین اسکے بھید کا ہمراز ہون
وہ نہ طالب گنج کا خود گنج وہ / دوست کب معنی مین غیر دوست ہو
وہ کرے ہر لحظہ سجدہ آپ کو / سجدہ پیش آئینہ ہے بہرہ رو
آئینہ سے دیکھتا گر اک پشیز / بے خیال اس کے نہ رہتی کوئی چیز
بھی وہ ہوتا فانی بھی اسکا خیال / عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال
میری[۵۳] بےعقلی سے یہ اک اور سوا / پیدا ہوئی ظاہر اکانی انا
اسجدوا لآدم ندا آئی یہی / دیکھو خود کو اُسمین تم ہو آدمی

۵۱ بحر سے الخ ۴ شعر تو بحر سے پھرا اور خشکی مین جا اور لعبت کے حال سے کہ کہ لڑکے خوش سوا ہون لعبت سے اس کی جان تا صبا مین دریائے عقل سے کچھ آشنا ہو اُس بازی سے عقل آئے طفل کو اگرچہ عقل سے وہ ظاہر سرکش ہے لڑکا دیوانہ کھیلتا نہین ہے پس جزو چاہیئے تا پتا وہ کل کا دے یعنی مجاز کی باتین کرتا حقیقت اہل طلب پر رکھے کیونکہ جزو کل کا پتا دیتا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اس فقیر الخ ۶ شعر اُس فقیر بے ریا کے خیال نے آؤ آؤ سے مجھ کو عاجز کر دیا آگے حقائق ہیں تو بانگ اس کی نہین سنتا مین سنتا ہون کیونکہ مین اس کے بھید کا ہمراز ہون وہ طالب گنج کا نہین ہے دوست کب تک معنی مین غیر دوست کے ہو وہ ہر لحظہ سجدہ آپ کرے کہ پیش از آئینہ سجدہ واسطے منھ کے ہے اگر آئینہ سے ایک کوڑی بھر دیکھتا ہے کوئی چیز بے خیال اس کے نہ رہتی بھی وہ فانی ہوتا و بھی اس کا خیال اور عقل بےعقلی کی ہوتی پائمال باقی حال آگے ہے ۱۲ ۵۳ میری بےعقلی سے الخ ۲ شعر میری بےعقلی سے ایک عقل اور سوا پیدا ہوتا بظاہر ترجمہ کہ تحقیق مین ہون ترجمہ سجدہ کرو آدم کو بھی ندا آئی کہ اس مین خود کو دیکھو تم آدمی ہو ان کی آنکھ احولی دور کرے تا زمین عین چرخ چیز ہوئی لا الٰہ کہکر الا اللہ کہا لا ہو ہکر الا ہو انور وحدت کھلا وہ حبیب اور وہ خلیل باہدادقت وہ ہے کہ میرا کان کھینچتا ہے طرف چشمہ کے کہ تو اس سے دہن ہو جو مین نے چھپایا تو مت کہ خلق کو اگر تو کہے خود کہے خود نہ ہووے انکار اور اظہار کے قصد سے تو جرم دار ہو یعنی جب خود کو فنا کیا تو اللہ ثابت ہوا لا مین الا اللہ ہے بقول استاد سه لا کہا تو لا ہوا وہ لا بھی اُس مین لا ہوا ٭ جز لا ہوا کل لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا ٭ پس پس جو بات پوشیدہ ہے تو اس کو مت کہہ اور اگر کہیگا تو مجرم ہو گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

احولی از چشم ایشان دور کرد
تا زمین شد عین چرخ لاجورد

لا آله گفت و الا الله گفت
گشت لا الا الله و وحدت شگفت

آن حبیب و آن خلیل با رشد
وقت آن آمد که گوش ما کشد

سوی چشمه که دهان زینها بشو
آنچه پوشیدیم از خلقان مگو

ور بگوئی خود نه گردد آشکار
تو به قصد کشف گردی جرم دار

لیک من اینک بر ایشان می‌تنم
قائل این سامع این هم منم

صورت درویش و نقش گنج گو
رنج کشیدن این گروه از رنج کو

چشمهٔ راحت بر ایشان شد حرام
میخورند از زهر قاتل جام جام

خاکها پر کرده دامن می‌کشند
تا کنند این چشمه‌ها را خشک بند

کے شود این چشمهٔ دریا مدد
منطمس زین مشت خاک نیک و بد

لیک گوید با شما من بسته‌ام
بے شما من تا ابد پیوسته‌ام

قوم معکوس‌اند اندر مشتها
خاک خوار و آب را کرده رها

ضد طبع انبیا دارند خلق
اژدها را یار میدارند خلق

چشم بند خصم او چون دانستهٔ
هیچ دانی از چه دیده بستهٔ

هر چه بگشادی بدل آن دیدها
یک بیک تسهیل السبل دان آن نما

لیک خورشید عنایت تافته است
آیسان را از کرم دریافته است

نرد بس نادر ز رحمت باخته
عین کفران را انابت ساخته

هم ازین بدبختی خلق آن جواد
منفجر کرده دو صد چشمه وداد

غنچه را از خار سرمایه دهد
مهره را از مار پیرایه دهد

احولی دور آنکھ سے انکی کری
ہوئی زمین تا عین چرخ چنبری

لا الہ کہکر جو الا اللہ کہا
ہوکے لا الا اللہ ہو وحدت کا کھلا

وہ حبیب اور وہ خلیل با ہدا
وقت وہ ہے کان کھینچیں ہمارا

سوے چشمہ کو دہن منع اس سے دھو
جو چھپایا ہمنے مت کہہ خلق کو

گر تو کہوے خود نہووے آشکار
قصد سے اظہار کے ہو جرم دار

لیکن اُسدم مین پریشان کہتا ہون
مین ہی کہنے سننے والا ہکا ہون

صورت درویش نقش گنج سے
کہ گروہ یہ رنج ہے کہ رنج سے

چشمۂ راحت ہوا اُن پر حرام
زہر قاتل ہیں پیتے جام جام

خاک پر دامن کو بس لائے ہین
تا کہ خشک اُس چشمونکو کرین

چشمۂ دریا مدد یہ کب بھرے
نیک و بد کی ایک مٹھی خاک سے

بولا باخود سے ترے مین بند ہون
اور بیخود سے ترے شامل ہون

اشتہا مین قوم یہ معکوس ہے
خاک کھائے اور پانی چھوڑ دے

سلہ ضد طبع انبیا رکھے ہے خلق
یار اپنا اژدہا رکھتی ہے خلق

چشم بند خصم جو جانے تو ہے
کچھ بھی جانا چشم بند ہے کس لئے

کس نے کھولا تو نے بدلا دید کا
بدلا ید ترجمان تو اس کو سوا

چمکا خورشید عنایت از خدا
ناامیدون کو کرم سے پالیا

نرد نادر اپنی کھیلی رحم سے
عین کفران کو کیا امید ہے

بدنصیب خلق سے جواد نے
دو سو چشمے لطف کے جاری کئے

دیتا غنچہ کو ہے رونق خار سے
دیتا مہرہ کو ہے رونق مار سے

سلہ لیکن اسدم آلخ یہ شعر یعنی لیکن اسوقت مین پریشان کہتا ہون اس کا مین ہی کہنے والا اور سننے والا ہون صورت درویش و نقش گنج سے کہ کہ گروہ پر رنج ہے رنج سے کہہ چشمۂ راحت ان پر حرام ہوا کہ زہر قاتل سے جام جام پیتے ہین خاک دامن مین وہ بھر کے لاتے ہین کہ تا خشک و بند چشمون کو کرین یہ چشمۂ دریا مدد کب کرے ایک مٹھی خاک نیک و بد سے چشمہ نے کہا کہ تیرے باخود مین رکا ہون اور بیخودی تک شامل ہون یہ قوم اشتہا مین معکوس ہے خاک کھائے اور پانی کو چھوڑ دے یعنی اہل دُنیا کا کام برعکس ہے کہ صورت ظاہری پر مرتے ہین اور معنی سے بھاگتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ضد طبع آلخ یہ شعر خلق طبع انبیا کی ضد رکھتی ہے اور اژدہا کو یار اپنا رکھتی ہے چشم بند دشمن کی تو جانتا ہے کچھ بھی جانا کہ چشم بند کس واسطے ہے کس پر بدلا دید کا تو نے کھولا اس کو بدلا ید ترجمان سوا خورشید عنایت کا خدا سے چمکا اور ناامیدون کو کرم سے پالیا اپنے رحم سے نرد نادر کھیلے اور عین کفران کو امیدوار کیا ہے بدنصیب خلق سے کریم جواد نے دو سو چشمے لطف سے جاری کئے آگے اس کی مثال ہے غنچہ کو رونق دینا خار سے مہرہ کو رونق دینا مار سے ہے یعنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے عیبون کو بھلا کرتا ہے اور برائی کو بھلائی کر دیتا ہے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

از سواد شب برون آرد نہار — وز کف معسر برو ماند یسار
آرد سازد ریگ را بہر خلیل — کوہ باد آورد سازد بہر رسیل
کوہ با وحشت دران ابر ظلم — برکشاید بانگ چنگ و زیر و بم
خیز ای داؤد از خلقان نفیر — ترک آن کردی عوض از ما بگیر

ظلمت شب سے عیان دن کو کرے[۵۱] — تنگدستی سے فراخی بس وہ دے
ریگ کو آٹا کرے بہر خلیل — کوہ کو داؤد سے دے قال و قیل
کوہ وحشت ناک تیرہ ابر مین — بانگ چنگ زیر و بم باہم کرین
اُٹھ تو اے داؤد تارک خلق کے — تو نے چھوڑا وہ عوض مجھ سے تو لے

انابت طالب گنج و پشیمانی او از تعجیل و بے صبری

دعا مانگنا طالب گنج کا اور پشیمان ہونا اُس کا جلدی و بے صبری سے

گفت آن درویش کای دانای راز — از پے این گنج کردم یاوہ تاز
دیو حرص و آز مستعجل تگی — نے تامل جست و نے آہستگی
من ز دیگی لقمۂ نادوختم — کف سیہ کردم دہان را سوختم
خود نہ گفتم چون درین نا موقنم — زان گرہ زن این گرہ را حل کنم
قول حق را ہم ز حق تفسیر جو — ہین مگو ژاژ از گمان ای یاوہ گو
آن گرہ کو زد ہم او بگشایدش — مہرہ کو انداخت او بربایدش
گرچہ آسانت نمود این سان سخن — کے بود آسان رموز من لدن
گفت یا رب توبہ کردم زین شتاب — چون تو در بستی تو کن ہم فتح باب
بر سر خرقہ شدم بار دگر — در دعا کردن بُدم ہم بے ہنر
کو ہنر کو من کجا دل مستوی — اینہمہ عکس تست این ہم توئی

بولا وہ درویش کای پروردگار[۵۲] — گنج کی خاطر کرون بیہودہ کار
دیو حرص و آز کا ہے تیز رو — نے تامل ڈھونڈھے نے آہستہ ہو
دیگ سے ایک لقمہ نے مین نے کیا — مُنھ جلایا کف سیہ مین نے کیا
نے کہا خود بے یقین کیون مین ہون — اُس گرہ زن سے گرہ یہ حل کرون
قول حق کو حق سے تو معلوم کر — مت گمان سے کہہ تو بیہودہ مگر
وہ گرہ دی جسنے کھولے گا وہی — مہرہ جو ڈالیگا لیویگا وہی
سہل دکھلایا اگرچہ یہ سخن — سہل کب ہووے رموز من لدن
بولا یا رب توبہ جلدی مین نے کی — تو نے جو در باندھا کھولیگا توہی
پھر دوبارہ مین گیا ہون کسب پہ[۵۳] — تھا دعا کرنے مین مین جو بے ہنر
کان ہنر کان دل کہان دل کی خوشی — یہ ترا کل عکس ہے یہ بھی توئی

۵۱ ظلمت شب کو آخر سہ شعر ظلمت شب سے دن کو عیان کرے اور تنگدستی سے فراخی دے ریگ کو آٹا واسطے خلیل کے کرے اور وہ کوہ کو داؤد سے باتین کرائے کوہ وحشت ناک ابر تیرہ مین بانگ چنگ زیر و بم کی باہم کرین اے داؤد تارک خلق کے تو اُٹھ تو نے چھوڑا وہ عوض مجھ سے لے یعنی خداوند عالم فرماتا ہے کہ اسے تارک الدنیا جو تو نے دنیا کو میرے واسطے ترک کیا ہے تو عوض مجھ سے اُس کا لے کہ مین تیرے واسطے وافی و کافی ہون آگے طالب گنج کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ بولا وہ درویش آخر ۸ شعر اس درویش نے کہا کہ اے پروردگار مین گنج کی خاطر بیہودہ کام کرون دیو حرص و آز کا تیز رو ہے نہ تامل ڈھونڈھے ونہ آہستہ ہوتا ہے مین نے دیگ سے ایک لقمہ نہین لیا مُنھ جلایا اور ہاتھ سیاہ مین نے کیا خود نہین کہا کہ بے یقین مین کیون رہون اُس مشکل ڈالنے والے سے مشکل حل کرون تو قول حق سے معلوم کر اور گمان سے بیہودہ مت کہہ کہ جس نے وہ گرہ دی وہی کھولیگا اور جو وہ مہرہ ڈالیگا وہ ہی لیوے گا اگرچہ سہل دکھلایا مگر رموز من لدن سہل کب ہووے درویش نے کہا کہ یا رب اس جلدی سے توبہ کی جو تو نے دروازہ بند کیا تو ہی کھولیگا یعنی درویش نے رجوع بحق کی کہ ای رب میرے مین نے جو حرص کی آفت مین پڑا اب تو ہی اس مشکل کو میری حل کریگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۳ پھر دوبارہ آخر ۲ شعر پھر دوبارہ مین کسب پر گیا جو مین دعا کرنے مین بے ہنر تھا کہان ہنر اور کہان دل کہان دل کی خوشی یہ تیرا عکس ہے یہ بھی تو ہی ہے میری عقل و تدبیرین ہر شب خواب مین کشتی کے مانند غرق ہوں قعر آب مین نہ مین رہون نہ وہ میرا ہنر رہے مثل تن مردہ کے بے ہنر پڑا رہے رات بھر تا صبح وہ شاہ علا آپ ہی الست کردے اور آپ ہی بلٰی کہان بلے کہ کل سیل لے گیا یا نہنگ اُس گل کو کھا گیا یعنی بہنگام خواب شب کے عقل و تدبیرین بالکل جاتی رہتی ہین آگے اس کا بیان ہے ۱۲

هر شبی تدبیر و فرهنگم بخواب	همچو کشتی غرقه میکردم در آب	نقل تدبیرین مری ہر شب بخواب	مثل کشتی غرق ہوون با قعر آب
خود نه من میمانم و نے آن هنر	تن چو مرداری فتاده بے خبر	نے رہون خود مین نہ وہ میرا ہنر	مثل مُردون ہو گئے پڑا رہے بے خبر
تا سحر جمله شب آن شاه علا	خود همی گوید الست و خود بلا	رات بھر تا صبح وہ شاہ علا	آپ ہی کہوے الست آپ ہی بلا
کو بلی کو جمله را سیلاب برد	یا نهنگے کرد گل را خورد و مرد	کان بلی کہ سیل گل کو لے گیا	یا نہنگ اُس گل کو بالکل کھا گیا
صبحدم چون تیغ گوهر بار خود	از نیام ظلمت شب بر کشد	صبحدم[1] خود تیغ گوہر بار کو	کھینچے نیزہ نیام شب سے روبرو
آفتاب شرق شب را طے کند	آن نهنگ آن خورده ہارا قے کند	آفتاب شرق کو شب طے کرے	وہ نہنگ اس کھائے سب کو قے کرے
رسته چون یونس ز جوف آن نهنگ	منتشر گردیم اندر بو و رنگ	چھوٹا جون یونس نہنگ کے بطن سے	رنگ و بو نے کر دیا حیران مجھے
خلق چون یونس مسبح آمدند	کاندرین ظلمات پر راحت شدند	خلق تسبیح کو جون یونس آئی ہی	اندر اُس ظلمت کے بس راحت رکھے
هر یکے گوید به هنگام سحر	چون ز بطن حوت شب آمد بدر	انتظار صبح مین ہر اک کہے	ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے
کے کریمی کاندران لیل وحش	گنج رحمت بنهی و چندین چشش	کا ہے کریم اُس رات وحشتناک مین	گنج رحمت بخشا اور یہ لذتین
چشم تیز و گوش باز و تن سبک	از شب همچون نهنگ ذو الحبک	چشم تیز اور گوش باز و تن صفا	شب سے کہ ہے جون نہنگ کے ملا
از مقامات وحش روزین سپس	هیچ نگریزیم با ما چون توکس	بعدہ[2] اس جائے وحشتناک سے	بھاگین کیون ہم ساتھ جبکہ تجھسا ہے
موسی آنرا نار دیده نور بود	زنگی دیدیم شب را حور بود	نار موسی کو دکھے وہ نور تھا	زنگی شب ہم نے دیکھا حور تھا
ما نمی خواهیم غیر از دیده	دیدهٔ تیزی گشته بگزیده	ہم نہین چاہتے سوائے چشم کے	چشم تیری باب قابل جو کہ ہے
بعد ازین ما دیده خواهیم از تو بس	تا بپوشد بحر را خاشاک و خس	بعدہ ہم چشم چاہین تجھ سے بس	تا نہ دریا کو چھپائے خار و خس
ساحر آنرا چشم چون رست از عمی	کف زنان بودند بے این دست و پا	ساحرون کی چشم سے پردہ اُٹھا	تھے بجاتے تالیان بے دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نیست	هر که لرزد بر سبب ز اصحاب نیست	چشم بند خلق جز اسباب نے	جو نئے اسباب پے اصحاب نے
لیک حق اصحاب و نا اصحاب را	در کشاد و برد تا صدر سرا	لیک حق اصحاب و نا اصحاب کو	کھولا در کو لے گیا تا صدر ہو
با کفش نامستحق و مستحق	معتقان رحمتند از بند رق	مستحق[3] نامستحق ہاتھ اسکے ہے	طاعت اور رحمت سے سب آزاد ہے

[1] صبحدم آلخ ے شعر صبحدم خود تیغ گوہر بار نیز نیام شب سے اپنے کھینچے آفتاب شرق شب کو طے کرے تو وہ نہنگ اس سب کھائے کو قے کرے مثل یونس جو نہنگ کے بطن سے چھوٹا رنگ بونے تجکو حیران کر دیا خلق تسبیح کو یونس کے مانند آئی ہے اس ظلمت مین بس راحت رکھتی ہے صبح کے وقت ہر وقت ہر ایک کہے جو ماہی شب کے بطن سے چھوٹے کہ اے کریم اس رات و دن وحشت ناک مین گنج رحمت بخشا اور یہ لذتین چشم تیز اور گوش اور تن صاف شب سے ہو کہ مانند نہنگ کے پر پایا ہے یعنی روح شب کو ہنگام خواب کے اس عالم کو جاتی ہے اور پھر صبح کو واپس آتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] بعدہ آلخ شعر بعدہ اس جائے وحشت ناک سے ہم کیون بھاگین جبکہ تجھسا ساتھ ہے موسی کو دکھی وہ نور تھا ہمنے زنگی شب کو دیکھا وہ حور تھا ہم سوائے چشم کے نہین چاہتے جو کہ چشم تیری باب قابل ہے بعدہ ہم تجھ سے ساحروں کی چشم سے پردہ اُٹھا تالیان بجاتے تھے بے دست و چشم بند خلق کی سوا اسباب پر نئے وہ اصحاب نہین لیکن حق تعالی اصحاب و نا اصحاب کو دروازہ کھول کر لیگیا صدر ہو تک یعنی جو پابند عالم اسباب ہے وہ یار حق کا نہین ولیکن حق تعالی دوست و دشمن کو صدر تک لیجاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] مستحق آلخ ے شعر مستحق و نامستحق اس کے ہاتھ سے اطاعت و رحمت سے آزاد ہے عدم مین اسکے مستحق کب تھے جو اُس نے جان و دانش ہمکو دی ہے ہمکو کیا عدم مین استحقاق تھا کہ تا ایسی عقل و جان نے منہ دکھایا ہر ایک اغیار کو یار کیا اور راہ خلعت گل ہر ایک خار کو دیا اور خلعت گل تو پھر میری خاک کو پاکیزہ کر اور تو پھر ناچیز کو چیز کر یہ تو نے پہلے دعا سکھائی تھی ورنہ طاقت خاک کی کب دعا کرنے کی تھی جو دعا تو نے سکھائی مجکو تو اس دعا کو مستجاب کر یعنے ہمکو کیا استحقاق تھا اگر جو تو نے ہمپر عنایت کی ہے یہ سراسر تیری مہربانی ہے کہ جو دعا مجکو سکھائی ہے تو قبول کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درعدم ما مستحقان کے بُدیم	که برین جان و برین دانش زدیم	ہم عدم مین مستحق کب اسکے تھے	دی ہین جو جان و دانش اُسنے ہی
درعدم ما را چہ استحقاق بود	تا چنین عقلی و جانی رو نمود	کیا عدم مین ہمکو استحقاق تھا	منہ دکھایا ایسی عقل وجان کا
ای بکرده یار رہبر اغیار را	ای بداده خلعت گل خار را	ای کیا تو نے ہے یار اغیار کو	خلعت گل دے دیا ہر خار کو
خاک ما را ثانیا پالیز کن	ہیچ نے را بار دیگر چیز کن	خاک کو پھر میری پاکیزہ کر	اور پھر ناچیز کو تو چیز کر
این دعا امر تو کردی ز ابتدا	ورنہ خاکی را چہ زہرہ این ندا	یہ دعا پہلے سکھائی تو نے تھی	ورنہ کب کرنیکی طالب خاک کی
چون دعا مان امر کردی ای عجاب	این دعای خویش را کن مستجاب	جو دعا مجھکو سکھائی ای عجاب	اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب
شب شکستہ کشتی فہم و حواس	نے امیدی ماندہ نے خوف و نہ یاس	شب نے توڑی کشتی فہم و حواس	نے رہی اُمید نے خوف و ہراس
بردہ در دریای حیرت ایزدم	تا ز چہ فن بر کند بفرستدم	لیگیا حق بحر حیرت مین مجھے	دم کو رونق میری ناکس فن سے دے
آن یکی را کردہ پر نور و جلال	وین دگر را کردہ پر وہم و خیال	کر دیا اُس اک کو پُر نور و جلال	کر دیا اُس اک کو پُر وہم و خیال
گر بخویشتم ہیچ رای و فن بدی	رای و تدبیرم بحکم من بدی	ساتھ اپنے رائے گر ہوتی مری	رائے میرے حکم مین ہوتی سبھی
شب نرفتی ہوش بی فرمان من	زیر دام من بدی مرغان من	شب نہ جاتا ہوش بے میرے کہے	مرغ میرا دام مین رہتا مرے
بودمی آگہ ز منزلہای جان	وقت خواب و بیہشی و امتحان	جانتا مین اپنی منزلہای جان	وقت خواب و بیہشی و امتحان
چون کفم زین حل و عقد او تہی ست	ای عجب این معجبی من ز چیست	جو نہ طاقت حل مشکل مین مجھے	ای عجب یہ نخوتین کیون ہین مجھے
دیدہ را نادیدہ خود انگاشتم	باز زنبیل دعا بر داشتم	مین نے خود دیدہ و نادیدہ گنا	پھر اُٹھایا مین نے زنبیل دعا
چون الف چیزی ندارم ای کریم	جز دلی دل تنگتر از چشم میم	جون الف کچھ رکھون مین ای کریم	دل سوا وہ تنگ تر از چشم میم
این الف وین میم ام بود ماست	میم ام تنگ است الف زو تر گداست	یہ الف اور میم بس ام ہی میرا	میم ام ہے تنگ الف ہی تر گدا
این الف چیزی ندارد غافلی است	میم دل تنگ آن زمان عاقلی است	نے الف کچھ رکھے یہ ہی غافلی	میم دل تنگ ور اسدم عاقلی
در زمان بیہشی خود ہیچ من	در زمان ہوش اینجا ہیچ من	بیہشی کے وقت نے کچھ ہیچ مین	ہوش کے ہون وقت پیچا پیچ مین
ہیچ دیگر بر چنین ہیچی منہ	نام و دولت بر چنین گیجی منہ	اور مت رکھ ہیچ ایسے ہیچ پے	نام و دولت مت رکھ اہل پیچ پے

ف۱ شب نے اٰخ ۱۲ شعر شب نے کشتی فہم و حواس کی توڑی نہ خوف نہ امید رہی مجکو حق بحر حیرت مین لیگیا تاکہ میرے دم کو رونق کس فن سے دی اُسنے ایک نور جلال کر دیا اس ایک کو پُر وہم خیال کیا اگر اپنے ساتھ میری رائے ہوتی بس سب جائے میرے حکم ہوتے شب کو ہوش بے میرے کہے نہ جاتا اور میرے مرغ میرے دام مین رہتا مین اپنی منزلین جان کی جانتا وقت خواب بیہوشی و امتحان کے یعنی خواب شب نے مجکو کہاں کو پہونچایا مگر مین کیا کرون کہ میرے اختیار مین کچھ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۲ جو نہ طاقت اٰخ ۶ شعر جو مجکو حل مشکل مین طاقت نہین ہے ای عجب کہ یہ نخوتین کیون مجکو ہین مین نے خود دیدہ کو نادیدہ کیا اور پھر زنبیل دعا کو اٹھایا ای کریم الف کے مانند کچھ نہین رکھتا ہون سوا دل کے کہ تنگ ہے مانند چشم میم کے یہ الف و میم میرا ام ہے میم ام تنگ اور الف اس سے زیادہ گدا ہے الف کچھ نہین رکھتا ہے غافلی ہے میم دل تنگ وراسدم عاقلی ہے بیہوشی کے وقت مین ہیچا پیچ ہون یعنی الف قامت و میم دل کہ اللہ و محمد ہے بس وہ میرے دام ہین کہ پرورش میری کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

ف۳ اور مت رکھ اٰخ ۲ شعر اور ہیچ ایسے ہیچ پر مت رکھ اور اہل ہیچ پر نام دولت مت رکھ مین کچھ نہین رکھون مجھے بہتر گرا اور جو رکھون دیر ہے سو لیکن تجھسے اگر نہین رکھون مجھے رکھنے والا کریم تو دیکھا ہے تجھے کہ مین آب دیدہ مین ننگا ہون کہ جو مین نہ میرے در پر دیدہ بنا ہون بے دیدہ کو آب دیدہ سے نبات و سبزہ اس چراگاہ سے دمی اگر آب رہوے تو آب عین دی ترجمہ مثل آنکھین بی ہٹا لین کی بہت رونے والین اٰخ آب دیدہ بنا بخشش حق سے باوجود اس جاہ و اقبال کے یعنی مجھ بندہ مردہ دل کو گریہ سے اس دنیا مین سرسبز کر گریہ سے مقصد ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هر شبی تدبیر و فرهنگم بخواب — همچو کشتی غرقه میکردم در آب
خود نه من میمانم و نے آن هنر — تن چو مرداری فتاده بے خبر
تا سحر جمله شب آن شاه علا — خود همی گوید الست و خود بلا
کو بلی کو جمله را سیلاب برد — یا نهنگے کرد گل را خورد و مرد
صبحدم چون تیغ گوهر بار خود — از نیام ظلمت شب برکشد
آفتاب شرق شب را طے کند — آن نهنگ آن خورده ها را قے کند
رسته چون یونس ز جوف آن نهنگ — منتشر گردیم اندر بو و رنگ
خلق چون یونس مسبح آمدند — کاندرین ظلمات پر راحت شدند
هر یکے گوید به هنگام سحر — چون ز بطن حوت شب آمد بدر
کے کریمی کاندران لیل وحش — گنج رحمت بنهی و چندین چشش
چشم تیز و گوش باز و تن سبک — از شب همچون نهنگ ذو الحبک
از مقامات وحش زین پس — هیچ نگریزیم با ما چون توکس
موسی آن را نار دیده نور بود — زنگی دیدیم شب را حور بود
ما نمی خواهیم غیر از دیده — دیده تیزی گشته بگزیده
بعد ازین ما دیده خواهیم از تو بس — تا بپوشد بحر را خاشاک و خس
ساحر آن را چشم چون رست از عمی — کف زنان بودند بے این دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نیست — هر که لرزد بر سبب ز اصحاب نیست
لیک حق اصحاب و نااصحاب را — در کشاد و برد تا صدر سرا
باکفش نامستحق و مستحق — معتقان رحمتند از بند رق

نقل تدبیرین مری ہر شب بخواب — مثل کشتی غرق ہوں با قعر آب
نے رہوں خود میں نہ وہ میرا ہنر — مثل مردوں ہو گئے پڑا رہ بے خبر
رات بھر تا صبح وہ شاہ علا — آپ ہی کہوے الست آپ ہی بلا
کان بلی کہ سیل گل کو لے گیا — یا نہنگ اُس گل کو بالکل کھا گیا
صبحدم[۵۱] خود تیغ گوہر بار کو — کھینچے نیزہ نیام شب سے روبرو
آفتاب شرق کو شب طے کرے — وہ نہنگ اُس کھائے سب کی قے کرے
چھوٹا جوں یونس نہنگ کے بطن سے — رنگ و بو نے کر دیا حیران مجھے
خلق تسبیح کو جوں یونس آئی ہے — اندر اُس ظلمت کے بس راحت رکھے
انتظار صبح میں ہر اک کہے — ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے
کا ہے کریم اس رات وحشت ناک میں — گنج رحمت بخشا اور یہ لذتیں
چشم تیز اور گوش باز و تن صفا — شب سے کہ ہے جوں نہنگ کے ملا
بعدہٗ[۵۲] اس جائے وحشتناک سے — بھاگیں کیوں ہم ساتھ جبکہ تجھسا ہے
نار موسیٰ کو دکھے وہ نور تھا — زنگی شب ہم نے دیکھا حور تھا
ہم نہیں چہتے سوائے چشم کے — چشم تیری باب قابل جو کہ ہے
بعدہٗ ہم چشم چاہیں تجھ سے بس — تا نہ دریا کو چھپائے خار و خس
ساحروں کی چشم سے پردہ اٹھا — تھے بجاتے تالیاں بے دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نے — جو تھے اسباب پے اصحاب نے
لیک حق اصحاب و نااصحاب کو — کھولا در کو لے گیا تا صدر ہو
مستحق[۵۳] نامستحق ہاتھ اسکے ہے — طاعت اور رحمت سے سبل آزاد ہے

۵۱ صبحدم آلخ ے شعر صبحدم خود تیغ گوہر بار نیز نیام شب سے اپنے کھینچے آفتاب شرق شب کو طے کرے تو وہ نہنگ اس سب کھانے کو قے کرے مثل یونس جو نہنگ کے بطن سے چھوٹا رنگ و بو نے مجھکو حیران کردیا خلق تسبیح کو یونس کے مانند آئی ہے اس ظلمت میں بس راحت رکھتی ہے صبح کے وقت ہر وقت ہر ایک کہے جو ماہی شب کے بطن سے چھوٹے کہ اے کریم اس رات و دن وحشت ناک میں گنج رحمت بخشا اور یہ لذتیں چشم تیز اور گوش اور تن صاف شب سے ہو کہ مانند نہنگ کے ہے پایا ہے یعنی روح شب کو ہنگام خواب کے اس عالم کو جاتی ہے اور پھر صبح کو واپس آتی ہے آگے اسکا بیان آتا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بعدہٗ الخ شعر بعدہ اس جائے وحشت ناک سے ہم کیوں بھاگیں جبکہ تجھسا ساتھ ہے نار موسیٰ کو دکھی وہ نور تھا ہمنے زنگی شب کو دیکھا وہ حور تھا ہم سوائے چشم کے نہیں چاہتے جو کہ چشم تیری باب قابل ہے بعدہٗ ہم تجھ سے ساحروں کی چشم سے پردہ اٹھا تالیاں بجاتے تھے بے دست و چشم بند خلق کی سوا اسباب پر تھے وہ اصحاب نہیں لیکن حق تعالیٰ اصحاب و نااصحاب کو دروازہ کھول کر لیگیا صدر رہ تک یعنی جو پابند عالم اسباب ہے وہ یار حق کا نہیں ولیکن حق تعالیٰ دوست و دشمن کو صدر تک لیجاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مستحق آلخ ے شعر مستحق و نامستحق اس کے ہاتھ سے اطاعت و رحمت سے آزاد ہے عدم میں اسکے مستحق کب تھے جو اُس نے جان و دانش ہمکو دی ہے ہمکو کیا عدم میں استحقاق تھا کہ تا ایسی عقل و جان نے منہ دکھایا اے ہر ایک اغیار کو یار کیا اور اے خلعت گل ہر ایک خار کو دیا اور خلعت گل تو پھر میری خاک کو پاکیزہ کر اور تو پھر ناچیز کو چیز کر یہ تو نے پہلے دعا سکھائی تھی ورنہ طاقت خاک کی کب دعا کرنے کی تھی جو دعا تو نے سکھائی مجکو تو اس دعا کو مستجاب کر یعنے ہمکو کیا استحقاق تھا کہ جو تو نے ہم پر یہ عنایت کی ہے یہ سراسر تیری مہربانی ہے کہ جو دعا مجکو سکھائی ہے تو قبول کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در عدم ما مستحقان کے بُدیم　　کہ برین جان و برین دانش زدیم
ہم عدم مین مستحق کب اسکے تھے　　دی ہین جو جان و دانش اُسنے ہی

در عدم مارا چہ استحقاق بود　　تا چنین عقلے و جانے رو نمود
کیا عدم مین ہمکو استحقاق تھا　　منہ دکھایا ایسی عقل و جان کا

ای بکردہ یار ہر اغیار را　　ای بدادہ خلعت گل خار را
اے کیا ہے یار ہر اغیار کو　　خلعت گل دے دیا ہر خار کو

خاک ما را ثانیا پالیز کن　　ہیچ نے را بار دیگر چیز کن
خاک کو پھر میری تو پاکیزہ کر　　اور پھر ناچیز کو تو چیز کر

این دعا امر تو کردی ز ابتدا　　ورنہ خاکی را چہ زہرہ این ندا
یہ دعا پہلے سکھائی تونے تھی　　ورنہ کب کرتی طالب خاک کی

چون دعا مان امر کردی اے عجاب　　این دعای خویش را کن مستجاب
جو دعا مجھکو سکھائی اے عجاب　　اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب

شب شکستہ کشتی فہم و حواس　　نے امیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس
شب نے توڑی کشتی فہم و حواس　　نے رہی امید نے خوف و ہراس

بردہ در دریای حیرت ایزدم　　تا ز چہ فن بر کند بعد ستدم
لیگیا حق بحر حیرت مین مجھے　　دم کو رونق میری ناکس فن سے دے

آن یکی را کردہ پر نور و جلال　　وین دگر را کردہ پر وہم و خیال
کر دیا اس اک کو پر نور و جلال　　کر دیا اس اک کو پر وہم و خیال

گر بخویشتم ہیچ رائے و فن بدی　　رای و تدبیر بحکم من بدی
ساتھ اپنے رائے گر ہوتی مری　　رائے میرے حکم مین ہوتی سبھی

شب نرفتی ہوش بے فرمان من　　زیر دام من بدی مرغان من
شب نہ جاتا ہوش بے میرے کہے　　مرغ میرا دام مین رہتا مرے

بودمی آگہ ز منزلہای جان　　وقت خواب و بیہشی و امتحان
جانتا مین اپنی منزلہای جان　　وقت خواب و بیہشی و امتحان

چون کفم زین حل و عقد او تہی　　اے عجب این معجبی من ز چیست
جو نہ طاقت حل مشکل مین مجھے　　اے عجب یہ نخوتین کیون ہین مجھے

دیدہ را نادیدہ خود انگاشتم　　باز زنبیل دعا بر داشتم
مین نے خود دیدہ و نادیدہ گنا　　پھر اٹھایا مین نے زنبیل دعا

چون الف چیزی ندارم اے کریم　　جز دلی دل تنگتر ز چشم میم
جون الف کچھ رکھون مین اے کریم　　دل سو او تنگ ہے چشم میم

این الف وین میم ام بود ماست　　میم ام تنگ است الف زو نر گداست
یہ الف اور میم بس ام ہی میرا　　میم ام ہے تنگ الف ہے نر گدا

این الف چیزے ندارد غافلی است　　میم دل تنگ آن زمان عاقلی ست
نے الف کچھ رکھے ہے غافلی　　میم دل تنگ اور اسدم عاقلی

در زمان بیہشی خود ہیچ من　　در زمان ہوش پنجاہ پیچ من
بیہشی کے وقت نے کچھ ہیچ مین　　ہوش کے ہون وقت پیچا پیچ مین

ہیچ دیگر بر چنین ہیچی منہ　　نام دولت بر چنین گیجے منہ
اور مت رکھ ہیچ ایسے ہیچ پے　　نام دولت مت رکھ اہل ہیچ پے

۱؎ شب نے آخر شعر شب نے کشتی فہم و حواس کی توڑ دی نہ خوف نہ امید رہی مجکو حق بحر حیرت مین لیگیا تاکہ میرے دم کو رونق کس فن سے دی اسنے ایک نور جلال کر دیا اس ایک کو پُر وہم خیال گیا اگر اپنے ساتھ میری رائے ہوتی بس سب جائے میرے حکم ہوتے شب کو ہوش بے میرے کہے نہ جاتا اور میرے مرغ میرے دام مین رہتا مین اپنی منزلین جان کی جانتا وقت خواب بیہوشی و امتحان کے یعنی خواب شب نے مجکو کہاں کو پہونچایا مگر مین کیا کرون کہ میرے اختیار مین کچھ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲؎ جو نہ طاقت آخر شعر جو مجکو حل مشکل مین طاقت نہین ہے اے عجب کہ یہ نخوتین کیون مجکو ہین مین نے خود دیدہ کو نادیدہ کیا اور پھر زنبیل دعا کو اٹھایا اے کریم الف کے مانند کچھ نہین رکھتا ہون سوا دل کے کہ تنگ ہے مانند چشم میم کے یہ الف و میم میرا ام ہے میم ام تنگ اور الف نر گدا ہے الف کچھ نہین رکھتا ہے یہ غافلی ہے میم دل تنگ اور اسدم عاقلی ہے بیہوشی کے وقت مین ہیچا پیچ ہون یعنی الف قامت و میم دل کہ اللہ و محمد ہے بس وہ میرے دام مین کہ پرورش میری کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

۳؎ اور مت رکھ آخر شعر اور ہیچ ایسے ہیچ پر مت رکھ اور اہل ہیچ پر نام دولت مت رکھ مین کچھ نہین رکھون مجھے بہتر گر اور جو رکھون وہ ہے سو لیکن ہیچ ہے اگر نہین رکھون مجھے رکھنے والا کریم کو دیکھا ہے کہ مین آب دیدہ مین ننگا ہون کہ جو مین نہ میرے در پر دیدہ بنا ہون بے دیدہ کو آب دیدہ سے نبات و سبزہ اس چراگاہ سے دی اگر آب رہوے تو آب عین دی ترجمہ مثل آنکھین بی ہے طالبین کی بہت رونے والین آب آب دیدہ بنا بخشش حق سے باوجود اس جاہ و اقبال کے یعنی مجھ بندہ مردہ دل کو گریہ سے اس دنیا مین سر سبز کر گریہ سے مقصد ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خو ندارم ہیچ پہ سازد مرا   نہ چون نخود ہم وارم ست این صد عنا
ور ندارم ہم تو دارائیم کن   رنج دیدم رحمت افزائیم کن
ہم در آب دیدہ عریان بستم   بر در تو چونکہ دیدہ نیستم
زآب دیدہ بندہ بے دیدہ را   سبزہ بخش و ہم نباتے زین چرا
ور نماند آب آبم دہ ز عین   ہمچو عینین نبی ہطالتین
او چو آب دیدہ جست از جود حق   با چنان اجلال و اقبال سبق
چون نباشم ز اشک خون باریک ریس   من تہی دست و قضا و کاسہ لیس
چون چنان چشم اشک را مفتون بود   اشک من باید کہ صد جیحون بود
قطرۂ زان زین دو صد جیحون بہ است   کہ بدان یک قطرہ جن و انس رست
چونکہ باران جست آن روضہ بہشت   چون بجوید آب شورہ خاک زشت
ای اخی دست از اجابت تو مدار   با اجابت بارداد یت چہ کار
نان کہ سد و مانع این آب بود   دست از نان می‌بباید شست زود
خویش را موزون و چست و سختہ کن   ز آب دیدہ نان خود را پختہ کن
اندرین بود او کہ الہام آمدش   کشف شد این مشکلات از ایزدش

کچھ نہ رکھوں میں کرے بہتر مجھے   جو رکھوں میں وہم سے سو رنج ہے
گر نہ رکھوں رکھنے والا کر مجھے   رنج دیکھا رحمت افزا کر مجھے
آب دیدہ میں ہوں میں ننگا کھڑا   در پہ تیرے جو نہ میں دیدہ بنا
بندہ بے دیدہ کو آب دیدہ سے   اس چراگہ سے نہایت سبزہ دے
گر نہ رہوے آب دے تو آب عین   مثل عینین نبی ہطالتین
اُس نے آب دیدہ ڈھونڈھا جو حق سے   حق کے با این جاہ اور اقبال کے
کیوں نہ کاتوں اشک سے باریک میں   ہوں قضا سے چننے والا بھیک میں
اشک کے آنکھ ایسی جو مفتون ہوا   اشک میرا مثل سو جیحون ہوا
قطرہ بہتر اُس کا سو جیحون سے ہے   پید اُس قطرہ سے انس و جن ہوے
جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضہ بہشت   کیوں ہے ڈھونڈھے آب شور خاک زشت
ای اخی کرنے دعا سے مت رکے   روا جابت سے تجھے کیا کام ہے
جو کہ روٹی مانع اس پانی کی ہے   ہاتھ اُس روٹی سے دھونا چاہئے
خود کو موزون اور سنجیدہ بنا   روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا
اسمیں تھا کہ آگیا الہام اُسے   کھل گئیں یہ مشکلیں اللہ سے

الہام آمدن فقیر و کشف شدن آن مشکل برد

الہام ہوتا اُس فقیر کو اور کھلجانا اُن مشکلوں کا اسکو

گفت گفتم بر کمان تیر بنہ   کے بگفتم من کہ اندر کش تو زہ
می نہ گفتم کاین کمان را سخت کش   در کمان نہ گفتمت نے بر کنش
از فضولی تو کمان افراشتی   صنعت قواسی تو بر داشتی
ترک این سختہ کمانے رو بگو   در کمان نہ تیر و پریدن مجو

بولا رکھنے تیر کو میں نے کہا [۵۲]   کب کمان میں کھینچنے کو ہے کہا
نے کہا میں نے کمان کو کھینچ تو   رہ کمان میں نے کمان کو اینچ تو
تو نے کی بالا فضولی سے کمان   اور کمانداری کی صنعت کی عیان
جان کمان کے کھینچنے کو چھوڑ تو   پھینک مت اور رکھ کمانیں گو

۵۱ کیوں نہ کاتوں الخ ۸ شعر میں اشک سے کیوں نہ کاتوں باریک کہ قضا سے چاہنے والا بھیک کا ہوں جو ایسی آنکھ اشک پر مفتون ہوا اشک میرے مثل جیحون سے کے ہو اس کا ایک قطرہ سو جیحون سے بہتر ہے پید اُس قطرہ سے انس و جن ہوئے جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضۂ بہشت کو کیوں ڈھونڈھے آب شور و خاک زشت اے اخی دعا کرنے سے سب دیکھے تجھے روا ہو جاتب سے کیا کام جو کہ روٹی اس پانی کی مانع ہے تو ہاتھ اُس روٹی سے دھونا چاہیئے خود کو موزون و سنجیدہ بنا اور روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا اس میں تھا اوالہام کیا کہ یہ مشکلیں اسکی اللہ سے ہو گئیں یعنی تو دعا کرے اور مت رکھے تجھے روا اجابت سے کیا کام ہے آگے قبولیت دعا کا بیان ہے فافہم ۱۲
۵۲ بولا رکھنے الخ ۵ شعر کہا میں نے تیر کے رکھنے کو کہا ہے میں نے نہیں کہا کب کمان میں کھینچنے کو کہا ہے میں نے نہیں کہا کہ تو کون ہے میں نے نہیں کہا کہ تو کمان کو کھینچ بلکہ کمانیں رکھ اور مت اینچ کمان کو تو نے فضولی سے کمان کو بلند کیا اور کمانداری کی صنعت کو کمان کیا جانے کہ تو کمان کے کھینچنے کو چھوڑ اور مت پھینک اور کمان میں نیزہ کو رکھ جس جا پر تیر گرے گنج طلب اور چھوڑ زور کو عجز سے ڈھونڈھ آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

چون بقصد تیر آنجا می طلب
زور بگذار و بزاری خود سبب
کر طلب وہ تیر جس جا پر گرے
چھوڑ زور اور ڈھونڈھ زاری کو عجز سے

آنچہ حق ست اقرب از حبل الورید
تو فگندی تیر فکرت را بعید
جیسے حق اقرب ہے با حبل الورید
تو نے پھینکا تیر فکر اپنا بعید

اے کمان و تیرہا بر ساختہ
صید نزدیک تو دور انداختہ
اے کمان سے تیر تو نے کھینچکر
دور پھینکا صید ہے نزدیک تر

ہر کہ او دوراست دور از روی او
کاز ماید قوت بازوے او
دور جو ہے دور اپنی رو سے ہی
آزمایا قوت بازو سے ہے

ہر کہ دور انداز تر او دور تر
در چنین گنج ست او مہجور تر
دور تر جو ڈالے وہ ہی دور تر
وہ ہے ایسے گنج سے مہجور تر

فلسفی خود را از اندیشہ بکشت
گو بدو کو را سوی گنج ست پشت
فلسفی نے مارا خود کو فکر سے
کہدو اس کی گنج کی سو پشت ہے

گو بدو چندانکہ افزون میدود
از مراد دل جدا تر می شود
کہدو اُس سے جسقدر دوڑے ہی تو
دور تر مقصد دل سے ہووے تو

جاہدوا فینا بگفت آن شہریار
جاہدوا عنا بگفت ای بیقرار
جاہدوا فینا کہا اُس شاہ نے
جاہدوا عنا کہا نے اُس نے ہی

ہمچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت
بر فراز قلۂ آن کوہ رفت
جیسے کنعان شرم نوحی سے گیا
چوٹی پر اس کوہ کی جو تھا بڑا

ہر چہ افزون تر ہمی جست او خلاص
سوی کہ می شد جدا تر از مناص
جو رہائی ڈھونڈھی اُسنے بس سوا
سوے کہ آیا خلاصی سے جدا

ہمچو این درویش بہر گنج و کان
ہر صباحی سخت تر جستی کمان
جیسے یہ درویش بہر گنج و کان
ڈھونڈھتا تھا ہر سحر سخت اک کمان

ہر کمانے کو گرفتی سخت تر
بودی از گنج نشان بدبخت تر
جو کمان لیتا تھا وہ بس سخت تر
ہوتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر

یعنی کمان سخت تر ۱۲ — اے ازان گنج ۱۲ — یعنی بہت مضبوط کمان ۱۲ — یعنی وہ گنج اسے نہ ملتا تھا ۱۲

این مثل اندر زمانہ جانی ست
جان نادانان برنج ارزانی است
یہ زمانہ مین مثل مشہور ہے
جان نادانوں کی ارزان رنج سے

زانکہ نادان ننگ دارد ز اوستاد
لاجرم رفت و دُکان نو کشاد
کیونکہ نادان رکھے رنج اُستاد سے
کھولے جا دکان نو کو اس لئے

آن دُکان بالای اُستادان کار
گندہ و پر کژدم ست و پر زمار
وہ دکان ہووے بغیر اُستاد کے
پُر نجاست اور بچھو سانپ سے

زود ویران کن دُکان باز گرد
سوی سبزہ گلستان و آبخورد
جلد ویران کر دکان اور لوٹ تو
جانب سبزہ و گلستان آب جو

نے چو کنعان کو ز کبر و ناشناخت
از کہ عاصم سفینہ فوز ساخت
نے جو کنعان کہ ز راہ ناشنا
کشتی امن اُس نے کہ عاصم کیا

سلہ جیسے حق الخ ۵ شعر جیسے حق قریب تر رگ گردن سے ہی اور تو نے اپنا تیر پھینکا دور یعنی خدا تیرے نزدیک ہے اور تو خدا کو آسمان پر ڈھونڈھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے تو نے کمان سے تیر کھینچکر دور پھینکا اور صید نزدیک تر ہے اور جو اپنے روسے دور ہی اور قوت بازو سے آزماتا ہے جو دور تر ڈالے وہ دور تر ہے اور وہ ایسے گنج سے مہجور تر ہے فلسفی نے خود کو فکر سے مارا کہدو اسکی گنج کی طرف پشت ہے یعنی اہل عقل نے حق کو آسمان پر ڈھونڈھا اور اہل دل نے خود مین ڈھونڈھا وہ محروم ہوے اور یہ اصل آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کہدو الخ ۷ شعر کہ جسقدر تو دوڑتا ہے دل کے مقصد سے تو دور تر ترجمہ کوشش کرو خود مین اُس شاہ نے کہا کہ ترجمہ کوشش کرو ہم سے اُس نے نہین کہا ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے کنعان شرم نوح سے گیا اُس کوہ کی چوٹی پر جو بڑا تھا اُس نے سوا رہائی ڈھونڈھی طرف کوہ کے آیا خلاصی سے علیحدہ جیسے روشن یہ درویش واسطے گنج دکان کے ہر سحر ایک سخت کمان ڈھونڈھتا تھا جو وہ کمان سخت تر لیتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر ہوتا تھا یہ مثل مشہور ہے کہ جان نادانوں کی ارزان رنج سے ہے یعنی حق تعالیٰ نے خود مین کوشش کرنے کو کہا ہے نہ سوے حق کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ ۶ شعر کیونکہ نادان ننگ رکھتا ہے اُستاد سے اس واسطے دکان نو جاکر کھولتا ہے وہ دُکان بغیر اُستاد کے ہووے پر نجاست و بچھو سانپ سے جلد ویران کر اور لوٹ جانب گلستان کے و سبزہ آب جو کے نہین مانند کنعان کے اے از راہ ناآشنا کے اُس سے کہ عاصم کو کشتی امن کیا علم تیراندازی اسے پردہ تھا اور وہ مراد اس کی اس کے پاس تھی اسے بہت علم و ذکاوت و زیرکی غول کے مانند رہنے کے رہزن ہوگئی یعنی علم و ہنر دنیا کا رہزن ہے اور زہر واسطے سالک کے ہے کہ منزل مقصود سے دور کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

علم تیراندازیش آمد عجیب — وان مراد او بدہ حاضر بجیب
ای بسا علم و ذکاوات و فطن — گشتہ رہرو را چو غول و راہزن
بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند — تا نہ شر فیلسوفی می رسند
خویش را عریان کن از جملہ فضول — ترک خود کن تا کند رحمت نزول
زیرکی ضد شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار با گولی بساز
زیرکی شد دام برد و طمع گاز — تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز
زیرکان با صنعت قانع شدند — ابلہان از صنع در صانع شدند
زانکہ طفل خورد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ در کنار

علم تیراندازی پر وہ تھا اُسے — وہ مراد اسکی تھی پاس اُسکے وے
اے بہت علم و ذکاوت زیرکی — غول سان رہرو کے رہزن ہو گئی
سل۶ صاحب جنت ہیں ابلہ بیشتر — تا نہ پہونچے عقل کا کچھ انکو شر
کر تو دفع خود سے اب جملہ فضول — چھوڑ خود کو تا کرے رحمت نزول
زیرکی ضد شکست و عاجزی — زیرکی چھوڑ اور رہے تو ابلہی
زیرکی ہی دام بردو طمع و آز — کیا کرینگے زیرکی کو پاکباز
قانع صنعت پہ ہوے ہیں زیرکان — صنع سے صانع میں گئے ہیں ابلہان
کیونکہ ماں بچہ کی دن کو دست و پا — باندھتی گندھکے ہیں سمجھ ظاہرا

داستان آن سہ مسافر مسلمان و جہود و ترسا کہ بہ منزلے رفتند و لقمہ یافتند و ترسا و جہود سیر بودند و مسلمان صائم

داستان اُن تین مسافر مسلمان و جہود و ترسا کی کہ ایک مکان پر گئے اور کھانا پایا ترسا و جہود پیٹ بھرے تھے اور مسلمان روزہ دار

یک حکایت بشنو اینجا ای پسر — تا نہ گردی ممتحن اندر ہنر
آن جہود و مومن و ترسا مگر — ہمرہی کردند باہم در سفر
با دو گمرہ ہمرہ آمد مومنے — چون خرد با نفس و با آہرمنی
مرغزی و رازی افتند در سفر — ہمرہ و ہمسفرہ پیش ہم دگر
در قفس افتند زاغ و جغد و باز — جفت شد در حبس پاک و بے نماز

سل۷ اک حکایت سن تو اس جا ای پسر — تا نہ ہو تو ممتحن اندر ہنر
مومن و ترسا جہود بے بصر — تینوں ہمرہ بس ہوے اندر سفر
مومن آیا ساتھ دو کافر کو لے — نفس و شیطان جیسے ہمرہ عقل کے
مرغزی اور رازی وہ اندر سفر — ہمرہ و ہمنوش تھے باہم دگر
اک قفس میں آئے زاغ و جغد باز — پھنس گئے باہم تھے پاک اور بے نماز

سل۶ صاحب جنت ہیں الخ ۶ بیشتر ابلہ صاحب جنت ہیں تاکہ شر عقل کا ان کو کچھ نہ پہونچے اب جملہ فضول کو خود سے دفع کر اور خود کو چھوڑ تا رحمت نزول کرے زیرکی دام بردو طمع و حرص ہے زیرکی کو کیا کریگی پاکباز و زیر خاک قانع ہوئے ہیں صنعت پر اور ابلہ صنعت سے صانع میں گئے ہیں کیونکہ ماں بچہ کے دست و پا گندھک میں باندھتی ہے ظاہرا یعنی زیرکان دنیا صنعت پر قانع رہتے ہیں اور ابلہان کہ جنتی ہیں وہ صنعت سے صانع کو گئے ہیں اور منزل مقصود پر پہونچے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سل۷ داستان ہفتم صنعت سے صانع پہچاننے میں

سل۷ اک حکایت الخ ۵ شعر ایک حکایت سن تو اس جا پر جا کہ تا امتحان نینے والا تو نہ ہو اندر ہنر کے مومن و ترسا جہود ی تینوں ہمراہ سفر میں ہوکر مومن دو کافروں کو ہمراہ لیکر آیا جیسے نفس و شیطان ہمراہ عقل کے وہ سفر میں مرغزی و رازی کے ہمراہ و ہمنوش باہم دگر تھے آگے اس کی مثال ہے باز و جغد و زاغ ایک قفس میں پھنس گئے کہ باہم پاک و بے نماز تھے یعنی عقل ہمراہ نفس کے وہ شیطان کے باہم دنیا میں کہ سفر آخرت ہے شریک ہوئے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کرده منزل شب بیک موضع بهم ۔ مشرقی و مغربی قانع بهم
مانده در منزل زره خرد و بزرگ ۔ روزها با هم ز سرما و ز برف
چون گشاده شد ره و بگشاد بند ۔ بگسلند و هر یکے سوے روند
چون قفس را بشکند شاه خرد ۔ جمع مرغان هر یکے سوے پرد
برگشاده هر یکے پر شوق یاد ۔ در هوای جنس خود سوی معاد
برگشاده هر دمی با اشک و آه ۔ لیک پریدن ندارد روی و راه
چونکه ره واشد پرد مانند باد ۔ سوی آن کز باد او پر می گشاد
آن طرف کش بود اشک و سوز آه ۔ چونکه فرصت یافت آنسو کوفت راه
در تن خود بنگر این اجزای تن ۔ از کجا جمع آمدند اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی ۔ عرشی و فرشی و رومی و کشی
از امید عود هر یک بسته طرف ۔ اندرین منزل بهم از بیم برف
برف گوناگون جمود هر جماد ۔ در شتا و بعد آن خورشید داد
چون بتابد تف آن خورشید چشم ۔ کوه گردون گاه ریگ گاه یشم
در گداز آید جمادات گران ۔ چون گداز تن بوقت نقل جان
چون رسیدند این سه همره منزلے ۔ هدیه شان آورد حلوا مقبلے
برد حلوا پیش آن هر سه غریب ۔ محسنی از مطبخ انی قریب
نان گرم و صحن حلوای عسل ۔ برد آنکه در ثوابش بود امل

شبکو اک موضع مین ٹھہرے آن کے[٥١] ۔ مشرقی و مغربی باہم رہے
ٹھہرے منزل مین کسل سے راہ کے ۔ چند دن باہم رہے وہ برف سے
تاکہ ٹوٹے بند اور رستہ کھلے ۔ چھوٹے ہر اک اور اک جانب چلے
جس طرح شاہ خرد توڑے قفس ۔ جمع مرغان ہر طرف اُڑجائین بس
کھولے ہین ہر اک نے پر باشوق یاد ۔ خود ہوائے جنس مین سوئے معاد
کھولے ہر دم پر کو ہے با اشک و آہ ۔ پر نہ طاقت رکھے اُڑنیکی نہ راہ
جب کھلے رہ تو اُڑین مانند باد ۔ اسطرف کہ تولتے پر تھے بباد
اُس طرف کہ اُنکو تھا گریہ و آہ ۔ جو ملی فرصت تو لی اُس سمت راہ
دیکھ اپنے[٥٢] تن مین یہ اجزائے تن ۔ جمع کس جا سے ہوئے اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی ۔ عرشی و فرشی و رومی و کشی
ٹوٹنے کو مستعد ہر ایک ہے ۔ باہم اس منزل مین خوف برف سے
برف انواع جماد ہر ایک جسم ۔ فصل سردی بعد وہ شمس سے
جبکہ چمکے تیز وہ خورشید چشم ۔ کوہ ہووے گاہ ریگ اور گاہ یشم
آئے گلنے مین جمادات گران ۔ جیسے گلتا تن ہے وقت نقل جان
تینون[٥٣] ہمرہ پہونچے اک منزل پہ جب ۔ لایا حلوا تحفہ اک مرد نکو
لیگیا تینون کے پاس حلوا بھی ۔ مطبخ انی قریب سے سخی
گرم روٹی اور حلوا شہد کا ۔ لے گیا بہر ثواب اک باخدا

٥١ شب کو الخ ٨ شعر شب کو ایک موضع مین آنکے ٹھہرے اور مشرقی و مغربی باہم رہے منزل مین کسل راہ سے ٹھہرے اور چند روز وہ باہم برف سے رہے تاکہ بند ٹوٹے اور رہ کھلے اور ایک چھوٹے ایک جانب کو جاوے آگے حقائق ہین جس طرح شاہ خرد قفس توڑے اور جمع مرغان ہر طرف اُڑجائیں ہر ایک پر تولتاہے شوق و یاد سے خود ہواے جنس سے طرف معاد کے ہر دم پر تولتاہے با اشک و آہ ولیکن طاقت اُڑنے کی و راہ کی رکھتاہے جب راہ کھلے تو اُڑین وہ مانند باد کے جس طرف کہ انکو گریہ و آہ تھا جو فرصت ملے تو اس سمت راہ لی یعنی جیسے مرغ قفس کے ٹوٹنے سے ہر طرف اُڑجاتے ہین ویسے ہی روح قفس کے کالبد ٹوٹنے سے جانب معاد کے جاتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ١٢ ٥٢ دیکھ اپنے تن مین الخ ٦ شعر دیکھ اپنے تن مین کہ یہ اجزاے تن کس جا سے جمع ہوئے ہین آبی و خاکی و بادی و آتشی عرشی و فرشی و رومی و کشی ہر ایک لوٹنے کو مستعد ہے باہم اس منزل مین خوف برف سے برف انواع جماد کا ایک جسم ہے فصل سردی مین دوری شمس سے جبکہ وہ خورشید تیز چمکے کوہ کبھی ریگ و کبھی یشم ہووے گلنے مین آئے جمادات گران بھی تن گلتاہے وقت نقل جان کے یعنی طلوع شمس اجل سے برف جماد ہر وجود کا کہ سردی دنیا مین جماہے پگھل جاوے اور ہر ایک اشیا اپنی اپنی اصل کو جاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ١٢ ٥٣ تینون الخ ٧ شعر جو تینون ہمراہ ایک منزل پر پہونچے ایک مرد نیک حلوا تحفہ مین لایا تینون کے پاس حلوا لیگیا مطبخ انی قریب سے سخی روٹی گرم اور حلوا شہد کا ایک باخدا واسطے ثواب کے لیگیا ترجمہ علم و ادب واسطے اہل سفر کے ہے ترجمہ ضیافت مہمانداری خدا نے امانت رکھی واسطے اہل قریہ کے ترجمہ ہر روز گانون مین ایک نیا مہمان ہے کہ انکے واسطے ایک سوائے خدا کے کوئی فریادرس نہ تھا ترجمہ ہر رات گانون مین مہمان نیا ہے اونہین کے پہونچنے والون مین سے سواے خدا بزرگ کے یعنی اہل اللہ کو نعمت علم و ادب ہے اور اہل دنیا کو نعمت طعام ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ١٢

الکیاستہ والادب لاہل المدر * الضیافۃ والقری لاہل الوبر
الضیافۃ للغریب والقری * اودع الرحمٰن فی اہل القری
کل یوم فی القری ضیف حدیث * مالہ غیر آلہ من مغیث
کل لیل فی القری وفد جدید * مالہم ثم سوے اللہ المجید

تخمہ بودند آن دو بیگانہ زخور * بود صائم روز آن مومن مگر
چون نماز شام آن حلوا رسید * بود من ماندہ در جوع شدید
آن دو کس گفتند ما از خور پریم * امشبش بنہیم و فردا می خوریم
صبر گیریم از خورش امشب تن زنیم * بہر فردا لوت را پنہان کنیم
گفت مومن امشب این خوردہ شود * صبر را بنہیم تا فردا بود
پس بدو گفتند زین حکمت گری * قصد تو آن ست تا تنہا خوری
گفت ای یاران نہ کہ ما سہ تنیم * چون خلاف افتاد ما قسمت کنیم
ہر کہ خواہد قسم خود بر جان زند * وانکہ خواہد قسم خود پنہان کند
آن دو گفتندش ز قسمت در گذر * گوش کن قسام فی النار از خبر
گفت قسام او بود کو خویش را * گرد قسمت بر ہوا نے بر خدا
ملک حق و جملہ قسم او ستی * قسم دیگر را دہی دو گوستی
این اسد غالب شدی ہم بر سگان * گر نبودی نوبت آن بدرگان
این اسد غالب شدی ہم بر ثغور * گر نبودی نوبت آن گاؤ زور

الکیاستہ والادب لاہل المدر
علم ادب واسطے اہل شہر کے ہے ۱۲
الضیافۃ والقری لاہل الوبر
ضیافت و مہمانداری واسطے اہل قریہ کی ہے ۱۲
الضیافۃ للغریب والقری
ضیافت مہمانداری کرنا مسافر کی اندر دیہات میں بہتر ہوئے
اودع الرحمٰن فی اہل القری
امانت رکھی ہے خدائے تعالیٰ واسطے اہل قریہ کے
کل یوم فی القری ضیف حدیث
ہر روز گانون مین ایک مہمان نیا ہے ۱۲
مالہ غیر آلہ من مغیث
کہ نہین ہے واسطے اُس کے سوا خدا کے کوئی فریادرس
کل لیل فی القری وفد جدید
ہر رات گانون مین ایک مہمان نیا ہے ۱۲
مالہم ثم سوے اللہ المجید
کہ نہین ہے اُن واسطے سوا اللہ بزرگ کے ۱۲

دہ[1] جہود و گبر بس پُر ہضم تھے * اور مومن روزہ دار اک تھا رے
جو نماز شام کو حلوا ملا * بھوک سے مومن تھا بس عاجز سوا
بولے وہ تو پیٹ اپنا ہے بھرا * کھائین گے کل آج شب رکھین چھپا
ہم کرین صبر آج شب کو چپ رہین * واسطے کل کے چھپا اس کو رکھین
بولا مومن آج شب کھائین اسے * اور رکھین پس صبر کل کیواسطے
بولے[2] اُس کو کہ ہین تیری حکمتین * قصد ہے تجکو کہ تنہا کھاؤن ہین
بولا اے یارو نہین ہم تین ہین * جو مخالف ہے اسے ہم بانٹ لین
جو کہ چاہے حصہ اپنا جان کو دے * جو کہ چاہے حصہ پوشیدہ رکھے
بولے دونون اُس سے مت تقسیم کر * اور سُن قسام فی النار از خبر
بولا وہ قسام ہے کہ آپ کو * بس ہوا پے بانٹے اور نے حق پہ دو
ملک حق اور قسم اُس کی ہے سبھی * غیر کو دے قسم ہے اہل دوئی
ہوتا کتون پر یہ غالب شیر نر * اُن بدون کا ہوتا غلبہ نے اگر
ہوتا غالب بیل پر یہ شیر نر * ہوتا اُن بیلون کا غلبہ نے اگر

[1] وہ جہود الخ ۵ شعر وہ جہود و گبر بدہضم تھے اور مومن روزہ دار تھا جو نماز شام کو حلوا ملا بھوک سے مومن عاجز تھا دونون نے کہا کہ اپنا پیٹ بھرا ہے کل کھائین گے آج شب چھپا رکھین، ہم صبر کرین آج شب کو چپ رہین اور واسطے کل کے اس کو چھپا رکھین مومن نے کہا کہ آج شب کو اسے کھائین اور کل کے واسطے صبر کو رکھین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
[2] بولے اس کو الخ ۸ شعر اُس کو کہا کہ تیری حکمتین ہین تجھ کو قصد ہے کہ مین تنہا کھاؤن کہا اے یار نہین ہم تین ہین جو مخالف ہے اسے بانٹ لین جو چاہے اپنا حصہ جان کو دے اور جو چاہے اپنا حصہ پوشیدہ رکھے اُس سے دونون نے کہا تقسیم مت کر اور سُن قسام فی النار خبر ہے کہ بانٹنے والا دوزخ مین ہے کہا وہ قسام ہے کہ آپ کو خواہش پر بانٹے اور خدا کے واسطے نہین بلکہ حق اُس کی سب قسم ہے غیر کو دے قسم اہل دوئی سے شیر نر کتون پر غالب ہوتا اُن بدون کا اگر غلبہ نہ ہوتا یہ شیر نر غالب ہوتا بیل پر اُن بیلون کا اگر غلبہ نہ ہوتا یعنی وہ قاسم اہل دوزخ سے ہے کہ جو خود از راہ خواہش کے بانٹے اور خدا کے واسطے نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قصدشان آن کان سلمان غم خورد
شب برد در بینوائی بگذرد

بود مغلوب او بہ تسلیم و رضا
گفت سمعاً طاعةً اصحابنا

پس بخفتند آن شب و برخاستند
بامدادان خویش را آراستند

روی شستند و دہان ہر یکے
داشت اندر ورد در راہ و مسلکی

یک زمانے ہر یکی آورد روی
سوی وردِ خویش از حق فضل جوی

مومن و ترسا جہود و گبر و مغ
جملہ را رو سوی آن سلطان الغ

مومن و ترسا جہود و نیک و بد
جملگان را ہست رو سوی احد

بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب را
ہست واگشت نہانی با خدا

این سخن پایان ندارد ہر سہ یار
رو بہم کردند آن دم یار وار

آن یکی گفتا کہ ہر یک خواب خویش
آنچہ دید او دوش گوتش آور پیش

ہر کہ خوابش بہ بود حلوا خورد
قسم ہر مفضول را فاضل برد

آنکہ اندر عقل بالاتر رود
خوردنِ او خوردن جملہ بود

فائق آید جان را انوار او
باقیان را بس بود تیمار او

عاقلان را چون بقا آمد ابد
پس بمعنی این جہان باقی بود

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بود
تا کجا شب روح او گردیدہ بود

گفت در رہ موسیم آمد بہ پیش
گربہ بیند دنبہ اندر خواب خویش

در پے موسی شدم تا کوہ طور
ہر سہ ما گشتیم ناپیدا ز نور

قصد اُنکا تھا کہ مسلم کھائے غم
اُسپہ شب فاقہ مین گذری پر تم

تھا یہ تسلیم و رضا مغلوب وہ
بولا مانا اور سُنا جو تم کہو

پس وہ سوئے رات کو اور اُٹھے
صبح کو آراستہ وہ خود ہوئے

دھویا اپنا ہاتھ مُنھ ہر ایک نے
ورد اپنے دین کے پڑھنے لگے

دیر تک وردون کے متوجہ رہے
اور حق سے چاہنے والے فضل کے

مومن[2] و ترسا جہود و مغ بچے
سب کا مُنھ ہے جانب اُس سلطان کے

مومن و ترسا جہود و نیک و بد
اپنا سب رکھتے ہین مُنھ سوئے احد

بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب کا
تو بنا آخر ہے پنہان با خدا

بات یہ بے انتہا تینون ہی یار
تب ہوئے باہم مخاطب یار وار

ایک بولا اپنے ہر اک خواب کو
کل کی شب جو کچھ کہ دیکھا ہی کہو

کھائے حلوا خواب جسکی ہو سوا
لیوے فاضل حصہ ہر مفضول کا

عقل کے اندر جو کوئی ہو سوا
اُسکا کھانا کھانا ہو ہر ایک کا

جان[3] پر انوار اُس کی فوق ہے
باقیون کو اُسکی خدمت چاہئے

عاقلون کو جو بقا آئی مدام
پس بایںمعنی جہان باقی دوام

پس جہودی نے جو دیکھا شبکو تھا
روح کی گردش جہانتک تھی کہا

بولا موسیٰ راہ مین مجکو ملے
دیکھے بلّی خواب مین دنبہ کو ہے

پیچھے موسیٰ کے گیا تا کوہ طور
ہوگئے ہم تینون تن پنہان نور

[1] قصد اُن کا الخ ٥ شعر اُن کا ارادہ تھا کہ سلمان غم کھائے اور شب اُسپر فاقہ مین گذرے وہ مغلوب تسلیم و رضا سے تھے کہا کہ سنا و مانا جو تم کہو پس وہ رات کو سوئے اور پھر اُٹھے اور صبح کو وہ سب آراستہ ہوئے ہر ایک نے اپنا ہاتھ مُنھ دھویا اور اپنے دین کے درود پڑھنے لگے وردون کی طرف متوجہ رہے اور حق سے چاہنے فضل کے رہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [2] مومن الخ ٧ شعر مومن و ترسا و جہود و مغ بچے سب کا مُنھ اُس سلطان کی جانب ہے مومن و ترسا و جہود و نیک و بد سب اپنا منھ جانب احد رکھے ہین بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب کا لوٹنا آخر ہے پوشیدہ جانب ضد کے یہ بات بے انتہا ہے وہ تینون باہم مخاطب ہوئے یار کی مانند ایک نے کہا کہ ہر ایک اپنے خواب کو جو کل کی شب دیکھا ہے کہو وہ حلوا کھائے جس کا خواب سوا ہو اور حصہ فاضل ہوئے ہر مفضول کا جو کوئی عقل کے اندر سوا ہو اس کا کھانا ہر ایک کا کھانا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [3] جان پر انوار الخ ٦ شعر اس کی جان پر انوار فوق ہے باقیون کو اس کی خدمت کرنا چاہیئے آگے اس کے حقائق ہین جو عاقلون کو بقا آئی ہے مدام پس معنی مین یہ جہان باقی دوام پس جہود نے جو شب کو دیکھا تھا اور روح کی گردش جہانتک تھی کہا کہ مجھکو راہ مین موسیٰ علیہ السلام ملے کہ بلّی خواب مین دنبہ دیکھتی ہے مین پیچھے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور تک گیا اور ہم تینون تن نور مین پوشیدہ ہوگئے تینون سایہ خورشید سے محو ہوگئے اور بعد اس نور سے ایک دروازہ کھلا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

هر سه سایه محو خورشید زان آفتاب — بعد ازان زان نور یک شد فتح باب
نور دیگر در دل آن نور رست — پس ترقی جست آن ثانی درست
هم من و هم موسی و هم کوه طور — هر سه گم گشتیم از اشراق نور
بعد ازان دیدم که سه شاخ شد — چونکه نور حق درو نفاخ شد
وصف هیبت چون تجلی زد برو — می شکست از هم همی شد سو بسو
زان یکی شاخی که آمد سوی یم — گشت شیرین آب تلخ همچو سم
وان دگر شاخش فرو شد در زمین — چشمهٔ زاد و برون آمد معین
که شفای جملهٔ رنجوران شد آب — از همایونی وحی مستطاب
وان یکی شاخ دگر پرید زود — تا جوار کعبه که عرفات بود
باز ازان صعقه چو با خود آمدم — طور بر جا مه نه افزون و نه کم
لیک زیر پای موسی همچو یخ — می گدازید و نماندش شاخ و شخ
با زمین هموار شد که از تهیب — گشت بالایش ازان هیبت نشیب
باز با خود آمدم زان انتشار — باز دیدم طور و موسی برقرار
وان بیابان سربسر در ذیل کوه — بر خلائق شکل موسی باشکوه
چون عصا و خرقه او خرقه شان — جمله سوی طور خوش دامن کشان
جمله کفها در دعا افراخته — نعرهٔ ارنی بهم در ساخته
باز آن غشیان چو از من رفت زود — صورت هر یک دگرگونم نمود

ہر سہ سایہ محو خورشید ہوگیا — بعد ازان اُس نور سے اک در کھلا
نور اور اُس نور کے دل مین اُگا — پس بڑھا وہ اور وہ ثانی گھٹا
مین ہی موسیٰ اور مین ہی کوہ طور — ہو گئے گم تینون اندر شرق نور
دیکھا کہ پُرتن وہ شاخ آخر بنا — نور حق نفاخ جو اُس مین ہوا
وصف ہیبت نے تجلی اُسپہ کی — ٹوٹین آپس سے گئین ہر سو سبھی
شاخ آئی اُس کی اک دریا کی سو — کردیا بس شیرین آب تلخ کو
دوسری شاخ اک گئی اندر زمین — پیدا چشمہ سے ہوا آب معین
کہ مریضون کا ہوا شافی وہ آب — باعث الطاف وحی آفتاب
تیسری شاخ اک گئی اندر زمین — جانب عرفات کعبہ وہ گئی
ہوش اُس صعقہ سے جو آیا مجھے — طور کو ویسے ہی دیکھا جاپہ
لیک زیر پائے موسیٰ مثل یخ — گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ شخ
کوہ ہموارہ زمین ڈر سے ہوا — ہوئی بلندی پست ڈر سے ظاہرا
ہوش اُس وحشت سے پھر مجکو ہوا — طور اور موسیٰ کو دیکھا اپنی جا
دامن کہ مین بیابان ایک تھا پر — خلق سے ہمشکل موسیٰ اور در
انکا خرقہ اسکے جون خرقہ و عصا — طور کی سو خوش روان ہر ایک تھا
اور اُٹھائے سب نے تھے دست دعا — لب پہ ارنی کی تھی انکے بس صدا
پھر غشی وہ جلد مجھ سے جو گئی — صورت ہر اک کی مجھے اور ہی دکھی

۵۱ نور اور آگے شعر ایک اور یعنی اُس نور کے دل مین اُگا پس وہ بڑھا اور وہ ثانی گھٹا مین بھی اور موسیٰ عم بھی اور کوہ طور بھی ہم تینون گم ہوگئے شرق نور مین دیکھا کہ پھر کوہ طور آخر مین شاخ بنا نور حق نفاخ جو اس مین ہوا اور وصف ہیبت نے اُس پر تجلی کی آپس سے ٹوٹین اور سب ہر سو گئین ایک شاخ اس کی دریا کی طرف آئی کہ دریا کے آب تلخ کو شیرین کردیا دوسری شاخ زمین مین گئی چشمہ سے پیدا ہوا آب معین کہ وہ آب مریضون کو شافی ہوا باعث الطاف ذی مستطاب کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تیسری الخ ۶ شعر تیسری شاخ جانب عرفات جلدی سے اُڑی اور کعبہ گئی جو ہوش اس بیہوشی سے مجھے آیا طور کو ویسے ہی اپنی جائے پر دیکھا ولیکن زیر پائے موسیٰ یخ کے مانند گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ گے برابر زمین کے خوف سے ہوا اور بلندی پست ہوئی خوف سے ظاہر پھر بکر ہوش دہشت سے ہوا طور و موسیٰ کو اپنی جا پر دیکھا دامن کوہ مین ایک بیابان پُر تھا خلق سے ہمشکل موسیٰ کے ذرہ کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ انکا خرقہ الخ ۹ شعر اُن کا خرقہ مانند خرقہ و عصا موسیٰ عم کے طور کی جانب ہر ایک خوش روان تھا اور سب نے دست دعا اُٹھائے تھے اور انکے لب پہ صدا ارنی کی تھی پھر وہ غشی جو مجھ سے جلد گئی ہر ایک کی صورت مجھے اور ہی دکھی وہ سب انبیا تھے اہل دل کہ اُس وقت مین نے جانا تھا انبیا کا اتحاد پھر ملائک مین نے دیکھے کہ صورتین انکی تھین اجرام برف سے دوسرے ملائک مستعین دیکھے کہ صورتین اُن کی جملہ آتشین تھے وہ جہودی اس طور سے حال کہتا تھا پس اکثر جہودی ہین کہ انجام کو خوش گئے ہین آگے اسکے حقائق مین اب تو کسی کافر کو خوارت دیکھ و مسلمان مرے و نیک ہووے تو اسکے انجام سے کیا خبر رکھتا ہے کہ جو تو بالکل نفرت اُس سے کرتا ہے یعنی مولانا اس خواب کے پیرایہ مین سیر سلوک کاملین کی فرماتے ہین اور یہ بھی تعلیم کرتے ہین کہ بعضے کفار بھی بولایت دہبی اس طور سے کمال کو پہونچتے ہین آگے دوسرے ترسا کا خواب بیان ہے فافہم ۱۲

انبیا بودند ایشان اہل ود — اتحاد انبیا ام فہم شد
باز املاکی ہمی دیدم شگرف — صورت ایشان بُد ز اجرام برف
حلقۂ دیگر ملائک مستعین — صورت ایشان ہمہ بُد آتشین
زین نمط میگفت احوال آن جہود — بس جہودی کاخرش محمود بود
ہیچ کافر را بخواری منگرید — کہ مسلمان مُردنش باشد امید
چہ خبر داری ز ختم عمر او — تا بگردانی از و یکباره رو
بعد ازان ترسا در آمد در کلام — کہ مسیحم رو نمود اندر منام
من شدم با او بچارم آسمان — مرکز و مثوای خورشید جہان
خود عجب ہای قلاع آسمان — نسبتش نبود بہ آیات جہان
ہر کسے دانند ای فخر البنین — کہ فزون باشد فن چرخ از زمین

انبیا وہ سب تھے بس اہل ولا — مین نے جانا اتحاد انبیا
پھر ملائک مین نے دیکھے بس شگرف — صورتین انکی تھین با اجرام برف
دوسرے دیکھے ملائک مستعین — صورتین انکی تھین جملہ آتشین
وہ جہودی کہتا حال اس طور سے — ہین جہود اکثر کہ آخر خوش گئے
مت کسی کافر کو دیکھو اب خوار تو — کہ مرے مسلم وہ اور ہووے نکو
تو خبر کیا اُس کی آخر سے رکھے — جو کہ نفرت اُس سے بالکل تو کرے
بعدہٗ ترسا لگا کرنے کلام — کہ مسیح دیکھا مین اندر منام
چرخ چوتھے پر مین ساتھ اُنکے گیا — شمس عالم کا ہے مرکز اور جا
ہے عجب تحقیق قلعۂ آسمان — نسبت اُسکی کب ہو آیات جہان
جانتا ہے ہر کوئی اے مشفقا — کہ زمین سے چرخ کو فن ہین سوا

حکایت شتر و گاو و قچ کہ بندی گیاہ در راه یافتند

حکایت شتر و گاؤ و مینڈھے کی کہ راہ مین پولہ گھانس کا پایا

اشتر و گاو و قچی در پیش راه — یافتند اندر روش بندِ گیاه
گفت قچ بخش ار کنیم این را یقین — ہیچکس از ما نگردد سیر ازین
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر — این علف اورا ست اولی گو بخور
کہ اکابر را مقدم داشتن — آمده است از مصطفیٰ اندر سنن
گرچہ پیران را درین دوران لیام — در دو موضع پیش میدارند عام
یا در آن لوتی کہ آن سوزان بود — یا بر آن پُل کز خلل ویران بود
خدمت شیخی بزرگی قائدے — عام نادر بے قرینہ فاسدے

اونٹ و مینڈھے بیل کو رہ مین ملا — چلتے چلتے ایک پولا کاہ کا
بولا مینڈھا حصہ گر اس کا کرین — نے کوئی ہو سیر اک ہم مین سے
لیک ہم مین عمر ہو جس کی سوا — اُس کو ہے اس گھاس کا کھانا روا
کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین — مصطفیٰ سے آئی ہین یہ سنتین
گرچہ پیرون کو لیئم اس دور مین — دو جگہ مین آگے رکھتے عام مین
یا کہ اُس کھانے مین جو سوزان ہو — یا کہ اُس پل پر جو پر نقصان ہو
اور بزرگ و شیخ کی بس خدمتین — عام بے آفت کے آئے کب کرین

ف بعدہٗ ترسا الخ یہ شعر بعدہ ترسا کلام کرنے لگا کہ مجھ کو مسیح خواب مین دکھے مین اُن کے ساتھ چوتھے آسمان پر گیا کہ شمس عالم کا مرکز اور جا ہے عجب تحقیق قلعہ آسمان ہے اس کی نسبت کب نشانیان جہان کی ہون ہر کوئی جانتا ہے کہ زمین سے فن سوا ہین یعنی آسمان زمین سے بہتر ہے بلندی مین جیسے اشتر گاؤ و مینڈھے سے بڑا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف اونٹ الخ یعنی شعر اونٹ و مینڈھے و بیل کو ایک پولا کاہ کا چلتے چلتے راہ مین ملا مینڈھے نے کہا کہ اگر اسکا حصہ کرین تو ہم تینون مین ایک بھی سیر نہ ہووے ولیکن ہم مین سے جس کی عمر بڑی ہو اُس کو اس گھاس کا کھانا روا ہے کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین اور سنت مصطفیٰ سے آئی ہے آگے حقائق ہین اگرچہ لیئم بوڑھون کو اس دور مین دو جگہ آگے رکھتے ہین یا کہ اس کھانے مین کہ جو سوزان ہو یا کہ اُس پل پر جو پر نقصان ہو اور بزرگ و شیخ کی خدمتین عام بے آفت آئے کب کرین یعنی عام لوگ خدمت بزرگون کی ہنگام آفت آنے کے کرتے ہین آگے اس کی مثال مین قصہ صورت پرستون کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

مثل در بیان صورت پرستان و شر ایشان در لباس خیر

خیر شان اینست چہ بود شر شان — تیغ شانرا بازدان از فرشان
سوے جامع میشدی یک شہریار — خلق رامیزد نقیب و چوبدار
آن یکی راسر شکستے چوب زن — وان دگر را بردریدے پیرہن
درمیانہ بیدلی دہ چوب خورد — بیگناہے کہ برد از راہ گرد
خون چکان رو کرد باشاہ و بگفت — ظلم ظاہر بین چہ پرسی از نہفت
خیر تو اینست جامع میروی — تاچہ باشد شر دحضرت ای غوی
یک سلامی نشنود پیر از خسے — تانہ پیچد عاقبت از وے بسے
گرگ دریابد ولے را بہ بود — تاکہ دریابد مرا درا نفس بد
زانکہ گرگ ار چہ کہ بس استمگریست — لیکش آن فرہنگ و کید و مکر نیست
ورنہ کی اندر فتادی او بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام
مکر زان اوست کو دارد کرم — بشنود آواز گوید نشنوم

مثل بیان مین صورت پرستون کے اور شر اُنکا لباس خیر مین

اُنکا شر کیا کچھ ہو جو یہ خیر ہے — تیغ اُنکی جان ان کے حسن سے
جاتا اک مسجد کی سوتھا شہریار — مارتے تھے خلق کو بس چوبدار
ایک کا سر توڑا لکڑی مار کے — دوسرے کے پھاڑے کپڑے زور سے
کھائی اک بیدل نے آٹھ دس — بیگنہ تھا کہ ہٹو رستے سے بس
خون ٹپکتا شاہ سے جا کر کہا — ظلم ظاہر دیکھو مت پوچھے چھپا
جاے مسجد کو یہ تیری خیر ہے — شور و شر تیرے ہو کس طور سے
نے سنے اک پیر ناکس سے سلام — تانہ لپٹے آخر اُس سے بس تمام
گرگ گر پھاڑے ولی کو خوب ہی — نفس بد سے کہ وہ پھاڑے بس اُسے
گرچہ ہے گرگ ایک پر ظلم و جفا — لیک نے عقل اسکو اور مکر و دغا
ورنہ کب پھنستا وہ گرگ از راہ دام — مکر اندر آدمی کے ہے تمام
مکر ملک اُسکا کہ جو رکھے غنا — بس سنے آواز کہوے نے سنا

بازگشتن بحکایت شتر و گاؤ و قچ

گفت قچ با گاؤ و اشتر کای رفاق — چون چنین افتاد ما را اتفاق
ہر یکے تاریخ عمر املا کنید — پیر تر اولیست باقی تن زنید
گفت قچ مرج من آمد زان عہود — با قچ قربانی اسمٰعیل بود

لوٹنا طرف حکایت اونٹ و بیل و مینڈھے کے

بولا مینڈھا گاؤ و اشتر سے کہ یار — اتفاقاً پڑ گیا یہ مجھ پہ کار
عمر کی تاریخ ہر ایک تم کہو — ہے بڑا بہتر رہا باقی چپ رہو
بولا مینڈھا چرا اس عہد مین — ساتھ اسمٰعیل کے مینڈھے کے مین

۵۱ اُن کا شر آخر ۶ شعر اُن کا شر کیا کچھ ہو کہ جو یہ خیر ہے ان کی جان کی تیغ ان کے حسن سے ہے ایک شہریار مسجد کی سمت جاتا تھا اور مخلوق کو چوبدار مارتے تھے ایک کا سر لکڑی مار کر پھوڑا اور دوسرے کے کپڑے پھاڑے ایک بیدل نے دس ضربین کھائیں بیگناہ تھا کہ ہٹو رستہ سے خون ٹپکتا جا کر شاہ سے کہا کہ ظلم ظاہر دیکھ پوشیدہ مت پوچھ جاتا کہ مسجد کو ہے یہ تیری خیر ہے تا شور و شر تیرے کس طور کے ہون گے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ نے سنے آخر ۵ شعر ہر ایک ناکس سے سلام نہ سنے عیب تک اُس سے تمام آخر نہ لپٹے اگر ولی کو گرگ پھاڑے خوب ہے نفس بد سے کہ وہ اُسے پھاڑے اگرچہ گرگ ایک پر ظلم و جفا ہے ولیکن اس کو عقل و مکر و دغا نہین ہے ورنہ وہ گرگ کب پھنستا دام سے مکر آدمی سب ہے بالکل مکر اُس کا ملک ہے کہ جو غنا رکھے پس آواز سنے اور کہے کہ نہین سُنا یعنی نفس بد سے گرگ بہتر ہے کہ وہ اس کو پھاڑے کہ شر نفس کا اس گرگ سے بدتر ہے کہ مکر نفس کھلتا نہین ہے آگے اونٹ و بیل کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا مینڈھا آخر ۵ شعر مینڈھے نے گاؤ و شتر سے کہا کہ اے یار اتفاقاً مجھ پر یہ کام پڑ گیا تم ہر ایک کی عمر کی تاریخ بتاؤ کہ بڑا بہتر ہے باقی چپ رہو کہا مینڈھے نے کہ مین چرا اُس عہد مین اسمٰعیل کے مینڈھے کے ساتھ بیل نے کہا مین بوڑھا ہون کہ میری جوڑی آدم نے اس بیل سے کی کہ اس بیل کا جوڑی ہون کہ جو آدم عم نے ہل مین جوتا تھا زمین پر کھیتی کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گاو گفته بوده ام من سال خورد — جفت آن گاوم کش آدم جفت کرد
جفت آن گاوم که آدم جد خلق — در زراعت بر زمین میکرد فلق
می شنیدانه کاو قیح اشتر شگفت — سر فرود آورد و آن را برگرفت
بر هوا برداشت آن بند قصیل — اشتر بختی سبک بے قال و قیل
که مرا خود حاجت تاریخ نیست — کاینچنین جسمی و عالی گردنیست
خود همه کس داند ای جان پدر — که نباشم از شما من خورد تر
داند این را هر که ز اصحاب نهاست — که نهاد من فزون تر از شماست
جملگان دانند کاین چرخ بلند — هست صد چندانکه این خاک نژند
کو کشاده قلعه هائے آسمان — کو نهاد بقعه هائے خاکدان
پس مسلمان گفت کای یاران من — پیشم آمد مصطفےٰ سلطان من
سید سادات سلطان سبیل — معجز کونین و هادی سبیل

بیل بولا مین ہون بوڑھا کہ مری — جوڑی آدم نے کری اُس بیل کی
جوڑی ہون اُس بیل کا آدم نے جو — ہل مین جوتا تھا زمین پر کشت کو
اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا — سر جھکایا اپنا اور اُس کو لیا
اور اُٹھایا او نچا پولا گھانس کو — جلد تر اُس اونٹ نے بے گفتگو
کہ مجھے حاجت نہین تاریخ کی — کہ بڑا ہے جسم اور گردن مری
جانتے ہین سب مجھے خود اے پسر — کہ نہین ہون تم سے مین پس خورد تر
اُسکو جانے ہے جو ہو صاحب ذکا — کہ مرا ہے جسم تم سب سے بڑا
جانتے سب ہین کہ یہ چرخ علا — ہے کئی درجہ زمین سے بس بڑا
پس کہان قلعہ فلک کا بسط ہین — اور کہان فرش زمین کا خانہ تن
پس مسلمان بولا اے یار و مرے — پاس آئے مصطفےٰ خوشخو مرے
سید کونین سلطان زمان — معجز دارین و ہادی جہان

رجوع به تقریر ترسا و نوبت رسیدن بمسلمان

رجوع طرف تقریر ترسا کے اور نوبت پہونچنے مسلمان کی

پس مرا گفت آن یکی بر طور تاخت — با کلیم الله و نرد عشق باخت
وان دگر را عیسیٰ صاحب قران — برد بر اوج چهارم آسمان
خیز اے پس ماندهٔ دیده ضرر — باری این حلوای یخنی را بخور
آن هنرمندان پر فن راندند — نامهٔ اقبال و منصب خواندند
آن دو فاضل فضل خود دریافتند — با ملائک فضل خود را یافتند

بس کہا مجکو گیا اک طور پر — اس کلیم حق کے ہمرہ عشق کر
دوسرے کو وہ مسیح باحیا — آسمان چوتھے پے ہمرہ لیگیا
اُٹھ تو اے آفت رسیدہ دربلا — شوق سے اس یخنہ حلوی کو تو کھا
وہ ہنرمند اہل پرفن تو گئے — نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے
فضل اپنا دونون فاضل نے لیا — فضل کو ہمسر ملائک کے کیا

ف۱ اونٹ نے آلخ ۹ شعر اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا سر اپنا جھکایا اور اُس پولہ گھاس کو اونچا اٹھایا جلد اُس اونٹ نے بغیر گفتگو کے کہ مجکو حاجت تاریخ کی نہین کہ میرا جسم و گردن بڑی ہے مجھے خود سب جانتے ہین کہ تم سے نہین ہون خورد تر جو صاحب ذکا ہو وہ اس کو جانتا ہے کہ میرا جسم تم سے بڑا ہے آگے رجوع بقصہ حقائق خواب ترسا ہے یہ سب جانتے ہین کہ یہ آسمان کئی درجہ زمین سے بڑا ہے پس کہان قلعہ فلک کا بسط ہین اور کہان فرش زمین کا خانۂ تن پس مسلمان نے کہا کہ اے میرے پیارے پاس مصطفےٰ صلعم خوشخو آئے سید کونین سلطان زمان معجز دارین اور ہادی جہان آگے جواب مسلمان کا ہے فافہم ۱۲ ف۲ پس کہان آلخ ۳۳ شعر بس مجھ کو مصطفےٰ صلعم نے فرمایا کہ ایک طور پر گیا اُس کلیم حق کے ہمراہ عشق کر کے دوسرے کو وہ مسیح باحیا چوتھے آسمان پر ہمراہ لیگیا تو اے آفت رسیدہ دربلا شوق سے اُٹھ اور اس یخنہ حلوے کو کھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ وہ ہنرمند آلخ ۸ شعر وہ ہنرمند و اہل پرفن تھے گئے اور نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے دونون فاضل نے اپنا فضل لیا اور فضل کو ہمسر ملائک کیا ای احمق ساد تو پیچھے رہ اُٹھ اور حلوے کے اوپر جا پس اُس کو دونون نے کہا کہ اے احمق بھکرے ای عجب کیا حلوا تم نے کھایا ہے کہا کہ جو وہ سلطان فرمائین مین کیا ہون کہ تابع اس حکم کے نہ ہون حکم موسیٰ عم سے پھرے مگر بلا مین خوش و ناخوش کہتے ای ترسا تو مسیحا کے حکم سے سر کو پھیرے یہ بات خوب ہے یا زشت ہے مین کیسے فخر انبیاء سے پھر ون کہ حلوا مین نے اس دم کھایا مین خوش ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای سلیمم گول وا پس مانده هین — برجه و برکاسهٔ حلوا نشین
ای تو ساده احمق اب پیچھے رہا — اٹھ تو اور حلوے کے اوپر بیٹھ جا

پس بگفتندش که ای ابلهٔ خرس — ای عجب خوردی تو حلوای خبیص
پس کہا اُس کو ای احمق بھلکنے لگے — ای عجب کیا کھایا حلوا تو نے ہے

گفت چون فرمود آن شاه مطاع — من تو باشم تا کنم زان امتناع
بولا جو فرمائین وہ سلطان مجھے — مین ہون کیا تابع ہون انکے حکم کے

تو جهودی ز امر موسی سرکشی — گر بخواند ور ز خوشی یا ناخوشی
تو جہودی حکم موسی سے پھرے — گر بلائین خوش ہو یا ناخوش تجھے

تو مسیحی هیچ از امر مسیح — سر توانی تافت از خوب و قبیح
تو مسیحا کے اے ترسا حکم سے — سر کو پھیرے خوب ہو یا زشت ہے

من ز فخر انبیا چون سر کشم — خورده ام حلوا و این دم سرخوشم
کیسے فخر انبیا سے مین پھرون — کھایا حلوا مین نے اسدم خوش ہون

پس بگفتندش که والله خواب راست — تو بدیدی و به از صد خواب ماست
پس کہا واللہ سچا خواب ہے — تیرے بہتر سو ہمارا خواب ہے

خواب تو بیداریست ای بوبطر — که به بیداری عیانستش اثر
خواب و بیداری تری ہے ای بشر — کہ ہے بیداری مین اسکا پس اثر

خواب تو بیداریست ای خوش نهاد — که تو در خوابت رسیدی با مراد
خواب و بیداری تری ای خوش نهاد — کہ ملی ہے خواب مین تجھکو مراد

خواب تو بیداریست ای نیکخو — که از آن خوابت رسد امر کلوا
خواب و بیداری تری ہے ای نکو — کہ ملا اس خواب سے حکم کلوا

خواب تو بیداریست ای نیکمرد — که از آن خواب تو روزی ماست زرد
خواب بیداری ہے تیری نیکمرد — خواب سے تیرے ہمارا منھ ہو زرد

خواب تو بیداریست ای کم جان — که همان را ظاهر آدیدی عیان
خواب بیداری تری ای سرجان — کہ انھون کو دیکھا تو نے بس عیان

خواب تو مانند خواب انبیاست — که شد این خواب تو بی تعبیر راست
مثل خواب انبیا خواب اب تری — خواب بے تعبیر جو سچی ہوئی

درگذر از فضل و از جلدی و فن — کار خدمت دارد و خلق حسن
فضل سے تو چھوڑ دے لا او فن — کام رکھے خدمت اور خلق حسن

بهر این آورد ما یزدان برون — ما خلقت الانس الا یعبدون
اس لئے ہمکو خدا لایا برون — ما خلقت الانس الا لیعبدون
(نہین پیدا کیا جنے انسان کو مگر واسطے عبادت کے ۱۲)

سامری را آن هنر چه سود کرد — کان فن از باب اللهش مردود کرد
سامری کو اس ہنر سے کیا ملا — حق سے مردود اسکو اس فن نے کیا

چه کشید از کیمیا قارون ببین — که فرو بردش بقعر خود زمین
کیمیا سے کیا ملا قارون کو — کہ زمین نے اسکو نگلا جان لو

بوالحکم آخر چه بربست از هنر — سرنگون رفت او ز کفران در سقر
بوالحکم کو کیا ہنر سے بس ملا — سرنگون دوزخ مین کفران سے پڑا

خود هنر آن دان که دید آتش عیان — نه گپ دل علی النار الدخان
وہ ہنر ہے جو عیان دیکھے تو نار — نے دھوئین کو دلیل نار یار

ف۵۱ پس کہا آنخ ٦ شعر پس کہا واللہ خواب سچا ہے تیرا اے ہمارے خوب سے تیرا خواب بیداری ہے کہ بیداری مین مراد ملے ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ اس خواب سے حکم کلوا ملا ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تیرے خواب سے ہمارا منھ زرد ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تو نے اُن کو ظاہر دیکھا ہے یعنی جس خواب کا اثر بیداری مین مرتب ہو وہ خواب مثل خواب انبیا کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف۵۲ مثل خواب آنخ ٦ شعر اب تیرا خواب مثل انبیا کے ہے کہ خواب بے تعبیر کے سچا ہوا تو فضل سے بدلا اور فن چھوڑ کام رکھتی ہے خدمت و خلق حسن اس واسطے خدا باہر لایا ہے ترجمہ نہین پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے آگے اس کی مثال ہے اُس ہنر سے سامری کو کیا ملا کہ حق نے اس فن سے اس کو مردود کیا قارون کو کیمیا سے کیا ملا کہ سرنگون دوزخ سقر مین گیا یعنی ہنر و بدلا نے سے خدمت کرنا بہتر ہے کہ موجب نجات و گمراہی کا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۵۳ وہ ہنر آنخ ٦ شعر ہنر وہ ہے کہ جو نار کو عیان دیکھے نہ دھوئین کو دلیل نار کا لائے دانا کے آگے تیری دلیل کند ہو جو مقابل طبیبون کے دلیل ہو جو تیری دلیل اسکے سوا نہین قارورہ مین دیکھ مت نار و دیکھ تیری دلیل دلیل اس عصا کی مانند ہے کہ اندھے کے ہاتھ مین عیبون پر دلیل ہو اب میری دلیل ہے مانند فکر کے کہ میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل ہے کر و فر شہرت مشہور کو مین نہ دیکھون مجھے معذور رکھو یعنی وہ ہنر ہے کہ عیان دیکھے نہ دلیل سے معلوم کرے پس دلیل سے عیان بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال مین قصۂ دلقک کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

ای دلیلت گند تر نزد لبیب	در حقیقت از دلیل آن طبیب	پیش دانا گندہ ہو تیری دلیل	جو مقابل ہو طبیبوں کو دلیل
چون دلیلت نیست جز این ای پسر	تر از میخا در گمیزے می نگر	جو دلیل اب تیری ہے اسکے سوا	دیکھ قارورہ میں مت کہ نا روا
ای دلیل تو مثال آن عصا	در کف دل علے عیب العمی	اس عصا کے مثل تیری ہے دلیل	ہاتھ میں اندھے کے علیبوں پے دلیل
ای دلیل ما چو مکر ماذلیل	بیشتی ما پیش دانایان قلیل	ہے دلیل اب میری جون فکر ذلیل	میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل
غلغل وطاق وطرنب و گیر و دار	گر نمی بینم مرا معذور دار	کر و فر اور شہرت مشہور کو	میں نہ دیکھوں رکھ مجھے معذور تو

منادی کردن سید ملک ترمذ کہ ہر کہ در سہ روز یا چہار روز بہ سمرقند رود چندین خلعت و زر دہم وشنیدن دلقک واز دہ تاختن بشہر ترمذ

منادی کرنا سید ملک ترمذ کی کہ جو تین روز یا چار روز میں سمرقند کو جائے اس قدر خلعت اور زر دوں میں اور سننا دلقک کا اور دوڑ کر آنا شہر کو گانوں سے

سید ترمذ کہ آنجا شاہ بود	مسخرہ او دلقک دلخواہ بود	[1] سید ترمذ کہ واں کا شاہ تھا	مسخرہ دلقک تھا اک اُس شاہ کا
داشت کاری در سمرقند او مہم	جست الاغی تا شود او مستتم	تھا سمرقند اندر اسکو ایک کام	ڈھونڈھا قاصد کو کہ تا وہ ہو تمام
زد منادی کانکہ او در پنج روز	آرد م پیغام خوب با فروز	کی منادی پانچ دن کے درمیاں	جو جواب اُسکا کوئی لاوے یہاں
بخشم او را از زر گنج بے شمار	تا شود میر و عزیز اندر دیار	اسکو دوں میں زر و گنج بیشمار	تا وہ ہو میر و عزیز اندر دیار
دلقک اندر دہ بد و چون آن شنید	بر نشست و تا بہ ترمذ می دوید	گانوں میں دلقک تھا جو اُسنے سنا	ہو سوار اسدم وہ ترمذ کو چلا
مرکبی در راندن او شد سقط	از دوانیدن فرس را زان نمط	گھوڑے دس اس دوڑ میں اسکے مرے	تیز دوڑائے جو گھوڑے اس لئے
پس بدیوان در دوید از گرد راہ	وقت ناہنگام رہ جست او بشاہ	[2] دوڑ تا دیوان میں آیا راہ سے	اور گیا بے وقت آگے شاہ کے
فجفجی در جملہ دیوان در فتاد	شورشی در وہم آن سلطان فتاد	شور سب دیوان میں اُس کا پڑا	وہم میں شہ کے پڑا اک تہلکہ
خاص و عام شہر را دل شد ز دست	تا چہ تشویش و بلا حادث شدست	خاص و عام اس شہر کا دل اُڑ گیا	کہ ہوئی کیا پیدا آفت اور بلا

[1] سید ترمذ آلخ ۶ شعر سید ترمذ وہاں کا بادشاہ تھا اور دلقک اس شاہ کا مسخرہ تھا اسکو سمرقند میں ایک کام تھا قاصد کو ڈھونڈھا کہ وہ تمام ہووے منادی کی کہ پانچ دن میں جو کوئی اس کا جواب یہاں لاوے اُس کو گنج بے شمار دوں تاکہ وہ امیر و عزیز اس ملک کا ہو دلقک گانوں میں تھا جو اُسنے سُنا وہ سوار ہو کر ترمذ کو چلا گیا اس کے دس گھوڑے اس دوڑ میں مرے جو کہ گھوڑے تیز دوڑائے اس واسطے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دوڑ تا آلخ ۶ شعر راہ سے دوڑ تا دیوان خانہ میں آیا اور بے وقت آگے شاہ کے گیا اس کا شور دیوان خانہ میں اور شاہ کے وہم میں ایک تہلکہ پڑ گیا اس شہر کے خاص و عام کا دل اُڑ گیا کہ کیا آفت و بلا پیدا ہوئی یا کہ دشمن در پے آزار ہے یا کوئی مہلک بلا اُٹھی غیب سے ہے کہ دلقک نے بہت دوڑ اسے چند گھوڑے کشتہ کئے راہ میں در پے شاہ کے ایک مخلوق جمع ہوئی کہ دلقک ایسا جلد کیوں آیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا عدو قاہرے در قصد ماست — یا بلاے مہلکے از غیب خاست
کہ زدہ دلقک بسیران درشت — چند اسپے قیمتی در راہ کشت
جمع گشتہ بر سراے شاہ خلق — تا چرا آمد چنین اشتاب دلق
از شتاب او وجد و اجتہاد — غلغل و تشویش در ترمذ فتاد
آن یکی دو دست بر زانو زنان — وان دگر از وہم واویلا کنان
از نفیر و فتنہ و خوف و نکال — ہر دلی رفتہ بصد گونہ خیال
ہر یکے فالی ہمی زد از قیاس — تا چہ آتش اوفتاد اندر پلاس
راہ جست و راہ دادش شاہ زود — چون زمین بوسید گفتش ہین چہ بود
ہر کہ می پرسید حالی زان ترش — دست بر لب میزد او یعنی خمش
وہم می افزود زین فرہنگ او — جملہ در تشویش گشتہ دنگ او
کرد اشارت دلقک ای شاہ کرام — یک دمی بگذار تا من دم زنم
تا کہ باز آید بمن عقلم دمی — کہ فتادم در عجائب عالمے
بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن — تلخ گشتنش ہم گلو و ہم دہن
او ندیدہ بود دلقک را چنین — کہ ازو خوشتر نبودش ہمنشین
دائما دستان و لاغ افراشتی — شاہ را بس شاد و خندان داشتی
آنچنان خنداندش کردی درشت — کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست
کہ ز زور خندہ خوی کردی تنش — رو در افتادی ز خندہ کردنش
باز امروز این چنین زرد و ترش — دست بر لب میزند کای شہ خمش

یا کہ دشمن در پئے آزار ہے — یا اُٹھی مہلک بلا ہی غیب سے
کہ بہت دوڑا کے دلقک نے کئے — کشتہ گھوڑے چند اندر راہ کے
شاہ کے در پر ہوئی اک جمع خلق — کہ یہ ایسا جلد کیون آیا ہی دلق
سلہ۱ اُس کی گھبراہٹ و جلدی سے سوا — شور و غل ترمذ مین از بس ہو گیا
ایک تھا ہاتھون سے زانو پیٹتا — وہم سے واویلا کرتا دوسرا
شور و غل اور فتنہ آفات سے — سو طرح کے خیال ہر اک کو ہوے
مارتا ہر ایک فال از رہ قیاس — تا پڑی کیا آگ ہے اندر پلاس
راہ ڈھونڈھی اسکو شہ نے راہ دی — جو زمین چومی کہا کیا بات تھی
پوچھتا جو حال اُس سے وہ ترش — ہاتھ رکھتا لب پہ اور کہتا خمش
عقل اُس سے وہم کو کرتی سوا — دنگ ہو تشویش مین ہر اک پڑا
سلہ۲ شہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا — چھوڑ دم بھر تا کہ مین دم لون ذرا
ہے امید اب آئے پھر عقل فزون — کہ پڑا ہین اک عجب عالم مین ہون
بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا — بھی دہن اور بھی گلو کڑوا ہوا
اُسنے دیکھا ایسا دلقک کو نہ تھا — کہ ندیم اُس سا نہین تھا خوشنوا
کہ ظرافت داستان کہتا سدا — اور ہنساتا شہ کو رکھتا بامزا
سلہ۳ بیٹھے بیٹھے وہ ہنساتا بس اُسے — کہ پکڑتا پیٹ کو شہ ہاتھ سے
تن پسینے مین ہنسی سے ڈوبتا — مُنھ کے بل گرتا ہنسی کرتا جو تھا
پھر وہ ایسا آج ہے زرد و ترش — رکھتا لب پر ہاتھ کہ ای شہ خمش

سلہ۱ اس کی گھبراہٹ الخ ۷ شعر اُس کی گھبراہٹ اور جلدی سے شور و غل زمین مین از بس پڑ گیا ایک زانو ہاتھ سے پیٹتا تھا اور دوسرا وہم سے واویلا کرتا تھا شور و غل و فتنہ و آفات سے سو طرح کے خیال ہر ایک کو ہوئے ہر ایک فال کرتا تھا از راہ قیاس کے کہ کیا آگ پڑی ہی ان ٹاٹ کے راہ ڈھونڈھی اس کو شاہ نے راہ دی جو زمین چومی اور کہا کہ کیا بات تھی جو حال پوچھا اس سے وہ ترش لب پر ہاتھ رکھتا اور کہتا خاموش عقل اس بات سے وہم کو سوا کرتی ہے اور ہر ایک دنگ ہو کر تشویش مین پڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ شہ سے الخ ۵ شعر شاہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا دم بھر چھوڑ کہ تا مین دم لون امید ہے کہ اب پھر عقل فزون آئے کہ مین اک عجب عالم مین پڑا ہون بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا بھی دہن و گلو کڑوا ہوا اس نے ایسا دلقک کو نہ دیکھا تھا کہ اس سا ندیم خوش نہین تھا کہ سدا داستان ظرافت سے کہتا اور ہنساتا شاہ کو دیا مزا رکھتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ بیٹھے بیٹھے الخ ۸ شعر وہ اسے بیٹھے بیٹھے ہنساتا کہ شاہ پیٹ کو ہاتھ سے پکڑتا ہنسی سے بدن پسینے مین ڈوبتا منھ کے بل گرتا جو وہ ہنسی کرتا پھر وہ ایسا زرد و ترشرو آج ہے کہ لب پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے شاہ خاموش وہم اندر وہم و خیال ہے شاہ کو کیونکر ملال نہوا ہو شاہ کے دل کو ایک غم سے پرہیز تھا کیونکہ خرم شاہ از بس خونریز تھا سمرقند اس کا تخت گاہ اور ایک وزیر ہوشمند وہ اس شاہ کا تھا اور اس طرف کے شاہ اس نے مارے تھے یا دغا سے یا جنگ و یا زور سے شاہ ترمذ کو جو اس سے وہم تھا وہ وہم دلقک کی حرکت پڑھاتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وہم در وہم خیال اندر خیال | شاہ را تا خود چہ آید از نکال

کہ دل شہ با غم و پرہیز بود | زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود

جائے تخت او سمرقند گزین | بُد وزیرے داہی او ہمنشین

پس شہان آن طرف را کشتہ بود | یا بہ حیلت یا بہ سطوت آن عنود

دین شہ ترمذ ازو در وہم بود | وز فن دلقک ہمی وہمش فزود

گفت زوتر باز گو تا حال چیست | اینچنین آشوب تو از شر کیست

گفت من در دہ شنیدم آنکہ شاہ | زد منادی بر سر ہر شاہ راہ

کہ کسی خواہم کہ تازد در سہ روز | تا سمرقند او چو پیک با فروز

گنج ہا بدہم ورا اندر عوض | چون شنو حاصل ز پیغامش غرض

من شتابیدم بر تو بہر آن | تا بگویم من ندارم آن توان

اینچنین کاری نیاید خود ز من | تا ز این امید را بر من متن

گفت لعنت بر چنین تندیت باد | کہ دو صد تشویش در شہر افتاد

از برای این قدر ای خام ریش | آتش انگندی درین مرج و حشیش

ہمچو این خامان با طبل و علم | کہ الغ خانیم در فقر و عدم

لاف شیخی در جہان انداختہ | خویشتن را بایزیدی ساختہ

ہم ز خود واصل شدہ سالک شدہ | محفلی وا کردہ در دعوت کدہ

خانۂ داماد پُر آشوب و شر | قوم دختر را نبودہ زان خبر

ولولہ کہ کار نیمی راست شد | شرطہای کان ز سوی ماست شد

وہم اندر وہم خیال اندر خیال | شاہ کو کیونکر نہین ہووے ملال

شہ کو دل کے غم سے اک ہیز تھا | کیونکہ خرم شاہ بس خونریز تھا

جای تخت اُسکی سمرقند اور بہا | اک وزیر ہوشمند اُس شاہ کا

اُس طرف کے شاہ مارے اُسنے تھے | یا دغا سے یا کہ جنگ زور سے

شاہ ترمذ کو جو اُس سے وہم تھا | وہم وہ دلقک کی حرکت سے بڑھا

بولا[51] کہہ کیا یہ تیرا حال ہے | یہ پریشانی تری کس خوف سے

بولا موضع مین سُنا کہ شاہ نے | بس منادی کی ہی ہر اک جائے پے

کہ کوئی بس تین دن مین جا سکے | تا سمرقند اب مثال پیک کے

تا خزانہ دون اُسے اندر عوض | جو جواب اُسکے سے حاصل ہو غرض

پاس تیرے آیا ہون مین اس لیئے | تا کہون مجھ مین نہ طاقت اسکی ہی

اور نہ ایسا کام مجھ سے ہو سکے | بلکہ یہ امید مجھ سے مت رکھے

بولا[52] لعنت ایسی جلدی پر تری | تجھسے ... شہر مین ہیبت پڑی

تو نے اتنے کے لئے ای بے حیا | یہ لگائی آگ بھُس مین نفع کیا

ایسے ہی یہ خام ہین باکر و فر | کہ بڑے خان فقر مین ہم ہین مگر

دعوی شیخی کا جہان مین بس کیا | بایزید وقت اپنے کو گنا

آپ ہی سالک ہوا واصل ہوا | جاے دعوت مین کی محفل برملا

خانۂ[53] داماد مین تو شور و شر | اور نہین لڑکی کی یان پر کچھ خبر

شوق ہے کہ کام آدھا بنگیا | جو کہ شرطین ہمنے کی تھین ٹھہرا

[51] بولا الخ ۶ شعر کہا کہ تو جلد بتا کیا حال ہے یہ پریشانی تیری کس خوف سے ہے دلقک نے کہا مین نے گاؤن مین سُنا کہ شاہ نے منادی کی ہے ہر ایک جا پر کہ کوئی تین دن مین جا سکے سمرقند قاصد کے مانند تا خزانہ اسے دون کہ جو اسکے جواب سے عرض حال ہو مین تیرے پاس اسواسطے آیا ہون تا کہ کہون مجھ مین اس کی طاقت نہین ہے اور مجھ سے ایسے کام نہ ہو سکے بلکہ یہ اُمید مجھ سے مت رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [52] بولا لعنت الخ ۵ شعر کہا کہ ایسی جلدی پر تیری لعنت ہے کہ تجھ سے تمام شہر مین ہیبت پڑی تو نے اتنے کے واسطے اے بیحیا آگ بھُس مین لگائی نفع کیا ہے آگے اس کے حقائق ہین ایسے ہی یہ خام باکر و فر ہین کہ بڑے خان ہم فقر مین ہین دعوی شیخ ہونیکا جہان مین کیا اور بایزید وقت خود کو گنا آپ ہی سالک ہوا اور واصل ہوا اور دعوت کی جا مین محفل برپا کی یعنی ریاکاران فقر خود سالک و واصل بنکر دعوی شیخی کا کرتے ہین اور معنی مین ساتھ یار کے کچھ بھی معرفت نہین رکھتے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [53] خانۂ داماد الخ ۸ شعر داماد کے گھر مین تو شور و شر ہے اور لڑکی کے یہان پر کچھ خبر بھی نہین ہے شوق ہے کہ آدھا کام بن گیا جو کہ ہم نے شرطین کی تھین گھر کو جھاڑا اور آراستہ کیا اور اس ہوس سے مست ہو کر خوش خوش پھر اس طرف سے ایک پیغام بھی نہین آیا اور نہ ایک چڑیا اس بام سے یہان آئی اس بہت پیغام جانے سے وہان ہمنشی سے بھی کوئی جواب نہین آیا آگے حقائق ہین نہ یار اس سے ولیکن آگاہ ہے کیونکہ دل سے دل تک پوشیدہ راہ ہے جواب تجکو امید اس یار سے ہو کیونکہ راہ جواب خط سے خالی ظاہر و باطن سے اسکے مونشان ہین ولیکن بس کر اور پردہ فاش مت کر جبکہ تیرے دل مین یار کی الفت بھری ہے تو دل کو دل سے راہ ہے پھر تجھے یار سے کیون نہین خبر ہوپہنچتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

خانہا را رفتہ و آراستہ زین ہوس سرمست و خوش برخاستہ
زان طرف آمد یکے پیغام نے مرغے آمد اینطرف زان بام نے
زین رسالات مزید اندر مزید در مضاحک یک جوابے نارسید
نے ولیکن یار ما زین آگہ ست زانکہ از دل سوی دل پنہان رہ ست
پس ازان یاری کہ امید شماست از جواب نامہ رہ خالی چراست
صد نشان ست از سرار و از جہار لیک بس کن پردہ زین در بر مدار
باز رو تا قصۂ دلق جہول کہ بلا آورد بر خویش از فضول
پس وزیرش گفت ای حق راستن بشنو از بندہ کمینہ یک سخن
دلقک از دہ بہر کاری آمدست رای او گشت و پشیمان زان شدست
ز آب و روغن کہنہ را نو می کند او بمسخرگی برون شومی کند
غمد را بنمود و پنہان کرد تیغ باید افشردن مر او را بی دریغ
او میان بنمود و پنہان کرد کارد بی گمان او را ہمی باید فشارد
پستہ را یا جوز را تا نشکنی نہ نماید دل نہ بدہد روغنی
مشنو این دفع دہی و فرہنگ او در نگر در ارتعاش و رنگ او
گفت حق سیماہم فی وجہہم زانکہ غمازست سیما و منم
این معاین ہست ضد آن خبر کہ بشر بسرشتہ آمد این بشر
گفت دلقک با فغان و با خروش صاحبا در خون این مسکین مکوش
بس گمان و وہم آید در ضمیر کان نباشد حق و صادق ای امیر
ان بعض الظن اثم ست ای وزیر نیست استم راست خاصہ بر فقیر
تحقیق بعضے گمان گناہ ہے ۱۲

گھر کو جھاڑا اور کیا آراستہ اس ہوس سے مست خوش خوش ہو کھڑا
اس طرف سے آیا اک پیغام نے آئی اک چڑیا نہ یاں اس بام سے
اس بہت پیغام جانے سے وہاں نے ہنسی سے بھی کوئی آیا جواب
نے ولیکن اس سے یار آگاہ ہے کیونکہ دل تک دل سے پنہاں راہ ہے
تجھکو جو امید ہے اس یار سے کیوں جواب خط سے خالی راہ ہے
ظاہر و باطن سے اسکے سو نشان لیک بس کر اور نہ کر پردہ عیاں
پھر[1] بیان کر قصۂ دلق جہول کہ بلا لایا ہے خود پر وہ فضول
پھر وزیر اس شہ کا بولا ای شہا بندۂ احقر سے سن اک ماجرا
گاؤں سے دلق آیا ہے اس کام کو رائے جو بدلی پشیمان اس سے ہے
آب و روغن کہنہ کو بس نو کرے اور تمسخر سے بچاتا خود کو ہے
تیغ پنہاں کی بناتا نیام ہے اس کو بیشک دابنا اب چاہیئے
کی چھری پنہاں نیام اسنے عیاں چاہیئے اس کو دبانا بے گمان
توڑے[2] جبتک نے تو پستہ جوز کو نے بنائے مغز نے روغن دیدو
مت سن اسکی دفع اور فرہنگ کو دیکھ لرزہ کو اور اسکے رنگ کو
بولا حق سیماہم فی وجہہم ناصیہ غماز ہے اے منتظم
پیشانیاں انکی انکے منہ پر ۱۲
دیکھنا ظاہر میں ہے ضد خبر کہ بنایا سات شر کے ہی بشر
کہکے بس واویلا دلقک نے کہا میرے خون میں کر نہ کوشش صاحبا
دل میں آتا ہے بہت وہم و گمان کہ نہ وہ سچ ہووے ای میر زمان
ان[3] بعض الظن اثم ہے ای وزیر نے ستم کرنا ہے بہتر با فقیر

[1] پھر بیان کر الخ ۶ شعر پھر بیان کر قصہ دلقک کا وہ فضول پر بلا لایا ہو پس وزیر نے اس شاہ سے کہا کہ ای شاہ بندۂ احقر سے سن ایک ماجرا کہ دلقک گاؤں سے کام کو آیا ہے رائے جو بدلی اس سے پشیمان ہو کر آب و روغن کہنہ کو نو کرتا ہی اور تمسخر سے خود کو بچاتا ہے تیغ پوشیدہ کی اور نیام بنایا ہی اسکو بیشک دابنا چاہیئے چھری پوشیدہ اور نیام اسنے عیاں کیا اسکو بیگمان دابنا چاہیئے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[2] توڑے جب تک الخ ۶ شعر جب تک توڑے جوز و پستہ کو نہ مغز بنائے وہ نہ روغن دے اس کی دفع و فرہنگ کو مت سن اور اس کے لرزہ و رنگ کو دیکھ حق نے کہا ترجمہ و پیشانیاں انکی انکے منہ پر کہ پیشانی غماز ہے ای منتظم ظاہر میں دیکھ ضد خبر ہے کہ شر کے بنا یا بشر کو ہے دلقک نے واویلا کر کے کہا کہ ای وزیر میرے خون میں کوشش مت کر دل میں بہت وہم و گمان آتا ہی کہ سچ نہ ہووے ای امیر زمانہ کے یعنی حال دل کا منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں یہ بات ہے کہ منہ آئینہ دل کا ہے چنانچہ عارف اس علت کو خوب اور یہ راہ پہچانتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] ان بعض الخ ۷ شعر ترجمہ تحقیق بعضے گمان گناہ ہیں ستم کرنا بہتر نہیں ہے فقیر سے شہ اسکو پکڑتا ہے جو اس سے رنج رہتا ہے اور کیسے اس کو پکڑے جو کہ خود کو خوش کرے قول وزیر نے شاہ میں اثر کیا اور رکھولنے اس مکر کے درپے ہوا شاہ نے کہا کہ دلقک کو زندان میں رکھو اور خوشامد کرو مگر اسکی مت سنو ڈھول کے مانند تم اسکو کوٹو تا کہ ڈھول کے مانند تمہیں آگہی دے آگے اس کے حقائق ہیں کیونکہ ڈھول پر خالی ہوتا ہے اور آواز اسکی کل سے آگہی دیتی ہے تا بھید اپنا وہ کہے اضطراب سے اس طور کہ دل کو قرار آئے یعنی اسکو کوٹو کہ وہ بھید مثل ڈھول کے اپنا بیان کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش — ازچہ گیرد آنکہ می خنداندش
شہ نہ پکڑے ہو اسے خود رنج دے — کیسے پکڑے اسکو جو کہ خوش کرے

گفت صاحب پیش شہ جاگیر شد — کاشف این مکر و این تزویر شد
قول صاحب نے اثر شہ میں کیا — کھولنے اس مکر کے درپے ہوا

گفت دلقک را سوی زندان برید — چاپلوش و زرق او را کم خرید
بولا شہ دلقک کو زندان میں کھو — اور خوشامد مکر اس کا مت سنو

میزنیدش چون دہل اشکم تہی — تا دہل وار او دہد تان آگہی
ڈھول کے مانند کر لو تم اسے — آگہی تا دے تمھیں جون ڈھول کے

زانکہ ہم پُر ہم تہی باشد دہل — بانگ او آگہ کند مارا ز کل
کیونکہ پُر ہے اور خالی ڈھول ہے — آگہی آواز اُس کی کل سے دے

تا بگوید سر خود را ز اضطرار — آنچنان کہ گیرد این دلہا قرار
تا کہے وہ بھید اپنا باضطرار — اس طرح کہ دل کو آئے بس قرار

چون طمانینست صدق با فروغ — دل نیارامد بہ گفتار دروغ
جو ہے[1] اطمینان دل کو صدق سے — جھوٹی باتوں سے وہ کب آرام لے

کذب چون خس باشد و دل چون دہان — خس نگردد در دہان ہرگز نہان
جھوٹ مثل خس و دل مثل دہان — خس نہیں ہرگز دہن میں ہو نہان

تا درو باشد زبانے می زند — تا بدانش از دہان بیرون کند
جب تلک وہ ہو زبان اُسپر لگے — عقل اُسکو منھ سے تا باہر کرے

خاصہ کاندر چشم افتد خس ز باد — چشم افتد در نم و بند و کشاد
گر ہوا سے آنکھ میں اک خس پڑے — آنکھ بند ہو اور کھلے پانی بھرے

ما پس این خس را زنیم اکنون لگد — تا دہان و چشم زین خس وا رہد
لات ماروں اس خس ناچیز پے — تا دہان اور چشم اس خس سے کھلے

گفت دلقک کای ملک آہستہ باش — روی حلم و مغفرت را کم خراش
بولا دلقک اے ملک اب ٹھہر تو — چھیل مت تو روے حلم و عفو کو

تا بدین حد چیست تعجیل و نقم — من نمی پرم بدست تو درم
اتنی[2] جلدی اور تیزی کس لیے — میں نہ بھاگوں ہاتھ میں ابھی ترے

آن ادب کہ باشد از بہر خدا — اندران مستعجلی نبود روا
وہ ادب ہوتا ہے جو بہر خدا — اس میں جلدی کرنا نے ہرگز روا

زانچہ باشد طبع و خشم عارضی — می شتابد تا نگردد منقضی
طبع میں جو عارضی خشم آئے ہے — جلدی کرتا ہے نہ تا جاتا رہے

ترسد ار آید رضا خشمش رود — انتقام و ذوق از و فایت شود
خشم جائے آئے جو ترس و رضا — انتقام اور ذوق اُس سے ہو فنا

شہوت کاذب شتابد در طعام — خوف فوت ذوق ہست آن خود مقام
بھوک جھوٹی جلدی کھانے میں کرے — جو مرض نے خوف جانے ذوق سے

اشتہا صادق بود تاخیر بہ — تا گوارندہ شود آن بیگرہ
بھوک سچی خوب ہو تاخیر سے — ہضم ہو اچھی طرح بے نقص کے

تو پے دفع بلایم مے زنی — تا بہ بینی رخنہ را بندش کنی
مارے مجھکو تو پئے دفع بلا — بند رخنہ کر کہ جو تجھ کو دکھا

[1] جو ہے الخ ۶ شعر جو دلکو اطمینان صدق سے ہو وہ کب جھوٹی باتوں سے آرام پائے آگے اسکی مثال ہے جھوٹ خس کے مانند و دل مثل دہن کے ہے پس ہرگز خس دہن میں پوشیدہ نہیں ہو جب تک وہ ہو زبان اُسپر لگے تا عقل اسکو منھ سے باہر کرے اگر ہوا سے خس آنکھ میں پڑے آنکھ بند ہو اور کھلے اور پانی بھرے اس خس ناچیز پر لات ماروں تا دہان اور چشم اس خس سے چھٹے دلقک نے کہا کہ اے بادشاہ اب تو ٹھہر اور روے حلم اور عفو کو مت چھیل یعنی دلکو صدق سے آرام ہے پھر جھوٹی باتوں سے کب آرام لیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] اتنی جلدی الخ ۶ شعر اتنی جلدی اور تیزی کسواسطے ہے میں نہیں بھاگوں کہ تیرے ہاتھ میں ہوں وہ ادب جو ہے تا ہے کہ جو واسطے خدا کے ہے اور اسمیں جلدی کرنا ہرگز روا نہیں جو طبیعت میں خشم عارضی آتا ہے وہ جلدی کرتا ہے کہ تا جاتا نہ رہے جو خشم جائے و ترس رضا آئے انتقام ذوق اس سے فنا ہو آگے مثال ہے جھوٹی بھوک جلدی کھانے میں کرتی ہے بجز مرض کے خوف نجانے ذوق سے سچی بھوک تاخیر سے خوب ہے اور اچھی طرح سے ہضم ہو بغیر نقصان کے یعنی خشم عارضی سے طبیعت جلدی کرتی ہے انتقام میں کہ خشم جاتا نہ رہے اور خشم اصلی میں دیر پاتی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اے مجکو آخر شعر تو مجکو مارے واسطے دفع بلا کی رخنہ بند کر کہ جو تجکو دکھا ہے تا کہ اس رخنہ سے نہ بلا آئے اسکے سوا رخنہ بہت سے قضا کھتی ہے علاج دافع بلا کب ستم ہو بلکہ احسان و عفو و کرم علاج ہو کہا ترجمہ کہ صدقہ رد کرتا ہے بلا کو سوا مرض تیرے کو صدقہ ہے اے فتی مارتا درویش کو صدقہ نہیں ہے اور اندھا چشم حلم اندیش کو شاہ نے کہا کہ خیر نیک تم ہو ولیکن جو خیر کرے اسکی جا ہے آگے مثال شطرنج میں ہے شاہ کی جا پر رخ رکھے ویران کرے اور شاہ کی جگہ پیل بھی تاوان ہے یعنی صدقہ بلا کو رد کرتا ہے اگرچہ وہ خیر ہے مگر اپنی جگہ پر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

تا ازان رخنہ برون ناید بلا غیر آن رخنہ بسے دارد قضا
چارهٔ دفع بلا نبود ستم چارهٔ احسان باشد وعفو وکرم
گفت الصدقة ترد للبلا داو مرضاک بصدقة یافتی
صدقہ نبود سوختن درویش را کور کردن چشم حلم اندیش را
گفت شہ نیکوست خیر وموقعش لیک چون خیرے کنی در موضعش
موضع شہ رخ نہی ویرانی است موضع شہ پیل ہم نادانی ست
در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست شاہ را صدر وفرس را درگہ است
عدل چہ بود وضع اندر موضعش ظلم چہ بود وضع در ناموضعش
عدل چہ بود آب دہ اشجار را ظلم چہ بود آب دادن خار را
نیست باطل ہر چہ یزدان آفرید از غضب وز حلم وز نصح ومکید
خیر مطلق نیست زینہا ہیچ چیز شر مطلق نیست زینہا ہیچ نیز
نفع وضر ہر یکی از موضعی است علم زین رو واجب است ونافع است
اے بسا زجرے کہ بر مسکین رود در ثواب از نان وحلوی بہ بود
زانکہ حلوا گرمی وصفرا کند سیلیش از خبث مستنقا کند
سیلیش در وقت بر مسکین بزن کہ رہاند آتش از گردن زدن
زخم در معنی فتد بر خوے خود چوب بر گرد او فتد نے بر نمد
بزم وزندان ہست ہر بہرام را بزم مخلص را وزندان خام را
شق باید ریش را مرہم کنی چرک را در ریش مستحکم کنی
تا خورد مر گوشت را در زیر آن نیم سودی باشد وپنجہ زیان
از لقت آن اندرون ویران شود چرک ناگہ در میان پنہان شود

تا کہ اس رخنہ سے نے آئے بلا اُس سوا رخنے بہت رکھے قضا
چارهٔ دفع بلا کب ہو ستم چارہ ہو احسان اور عفو وکرم
بولا الصدقة ترد للبلا داد مرضاک بصدقة یافتی
نے ہے صدقہ مارنا درویش کو اندھا کرنا چشم حلم اندیش کو
شاہ بولا خیر ہے بس نیک تر پر کرے جو خیر اسکی جائے پر
شہ کی جا پر رخ رکھے ویرانی ہے شہ کی جا پر پیل بھی نادان رکھے
[۵] شرع میں ہی جود اور تنبیہ جو تخت شہ کو اور رکھے اسپ کو
عدل کیا ہے خرچ کرنا جائے پے ظلم کیا ہی خرچ کرنا بے جگہے
عدل کیا ہی دینا آب اشجار کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو
نے ہی باطل حق نے جو پیدا کیا حلم وغصہ اور نصیحت اور دغا
نے انھوں سے خیر مطلق کوئی شے نے انھوں سے شر مطلق کوئی ہے
نفع وضر ہر ایک کا ہی جائے پے علم واجب ہی ونافع اس لئے
[۶] اے ستم اکثر کہ ہو مسکین پے نفع میں بہتر ہے حلوے نان سے
کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا کرے پاکے تھپڑ اُس کو دی نا پاک سے
مار تھپڑ اُس گھڑی مسکین کے کہ چھڑائے جان اسکی قتل سے
خوی بد پر زخم معنی میں پڑے گرد پے ڈنڈا پڑے نمدے پے نے
بزم وزندان رکھے ہر شاہ نکو بزم دے مخلص کو زندان خام کو
زخم کو چیر اُلٹا تو مرہم رکھے اُس کے اندر ریٹ کو محکم کرے
نیچے اُس کے کھائے وہ تا گوشت ہی ہو بہت نقصان نفع تھوڑا ہو
زخم اندر اسکے تیزی سے سڑے بیٹ ناگہ درمیاں اسکے چھپے

[۵] شرع میں آلخ ۶ شعر جو شرع میں جود اور تنبیہ ہے تخت شاہ اور گاہ اسپ کو ہے عدل کیا ہی خرچ کرنا جا پر اور ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ عدل کیا ہے آب دینا درخت کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو جو حق نے پیدا کیا وہ باطل نہیں ہے حلم وغصہ ونصیحت ودغا انھوں میں سے کوئی چیز مطلق ہے اور نہ انھوں میں سے کوئی شر مطلق ہے نفع وضرر ہر ایک کا جگہ پر ہے اس واسطے علم واجب ونافع ہے یعنی عدل وظلم ایک صورت پر ہی مگر دونوں میں اتنا فرق ہی کہ ہر شے کو اپنی جگہ پر خرچ کرنا عدل ہے اور بے جگہ خرچ کرنا ظلم ہے باقی حال آگئے ہیں فافہم ۱۲ [۶] اے ستم اکثر آلخ ۸ شعر اے ستم کہ اکثر مسکین پر ہو نفع میں بہتر ہے حلوا ونان سے کیونکہ حلوا گرمی وصفرا کرے اور تھپڑ اسکو پاکی دے کہ اسکی جان چھوڑائے قتل سے آگے اس کی مثال ہے معنی میں زخم ہو سے بد پر پڑے اور گرد پر ڈنڈا پڑے نمدے پر نہیں محفل وزندان ہر ایک شاہ رکھتا ہے کہ مخلص کو محفل وخام کو زندان دیتا ہے زخم کو چیرنا چاہیے تو اُلٹا مرہم رکھتا ہے اور اس کے اندر ریٹ کو محکم کرتا ہے تا گوشت کو وہ اسکے نیچے کھائے اور بہت نقصان وتھوڑا نفع ہو اسکے اندر زخم تیزی سے سڑے اور ریٹ ناگاہ اسکے درمیان سڑے یعنی بعض جا پر ستم حلوا دینے سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ ستم اُس پر نہیں ہو بلکہ اسکی خوے بد پر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت دلقک من نمیگویم گذار ۔۔۔ لیک می گویم تحری پیش آر

هین ره صبر و تانی رامبند ۔۔۔ صبر کن اندیشه می کن روز چند

در تانی بر یقینی بر زنے ۔۔۔ گوشمال من بایقانے کنی

در روش یمشی مکبا خود چرا ۔۔۔ چونکه می شاید شدن بر استوا

مشورت کن باگروه صالحان ۔۔۔ بر پیمبر امر شاورهم بدان

امرهم شوری برای این بود ۔۔۔ کز تشاور سهو کژ کمتر شود

کاین خردها چون مصابیح انور است ۔۔۔ بیست مصابیح از یکی روشن تر است

بو که مصباحی فتد اندر میان ۔۔۔ مشتعل گشته ز نور آسمان

غیرت حق پردهٔ انگیخته ست ۔۔۔ سفلی و علوی بهم آمیخته ست

گفت سیر وا می طلب اندر جهان ۔۔۔ بخت و روزی را همی کن امتحان

در مجالس می طلب اندر عقول ۔۔۔ آنچنان عقلی که بود اندر رسول

زانکه میراث از رسول آن ست و بس ۔۔۔ که ببیند غیبها از پیش و پس

در بصرها می طلب هم آن بصر ۔۔۔ که نتابد وصف آن این مختصر

بهر آن کرد ست منع آن باشکوه ۔۔۔ از ترهب وز شدن خلوت بکوه

تا نه گردد فوت این نوع التقا ۔۔۔ که نظر بخت است واکسیر بقا

در میانِ صالحان یک اصلحی ست ۔۔۔ بر سر توقیعش از سلطان صحی ست

کان دعا شد با اجابت مقترن ۔۔۔ کفو او نبود کبار انس و جن

بولا[۱] دلقک نے کہون مین چھوڑ تو ۔۔۔ پر مین کہتا ہون کہ تو کر فکر کو

بند مت کر راہ صبر اور ڈھیل کو ۔۔۔ تھوڑے دن کو فکر اور کر صبر تو

کہ تامل مین یقین ہووے تجھے ۔۔۔ تا یقین سے گوشمالی دے مجھے

راہ مین یمشی مکبا کس لئے ۔۔۔ جو برابر راہ مین تو چل سکے

مشورہ کر با گروہ صالحان ۔۔۔ مصطفے پر امر شاورہم کو جان

امرہم شوری ہوا ہے اس لئے ۔۔۔ کہ کجی اور سہو کم شوری سے ہے

چون[۲] چراغ روشن اک عقل ہے ۔۔۔ بیس روشن ہون چراغ اک ایک سے

ہے یقین آئے چراغ اک درمیان ۔۔۔ ہووے روشن نور سے بس آسمان

ڈالا پردہ غیرت اللہ نے ۔۔۔ سفلی و علوی بہم شامل ہوئے

بولا سیر و اکر طلب اندر جہان ۔۔۔ بخت اور روزی کو کر تو امتحان

مجلسون مین کر طلب اندر عقول ۔۔۔ عقل ایسی جو کہ رکھتے تھے رسول

کیونکہ[۳] میراث اب نبی کی وہ ہی بس ۔۔۔ کہ وہ دیکھے غیب از پیش و پس

کر بصرہا مین طلب تو وہ بصر ۔۔۔ کہ نہ وصف اسکا رکھے یہ مختصر

اس لئے منع کیا اس شاہ نے ۔۔۔ خلوت کہ اور ترہب کے لئے

تا نہ صحبت ایسی ہو فوت و فنا ۔۔۔ کہ نظر ہے بخت و اکسیر بقا

صالحون کے درمیان ہے صلح ایک ۔۔۔ صاد شاہی اسکے ہے فرمان پہ ایک

کہ دعا اسکی اجابت کو رکھے ۔۔۔ کفو اسکے نے ہے جن و انس سے

سلہ بولا دلقک الخ ۶ شعر دلقک نے کہا کہ مین نہین کہتا ہون کہ تو چھوڑ دے لیکن مین کہتا ہون کہ تو فکر کر راہ صبر و ڈھیل کو بند مت کر تھوڑے دن تو صبر و فکر کر کہ تامل مین تجھے یقین ہووے تا یقین سے مجکو گوشمالی دے راہ مین تجھے یمشی مکبا کس واسطے ہے جو راہ مین تو برابر چل سکے گروہ صالحون سے تو مشورہ کر مصطفے صلعم پر امر شاورہم کو جان اسواسطے امرہم مشہور ہوا ہے کہ مشورے سے کجی و سہو کم ہے یعنی ہر امر مین مشورہ کرنا چاہیئے کہ کجی اور سہو سے بچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ چون چراغ الخ ۶ شعر عقل چراغ روشن کے مانند ہے کہ بیس چراغ روشن ہون اس ایک سے یقین ہے کہ ایک درمیان آئے اور اس کے نور سے آسمان روشن ہووے غیرت اللہ نے پردہ ڈالا سفلی و علوی باہم مل گئے کہا کہ ترجمہ سیر کرو تم جہان مین طلب کرو اور بخت و روزی کو امتحان کر محفلون مین طلب کر اندر عقل کے ایسی عقل کہ رسول مقبول صلعم رکھتے تھے کیونکہ اب میراث نبی کی وہ ہی کہ وہ غیب کو پیش و پس دیکھے یعنی عقل میراث انبیا کی ہے پس تو اس عقل کو حاصل کر کہ وہ غیب تجھ پر ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کر بصرہا مین الخ ۶ شعر بصرہا مین تو وہ بصر طلب کر کہ وصف اسکا یہ مختصر نہ رکھے اس شاہ نے اس واسطے منع کیا ہے خلوت کدہ اور ترہب کے واسطے تا ایسی صحبت موت و فنا نہ ہو کہ نظر بخت و اکسیر بقا رکھے صالحون کے درمیان ایک صلح ہے کہ صاد شاہی اس کے یہان ہے کہ اس کی دعا اجابت کو رکھتی ہے اور جن و انس ہے اسکی کفو نہیں ہے ان کے حلق مین حلوا ترش ہے کہ ان کافرون کی صحبت حق کے آگے باطل ہے یعنی صحبت اولیاء اللہ سے تو بصارت حاصل کر کہ چشم معنی تیری روشن ہو آگے قول حق تعالی کا ہے فافہم ۱۲

در مری اش آنکہ حلوا حامض است — حجت ایشان بر حق داحض است
گرچہ ما او را بہ خود افراشتیم — عذر حجت از میان برداشتیم
قبلہ را چون کرد دست حق عیان — پس تحری بعد ازان مردود دان
ہین بگردان از تحری رو و سر — کہ پدید آمد معاد و مستقر
یکزمان زین قبلہ گر ذاہل شوی — سخرۂ ہر قبلۂ باطل شوی
چون شوی تمیزدہ را ناسپاس — بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس
گر ازین انبار خواہی بر و بر — نیم ساعت روز ہمدردان مبر
کاندران دم کہ ببری زان معین — مبتلا گردی تو بابئس القرین

حلق مین اُنکے وہ حلوا ترش ہے — حجت اُنکی پیش حق دحض ہے
گرچہ ہمنے اُسکو خود اعلیٰ کیا — ضد و حجت درمیان سے کھو دیا
دست حق نے جو کیا قبلہ عیان — پھر تحری کو تو بس مردود جان
پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے — کہ ہوا ظاہر ہے قبلہ جان کے
دم بھر اس قبلہ سے گر غافل ہو تو — پس مطیع قبلۂ باطل ہو تو
جو تو ہو تمیز دہ کا ناسپاس — تجھ سے نکلین خطرۂ قبلہ شناس
گر تو اس انبار سے چاہے ثمر — مت ہو ہمدردون سے دم بھر دور تر
اُس گھڑی کہ تو کرے ترک معین — مبتلا تو ہووے بائس القرین

قصۂ تعلق موش با چغز و بستن پای خود بر پاے او و صید کردن زاغ ایشان را

قصہ تعلق موش کا ساتھ مینڈک کے اور باندھنا اپنے پانون کو اُسکے پانون سے اور شکار کرنا زاغ کا اُن کو

از قضا موشے و چغزے باوفا — بر لب جو گشتہ بودند آشنا
ہر دو تن مربوط میعادی شدند — ہر صباحی جمع یک جا آمدند
نرد دل باہمدگر مے باختند — وز وساوس سینہ می پرداختند
ہر دو را دل از تلاقی متسع — ہمدگر را قصہ خوان و مستمع
راز گویان با زبان و بے زبان — الجماعة رحمة تاویل دان
آن اشر چون جفت آن شاد آمدی — پنج سالہ قصہ اش یاد آمدی

اتفاقاً موش و مینڈک آب کا — نہر پر باہم ہوئے تھے آشنا
وقت دونون نے مقرر کر لیا — ہر سحر ہوتے تھے جمع ایک جا
نرد دل کی کھیلتے آپس مین تھے — سینہ خالی کرتے وہ وسواس تھے
دل ملاقاتون سے دونونکا خوشی — کہتے سنتے قصے آپس مین کبھی
راز کہتے بازبان بے زبان — الجماعة رحمة تاویل جان
موش ہوتا اُسکے ملنے سے جو شاد — پنج سالہ قصے بس کرتا وہ یاد

۵۱ گرچہ ہم نے الخ ۷ شعر اگرچہ ہم نے اس کو اعلیٰ کیا اور ضد و حجت کو درمیان سے کھو دیا جو دست حق نے قبلہ عیان کیا پھر تحری کو تو مردود جان پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے کہ قبلہ ظاہر ہوا ہے اگر دم بھر اس قبلہ سے تو غافل ہو تو مطیع قبلہ باطل کا ہو جو تو تمیز دینے والے کا ناسپاس ہو تو تجھ سے خطرہ قبلہ شناس نکلین اگر تو اس انبار سے ثمر چاہے تو مت ہمراہیون سے دم بھر دور ہو اس دم کہ تو ترک معین کرے پس تو مبتلا ہووے ساتھ بد مصاحب کے یعنی جب کہ تجھ کو مرشد حاصل ہو اُس دم تو تحری دلیل سے سر کو پھیر لے اور ان کی صحبت کو غنیمت جان کہ مصاحب آفت جان ہے آگے مصاحب بد کا حال مینڈک و موش کی مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ اتفاقاً الخ ۶ شعر اتفاقاً موش و مینڈک پانی کا نہر پر باہم آشنا ہوئے تھے دونون نے وقت مقررہ پر صبح ایک جا جمع ہوتے تھے اور نرد دل آپس مین کھیلتے تھے اور سینہ خالی کرتے تھے وسواس سے دونون کا حال ملاقات سے خوشی تھا اور کبھی قصہ آپس مین کہتے سنتے تھے زبان بے زبانی سے راز کہتے ترجمہ ضرور کر جماعت رحمت ہے تاویل جان لے موش اس کے ملنے سے خوش ہوتا قصہ پنج سالہ وہ یاد کرتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

جوش نطق از دل نشان دوستی ست
بستگی نطق از بے الفتی ست

دل کہ دلبر دید کے ماند ترش
بلبلے گل دید کے ماند خمش

ماہی بریان ز آسیب خضر
زندہ گشت و سوی دریا شد بقر

یار چون با یار خوش بنشستہ شد
صد ہزاران لوح سر دانستہ شد

لوح محفوظ است پیشانی یار
راز کونینش نماید آشکار

ہادی راہ است یار اندر قدوم
مصطفے زین گفت اصحابی نجوم

نجم اندر ریگ و دریا رہنماست
چشم اندر نجم نہ کو مقتداست

چشم را با روی او میدار جفت
گرد منگیزان ز راہ بحث و گفت

زان کہ گرد نجم پنہان زان غبار
چشم بہتر از زبان با عثار

تا بگوید زانکہ وحیش شعار
کان نشاند گرد و نگیزد غبار

چون شد آدم مظہر وحی و داد
ناطقہ او علم الاسماء کشاد

نام ہر چیزے چنانکہ ہست آن
از صحیفہ دل روی گشتش زبان

فاش میگفتی زبان از رؤیتش
جملہ را خاصیت و ماہیتش

آنچنان نامے کہ اشیا را سزد
نے چنانکہ ہیز را خواند اسد

نوح نہ صد سالہ در راہ سوی
بود ہر روز بیش تذکیر نوی

لعل او تازہ زیا قوت القلوب
نے رسالہ خواند نے قوت القلوب

وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح
بلکہ ینبوع کشوف و شرح روح

جوش نطق ہو اک نشان دوستی
بند ہونا نطق کا بے الفتی

دل کو دلبر دیکھے کب ہووے ترش
گل کو بلبل دیکھے کب رہوے خمش

ماہی بریان خضر کے سایہ سے
زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے

یار بیٹھے یار کے خوش پاس جو
سیکڑون اسرار سے آگاہ ہو

لوح محفوظ اک ہو پیشانی یار
راز کونین اُس سے ہووے آشکار

راہ کا ہادی ہو یار اندر قدوم
مصطفے بولے کہ اصحابی نجوم

بحر ریگستان مین انجم رہنما
دیکھتا انجم کو کہ وہ ہے مقتدا

آشنا کر آنکھ اُس کے روسے تو
مت اُٹھا حجت سے گرد راہ کو

کیونکہ پنہان گرد ہو اُس نجم سے
چشم بہتر ہے زبان سے جان لے

تا کہے وہ وحی ہے جسکے شعار
گر بٹھائے گرد اُٹھائے نے غبار

لیس ہوئے آدم جو مظہر وحی کے
علم الاسما کہا نطق انکی نے

نام ہر شے کہہ وہ جس طور سے
بس زبان راوی صحیفہ دل ہے

کہتی ظاہر اسکی رویت سے زبان
سبکی خاصیت و ماہیت عیان

نام ایسا کہ وہ لائق شے کے ہو
ایسا نہ کہ کہوین شیر اک ہیز کو

اور برابر سال نوسو نوح نے
ذکر اک ہر دن کیا نو طرز سے

تازہ لعل اُنکا بیا قوت القلوب
نے رسالہ دیکھا نے قوت القلوب

وعظ نے سیکھا کسی اک شرح سے
کھل گئے بل چشمہ شرح روح کے

سلہ جوش نطق آخر ۶ شعر جوش نطق اک نشان دوستی ہے اور نطق کا بند ہونا بے الفتی ہے آگے اس کی مثال ہے دل کو دلبر دیکھے تو کب ترش ہووے گل کو بلبل دیکھے کب خاموش ہووے ماہی بریان خضر کے سایہ سے جانب بحر کے زندہ ہو کر بھاگے جو یار پاس یار کے بیٹھے سیکڑون اسرار سے آگاہ ہووے لوح محفوظ پیشانی یار ہے کہ راز کونین اس سے ظاہر ہووے کہ یار رہنمائی مین ہادی راہ ہے مصطفے صلعم نے فرمایا ترجمہ کہ اصحاب میرے ستارے ہین یعنی صحبت مرشد سے اسرار منکشف ہوتے ہین کہ پیشانی مرشد کی لوح محفوظ ہو بقول حضرت رسول مقبول صلعم کل اولیاء اللہ اصحاب نجوم ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم سلہ بحر و ریگستان آخر ۶ شعر ستارے ریگستان مین ہمارے رہنما ہین انجم کو دیکھ کہ وہ مقتدا ہین تو آنکھ کو انکے روسے آشنا کر اور حجت سے گرد راہ کو مت اُٹھا کیونکہ ستارہ اس گرد سے پنہان ہو چشم بہتر ہے زبان سے تاکہ وہ کہے جسکی شعار ہو گرد کو بٹھائے اور غبار نہ اٹھائے جو آدم مظہر وحی کے ہوئے انکی نطق نے علم الاسماء کہا ہر ایک شے کا نام جس طور سے ہو زبان راوی صحیفہ دل سے ہو یعنی اولیاء اللہ سے تو اپنی آنکھ کو آشنا کر اور دلیل اور حجت کو درمیان لاکر انکی دید کا ہو آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ کہتی ظاہر آخر ۶ شعر زبان اس کی رویت سے ظاہر سب کی خاصیت و ماہیت عیان ایسا نام کہ وہ لائق شے کے ہو اور ایسا نام نہین کہ ایک چیز کو شیر کہے چنانچہ نوح عم نے نوسو برس ہر روز ایک ذکر کیا نئے طرز سے اُن کا لعل تازہ ہے روشنی دینے والون سے اور نہ رسالہ دیکھا علم لدنی کا نہ وعظ سیکھا کسی ایک شرح سے چشمے کھل گئے اس سے جو کوئی بے کھائے تو گونگے سے آب نطق جوش کرے یعنی جبکہ نور بینی سے دل روشن ہوتا ہے تو عارف خود بخود وہ باتین بے سیکھے بیان کرتا ہے کہ کسی کی عقل مین نہین آتی ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

زان می کان مے چو نوشیده شود — آب نطق از گنگ جوشیده شود
طفل نوزاده شود حبر فصیح — حکمت بالغ بخواند چون مسیح
از کوہ که یافت زان می خوش لبی — صد غزل آموخت داؤد نبی
جمله مرغان ترک کرده چیک چیک — هم زبان و یار داؤد ملیک
چه عجب گر مرغ گردد مست او — چون شنید آهن صدای دست او
صرصرے بر عاد قتالی شده — مر سلیمان را چو حمالی شده
صرصرے می برد بر سر تخت شاه — هر صباح و هر مسا یک ساله راه
هم شده حمال و هم جاسوس او — گفت غائب را کنان محسوس او
باد چون گفتار غائب یافتی — سوی گوش آن ملک بشتافتی
که فلانی اینچنین گفت این زمان — ای سلیمان شه صاحب قران
این سخن حدی ندارد گفت موش — چغز را روزی که ای مصباح هوش

کھائے اُس مے سے جو کوئی شخص مے — آب نطق اک جوش گونگے سے کرے
طفل[1] نوزادہ ہو دانا اور فصیح — حکمتِ بالغ کہے مثل مسیح
کوہ سے کہ گویا اُس مے سے وہ ہر — سو غزل سیکھی نبی داؤد نے
چیخنا بس چھوڑا جملہ مرغ نے — ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے
کیا عجب گر مرغ اُس مے سے مست ہو — جو سنے آہن نے بانگ دست کو
باد قوم عاد پر قاتل ہوئی — اور سلیمان کی وہ اک حامل ہوئی
باد[2] لیجاتی تھی سر پر تخت شاہ — ہر سحر ہر شام کو اک سالہ راہ
ہوئی وہ حامل اُنکی اور جاسوس بھی — اور خبر بھی غیب کی محسوس کی
باد جو پاتی خبر بس غیب سے — کان تک پہونچاتی وہ اُس شاہ کے
کہ کہا ایسا فلان نے اُس زمان — اے سلیمان شہ صاحب قران
بات یہ بیحد ہے مینڈک کو کہا — موش نے اک دن کہ ای صاحب ولا

تدبیر موش با چغز که میان ما وسیلتے باید که بوقت حاجت نمی توانم بر تو آمدن وسخن گفتن

تدبیر کرنا موش کی ساتھ مینڈک کے کہ ہمارے درمیان مین ایک واسطہ چاہیئے کہ وقت حاجت کے مین تیرے پاس نہین آسکتا ہون نہ بات کرسکتا ہون

وقت‌ها خواهم که گویم با تو راز — تو درون آب داری ترکتاز
بر لب جو من ترا نعره زنان — نشنوی در آب بانگ عاشقان
من بدین وقت معین ای دلیر — می نگردم از ملاقات تو سیر

راز[3] کہنا تجھسے چاہوں وقت پے — اور تو رہتا ہے اندر آب کے
مین لب جو پر پکاروں ہوں تجھے — آب مین تو بانگ عاشق نہ سنے
اس مقرر وقت مین اب اے دلیر — مین نہ ہوتا ہون ترے ملنے سے سیر

[1] طفل نوزادہ الخ ۵ شعر طفل نوزادہ فصیح اور دانا ہووے اور حکمت بالغ مثل مسیح کے۔ کہے کوہ سے کہ وہ اس مین سے گویا ہے سو غزل داؤد نبی نے سیکھی جملہ مرغ نے چیخنا چھوڑا اور ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے کیا تعجب ہے کہ اُس سے اگر مرغ مست ہو کہ جو سنے آہن نے بانگ دست کو باد قوم عاد پر قاتل ہوئی اور وہ سلیمان عم کی ایک حامل ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] باد الخ ۵ شعر باد سر پر لیجاتی تھی تخت شاہ کو ہر سحر و شام کو ایک برس کی راہ وہ ان کی حامل ہوئی و جاسوس بھی اور خبر غیب سے وہ اس شاہ کے کان تک پہونچاتی کہ فلان نے اس وقت ایسا کیا اے سلیمان شہ صاحب قران یہ بات بیحد ہے مینڈک کو کہا موش نے ایک دن اے صاحب ولا یعنی شراب معرفت جس کو حاصل ہو تمام اشیاے جہان اُس کے تابع ہو آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲
[3] راز کہنا الخ ۳ شعر تجھ سے راز کہنا چاہتا ہون وقت پر اور تو رہتا ہے اندر آب کے مین لب جو پر پکارتا ہون تجھ کو تو آب مین عاشق کی آواز نہین سنتا ہے اس مقرر وقت مین تیرے ملنے سے مین سیر نہین ہوتا ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون — عاشقانرا فی صلوة دائمون
پانچ وقت آئی نماز ای رہنمون[۵۱] — عاشقونکو فی صلوة دائمون

نے به پنج آرام گیرد آن خمار — که اندرین سرهاست نی پانصد هزار
پانچ پر آرام کب عاشق کو ہی — بھید اسمین ہے نہ پانصد لاکھ ہے

نیست زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی است جان صادقان
کب ہی زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی ہے جان صادقان

نیست زرغبا طریق ماهیان — زانکه بے دریا ندارد انس جان
کب ہی زرغبا طریق ماہیان — کیونکہ بے دریا نہ رکھین انس جان

آب این دریا که هائل بقعه ایست — با خمار ماهیان یک جرعه ایست
آب دریا کا ڈر آئے سکو یان — پر ہے اک جرعہ خمار ماہیان

یکدم هجران بر عاشق چو سال — وصل سال متصل پیشش خیال
ہجر دم بھر عاشقون کو مثل سال — سال بھر کا وصل انکو اک خیال

عشق مستسقی است مستسقی طلب — درپی هم این و آن چون روز و شب
عشق[۵۲] مستسقی ہی مستسقی طلب — اسکے آگے درپے جون روز و شب

روز بر شب عاشق است و مضطر است — چون ببینی شب بر او عاشق تر است
شب پے عاشق روز ہی اور مبتلا — جو تو دیکھے دن پے عاشق شب سوا

نیست شان از گفتگو پروای ایست — از پی هم شان یکی دم نیست ایست
گفتگو سے نے وہ چاہین ٹھہرنا — ٹھہرنا اُن کو نہ اکدم ہے روا

این گرفته پای آن آن گوش این — این بر آن مدهوش و آن بیهوش این
اُسنے پکڑا پاؤن اُسنے اسکا گوش — اُسکو ہوش اس سے نہ اسکو اس سے ہوش

در دل معشوق جمله عاشق است — در دل عذرا همیشه وامق است
دلمین سب معشوق کے عاشق ہی بس — دل مین عذرا کے سدا وامق ہی بس

در دل عاشق بجز معشوق نیست — در میانشان فارق و مفروق نیست
دل[۵۳] مین عاشق کے بجز معشوق نے — اُسکے اندر فارق و مفروق نے

بر یکی اشتر بود این دو درا — پس چه زرغبا بگنجد این دو را
اک شتر پر بجتے دو گھنٹہ ہین اب — کیسے زرغبا سمائے دو مین اب

هیچکس با خویش زرغبا نمود — هیچکس با خود به نوبت یار بود
کوئی اپنے سے بھی زرغبا کرے — کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے

آن یکی نه که عقلش فهم کرد — فهم این موقوف شد بر مرگ مرد
ایسی ایکی نے کہ جانے عقل اسے — جاننا موقوف اس کا مرگ پے

جز مگر مردے که پیش از مرگ مرد — رخت هستی را بسوی یار برد
جانے وہ کہ پہلے مرنے سے مرا — یار کی سو رخت ہستی لے گیا

ور بعقل ادراک این ممکن بدے — قهر نفس از بهر چه واجب شدے
ہوتا ممکن جاننا گر عقل سے — ہوتا قہر نفس واجب کس لئے

با چنان رحمت که دارد شاه هش — بے ضرورت چون بگوید نفس کش
باوجود اس رحم کے وہ شہریار — بے ضرورت کہتے کیونکر نفس مار

---

۵۱ پانچ وقت آئی الخ ۱ شعر نماز پانچ وقت آئی ہی اوروں کی اور عاشقوں کی نماز ہمیشگی کی ہی ترجمہ نماز ہمیشہ ہی پانچ وقت پر عاشق کو آرام کب ہے اسمین بھید ہے نہ پانچسو نہ لاکھ کہ زرغبا کب طریق ماہیون کا ہے کیونکہ مے دریا کے انس و جان نہ رکھین آب دریا کہ سب کو یہان ڈراتا ہے ولیکن ایک جرعہ خمار ماہیون کا ہے دم بھر کا ہجر عاشقونکو مثل سال کے اور سال بھر کا وصل انکو ایک خیال ہے یعنی نماز پانچ وقت کی اوروں کی اور عاشقوں کی نماز ہمیشگی کی ہے کیونکہ نماز وصال یار ہی پس عاشق وصال یار سے دوری کب گوارہ کرتا ہی اسواسطے ہر دم نماز مین رہتا ہے زرغبا اوروں کے واسطے ہی عاشق کے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۲ عشق مستسقی الخ ۵ شعر عشق مستسقی ہے اور مستسقی طلب ہے کہ درپے اُس کے مانند رات دن کے شب پر عاشق روز ہے اور مبتلا ہے جو دیکھے تو دن پر شب عاشق سوا ہی گفتگو سے پر نہین چلتے ہین ٹھہرنا کہ انکو ٹھہرنا ایک دم روا نہین ہے اُس نے پاؤن پکڑا اور اس نے اسکا گوش اسکو ہوش اس سے نہ اسکو ہوش اس سے سب معشوق کے دل مین عاشق ہے اور دل مین عذرا کے سدا وامق ہے یعنی عاشق و معشوق دونون کو خواہش ایک دوسرے کی ہی کہ ایک دوسرے کے درپے ہے مانند رات دن کے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۳ دل مین عاشق کے الخ ۲ شعر دل مین عاشق کے بجز معشوق کے نہین اور اس کے اندر فارق و مفروق نہین آگے مثال ہی ایک شتر پر دو گھنٹے بجتے ہین زرغبا جیسے دو مین سمائے کوئی خود سے زرغبا کرے اور کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے ایسی اکائی نہین ہی کہ عقل اُسے جانے اسکا جاننا موقوف مرگ پر ہے وہ جانے کہ جو پہلے مرنے سے مرا اور یار کی طرف رخت ہستی کی لیگیا اگر عقل سے جاننا ممکن ہوتا نفس پر قہر واجب کس واسطے ہوتا باوجود اس رحم کے وہ شہریار بے ضرورت کیون کہتے کہ نفس کو یعنی عاشق و معشوق مین ایسی آگاہی ہی کہ عقل اسکو نہین جان سکتی ہے اگر جاننا عقل سے ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کس واسطے واجب ہوتا اور جناب رسول مقبول صلعم کیون نفس کشی کو فرماتے آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری در وصلت

گفت اے یار عزیز مہر کار / من ندارم بے رخت یکدم قرار
روز نور و مکسب ماہم توئی / شب قرار و راحت خوابم توئی
از مروت باشد ار شادم کنی / وقت بیوقت از کرم یادم کنی
در شبا روزی وظیفہ چاشتگاہ / راتبہ کردی وصال اے نیکخواہ
من بدین گفتار قانع نیستم / در ہوایت طرفہ انسانیستم
پانصد استسقاستم اندر جگر / با ہر استسقا قرین جوع البقر
بے نیازی از غم من اے امیر / دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
این فقیر بے ادب نادرخورست / لیک لطف عام تو زان برترست
می نجوید لطف عام تو سند / آفتابے بر حدثہا می زند
نور او را زان زیانے نامدہ / آن حدث خشکی ہیزم شدہ
تا حدث در گلخنی شد نور یافت / بر در و دیوار حمامے بتافت
بود آلایش شد آرایش کنون / چون بروے خواند خورشید آن فسون
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد / تا زمین باقی حدثہا را بخورد
جزو خاکی گشت و رست از وے نبات / ہکذا یمحو الالٰہ السیآت
جزو خاکی گشت و شد او پر ز نور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

مبالغہ کرنا موش کا خوشامد و زاری وصل مین

بولا[1] اے یار عزیز مہربان / مجکو بے رخ تیرے نہ آرام جان
دن کو نور و تاب میری توئی ہے / شب کو راحت خواب میری تو ہی ہے
اب مروت سے مجھے ارشاد کر / وقت بیوقت اب مجھے تو یاد کر
رات اور دن مین وظیفہ صبح کا / وصل سے تو نے مقرر کر دیا
مین نہین قانع ہون اس اکبار سے / ہون فنا خواہش مین اپنی اُنس سے
رکھے[2] استسقے بہت میرا جگر / رکھے استسقے ہر اک جوع البقر
غم سے بے پروا مرے تو اے امیر / دے زکات جاہ و دیکھ اندر فقیر
یہ فقیر بے ادب نا اہل ہے / تیرے لطف عام سے برتر وے
چاہے ہے مخصوصی تر اک لطف عام / گندگی پہ بھی پڑے خورشید تام
نور خور نے اس سے نے پائی کمی / گندگی وہ خشک ہو ہیزم ہوئی
گندگی گلخن مین جا روشن ہوئی / چمکی در و دیوار پے حمام کی
تھی[3] وہ آلایش اب آرایش ہوئی / اس پے خور نے کی تھی جو افسونگری
گرم معدہ خاک کا خور نے کیا / گندگی باقی کو اُس نے کھا لیا
جزو خاکی ہو اُگے اُس سے نبات / ہکذا یمحو الالٰہ السیآت
جزو خاکی وہ ہوئی اور پر یہ نور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

[1] بولا اے یار الخ ۵ شعر موش نے کہا کہ اے یار عزیز مہربان مجکو بے رخ تیرے آرام جان نہین ہے دن کو نور اور تاب میری تو ہی ہے اور شب کو راحت و خواب میری تو ہی ہے اب مروت سے مجھے ارشاد کر وقت بے وقت اب مجھے تو یاد کر رات دن مین وظیفہ صبح کا وصل تو نے مقرر کر دیا مین قانع نہین ہون اس ایک بار سے مین تیرے اُنس کی خواہش مین فنا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] رکھے استسقا الخ ۶ شعر میرا جگر بہت استسقا رکھتا ہے اور ہر ایک استسقا جوع البقر رکھتا ہے اے امیر تو میرے غم سے بے پروا ہے زکوٰۃ جاہ کی دے اور اندر فقر کے دیکھ یہ فقیر بے ادب و نا اہل ہے و لیکن تیرے لطف عام سے برتر ہے تیرا لطف عام کب مخصوصی چاہے ہے کہ گندگی پر بھی خورشید تام پڑا ہے نور خورشید نے اُس سے کمی نہ پائی وہ گندگی خشک ہو کے ہیزم ہو کے گندگی گلخن مین جا کر روشن ہوا اور در و دیوار حمام پر چمکے یعنی لطف عام مرشد کا خصوصیت نہین رکھتا ہے تمام پر برابر لطف ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] تھی وہ آلایش الخ ۸ شعر وہ آلایش تھی اب آرائش ہوئی ہے خورشید نے اسیر افسون گری کی خورشید نے گرم معدہ کو خاک کیا اور باقی گندگی کو اُس نے کھا لیا جزو خاکی ہو کر اُس سے نبات اُگی ترجمہ اس طرح بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ گناہوں کو وہ جزو خاکی ہوئی اور پر نور ترجمہ اس طرح بخشتا ہے واسطے اُس کے عطا کرتا ہے بخشش یہ گندگی کو کرے کہ جو بدتر ہے کہ نبات و نرگس و نسترن کرے مناسک ادا کرے اُسے حظ کیا بخشے اندر جزا کے جو وہ ایسے خلعت خبیثون کو دے تو خوبیان کیا کچھ وہ لطیفون کو دے وہ خدا ایک دے ترجمہ کہ نہین دیکھا میری آنکھ نے نہ زبان پر آئے اور نہ اندر لغت کے یعنی شمس مرشد دل پر آلائش کو آرائش دیتا ہے اور سر سبز کر دیتا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲

با حدث کان بدترست این کند
کش نبات و نرگس و نسرین کند

تا بہ نسرین مناسک در وفا
حق چہ بخشد در جزا و در عطا

چون خبیثان را چنین خلعت دہد
طیبین را تا چہ بخشد در رسد

آن دہد حق شان کہ لاعین رات
کہ نگنجد در زبان و در لغت

ما کئیم این را بیان کن یار من
روز من روشن کن از خلق حسن

منگر اندر زشتی و مکروہیم
کہ ز پر زہری چو مار کوہیم

ایکہ من زشت و خصالم نیز زشت
چون شوم گل چون مرا او خار کشت

نوبہارا حسن گل دہ خار را
زینت طاؤس دہ این مار را

در کمال زشتیم من منتہی
لطف تو در فضل و در فن منتہی

حاجت این منتہی زان منتہی
تو برآری غیرت سرو سہی

چون بمیرم فضل تو خواہد گریست
از کرم گرچہ ز حاجت او بریست

بر سر گورم بسے خواہد نشست
خواہد او چشم لطیف اشک بست

نوحہ خواہی کرد بر محرومیم
چشم خواہی بست از مظلومیم

اندکے از لطفہا اکنون بکن
حلقہ در گوش من کن زین سخن

آنچہ خواہی گفت تو با خاک من
برفشان بر مدرک غمناک من

دستگیرم در چنین بیچارگی
شاد گردانم دران غمخوارگی

گندگی کو یہ کرے بدتر جو ہے
کہ نبات و نرگس و نسرین کرے

تا مناسک جو کرے نسرین ادا
کیا خدا بخشے اُسے اندر جزا

ایسے خلعت جو خبیثون کو وہ دے
خوبیان کیا کچھ لطیفون کو وہ دے

وہ خدا دے انکو لاعین رات
نے زبان پر آئے مے نے اندر لغت

کون[1] ہون مین تو بیان کر اُب سے
دنکو روشن جو کرے تو خلق سے

دیکھو مت زشتی و مکروہی مری
کہ ہون پر زہری سے جون مار کوہی

مین نزشت ہون میری خصلت زشت ہے
کیسے گل ہون خار بویا ہے مجھے

نوبہار حسن گل دے خار کو
زینت طاؤس دے اس مار کو

زشتی کامل مین ہون مین منتہی
لطف تیرا فضل و فن مین منتہی

حاجتین اس منتہی کی اے شہا
جلد تر اُس منتہی سے بر تو لا

جو مرون[2] مین فضل تیرا روئیگا
گرچہ پاک حاجت سے ہے وہ او جدا

گور پر میری بہت بیٹھے گا تو
اشک جاری چشم سے رکھیگا تو

میری محرومی پہ بس تو روئیگا
میری مظلومی پہ حیران ہوئیگا

تھوڑا ان لفظون سے کر از راہ جوش
اس سخن سے کر مجھے حلقہ بگوش

تو کہے جو کچھ کہ میری خاک سے
ڈال میری مدرک غمناک پے

تھام ہاتھ اس عاجزی مین تو مرا
شاد غمخواری مین کر مجکو سدا

لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در امر من تاخیر میندار و فی التاخیر آفات و تمثیل

خوشامد کرنا موش کی مینڈک سے کہ تو بہانہ نہ کر اور میرے کام مین تاخیر مین آفت ہے اور تمثیل

[1] کون ہون الخ ۶ شعر مین کون ہون تو اسے بیان کر اور دن کو تیرے روشن تو خلق سے کر میری زشتی و مکروہی مت دیکھ کہ پر زہر ہونے سے مانند مار کوہی کے ہون اسے مین زشت ہون اور میری خصلت زشت ہے مین کیسے گل ہوؤن کہ مجھے خار بویا ہے تو بہار حسن گل خار کو دے اور زینت طاؤس اس مار کو دے مین اس زشتی کامل مین منتہی ہون اور تیرا لطف فضل اور فن مین منتہی ہے اے شاہ حاجتین اس منتہی کی جلد تر اس منتہی سے بر لا یعنی اس منتہی بدی کی حاجتین از منتہی لطف تہی اپنے سے بر لا کہ اپنی مراد کو پہونچے یا قی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جو مرون مین الخ ۶ شعر جو مین مرون تیرا فضل روئیگا اگرچہ وہ حاجت سے پاک اور جدا ہے میری گور پر تو بہت بیٹھے گا اور چشم سے تو اشک جاری کریگا تو میری محرومی پر بس روئیگا اور بس مظلومی پر حیران ہوئیگا تھوڑا ان لفظون سے اب از راہ جوش اس سخن سے کر حلقہ بگوش تو جو کچھ میری خاک سے کہے میری مدرک غمناک پر ڈال تو اس عاجزی مین میرا ہاتھ تھام اور غمخواری مین مجکو سدا شاد کر یعنی اے خدا تو مجھ پر لطف و کرم کر عاجزی مین میرا ہاتھ تھام کہ بیکس و ناتوان ہون آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

صوفی را گفت خواجه سیم پاش	کای قد مهای ترا جانم فراش	بولا اک صوفی کو اک خواجہ سخی[۵۱]	زیر پا تیرے ہے فرش اب جان مری
یک درم خواهی تو امروز ای شهم	یا که فردا چاشتگاهی سه درم	اک درم لے آج مجھ سے تو اے شاہ	یا کہ کل تو سہ درم لے صبحگاہ
گفت امروز این درم راضی ترم	که دهی امروز فردا صد درم	بولا اک درہم پہ راضی تر ہوں میں	آج دے کہ سو درم کل پاؤں میں
سیلی نقد از عطای نسیه به	یک قفا پشت کشیدم نقد ده	نقد تھپڑ جود نسیہ سے بھلا	رکھے گردن آگے تیرے نقد لا
خاصه آن سیلی که از دست تو است	هم قفا هم سیلیش مست تو است	خاص تھپڑ ہے کہ تیرے دست سے	بھی چپیت گردن بھی تجھ سے مست ہے
هین بیا ای شادی جان جهان	خوش غنیمت دار نقد این زمان	آ تو اے شادی جان جہان	خوش غنیمت رکھ تو یہ نقد زمان
در مدزد آن روی مه از شبروان	سر مکش زین جوی ای آب روان	مت[۵۲] چرا شبرو سے تو وہ ماہرو	مت رک اے آب رواں اس جو سے تو
تا لب جو خندد ای مار معین	وز لب جو سر بر آرد یاسمین	تا ہنسے لب جو کا با مار معین	اور لب جو سے اگے بس یاسمین
چون ببینی بر لب جو سبزه مست	پس بدان از دور کانجا آب هست	مست سبزہ جو لب جو پر دکھے	دور سے تو جان یاں پر آب ہے
گفت سیماهم وجوه کردگار	که بود غماز باران سبزه زار	بولا سیماهم وجوه کردگار	ہوتا ہے غماز باران سبزہ زار
گر ببارد شب نبیند هیچکس	که بود در خواب هر نفس و نفس	شب کو گر برسے نہ دیکھے کوئی کس	خواب میں ہوتا ہے ہر نفس و نفس
تازگی هر گلستان جمیل	هست بر باران پنهانی دلیل	تازگی ہر گلستاں کی اے عقیل	ہے برسنے آب پر پنہاں دلیل
ای اخی من خاکیم تو آبیی	لیک شاه رحمت و وهابیی	اے اخی میں خاکی اور آبی ہے تو	لیک شاہ رحم وہابی ہے تو

رجوع بحکایت چغز و موش است

رجوع طرف حکایت مینڈک و موش کے ہے

آنچنان کن از عطا و از کرم	که گه و بیگه بخدمت می زنم	ایسا[۵۳] کر از راہ عطا و جود کے	کہ میں ہر دم آؤں خدمت میں ترے
بر لب جو من بجان میخوانمت	من نه بینم از اجابت مرحمت	تجکو جو پر میں بلاتا ہوں بجان	میں اجابت سے نہ دیکھوں رحم وان
آمدن بر آب من بسته شد	زانکه ترکیبم ز خاکی رسته شد	بند آنا آب پر میرا ہوا	کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا

۵۱ بولا الخ ۶ شعر ایک صوفی سے ایک خواجہ سخی نے کہا کہ تیرے زیر پا میری جان فرش ہے آج تو ایک درم مجھ سے لے یا کہ کل تو سہ درم صبحکو کو لے کہا کہ میں ایک درم پر راضی ہوں آج دے کہ سو درم کل میں پاؤں پھر نقد جو اُدھار سے بہتر ہے تیرے آگے گردن رکھے کہ نقد لا خاص تھپڑ کہ میرے ہاتھ سے ہے بھی چپیت و بھی گردن تجھ سے مست ہے تو آ اے شادی جان جہان اور تو خوش غنیمت رکھ یہ نقد زبان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ مت چرا الخ ۷ شعر وہ ماہ شبرو سے مت چرا اور اے آب رواں مت رک اس جو سے طالب ہو ہنسی ما معین سے اور آب جو سے اُگے یاسمین سبزہ مست آب جو دیکھے تو دور سے جان کہ یہاں آب ہے کہا سیماهم وجوه خدا نے کہ سبزہ زار غماز باران ہوتا ہے اگر شب کو برسے اور کوئی نہ دیکھے کہ ہر نفس و نفس خواب ہوتا ہے ہر گلستان کی تازگی برسنے آب پہ پوشیدہ دلیل ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے اخی میں خاکی اور تو آبی ہے ولیکن تو شاہ رحم وہابی ہے یعنی تھپڑ نقد بخشش اُدھار سے بہتر ہے یہ بات ظاہر مخزن باطن کی آگے مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۳ ایسا کر الخ ۵ شعر ایسا کر از راہ جود و عطا کے میں ہر دم تیری خدمت میں آؤں تجکو نہر پر میں کہتا ہوں جان سے ولیکن میں اجابت سے وہاں رحم نہیں دیکھتا ہوں میرا آنا آب پر بند ہوا کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا ہے کوئی قاصد یا نشان مقرر کر تا کہ میری جزا تجکو بیان کرے اس امر میں وہ دونوں بار بحث کرتے تھے آخر کو باہم یہ قرار ٹھہرا ۱۲

یار سوی بانشان کن یا مدد ۔ تا ترا از بانگ من آگہ کند
کر مقرر کوئی قاصد یا نشان ۔ تا ندا میری کرے تجکو بیان

بحث کردند اندرین کار آن دو یار ۔ آخر این بحث آن آمد قرار
اس امر مین بحث کرتے دونون یار ۔ ٹھہرایہ آخر کو یہ آپس باہم قرار

کہ بدست آرید یک رشتہ دراز ۔ تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز
کہ بہم پہونچاؤ اک رشتہ دراز ۔ جذب رشتہ سے ہو اظہار راز

یک سری بر پای این بندہ ز تو ۔ بستہ باشد دیگری بر پای تو
اک سرا یہ بندہ باندھے پاؤن پر ۔ دوسرا باندھے ترے وہ پاؤن پہ

تا بہم آئیم زین فن ما دو تن ۔ اندر آمیزیم چون جان با بدن
تا ملین اس فن سے ہم تم دونون تن ۔ ہم ملین آپس مین جون جان و بدن

ہست تن چون ریسمان بر پای جان ۔ می کشاند بر زمین از آسمان
مثل رشتہ تن ہے جان کے پاؤن پے ۔ اسکو کھینچے ہے زمین پر چرخ سے

چغز جان در آب خواب بیہشی ۔ رشتہ از موش تن آمد در خوشی
آپ غفلت مین ہے مینڈک جان کی ۔ رشتہ موش تن کا ہے اندر خوشی

موش تن زان ریسمان بازش کشد ۔ چند تلخی زین کشش زان می چشد
موش تن رشتہ سے پھر کھینچے اُسے ۔ اس کشش سے تلخی از بس جان چکھے

گر نبودی جذب موش گندہ مغز ۔ عیشہا کردی درون آب چغز
گر نہ ہوتی یہ کشش اس موش کی ۔ کرتا مینڈک آب مین از بس خوشی

باقیش چون وز برخیزی ز خواب ۔ بشنوی از نور بخش آفتاب
آنکھ دن کو خواب سے تیری کھلے ۔ حال باقی تو سنے اس شمس سے

یک سر رشتہ گرہ بر پای من ۔ زان سر دیگر تو بر پا عقدہ زن
اک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پر ۔ دوسرا تو باندھ اپنے پاؤن پر

تا توانم من درین خشکی کشید ۔ مر ترا انک شد سر رشتہ پدید
تا سکون خشکی مین تجکو کھینچنا ۔ اب ہوا سر رشتہ پیدا ظاہرا

تلخ آمد بر دل چغز این حدیث ۔ کہ مرا در عقدہ آرد این خبیث
بات یہ مینڈک کو آئی ناگوار ۔ کہ مجھے پھندے مین پھانسے یار مار

ہر کراہت در دل مرد بہی ۔ چون در آید ز افتی نبود تہی
جو کراہت دل مین اہل اللہ کے ۔ آئے وہ خالی نہ ہو آفات سے

وحی حق دان آن فراست نہ وہم ۔ نور دل از لوح کل کردست فہم
وحی حق جان اُس فراست کو نہ وہم ۔ نور دل نے لوح کل سے کی ہے فہم

امتناع پیل از سیران بہ بیت ۔ با جد آن پیلبان و بانگ ہیت
حملۂ کعبہ سے رکنا پیل کا ۔ باوجودے پیلبان جد مین رہا

جانب کعبہ نہ رفتی پای پیل ۔ با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
جانب کعبہ نہ جاتا پائے پیل ۔ مغز کل تھا نے زیادہ نے قلیل

گفتئی کہ خشک شد پاہای او ۔ یا بمرد آن جان ہول افزای او
تو کہے کہ ہو گیا خشک اُسکا پا ۔ یا کہ نکلے جان با ہول و بلا

سلہ کہ بہم آئیم الخ ۵ شعر کہ ایک رشتہ دراز ہم پہونچاؤ تاکہ جذب رشتہ سے راز اظہار ہو ایک سرا یہ بندہ پاؤن پر باندھے اور وہ دوسرا تیرے پاؤن پر باندھے تا اس فن سے ہم تم دونون ملین اور آپسمین ہم ملین مانند جان وتن کے آگے اس کے حقائق ہین رشتہ کے مانند بدن ہے جان کے پاؤن پر کہ اس کو زمین پر کھینچتا ہے آسمان سے جان کی مینڈک آب غفلت مین ہے اور رشتہ موش بدن کا خوشی ہے یعنی مینڈک جان کو کہ بحر معنی کا رہنے والا موش تن کر خشکی خاک کا اس عالم سے اُس عالم مین کھینچتا رہے ہے اور غفلت مین ڈالتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ موش تن الخ ۶ شعر موش تن پھر رشتہ سے اُسے کھینچے اور اس کشش سے از بس جان تلخی چکھے اگر اس موش کی یہ کشش نہ ہوتی مینڈک آب مین از بس خوشی کرتا تیری آنکھ دن کو خواب کھلے باقی حال تو اس شمس سے سنئے آگے رجوع بقصہ ہے کہ ایک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پر اور دوسرا تو باندھا اپنے پاؤن پر سر رشتہ بظاہر پیدا ہوا یہ بات بظاہر مینڈک کو ناگوار آئی کہ مجکو پھندے مین پھانستا ہے یار آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کراہت الخ ۸ شعر جو اہل اللہ کے دل مین کراہت ہووے وہ آفت سے خالی نہ ہووے اس فراست کو وحی حق جان نہ وہم کہ نور دل نے لوح کل سے فہم کی ہے آگے اس کی مثال ہے پیل کا رکھنا حملہ کعبہ سے باوجودیکہ فیلبان کوشش کرتا تھا کعبہ کی جانب پاؤن پیل کا نہ جاتا مغز کل تھا نہ زیادہ نہ قلیل تو کہے کہ اسکا پاؤن خشک ہو گیا یا کہ جان نکلی جان کو حق آگاہ کرے اور صاحب فیل کو گمراہ کرے جب اسکا منہ یمن کی طرف کرتے تو پیل سو گھوڑون سے تیز جاتا حس پیل نہ تھم غیب سے آگاہ تھی ولی حق کی حس پھر کیا کچھ رکھتی ہے یعنی جس چیز سے اہل اللہ کے دلمین کراہت آتی ہے وہ آفت سے خالی نہین ہوتی ہے پس وہ فراست وحی حق ہے وہم نہین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

پیل را حق جان آگہ میکند | وان خسان را گول گمرہ میکند
چونکہ گردندی سرش سوی یمن | پیل نر صد اسپہ گشتی گام زن
حس پیل از زخم غیب آگاہ بود | چون بود حس ولی با ورود
نی کہ یعقوب نبی گفت آنزمان | کہ ازو جستند یوسف کنعان
از پدر چون خواستند آن داوران | تا برندش سوی صحرا یکزمان
جملہ گفتندش میندیش از ضرر | یکدو روزش مہلتی دہ ای پدر
تو چرا ما را نہ پنداری امین | یوسف خود نسپری با حافظین
تا بہم در مرغہا بازی کنیم | ما درین دعوت امین و محسنیم
گفت میدانم کہ نقلش از برم | میفروزد در دلم درد و سقم
این دلم ہرگز نمی گوید دروغ | کہ ز نور عرش دل دارد فروغ
آن دلیل قاطعی بد بر فساد | وز قضا آن را نکرد او اعتماد
در گذشت از وی نشانہای چنان | کہ قضا در فلسفہ بود آن زمان
این عجب نبود کہ کور افتد بچاہ | بل عجب افتادن بینای راہ
کاین قضا را گونا گون تصرفہاست | چشم بندش یفعل اللہ ما یشاست
ہم بداند ہم بداند دل فنش | موم گردد بہر آن مہر آہنش
گوئیا دل گویدی کہ میل او | چون درین شد ہرچہ باشد باشگو
خویش را ہم زین مغفل میکند | در عقابش جان مغفل میکند

پیل کی حق جان کو آگہ کرے | صاحب پیلوں کو وہ گمرہ کرے
جب یمن کی سمت کرتے اسکا سر | پیل سو گھوڑوں سے جاتا تیز تر
حس پیل آگہ تھی زخم غیب سے | حس ولی حق کی پھر کیا کچھ لکھے
[۵۱] نے کہ یعقوب نبی سے جب کہا | مانگا یوسف بھائیوں نے اسسے جا
بھائیوں نے جبکہ چاہا باپ سے | سوئے صحرا تا کہ لیجائیں اسے
بولے سب اُن سے نہ کر فکر ضرر | ایک دو دن کی دے مہلت اے پدر
کس لئے ہمکو نہیں جانے امین | اپنا یوسف سونپ نے پاحافظین
تا کہ ہم سب مل کے کھیلیں دشت میں | اس طلب میں ہم امانتدار ہیں
بولے میں جانوں کہ میرے پاس سے | جانا اسکا دلکو صدمہ دے مرے
دل [۵۲] مرا ہرگز نہ کہتا جھوٹ ہے | کہ منور ہے وہ نور عرش سے
وہ دلیل قاطع رکھتے تھے فساد | نے قضا سے اُس کا رکھتا اعتماد
محو اُن سے وہ نشان بالکل ہوا | عقل کی پابند تھی اُسدم قضا
یہ غضب ہے چاہ میں اندھا گرے | ہے عجب بینا گرے جو راہ سے
یہ تصرف گونا گوں رکھے قضا | چشم بندی یفعل اللہ ما یشا
اُس کا فن دل جانے اور تو جانئے ہے | موم آہن ہو محبت کے لئے
گویا [۵۳] دل کہوے کہ خواہش اسکی ہو | کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہہ
آپ کو بھی اُس سے غافل کرتا ہے | جان کو وہ اپنی پاگل کرتا ہے

سا ۵۱ نے کہ الخ ۶ شعر ہیں یعقوب نبی نے کیا کہ جب بھائیوں نے یوسف کو اُن سے جا کر مانگا جبکہ بھائیوں نے آپ سے چاہا تا کہ صحرا کی طرف اسے لیجائیں سب نے ان سے کہا کہ فکر ضرر نہ کرو اور ایک دو دن کی مہلت دے اے پدر ہمکو کس واسطے میں نہیں جانتا اپنا یوسف نہیں سونپتا ہے ساتھ نگہبانوں کے تا کہ ہم سب مل کر دشت میں کھیلیں ہم اس طلب میں امانتدار ہیں نہیں جانتا ہوں میرے پاس سے اُس کا جانا میرے دلکو صدمہ دیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سا ۵۲ دل مرا الخ ۶ شعر میرا دل ہرگز جھوٹ نہیں کہتا ہے کہ وہ روشن ہے نور عرش سے وہ دلیل قاطع فساد کی رکھتی تھی اس کا اعتماد بسبب قضا کے نہ رکھا وہ نشان اُن سے بالکل محو ہوا قضا اُسدم عقل کی پابند تھی آگے اس کی مثال ہے یہ عجب نہیں کہ چاہ میں اندھا گرے بلکہ تعجب یہ ہے کہ بینا راہ سے گرے یہ تصرف قضا گونا گون رکھتی ہے چشم بندی یفعل اللہ ما یشا اُس کا فن دل جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ آہن موم ہوتا ہے محبت کیواسطے یعنی تصرفات قضا کے ایسے ہیں آگاہ لوگ جانتے ہیں اور پھر وہ کام کرتے ہیں کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے وہ فعل کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سا ۵۳ گویا دل الخ ۸ شعر گویا دل کہے کہ حق کی خواہش کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو اس سے غافل آپ کو بھی کرتا ہے اگر وہ پہلوان اس میں مات ہووے پس وہ مات نہووے امتحان ہووے سو بلا سے ایک بالا سے ایک پستی اسکو بلندی دے آگے اس کی مثال ہے ایسا خام شوخ کہ جو اُسے شراب نے چھڑایا صد با خمار خام سے آخر کو پختہ و استاد ہوا جان کی بندگی سے چھٹ مست بادہ ہوا سے ہو اور بے تمیز ہو کہ بالکل خلق سے چھٹا ان نے عقیدے سست پر تقلید سے اور خیال دیدہ بے دیدہ سے یعنی شراب عشق الٰہی سے مست ہو کر خلق سے چھٹا اور خیال دیدہ بے دیدہ نے بچایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر شود مات اندرین آن بوالعلا — آن نباشد مات باشد ابتلا
یک بلا از صد بلا ایش وا خرد — یک هبوطش بر معارجها برد
خام شوخی که رهانیدش مدام — از خمار صد هزاران نیشت خام
عاقبت او پخته و استاد شد — جست از رق جهان آزاد شد
از شراب لایزالی گشت مست — شد ممیز وز خلائق باز رست
ز اعتقاد سست پر تقلید شان — وز خیال دیدهٔ بے دید شان
ای عجب چه فن زند ادراکشان — پیش جزر و مد بحر بے نشان
زان بیابان آن عمارتها رسید — ملکت و شاهی و وزارتها رسید
زان بیابان عدم مستان شوق — میرسند اندر شهادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیه — می رسد در هر مساء و غادیه
آید و گیرد وثاق ما گرد — که رسیدم نوبت ما شد تو رد
چو پسر چشم خرد را بر گشاد — زود بابا رخت بر گردون نهاد
جادهٔ شاه است این سو این زمان — دان ازان سو صادران و واردان
نیک بنگر ما نشسته می رویم — تو نه بینی قاصد جایے تو ایم
بهر مالے می نگیری راس مال — بلکه از بهر غرض صادر مآل
پس مسافر آن بود ای ره پرست — که مسیر و روش در مستقبل ست
همچنان کز پردهٔ دل بیکلال — دمبدم در میرسد خیل خیال
گر نه تصویرات از یک معدن اند — در پی هم سوے جان چون میرسند

مات ہووے اسمین گروہ پہلوان — پر نہ ہووے مات ہووے امتحان
سو بلا سے اک بلا سے مولا اُسے — ایک پستی بس بلندی اسکو دے
خام شوق ایسا چھڑایا جو اُسے — مے نے اک صد با خمار خام سے
پختہ اور اُستاد آخر کو ہوا — اور جہان کی بندگی سے وہ چھٹا
مست بادۂ لایزالی سے ہوا — پر تمیز ہو خلق سے بالکل چھٹا
سست عقیدہ اُنکے پر تقلید سے — اور خیال دیدۂ بے دید کے
[۵۱] اے عجب کیا فن کرے کھینچے اُسے — آگے جزر و مد بحر غیب سے
اس بیابان سے عمارت آئی ہے — ملک شاہی اور وزارت آئی ہے
اس بیابان عدم سے مست شوق — آتے ہین دنیا کے اندر جوق جوق
کاروان در کاروان اُس دشت سے — آتے ہین ہر وقت صبح و شام کے
آتے ہین اور لیتے ہین وہ گھر مرا — کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا
[۵۲] جیسے آنکھین عقل کی کھولے پسر — جلد سامان خرچ پر رکھے پدر
یہ سڑک شاہی ہے اس سے سو روان — اور اُدھر سے آئین جائین میہمان
خوب دیکھ ہم بیٹھے بیٹھے جاتے ہین — تو نہ دیکھے ہم روان تو جاتے ہین
مال کی خاطر نہ تو لے راس مال — بل غرض کو جو کہ ہو اندر مآل
پس مسافر وہ ہے ای فرخندہ پے — کہ مسیر و اُسکا مُنھ آگے کو ہے
[۵۳] جیسے پردہ دل سے بیرنج و ملال — پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال
گر خیالات اک نہین معدن سے ہین — آگے پیچھے سوی جان کیون آتے ہین

۵۱ اے عجب الخ ۵ شعر اے عجب کیا فن کرے کہ اُسے کھینچے آگے جزر و مد بحر غیب کے اس بیابان سے عمارت آئی ہے ملک شاہی وزارت آئی ہے اس بیابان عدم سے مست شوق دنیا کے اندر جوق جوق آتے ہین اس دشت سے کاروان کاروان آتے ہین ہر وقت صبح و شام کے وہ آتے ہین اور لیتے ہین گھر میرا کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا یعنی ملک عدم سے ایک مخلوق اس جہان مین آتی ہے اور چلی جاتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

۵۲ جیسے آنکھین الخ ۷ شعر جیسے پسر عقل کی آنکھین کھولے اور پدر سامان خرچ پر جلد رکھے یہ سڑک شاہی اس سوے ہے روان اور اُدھر سے آئین و جائین میہمان خوب دیکھ کہ ہم بیٹھے جاتے ہین جو نہ دیکھے کہ ہم نئی جا پر روان ہین تم مال کی خاطر راس المال سے بلکہ غرض کو جو کہ اندر مآل کے ہے پس وہ مسافر ہے اے فرخندہ پے کہ سیر کرنیکو اسکا منہ آگے ہو آگے کو ہو

ہین ۵۳ جیسے پردہ الخ پردۂ دل سے بے رنج و ملال پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال کی اگر خیالات ایک معدن سے نہین ہین تمہت جان کے آگے پیچھے کیون آتے ہین یعنی ہم اس جہان سے ایسے اُدھر چلے جاتے ہین جیسے خیالات اِدھر سے چلے آتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

جوق جوق اسپاه تصویرات ما — سوی چشمه دل شتابان از ظما
جرها پر می کنند و می روند — دائما پیدا و پنهان می شوند
فکرہا را اختران چرخ دان — دائر اندر چرخ دیگر آسمان
سعد دیدی شکر کن ایثار کن — نحس دیدی صدقه و استغفار کن
ما کئیم این را بیا ای یار من — طالعم مقبل کن و چرخی بزن
روح را تابان کن از انوار ماه — زانکه ز آسیب ذنب شد دل سیاه
از خیال و وہم و ظن بازش رہان — از چه و جور رسن بازش رہان
تا ز دلداری خوب تو دلی — پر بر آرد بر پرد ز آب و گلی
ای عزیز مصر جانم دستگیر — عذر این زندانی خود در پذیر
ای عزیز مصر جانم آن تست — یوسف مظلوم در زندان تست
در خلاص او یکی خوابی ببین — زود کان الله یحب المحسنین
هفت گاو لاغر پر از گزند — هفت گاو فربهش را میخورند
هفت خوشه زشت خشک ناپسند — سنبلات تازه را می چرند
قحط از مصرش بر آمد ای عزیز — هین مباش ای شاه این را مستجیز
یوسفم در حبس تو ای شه نشان — هین ز دستان زنانم وا رهان
از سوی عرشی که بودم مربط او — شهوت مادر فکندم که اهبطوا
پس فتادم زان کمال مستتم — از فن زالی به زندان رحم

جوق جوق آتے ہین لشکر خیال کے — تشنہ جانب چشمۂ دل کے مرے
پر سبو کرتے ہین اور جاتے ہین وہ — اور سدا پیدا نہان ہوتے ہین وہ
جان فکر اختران چرخ سے — کرتے ہین گردش وہ اور ہی چرخ پر
سعد دیکھے شکر اور ایثار کر — نحس دیکھے صدقہ استغفار کر
ہم ہین کون اسکو تو لا ای میرے یار — طالع مقبل کر مرا لوٹا ایکبار
کر تو روشن روح نور ماہ سے — دل سیہ صدمہ ذنب سے جو کہ ہے
اسکو وہم و خیال و ظن سے پھر چھڑا — اور چہ و جور و رسن سے پھر چھڑا
تا کہ دل دلداری سے خوش ہو ترے — پر نکالے آب و گل سے اور اڑے
ای عزیز مصر میری جان کا — عذر سن قیدی کو اپنے کر رہا
ای عزیز اب جان تیری ملک ہے — یوسف مظلوم زندان مین ترے
خواب دیکھ اسکی رہائی مین امین — جلد کان الله یحب المحسنین (تحقیق الله دوست رکھتا ہے نیکوں کو)
سات لاغر گاؤ جو ہین رنج مین — سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتے ہین
سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین — تازہ خوشے سات کو وہ چرتے ہین
قحط مصر اسکے سے نکلا ای عزیز — رکھ نہ قید اسکو ای شاہ پر تمیز
مین ہون یوسف قید مین تیری شہا — عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا
ربط رکھنے والا مین تھا عرش سے — اہبطو مین ڈالا خواہش نے مجھے
پس پھنسا مین اُس کمال قرب سے — زال کے مکرون سے اندر رحم کے

سلہ جوق جوق الخ ۶ شعر لشکر خیال کے جوق جوق آتے ہین تشنہ جانب چشمہ دل میرے کے سبو کرتے ہین اور وہ جاتے ہین اور ہمیشہ وہ پیدا و نہان ہوتے ہین جان انجم فلک سے کہ وہ گردش کرتے ہین اور آسمان پر ہین جو کہ سعد دیکھے شکر و ایثار کر اور جو نحس دیکھے صدقہ و استغفار کر ہم کون ہین تو اس کو لا ای میرے طالع مقبل کر اور ایکبار لوٹ کو روح روشن کر فرمایا اے جو کہ دل صدمہ ذنب سے سیاہ ہے یعنی فکر ہین مانند اختروں کے جان کو گردش کرتے ہین اور چرخ پر ہین جو نیک آئین شکر کر اور نحس سے استغفار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اُس کو الخ ۲ شعر پھر اسکو وہم و خیال و گمان سے چھڑا اور چاہ و جور رسن سے چھڑا تا کہ دل تیری دلداری خوش سے آب و گل سے پر نکالے اور اُڑے اور اسے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اور اپنے قیدی کو رہا کر اے عزیز سب جان تیری ملک ہے کہ یوسف مظلوم تیرے زندان مین ہے اسکی رہائی مین جلد الہی مین خواب دیکھ ترجمہ کہ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکوں کو سات دبلی گاؤ جو رنج مین ہین سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتی ہین سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین سات خوشے تازہ کو وہ چرتے ہین یعنی دل کہ مثل یوسف کے قید زندان بدن ہے اے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اسکو اس قید سے رہا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ قحط مصر الخ ۴ شعر قحط مصر اسکے سے نکلا اس کو قید مت رکھ اے شاہ تمیز مین یوسف تیری قید مین ہون اے شاہ تو عورتوں کے مکر سے مجکو چھڑا مین ربط رکھنے والا عرش سے تھا مجکو اہبطو نے خواہش مین ڈالا پس مین پھنسا اس کمال قرب سے زال کے مکروں سے اور رحم کے اندر روح کو زندان مین لائے عرش سے عورتوں کا مکر پڑا ہوا اسواسطے میری پستی اول آخر عورت سے سب ہین روح تھا تن مین کس طور سے یعنی روح مکر زن نفس مین گرفتار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روح را از عرش آرد در حطیم / لاجرم کید زنان باشد عظیم
اول و آخر هبوط من ز زن / چونکه بودم روح و چون گشتم بدن
بشنو این زاری یوسف در عثار / یا بران یعقوب بیدل رحم آر
ناله از اخوان کنم یا از زنان / که فگندندم چو آدم از جنان
زان مثال برگ دی پژمرده‌ام / کز بهشت وصل گندم خورده‌ام
چون بدیدم لطف و اکرام ترا / وان سلام و صلح و پیغام ترا
من سپند چشم بد کردم پدید / در سپندم نیز چشم بد رسید
دافع هر چشم بد از پیش و پس / چشمهای پر خمار تست و بس
چشم بد را چشم نیکویت شها / مات و مستاصل کند نعم الدوا
بل ز چشمت کیمیاها میرسد / چشم بد را چشم نیکو می کند
چشم شه بر چشم باز دل زده است / چشم بازش سخت با همت شده است
تا ز بس همت که یابید از نظر / می نگردد باز شه جز شیر نر
شیر چه کان شاهباز معنوی / هم شکار تست هم صیدش توی
شد صفیر باز جان در مرج دین / نعرهای لا احب الآفلین
باز دل را کز پی تو می پرید / از عطای بیحدت چشمی رسید
یافت بینی بوی و گوش از تو سماع / هر حسی را قسمتی آرد مشاع
هر حسی را چون دهی ره سوی غیب / نبود آن حس را فتور مرگ و شیب
مالک الملکی بحس چیزی دهی / تا که بر حسها کند آن حس شهی

روح کو زندان مین لائے عرش سے / ہے زنون کا کید عظیم اس واسطے
اول آخر پستی میری زن سے ہے / روح تھا مین تن بنون کس طور سے
رنج مین یوسف کے زاری گوش کر / یا کہ تو کر رحم اُس یعقوب پر
عورتون سے روؤن یا اخوان سے مین / کہ جنان سے نکلا جون آدم کے مین
اس سے جون برگ خزان پژمردہ ہون / وصل کی جنت سے گندم خوردہ ہون
دیکھا مین نے جو ترے اکرام کو / اور سلام اور صلح اور پیغام کو
چشم بد کو لایا مین اسپند جو / چشم بد پہونچے مرے اسپند کو
چشم بد کے دفع کرنے کے لئے / تیری چشم پر خمار اب بس کرے
چشم بد کو چشم نیک اے شہ تری / دفع کر دے خوب ہے چارہ گری
کیمیا بلکہ پہونچے تیری چشم سے / چشم بد چشم نیکو تر کرے
چشم باز دل پہ شہ نے کی نظر / چشم باز اس کی ہے با ہمت مگر
تا اُس ہمت سے کہ ہو اور نظر / نے پکڑتا باز شہ جز شیر نر
شیر کیا وہ شاہباز معنوی / صید تیرا ہے و صید اسکا توئی
اپنے باز جان کے اندر راہ دین / ہے صدائے لا احب الآفلین
باز دل کو کہ اُڑا تیرے لئے / چشم بد پہونچی تری اس جود سے
بینی بو اور گوش سننا تجھ سے لے / حصہ ہر اک حس کا شامل آئے ہی
راہ ہر حس کو تو سوئے غیب دے / مرگ و نقصان پھر نہ اس حس کو ملے
مالک الملک حس کو جو اک چیز دے / تا حسون پر پس وہ حس شاہی کرے

حکایت سلطان محمود غزنوی و رفاقت او شب با دزدان

حکایت سلطان محمود غزنوی کی اور رفاقت کرنا اس کی رات کو ساتھ چورون کے

ف۱ رنج مین آگے شعر یوسف کی زاری رنج مین گوش کر یا تو اس یعقوب پے رحم کر مین عورتون سے روؤن یا اخوان سے کہ مین آدم کے مانند جنت سے نکلا اس سے برگ خزان کے مانند پژمردہ ہون جنت سے وصل کو گندم خوردہ ہون جو مین نے دیکھا تیرے آرام کو اور سلام صلح و پیغام کو چشم بد کو جو مین اسپند جو لایا تو میرے اسپند کو چشم بد پہونچے دفع کرے چشم بد کے جو مین اسپند لایا تو میرا اسپند کو چشم بد پہونچے دفع چشم بد کے واسطے تیری چشم پرخمار بس کرتی ہے چشم بد کو تیری چشم نیک اے شاہ رفع کر دے یہ چارہ گری خوب ہے یعنی دفع نظر بد کو ایک نظر دوا ہے جیسے پلیدی کو آب پاک دور کر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ کیمیا الخ ۹ شعر بلکہ کیمیا تیری چشم کو پہونچے کہ چشم بد کو نیکو تر کر دیا چشم باز دل پر شاہ نے نظر کی کہ چشم باز اسکی با ہمت ہوئی تا اس ہمت سے کہ از راہ نظر کے ہے باز شاہ نہین پکڑتا بجز شیر نر کے شیر کیا وہ شاہ باز معنوی تیرا صید ہے اور اُسکا صید تو ہے یعنی باز جان کی راہ دین مین خدا سے لا احب الآفلین باز دل کو تیرے واسطے اُڑا چشم بد پہونچی اس تیرے وجود سے ناک بو و گوش سننا تجھ سے لے ہر ایک حس کا حصہ شامل آتا ہے تو ہر ایک حس کو جو راہ سوئے غیب دے پھر اس حس کو مرگ و نقصان نہ ملے جو حس کو مالک الملک ایک چیز دے تا وہ حس اور حسون پر شاہی کرے یعنی جو نظر عنایت مرشد کی سالک مین اثر کرے اس کو وہ ہمت حاصل ہو کہ ہر ایک حس اُس کی کو پھر مرگ و نقصان نہ پہونچے اور سب حسون پر اُس کو شاہی ملے چنانچہ اس کی مثال مین آگے سلطان محمود کو فرماتے ہین فافہم ۱۲

شب چو شہ محمود می گشت فرد | با گروہ دزد شب رو باز خورد
پس بگفتندش کدامی بوالوفا | گفت شہ من ہم یکی ام زیشما
آن یکی گفت ای گروہ مکر کیش | ہین بگوئید از فن و فرہنگ خویش
تا بگوید با حریفان در سمر | کو چہ دارد در جبلت از ہنر
آن یکی گفت ای گروہ فن فروش | ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
کہ بدانم سگ چہ میگوید بانگ | قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ
آن دگر گفت ای گروہ زر پرست | جملہ خاصیت مرا چشم اندرست
ہر کرا شب بینم اندر قیروان | روز بشناسم مر او را بی گمان
گفت یک خاصیتم در بازوست | کہ زنم من نقبہا با زور دست
گفت یک خاصیتم در بینی ست | کار من در خاکہا بو بینی ست
سر الناس معادن داد دست | کہ رسول آن را پی چہ گفتہ است
من ز خاک تن بدانم کاندر آن | چند نقدست و چہ دارد او ز کان
در یکی کان زر بی اندازہ درج | وان دگر دخلش بود کمتر ز خرج
ہمچو مجنون بو کنم ہر خاک را | خاک لیلی را بیابم بی خطا
بو کنم دانم ز ہر پیراہنی | گر بود یوسف دگر آہرمنی
ہمچو احمد کہ برد بو از یمن | زان نصیبی یافت این بینی من
کہ کدامین خاک ہمسایہ زرست | یا کدامین خاک صفر و ابترست

جو کہ پھرتا شب کو تھا محمود شاہ | اک گروہ دزد شب رو سے ملا
پس کہا اسکو کہ تو کون ہے | بولا شہ تم مین سے مین بھی ہون وہے
بولا اک انمین سے ای قوم دغا | عقل و فن اپنا کہو تم ظاہرا
تا کہو یارون سے تم اور دو خبر | کون کیا رکھتا ہے عادت مین ہنر
ایک بولا اے گروہ باہنر | میرے دونون کان مین ہے یہ اثر
کہ مین جانون ہون کہ سگ جو کچھ کہے | بولے دو آنہ روپے مین بس تو ہے
دوسرا بولا اے قوم زر طلب | خاصیت میری ہے بس آنکھون مین سب
مین شب تیرہ مین دیکھون جسکو مین | بیگمان پہچانون اسکو روز مین
بولا اک بازو مین خاصیت مرے | کہ مین دیتا نقب ہون بس ہاتھ سے
بولا اک تاثیر میری ناک مین | کام میرا سونگھنے کا خاک مین
سر الناس معادن کا ملا | کہ نبی نے اس لئے ہے وہ کہا
جانون خاک تن سے مین کہ درمیان | اسکے نقد اب کسقدر اور زر کان
ایک کان مین زر ہے از بسکہ بھرا | دوسرے مین دخل کم خرچ ہے سوا
سونگھون مجنون کیطرح ہر خاک کو | خاک لیلی پاؤن نہین بے جستجو
جانون ہر اک پیرہن مین سونگھ کے | اہرمن کا ہے و یا یوسف کا ہے
مثل احمد کہ یمن سے پائے بو | اس سے حاصل حصہ میری ناک کو
کہ ملی ہے خاک زر سے کونسی | یا تہی ہے خاک زر سے کونسی

سطر ۱ جو کہ پھرتا آگے ۹ شعر جو کہ محمود شاہ شب کو پھرتا تھا ایک گروہ دزد شب رو سے ملا پس اسکو کہا کہ تو کون ہے شاہ نے کہا مین ایک تم مین سے ہون ایک نے اُن مین سے کہا کہ اے قوم دغا تم عقل و فن اپنا ظاہر کہو تا یارون سے کہو اور خبر دو کہ کون کیا رکھتا ہے عادت مین ہنر ایک نے کہا کہ اے گروہ باہنر میرے دونون کان مین یہ اثر ہے کہ سگ جو کچھ کہے مین جانتا ہون کہا کہ تو بھی دو آنہ روپیہ مین سے ہے دوسرے نے کہا کہ اے قوم زر طلب میری آنکھون مین یہ خاصیت ہے کہ مین شب تیرہ مین جسکو دیکھتا ہون اسکو دن مین بیشک پہچانتا ہون ایک نے کہا کہ میرے بازو مین خاصیت ہے کہ مین نقب دیتا ہون ہاتھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سطر ۱۰ بولا اک آگے ۷ شعر ایک نے کہا کہ میری ناک مین تاثیر ہے کہ میرا کام سونگھنے کا خاک مین ہے بھید الناس معادن کا ملا اسواسطے نبی نے وہ کہا خاک تن سے مین جانتا ہون کہ درمیان اُسکے کس قدر نقد زر ہے کہ ایک کان مین زر از بس بھرا ہے دوسرے مین دخل کم اور خرچ سوا ہے مجنون کے مانند سونگھ ہر خاک کو خاک لیلے مین پاؤن بے جستجو کہ مین ہر ایک پیراہن سونگھ کر جانون کہ اہرمن کا ہے و یا یوسف کا ہے احمد کے مانند کہ یمن سے بو پائی اُس سے حصہ حاصل میری ناک کو ہے یعنی اہل معنی کی حس شامہ بوے معنی کو معلوم کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سطر ۱۷ کہ ملی ہے آگے ۶ شعر کہ کونسی خاک زر سے ملی ہے یا کونسی خاک زر سے نہین ملی ہے ایک نے کہا کہ میرے پنجہ مین تاثیر ہے کہ کمند ڈالتا ہے بام پر اگرچہ قصر کسقدر ہو کنگرہ پر اُسکے مین کمند ڈالون جیسے احمد نے کمند ہمت الٰہی تھی کہ وہ کمند انکو لیگیا تخت تک حق نے کہا کہ اے کمند انداز بہو سے جانو مارمیت اذرمیت یعنی کمند ہمت نے جناب رسول مقبول صلعم کو خدا تک پہونچا دیا اور ایک کر دیا فعل انکا عین فعل حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت یک یک خاصیت در پنجه ام / که کمندی افگنم طول علم
قصر اگرچه چند باشد بس بلند / کنگرش در سخت گردانم کمند
همچو احمدؐ که کمند انداخت سخت / که کمندش برد سوی تخت و بخت
همچو احمدؐ که کمند انداخت جانش / تا کمندش برد سوی آسمانش
گفت حقش ای کمند انداز بیت / آن ز من دان مارمیت اذ رمیت
پس بپرسیدند زان شه کای سند / مر ترا خاصیت اندر چه بود
گفت در ریشم بود خاصیتم / که رهانم مجرمان را از سقم
مجرمانرا چون بجلادان دهند / چون بجنبد ریش من ایشان رهند
چون بجنبانم برحمت ریش را / طے کنند آن قتل و آن تشویش را
قوم گفتندش که قطب ما توئی / چون خلاص روز محنت ها توئی
بعد از آن جمله بهم بیرون شدند / سوی قصر آن شه میمون شدند
چون سگی بانگی بزد از دست راست / گفت میگوید که سلطان با شماست
خاک بو کرد آن دگر از ربوه / گفت که این هست از وثاق بیوه
پس کمند انداخت استاد کمند / تا شدند آن سوی دیوار بلند
جای دیگر خاک را چون بوی کرد / گفت خاک مخزن شاهی ست فرد
نقب زن زد نقب در مخزن رسید / هر یکی از مخزن اسبابی کشید
بس زر و زربفت و گوهرهای زفت / قوم بردند و نهان کردند تفت
شه معین دید منزلگاهشان / حلیه و نام و پناه و راهشان
خویش را دزدید از ایشان باز گشت / روز در دیوان بگفت آن سرگذشت

بولا اک تاثیر پنجہ مین مرے / کہ کمند اک ڈالتا ہون بام پے
قصر ہووے جسقدر گرچہ بلند / کنگرہ پر اُس کے مین ڈالون کمند
جیسے ڈالی تھی کمند احمدؐ نے سخت / لیگئی اُنکو کمند اب تا بہ تخت
جیسے احمدؐ نے بجان ڈالی کمند / لیگئی تا چرخ اُنکو بھی کمند
بولا حق کہ اے کمند انداز بیت / مجھ سے جانو مارمیت اذ رمیت
پوچھا اس شہ سے کہ اے فرخندہ پے / خاص تجکو خاصیت کس شے مین ہے
بولا خاصیت مری داڑھی مین ہے / کہ چھڑاؤن مجرمون کو قید سے
مجرمون کو جبکہ جلادونکو دین / جو ہلے داڑھی مری تو وہ چھٹین
جب مین رحمت سے ہلاؤن ریش کو / طے کرین اس حجت و تشویش کو
قوم بولی تو ہمارا قطب ہے / جو خلاصی روز محنت کی رکھے
بعدہ سب مل کے وہ باہر گئے / اور جانب قصر شاہی کے چلے
سگ جو بولا اُنکے سیدھے ہاتھ پے / بولا کُتا شہ تمھارے ساتھ ہے
خاک سونگھی دوسرے نے ڈھیر سے / بولا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے
پس کمند ڈالی جو اُس اُستاد نے / تا چڑھے وہ اک بلند دیوار پے
دوسری جا پر جو سونگھا خاک کو / بولا خاک مخزن شہ ہے نکو
نقب زن نے نقب مخزن مین کیا / اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا
بس زر و زربفت اور گوہر سبھی / لیگئے وہ لوگ اور پنہان کئے
جا مقرر دیکھی انکی شاہ نے / اور انکا نام و حلیہ راہ سے
اُن سا نپے کو چھپایا اور پھرا / دن کو دیوان مین کہا وہ ماجرا

ف۱ پوچھا الخ ۷ شعر اُس شاہ سے پوچھا کہ اے فرخندہ پے تجکو خاصیت کس شے مین ہے کہا کہ خاصیت میری داڑھی مین ہے کہ مجرمونکو قید سے چھڑا دون جبکہ مجرمون کو جلادون کو دین جو میری داڑھی مین رحمت سے ہلاؤن اس حجت و تشویش کو طے کرین قوم نے کہا کہ تو ہمارا قطب ہے جو روز محنت کی خلاصی رکھتا ہے بعدہ وہ سب مل کر باہر گئے اور قصر شاہی کی طرف چلے جو کتا بولا انکے سیدھے راستے پر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ شاہ تمھارے ہمراہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ خاک سونگھی الخ ۶ شعر دوسرے نے خاک ڈھیر سے سونگھی کہا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے پس کمند اُس اُستاد نے ڈالی تا وہ ایک بلند دیوار پر چڑھے دوسری جا پر جو اُس خاک کو سونگھا کہا کہ خاک مخزن شاہ کی ہے نقب زن نقب دے کر گیا اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا پس زر و زربفت و گوہر سبھی وہ لوگ لے گئے اور پوشیدہ گئے شاہ نے انکی جگہ مقرر دیکھی اور انکا نام و حلیہ و راہ سے دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ آن نے الخ ۷ شعر اُسنے خود کو چھپایا اور پھرا اور دن کو دیوان مین وہ ماجرا کہا پس سپاہی مست ہوکر دوڑے تا ہر ایک نے ہر ایک کو باندھا و دست بستہ طرف دیوان کے آئے اور وہ خوف جان سے لرزان تھے جب وہ پیش شاہ آکر کھڑے ہوئے وہ شاہ مثل ماہ کے یار شب اُسکا تھا وہ چور کہ شبکو جس کسیکو دیکھتا تھا اور دنکو بیشک دیکھکر پہچانتا تھا بادشاہ کو تخت پر دیکھا کہا کہ گشت شب مین یہ ہمارے ہمراہ تھا داڑھی مین اکثر خاصیت اس کی یہی ہماری گرفت بھی ایک اس سے ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پس روان گشتند سرہنگان مست — تا کہ ہر سرہنگ زدی را ببست
دست بستہ سوی دیوان آمدند — وز نہیب جان ہمہ لرزان شدند
چونکہ استادند پیش تخت شاہ — یار شب شان بود آن شاہ چو ماہ
آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختی — روز دیدی بیشکش بشناختی
شاہ را بر تخت دید و گفت این — بود با ما دوش شب گرد و قرین
آنکہ چندین خاصیت در ریش اوست — این گرفتِ ما ہم از تفتیش اوست
عارف شہ بود چشمش لاجرم — بر گشاد از معرفت لب با حشم
وَہُوَ مَعَکُم گفتہ این شاہ بود — فعل ما میدید و سر ما شنود
چشم من رہ برد شب را شناخت — جملہ شب با روی ماہش عشق باخت
امت خود را بخواہم من ازو — کو نگرداند ز عارف ہیچ ازو
چشم عارف دان امان ہر دو کون — کہ بدو یابید ہر بہرام عون
زان محمد شافع ہر داغ بود — کہ ز جز شہ چشم او مازاغ بود
در شب دنیا کہ محجوب است شید — ناظر حق بود و زو بودش امید
از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت — دید آنچہ جبرئیل آن بر نتافت
مر یتیمی را کہ حق سرمہ کشد — گردد او در یتیم با رشد
نور او بر درہا غالب شود — آنچنان مطلوب را طالب شود
در نظر بودش مقامات العباد — لاجرم نامش خدا شاہد نہاد
آلتِ شاہد زبان و چشم تیز — کہ ز شب خیزش ندارد سر گریز

پس سپاہی وہ بڑے شاہی مست ہو — تا ہر اک نے باندھا ہر اک چور کو
دست بستہ سوے دیوان آئے وہ — اور خوف جان سے لرزان تھے وہ
جب کھڑے آکر ہوئے وہ پیش شاہ — یار شب اُنکا تھا وہ شہ مثل ماہ
وہ کہ شب کو جس کسی کو دیکھتا — دن کو بیشک دیکھکر پہچانتا
بادشہ کو تخت پر دیکھا کہا — گشت شب مین یہ ہمارے ساتھ تھا
خاصیت داڑھی مین اکثر اسکی ہے — یہ ہماری بھی گرفت اک اس سے ہے
چشم عارف[1] اسکی شہ تھی اس لئے — کھولا اُس نے لب کو اس عرفان سے
وَہُوَ مَعَکُم بولا وہی شاہ تھا — راز سنتا فعل سب کے دیکھتا
کھوج شب سے شہ کو جانا چشم نے — عشق شب بھر ہمکو تھا اس ماہ سے
اپنی اُمت سے مین چاہوں اس لئے — عارفون سے رو نگردانی کرے
چشم عارف مامنِ کونین جان — کہ مدد لی اُس سے ہر شہ نے یہان
اس لئے تھا شافع مجرم نبی — کہ بجز شہ چشم مازاغ انکی تھی
چشم دنیا[2] کی کہ خور محجوب ہے — حق کے ناظر اور خواہشمند تھے
چشم الم نشرح سے انکی سرمہ سا — دیکھا جو جبریلؑ نے پردہ کھلا
وہ یتیم ایسے کہ سرمہ دے خدا — ہو وین وہ در یتیم بے بہا
نور انکا در پے بس غالب رہے — جسطرح مطلوب پر طالب رہے
عبدیت پیش نظر تھی آپ کے — نام شاہد حق نے رکھا اس لئے
آلہ شاہد کا زبان و چشم ہے — دیدہ شب خیزی سے نے عاجز رہے

[1] چشم عارف الخ ۲ شعر اس کی چشم شاہ سے عارف تھی اسواسطے اس نے لب کو کھولا اس عرفان سے اس نے کہا کہ وہ تمہارے ساتھ یہ شاہ تھا سب کے راز سنتا اور سب کے فعل دیکھتا تھا کھوج شب سے چشم نے شاہ کو جانا کہ شب بھر ہمکو عشق اس ماہ سے تھا مین امت سے اس واسطے چاہتا ہوں کہ عارفون سے روگردانی نکرے چشم عارف کو مامن کونین کا جان کہ ہر ایک شاہ تھے اور ولی اس سے یہان اس واسطے نبی شافع گنہگاران تھے کہ بجز شاکے انکی چشم مازاغ تھی یعنی جناب رسول مقبول صلعم اس شب دنیا مین مثل محمود شاہ کے دزدان اہل دنیا کے اکثر شامل ہوئے تو بروز حشر و نشر عارفان الٰہی کہ جنھون نے از راہ معرفت کے اللہ و رسول کو یہان پہچان لیا ہے بروز حشر حضور کو پہچان کر مسند شفاعت کے ہو وینگے پس شفاعت عام حضور کی سبکی شافع ہوگی حتٰی کہ مسلمان گنہگار و ملحدان کفاران و جمیع کافران دیگر بعد جزا و سزا کے تکلیف و دوزخ سے نجات پاوین گے چنانچہ مسلمان گنہگار و موحدان کفار جنت کو جاکر تجلی جنانیہ مین مشاہدہ کرینگے اور کفار عام دوزخ مین تجلی جہنمیہ مین مشاہدہ کرکے عبادت و عرفان کو ادا کرینگے چنانچہ بحر العلوم نے اس حالت کو شرح مین تیسرے دفتر کے آخر مین بداستان حکمت آفریدن دوزخ مین مشرح کیا ہے ملاحظہ فرمائین بخوبی معلوم ہوجائیگا یہ سب اثر شفاعت حضرت رسول مقبول صلعم مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] شب مین الخ ۲ شعر دنیا کی شب مین کہ خورشید محجوب ہے حق کی نظر اور خواہشمند تھے انکی چشم الم نشرح سے سرمہ سا تھی جو دیکھا وہ جبرئیل پر نہین کھلا وہ ایسے یتیم کہ خدا سرمہ دے کہ وہ در یتیم بے بہا ہو وین انکا نور گوہر پر غالب ہے جسطرح مطلوب پر طالب رہے آپکے پیش نظر عبدیت تھی اسواسطے حق نے نام شاہد رکھا شاہد کا ایک آلہ زبان ہے چشم ہے زندہ شب خیزی سے عاجز نہ رہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر ہزاران مدعی سر بر زدند	گوش قاضی جانب شاہد کشند	گر ہزاروں مدعی دعوی کرے	گوش شاہد کی طرف قاضی رکھے
قاضیا نزاد در حکومت این فن است	شاہد ایشانزاد و چشم روشن است	قاضیونکا ہی حکومت مین یہ کام	چشم روشن انکی شاہد ہین تمام
گفت شاہد زان بجای دیدہ است	کو بدیدہ بے غرض سر دیدہ است	قول شاہد اس سبب دیدہ کی جا	بے غرض دیکھا ہی اُس نے ماجرا
مدعی دیدہ است اما با غرض	پردہ باشد دیدۂ دل را غرض	مدعی نے دیکھا لیکن باغرض	ہے حجاب چشم دل گویا غرض
حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی	تا غرض بگذاری و شاہد شوی	حق یہی چاہے کہ تو زاہد بنے	تا غرض تو چھوڑا اور شاہد بنے
حق ہمی گوید غرض را ترک کن	تا قبول افتد ترا با ما سخن	حق یہی کہوے غرض کو ترک کر	تا سخن مقبول ہو تیرا بشر
کاین غرضہا پردہ دیدۂ شود	بر نظر چون پردہ پوشیدہ شود	کہ غرض یہ پردۂ دیدہ بنے	با نظر چون پردہ پوشیدہ بنے
پس نہ بیند جملہ را با طم درم	حبک الاشیاء یعمی ویصم	پس نہ دیکھے سبکو ہو حبت سے گم	حبک الاشیاء یعمی ویصم محبت اشیا کی اندھا بہرا کردیتی ہی ۱۲
در دلش خورشید چون نوری فشاند	پیشش اختر را مقادیری نماند	دل مین اُس کے خور نے ڈالا نور جا	نے رہی قدر آگے اسکے انجم کو
پس بدید او بیحجاب اسرار را	سیر روح مومن و کفار را	دیکھا اُس نے بیحجاب اسرار کو	سیر روح مومن و کفار کو
در زمین حق را و در چرخ سمی	نیست پنہان تر ز روح آدمی	نے زمین و آسمان مین حق کی ہی	بس نہان تر آدمی کی روح ہی
باز کرد از حق دو چشم خویشتن	آنکہ صاحب نعمت آمد در سخن	کھولا حق سے اپنی دونوں چشم کو	اُس کسی نے صاحب نعمت ہی جو
باز کرد از رطب و یابس حق نورد	روح را من امر ربی مہر کرد	رطب و یابس سے کیا حق نے عیان	روح کی من امر ربی سے عیان
پس چو دید آن روح را چشم عزیز	پس برو پنہان نماند ہیچ چیز	پس جو دیکھی چشم نے روح عزیز	نے رہی پوشیدہ اُسپر کوئی چیز
شاہد مطلق بود در ہر نزاع	بشکند گفتش خمار صد صداع	شاہد مطلق ہو ہر تکرار مین	قول سے دور اسکے ہون سو فتنین
نام حق عدل است و شاہد آن اوست	شاہد عدل است زین رو چشم دوست	عدل نام حق و شاہد اُس کا کار	شاہد عدل اس لئے ہی چشم یار
منظر حق دل بود در دو سرا	کہ نظر بر شاہد آید شاہ را	حق کا منظر دل دو عالم مین ہے	کہ نظر شاہد کے اوپر شہ رکھے

۵۱ گر ہزاروں آگے ۸ شعر اگر ہزاروں مدعی دعوی کرین گوش قاضی کا شاہد کی طرف رہے قاضیوں کا حکومت مین یہ کام ہی کہ شاہد انکی بالکل چشم روشن ہین اسواسطے قول شاہد کا دیدہ کی جگہ ہے کہ اسنے بے غرض ماجرا دیکھا ہے اگرچہ مدعی نے دیکھا ہی ولیکن ساتھ غرض کے گویا غرض حجاب چشم دل کی ہی حق یہی چاہتا ہی کہ تو زاہد بنے تاکہ تو غرض چھوڑے اور شاہد بنے حق یہی کہتا ہی کہ غرض کو ترک کر تاکہ تیرا سخن مقبول ہو کہ یہ غرض پردہ دیدہ بنے اور ساتھ نظر کے پردہ پوشیدہ ہی پس وہ سبکو نہ دیکھے اور حشمت سے گم ہی ترجمہ کہ محبت اشیا کی اندھا و بہرا کردیتی ہی یعنی جناب رسول مقبول صلعم گواہ ہین ثبوت دعوے کا گواہون پر منحصر اور آلہ گواہی نکا زبان و چشم ہی کہ چشم سے دیکھے و زبان سے کہے پس حضرت رسول مقبول صلعم نے حق کو دیکھا اور زبان سے فرمایا اور اُمت کے واسطے حق تعالی نے انکو ساتھ نام شاہد کے پکارا آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۲ دل مین اسکے آگے ۶ شعر اسکے دل مین خورشید نے نور ڈالا تو اس کے آگے قدر انجم کو نہ رہی اسرار کو اس نے بیحجاب دیکھا اور سیر روح مومن و کفار کو حق کی زمین و آسمان مین پوشیدہ نہیں ہے آدمی کی روح سے اُس کسی نے اپنی دونوں چشم کو کھولا ساتھ حق کے کہ جو صاحب نعمت ہی حق نے رطب و یابس سے عیان کیا وہ اس کی من امر ربی سے پنہاں جسکی چشم نے روح عزیز دیکھی اُسپر پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہی یعنی جس کے دل مین خورشید معنی نے نور ڈالا وہ اسرار روح کو دیکھتا ہی جس سے روح کو دیکھا اسکو پوشیدہ کوئی چیز نہ رہی کہ روح سے زیادہ کوئی شے پنہاں پر پوشیدہ نہیں ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۵۳ شاہد مطلق آگے ۳ شعر ہر تکرار مین شاہد مطلق ہو اس کے قول سے سو فتنین دور ہون عدل نام حق کا اور شاہد اسکا کام سو اسواسطے شاہد عدل نام چشم یار ہے دل دونوں عالم مین حق کا منظر ہے کہ شاہ کے اوپر شاہ نظر رکھے عشق شاہد بازی و عشق خدا باعث اسرار عالم کا ہوا اسی واسطے حق نے لولاک افلاک کہا اندر شب معراج کے قضا حاکم نیک و بد پر تھی سے قضا پر شاہد حاکم ہی پس بند قضا میر قضا ہو گیا تو خوش ہوا کہ چشم شیر مرتضی یعنی چشم علی کرم اللہ وجہہ کی اس عرفان سے شب بینا مین شاہ شناس ہوئی کہ یہ فیض اُن سے جمیع اولیا کو حاصل ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عشق حق و عشق شاهد بازیش ۔ بود مایه جمله پرده سازیش
پس ازان لولاک گفت اندر لقا ۔ در شب معراج شاهد باز ما
این قضا بر نیک و بد حاکم بود ۔ بر قضا شاهد نه حاکم شود
شد اسیر آن قضا میر قضا ۔ شاد باش ای چشم تیز مرتضی
عارف از معروف بس درخواست کرد ۔ کای رقیب ما تو اندر گرم و سرد
ای مشیر ما تو اندر خیر و شر ۔ از اشارتهات دل ما بیخبر
ای یرانا لا نراه روز و شب ۔ چشم بند ما شده دیده سبب
چشم من از دیده‌ها افزوده شد ۔ تا که در شب آفتابم دیده شد
لطف معروف تو بود ای منتهی ۔ پس کمال البر فی اتمامه
ربنا اتمم لنا نورنا بالساهره ۔ و انجنا من مفضحات القاهره
(اے رب میرے تمام کر ہمارا نور ہمکو زمین قیامت مین ۔ اور نجات دے ہم کو رسوائی غالب سے)
یار شب را روز مهجوری مده ۔ جان قربت دیده را دوری مده
بعد تو مرگست از فکر و نکال ۔ خاصه بعدی که آن بود بعد الوصال
آنکه دیدستت مکن نادیده اش ۔ آب زن بر سبزهٔ بالیده اش
من نکردم لا ابالی در طریق ۔ تو مکن هم لا ابالی ای شفیق
هین مران از روی خود او را بعید ۔ آنکه او یکبار روی تو بدید
دید روی جز تو شد غل گلو ۔ کل شیء ما خلا الله باطل
باطلند و می نمایندم رشد ۔ زانکه باطل باطلان را میکشد
ذره ذره کاندرین ارض و سماست ۔ جنس خود را همچو کاه کهرباست

عشق شاہد بازی و عشق خدا ۔ باعث ایجاد عالم کا ہوا
بولا لولاک اس لئے اندر لقا ۔ وہ شب معراج مین شاہ ولا
نیک و بد پر نے قضا حاکم بنے ۔ نے قضا پر شاہ اب حاکم رہے
ہوگیا بندہ قضا میر قضا ۔ خوش ہو تو اے چشم تیز مرتضی
عارف[1] اُس معروف سے خواہش کرے ۔ کہ رقیب اس حال مین میرا تو ہی
تو مشیر اے میر اندر خیر و شر ۔ دل اشارون سے ترے ہی بیخبر
ای یرانا لا نراہ روز و شب ۔ ہوئی نظر بندی مری دیدہ سبب
چشم چشمون سے ہوئی میری سوا ۔ تا مجھے خورشیدہ شب مین دکھا
تیرا لطف عام ہے ملک خوشی ۔ پس کمال البر فی اتمامہ
ربنا اتمم لنا نورنا بالساہرہ ۔ وانجنا من مفضحات القاہرہ
(اے رب میرے تمام کر ہمارا نور ہمکو زمین قیامت مین ۔ اور نجات دے ہمکو رسوائی غالب سے)
یار شب[2] کو روز مہجوری نہ دے ۔ قرب دیدہ جان کو دوری نہ دے
بعد تیرے موت ہے ازرہ ملال ۔ خاص بعد ایسا کہ ہو بعد وصال
جس نے دیکھا تجکو مت محروم کر ۔ ڈال پانی اُس کے سبزہ زار پر
مین نے بیباکی نہ کی اندر طریق ۔ تو بھی بیباکی نہ کر اب اے شفیق
روبرو سے ہانک مت اسکو ای یار ۔ جس نے دیکھا رو کو تیرے ایکبار
دید غیر رو ہوا طوق گلو ۔ کل شیء ما خلا اللہ باطل
ہین وہ باطل نیک دکھتے ہین مجھے ۔ کیونکہ باطل کھینچتا باطل کو ہے
ذرہ ذرہ جو رکھے ارض و سما ۔ جنس خود کو ہی ہر اک جون کہربا

[1] عارف الخ ۹ شعر اُس معروف سے عارف خواہش کرے کہ اے تو رقیب اس حال مین میرا ہے اے تو مشیر میرا خیر و شر مین ہے کہ دل اشارون سے تیرے بیخبر ہے اے دکھلا مجکو وہ جو نہین دکھتا ہون مین اس کو روز و شب اور نظر بندی دیدہ سبب کی میری چشمون سے میری چشم سوا ہوئی یہان تک کہ مجھے خورشید شب مین دکھا تیرا لطف عام ملک خوشی ہے ترجمہ کمال نیکیون کا اُس کے تمام ہونے مین ہے ترجمہ اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین اور نجات دے مجکو رسوائی غالب سے یعنی عارف مشاہدہ یار سے بینا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] یار شب کو الخ ۸ شعر یار شب کو روز قیامت نور قرب دیدہ جان کو دوری مت دے تیرا بعد دور ہے ازراہ ملال کے خاصکر ایسا بعد کہ بعد وصال کے ہو جس نے تجکو دیکھا محروم مت کر اور پانی ڈال تو اُس کے سبزہ زار پر مین نے بیباکی اندر طریق کے نہ کی تو بھی بیباکی فکر کرے اے شفیق اس کو روبرو سے مت ہانک اے یار جس نے تیرے منھ کو ایک بار دیکھا دید روے غیر طرق کا ہوا ترجمہ کل شے جو دوری اللہ ہو کھے باطل ہے جو نیک مجکو دیکھتے ہین وہ باطل ہین کیونکہ باطل باطل کو کھینچتا ہے جو کہ ذرہ ذرہ ارض و سما رکھتا ہے کہربا کے مانند ہر ایک جنس کو کھینچتا ہے یعنی جو خواہشات اللہ کی کہ حق سے دور کرتی ہے وہ باطل ہے کہ جنس جنس کو کھینچتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

معدہ نان را می کشد تا مستقر ‏ می کشد مر آب را تف جگر
چشم جذاب بتان زین کوبہاست ‏ مغز جویان از گلستان بوبہاست
زانکہ حس چشم آمد رنگ کش ‏ مغز و بینی می کشد بوہای خوش
زین کششہا ای خدای رازدان ‏ تو بجذب لطف خودمان دہ امان
غالبی بر جاذبان ای مشتری ‏ شاید از درماندگان را واخری
رو بشہ آورد چون تشنہ بابر ‏ آنکہ بود اندر شب قدر او چو بدر
چون لسان و جان او بود آن او ‏ آن او با او بود گستاخ گو
گفت ماگشتیم چون جان بند طین ‏ آفتاب جان توئی در یوم دین
وقت آن شد ای شہ مکتوم سیر ‏ کز کرم ریشی بجنبانی بخیر
ہر یکی خاصیت خود وانمود ‏ آن ہنرہا جملہ بدبختی فزود
آن ہنرہا گردن ما را ببست ‏ زان مناصب سرنگونساریم و پست
آن ہنر فی جیدہا حبل مسد ‏ روز مردن نیست زین فنہا مدد
جز ہمان خاصیت آن خوش حواس ‏ کہ بشب بد چشم او سلطان شناس
آن ہنرہا جملہ غول راہ بود ‏ غیر چشمی کو ز شاہ آگاہ بود
شاہ را شرم آمد ازوی روز بار ‏ کہ بشب بر روی شہ بودش نظار
سگ چو بیدارست شب چون پاسبان ‏ بی خبر نبود ز شبخیز شہان
ہین ز بدنامان نباید ننگ داشت ‏ ہوش بر اسرارشان باید گماشت
ہرکہ او یک بار خود بدنام شد ‏ خود نباید نام جست و خام شد

معدہ[51] کھینچے نان کو ای صاحبو ‏ اور جگر کی گرمی کھینچے آب کو
چشم جذاب بتان اس کو سے ہی ‏ مغز جویان گلستان بو سے ہی
کیونکہ حس چشم آئی رنگ کش ‏ مغز بینی کھینچتی ہی بوے خوش
ان کششوں سے ای خدائے رازدان ‏ جذب لطف اپنے سے دی ہمکو امان
جاذبوں پر تو ہے غالب مشتری ‏ عاجزوں کو مول لے شاید توہی
سوے[52] شہ رو لایا جون تشنہ بابر ‏ قدر کی شب مین تھا جون مانند بدر
جون زبان و جان ملک اسکی ہی دو ‏ ایک اسکی اس سے تھی گستاخ گو
بولا ہم جون جان قید گل ہوئے ‏ تو ہے جان شمس روز حشر کے
وقت وہ ہی ای شہ پوشیدہ سیر ‏ کہ ہلائے ریش تو اپنی بخیر
خاصیت ہر اک نے کی اپنی بیان ‏ اس ہنر نے سبکی شامت کی عیان
اس ہنر سے پھانسا آفت مین ہمین ‏ سرنگون عاجز ہم اس منصب سے ہین
وہ ہنر[53] فی جیدہا حبل مسد ‏ روز مرنے کے نہ اس فن سے مدد
پس سوائے خاصیت اس نیک کے ‏ کہ تھی شب مین چشم آگہ شاہ سے
وہ ہنر سب انکے غول راہ تھے ‏ چشم اک تھی کہ تھی آگہ شاہ سے
شرم آئی شہ کو دن دربار کے ‏ اس سے آگہ جو تھا شب مین شاہ سے
جو نگہبان سگ جگے ہے رات بھر ‏ شہ کی شب خیزی سے نے ہو بیخبر
ننگ[54] بدنامونکا اب تم مت کرو ‏ ہوش انکے راز پر بس تم رکھو
جو ہوا بدنام کوئی ایک بار ‏ نام مت چاہ اُن سے ہو تو خامکار

[51] معدہ کھینچے الخ ۵ شعر نان کو معدہ کھینچتا ہی اور آب کو جگر کی گرمی کھینچتی ہی چشم کھینچنے والی تو نیکی کوے دنیا سے ہی مغز گلستانوں سے بو کو ڈھونڈھتا ہی کیونکہ حس چشم رنگ کش آئی ہی اور مغز بینی بوی خوش کھینچتی ہی ای خدائے رازدان کششوں سے ہمکو امان دے اپنے جذب لطف سے تو ہی غالب ای مشتری ذلون پر کہ شاید تو عاجزوں کو مول لے یعنی ای خدا تو خواہشات دنیا سے مجھکو چھڑا اور اپنی خواہش تو مجھکو دے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [52] سوے شہ الخ ۶ شعر شاہ کی طرف متوجہ ہوا جیسے تشنہ ساتھ آب کے جو کہ شب قدر مین تھا مانند بدر کے زبان و جان کے مانند وہ اسکی ملک تھا کہ اسکی ملک سے گستاخ گو تھی کہا کہ ہم جان کے مانند قید گل ہوئے تو دن قیامت کے جان ہی اب وقت وہ ہی ای شاہ پوشیدہ سیر کہ تو اپنی ریش ہلا کے ساتھ خیر کے اپنی ہر ایک نے خاصیت بیان کی اور اس ہنر نے شامت سبکی عیان کی اس ہنر نے آفت مین ہمین پھانسا ہم اس منصب سے سرنگون و عاجز ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [53] وہ ہنر الخ ۵ شعر وہ ہنر فی جیدہا حبل مسد ہے کہ روز مرنے کے اس فن سے مدد نہین ہی پس ہوا خاصیت اس نیک کے کہ شب مین اس کی چشم شاہ سے آگاہ تھی وہ سب ہنر ادن کے غول راہ تھے سوا ایک چشم کے کہ وہ شاہ سے آگاہ تھی شاہ کو شرم آئی دن دربار کے اُس سے کہ جو آگاہ تھا شب شاہ سے آگے مثال ہی نگہبان کی مانند کہ جاگتا ہی رات بھر اور شاہ کی شب خیزی سے بیخبر نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [54] ننگ بدنامون سے آلخ ہم شعر اب ننگ بدنامون سے مت کر اور ان کے راز پر تم ہوش رکھو جو کوئی بدنام ہوا ایکبار اُن سے نام مت چاہ کہ تو خام کار ہووے آگے اس کی مثال ہی اے بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین تاکہ تاراج سے وہ امن مین رہے کوئی کیونکہ اب میرا اسرار جانے تو دونون چشم کھول اور میری سمت آ یعنی عارف از راہ ندامت کے خود کو بدنام کرتے ہین تو اُن سے ننگ مت کر بلکہ چشم بینا کر اور انکو دیکھ کہ وہ ایک آفتاب زمین ہین آگے مثال مین گوہر شب چراغ کا حال بیان کرتے ہین فافہم ۱۲

ای بسا زر کہ سیہ تابش کنند — تا شود ایمن ز تاراج و گزند
ہر کسی چون پے برد در سرِ ما — باز کن دو چشم و سوے ما بیا

اے بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین — تا رہے تاراج سے رہ امن مین
کوئی کیونکر جانے اسرار اب مرا — کھول دو چشم اور میری سمت آ

قصہ چریدن گاو بحری در نور گوہر شب چراغ و ریختن تاجر خاک بر سر گوہر تابندہ

قصہ چرنے گاؤ بحری کا گوہر شبچراغ کی روشنی مین اور ڈالنا سوداگر کا خاک کو اوپر اُس گوہر روشن کے

گاو آبی گوہر از آب آورد — بنهد اندر مرج و گردش می چرد
در شعاعِ نور گوہر گاوِ آب — می چرد از سنبل و سوسن شتاب
زان فگندہ گاوِ آبی عنبر است — کہ غذایش نرگس و نیلوفر است
ہر کہ باشد قوت او نور جلال — چون نزاید از لبش سحر حلال
ہر کہ چون زنبور وحیستش نقل — چون نباشد خانہ او پر عسل
می چرد در نور گوہر آن بقر — ناگہان گردد ز گوہر دور تر
تاجری بر در نہد وحل سیاہ — تا شود تاریک مرج و سبزہ گاہ
پس گریزد مرد تاجر بر درخت — گاو جویان مرد را با شاخ سخت
چند بار آن گاو تازد گرد مرج — تا کند آن مرد را در شاخ درج
چون ازو نومید گردد گاو نر — آید آنجا کہ نہادہ بُد گہر
وحل بیند فوق دُرِّ شاہوار — پس ز طین بگریزد او ابلیس وار

گاؤ[ف۱] آبی لائے گوہر آب سے — دشت مین رکھے وہ گرد اسکے چرے
روشنی مین اُس گہر کی گاؤ آب — چرتا ہے سنبل و سوسن سے شتاب
عنبر گوہر ہے آبی گاؤ کا — نرگس و نیلوفر اسکی ہے غذا
جس کسی کی ہو غذا نور جلال — کیون نہ اسکا قول ہو سحر حلال
جسکی چون زنبور وحی ہووے نقل — کیون نہووے خانہ اُسکا پر عسل
گاؤ[ف۲] وہ نور گہر مین بس چرے — دور تر گوہر سے ناگہ وہ رہے
ڈالے اُس گوہر پہ گل تاجر سیاہ — تاکہ ہو تاریک اُس سے سبزہ گاہ
پس شجر پر دوڑ کر تاجر چڑھے — گاؤ ڈھونڈھے مرد کو پس سینگ سے
گاؤ پھر اُس دشت مین گردش کرے — تاکہ مارے مرد کو وہ سینگ سے
جبکہ ہو نومید اُس سے گاؤ نر — آوے اُس جا کہ رکھا تھا وہ گہر
دیکھے گل بالائے در شاہوار — بھاگے اُس گل سے وہ بس ابلیس وار

ف۱ گاؤ آبی الخ ۵ شعر گاؤ آبی گوہر آب لائے اور دشت مین رکھے اور اُس کے گرد چرے اُس گوہر کی روشنی مین گاؤ آبی سنبل و سوسن چرتا ہے شتاب گاؤ آبی کا گوبر عنبر ہے کہ نرگس و نیلوفر اُس کی غذا ہے آگے اس کے حقائق ہین جس کسی کی غذا نور جلال ہو اُس کا قول کیون نہ سحر حلال ہو جس کی زنبور کے مانند وحی نقل ہووے اُس کا قول سحر حلال کیون نہ ہووے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

ف۲ گاؤ وہ الخ ۶ شعر وہ گاؤ نور گوہر مین چرے اور دور تر ناگاہ گوہر سے رہے اس گوہر پر گل سیاہ تاجر ڈالے تاکہ اس سے سبزہ گاہ تاریک ہو پس درخت پر تاجر دوڑ کر چڑھے اور گاؤ مرد کو سینگ سے ڈھونڈھے پھر گاؤ اس دشت مین گردش کرے تاکہ مرد کو سینگ سے مارے جبکہ گاؤ اس سے نا اُمید ہو وے اُس جگہ آوے کہ جہان وہ گوہر رکھا تھا جو اُس گل گوہر پر دیکھے بھاگے اس گل سے ابلیس کے مانند آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

کان بلیس از متن طین کور و کر است ۔ گاو کے داند کہ در گل گوہر است
اہبطوا افگند جانرا در حضیض ۔ از نمازش کرد محروم آن محیض
ای رفیقان زینہار ازین مقال ۔ اتقوا ان الہوی حیض الرجال
اہبطوا افگند جان را در بدن ۔ تا بگل پنہان بود دُر عدن
تاجرش داند ولیکن گاو نے ۔ اہل دل دانند ہر گل گاو نے
ہر گل کاندر دل او گوہریست ۔ گوہرش غماز طین دیگریست
وان گلی کز رش حق نورے نیافت ۔ صحبت گلہای پر در بر نتافت
این سخن پایان ندارد موش ما ۔ ہست بر لبہا چو در در گوش ما

کہ وہ ہے ابلیس گل سے بیخبر[۱] ۔ گاؤ کب جانے کہ گل مین ہے گہر
اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا ۔ حیض نے بس کی نماز اُس سے جدا
اے رفیقو لو پناہ اس بات سے ۔ بھاگو خواہش ہے کہ حیض انسان کا ہے
اہبطوا نے ڈالی جان اندر بدن ۔ تا کہ گل مین ہو نہان دُرِ عدن
جانے تاجر اسکو لیکن گاؤ نے ۔ اہل دل ہین جانتے سب گاؤ نے
ایسا گل کہ دلمین اسکے ہے گہر ۔ دے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر
لمع حق سے نور جو گل نے رکھا ۔ وہ گل پر دُر سے نے صحبت رکھا
بات یہ بعید ہے اور چوہا مرے ۔ لب پہ ہے جیسے کہ گوہر کان پے

رجوع بقصۂ موش و چغز و ربودن زاغ موش و چغز را

رجوع کرنا طرف اس قصہ کے کہ موش نے مینڈک کو طلب کیا

آن سر رشتہ عشق رشتہ می کشد ۔ بر امید وصل چغز با رشد
می تند بر رشتۂ دل دمبدم ۔ کہ سر رشتہ بدست آوردہ ام
ہمچو تاری شد دل و جان در شہود ۔ تا سر رشتہ بمن روے نمود
چون غراب البین آمد ناگہان ۔ او شکار موش و بردش زان مکان
چون بر آمد بر ہوا موش از غراب ۔ منسحب شد چغز نیز از قعر آب
موش در منقار زاغ و چغز ہم ۔ در ہوا آویختہ پا در رقم
خلق می گفتند زاغ از مکر و کید ۔ چغز آبی را چگونہ کرد صید

وہ سر رشتہ عشق رشتہ کھینچے ہے[۲] ۔ وصل مینڈک نیک کی امید پے
رشتۂ دل پر وہ نخوت بس کرے ۔ کہ سر رشتہ ہوا حاصل مجھے
تار سا دل جان شہود اندر ہوا ۔ جیسے مجکو یہ سر رشتہ ملا
ناگہان آیا غراب البین جو ۔ لیچلا کرکے شکار اُس موش کو
جب معلق موش کوے سے ہوا ۔ آپ سے مینڈک بھی ساتھ اسکے کھنچا
جو چنچ مین کوے کی موش اندر ہوا ۔ بھی لٹکتا تار مین مینڈک بندھا
خلق کہتی زاغ نے حیلہ سے یار ۔ مینڈک آبی کو کیا کیسے شکار

سلہ ۱ کہ وہ ابلیس الخ ۸ شعر کہ وہ ابلیس گل سے بیخبر ہے گاؤ کب جانے کہ گل مین گوہر ہے اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا حیض نے اس سے نماز کو جدا کیا اے رفیقو اس بات سے تم بھاگو اور دزد خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے اہبطوا نے جان کو ڈالا بدن مین تاکہ دُرعدن گل مین نہان ہو تاجران اولیا اس کو جانتے ہین ولیکن احمقان گاؤ نہین ایسا گل کہ اسکے دل مین گوہر ہے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر دیتا ہے جو گل لمع مین سے نور نہین رکھتا ہو وہ گل پر گوہر سے صحبت نہین رکھتا ہے یہ بات بعید ہے اور موش میرے لب پر ہے جیسے گوہر کان پر یعنی خواہشات دنیا نے گوہر جان کو گلاب وجود مین خمیر کر دیا ہے مگر اولیاء اللہ اسکو جانتے ہین و غافلان دنیا کیونکہ اولیاء اللہ اس لمع حق سے ڈر رکھتے ہین آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ وہ سر رشتہ الخ ۷ شعر وہ سر رشتہ عشق سر رشتہ کو کھینچتا ہے مینڈک نیک وصل کی امید پر وہ نخوت رشتہ دل پر کرے کہ مجکو سر رشتہ حاصل ہوا دل و جان شہود مین تار کے مانند ہو جیسے کہ مجکو یہ سر رشتہ ملا جو ناگہان غراب البین اجل آیا شکار کرکے موش کو لیچلا جب زاغ سے موش معلق ہوا مینڈک بھی آب مین سے اُسکے ساتھ کھینچا زاغ کی چونچ مین موش اندر ہوا کے بھی تار مین لٹکتا تھا مینڈک بندھا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ خلق کہتی ہے الخ ۴ شعر مخلوق کہتی کہ زاغ نے حیلہ سے مینڈک آبی کو کیسے شکار کیا کس طرح پانی مین گھسکر کے گیا مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا وہ مینڈک کہتا یہ سزا اسکی تھی کہ جو ناکس آبی سے ملے آگے اسکے حقائق ہین یار یا جنسون سے فریاد و فغان ہے کہ ہمنشین نیک ڈھونڈھ اے مہربان یعنی یار ناجنس سے فریاد ہے کہ بجز رنج کے اور کچھ اس سے حاصل نہین ہوتا ہے پس تو ہمنشین نیک ڈھونڈھ کہ اس سے تجکو نفع پہونچے اور دین اور دنیا حاصل ہو آگے اس یار بد کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون شد اندر آب و جوئش در ربود / چغز آبی کے شکار زاغ بود
چغز میگفت این سزای آن کسے / کہ چو بے آبان شود جفت خسے
ای فغان از یار ناجنس ای فغان / ہمنشین نیک جوئید ای مہان
عقل را افغان ز نفس پر عیوب / ہمچو بینی بدی بر روے خوب
عقل میگفتش کہ جنسیت یقین / از رہ معنی ست نے از ماء و طین
ہین مشو صورت پرست و این مگو / سر جنسیت بصورت در مجو
صورت آمد چون جماد و چون حجر / نیست جامد را ز جنسیت خبر
جان چو مور و تن چو دانہ گندمی / می کشاند سو بسویش ہر دمی
مور داند کان حبوب مرتہن / مستحیل و جنس من خواہد شدن
آن یکی مورے گرفت از راہ جو / مور دیگر گندمے بگرفت و دو
جو سوی گندم نمی تازد و لے / مور سوے مور می آید بلے
رفتن جو سوی گندم تابع است / مور را بین کو بہ جنبش راجع است
تو مگو گندم چرا شد سوے جو / چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
مور اسود بر سر نمد سیاہ / مور پنہان دانہ پیدا پیش راہ
عقل گوید چشم را نیکو نگر / دانہ ہرگز کے رود بے دانہ بر
زین سبب آمد سوے اصحاب کلب / ہست صورتہا حبوب و مور قلب
زان شود عیسی سوے پاکان چرخ / بد قفسہا مختلف یک جنس فرخ

کس طرح پانی مین گھسکر لے گیا / مینڈک آبی کہ شکار زاغ تھا
کہتا وہ مینڈک سزا یہ اسکی ہے / جو کہ بے آبی ناکس سے ملے
یار ناجنسون سے فریاد و فغان / ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان
سلہ عقل کو فریاد عیب نفس سے / جیسے بینی بد ہو روے خوب پے
عقل کہتی اسکو جنسیت جو ہے / از رہ معنی ہے نے گل آب سے
مت ہو تم صورت پرست اور مت کہو / راز جنسیت کا صورت سے نہ لو
صورت آئی جون جمادات و حجر / جنسیت سے نے جمادون کو خبر
تن جون دانہ گندم و جون مور جان / کھینچتی پھرتی ہے اُسے وہ یان وہان
مور جانے دانہ وہ لایا ہوا / جنس اور تحلیل ہوویگا مرا
راہ سے اک مور نے جو پا لیا / دوسری اک مور نے گیہون لیا
پاس گیہون کے نہین جو جا سکے / مور جانب مور کے پر آ سکے
جانا جو کا سوے گندم جبر سے / دیکھو جنبش کر کے جاتی مور ہے
تو نہ کہہ کیونکر گیا گیہون پہ جو / دیکھ تو مالک کو نے مملوک کو
کالے نمدے پر ہے اک مور سیاہ / مور پنہان دانہ ظاہر ہے براہ
چشم کو کہہ عقل دیکھ اب غور سے / دانہ کب جاتا ہے بے حمال کے
اس لئے آیا سوے اصحاب کلب / صورتین دانہ ہین اور ہے مور قلب
اس لئے عیسیٰ ملائک سے ملا / مختلف پنجر او مرغ اک جنس تھا

سلہ عقل کو فریاد الخ ۴ شعر عیب نفس سے عقل کو فریاد ہے جیسے روے خوب پر بینی بد ہو عقل کہتی ہے کہ جو اسکو جنسیت ہے از راہ معنی کے ہے و تجمل آب سے تو صورت پرست مت ہو اور مت کہہ از راہ جنسیت کے صورت سے مت لو صورت مثل جماد و سنگ کے آئی ہے کہ جمادون کو جنسیت خبر نہین تن مثل دانہ گندم کے و جان مثل چیونٹی کے کہ وہ اُسے کھینچے پھرتی ہے یہان وہان مور جانتا ہے کہ وہ دانہ لایا ہوا جنس و تحلیل میرا ہوویگا یعنی جان جسم کو اگرچہ لے پھرتی ہے کہ تا جسم میری جنس ہو پس تو صورت پرست نہ ہو کہ راز جنسیت کا تجکو معلوم نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ راہ سے الخ ۷ شعر ایک چیونٹی نے جو راہ سے پایا اور دوسری چیونٹی نے گیہون لیا گیہون جو پاس نہین جا سکے ولیکن چیونٹی جانب چیونٹی کے آ سکے جو کا جانا طرف گندم کے پھیرے سے دیکھو کہ جنبش کر کے چیونٹی جاتی ہے تو مت کہہ کہ گیہون پاس جو کے کیونکر گیا تو مالک کو دیکھ اور مملوک کو مت دیکھ آگے اسکی مثال ہے نمدہ سیاہ پر ایک چیونٹی سیاہ ہے کہ چیونٹی پوشیدہ اور دانہ راہ پر ظاہر جاتا ہے عقل و چشم کو کہے کہ اب غور سے دیکھ کب دانہ بے چال کے جاتا ہے اسواسطے اصحاب کہف کی جانب کہنا آیا کہ صورتین دانہ ہین اور قلب چیونٹی ہین یعنی قلب اُن کو ایک دوسرے کے پاس لئے پھرتا ہے مگر قلب پوشیدہ ہے دکھائی نہین دیتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے عیسیٰ الخ ۶ شعر اسواسطے عیسیٰ عم ملائک سے ملے کہ پنجرے مختلف اور مرغ ایک جنس تھا یہ قفس ظاہر اور وہ مرغ پنہان ہے مگر بے قفس کش کے قفس کب جا سکتا ہے آگے اسکے حقائق ہین وہ خوش دیدہ ہے کہ اسکی عقل امیر ہے اور عافیت مین وہ صاحب بصیر ہے افعال نیک و بد عقل سے لاؤ چشم سے نہین کہ سفید و سیاہ کہے چشم کو غرہ گھوڑے سبزہ پر اور عقل کہے امتحان کرتے رہو چشم کام مین بلا ہے مرغ ہے اور چشم دام مین نجات مرغ ہے اور چشم دام مین چشم ظاہر بین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این قفس پیدا و آن فرخش نہان / بے نفس کش کے نفس باشد روان
ای خنک چشمی کہ عقلش شد امیر / عاقبت بین باشد و حبر و قریر
فرق زشت و نغز از عقل آورید / نے ز چشمی کو سیہ گفت و سپید
چشم غرّہ شد بخضرای دمن / عقل گوید بر محک باش زن
آفت مرغ ست چشم کام بین / مخلص مرغ ست چشم دام بین
دام دیگر بد کہ عقلش در نیافت / وحی غائب بین بدان سو می شتافت
جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت / سوے صورتہا نشاید زود تاخت
نیست جنسیت بصورتہا ولیک / عیسیٰ آمد در بشر جنس ملک
بر کشیدش فوق این نیلی حصار / مرغ گردونے چغزش زاغ وار

یہ قفس ظاہر و پنہان مرغ ہے / بے قفس کش کے نفس کب جا سکے
اے وہ خوش دیدہ کہ عقل اسکی امیر / عاقبت بین ہووے اور صاحب بصیر
فعل بد اور نیک لائے عقل سے / چشم سے نے کہ سفید و سیہ کے
سبزہ گھوڑے پہ ہے غرہ چشم کو / عقل کہوے امتحان کرتا رہو
ہے بلائے مرغ چشم کام بین / ہے نجات مرغ چشم دام بین
دام[51] دیگر کہ نپائے عقل اُسے / وحی غائب بین اُدھر کو جائے ہی
جنس ناجنس عقل سے تو پا سکے / جانب صورت نہ جانا چاہیئے
میری تیری جنسیت صورت مین نے / تھے بشر عیسیٰ ملک کی جنس سے
کھینچا اُن کو آسمان پر ایک بار / مرغ گردون نے جون مینڈک زاغ دار

بردن پریان عبد الغوث را مدتے درمیان خود و بعد از ان بہ شہر آمدن پیش فرزندان و باز پیش پریان رفتن ۔

لیجانا پریون کا عبد الغوث کو ایک مدت اپنے درمیان و بعدہٗ آنا شہر مین پاس فرزندون کے اور پھر پریون کے پاس جانا

بود عبد الغوث ہمجنس پری / چون پری نہ سال در پنہان پری
شد زنش را نسل از شوی دگر / وان یتیمانش ز مرگش در سمر
مدتے بگذشت زو نامد خبر / زو طمع برید ہم زن ہم پسر
کہ مر او را گرگ زد یا رہزنے / یا فتاد اندر چہے یا مکمنی
جملہ فرزندانش در اشغال مست / خود نہ گفتندی کہ بابائی بدست
بعد نہ سال آمد آن ہم عاریہ / گشت پیدا باز شد متواریہ

جنس[52] پریون سے تھا عبد الغوث بھی / لے گئی نو سال جو پنہان پری
زن کو فرزند اُس کے اور شوہر سے ہوئے / تھے یتیم آوارہ اُسکی مرگ سے
گذری مدت اسکی نے آئی خبر / زن ہوئی نومید اس سے اور پسر
کہ اُسے مارا ہے رہزن گرگ نے / یا گرا چہ مین یہ اندر غار کے
مست مشغول اسکے سب فرزند تھے / نے کوئی کہتا ہمارا باپ ہے
نو برس بعد آیا وہ بھی عاریت / ہو کے ظاہر پھر نہان کی بازگشت

[51] دام دیگر الخ ۹ شعر دوسرا دام کہ عقل اُسے نہ پائے وحی غائب بین ادھر کو جاتی ہے جنس اور ناجنس کو تو عقل سے پا سکے پس جانب صورت کے نہ جانا چاہیئے میری اور تیری جنسیت صورت مین نہین عیسیٰ بشر تھے ملائک کی جنس سے ایک بار اُن کو آسمان پر کھینچا مرغ گردون نے مثل مینڈک کے و زاغ کی جنسیت اصل معنی کی ہے صورت کی نہین جیسے عبد الغوث شریک پریون کے ہوئے بباعث جنسیت معنی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [52] جنس پریون الخ ۸ شعر عبد الغوث جنس پریون سے تھا جو نو برس کی پری پوشیدہ رکھ گئی اُس کی عورت کو فرزند دوسرے خاوند سے ہوئے آوارہ بچے یتیم اس کی مرگ سے تھے ایک مدت گذری اور اس کی خبر نہ آئی زن و فرزند اس سے نا اُمید ہوئے کہ اسے رہزن و گرگ نے مارا ہے یا چاہ یا غار مین گرا ہے اس کے سب فرزند مست و مشغول تھے کوئی نہین کہتا کہ ہمارا باپ ہے نو برس کے بعد وہ آیا بھی عاریت ظاہر ہو کر پھر پوشیدہ بازگشت کی ایک مہینے تک زن و فرزند کو دیکھا پھر واپس گیا بھون سے وہ چھپکر ایک مہینے وہ مہمان فرزندون کا رہا بعدہ انکا پتہ کسی سے نہ پایا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

یک مہی فرزند و زن را دید باز
گشت پنہان کس ندیدش باز راز

یک مہی مہمان فرزندان خویش
بود زان پس کس ندیدش رنگ بیش

بود ہمجنسی پریانش چنان
کہ رباید روح را زخم سنان

چون بہشتی جزو جنت آمدہ ست
ہم ز جنسیت شود یزدان پرست

نے نبی فرمود جود و محمدہ
شاخ جنت دان بدنیا آمدہ

مہرہا را جملہ جنس مہر خوان
قہرہا را جملہ جنس قہر دان

لا اُبالی لا اُبالی آورد
زانکہ ہمجنسند ایشان در خرد

بود جنسیت در ادریس از نجوم
ہشت سال او باز حل شد ہم قوم

در مشارق در مغارب یار او
ہم حدیث و محرم اسرار او

بعد غیبت چونکہ آورد او قدوم
بر زمین میگفت او درس نجوم

پیش او استگاران خوش صف زدہ
اختران در درس او حاضر شدہ

آنچنانکہ خلق آواز نجوم
می شنید ند از خصوص و از عموم

جذب جنسیت کشیدہ تا زمین
اختران را پیش او کردہ مبین

ہر یکے نام خود و احوال خود
باز گفتہ پیش او شرح رصد

چیست جنسیت یکے نام نظر
کہ بدان یابند رہ در یک دگر

آن نظر کہ کرد حق در وی نہان
چون نہد در تو تو گردی جنس آن

ہر طرف چہ میکشد تن را نظر
بیخبر را کہ کشاید باخبر

ایک مہ دیکھا زن و فرزند کو
پھر گیا واپس سبھون سے چھپکے وہ

ایک مہ مہمان فرزندان رہا
نے کسی نے پایا بعد اُس کا پتا

اس[۱] طرح ہمجنس پریون کا تھا وہ
کہ سنان کا زخم لیوے جان کو

جو بہشتی آیا ہمجنس جنان
جنسیت سے حق پرست ہو بیگمان

نے پیمبر نے کیا جود و سخا
شاخ جنت آئی دنیا مین بھلا

مہر کو تو جملہ جنس مہربان
قہر کو تو جملہ جنس قہر جان

لا اُبالی لا اُبالی لائے ہے
کیونکہ ہمجنس ہین وہ اندر عقل کے

جنسیت انجم سے تھی ادریس کو
تھا زحل سے آٹھ سال ہمدرس وہ

مشرق[۲] و مغرب مین تھے بس یار وہ
ہمکلام و محرم اسرار وہ

بعد گم جانے کے جبکہ آئے وہ
درس دیتے تھے زمین پر نجم کو

باندھی صف انجم نے اُنکے سامنے
اختر اُنکے درس مین حاضر ہوئے

اس طرح کرتے تھے انجم سب کلام
سنتے آواز اُنکی تھے سب خاص و عام

جذب جنسیت زمین تک لائی تھی
اخترون کو اور کیا ظاہر سبہی

کہتا ہر اک نام خود احوال خود
آگے اُنکے کہتا اور شرح رصد

جنسیت[۳] کیا ہے ہی اک نام نظر
کہ ہین پاتے اُس سے آپس مین گذر

وہ نظر کہ حق نے کی اُس مین نہان
جو رکھے تجھ مین تو ہو جنس اُسکی ہان

ہر طرف کھینچے ہے تن کو کیا نظر
بے خبر کو کون کردے باخبر

ل۵ اس طرح ہمجنس الخ ۶ شعر وہ اس طرح ہمجنس پریون کا تھا کہ زخم سنان جان کو لیوے جزو جینت جو بہشتی آتا ہے اسواسطے جنسیت سے حق پرست بیگمان ہوا پیغمبر صلعم نے نہیں کہا کہ جود وہ معنی ایک شاخ جنت کی دنیا مین آئی تو مہر جان اور قہر کو جملہ جنس قہر جان لا اُبالی لا اُبالی کو لاتا ہے کیونکہ وہ اندر عقل کے ہمجنس ہین ادریس عم کو جنست انجم سے تھی کہ زحل سے آٹھ برس ہمدرس تھے یعنی جنس کو جنس اپنی طرف کھینچتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ مشرق و مغرب الخ ۱۸ شعر مشرق و مغرب مین وہ یار تھے اور ہمکلام و محرم اسرار بعد گم جانے کے جب وہ آتے ہین پر وہ انجم کو درس دیتے ہین انکے روبرو انجم نے صف باندھی اور اختر انکے روبرو حاضر ہوئے انجم اس طرح کلام کرتے تھے کہ خاص و عام انکی آواز سنتے تھے جذب جنسیت زمین تک لائی تھی اخترون کو اور سبکو ظاہر کیا ہر ایک اپنا احوال کہتا اور انکے آگے شرح صدر کہتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جنسیت کیا ہے الخ ۷ شعر جنسیت کیا ہے ایک نام نظیر ہے کہ اس سے آپس مین گذر پاتے ہین وہ نظیر کہ حق نے اس مین پوشیدہ کی جو تجھ مین رکھے تو اس کی جنس ہو ہر طرف من کو کھینچتی ہے کیا نظر بیخبر کو کون کھینچے باخبر آگے مثال ہے جو حق مرد مین خو عورت کی رکھے وہ مخنث ہووے اور اپنی کون دیوے اور جو حق مرد کی خو عورت مین رکھے وہ طالب زن ہووے اور سنبورہ کرے جو تجھ مین صفات جبرئیل کی رکھے چوجہ کے مانند ڈھونڈھے ہوا مین رستہ چشم منتظر ہوا مین رکھے زمین سے دور عاشق چرخ کا ہو یعنی اہل اللہ سب آپس مین ہمجنس ہین کہ نظر حق کی سب مین برابر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق چو اندر مرد خوی زن نهد ٭ او مخنث گردد و کون می دهد
مرد مین جو کہ خوے زن رکھے ٭ وہ مخنث ہووے اپنی کون دے

چون نهد در زن خدا خوی نری ٭ طالب زن گردد او چون سعتری
مرد کی خو جو کہ حق زن مین رکھے ٭ طالب زن ہووے سیبوره کرے

چون نهد در تو صفات جبرئیل ٭ همچو فرخی در هوا جوئی سبیل
جو رکھے تجھ مین صفات جبرئیل ٭ ڈھونڈھے جون چوچہ ہوا مین تو سبیل

منتظر بنهاده دیده در هوا ٭ از زمین بیگانه عاشق بر سما
چشم رکھے منتظر اندر ہوا ٭ ہو زمین سے دور عاشق چرخ کا

چون بود در تو صفتهای خری ٭ صد هنر گر هست در آخر پری
اور صفاتین[۵۱] خر کی بھی تجھ مین جو ٭ سو ہنر بس رکھے نے گھوڑے ہو

از پے صورت نیامد موش خوار ٭ از خبیثی شد زبون موش خوار
موش صورت کے نہ باعث ہے خوار ٭ ہے خبیثی سے زبون موش خوار

طعمه جوی خائن و ظلمت پرست ٭ از پنیر و جوز از دوشاب مست
ہی غذا جو خائن و ظلمت پرست ٭ جوز سے اور عرق انگورون سے مست

باز اشهب را چو باشد خوی موش ٭ ننگ موشان باشد و عار وحوش
باز کے پٹھے کو جو ہو خوے موش ٭ شرم رکھین اُس سے جو ہین ورو حوش

خوی آن هاروت و ماروت ای پسر ٭ چون بگشت و دادشان خوی بشر
کہ ہے ہاروت اور ماروت ای پسر ٭ جو کہ بدلے دے انھین خوے بشر

در فتادند از لنحن الصافون ٭ در چه بابل فتاده واژگون
بس لنحن الصافون سے وہ گرے ٭ چاہ بابل مین نگون سر وہ گرے

لوح محفوظ از نظرشان دور شد ٭ لوح ایشان ساحر و مسحور شد
لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا ٭ سحر و ساحر لوح اُن کی ہو گیا

سر همان و پر همان هیکل همان ٭ موسی بر عرش فرعونی نهان
سر وہی[۵۲] اور پر وہی صورت وہی ٭ خوار فرعون عرش پر موسیٰ نبی

در پے خوباش و با خوش خویشتن ٭ خوی بدبری گل و روغن به بین
در پے خو رہ و خوش خو ساتھ بیٹھ ٭ خو بکڑنا گل کا اور روغن کا دیکھ

خاک گور از مرده هم یابد شرف ٭ تا نهد بر گور او دل روی کف
پائے خاک گور مردہ سے شرف ٭ تا رکھین اس گور پر دل رو و کف

خاک از همسایگی جسم پاک ٭ چون مشرف آمد و اقبال ناک
خاک ہمسائے سے جسم پاک کے ٭ جو مشرف اور با اقبال ہے

پس تو هم الجار ثم الدار گو ٭ گر دلے داری برو دلدار جو
تو بھی گھر لے بس پڑوسی ڈھونڈھ لے ٭ گر رکھے دل جا تو اور دلدار لے

خاک تو هم سیرت جان می شود ٭ سرمهٔ چشم عزیزان می شود
تیری خاک ہم سیرت جان ہوئیگی ٭ سرمہ چشم عزیزان ہوئیگی

اے بسا در گور خفته خاک وار ٭ به ز صد زنده به نفع و انتشار
ای بہت خون خاک خفتہ گور مین ٭ نفع مین بہتر بہت زندون سے ہین

سایهٔ برده او و خاکش سایه مند ٭ صد هزاران زنده در سایه وبند
سایہ وہ ہین خاک اُنکی سایہ مند ٭ سائے مین انکے زندہ ہین صد ہا بند

سـ۵۱ـه اور صفاتین الخ اس شعر اور جو صفاتین خر کی تجھ مین رکھے تو سو ہنر رکھے ولیکن گھوڑے سے پڑھ صورت کے باعث موش خوار نہین ہے بلکہ خبیثی سے زبون موش خوار ہے غذا سے ڈھونڈھنے والا خائن و ظلمت پرست ہے اور جوز اور عرق انگورون سے مست ہے جو باز کے پٹھے کو خوے موش ہو اس سے شرم رکھین موش خوے ہاروت و ماروت کی خو بدی انھین خوے بشر بس وہ لنحن الصافون سے گرے چاہ بابل مین اور نگون سر پڑے لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا سحر و ساحران کی خو ہو گیا یعنی جو بد خوئی اختیار کرے وہ درجہ اعلیٰ سے اسفل مین گرے مثل ہاروت و ماروت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سـ۵۲ـه سر وہی الخ اس شعر وہی سر اور وہی پر اور وہی صورت فرعون خوار اور موسیٰ عرش پر جو کا در پے رہا اور خوشخو کے ساتھ بیٹھ اور گل کا اور روغن کا خو پکڑنا دیکھو آگے اس کی مثال ہے خاک گور مردہ سے شرف پائے کہ تا اس گور پر دل و رو و کف رکھین خاک ہمسایہ جسم پاک سے جو مشرف با اقبال ہے پس تو بھی پڑوسی ڈھونڈھ کر گھر لے اور اگر دل رکھتا ہے تو جا اور دلدار لے خاک تیری ہم سیرت جان کی ہوئیگی اور سرمہ چشم عزیزان ہوئیگی اے بہت مانند خاک کے خفتہ گور مین نفع بہتر بہت زندون سے پاتے ہین وہ سایہ مین خاک اُن کی سایہ مند انکے سایہ مین صد ہا زندہ بند ہین یعنی تو صحبت بزرگون کے ہر کہ عزیزون کا ہووے بعد مرنے کے آگے اس کی مثال مین حکایت فرماتے ہین فافہم ۱۲

داستان ہشتم اولیا کے لا یموتون ہونے مین ۱۲

داستان مرد وظیفہ دار از محتسب تبریز کہ وام کردہ بود بر امید وظیفہ و از وفات او بیخبر بود و از ہیچ کس وام اگذاردہ نمی شد الا از محتسب متوفی گذاردہ شد ۔ بیت

داستان مرد وظیفہ دار محتسب تبریز کی کہ اُسنے وظیفہ کی امید پر قرض لیا تھا اور اسکی وفات سے بیخبر تھا اور کسی سے قرض اُسکا ادا نہین ہوتا تھا الا محتسب متوفی سے ادا ہوا ۔ بیت

لیس من مات فاستراح بمیت	انما المیت میت الاحیاء	نے وہ مردہ کہ مر کے راحت ملے	نہ وہ ہی مردہ کہ وہ تو زندہ ہے
آن یکی درویش ز اطراف دیار	جانب تبریز آمد وام دار	اک[1] فقیر از راہ اطراف دیار	جانب تبریز آیا قرضدار
نہ ہزارش دام بود از زر نگر	بود در تبریز بدر الدین عمر	قرض زر تھا نو ہزار اُسپر اگر	تھا پے تبریز بدر الدین عمر
محتسب بود او بہ کے بحر آمدہ	ہر سر مویش بکے حاتم کدہ	محتسب تھا ایک وہ بحر سخا	ہر سر مو اسکا اک حاتم کی جا
حاتم ار بودے گدای او شدی	سر نہادی خاک پایش آمدی	ہوتا حاتم اسکا ہوتا اک گدا	سر جھکا تا ہوتا اُسکا خاک پا
گر بدادی تشنہ را بحر زلال	در کرم شرمندہ بودی زان نوال	دیتا گر تشنہ کو وہ بحر زلال	ہوتا اس جود و کرم سے انفعال
در بکردی ذرہ را مشرقی	بودی آن در ہمتش نالائقی	گر وہ اک ذرہ کو کرتا مشرقی	جانتا ہمت سے وہ نالائقی
بر امید او بیامد آن غریب	کو غریبان را بدی خویش و قریب	آیا وہ امید پر اُس کی غریب	کہ غریبوں کا تھا وہ خویش و قریب
بر درش بود آن غریب آموختہ	وام بیحد از عطایش توختہ	عادی در پہ اُسکے آنیکا تھا وہ	اسکی بخشش سے وہ کرتا قرض کو
ہم بہ پشتی آن کریم او وام کرد	کہ بہ بخششہاش واثق بود مرد	قرض[2] پشتی اس سخی سے کر لیا	جو وہ اس کی جود سے مضبوط تھا
لاابالی گشتہ بود وہ دام جو	بر امید قلزم اکرام از	تھا وہ بے پروا جو لیتا قرض ہے	اس کی بحر جود کی امید پے
وام داران زو ترش او شادکام	ہمچو گل خندان از آن روض الکرام	قرضخواہ اُس سے ترش و خوش تھا وہ	جون گل خندان تھا ہر بخشش کا وہ

ایک فقیر آلخ ۸ شعر ایک فقیر از راہ اطراف کے تبریز کی جانب قرضدار آیا اُسپر قرض نو ہزار کا تھا مگر بدر الدین تبریزی کے واسطے تھا کہ وہ محتسب ایک دریاے سخا تھا اور ہر سر مو اُس کا ایک حاتم کی جانب تھا اگر حاتم ہوتا اس کا ایک گدا ہوتا سر جھکاتا اور اس کا خاکپا ہوتا اگر تشنہ کو بحر زلال دیتا اس جود و کرم سے انفعال ہوتا اگر وہ ایک ذرے کو مشرقی کرتا وہ ہمت سے نالائقی جانتا اس کی امید پر وہ غریب آیا کہ غریبونکا وہ خویش و قریب تھا وہ عادی اس کے در پر آنے کا تھا اور اس کی بخشش پر وہ قرض کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

قرض پشتی آلخ ۲ شعر اس سخی کی پشتی سے قرض لیا جو کہ اس کی جود و بخشش سے وہ بہت مضبوط تھا وہ بے پروا تھا کہ جو قرض لیتا اسکے بحر جود کی امید پر قرضخواہ اُس سے ترش اور وہ خوش تھا مانند گل خندان کے اس بخشش سے آگے اس کے حقائق ہین اس کی پشت گرم ہوئی شمس عرب سے اس کو کیا غم تھا خرور بولہب سے جو کہ عہد و پیمان ابر سے رکھا آب دینے سے کب اُسے افسوس ہو جو مہاجرون نے جانا دست خدا اس دست پاک کو دست و پاکب جانا آگے مثال ہے جس روباہ کو شیر سے پشت ہے وہ تیند وے کا مغز توڑے مشت سے یعنی وہ محتسب جناب رسول مقبول صلعم تھے کہ ان کو خدا سے مدد ملتی تھی ابولہب سے پھر انکو کیا غم تھا آگے اسکی مثال ہین جعفر صادق کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۱۲

گرم شد پشتش ز خورشید عرب	چہ غمش بود از سبال بولہب	گرم ہوئی پشت اسکی از شمس عرب	کیا غم اس کو باغرور بولہب
چونکہ دارد عہد و پیوند سحاب	کے دریغ آید سقایانش آب	جو کہ رکھے عہد و پیمان ابر کے	کب ہوا افسوس آب دینے کسے
ساحران واقف از دست خدا	کے نہند این دست و پا را دست و پا	ساحرون نے جانا جو دست خدا	جانا کب اس دست و پا کو دست و پا
روبہی کہ ہست او را شیر پشت	بشکند مغز پلنگان را بہ مشت	شیر سے جس لومڑی کو پشت ہے	مغز توڑے تیندوے کا مشت سے

آمدن جعفر رضی اللہ عنہ بہ تنہا بہ گرفتن قلعہ و مشورت کردن ملک آن قلعہ با وزیر در دفع او و گفتن وزیر ملک را کہ زنہار ملک را بوے تسلیم کن کہ او موید است

آنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واسطے لینے قلعہ کے اور مشورہ کرنا اس قلعے کے بادشاہ کا وزیر سے اُنکے دفع کرنے مین اور کہنا وزیر کا بادشاہ کو کہ ضرور ملک انھین سونپ دے کہ وہ مضبوط ہین

چونکہ جعفر رفت سوے قلعۂ	قلعہ نزد گام خنگش جرعۂ	جو کہ جعفر قلعہ لینے کو گئے	اک قدم قلعہ تھا آگے اسپ کے
یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکر	تا در قلعہ ببستند از خطر	بس جریدہ قلعہ تک حملہ کیا	خوف سے در بند قلعہ کر لیا
زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ	اہل کشتی را چہ زہرہ با نہنگ	کس کو طاقت کہ کرے بس اُن سے جنگ	اہل کشتی کو نہ طاقت با نہنگ
روی آورد آن ملک سوی وزیر	کہ چہ چارہ است اندرین وقت اے مشیر	بادشہ نے کی رجوع سوے وزیر	کہ علاج اسوقت کیا ہے اے مشیر
گفت آنکہ ترک گوئی مکر و فن	پیش او آئی بہ شمشیر و کفن	بولا بہتر ہے کہ چھوڑ اب مکر و فن	آگے اُس کے آ بہ شمشیر و کفن
گفت آخر نے یکے مرد ایست فرد	گفت منگر خوار در مردی مرد	بولا نے آخر وہ تنہا مرد ہے	بولا تنہا خوار مت دیکھے اُسے
چشم بکشا قلعہ را بنگر نکو	ہمچو سیماب است لرزان پیش او	کھول آنکھین دیکھ قلعہ کو نکو	کانپے جون سیماب آگے اُسکے وہ
برسر زین آنچنان محکم پی است	گوئیا شرقی و غربی با وی است	اسقدر ثابت قدم ہے زین پے	گویا شرقی غربی وہ ہمرہ رکھے
چند کس ہمچون فدائی تاختند	خویشتن را پیش او انداختند	چند کس دوڑے فدائی کے مثال	اور کیا پیش اسکے خود کو پائمال

سلہ جو کہ جعفر آلخ ۳ شعر جو کہ جعفر صادق قلعہ لینے کو گئے ان کے آگے اسپ کے قلعہ ایک قدم تھا پس قلعہ تک جریدہ حملہ کیا پس قلعہ کا در خوف سے بند کر لیا کس کو طاقت کہ اُن سے جنگ کرے کہ اہل کشتی کو طاقت نہنگ سے نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ بادشاہ نے آلخ ۶ شعر بادشہ نے وزیر کی طرف رجوع کی کہ اس وقت علاج کیا ہے اے مشیر کہا کہ بہتر ہے اب مکر و فن چھوڑ اور اُس کے آگے آ با شمشیر و کفن کہا کہ نہین وہ آخر تنہا مرد ہے کہا اس کو تنہا مت دیکھ آنکھین کھول اور قلعہ کو دیکھ وہ اُس کے آگے کانپتا ہے مانند سیماب کے وہ اس قدر زین پر ثابت قدم ہے کہ گویا مردان شرقی و غربی ہمراہ رکھتا ہے چند کس فدائیون کے مانند دوڑ آئے اور خود کو اُس کے آگے پامال کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر یکی را او به گرزی می فگند ‌‌ ‌ سرنگون ساز اندر اقدام سمند
داده بودش صنع حق جمعیتی ‌ ‌ که همی زد تن تنها لشکری
چشم من چون دید روی آن قباد ‌ ‌ کثرت اعداد از چشمم فتاد
اختران بسیار و خورشید از یکیست ‌ ‌ پیش او بنیاد ایشان مندکیست
گر هزاران موش پیش آرند سر ‌ ‌ گربه را نی ترس باشد نی ضرر
گو بپیش آیند موشان ای فلان ‌ ‌ نیست جمعیت درون جان شان
هست جمعیت بصورت در فشار ‌ ‌ جمع معنی خواه هین از کردگار
نیست جمعیت ز بسیاری جسم ‌ ‌ جسم را بر باد قائم دان چو اسم
در دل موش ار بدی جمعیتی ‌ ‌ جمع گشتی چند موش از همتی
بر زدندی خویش را بر گربهٔ ‌ ‌ هر یکی بر دی زدندی سر بره
بر زدندی چون فدائی حملہ ‌ ‌ خویشش را بر گربهٔ بی مهار
آن یکی چشمش بکندی از ضراب ‌ ‌ وان دگر گوشش دریدی هم بناب
وان دگر سوراخ کردی پهلوش ‌ ‌ از جماعت گم شدی بیرون شوش
لیک جمعیت ندارد جان موش ‌ ‌ بجهد از جانش ز بیم گربه هوش
گر بود اعداد موشان صد هزار ‌ ‌ خشک گردد از یکی گربه هزار
از رمه انبه چه غم قصاب را ‌ ‌ انبهی هش چه بند و خواب را

ڈالتا ہر ایک کو وہ گرز سے ‌ ‌ سرنگون قدمون پہ اپنے اسپ کے
صنع حق نے دی تھی جمعیت اُسے ‌ ‌ کہ تباہ لشکر کی سب اک شخص نے
دیکھا رو اُس شہ کا میری چشم نے ‌ ‌ محو ہوئی کثرت مری اُس چشم سے
بیشمار اختر و خورشید ایک ہے ‌ ‌ اصل انکی کیا ہے آگے شمس کے
سیکڑون چوہے مقابل آئین گر ‌ ‌ خوف نے گربہ کو ہووے نے ضرر
گر مقابل آئین چوہے اور لڑین ‌ ‌ نے ہو جمعیت اُنھونکی جان مین
ابتری صورت مین جمعیت رکھے ‌ ‌ جمع معنی چاہ تو اللہ سے
نے ہے جمعیت بہت سے جسم سے ‌ ‌ جسم قائم باد پر جون اسم کے
ہوتی جمعیت جو دل مین موش کے ‌ ‌ جمع ہوتے موش جرات سے وے
آپ کو گربہ کے اوپر ڈالتے ‌ ‌ مارتے سب مل کے حربہ سے اُسے
حملہ جون اہل فدا کے کرتے وہ ‌ ‌ بے تامل کرتے خود گربہ پہ وہ
ضرب سے ایک آنکھ اسکی پھوڑتا ‌ ‌ دوسرا کانون کو اُسکے کاٹتا
تیسرا پہلو کو اُس کے چھیدتا ‌ ‌ بھاگ جاتی گربہ اُن سے برملا
لیک جمعیت نہ رکھے جان موش ‌ ‌ خوف سے گربہ کے جاتے انکے ہوش
گر ہزارون چوہے ہون اندر شمار ‌ ‌ خشک جان ہون ایک گربہ سے ہزار
ہجم گلہ سے نہ غم قصاب کو ‌ ‌ ہوش کا انبوہ نہ روکے خواب کو

۵۱ ڈالتا الخ ۶ شعر وہ ہر ایک کو ڈالتا ہے گرز سے گھوڑے کے قدمون پر سرنگون اسکو صنع حق نے جمعیت دی تھی کہ ایک قوم تباہ کی ایک شخص نے رو اُس شاہ کا میری چشم نے دیکھا بس کثرت میری چشم سے محو ہوئی آگے اسکی مثال ہے اختر بیشمار و خورشید ایک ہے آگے خورشید کے اگر سیکڑون چوہے مقابل آئین نہ خوف گربہ کو ہووے نہ ضرر اگر چوہے مقابل آئین اور لڑین انکی جان مین جمعیت نہین ہے یعنی جس کو جمعیت دل ہے وہ ایک بھاری سب پر آگے اس جمعیت کے حقائق ہین فافہم ۱۲

۵۲ ابتری صورت مین الخ ۷ شعر جمعیت صورت مین ابتری رکھتی ہے تو جمعیت معنی کی چاہ اللہ سے بہت سے جسم سے جمعیت نہین ہے جسم قائم باد پر ہے مانند اسم کے موشون کے دل مین جمعیت ہوتی ہے تو موش جرات سے جمع ہوتے خود کو گربہ پر ڈالتے اور سب مل کے حربہ سے اُسے مارتے اہل فدا کے مانند وہ حملہ کرتے اور بے تامل گربہ پر گرتے ایک ضرب اُس کی آنکھ پھوڑتا اور دوسرا اُس کے کان کاٹتا تیسرا اُس کے پہلو کو چھیدتا اُن سے گربہ بھاگ جاتی برملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۳ لیک جمعیت الخ ۶ شعر ولیکن جان موش کی جمعیت نہین رکھتی ہے کہ گربہ کے خوف سے اُن کے ہوش جاتے ہین اگر ہزارون چوہے شمار مین ہون ایک گربہ سے خشک جان ہون قصاب کو ہجوم گلہ سے غم نہین اور موش کا انبوہ خواب کو نہ روکے وہ مالک ہے کہ جو جمعیت شیر کو دیوے تا گلہ گور کو مارے گلہ گور کو دم بھر مین گذبذ کردے اور کوئی نہ کہہ سکے کہ راہ سے ہٹو صدہا گور بارہ سینگ کے نیست ہو جاتے ہین اسکے جست شیر سے یعنی جمعیت سے شیر گلہ گورخر کو مارتا ہے اُس جمعیت معنی کی حاصل کرنا چاہیے آگے حس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مالک الملک ست جمعیت دہد / شیر را تا بر گلہ گوران جہد
در زمانی شان بسازد ترت مرت / کس نیارد گفتنش از راہ برت
صد ہزاران گور دہ شاخہ دلیر / چون عدم باشد بہ پیش صول شیر
مالک الملک ست بدہد ملک حسن / یوسفی را تا بود چون ماہ مزن
در رخی بنہد شعاع اخترے / تا شود شاہی غلام دخترے
بنہد اندر روے دیگر نور خود / کہ ببیند نیم شب ہر نیک و بد
یوسف و موسی ز حق بردند نور / در ید و رخسار و در ذات الصدور
روے موسی بارقی انگیختہ / پیش رو او توبرہ آویختہ
نور رویش آنچنان بردی بصر / کہ زمرد از دو چشم مار گر
او ز حق در خواستہ تا توبرہ / گردد آن نور قوی را ساترہ
توبرہ گفت از گلیمت سازمین / کان لباس عارفی آمد یقین
کان کسا بر نور صبری یافتہ است / او ز جان بر تار و پودش تافتہ است
جز چنین خرقہ نخواہد شد صوان / نور ما را بر نتابد غیر آن
کوہ قاف ار پیش آید بہر سد / ہمچو کوہ طور نورش بردرد
از کمال قدرت ابدان رجال / یافت اندر نور بیچون احتمال
آنکہ طورش بر نتابد ذرۂ / قدرتش جا سازد اندر قارورۂ
آنچہ طورش بر نتابد اے کیا / ذرۂ اندر زجاجے ساخت جا

وہ ہے مالک دیوے جمعیت جو[1] / شیر کو تا مارے گلہ گور کو
کر دے گڈ بڈ دم مین گلہ گور کو / گہہ سکے نے کوئی گر رہ سے ہٹو
گور بارہ سینگ کے صد ہا دلیر / نیست ہو جاتے ہین پیش جست شیر
وہ ہے مالک گروہ ملک حسن دے / یوسف کنعان کو مثل ماہ کے
رخ کے اندر تاب اختر کی رکھے / شہ غلام اک تا کہ دختر کا بنے
دوسرے رخ مین رکھے وہ نور خود / تا کہ دیکھے نیم شب کو نیک و بد
یوسف و موسی نے پایا حق سے نور / ہاتھ مین اور رخ مین اور اندر صدور
روے موسی مین چمک بجلی کی تھی / انکے رو کے آگے تھی پردا کشی
نور رو ایسا بصر کو انکا ئے / کہ زمرد لیوے چشم مار سے
پس خدا سے اسنے چاہا تھا نقاب / تا کہ اس نور قوی کا ہو حجاب
بولا[2] کمل سے کر اپنا حجاب / کہ لباس عارفان ہے بیحساب
صبر اس برقعہ نے پایا نور پے / تانا بانا اس کے نور جان رکھے
اس سوا خرقہ کے نے ہووے نقاب / نور کی میرے دلائے کوئی تاب
آئے گر کہ قاف پردہ کے لئے / نور مثل طور بس پھاڑے اسے
قدرت کامل سے انسانکا بدن / ہو گیا حامل بہ نور ذو المنن
جس کے ذرہ کی نہ طاقت طور کو / رکھدیا قدرت نے قارورہ مین وو
طور[3] تاب اسکی نہین جو لا سکا / ذرہ اک قندیل مین اسکا رکھا

سہ ۱ وہ ہے مالک الخ یہ شعر اگر وہ ملک حسن کا دیوے یوسف کنعان کو مثل ماہ کے تاب اختر کی اندر رخ کے رکھے تا کہ شاہ غلام ایک دختر کا ہے دوسرے رخ مین نور اپنا رکھے تا کہ نصف شب کو وہ نیک و بد دیکھے یوسف و موسی نے حق سے نور پایا ہاتھ مین و رخ مین و صدر مین رخ مین موسی مین چمک بجلی کی تھی کہ رو کے آگے پردہ ڈالا تھا انکا نور ایسا کہ بصر کو لے بس خدا سے اس نے نقاب چاہا تا کہ اس نور قوی کا حجاب ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ ۲ بولا کمل الخ یہ شعر حق نے کہا کہ کمل سے اپنا نقاب کر کہ لباس عارفون کا بے حساب ہے اس برقعہ نے صبر پایا نور پر کہ تانا بانا اس کا نور جان رکھتا ہے سوا اس خرقہ کے کہ نقاب نہ ہووے کہ میرے نور کی تاب نہ لائے اگر کوہ قاف پردہ کے واسطے آئے نور طور کے مانند اسے پھاڑے قدرت کامل سے انسان کا بدن حامل ہو گیا نور ذو المنن سے جس کے ذرے کی طور کو طاقت نہین قدرت نے وہ قارورہ مین رکھدیا یعنی کمل نور جلالی کا متحمل ہوتا ہے کہ وہ چرندون سے ہرا ہوا اسطے عارف کمل کا لباس پہنتے ہین کیونکہ بدن حائل نور کا ہوتا ہے آگے اس نور کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ ۳ طور تاب اس کی الخ یہ شعر جو طور تاب اس کی نہ لا سکا ایک ذرہ اس کا قندیل مین رکھا مشکوۃ زجاجی جگہ گور کی آیا جس کے نور سے کوہ قاف و طور پھٹے ان کے جسم کو مشکوۃ جان اور جان کو زجاج کہ عرش و آسمان پر چمکا کہ یہ چراغ انکا نور حیران ہے اس نور سے جیسے اختر صبح سے فانی رہتا ہے اسواسطے مصطفی صلعم نے حکایت کی بادشاہ لایزال و پاک سے کہ مین سماؤن افلاک مین نہ عقول نہ نفوس پاک ہون دل ہین مومن کے رہون مانند جان کے بیچون و بیچگون سے جہان ہین یعنی وہ نور حق نے جسم و جان مین رکھا ہے کہ آنکھون سے دیکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گشت مشکوٰة زجاجی جای نور	که همی درد ز نورش قاف و طور	آیا مشکوٰة زجاجی جائے نور	ور سے جس کے چھٹے کہ قاف و طور
جسم شان مشکوٰة دان جانشان زجاج	تافته بر عرش و افلاک این سراج	جسم مشکوٰة انکا جان انکی زجاج	یہ چمکا عرش و آسمان پر یہ سراج
نور شان حیران این نور آمده	چون ستاره زین ضحی فانی شده	نور حیران انکا ہے اس نور سے	جیسے اختر صبح سے فانی رہے
زین حکایت کرد آن ختم رسل	از ملیک لایزال و لم یزل	مصطفےٰ نے کی حکایت اس لئے	بادشاہ لایزال و پاک سے
که نه گنجیدم در افلاک و خلا	در عقول و در نفوس با علی	کہ سماؤن مین نہین افلاک مین	نے عقول و نے نفوس پاک مین
ور دل مومن بگنجیدم چو ضیف	بے ز چون و بے چگونه بے ز کیف	دل مین مومن کے بسون جون میہمان	بیچگون بیچون سے اندر سے جہان
تا بدلالی آن دل فوق و تحت	یابد از من پادشاهیها و تخت	تا دل اس دلالی پن سے فوق و تحت [۵۱]	پائے مجھ سے بادشاہی اور تخت
بی چنین آئینه این خوبی من	بر نتابد نی زمین و نی زمن	ایسے بے آئینہ کب خوبی مری	نے زمان و نے زمین سے اُٹھ سکے
بر دو کون اسپ ترحم تاختیم	پس عریضه آئینه بر ساختیم	اسپ دوڑایا دو کون پر رحم کا	آئینہ جوڑا بنایا بس سوا
هر دمی زین آئینه پنجاه عرس	بنگر آئینه وی شرحش مپرس	آئینہ سے سو خوشی ہر دم مین ہو	آئینہ دیکھ اُسکی مت پوچھ حال کو
حاصل آن کز لبس خویشش پرده ساخت	که نفوذ او قمر را می شگافت	پس لباس اپنے سے وہ پردہ کیا	اور نفوس اُسکا قمر کو پھاڑتا
گر بدی پرده ز غیر لبس او	پاره گشتی در بدی کوه دو تو	ہوتا گر پردہ لباس غیر سے	ہوتا شق گر ہوتے پردے کوہ کے
ز آهنین دیوارها نافذ شدی	تو بره با نور حق چه فن زدی	پار ہوتا آہنی دیوار سے [۵۲]	کرتا کیا تن برقعہ نور یار سے
گشته بود آن آئینه صاحب تفی	بود وقتی سوز خرقه عارفی	وہ ہوا تھا آئینہ گرمی بھرا	ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا
گشته بود آن آئینه ستار نور	زانکه بود از خرقهٔ یک با حضور	وہ ہوا تھا آئینہ ستّار نور	کیونکہ تھا وہ ایک خرقہ باحضور
زان شود آتش رهین سوخته	کوست با آتش ز پیش آموخته	سوختہ کی رہن آتش اس لئے	کہ وہ آتش کا ہے عادی قبل سے
در هوای عشق آن نور رشاد	خود صفورا هر دو دیده باز داد	عشق مین اُس نور موسیٰ کے ستو	بی صفورا کھوئین دونون چشم کو
اولا بربست یک چشم و بدید	نور روی او و یک چشمش پرید	دیکھا اول باندھکر اک آنکھ کو	اُنکے نور رو سے کھوئی آنکھ دو
بعد ازان صبرش نماند آن دگر	برگشاد و کرد خرج آن قمر	بعدہ بے صبر ہو وہ دوسری	کھولدی اور اُس قمر پر خرچ کی

[۵۱] تا دل آلخ ۶ شعر دل اس دلالی پن سے فوق و تحت مین مجھ سے بادشاہی پائے اور تخت بغیر ایسے آئینے کے کب خوبی میری بھی زمان و زمین مین اٹھ سکے دونون جہان مین اسپ دوڑایا رحم کا پس آئینہ سوا جوڑا بنایا تھا آئینہ سے سو خوشی ہر دم مین ہو آئینہ دیکھ اور اُسکے حال کو مت پوچھ پس اپنے لباس سے وہ پردہ کیا کہ اسکا نفوذ قمر کو پھاڑتا اگر پردہ لباس غیر سے ہوتا شق ہوتا اگر کوہ سے پردے ہوتے یعنی اس نور کا آئینہ دل کو بنایا ہے کہ متحمل ہوا ہے فافہم ۱۲

[۵۲] پار ہوتا آلخ ۷ شعر آہنی دیوار سے پار ہوتا برقعہ کیا تن کرتا نور یار سے وہ آئینہ گرمی بھرا ہوا تھا اور ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا وہ آئینہ ستار نور ہوا تھا کیونکہ وہ ایک خرقہ باحضور تھا آتش رہن سوختہ کی اس واسطے ہے کہ وہ آتش کا قبل سے عادی ہے اُس نور موسیٰ کے عشق مین ستو بی صفورا نے کھوئین دونون چشم کو اول ایک کو بند کر کے دیکھا کہ اُن کے نور رو نے وہ آنکھ کھوئی بعدہ بے صبر ہو کر دوسری کھول دی اور اُس پر قمر پہ خرچ کی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

همچنان مرد مجاهد نان دهد / چون بروز نور طاعت جان دهد
پس زنی گفتش که چشم عبهری / چون ز دستت رفت حسرت میخوری
گفت حسرت میخورم که صد هزار / دیده بودی تا همی کردم نثار
روزن چشمم زمه ویران شدست / لیک مه چون گنج در ویران شدست
کی گذارد گنج کاین ویرانه هم / یاد آرد از رواق خانه ام
حق شنید این و دو چشمش باز داد / دید موسیٰ را ز نورش ساز داد
از نظر این نور زو پنهان نشد / از خزینه خاص بد ویران نشد
نور روی یوسفی وقت عبور / درفتادی در شبابک و در قصور
پس بگفتندی درون خانه در / یوسف است این سو بسیر آن در گذر
زانکه بر دیوار دیدندی شعاع / فهم کردندیش اصحاب بقاع
خانه را کش دریچه است آنطرف / دارد از سیران یوسف این شرف
هین دریچه سوی یوسف باز کن / در شگافش فرجه آغاز کن
عشق ورزی آن دریچه کردن است / کز جمال دوست دیده روشن است
پس همیشه روی معشوقه نگر / این بدست تست بشنو ای پسر
راه کن در اندرونها خویش را / دور کن ادراک دور اندیش را
کیمیا داری دوای پوست کن / دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی / کو رهاند روح را از بیکسی

ایسے ہی مرد مجاہد نان دے [سلہ] / ذوق دے جو نور طاعت جان دے
ایک عورت نے کہا کہ چشم کو / تو نے کھوئی کیوں کرے حسرت ہے تو
بولی حسرت ہی مجھے کہ سو ہزار / ہوتی آنکھیں اور کرتی میں نثار
چشم ہوئی ویران مری اس ماہ سے / پر وہ مہ جون گنج ویرانہ میں ہے
گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ مرا / یاد لائے رونق خانہ مرا
حق نے سنکر پھر دو آنکھیں اسکو دین / دید موسیٰ کے موافق بس کرین
[سلہ] نے نظر سے نور یہ اس کے چھپا / خاص مخزن سے تھا نے ویران ہوا
نور رخ یوسف کا ہنگام گذر / روزنون سے کرتا ہر گھر میں اثر
گھر میں اپنے کہتا یہ ہر ایک تھا / سیر کرنے یوسف اس رہ سے گیا
کیونکہ دکھتی تھی شعاع دیوار سے / صاحب خانہ سے اس کو جانتے
ہے دریچہ جس کے گھر کا اس طرف / سیر یوسف سے وہ رکھے یہ شرف
جانب یوسف دریچہ کھول تو / سیر کر روزن سے اسکی ای نکو
عشق کرنا کھولنا روزن کا ہی / دیدہ روشن ہی جمال دوست سے
[سلہ] دیکھ دائم تو رخ معشوق کو / یہ ہے تیرے ہاتھ میں سن اسکو تو
راہ کر باطن میں اپنے ای نکو / دور کر ادراک دور اندیش کو
کیمیا پائے دوائے پوست کر / دشمنوں کو اس ہنر سے دوست کر
جو ہوا زیبا تو زیبا سے ملے / کہ چھڑائے روح کو وہ عجز سے

سلہ ایسے ۹ آنخ ۶ شعر مرد مجاہد ایسے ہی نان دے جو نور طاعت ذوق دے تو جان دے ایک عورت نے کہا کہ چشم کو تو نے کھویا تو حسرت کیوں کرتی ہے کہا کہ مجھے حسرت ہے کہ سو ہزار آنکھیں ہوتیں اور میں نثار کرتی میری چشم ویران اس ماہ سے ہے لیکن وہ مانند گنج کے ویرانہ میں ہے گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ میرا نہ یاد لائے رونق خانہ سے حق نے سن کر پھر اس کو دو آنکھیں دیں اور دید موسیٰ کے موافق بس کریں یعنی مرد مجاہد کو جو طاعت ذوق دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ نے نظر سے آنخ ۷ شعر یہ نور اس کی نظر سے نہ چھپا کہ خاص مخزن سے تھا ویران نہ ہوا اور ہنگام گذر کے تو رخ یوسف کا روزنوں سے ہر ایک گھر میں اثر کرتا ہر ایک اپنے گھر میں یہ کہتا تھا کہ یوسف اس راہ سے سیر کرنے گیا کیونکہ دیوار پر دکھتی تھی صاحب خانہ اس کو جانتے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ جس کے گھر کا دریچہ اس طرف ہے وہ سیر یوسف جان سے یہ شرف رکھتا ہے تو جانب یوسف کے دریچہ کھول اور سیر اسکی روزن سے کر عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے کہ دیدہ روشن ہے جمال دوست سے یعنی روزن دل کا کھول کہ نو معنی مثل ستاروں کے مشاہدہ ہوں چنانچہ سیر سلوک اول جو کشود ہوتا ہے تو انوار بطور لوائح و لوامع و ستارے و ماہ و خورشید کے آسمان دل پر سالک کو مشاہدہ ہوتے ہیں اور اختر ابر تیرہ میں پوشیدہ ہوتے ہیں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ دیکھ دائم آنخ ۶ شعر تو رخ معشوق کو ہمیشہ دیکھ یہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس کو سن اپنی راہ باطن میں کر اور ادراک دور اندیش کو دور کر کیمیا ملے تو دوا پوست کی کر اور اس ہنر سے دشمنوں کو دوست کر جو زیبا ہوا تو زیبا سے ملے کہ روح کو چھڑائے عجز سے اسکا غم باغ جان کی پرورش ہے اور مردہ غم کو زندہ دیکھے اس کا دم اس ملک دنیا کا وہ دے بلکہ ملک گوناگون و صد ہا دے یعنی باطن میں تو اپنی سائی کر کہ یہ ملک کیا وہ صد ہا ملک اور دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پرورش مر باغ جانہا را ہمش — زندہ کردہ مردۂ غم را دمش
نے ہمہ ملک جہانِ دون دہد — صد ہزاران ملک گوناگون دہد
بر سر ملک جمالش داد حق — ملکت تعبیر بے درس و سبق
ملکت حسنش سوے زندان کشید — ملکت علمش سوے کیوان کشید
شہ غلامان او شد از علم و ہنر — ملک علم از ملک حسن آسودہ تر

باغ جان کی پرورش ہی اسکا نام — زندہ رکھے مردۂ غم اسکا دم
نے جہان اس ملک دنیا کا وہ دے — بلکہ ملک گوناگون صد ہا وہ دے
حق نے دی ملک جمال اسکو پہ جو[۵۱] — شاہی تعبیر پے تعلیم کو
ملک حسن اس کو بزندان لیگیا — ملک علم اُن کو بہ کیوان لیگیا
شہ غلام انکا ہے از رہ علم کے — ملک علم افضل ہے ملک حسن سے

رجوع بحکایت مرد وام دار و آمدن به تبریز و آگاہی از فوت محتسب

رجوع طرف حکایت مرد قرضدار کے اور آنا تبریز مین اور آگاہ ہونا وفات محتسب سے

آن غریب ممتحن از بیم دام — از رہ آمد سوی آن دار السلام
شد سوی تبریز و کوی گلستان — خفتہ امیدش فراز گلستان
زد ز دار الملک تبریز ستی — بر امیدش روشنی بر روشنی
جانش خندان شد از ان روضۂ رجال — از نسیم یوسف و مصر جلال
گفت یا حادی انخ لی ناقتی — جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور — ان تبریز مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض — ان تبریزا لنا نعم المفاض
ساربانا بار بکشا ز اشتران — شہر تبریز ست و کوی گلستان
فر فردوسی ست این پالیز را — شعشعۂ عرشی ست مر تبریز را
ہر زمانی موج روح انگیز جان — از فراز عرش بر تبریزیان
چون وثاق محتسب جست آن غریب — خلق گفتندش کہ بگذشت آن حبیب

وہ مسافر[۵۲] ممتحن با خوف وام — راہ سے آیا سوے دار السلام
سوے تبریز و سوے گلشن گیا — سوئے امید اُس کے گل تکیہ کیا
پہونچا دار الملک مین تبریز کے — روشنی کی اُسکی بس امید پے
جان ہوئی خوش اسکی بار وضۂ رجال — بانسیم یوسف مصری جلال
بولا یا حادی انخ لی ناقتی — جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور — ان تبریز مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض — ان تبریزا لنا نعم المفاض
کھول بوجھا اونٹ کا اے ساربان — شہر ہے تبریز کوے گلستان
رونق جنت ہے اس پالیز کو — عرش کی ہے روشنی تبریز کو
موج روح انگیز جان کی ہر زمان — سوے تبریز عرش پر سے ہے روان
ڈھونڈھتا[۵۳] گھر محتسب کا جو غریب — خلق بولی اُس سے گذرا وہ حبیب

۵۱ حق نے دی الخ ۳ شعر حق نے اسکو ملک حسن پر شاہی دی تعبیر بے تعلیم کو تو ملک حسن انکو زندان تک لیگیا اور ملک علم انکو کیوان تک لے گیا شاہ انکا غلام ہے از راہ علم کے پس ملک علم افضل ہے ملک حسن سے یعنی حسن سے علم افضل ہے آگے مرد قرضدار کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ مسافر الخ ۱۰ شعر وہ مسافر ممتحن خوف قرض سے راہ سے طرف دار السلام کے آیا جانب تبریز جانب تبریز گلشن گیا اور سوے امید اسکے گل کو تکیہ کیا پہونچا دار الملک مین تبریز کے اسکی روشنی کی امید پر اسکی جان خوش ہوئی روضۂ رجال اور نسیم یوسف مصر جلال سے ترجمہ کہا اے حادی بٹھا ناقہ میری کو آئی نیکبختی اور اُڑی حاجت میری ترجمہ بیٹھ اے ناقہ کہ خوش ہوا ہر کام میرا تحقیق تبریز مناجات دلون کا ہی ترجمہ چر اناقہ میرے گرد باغون کے تحقیق تبریز ہمکو جگہ فیض کی ہے اے ساربان کھول بوجھا اونٹ کا شہر تبریز ہے اور کوے تبریز گلستان ہے رونق جنت کی ہے اس پالیز کو اور عرش کی روشنی ہے تبریز کو موج روح انگیز جان کی ہر دم سوے تبریز عرش پر سے وارد ہے یعنی تبریز دنیا کی جانب وہین ہر دم بامید ہوے یوسف جناب رسول مقبول صلعم کے آسمان سے آتی ہین آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ۵۳ ڈھونڈھتا الخ ۸ شعر جو وہ گھر غریب محتسب کا ڈھونڈھتا تھا خلق نے اس سے کہا کہ وہ حبیب گذر گیا اسنے پرسون دنیا سے نقل کی ہر مرد و زن اسکی نقل سے زرد رو ہین وہ طائر عرشی سوے عرش گیا جو اُسے بوے عرش ہاتف سے آئی جو اسکا سایہ پناہ خلق تھا شمس نے اسکو جلدی طے کر دیا اُس ساحل سے کشتی پرسون لیگیا چونکہ خواجہ عمدہ سے سیر تھا آہ کرکے بیہوش ہو گیا گو یا وہ بھی اسکے پیچھے مر گیا پس گلاب آب منہ پر چھڑکا اور ہمراہی اُسپر نوحہ گر ہوئے رات بھر بیہوش بعد اس بیہوشی کے ادھ مری جان اسکی غیب سے لوٹی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

او پریر از دار دنیا نقل کرد | مرد و زن در واقعه او روی زرد
رفت آن طاؤس عرشی سوی عرش | چون رسید از هاتفانش بوی عرش
سایه اش گرچه پناه خلق بود | در نوردید آفتابش زود زود
راند او کشتی ازین ساحل پریر | گشته بود آن خواجه زین غمخانه سیر
نعرۂ زد مرد و بیهوش اوفتاد | گوئیا او نیز درپی جان بداد
پس گلاب و آب بر رویش زدند | همرهان بر حالتش گریان شدند
تا بشب بیهوش بود و بعد ازان | نیم مرده باز گشت از غیب جان

اُسنے کی دنیا سے پرسون نقل ہے | مرد و زن رو زرد اسکی نقل سے
وہ گیا طاؤس عرشی سوئے عرش | آئی ہاتف سے اُسے جو بوئے عرش
سایہ اس کا جو پناہ خلق تھا | شمس نے طے اسکو جلدی کردیا
کشتی اس ساحل سے پرسون لیگیا | غمکدہ سے جو کہ خواجہ سیر تھا
آہ کرکے مرد بیہوش ہوگیا | گویا وہ بھی اُسکے پیچھے مرگیا
پس گلاب اور آب چھڑکا مونھ پر | اُسپہ ہمراہی ہوئے بس نوحہ گر
رات بھر بیہوش بعد اُس ہوش کے | ادھ مری جان اسکی لوٹی غیب سے

باخبر شدن آن غریب از وفات محتسب

الحمد لله الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربهم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً

خبردار ہونا اُس غریب کا وفات محتسب سے

الحمد لله الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربهم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً

چون بهوش آمد بگفت ای کردگار | مجرمم بودم بخلق امیدوار
گرچه خواجه بس سخاوت کرد و جود | هیچ آن کفو عطای تو نبود
او کله بخشید و تو سر پر خرد | او قبا بخشید و تو بالا و قد
او زرم داد و تو دست زرشمار | او ستورم داد و تو عقل سوار
خواجه شمعم داد و تو چشم قریر | خواجه نقلم داد و تو طعمه پذیر
او وظیفه داد و تو عمر و حیات | وعده اش زر وعدۂ تو طیبات
او وثاقم داد و تو چرخ و زمین | در وثاقت او و صد چون او زمین

ہوش میں جب[1] آیا بولا اے خدا | ہوں میں مجرم خلق سے طامع ہوا
گرچہ خواجہ نے سخاوت بس کری | تیری بخشش کی کفو سے کچھ نہ تھی
اُسنے ٹوپی تونے سر مجکو دیا | اُس نے جامہ تونے دی عقل سوا
اُس نے زر تونے دیا دست شمار | اُسنے گھوڑا تونے دی عقل سوار
اُسنے شمع چشم روشن تونے دی | اُسنے قوت اور تونے طعمہ اُسے دی
دی غذا اُسنے و تونے دی حیات | اُسکا وعدہ زر و تیرا طیبات
اُس نے گھر تونے دیا چرخ و زمین | تیرے گھر میں ایسے گھر صدہا زمین

[1] ہوش میں آکر ۷ شعر ہوش میں آیا کہا کہ اے خدا میں مجرم ہوں کہ خلق سے طامع ہوا اگرچہ خواجہ نے بہت سخاوت کی تیری بخشش کی وہ کچھ کفو نہ تھی اُس نے ٹوپی اور تونے مجکو سر دیا اُس نے جامہ اور تونے قد بخشش کیا اُس نے زر اور تونے عقل سوا دیا اُس نے شمع اور تونے چشم روشن دی اُس نے قوت اور تونے اُس سے قوت دی اُس نے غذا اور تونے حیات دی اُسکا وعدہ زر اور تیرا طیبات اُسنے گھر و تونے چرخ و زمین دی کہ تیرے گھر میں ایسے گھر صدہا رہیں یعنی بخشش خلق کی عارضی ہو تیری بخشش کے مقابل میں دائم و قائم ہے آسگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچه او داد ای ملک هم از تو داد ‏ که دل و دست ورا کردی تو زاد
زر از آن تست او زر نافرید ‏ نان از آن تست نانش از تو رسید
آن سخا و رحم هم تو دادیش ‏ کز سخاوت میفزود شادیش
من چه میگویم همه تو میدهی ‏ بار منت بر کسی کے می نهی
من مر او را قبلهٔ خود ساختم ‏ قبله سازِ اصل را نشناختم
ما کجا بودیم کان دانای دین ‏ عقل می کارید اندر ماء و طین
چون همیکرد از عدم گردون پدید ‏ وین بساط خاک را می گسترید
ز اختران می ساخت او مصباحها ‏ در طبائع قفل با مفتاحها
ای بسا بنیادها پنهان و فاش ‏ مضمر این سقف کرد و این فراش
آدم اصطرلاب گردون علوست ‏ وصف آدم مظهر آیات اوست
هر چه در وی می نماید وصف اوست ‏ همچو عکس ماه اندر آب جوست
بر صطرلابش نقوش عنکبوت ‏ بهر اوصاف ازل دارد ثبوت
تا ز چرخ غیب وز خورشید روح ‏ عنکبوتش درس گوید با شروح
عنکبوت و صطرلاب رشاد ‏ بے منجم در کف عام اوفتاد
انبیا را داد حق تنجیم این ‏ غیب را چشم باید غیب بین
در چه دنیا فتادند این قرون ‏ عکس خود را دید هر یک چه درون
عکس در چه دید و از بیرون ندید ‏ همچو شیر گول اندر چه دوید

جو[1] دیا اُس نے اے شہ تجھسے دیا ‏ کہ دل و دست اُسکا تجھسے ہی سخا
زر تری ملک اُس سے نہ پیدا ہی زر ‏ نان تری ملک اُسکو نان دی تونے بر
وہ سخا و رحم بھی تونے دیا ‏ کہ سخاوت سے خوشی اسکو کیا
کیا کہوں مین تو ہی سب کچھ دیتا ہی ‏ بار منت کب کسی پر تو رکھے
مین سنے قبلہ اپنا بس اسکو کیا ‏ رب قبلہ کو نہ پہچانا ذرا
ہم کہان پر تھے کہ یہ دانائے دین ‏ عقل کو بوتا تھا اندر ماء و طین
جو عدم سے لایا تھا چرخ برین ‏ اور بچھاتا تھا وہ یہ فرش زمین
کرتا[2] اختر سے چراغوں کو عیان ‏ طبع سے کرتا وہ قفل و کنجیان
ای بہت بنیاد پنہان اور عیان ‏ فرش اس چھت مین کرین اُسنے نہان
آدم اصطرلاب ہے افلاک کا ‏ وصف آدم مظہر ذاتِ خدا
جو کچھ اُسمین دکھتا اُسکا وصف ہے ‏ جیسے عکس ماہ اندر آب کے
اُس صطرلابوں پہ نقش عنکبوت ‏ وصف ازلی کیلئے رکھے ثبوت
شمس جان مین تا کہ چرخ غیب سے ‏ عنکبوت اسکا بیان شرح کرے
عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا ‏ بے منجم دست عاموں مین پڑا
انبیا کو[3] یہ نجوم مین حق نے دین ‏ غیب کو لازم ہے چشم غیب بین
چاہ دنیا مین قرون یہ سب پڑے ‏ عکس اپنا دیکھا اندر چاہ کے
عکس چہ مین دیکھا اور باہر سے نے ‏ دوڑے مثل شیر اندر چاہ کے

[1] جو دیا آگے شعر ای شاہ جو اُس نے دیا تجھسے دیا کہ دل دوست اور تجھ سے سخاوت ہے نہ تیری ملک، ہی ولیکن نان اُسکو تھنے دی ہے وہ سخاوت ورحم بھی تونے دیا کہ سخاوت سے اسکو خوش کیا ہے مین کیا کہوں سب کچھ تو ہی ہے ای بار منت کا کب کسی پہ رکھے مین نے اسکو اپنا قبلہ کیا اور رب قبلہ کو ذرا نہ پہچانا ہم کہان پر تھے کہ یہ دانائے دین عقل کو بوتا تھا پانی اور مٹی مین جو عدم سے چرخ برین پر لاتا تھا اور یہ فرش زمین بچھاتا تھا یعنی جو کچھ اُس نے دیا ہے کہ اس کا دنیا مین تیری بخشش ہے بس اسکو جانا اور تجھے پہچانا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کرتا اختر سے آگے شعر چراغ عیان کرتا اختر سے اور طبع سے قفل و کنجیان کرتا اے بہت سی بنیاد پنہان و عیان اُس نے اس چھت و فرش زمین نہان کرتی ہین آدم اصطرلاب افلاک کا ہے اور وصف آدم مظہر ذات خدا ہے جو کچھ اسمین دکھتا ہے اسکا وصف ہی جیسے عکس ماہ کا آب مین اس اصطرلابوں پر نقش عنکبوت وصف ازلی کیلئے ثبوت رکھتا ہے تا کہ شمس جان مین چرخ غیب سے عنکبوت اسکا شرح بیان کرے عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا بے منجم کے دست عاموں مین پڑا ہی یعنی اصطرلاب ایک مکان منجموں کا ہے کہ منجم اسمین بیٹھکر سیر کواکب کی دیکھتے ہین اور نقش عنکبوت اسمین ایک آلہ مشابہ ہے کہ جسمین سے کواکب کو دیکھتے ہین پس وجود انسان حق تعالی نے صورت بصورت اصطرلاب بنایا ہی اور اس مین قلب دوم بصورت نقش عنکبوت ہی کہ حال آسمان قلب کا اسمین مشاہدہ ہوتا ہی پس وصف انسان مظہر ذات خدا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [3] انبیا کو آگے شعر حق تعالے نے یہ نجومی انبیا کو دین غیب کو چشم غیب بین لازم ہی یہ سب قرن چاہ دنیا مین پڑے کہ اپنا عکس چاہ مین دیکھا باہر نہ دیکھا شیر کے مانند چاہ مین دوڑے باہر سے جان کہ جو کچھ چاہ مین دکھتا ہی در نہ شیر کر آتا اندر چاہ کے اُس کو خرگوش لیگیا راہ سے کہ فلان چاہ کے اندر شیر ہی اندر چاہ کے تو جا اور اُس چاہ کے اندر بدلہ لے جو تو غالب ہے اس کا سر توڑ یعنی سب عکس کو قلب کے اندر مکاشفہ سے دیکھتے ہین اور باہر مشاہدہ ہین کہ وہ باہر ہر جا ہے آگے مقلد کا بیان ہے فافہم ۱۲

از برون دان ہرچہ در چاہت نمود	ورنہ آن شیری کہ در چہ شد فرود	جان باہر چاہ مین جو کچھ دکھے	ورنہ کب شیر آتا اندر چاہ کے
برد خرگوشی ترا از رہ کای فلان	در تگ چاہ است آن شیر ژیان	لیگیا خرگوش اسکو راہ سے	کہ فلانے چہ کے اندر شیر ہے
در رو اندر چاہ و کین از وے بکش	چون از و غالب تری سر بر کنش	جا تو اندر چہ کے بدلا اُس سے لے	جو تو غالب ہی سر اسکا توڑ دے
آن مقلد سخرۂ خرگوش شد	وز خیال خویشتن پر جوش شد	وہ مقلد سخرۂ خرگوش تھا	اور خیال اپنے سے بس پر جوش تھا
او نگفت این نقش او آب نیست	این بجز تقلیب آن قلاب نیست	نے کہا یہ پیدا نقش آب نے	یہ ہین پلٹے سب اس قلاب کے
تو ہم از دشمن چہ کینہ می کشی	ای زبون شش غلط در ہر ششی	تو بھی کیا دشمن سے کینہ چاہیے ہی	شش جہت مین تو غلط ہر ایک سے
آن عداوت اندرو عکس حق است	کز صفات قہر آنجا مشتق است	وہ عداوت اسمین عکس جرم ہے	کہ وہ ہے مظہر صفات قہر سے
وان گنہ در وی ز عکس جرم تست	باید آن خو را ز طبع خویش شست	جرم اسمین تیرا عکس جرم ہے	پس وہ عادت خود سے دھونا چاہیے
خلق زشتت اندران روی نمود	مر ترا او صفحۂ آئینہ بود	خلق بد تیرا ہے اُس رخ مین دکھا	صفحۂ آئینہ وہ بس تھا ترا
چونکہ قبح خویش دیدی ای حسن	اندر آئینہ بر آئینہ مزن	جو برائی اپنی دیکھی اے نکو	آئینہ مین توڑ آئینہ نہ تو
میزند بر آب استارہ سنی	خاک تو بر عکس اختر می زنی	عکس اختر ڈالے اندر آب کے	خاک بس تو ڈالے اس سے عکس پے
کاین ستارہ نحس در آب آمدست	تا کند مر سعد ما را زیر دست	نحس اختر آیا اندر آب کے	سعد کو تا پشت میری وہ کرے
خاک استیلا بریزی بر سرش	چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش	خاک بس غلبہ سے ڈالے اُسپہ تو	شبہہ سے جو جانے اختر عکس کو
عکس پنہان گشت و سوی غیب راند	تو گمان بردی کہ آن اختر نماند	عکس پنہان عیب کی جانب گیا	تو گمان رکھے نہ وہ اختر رہا
آن ستارہ نحس ہست اندر سما	ہم بدانسو بایدش کردن دوا	وہ ستارہ نحس ہے افلاک پے	وان دوا بھی اسکی کرنا چاہیے
بلکہ باید دل سوی بیسوی بست	نحس این سو عکس آن نحس ہست	چاہیے بے سو کے سو دل باندھنا	نحس یہ ہے عکس نحس اُس سمت کا
داد داد حق شناس و بخششش	عکس آن داد است اندر پنج و شش	حق کی بخشش کی تو بخشش جان لے	عکس اس بخشش کا ہے اس جال پے

؎۱ وہ مقلد الخ ۷ شعر وہ مقلد مسخرہ خرگوش کا تھا اور اپنے خیال سے پر جوش تھا یہ نہین کہا کہ نقش پیدا کیا ہوا آپکا نہین ہے یہ سب کچھ پلٹے اس قلاب کے ہین آگے اس کا بیان ہے تو بھی دشمن سے کیا چاہتا ہے تو غلط ہر ایک سے شش جہت مین ہے وہ اس ہین مدارت جرم تھا عکس جرم ہے پس وہ عادت خود سے ڈھونڈھنا چاہیئے جو اسی رخ مین دیکھا خلق بد ہے کہ وہ صفحہ آئینہ تیرا تھا جو برائی اپنی آئینہ مین دیکھی تو آئینہ کو نہ توڑ یعنی جو سیکھے دشمن مین خلق بد دیکھتا ہے وہ اس مین تیرا عکس تجھکو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ؎۲ عکس اختر الخ ۶ شعر اختر عکس ڈالتا ہے آب مین پس تو خاک ڈالے اس کے عکس پر اختر آیا آب مین تا وہ میرے سعد کو پست کرے پس تو اسپر خاک ڈالے غلبہ سے جو تیرے عکس تو اختر جانے غیب کی جانب عکس پنہان کیا تو گمان رکھے کہ وہ اختر رہا وہ ستارہ نحس افلاک پر دوا بھی اس کی کرنا چاہیئے آگے اسکے حقائق ہین بے سو کی جانب دل باندھنا چاہیے یہ نحس ہے عکس نحس اس سمت کا یعنی دل بے سو کیجانب باندھنا چاہیئے کہ عکس نحس ہے نحس اس سمت کا کہ وہان سے اس کا عکس یہان دیکھتا ہے پس تو اس طرف رجوع کر یہان اسکے دفع کے واسطے کوشش مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

؎۳ حق کی بخشش الخ ۶ شعر تو بخشش کو حق کی بخشش جان لے عکس بخشش اس جال پہ ہے اگر دادنا کس کی افزون رنگ سے ہے تو مرے اور میراث آخر ہے عکس کیتک نظر کے اندر ٹھہرے تو اصل سے دینے کا پیشہ کر جو بخشش حق نے اپنی نیاز سے کی اور داد کے ساتھ گرد از وی خالدین نعمہ دونوں ہوئی ترجمہ زندہ کرنے والا موتی کا ہے جا طرف اسکے حق سے تجھے ملا ہے داد کو جان کے مانند جیسے تو اس کی ملک اور وہ تیری ملک ہے یعنی بخشش بندہ کی عکس بخشش خدا کی ہے باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲

گر بود داد خسان افزون ز ریگ	تو بمیری وان بماند مردہ ریگ	داد ناکس گر فزون ہو ریگ سے	تو مرے میراث وہ آخر رہے
عکس آخر چند پاید در نظر	اصل بینی پیشہ کن ای کژ نگر	عکس ٹھہرے کب تلک اندر نظر	دیکھنے کا اصل کے پیشہ تو کر
حق چو بخشش کرد بر اہل نیاز	با عطا بخشیدشان عمر دراز	حق نے بخشش کی جو با اہل نیاز	داد کے ساتھ اُن کو دی عمر دراز
خالدین شد نعمت و منعم علیہ	یحیی الموتی است فاجتاروا الیہ	خالدین ہوئی نعمت و منعم علیہ	یحیی الموتی ہے فاجتاروا الیہ
داد حق با تو در آمیزد چو جان	آن چنانکہ آن تو باشی و توان	حق بلائے تجھے جون جاندار کو	جیسے تو آن اسکی تیری آن وہ
گر نماند اشتہای نان و آب	بدہدت بی این دو قوت مستطاب	گر نہ[51] خواہش آب اور نان کی رہے	دیوے بے اُن دو کے وہ قوت تجھے
فربہی گر رفت حق در لاغری	فربہی پنہانت بخشد آنسری	گر مٹایا جاوے دبلے پن مین دے	حق مٹایا پنہان اُس سے تجھے
چون پری را قوت از بو میدہد	ہر ملک را قوت جان او میدہد	جیسے قوت وہ پری کو بو سے دے	ہر ملک کو قوت جان وہ رو سے دے
جان چہ باشد تا توانی زان سند	حق بعشق خویش زندہ ات میکند	جان کیا ہے تو سند اسکو رکھے	عشق اپنے سے خدا زندہ کرے
زو حیات عشق خواہ و جان مخواہ	تو ازو آن ذوق خواہ و نان مخواہ	زندگی عشق چہ تو جان نہ چاہ	ذوق اُس سے چاہ تو او نان نہ چاہ
خلق را چون آب دان صاف و زلال	اندرو تابان صفات ذو الجلال	خلق کو تو جان جون آب زلال	اُسمین روشن ہین صفات ذو الجلال
علمشان و عدلشان و لطفشان	چون ستارہ چرخ بر آب روان	اُسکا علم و عدل و لطف اندر جہان	جون ستارہ آب جاری پر عیان
بادشاہی زیبد آن خلاق را	پادشاہی جملگان عاجز ورا	بادشاہی[52] زیب دے خلاق کو	سبکی شاہی ہیچ اُس کے روبرو
بادشاہان مظہر شاہی حق	فاضلان مرآت آگاہی حق	بادشہ ہین مظہر شاہی حق	فاضل آئینہ ہین آگاہی حق
قرنہا بگذشت این قرن نو است	ماہ آن ماہ است آب آن آب نیست	قرن گذرے یہ ہین تو قرن اے امین	مہ وہ مہ ہے پانی وہ پانی نہین
عدل آن عدلست فضل آن فضل ہم	لیک مستبدل شد آن قرن و امم	عدل وہ عدل اور فضل اک فضل وہ	پر یہ بدلا قرن و مخلوق اے نکو
قرنہا بر قرنہا رفت ای ہمام	وین معانی برقرار و بر دوام	قرن پر پس قرن گذرے اے ہمام	یہ معانی یون رہین قائم دوام
آب مبدل شد درین جو چند بار	عکس آن خورشید دائم برقرار	آب اندر جو کے بدلا چند بار	عکس اُس خورشید کا ہے برقرار
پس بنایش نیست بر آب روان	بلکہ بر اقطار عرض آسمان	آب جاری پر نہین اسکی بنا	بلکہ رکھتا ہے فلک پر اپنی جا

۵۱ گر نہ خواہش الخ ۔ شعر اگر خواہش آب و نان کی نہ رہے وہ بغیر ان دو کے تجکو قوت دیوے گر مٹایا جاوے تو دبلے پن مین حق مٹایا پنہان دے تجھے آگے اس کی مثال ہے جیسے وہ پری کو قوت بو سے دے اور فرشتون کو قوت جان کی رو سے دے جان کیا ہے تو اس کو سند رکھے خدا اپنے عشق سے زندہ کرے تو زندگی عشق کی چاہ اور جان مت چاہ نور خدا اس سے چاہ اور نان مت چاہ تو خلق کو مانند آب زلال کے جان کہ اس مین صفت ذو الجلال روشن ہین اس کا علم و عدل و لطف جہان مین مانند ستارہ آب جاری پر عیان ہو یعنی تو خدا سے عشق چاہ اور جان مت چاہ کہ خلق مین صفات حق کے مانند عکس کے عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ بادشاہی الخ ۔ شعر بادشاہی خالق کو زیب دے اُسکے روبرو سب کی شاہی ہیچ ہے بادشاہ مظہر شاہی حق کے ہین اور فاضل آئینہ ہین آگاہی کے قرن گذرے اور یہ قرن ماہ وہ ماہ ہے اور پانی وہ پانی نہین ہے عدل وہ عدل اور فضل وہ فضل ہے لیکن یہ مخلوق قرن بدلا ہوا ہے قرن پر قرن گذرے یہ معانی یون ہی قائم و دائم رہین گے آگے مثال ہے آب اندر جو کے چند بار بدلا و لیکن عکس اس خورشید کا برقرار ہے آب جاری ہے و لیکن اسکی بنا نہین بلکہ فلک پر اپنی جا رکھتا ہے یعنی پر تو حق قائم ہے مگر اجسام بدلتے جاتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این صفتہا چون نجوم معنوی ست	دان کہ بر چرخ معانی مستوی ست	یہ صفت[1] رکھے نجوم معنوی	جان معنی ہے فلک پر مستوی
خوبرویان آئینہ خوبی او	عشق ایشان عکس مطلوبی او	خوبرو آئینہ اس خوبی کا ہے	عشق انکا عکس مطلوبی کا ہے
ہم باصل خود رود این خد و خال	دائما در آب کے ماند خیال	جانے اپنی اصل کو یہ خد و خال	کب ہمیشہ آب میں رہوے خیال
جملہ تصویرات عکس آب جو	چون بمالی چشم خود خود جملہ اوست	جملہ تصویرین ہین عکس آب جو	خود وہی ہے جب ملے تو آنکھ کو
باز عقلش گفت بگذر زین حول	خل دوشاب ست و دوشاب خل	عقل بولی احولی چھوڑو جناب	ہے دوشاب اک سرکہ سرکہ ہے دوشاب
خواجہ را از چشم ابلیس لعین	منگر و نسبت مکن او را بطین	چشم شیطان سے نہ دیکھو اب شاہ کو	اور نسبت اسکو مت دے گل سے
خواجہ را جان مبین جسم گران	مغز بین او را مبینش استخوان	شاہ کو مت دیکھ جسم اور دیکھ جان	مغز تو دیکھ اسکو مت دیکھ استخوان
خواجہ را چون غیر گفتی از قصور	شرم دار ای احول از شاہ غیور	کہتا[2] غرہ سے بے شہ کو غیر جو	شرم رکھ احول تو باشاہ نکو
خواجہ را کو در گذشتہ است از اثیر	جنس این موشان تاریکی مگیر	خواجہ کو جو گذرا اندر آسمان	جنس سے نے موش تاریکی کی جان
ہمرہ خورشید را شب پر مخوان	آنکہ او مسجود شد ساجد مدان	ہمرہ خورشید کو شب تو نہ مان	جو ہوا مسجود وہ ساجد نہ جان
عکسہا را ماند و این عکس نیست	در مثال عکس خود نمود نیست	عکس کے مانند اور نے عکس ہے	نیست مثل خود نہیں دیکھا اسے
آفتابے دید و یخ جامد نماند	روغن گل روغن کنجد نماند	خور کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہان	روغن گل روغن کنجد کہان
چون مبدل گشتہ اند ابدال حق	نیستند از خلق برگردان ورق	جو مبدل ہو گئے ابدال حق	وہ نہیں ہین خلق سے لوٹا اب ورق
قبلۂ وحدانیت او چون بود	خاک مسجود ملائک چون شود	قبلۂ وحدانیت وہ کیونکہ ہو	خاک مسجود ملائک کیسے ہو
چون درین جو دید عکس سیب مرد	دامنش را دید آن پر سیب کرد	جو مین[3] عکس سیب دیکھا ایک نے	دامن اسکا دید سے پر سیب ہے
آنچہ در جو دید کے باشد خیال	چونکہ شد از دیدنش پر صد جوال	جو مین جو کچھ دیکھا کب ہووے خیال	دید سے سو تھیلی اسکی مال مال
عکسہا را ماند و این نیست عکس	در مثال عکس حق معنی ست عکس	عکس کے مانند ہے اور نے ہو عکس	ہم مثال عکس حق ہین معنی عکس

[1] یہ صفت الخ ۔ شعر نجوم معنوی یہ صفت رکھتی ہیں جان کہ معنی فلک پر مستوی ہے خوبرو اس خوبی کا آئینہ ہے اس کا عشق عکس مطلوب کا ہے خد و خال اپنی اصل کو جانے اور کب ہمیشہ آب میں خیال رہے جملہ تصویرین عکس آب جو ہین بس خود وہی ہے جو تو آنکھ کو ملے عقل نے کہا کہ اے جناب احولی چھوڑ دو کہ دوشاب سرکہ ہے اور سرکہ دوشاب ہے تو چشم شیطان سے شاہ کو مت دیکھ جان دیکھو مغز دیکھو استخوان مت دیکھ یعنی تو دوئی کو چھوڑ اور توحید کو دیکھ کہ جسم و جان ایک ہے اور خوبرویوں کے اندر اس کا پرتو ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] کہتا غرہ سے الخ ۔ شعر تو شاہ کو غرہ سے جو غیر کہتا ہے اے احول تو شرم رکھ شاہ سے کہ کون بلند ہے عرش تاریکی کی جنس سے مت جان ہمراہی خورشید کو شب نہ مان جو مسجود ہوا اُسے ساجد نہ جان عکس کے مانند عکس نہیں ہے مثل عکس اپنے کے اس نے نیست دیکھا ہے آگے اسکی مثال ہے خورشید کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہاں ہے روغن گل روغن کنجد کہاں ہے جو ابدال حق کے مبدل محو ہو وہ مخلوقات سے نہیں ہین تو ورق لوٹ وہ آئینۂ وحدانیت کیونکر ہوا اور خاک مسجود ملک کیسے ہوا یعنی جو کہ حق میں فنا ہو گیا وہ بشر کب رہا کیونکہ وہ عکس کے مانند ہے ولیکن عکس نہیں ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[3] جو میں الخ ۵ شعر ایک نے جو میں عکس سیب دیکھا اس کا دامن دیدہ سے پر سیب ہے جو کچھ جو میں دیکھا کب خیال ہووے دید سے سو تھیلی اس کی مالا مال ہے عکس کے مانند ہے یہ عکس نہیں ہے مثال عکس کی حق ہین معنی عکس ہے تن مت دیکھ اور جان مت کھو ہر اگر ہو نگاہ تو ترجمہ تکذیب کی حق کی جو وہ آیا نزدیک انکے ترجمہ نہیں دیکھا تو نے جس وقت دیکھا تو سلے وہ احمد ہووے دید انکی دید حق ہے اسواسطے یعنی جناب رسول مقبول کا دیکھنا عین خدا کو دیکھنا ہے بموجب حدیث شریف کے من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجکو دیکھا تحقیق اُس نے حق کو دیکھا آگے حضور کا بیان ہے فافہم ۱۲

تن مبین و جان بکن کن صم بکم ‏ کذبوا بالحق لما جاءهم
ما رمیت اذ رمیت احمد بدہ است ‏ دیدن او دیدن خالق شدہ است
حق مر او را برگزید از انس و جان ‏ رحمۃ للعالمینش خواند ازان
خدمت او خدمت حق کردن است ‏ روز دیدن دیدن این روزن است
خاصہ این روزن درخشان از خود است ‏ نے ذریعہ آفتاب و مرقدست
ہم ازان خورشید زو بر روزنے ‏ لیک از راہ و سوی معہود نے
در میان شمس و این روزن رہی ‏ ہست مر روزن را ازان آگہی
تا اگر ابری بر آمد چرخ پوش ‏ اندرین روزن بود نورش بجوش
غیر این راہ ہوا و شش جہت ‏ در میان روزن و خور الفت است
مدحت و تسبیح او تسبیح حق ‏ میوہ میروید زعین این طبق
سیب روید زین طبق خوش لخت لخت ‏ عیب نبود گر نہی نامش درخت
این سبد را تو درخت سیب خوان ‏ کہ میان ہر دو رہ آمد نہان
آنچہ روید از درخت بارور ‏ زین سبد روید ہمان نوع از ثمر
پس سبد را تو درخت بخت بین ‏ زیر سایہ این سبد خوش می نشین
نان جو اطلاق آورد ای مہربان ‏ نان چرا میخوانیش محمودہ خوان
خاک رہ چون چشم روشن کرد و جان ‏ خاک رہ را سرمہ بین و سرمہ دان
چون ز روی این زمین تابد شرق ‏ من چرا بالا کنم رو در عیوق

تن نہ دیکھ اور جان نکھو صم بکم ‏ کذبوا بالحق لما جاءهم
ما رمیت اذ رمیت احمد ہوے ‏ دید انکی دید حق ہے اس لئے
خلق سے برتر انھیں حق نے کیا[۱] ‏ رحمۃ للعالمین انکو کہا (رحمت واسطے مخلوقات کے)
انکی خدمت حق کی خدمت جان ہے ‏ دید انکی دید اس روزن کی ہے
خاصہ یہ روزن منور آپ ہے ‏ نے ذریعہ آفتاب چرخ سے
مارا اس روزن پہ بھی خورشید نے ‏ لیک از راہ و طرف معبود کے
درمیان اس شمس اس روزن کے بھی ‏ راہ نے روزن کو اس سے آگہی
تا اگر اک ابر آئے چرخ پوش ‏ ہووے اس روزن سے نور اسکے کو جوش
[۲]شش جہت راہ ہوا کے غیر جان ‏ روزن و خور کے ہی الفت درمیان
اسکی تسبیح و ثنا تسبیح رب ‏ اس زمین سے میوہ اگتا ہی عجب
سیب اگتا ہے زمین سے سخت سخت ‏ عیب نے گر رکھے نام اسکا درخت
ٹوکری کو تو درخت سیب جان ‏ دونوں رہ کے درمیان آیا نہان
جو درخت بارور سے وہ اگے ‏ ٹوکری سے بھی ثمر وہ ہی ملے
ٹوکرے کو تو درخت بخت جان ‏ زیر سایہ اس شجر کے بیٹھ یان
نان جو اسہال لائے مہربان ‏ نان مت جانے اسے مسہل تو جان
خاک[۳] رہ نے چشم روشن کی و جان ‏ خاک رہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان
اس زمین سے جبکہ چمکے روشنی ‏ کیوں سوے اختر میں ہوں اب ملتجی

[۱] خلق سے الخ ۶ شعر انکو حق تعالیٰ نے خلق سے برتر کیا کہ انکو رحمۃ للعالمین کہا خدمت انکی حق کی خدمت جان ہے دن کی دید ہمیں اس روزن کی دید ہے آگے انکی مثال ہے خاصکر یہ روزن خود آپ منور ہے آفتاب چرخ کے ذریعہ سے بھی اس روزن پر خورشید نے مارا و لیکن از راہ طرف معبود کے یقین درمیان اس شمس اور اس روزن کے بھی راہ ہے مگر روزن کو اس سے آگہی نہیں ہے تا اگر ایک ابر آئے چرخ پوش مگر اس کے نور کو اس روزن میں جوش ہووے یعنی حق آفتاب و روزن جناب رسول مقبول صلعم ہیں کہ آفتاب و روزن میں کچھ فرق نہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] شش جہت الخ ۷ شعر شش جہت از راہ ہوا کے سوا یہاں روزن و خورشید کی الفت درمیان ہے اس کی تسبیح و ثنا رب کی تسبیح ہے کہ اس زمین سے میوہ عجب اگتا ہے آگے اس کی مثال ہے سیب زمین سے سخت سخت اگتا ہے عیب نہیں ہے اگر اسکا نام درخت رکھے تو ٹوکرے کو درخت سیب جان کہ دو راہ کے درمیان پوشیدہ آیا ہے جو وہ درخت باور سے اگے وہی ثمر ٹوکرے سے ملے تو ٹوکرے کو درخت سخت جان یعنی جس شخص سے کرامت حق ظاہر ہوئے سو تو حق جان اور اسکی صحبت اختیار کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] خاک رہ الخ ۲ شعر خاک رہ نے چشم و جان روشن کی اس خاک راہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان اس زمین سے جبکہ روشنی چمکے میں سوے اختر کیوں ملتجی ہوں نیست کو ہست مت کہ اے شوخ چشم ایسے جو ہیں کلوخ کب خشک رہے اور اس خورشید کے آگے کب ہلال چلے اور آگے رستم کے کب زور زال ہووے وہ پروردگار طالب و غالب ہے کہ ہستیوں کو نیست کردے زینہار دو نہ ست جان بندہ کو اپنے خواجہ میں دو جان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نیست را هستش مخوان ای چشم شوخ — در چنین جو خشک کی باند کلوخ
پیش این خورشید کی تابد هلال — یا چنین رستم چه باشد زور زال
طالب است و غالب است آن کردگار — تا ز هستیها بر آرد او دمار
دو مگوی و دو مدان و دو مخوان — بنده را در خواجهٔ خود محو دان
خواجه هم در نور خواجه آفرین — فانی است و مرده و مات و دفین
چون جدا بینی ز حق این خواجه را — گم کنی هم متن و هم دیباجه را
چشم دل را هین گذاره کن ز طین — آن یکی قبله است دو قبله مبین
چون دو دیدی ماندی از هر دو طرف — آتشی در رخت فتاد و رفت خفت

نیست کو مت ہست کہہ ای چشم شوخ — ایسی جو مین خشک کب ہووے کلوخ
آگے بس اس خور کے کب چمکے ہلال — روبرو رستم کے کیا ہو زور زال
طالب اور غالب ہے وہ پروردگار — نیست کردے ہستیون کو زینہار
دو نہ کہہ اور دو نہ جان اور دو نہ مان — بندہ کو خواجہ مین اپنے محو جان
خواجہ اندر نور خواجہ آفرین[1] — فانی اور مردہ ہی اور مات و دفین
جو جدا تو دیکھے حق سے خواجہ کو — گم کرے بھی متن بھی دیباجہ کو
چشم دل کو پار کر اس جسم سے — ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کرے
تو نے دو دیکھے دو عالم سے رہا — سوختہ آتش سے ملتے ہی گما

مثال دو بین همچو آن غریب شهر کاشان که عمر نام داشت که خباز بسبب این نامش به دکان دیگر حواله کرد او فهم نه کرد که همه دوکانها یکی ست

مثال دوبین کی مانند اس مسافر کاشان کے ہی کہ عمر نام رکھتا تھا کہ نانبائی نے بسبب اس نام کے اسکو دوسری دکان پر بھیجا اور وہ نہ سمجھا کہ سب دکانین ایک ہین

گر عمر نامی تو اندر شهر کاش — کس نیفروشد بصد دانگی لواش
چون بیک دکان بگفتی عمرم — این عمر را نان فروشید از کرم
او بگوید رو بدین دیگر دکان — زین یکی نان به کزین پنجاه نان
گر نبودی احول او اندر نظر — او بگفتی نیست دوکان دگر
پس زدی اشراق این ناحولی — بر دل کاشی شدی عمر علی

شہر کاشان مین عمر نامی ہو تو[2] — نان نے بیچے کوئی سودانگ کو
اک دکان پر جو کہے مین ہون عمر — اس عمر کو نان بیچو تم مگر
وہ کہے جا دوسری دکان پہ — وہ پچاس حصہ ہی بہتر ایک سے
گر نہ اک احول وہ ہوتا اور دوبین — وہ یہ کہتا دوسری دکان نہین
روشنی پس دیتی یہ ناحولی — دل پہ کاشی کے عمر ہوتا علی

[1] خواجہ الخ یہ شعر خواجہ نور آفرین مین فانی اور مردہ ہی اور مات دوفین ہے جو خواجہ کو تو حق سے دور دیکھے بھی متن و بھی دیباچہ کو گم کرے تو چشم دل کو اس جسم سے پار کر اور ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کہہ تو نے دو دیکھے دونون عالم سے رہ گیا سوختہ آتش کے ملتے ہی گما یعنی حضرت رسول مقبول صلعم نور حق مین فنا ہین وہان دوئی نہین ہے اور جس نے خداوند تعالیٰ اور جناب رسول مقبول صلعم کو دو دیکھا و دو جانا وہ دونون عالم سے رہ گیا بموجب حدیث شریف کے السلامة فی الوحدة والآفات بین الاثنین یعنی سلامتی وحدت مین ہی اور آفات دوئی مین ہی آگے اس دو بین کی مثال پر عمر و علی کا قصہ بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

[2] شہر کاشان الخ تو عمر نامی شہر کاشان مین ہو کوئی روٹی نہین بیچتا ہی سو دانگ کو جو ایک دو کان پر کہے کہ مین عمر ہون کہ اس عمر کو تم نان بیچو وہ کہے کہ تو دوسری دوکان پر جا کہ پچاس حصہ بہتر ہی ایک سے آگے اسکے حقائق ہین اگر وہ ایک احول و دوبین نہ ہوتا تو وہ یہ کہتا کہ دوسری دکان نہین ہے پس یہ ناحولی روشنی دیتی دل پر کاشی کے اور عمر علی ہوتا اسواسطے وہ نانبائی کو کہے کہ اس عمر کو تو نان نعمت سے دے یعنی حضرت عمر پابند شریعت کے تھے اور حضرت علی پیر توحید کے پس عمر نامی بھی دو بین تھا کہ ہر دکان پر جاتا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این ازینجا گوید آن خباز را — این عمر را نان فروش ای نانوا
چون شنید او هم عمر از احولی — در کشید آن نان که هست آن علی
پس فرستادش بدکان بعید — نان زپیش روی او اندر کشید
کہ عمر را نان ده اے انباز من — راز یعنی فهم کن آواز من
او همت زان سو حوالت میکند — هین عمر آمد که تا بر نان زند
چون بیک دکان عمر بودی برو — در همه کاشان ز نان محروم شو
ور بیک دکان علی گفتی بگیر — نان ازانجا بے حوالہ بر زحیر
احولی دو بین چو بے برشد ز نوش — احولی صدبینی اے مادر فروش
اندر آن کاشان خاک از احولی — چون عمر می گرد چون نبوی علی
هست احول را درین ویرانه دیر — قوت انواع که کند ابلیس ضیر
در دو چشم حق شناس آمد ترا — دوست پر بین عرصه هر دو سرا
وارمیدی از حواله جا بجا — اندرین کاشان پر خوف و رجا
اندرین جو غنچه دیدی با شجر — همچو هر جو تو خیالش ظن مبر
که ترا از عین این عکس نقوش — حق حقیقت گردد و بینی تو روش
چشم ازین آب از حول حر میشود — عکس می بیند سبد پر می شود
پس بمعنی باغ باشد این نه آب — پس مشو عریان چو بلقیس از حباب
بار گوناگون ست بر پشت خران — هین بیک چوب این خران را تو مران

اس لئے وہ نان بائی کو کہے — اس عمر کو نان با قیمت تو دے
جو سنا[1] اس نے عمر با احولی — کھینچی وہ نان کہ ہے یہ ملک علی
بھیجا اس کو دوسری دوکان پے — اُسکے پس آگے سے روٹی کھینچ لے
کہ عمر کو نان دے ای میرے یار — اور سمجھ آواز سے تو راز کار
ایسے ہی وہ بھی حوالہ بس کرے — کہ عمر آیا ہے روٹی کے لئے
گر عمر تو ایک دوکان پہ ہے جا — سارے کاشان مین نہ روٹی پائیگا
ایک دکان پر علی گر تو کہے — بے حوالہ نان تو اس جا سے لے
احول دو بین جو بے توشہ ہوا — احول صدبین تو ہے ای بیحیا
پھر تو اس کاشان دنیا مین اخی — احولی سے ہے عمر تو بے علی
اس[2] خراب آباد مین احول کو ہیر — قوت انواع کہ پسند ابلیس کے
گر دو چشم حق شناس آئے تجھے — دوست سے ہر دو جہان کو دیکھ لے
تو حوالے سے چھٹا ہر جائے پے — اندر اس کاشان رجا و خوف پے
دیکھا اس جو مین جو غنچہ باشجر — مثل ہر جو تو خیال اسپر نہ کر
کہ تجھے عین اس نقوش عکس سے — حق حقیقت ہو تو اس کا رو دکھے
چشم احول پاک ہو اس آب سے — عکس دیکھے تو گرا تیرا ابھرے
باغ ہے معنی مین یہ تے آب ہی — شہ سے عریان مت ہو جون بلقیس کے
ہے[3] خرون پر بار گوناگون لدا — ایک لاٹھی سے نہ ہانک سب گدھے

[1] جو سنا الخ ۸ شعر جو اس نے عمر کا نام سنا احولی سے نان کھینچی کہ یہ ملک علی کی ہے اسکو دوسری دکان پر بھیجا پس اُسکے آگے سے روٹی کھینچکر کہا کہ اے میرے یار کو نان دے اور آواز سے تو سمجھ راز کام کا ایسے ہی وہ بھی حوالہ کرے کہ عمر روٹی کے واسطے آیا گر تو عمر ہے ایک دکان پر جا کہ سارے کاشان مین تو روٹی نہ پائے گا اگر تو ایک دوکان پر علی کہے تو بغیر حوالہ کے اُس جا سے نان لے جو احول دو بین بے توشہ ہوا پس تو احول صدبین ہو ای بیحیا پھر تو اس کاشان دنیا مین احولی سے عمر ہے علی نہین ہے یعنی تو دو بین ہے کیونکہ ایک دکان سے دوسری دکان پر گیا روٹی لینے اگر ایک بین ہوتا تو دوکان دوکان سب ایک تھین دوسری دوکان پر نہ جاتا اسی طرح دنیا مین ایک بین رہ اور دو بینی کو چھوڑ دے مثل علی کے یعنی اہل توحید ہو کہ افضل عبادت توحید ہے اپنی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اس خراب آباد مین الخ ۷ شعر اس خراب آباد مین احول کو قوت انواع ہے اور وہ پسند ہے ابلیس کے آگر تجکو چشم حق شناس آئی ہے دونون جہان کو دوست سے پر دیکھے تو حوالہ سے ہر جا پر چھٹا اندر اس کاشان کے رجا و خوف کے اس جو مین جو غنچہ باشجر دیکھا ہے جو کے مانند تو خیال اسپر نہ کر کہ تجکو عین اس نقوش عکس سے حق حقیقت ہوئے اور اُسکا منہ نہ دیکھے چشم احول اس آب سے پاک ہو عکس دیکھے اور تیرا ٹوکرا ابھرے معنی مین باغ بھی یہ آب نہین ہے شاہ یعنی موجود اولیا کے مانند ہر وجود کو خیال مت کر کہ معنی مین باغ ہے آب نہین ہے تو بلقیس کے مانند آبگینہ کو آب جان کر برہنہ مت ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] ہے خرون الخ ۲ شعر خرون پر بار گوناگون لدا ہے ایک لاٹھی سے ہر ایک گدھے کو مت ہانک کہ ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بار ہے اور ایک گدھے پر سنگ مرمر کا بار تو سبکو ایک حکم پر مت دان کر اس جو ہین ماہ دیکھ اے عکس مت جان آب خضر ہے اب جانور نہین ہے جو اسمین دیکھتا ہے ذوق جلوہ گر ہے جو کی تہ سے ماہ کہتا ہے کہ مین ماہ ہون عکس نہین ہون ہمکلام خضر ہون یعنی تو ہر ایک انسان ایکسان مت جان کہ خلق الانسان مین تفاوت ہے اور انسان اولیا مظہر حق کے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

برکیے خربار لعل و گوہر ست | بہ یکے خربار سنگ مرمر ست
بر ہمہ جوہا تو این حکمت مران | اندرین جو ماہ بین عکسش مخوان
آب خضرست این نہ آب دام و دد | ہر چہ اندر وے نماید حق بود
زین تنگ جو ماہ گوید من مہم | من نہ عکسم ہم حدیث و ہمرہم
اندرین جو آنچہ بر بالا ست | خواہ بالا خواہ در وی دار دست
از دگر جوہا مگیر این جوے را | ماہ دان این پر تو مہر وی را
اندرین جو ہر چہ می خواہی مبین | از نعیم و تاج و تخت و ملک و دین
اندرین جو ہر چہ داری تو مراد | باز بین و شکر کن بہر زیاد
جملہ مطلوبات خلق ہر دو کون | گشت موجود اندر وی بعد و بون
این سخن پایان ندارد آن غریب | گریہ کرد از درد آن مرد لبیب

ایک خر پے لعل و گوہر کا ہے بار | ایک خر پے سنگ مرمر کا ہے بار
حکم اک سب جو پے مت کر تو روان | دیکھ ماہ اس جو مین عکس اسکو نجان
آب خضر اک ہے نہ آب جانور | جو دکھے اسمین ہے وہ حق جلوہ گر
تو سے جو کی مہ کہے مین ماہ ہون | مین نہ عکس ہون ہمکلام ہمراہ ہون
اندر اُس جو کے جو کچھ بالا پہ ہے | خواہ بالا خواہ اندر اُس کے ہے
دوسری جو سا نہ جان ہرگز تو | ماہ جان اس پر تو مہر و کو تو
اندر اس جو کے جو چاہے دیکھ لے | تاج و تخت اور ملک اور دین کے
اندر اس جو کے جو تو رکھے مراد | دیکھ لے اور شکر کرتا ہو زیاد
دو جہان کے خلق کے مطلب سبھی | ہو گئے موجود بے بعد اسکے ابھی
بات یہ بے انتہا ہے وہ غریب | گریہ بس کرتا ہے با درد حبیب

توزیع کردن پاے مرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک چیزے و رفتن آن غریب بہ تربت محتسب بہ زیارت و این قصہ را بر سر گور او بطریق نوحہ گفتن

بھیک مانگنا ساعی کا تمام شہر تبریز مین اور جمع ہونا تھوڑے روپیہ کا اور جانا اُس غریب کا زیارت کو محتسب کی تربت پر اور قصہ کہنا اُس کی گور پر رو رو کر

واقعہ آن وام او مشہور شد | پاے مرد از درد او رنجور شد
از پے توزیع گرد شہر گشت | وز طمع می گفت ہر جا سرگذشت
ہیچ ناورد از رہِ کدیہ بدست | غیر صد دینار آن کدیہ پرست

حال مشہور اس کے قرضہ کا ہوا | ساعی کا دل درد سے اُسکے دکھا
مانگنے کو شہر کے اندر پھرا | اور طمع سے کہتا ہر جا ماجرا
کچھ نہ از راہ گدائی کے ملا | اُس گدا کو سو روپے کے بس سوا

سلہ اندر اس جو کے آلخ ٦ شعر جو بالا پر ہے وہ اندر اس جو کے ہے خواہ بالا پر و خواہ اس مین ہے اس جو کو دوسرے جو کے مانند نہ جان و اسپر تو مہر و کو ماہ جان اس جو کے اندر جو چاہے دیکھ لے تاج و تخت اور ملک اور دین سے اس جو کے اندر جو تو مراد رکھے دیکھ لے اور شکر کر کہ تا زیادہ ہو دونون جہان کے خلق کے مطالب سے سب موجود ہو گئے بے بعد کے بات بے انتہا ہے اور وہ غریب گریہ کرتا ہے مرد حبیب سے یعنی وجود اولیا کو دوسرے وجود کے مانند نہ جان کہ وہ پر نعمت باغنی سے ہے آگے اُس غریب کا بیان ہے فافہم ١٢ سلہ حال مشہور آلخ ٦ شعر اُس کے قرضہ کا حال مشہور اور اُس کے ساعی کا دل درد سے دکھا شہر کے اندر مانگنے کو پھرا اور طمع سے ماجرا کہتا از راہ گدائی کے کچھ نہ ملا اُس گدا کو سو روپیہ کے سوا ساعی اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور گور محتسب پر اپنے ساتھ لے گیا کہا کہ جو بندے کو توفیق ملے کہ دو بس مہمانی مبارک کرے اپنا مال اُس کی صرف راہ کرے اور اپنی جان اُس کی صرف جاہ کرے یعنی جو توفیق تجکو ملے تو مہمانی مبارک کر اور اپنا مال صرف کر آگے اُس کا بیان ہے فافہم ١٢

پای مرد آمد بود دستش گرفت — شد بہ گور آن کریم بس شگفت
گفت چون توفیق یابد بندہٗ — کو کند مہمانیِ فرخندہٗ
مال خود ایثار راہ او کند — جان خود ایثار جاہ او کند
شکر او شکر خدا باشد یقین — چون باحسان کرد توفیقش قرین
ترک شکرش ترک شکر حق بود — حق او لاشک بحق ملحق شود
شکر مے کن مر خدا را در نعم — نیز مے کن ذکر و شکر خواجہ ہم
رحمت مادر اگرچہ از خداست — خدمت او ہم فریضہ ست و سزاست
زین سبب فرمود حق صلوا علیہ — کہ محمد بود محتاج الیہ
در قیامت بندہ را گوید خدا — ہین چہ کردی آنچہ من دادم ترا
گوید اے رب شکر تو کردم عیان — چون ز تو بود اصل آن روزی و نان
گویدش حق نکردی شکر من — چون نکردی شکر آن اکرام و فن
بر کریمی کردہٗ حیف و ستم — نے ز دست او رسید این نعمتم
چون بگور آن ولی نعمت رسید — گشت گریان زار و آمد در نشید
گفت ای پشت پناہِ ہر نبیل — مرتجی و غوث ابناء السبیل
اے غم ارزاق ما بر خاطرت — اے چو رزق عام احسان و برت
اے فقیران را عشیرہ و والدین — در خراج و خرج در ایفاے دین
اے چو بحر از بہر نزدیکان گہر — دادہ تحفہ مر سوے دوران مطر

ساعی پاس آیا وہ پکڑا اُسکا ہاتھ — لیگیا گور سخی پر اپنے ساتھ
بولا جو توفیق بندہ کو ملے — کہ وہ مہمان مبارک بس کرے
مال اپنا اُسکے صرفِ رہ کرے — جان اپنی اسکی صرفِ جہ کرے
[ف۱] شکر اُسکا شکر حق کا ہے یقین — کی جو توفیق اُس نے احسان سے قرین
ترک شکر اُسکا ہے ترک شکر حق — حق سے ملحق ہے بلاشک اسکا حق
نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ — شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ
گرچہ رحمت مان کی ہے اللہ سے — خدمت اسکی بھی تجھے بس فرض ہے
اس لئے حق نے کہا صلوا علیہ — کہ محمد بس تھے محتاج الیہ
حشر کو پوچھے گا بندہ سے خدا — جو دیا مین نے تھا تجھکو کیا کیا
[ف۲] کہوے مین نے شکر رب تیرا کیا — جو کہ تو تھا اصل روزی نان کا
حق کہے کہ شکر میرا نے کیا — جو کیا نے شکر اُس اکرام کا
یہ جفا تونے کریم اپنے پہ کی — نے ملے ہاتھ اسکے سے نعمت مری
جو ولی نعمت کی پہونچا گور پے — رویا اور آیا وہ اندر قال کے
بولا اے پشت پناہِ عاقلان — مرتضےٰ و غوث جملہ عاجزان
تجھ پے غم ہے جو ہمارے رزق کا — مثل رزق عام احسان ہے ترا
[ف۳] اے فقیرون کا ہے یار اور مائی باپ — بہ خرچ و آمد قرض کے دینے مین آپ
اے جو دریا پاس والون کو گہر — تحفہ بخشا اور دوران کو مطر

ف۱ شکر اُسکا الخ ۶ شعر اس کا شکر حق کا شکر ہے جو اس نے توفیق احسان سے قرین کی اس کا ترک شکر حق کا ترک شکر ہے اسکا حق بلاشک حق سے ملحق ہے نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ آگے اس کی مثال ہے اگرچہ رحمت مان کی اللہ سے ہے اس کی خدمت بھی تجھپر فرض ہے اس لئے حق نے کہا ترجمہ درود ادا اس سے کہ محمد صلعم جائے احتیاج تھے حشر کو اللہ پوچھے گا بندہ سے کہ جو مین نے تجھ کو دیا تھا کیا کیا آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ ف۲ کہوے الخ ۶ شعر وہ کہے مین نے تیرا شکر کیا کہ جو تو روزی و نان کا اصل تھا حق کہے کہ میرا شکر اس اکرام کا نہین کیا جفا تونے کریم اپنے پر کی کہ اس کے ہاتھ سے میری نعمت نہین ملی تھی آگے رجوع بقصہ ہے جو ولی نعمت کی گور پر پہونچا دیا اور آیا اندر قال کے کہا کہ اے پشت پناہ عاقلان و مرتضی و غوث جملہ عاجزان اے تجھ پر ہمارے رزق کا غم ہے مانند رزق کے تیرا احسان ہے یعنی منعم کا شکر حق کا ہے بخشش اس کی عین بخشش حق کی ہے بس شکر کریم کا کرنا شکر حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف۳ اے فقیرون کا الخ ۶ شعر اے فقیرون کا یار اور مان باپ ہے آمد و خرچ اور قرض کے دینے مین اسے تونے دریا کے مانند نزدیکون کو گوہر تحفہ بخشا اور دورون کو قطرے بخشے تجھ مین گرم پشت تھا اے آفتاب رونق ہر ایک محل و ہر ایک گنج و خراب مین اے تجکو کبھی نہ چین ابرو دیکھا اے جو میکائیل کے مانند تو رزاقی کرے اے دل تیرا بحر عجب ملا ہے سوا اے کوہ قاف کرم کا تو عنقا ہے یاد نہ کیا کہ مجھ پر گذرا اور تیری ہمت ہمیشہ شکستہ نہ ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پشت ما گرم از تو بود ای آفتاب | رونق ہر قصر و ہر گنج خراب
ای ندیدہ کس برابرویت گرہ | ای چو میکائیل راد و رزق دہ
ای دلت پیوستہ یا دریاے غیب | ای بقاف مکرمت عنقاے غیب
یاد ناوردہ کہ از نالم چہ رفت | سقف قصر ہمتت ہرگز نکفت
اے من و صد ہمچو من در ماہ و سال | مر ترا چون نسل تو گشتہ عیال
نقد ما و جنس ما و رخت ما | نام ما و فخر ما و بخت ما
تو نہ مردی لیک بخت ما بمرد | عیش ما و رزق مستوفی بمرد
این ہمہ از حق بدہ تو واسطہ | درمیان ما و حق تو رابطہ
واحد کالالف در بزم کرم | صد چو حاتم گاہ ایثار نعم
حاتم از مردہ بمردہ می دہد | گردگانہاے شمردہ میدہد
تو حیاتے میدہی در ہر نفس | کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو حیاتے میدہی بس پائدار | نقد زری بے کساد و بیشمار
وارثے نابودہ یک خوے ترا | اے فلک سجدہ کنان کوے ترا
خلق را از گرگ غم لطفت شبان | چون کلیم اللہ شبان مہربان

تجھسے مین تھا گرم پشت ای آفتاب | رونق ہر محل و ہر گنج خراب
اے کبھی دیکھا نہ چین ابرو تجھے | اے جون میکائیل رزاقی کرے
اے ملا دل تیرا بحر غیب سے | اے کریم قاف کا عنقا تو ہے
یاد نے لایا کہ کیا گذرا اب مجھے | نے شکستہ ہوئی تری ہمت وے
اے مین اور سو مجھ سے اندر ماہ و سال[51] | ہو گئے جون نسل تیری وہ عیال
نقد میرا جنس میرا اور رخت | نام میرا فخر میرا اور بخت
نے مرا تو بخت میرا مر گیا | بلکہ عیش و رزق سارا مر گیا
یہ تھا سب کچھ حق سے اور تو واسطہ | ہم مین اور حق مین تھا اک تو رابطہ
تو کرم مین ایک ہے مثل ہزار | مثل سو حاتم رکھے بخشش و نثار
مردہ حاتم دیتا مردہ کو ہے جو | ماہ گن گن کر کے دے ہی جوز کو
تو حیات ہر دم مین دے ہی ایک تو | نے نفیسی سے سمائے دم مین دو
دیتا تو ہے[52] اک حیات پائدار | تو ہے اک زر بے کساد و بیشمار
تیری خو کا نے کوئی وارث ہوا | اے فلک تیرے یہان سجدہ کیان
گرگ غم سے لطف ہی تیری شبان | چون کلیم اللہ شبان مہربان

گریختن گوسفند از کلیم اللہ و شفقت و مہربانی او

بھاگنا ایک بکری کا موسیٰ عم سے اور شفقت و مہربانی کرنا موسیٰ عم کی اوسپر

گوسپندے از کلیم اللہ گریخت | پای موسیٰ آبلہ شد نعل ریخت

بھاگی اک بکری کلیم اللہ سے[53] | موسیٰ تھکے آبلے پاءین پڑے

[51] اے مین الخ ۲ شعر ایک مین اور سو مجھسے اندر سال و ماہ مین ہوگئے مانند نسل تیری کے وہ عیال نقد میرا اور جنس میرا اور رخت میرا نام اور فخر میرا اور بخت تو ہے تو مرا بخت میرا مر گیا عیش و رزق میرا آگیا یہ سب کچھ حق سے تھا اور تو واسطہ ہم مین اور حق مین تو ایک رابطہ تھا تو ایک کرم مین ہے مثل ہزار کے اور ہو تو حاتم کے مانند بخشش و نثار رکھتا ہے حاتم مردہ مردہ کو دیتا ہے تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے اور نفیس ہونے سے وہ ہر دم مین نہین سماتا ہے یعنی حاتم وہ مردہ اہل دیتا ہے مردہ دل کو دیتا ہے اور تو دیتا ہے اور تو ہر دم مین ایک حیات نو دیتا ہے پس بمعنی یہ تعریف جناب رسول مقبول صلعم کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [52] دیتا ہے تو الخ ۳ شعر تو ایک حیات پائدار دیتا ہے اور تو ایک زر بے کھوٹا و بیشمار ہے تیرے خو کا کوئی وارث نہ ہوا اور تیرے یہان فلک سجدہ کنان ہے گرگ غم لطف تیرے سے چرواہے کلیم اللہ کے مانند شبان مہربان ہے آگے قصہ شبانی موسیٰ عم کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [53] بھاگی الخ ۹ شعر ایک بکری بھاگی کلیم اللہ سے اور موسیٰ عم تھکے اور آبلے پاءین پڑے اس کے پیچھے شب تک ڈھونڈھتے پھرے کہ گلہ انکی آنکھ سے غائب ہو گیا بکری سست ہوئی کسل راہ سے پس موسیٰ عم اس کے گرد جھاڑتے تھے اس کی پشت پہ ہاتھ پھیرتے تھے اور مثل مادر کے اوسپر محبت کرتے نیم ذرہ کے برابر رنج و غصہ نہین اور بجز محبت و رحم کے گریہ نہین کہا کہ مانا تجھے مجھ پر رحم نہین کیون جفا خود پہ کرے تیری طبع نے اسوقت حق نے فرشتون سے کہا کہ یہ جوان نبوت کے لائق ہے آگے اس کے حقائق مین مصطفی صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے چرپائی کری خواہ وہ طفل ہو یا پیر ہو بے چرپائی کئے وے امتحان کے حق نے پیشوائی انکو نہین دی یعنی انبیا سے حق تعالیٰ نے اول بکریان چروائی ہین تا کہ طریقہ نگہبانی امت کا حاصل ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

در پے او تا بشب در جستجو / وان رمہ غائب شده از چشم او
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند / پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند
کف ہمی مالید بر پشت و سرش / می نوازش کرد ہمچون مادرش
نیم ذره تیرگی و خشم نے / غیر مہر و رحم و آب چشم نے
گفت گیرم بر منت رحمی نبود / طبع تو بر خود چرا استم نمود
با ملائک گفت یزدان آن زمان / کہ نبوت را ہمی زیبد فلان
مصطفیٰ فرمود کہ خود ہر نبی / کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی
بے شبانی کردن و آن امتحان / حق ندادش پیشوائی جہان
تا شود پیدا وقار و صبر شان / کردشان پیش از نبوت حق شبان
گفت سائل کہ تو ہم اے پہلوان / گفت من ہم بوده ام دہرے شبان
ہر امیرے کو شبانی بشر / آن چنان آرد کہ باشد موتمر
حلم موسیٰ وار اندر رعی خود / او بجا آرد بہ تدبیر و خرد
لاجرم حقش دہد چوپانیے / بر فراز چرخ مہ روحانیے
آن چنانکہ انبیا را زین رعی / برکشید مرو داد رعی اصفیا
خواجہ باری تو درین چوپانیت / کردی آنچہ کور کرد و شبانیت
دانم آنجا در مکافات ایزدت / سروری جاودانہ بخشدت
بر امید کف چون دریای تو / در وظیفہ دادن و ایفای تو
وام کردم نہ ہزار از زر گزاف / تو کجائی تا شود این درد صاف
تو کجائی تا بصد چندان کرم / با من خستہ بجا آری نعم
تو کجائی تا دو صد لطف و عطا / با غریب خستہ دل آری بجا

اُسکے پیچھے ڈھونڈھتے شب تک پھرے / ہو گیا گلہ وہ غائب آنکھ سے
سُست ہوئی بکری جو کسل آ گئے / پس تھے موسیٰ گرد اُس کی جھاڑتے
پھیرتے تھے ہاتھ اُسکی پشت پے / مثل مادر کرتے اُسپر مہر تھے
نیم ذره رنج اور غصہ نہین / جز محبت رحم کے گریہ نہین
بولے مانا رحم مجھ پر نے تجھے / کیون جفا کی خود پے تیری طبع نے
حق نے فرمایا فرشتون سے اُس آن / کہ نبوت کے یہ لائق ہے جوان
مصطفیٰ بولے کہ چوپانی کرے / ہر نبی وہ خواہ طفل و پیر ہے
بے کئے چوپانی اور بے امتحان / حق نے دی نے پیشوائی جہان
تا[1] تحمل صبر اُن کا ہو عیان / کہ کیا پہلے نبوت سے شبان
بولا سائل تم بھی اے فخر زمان / بولے مین بھی بس رہا مدت شبان
ہر امیر اس جا شبانی بشر / خود کرے ایسی کہ جیسا ہو امر
حلم چون موسیٰ شبانی مین وہ خود / بس بجا لائے بہ تدبیر و خرد
دیوے حق چوپانی اسکو ضرور / چرخ روحانی پے جو ہین اہل نور
جیسے نبیون کو شبانی سے ملا / کر دیا حق نے شبان اصفیا
خواجہ[2] تو نے جیسے چوپانی کری / کور تیری بھی کرے اب ویسے ہی
جانو اللہ نے عوض مین ای تجھے / سروری عقبیٰ کی بس دی ہے تجھے
تیرے دست جود کی امید پے / اور وظیفہ دینے وعدہ پر ترے
نو ہزار اب قرض زر مین نے لیا / تو کہان ہے تا یہ درد ہووے صفا
تو کہان ہے تا یہ سو چندان کرم / ساتھ مجھ خستہ کے تو لائے نعم
تو کہان ہے تا دو صد لطف و عطا / مجھ غریب خستہ پہ لائے بجا

[1] تا تحمل الخ ۶ شعر تا تحمل و صبر اُن کا عیان ہو کہ نبوت سے پہلے شبان کیا سائل نے کہا کہ تم بھی اے فخر زمان فرمایا کہ ہان مین بھی مدت تک شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبانی بشر کی خود ایسی کرے کہ جیسا امر ہو موسیٰ عم کے مانند حلم شبانی کو خود بجا لائے تدبیر و خرد سے حق اس کو چوپانی دیوے پر ضرور چرخ روحانی پر اصل نور ہین جیسے نبیون کو شبانی سے ملا کہ حق نے شبان اصفیا کا کر دیا یعنی سرداران دنیا کو بھی حق تعالیٰ نے شبان مخلوقات انبیا کے مانند ظاہر کیا اور اہل اللہ کو باطن کیا کہ یہ دونون انتظام ظاہر و باطن کا کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] خواجہ تو نے الخ ۲ شعر اے خواجہ جیسے تو نے یہ چوپانی کری اب کور بھی ویسی چوپانی کرے جانون کہ اے تجھکو کہ ای تجھکو اللہ نے عوض مین سروری عقبیٰ کی دی ہے تیرے دست جود کی اُمید پر اور تیرے وظیفہ دینے کے وعدہ پر مین نے نو ہزار روپیہ قرض کیا تو کہان ہے کہ تا یہ درد صاف کہان ہے کہ تا یہ سو چند کرم مجھ خستہ کے ساتھ نعمت لائے تو کہان ہے کہ تا وہ دو سو لطف و عطا مجھ غریب خستہ پہ بجا لائے تو کہان ہے کہ تا ہنس ہنس گرے گے کہ تو دو سو چند یا دہ مجھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
تو کجائی تا که خندان چون چمن	گویم بستان و صد چندان زمن	تو کہان ہو تا کہ ہنس ہنس کر کہے	کہ تو دو صد چند زیادہ مجھ سے لے
تو کجائی تا مرا خندان کنی	لطف و احسان چون خداوندان کنی	تو کہان[۱] ہو تا کہ خوش مجھکو کرے	لطف و احسان مثل سلطان تو کرے
تو کجائی تا بری در مخزنم	تا کنی از وام و فاقه ایمنم	تو کہان مخزن مین لیجائے مجھے	تا امان دے قرض و فاقہ سے مجھے
من همی گویم بس و تو مفضلم	گفته کاین هم گیر از بهر دلم	مین کہون بس اور کہے تو اور لے	یہ بھی اب میری خوشی کیواسطے
چون همی گنجد جهانے زیر طین	چون بگنجد آسمانے در زمین	کیسے اک عالم سمائے زیر طین	کیسے آئے آسمان اندر زمین
حاش لله تو برون زین جهان	هم بوقت زندگی هم این زمان	حاشا للہ تو ہے افزون جہان	بھی بوقت زندگی بھی اس زمان
در هوائے غیب مرغی می پرد	سایۂ او بر زمین می گسترد	مرغ اُڑتا ہے ہوائے غیب پے	سایہ اُسکا بس زمین پہ جائے ہی
جسم سایه سایۂ دل است	جسم کے اندر خور پایه دل است	جسم[۲] سایہ سایہ سایہ دل کا ہے	جسم کب ہم پایہ رتبہ دل کا ہے
مرد خفته روح او چون آفتاب	در فلک تابان و تن در جامه خواب	مرد خفتہ اس کی جان چون آفتاب	چرخ پر چمکے تن اندر جامہ خواب
جان نهان اندر بود همچون سجاف	تن تقلب می کند زیر لحاف	جان پوشیدہ خلا مین جون سجاف	کروٹین لیتا ہے تن زیر لحاف
روح چون من امر ربی مختفی ست	هر مثالے که بگویم منتفی ست	روح چون من امر ربی کے خفی	جو مثال اب لاؤن ہے وہ منتفی
اے عجب کو لعل شکر بار تو	وان جوابات خوش و اسرار تو	اے عجب کو لعل وہ شیرین ترا	وہ جوابات خوش و رنگین ترا
اے عجب کو آن عقیق لعل خا	آن کلید قفل مشکل هاے ما	اے عجب کو وہ عقیق لعل خا	اور کلید قفل مشکل کا ترا
اے عجب کو آن دم چون ذو الفقار	آنکه کردی عقلها را بے قرار	اے عجب کو وہ دم چون ذوالفقار	جو کہ عقلون کو کرے ہے بیقرار
چند گوئی فاخته سان ای عمو	کو و کو و کو و کو و کو و کو	کب[۳] تلک جون فاختہ کہویگا تو	کو و کو و کو و کو و کو و کو
کو هم آنجا که دل و اندیشه اش	دائم آنجا بد چو شیر و بیشه اش	کو وہان کہ فکر و دل اسجائے ہے	ہووے دائم مثل بیشہ و شیر کے
کو هم آنجا که صفات رحمت ست	قدرت ست و نزهت ست و فطنت ست	کو وہان ہے کہ صفت رحمت کی ہی	قدرت و نزہت ہی اور فطنت بھی ہے

[۱] تو کہان ہے الخ ۶ شعر تو کہان ہے کہ تا مجکو خوش کرے اور لطف و احسان بادشاہ کے مانند کرے تو کہان ہے کہ مخزن مین لیجاوے تا قرض فاقہ سے مجھے امن دے مین کہون بس اور تو کہے اور لے یہ بھی اب میری خوشی کے واسطے ایک عالم کیسے سمائے زیر خاک اور آسمان کیسے آئے اندر زمین کے حاشا للہ تو جہان سے باہر ہے بھی وقت زندگی کے اور بھی اسوقت مین آگے مثال ہے مرغ اڑتا ہے ہوائے غیب مین اور سایہ اُس کا زمین پر جاتا ہے یعنی تو آسمان وجہان سے زیادہ ہے پھر کیسے زیر خاک سوتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۲] جسم سایہ الخ ۷ شعر دل کے سایہ کا سایہ جسم ہے پس دل کا ہمسایہ و ہم مرتبہ کب جسم ہے مرد خفتہ اور اسکی جان مانند آفتاب کے چرخ پر چمکے اور تن اندر جامہ خواب کے جان خلا مین پوشیدہ مانند سنجاف کے اور تن کروٹین لیتا ہے زیر لحاف کے روح مانند امر ربی کے پوشیدہ ہے جو مثال اب مین لاؤن وہ ناقص ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے عجب وہ لعل شیرین میرا کہان ہے اور وہ جوابات خوش و رنگین تیرا ہے اے عجب وہ عقیق لعل خا کہان اور کلید قفل مشکل کی تیری اے عجب وہ دم چون ذوالفقار کہان ہی کہ جو عقلون کو بیقرار کرتا ہے یعنی دل کے سایہ کا سایہ جسم ہے پھر دل کا جسم کب سایہ ہے کیونکہ روح حکم کے مانند پوشیدہ ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۳] کب تلک الخ ۷ شعر تو کب تلک فاختہ کے مانند کہیگا کہان کہان اس جا کہان ہے کہ فکر و دل اس جا پر ہے اور ہمیشہ ہووے مثل بیشہ و شیر کے کہان اس جا ہے کہ وصف رحمت کی ہے اور قدرت و نزہت اور فطنت بھی ہے کہان اسجا ہے کہ امید مرد و زن کیجاتی ہے ہنگام اندوہ و غم کے کہان اس جا ہے کہ جب امراض آئے چشم کو امید صحت پر رکھے کہان اُس طرف کہ دفع زشتی لیگئے اُس طرف ہے کہ دل اشارہ کرے یعنی کہان اُ[illegible] اگر ہوتا ہے کہ جہان ہووے ہوتی ہے اور اکائی مین کہان نہین ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

کوهم آنجا که امید مرد و زن
میرود در وقت اندوه و حزن

کوهم آنجا که بوقت علتے
چشم دارد بر امید صحتے

آن طرف که بهر دفع زشتی
باد جوئی بهر گشت و کشتئے

آن طرف که دل اشارت میکند
چون زبان یا هو عبارت میکند

او مع الله هست بے کو کو همی
کاش جولاهانه ماکو گفتمی

عقل ماکو تا ببیند غرب و شرق
روح را امیزند صد گونه برق

جزر و مدش بد به بحرے ور زبد
منتفی شد جزر و باقی ماند مد

نه هزارم وام و من بیدسترس
هست صد دینار ازین تقریع و بس

حق کشیدت مانده ام در کشمکش
میروم من بر تو یا واخاک خوش

همتے میدار بار حسرتت
ای همایون دست و روے همتت

آمدم که چشمهٔ اصل جنون
یا فتم در وی بجاے آب خون

چرخ آن چرخست و تاب آن تاب نیست
جوی آن جوی است آب آن آب نیست

محسنان هستند کو آن مستطاب
اختران هستند کو آن آفتاب

تو شدی سوے خدا اے محترم
پس بسوی حق روم من نیز هم

مجمع و پاے علم ماوی القرون
هست حق کل لدینا محضرون

نقشها گر بے خبر گر با خبر
در کف نقاش باشد محتضر

دمبدم در صفحهٔ اندیشه جان
ثبت و محوی میکند آن بے نشان

کو وہان ہے کہ امید مرد و زن
جاے ہی ہنگام اندوہ و حزن

کو وہان کہ آئے جب امراض ہے
چشم کو امید صحت پر رکھے

اُس طرف تو دفع زشتی کے لئے
باد چاہے پھرنے کشتی کے لیے

اُس طرف کہ دل اشارت بس کرے
جون زبان یا ہو عبارت بس کرے

وہ مع اللہ ہے کہ کوکو دان یہ ہین
کاش جولاہا نہ مان کو کہتا مین

عقل ماکو دیکھتی تا غرب و شرق
سوخت کرتی روح کو صد گونہ برق

کف دریا کے تھا بس یہ جزر و مد
جزر نفی ہو رہا باقی دو مد

نو ہزار اب قرض و ین بیدست و پا
سو ملے دینار جو کی التجا

کھینچا تجکو حق نے مین اندر بلا
جاتا ہون مین تجھ پہ ہو رحم خدا

اپنی پر حسرت پہ ہمت رکھ غنی
اے مبارک دست و رو ہمت تری

اصل چشمون پر مین آیا پر جنون
پایا مین نے آب کی جا اسمین خون

چرخ وہ چرخ اور نہ تاب آب وہ
جو وہ ہے جو اور نہ آب آب وہ

ہین بہت محسن کہان وہ مستطاب
ہین یہ سب اختر کہان وہ آفتاب

تو گیا سوے خدا اے محترم
مین بھی چلتا ہون سوے حق لیکے غم

جاے گشت و مجمع و جمع قرون
پیش حق کل لدینا محضرون

نقش گر ہین سب بے خبر یا خبیر
ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین یہ

ورق اندیشہ مین اُنکے دمبدم
محو ثابت وہ کرے اور بیش و کم

سلہ وہ مع اللہ الخ ۶ شعر وہ ساتھ اللہ کے ہے کہان کہان اس جا پر نہین کاش جولاہے کے مانند ماکو کہتا مین یعنی ماکو مالی جولاہون کو کہتے ہین کہ تاگا اس ملین رکھو کہ جولاہے بنتے ہین اور ماکو کے معنی نہین سکے کبھی آتے ہین چنانچہ اگلے شعر مین بھی معنی ہین عقل ماکو دیکھتی شرق و غرب تک کہ روح کو سوخت کرتی سو طرح کی برق دریا سے کف مین یہ جزر و مد تھا پس جزر نفی ہوا باقی مد رہا یعنی کف مراد جسم سے ہے کہ روح کا اس مین جزر و مد ہے پس جزر یعنی جسم فانی ہوا اور ہو نفی روح باقی رہی آگے رجوع بقصہ ہے نو ہزار اب قرض اور مین بیدست و پا جو التجا کی تو سو دینار ملے تجکو حق نے کھینچا اور مین اندر بلا کے جاتا ہون تجھپر رحم خدا کا ہو اپنی پر حسرت پر تو رحم رکھ اے تیری ہمت رو دست در دمبارک ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اصل چشمون پر الخ ۶ شعر چشمون کی اصل پر مین پر جنون آیا اسمین آب کی جا مین نے خون پایا چرخ وہ چرخ ہے اور تاب وہ تاب نہین ہے جو وہ جو ہے اور آب و تاب نہین ہر محسن بہت ہست ہین وہ مستطاب کہان ہے اور اختر بہت ہین وہ آفتاب کہان ہے اے محترم تو سوے خدا گیا مین بھی چلتا ہون سوے حق ولیکن غم لیکے آگے اس کے حقائق ہین جاے گشت و مجمع و جمع قرون آگے حق کے ترجمہ سب ہمارے ہاتھ مین حاضر ہین اگر نقش بیخبر یا باخبر ہین ولیکن ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین یعنی کل اشیا جہان کی دست قدرت حق مین موجود ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ورق اندیشہ الخ ۶ شعر انکے ورق اندیشہ مین دمبدم وہ محو و اثبات کرے و بیش و کم خشم لاتا ہے اور رضا لیجاتا ہے اور بخل دیتا ہے و سخا لیجاتا ہے کبھی کینہ لیوے اور صفا لائے عاجزی کاٹے اور عطا ہووے اب میرے مدرکات صبح و شام محو و اثبات سے کوئی دم خالی نہین آگے مثال ہے کوزہ گر کوزہ کا کارساز ہے ورنہ کوزہ کب چوڑا و دراز ہووے چوب ہاتھ مین نجار کے ہے ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے ہے ورنہ خود کیونکر وہ سلے یا پھٹے پاس سقا کے مشک ہے ورنہ وہ خود کب پر ہووے یا تہی یعنی خلق بغیر خالق کے کم و بیش کچھ نہین کرسکتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

خشم می آرد رضا را می برد / بخل می روید سخا را می برد
که برد حقد و صفا آرد همی / بد رود عجز و عطا کارد همی
نیم لحظه مدرکاتم شام و غدو / هیچ خالی نیست زین اثبات و محو
کوزه گر با کوزه باشد کارساز / کوزه از خود کے شود پهن و دراز
چوب در دست درودگر معتکف / ورنه چون گردد بریده مؤتلف
جامه اندر دست خیاطے بود / ورنه آن خود چون بدوزد یا درد
مشک با سقا بود اے منتهی / ورنه آن خود کے شود پر یا تهی
هر دمے پر می شوی فی میشوی / پس بدان کاندر کف صنع وئی
چشم بند از چشم دور آگه بود / صنع از صانع چسان پیدا شود
چشم داری تو بچشم خود نگر / منگر از چشم سفیه بے خبر
گوش داری تو بگوش خود شنو / گوش گوران را چرا باشی گرو
بے ز تقلیدی نظر را پیشه کن / هم برای عقل خود اندیشه کن
بشنو از من یک حکایت در نظیر / تا شوی از سر گفت من خبیر

خشم لاتا اور رضا لیجائے ہے / بخل دیتا اور سخا لیجائے ہے
گاہ کینہ لیوے اور لائے صفا / عاجزی کو کاٹے اور بوئے عطا
مدرکات صبح ہر شام اب مرے / کوئی دم خالی نہ محو اثبات سے
کوزہ گر کوزے کا ہی بس کارساز / کوزہ کب ہو خود ہی چوڑا اور دراز
چوب ہے بس ہاتھ مین نجّار کے / ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے
ہے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے / ورنہ کیونکر خود سئے وہ یا پھٹے
پاس سقا کے ہی مشک اے منتہی / ورنہ کب خود ہووے پُر وہ یا تہی
ہر گھڑی[1] تو پُر و خالی ہووے / اُسکے دستِ صنع مین خود کو دیکھے
چشم بند آگہ ہے چشم دور سے / صنع ظاہر کیسے اب صانع سے ہے
چشم تو رکھے تو دیکھ اُس چشم سے / دیکھ مت اس چشم سے بیکار ہے
گوش تو رکھے تو سن اس گوش سے / گوش بے معنی کا کیون پابند ہے
دید کا کر پیشہ بے تقلید کے / اور کر اندیشہ اپنی عقل سے
اک حکایت مجھسے سن اندر نظیر / تا ہو راز قول سے میرے خبیر

دیدن خوارزم شاه در سیر آن در موکب خود اسپ نادر و تعلق او بآن اسپ و سرکردن عماد الملک آنرا از دل شاه و گزیدن شاه گفت او را بر دیدهٔ خود چنانچه حکیم سنائی در الٰهی نامه گوید

دیکھنا خوارزم شاہ کا ہنگام سیر کے ایک اسپ نادر اپنے لشکر مین اور رغبت اُس کی ساتھ اُس اسپ کے اور بے رونق کردینا اعتماد الملک کا اس کو بادشاہ کے دل سے اور پسند کرنا بادشاہ کا اسکے قول کو اپنی دید پر جیسے کہ حکیم سنائی الٰہی نامہ مین فرماتا ہے

[1] ہر گھڑی آلخ ۶ شعر تو ہر دم پُر وخالی ہوتا ہے کہ اس کے دست صنع مین تو خود کو رکھتا ہے چشم بند آگاہ ہے چشم سینے دل سے صنع ظاہر کیسے صانع سے ہوئی ہے اگر تو چشم رکھتا ہے تو اس چشم سے دیکھ اور اس چشم سے مت دیکھ کہ بیکار ہی اگر تو گوش سے سُن اور اس گوش بے معنی کا کیون پابند ہے دید کا پیشہ کر بے تقلید کے اور اندیشہ کر اپنی عقل سے ایک حکایت مجھ سے سن نظیر مین تا میرے راز قول سے ہو خبردار یعنی چشم بند کی صنعت کے معنی چشم سینے والی آنکھ سے کے ہے اگر تو وہ چشم معنی رکھتا ہے تو کوشش کر کے اس چشم سے صنع صانع کو دیکھ اور ظاہر کو از راہ تقلید کے مت دیکھ چنانچہ اس کی مثال مین قصۂ خوارزم شاہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون زبان حسد شود نخاس — بستانند یوسف از کرباس

جو حسد کی زبان ہو نخاس — لے تو یوسف کو گز سے جون کرباس

از دلالی برادران یوسف حسودانه در دل مشتریان آن چندان حسن پوشیده شد که وکانوا فیه من الزاهدین

بھائیونکی حسودانہ دلالی سے حسن یوسف کا مشتریونکے دلمین از حد پوشیدہ ہوا کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بود امیری را یکی اسپ گزین — در گله سلطان نبودش همقرین

او سواره گشت در موکب پگاه — ناگهان دید اسپ را خوارزم شاه

چشم شه را فر و رنگ او ربود — تا برجعت چشم شه بر اسپ بود

بر هر آن عضوی که افگندی نظر — هر یکی خوشتر نمودی زان دگر

غیر چستی و کشی و روحنت — حق مر او را داده بد نادر صفت

پس تجسس کرد عقل پادشاه — کاین چه باشد کو زند عقل را راه

چشم من سیرست و پرست و غنی — از دو صد خورشید دارد روشنی

ای رخ شاهان بر من بندئ — نیم اسپم در رباید تا حقے

جادوی کردست جادو آفرین — جذبه باشد آن نه خاصیات این

فاتحه خواند و بسی لاحول کرد — فاتحه اش در سینه می بفزود درد

زانکه او را فاتحه خود می کشید — فاتحه و رجر و دفع آمد وحید

گر نماید غیر هم تمویه اوست — ور رود غیر از نظر تنبیه اوست

پس یقین گفتش که جذب آن سریست — کار حق هر لحظه نادر آوریست

اسپ رنگین گاو رنگین ز ابتلا — می شود مسجود از مکر خدا

رکھتا تھا اک اسپ بہتر اک امیر[۱] — نے طویلہ شہ مین ہو اُس کا نظیر

ایک دن گھوڑے پہ لشکر مین چڑھا — ناگہان خوارزم شہ کو وہ دکھا

چشم شہ مائل کری اُس رنگ نے — چشم شہ تا وا پسی تھی اسپ پے

جب نظر پڑتی تھی اُسکے عضو پے — ایک سے دکھتے تھے بہتر دوسرے

چستی اور خوبی نہ کھنچنے کے سوا — حق سنے دین نادر صفاتین ظاہرا

فکر مین بس ڈوبی عقل بادشاہ — کہ یہ کیا ہے عقل پر کی بند راہ

چشم میری[۲] سیر پر ہے اور غنی — دو سو خورشیدونکی رکھے روشنی

روے شہ پیادہ ہے میرے سامنے — اسپ ادنی نے کیا مائل مجھے

خالق جادو نے جادو کر دیا — کھینچے وہ ہے نے اثر اسکا ذرا

فاتحہ پڑھکے بہت لاحول کی — فاتحہ نے درد کی بس زیادتی

کیونکہ وہ ہندو ہے اسکی فاتحہ — دافع و تسخیر آئی فاتحہ

غیر دکھلائے کہ طمع اُس کا جان — غیر اُٹھ جائے ہدایت اُسکی مان

اُسنے جانا کہ ہے جاذب وہ مرا — کام نادر لائے ہے ہر دم خدا

اسپ[۳] رنگین گاو از رہ امتحان — مکر حق سے ہووے مسجود جہان

[۱] رکھتا تھا الخ ۶ شعر ایک امیر اسپ بہتر رکھتا تھا کہ طویلہ شاہ مین وہ گھوڑے پر سوار ہوا ناگہان وہ خوارزم شاہ کو نظر آیا چشم شاہ کو مائل کیا اس رنگ نے کہ چشم شاہ کے واپس ہونے تک جب نظر اُس کے عضو پر پڑتی تھی ایک پر بہتر دوسرے سے دکھلائی دیتے تھے چستی و خوبی و کھینچنے کے سوا حق نے نادر صفتین ظاہر کردی تھین پس عقل شاہ کی فکر مین ڈوبی یہ کیا ہے جس نے عقل پر بند راہ کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] چشم میری الخ ۷ شعر میری چشم سیر بھی اور غنی ہے کہ دو سو خورشیدون کی روشنی رکھتی ہے میرے روبرو روے شاہ پیادہ ہے کہ ادنی نے مجھے مائل کیا ہے خالق جادو نے جادو کر دیا کہ وہ کھینچتا ہے اور ذرا اثر اسکا نہین ہے فاتحہ پڑھ کے لاحول کی فاتحہ نے درد کی زیادتی کری آگے حقائق ہین کیونکہ اسکی خواہندہ فاتحہ ہے اور دافع و تسخیر فاتحہ آئی ہے آگے غیر دکھلانے اسکا طمع جان اگر غیر اُٹھ جائے اسکی ہدایت جان آگے رجوع بقصہ ہے اسنے جانا کہ دوسرا جاذب ہے کہ ہر دم خدا کا نام نادر لاتا ہے یعنی فاتحہ اس نے دفع درد کے واسطے پڑھی تھی مگر وہ ورد فاتحہ سے اور زیادہ ہوا کیونکہ فاتحہ کشادگی زیادہ کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] اسپ رنگین الخ ۷ شعر اسپ گاو رنگین از راہ امتحان کے مگر حق سے مسجود جہان ہوئے آگے اسکی مثال ہے کافر کے آگے بت کی مثال نہین ہے کہ وہ حانیت و حال بت مین ہے وہ جاذب نہان اندر نہان کیا ہے کہ اس جہان سے چمکتا ہے اس جہان مین عقل و جان اس خواہش سے محجوب ہے مین نہ دیکھون اگر تو سکتا ہے دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے جب بادشاہ اس سیر سے لوٹا یہ اپنے ملک مین خاصون سے کہا اُس دم کم چوبداروں کو دیا کہ جلد گھوڑا لاؤ اُس کے گھر جا کر آتش کے مانند وہ گروہ پہونچا وہ امیر مثل کوہ پشم کے ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش کافر نیست بت را ثانیے — نیست بت را فردنے رجانیے
چیست آن جاذب نہان اندر نہان — در جہان تابندہ از دیگر جہان
عقل محجوب ست وجان ہم زین کمین — من نمی بینم تو می تانی بہ بین
چونکہ شاہنشہ ز سیر آن باز گشت — با خواص مملکت ہمراز گشت
بس بسرہنگان بفرمود آن زمان — تا بیارند اسپ را زان خاندان
ہمچو آتش در رسیدند آن گروہ — ہمچو پشمی گشت امیری ہمچو کوہ
جانش از درد و حزن بر لب رسید — جز عماد الملک زنہاری ندید
کہ عماد الملک بد پاے علم — بہر ہر مظلوم و ہر مقتول غم
محترم تر زو نہ بد خو سروری — پیش سلطان بود چون پیغمبری
بے طمع بود و اصیل و پارسا — رائض و شب خیز حاتم در سخا
پس ہمایون راے با تدبیر داد — آزمودہ راے او در ہر مراد
ہم بہ بذل جان سخی و ہم بمال — طالب خورشید غیب او چون ہلال
در امیری او غریب و محتبس — در صفات و فقر و خلت ملتبس
بود ہر محتاج را ہم چون پدر — پیش سلطان شافع و دفع ضرر
مر بدان را ستر چون حلم خدا — خلق او بر عکس خلقان خدا
بارہا می شد بسوے کوہ فرد — شاہ با صد لابہ او را منع کرد
ہر دم از صد جرم را شافع شدی — چشم سلطان را ازو شرم آمدی
رفت او پیش عماد الملک راد — سر برہنہ کرد در پایش فتاد
کہ حرم با ہر چہ دارم گو بگیر — تا نگیرم حاصلم را ہر مغیر

آگے کافر کے نہین بت کی مثال — کہ نہین دوجا ہیت بت مین نہ حال
ہے وہ کیا جاذب نہان اندر نہان — اُس جہان سے چمکے اندر اس جہان
عقل و جان محجوب اس خواہش سے ہے — مین نہ دیکھون تو سکے تو دیکھ لے
جبکہ لوٹا بادشہ اُس سیر سے — یہ کہا خاصون سے اپنے ملک کے
حکم اُس دم چوبدارون کو دیا — لاؤ گھوڑا جلد اُسکے گھر کو جا
آگ کے مانند پہونچا وہ گروہ — ہو گیا جون پشم اسیر مثل کوہ
درد و غم سے لب پہ آئی اسکی جان[51] — جز عماد الملک نے دیکھی امان
کہ عماد الملک مرجع عام تھا — بھی ہر اک مظلوم و ہر مقتول کا
سب سے برتر اور بڑا سرور تھا وہ — پیش سلطان مثل پیغمبر تھا وہ
بے طمع تھا اور اصیل و پارسا — اور شب خیز و مجاہد اور سخا
اور مبارک راے با تدبیر تھا — آزمودہ کار تھا ہر کام کا
بھی کرم سے خرچ کرتا جان و مال — شمس غیبی کا تھا طالب جون ہلال
وہ امیری مین غریب و قید تھا[52] — دوستی اور فقر مین تھا وہ چھپا
تھا ہر اک محتاج کا مثل پدر — شہ کے آگے شافع و دفع ضرر
تھا بدون کا پردہ جون حلم خدا — خُلق اُسکا خلق سے برعکس تھا
جاتا تنہا گاہے جانب کوہ کے — منع کرتا شہ خوشامد سے اُسے
شافع ہر دم ہوتا سو جرمونکا وہ — شرم آتی اُس سے چشم شاہ کو
پاس عماد الملک کے بس وہ گیا — کھولا سر اور پاؤن پر اُسکے رکھا
کہ مین خرم ہون کہ وہ سب کچھ میرا لے — تا نہ حاصل میرا کوئی لوٹ لے

[51] درد و غم الخ ٦ شعر درد و غم سے اس کی جان لب پر آئی بجز عماد الملک کے جاے امن نہ دیکھی یعنی جناب رسول صلعم کے سوا اپنی امن گاہ نہ دیکھی کہ عماد الملک مرجع عام تھا ہر ایک مظلوم و مقتول وہ اسپ سے برتر وہ بڑا سردار تھا اور آگے سلطان کے مثل پیغمبر کے تھا بے طمع و اصیل و پارسا تھا اور شب خیز و مجاہد و سخی تھا اور مبارک راے با تدبیر تھا آزمودہ ہر کام کا تھا بھی کرم سے جان و مال خرچ کرتا اور شمس غیبی کا طالب تھا ہلال کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[52] وہ امیری مین الخ ٧ شعر وہ امیری مین غریب و قید تھا اور صفات دوستی و فقر مین پوشیدہ تھا ہر ایک محتاج کا مثل پدر تھا اور شاہ کے آگے شافع و دفع ضرر تھا بدون کا پردہ تھا مانند حلم خدا کے اور اسکا خلق خلق سے برعکس تھا تنہا کبھی جاتا جانب کوہ شاہ خوشامد سے اُسے منع کرتا ہر دم سو جرمون کا وہ شافع ہوتا کہ چشم شاہ کو اُس سے شرم آتی آگے رجوع بقصہ ہے پس وہ عماد الملک کے پاس گیا سر کھولا اور اُس کے پاؤن پر رکھا کہ مین آزاد ہون کہ وہ کہ سب کچھ میرا لے تاکہ میرا حاصل کوئی لوٹ نہ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن کی اسپ جانم رهن اوست | گر برد مردم یقین ای خیر دوست
گر برد این اسپ را از دست من | من یقین دانم نخواهم زیستن
چون خدا پیوستگی ام داده است | بر سرم مال ای مسیحا زود دست
از زر و زن و عقارم صبر هست | این تکلف نیست بی تزویر هست
اندرین گرمی نداری یاورم | امتحان کن امتحان گفت و قرم
آن عماد الملک گریان چشم مال | پیش سلطان در دوید آشفته حال
لب ببست و پیش سلطان ایستاد | از گویان با خدا رب العباد
ایستاده راز سلطان می شنید | واندران اندیشه اش آن می تنید
کای خدا گر آن جوان گر رفت راه | کش نشاید ساختن جز تو پناه
تو از آن خود کن و بر وی مگیر | گرچه او خواهد خلاص و رها
زانکه محتاج اند این خلقان همه | از گدای گیر تا سلطان رب
با حضور آفتاب با کمال | رهنمائی جستن از شمع و ذبال
در حضور مهر پر انوار و راغ | رهنمائی جستن از شمع و چراغ
بیگمان ترک ادب باشد زما | کفر نعمت باشد و فعل هوا
لیک اغلب هوشها در افتکار | همچو خفاش اند ظلمت دوستدار
در شب ار خفاش کرمی می خورد | کرم را خورشید هم می پرورد
در شب ار خفاش از کرم مست است | کرم از خورشید جنبیده شده است

اک وہ گھوڑا جان مری اسکی گرو [۵۱] | گروہ لیوے مین مرون ای نیک خو
گر یہ گھوڑا لیوے میرے ہاتھ سے | ہے یقین میری نہ جان باقی رہے
دی ہی قربت جو خدا نے یہ مجھے | اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے
زر و زن اور ملک سے صبر ہے مجھے | نے تکلف سے ہے یہ نے مکر سے
اسمین گر سچا نہ جانے تو مجھے | امتحان اس قول کا کر تو مرے
وہ عماد الملک بس روتا ہوا | آگے شہ کے دوڑ تا غمگین گیا
پیش شہ چپکا کھڑا جا کر ہوا [۵۲] | اور کہتا راز تھا وہ با خدا
راز وہ سنتا تھا سلطان کا کھڑا | پر اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا
کا ای خدا گر اس نے گم کی اپنی راہ | کہ نہ لائق اسکو جز تیرے پناہ
دیکھ اپنی وہ نہ رکھ اسپر روا | گرچہ وہ قیدی سے چھٹا ہو رہا
کیونکہ یہ محتاج ہے مخلوق سب | شاہ سے لیکر گدا تک میرے رب
شمس انور کے حضور اور سامنے | رہنمائی ڈھونڈھتا اک شمع سے
اور حضوری مین ضیائے شمس کے | ڈھونڈھنا رہ کا چراغ نار سے
بیگماں ترک ادب ہو ہم سے یا [۵۳] | کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا
لیک لاغر ہو تن اندر فکر کے | مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے
شب مین گر خفاش کھاتا کرم ہے | کرم کو پالا بھی ہے خورشید نے
شب مین گر خفاش مست ہوتا ہے | شمس سے پیدا ہوا بھی کرم ہے

۵۱ ایک وہ گھوڑا آلخ ۶ شعر ایک وہ گھوڑا کہ میری جان اس کی گرو ہے اگر وہ لیوے مین مرون اگر یہ گھوڑا لیوے ہاتھ سے یقین ہے کہ میری جان باقی نہ رہے جو مجکو حق نے قربت دی ہے اے مسیحا میرے سر پر ہاتھ رکھ زر و زن و ملک سے مجکو صبر ہے یہ نہ تکلیف سے ہے و نہ مکر ہے اگر تو اس مین مجھے سچا نہ جانے تو میرے اس قول کا امتحان کر بس وہ عماد الملک روتا ہوا آگے شاہ کے آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پیش آلخ ۷ شعر شاہ کے آگے خاموش جا کر کھڑا رہا اور راز کہتا تھا وہ خدا سے کہ سلطان کا راز وہ سنتا تھا کھڑا ہوا اور اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا کہ اے خدا اگر اس نے اپنی راہ گم کی ہے کہ اس کو لائق بجز تیرے پناہ نہین ہے تو اپنی طرف اُسپر روا نہ رکھ اگرچہ وہ ہر ایک قیدی سے رہائی چاہتا ہے کیونکہ یہ سب مخلوق محتاج ہے شاہ سے لیکر گدا تک اے میرے رب اس کی مثال ہے شمس انور کے حضور سامنے رہنمائی ایک شمع سے ڈھونڈھتا اور حضوری مین ضیائے شمس کی راہ ڈھونڈھتا چراغ نار سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بےگمان آلخ ۶ شعر ہم سے بیگمان ترک ادب ہے یا کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا ہے ولیکن اکثر ہوش فکر مین مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے اگرچہ چمگادڑ شب مین کرم کھاتا ہے ولیکن کرم کو بھی خورشید نے پالا ہے اگر شب مین خفاش کرم سے مست ہے مگر کرم بھی شمس سے پیدا ہوا ہے ایسا خور کہ اُس سے ضیا نکلتی ہے اپنے دشمن کو غذا کھلاتا ہے نہ کہ ایسا چمگادڑ کہ راہ گم کرے اور آخر روزی بھی خورشید سے پائی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آفتابے کہ ضیا زو می زہد / دشمن خود را نوالہ می دہد
نے کہ خفاشے کہ او رہ گم کند / آخرہم خورشید ہم یابد سند
لیک شہبازیکہ او خفاش نیست / چشم بازش شاہ بین و روشنی ست
گر بہ شب جوید چو خفاش او نمود / در ادب خورشید مالد گوش او
گویدش گیرم کہ آن خفاش لد / علتے دارد ترا بارے چہ شد
مالشت بدہم بزجر و اکتیاب / تا نتابی سر تو دیگر ز آفتاب

ایسا خور کہ اُس سے نکلے ہے ضیا / دشمن اپنے کو کھلاتا ہے غذا
نے کہ خفاش ایسا کہ رہ گم کرے / پائے آخر روزی بھی خورشید سے
لیک وہ شہباز کہ خفاش نے / شاہ بین اور روشن اُسکی چشم ہے
شب مین جون خفاش ڈھونڈھے گر / اُسکے کھینچے گوش ادب مین خور سوا
کہوے مانا کہ وہ خفاش گدھا / رکھتا علت تھا تجھے پھر کیا ہوا
گوشمالی خوب سی اب دون تجھے / تا نہ پھیرے سر تو پھر خورشید سے

مواخذہ یوسف صدیق ع بہ حبس بضع سنین بہ سبب یاری خواستن از غیر حق کہ واذکرنی عند ربک

مواخذہ یوسف صدیق ع علیہ السلام کا قید خانہ مین چند سال بسبب مدد چاہنی غیر حق سے کہ واذکرنی عند ربک

آنچنانکہ یوسف از زندانیی / با نیازی خاضعی سعد انیی
خواست یاری گفت چون بیرون روی / پیش شہ گردد اموریت مستوی
یاد من کن پیش تخت آن عزیز / تا مرا ہم واخرد زین حبس نیز
کے دہد زندانیی در اقتناص / مرد زندانیی دیگر را خلاص
اہل دنیا جملگان زندانیند / انتظارِ مرگ دارِ فانی اند
جز مگر نادر یکے فردانیی / تن بہ زندان جان او کیوانیی
پس جزائے آنکہ دید او را معین / ماند یوسف حبس در بضع سنین

جس۵۲ طرح یوسف نے اک محبوس سے / از رہ عجز و نیاز و حلم کے
چاہی یاری بولے جبکہ تو چھٹے / پیش شہ مامور تو رہ کام پے
یاد کرنا مجکو تو پیش عزیز / تا بلائے قید سے مجکو وہ نیز
کب رہائی دیوے قیدی قید سے / دوسرے قیدی کو اندر قید کے
اہل دنیا جملہ قید و بند ہین / انتظاری مرگ دنیا کی کھین
پر سوا اک مرد نادر عصر کے / تن ہو زندان مین و جان افلاک پے
اُس جزا مین کہ اُسے دیکھا معین / قید مین یوسف رہا بضع سنین

۵۱ لیک وہ ماہ آنچ ۴ شعر ولیکن وہ شہباز کہ وہ چمگادڑ نہین ہے اور شاہ بین و روشن اس کی چشم ہے اگر شب مین چمگادڑ کے مانند وہ غذا ڈھونڈھے خورشید اس کے کان کھینچے ادب مین سوا اور کہوے کہ مانا وہ چمگادڑ علت رکھتا تھا پھر تجھے کیا ہوا تھا اب تجھے گوشمالی خوب سی دون تا کہ پھر تو سر نہ پھیرے خورشید سے یعنی تیرہ دلان دنیا حق سے غافل ہین وہ مراد دنیا کو حق سے پاتے ہین مگر جو آگاہ دل راغب طرف دنیا کے ہو اُس کو غذا زیادہ عذاب دے گا کہ تو آگاہ ہو کر کیون طرف غیر اللہ کے رجوع کرتا ہے اور مدد چاہتا ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو سات سال اور زندان مین رکھا آگے اُن کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

۵۲ جس طرح آنچ ۷ شعر جیسے یوسف عم نے ایک قیدی سے از راہ عجز و نیاز و حلم کے مددگاری چاہی اور کہا کہ جب تو چھٹے اور آگے شاہ اپنے کام پر مامور ہووے تو مجکو یاد کرنا آگے عزیز کے تا کہ وہ مجکو قید سے بلالے آگے حقائق ہین کب قیدی قید سے رہائی دیوے دوسرے قیدی کو جو قید مین ہے اہل دنیا جملہ قیدی و بند ہین سو انتظاری مرگ دنیا کی رکھتے ہین ولیکن سوا ایک مرد نادر عصر کے کہ تن زندان مین ہے اور جان افلاک پر اس جزا مین کہ اُسے معین دیکھا قید یوسف رہا سات برس یعنی اہل دنیا قیدی ہین اور قیدیان دنیا کو کب قید سے چھڑا سکتے ہین بجز اولیاء اللہ کے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

یاد یوسف دیو از عقلش سترد | وز دلش دیو آن سخن از یاد برد
زان خطای کامد از نیکو خصال | اندر زندان زداور ہفت سال
گرچہ تقصیر آمد از خورشید داد | یا تو چون خفاش رفتی در سواد
بین چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب | تا تو یاری جوئی از ریگ و سراب
عام اگر خفاش طبع اند و مجاز | یوسفا آخر تو داری چشم باز
گر خفاشی رفت در کور و کبود | باز سلطان دیدہ را باری چہ بود
پس ادب کردش بدین جرم اوستاد | کہ مساز از چوب پوسیدہ عماد
لیک یوسف را بخود مشغول کرد | تا نیاید در دلش زان حبس درد
آنچنانش اُنس و مستی داد حق | کہ نہ زندان ماند پیشش نے غسق
نیست زندانی وحش تر از رحم | ناخوش و تاریک و پر خون و وخم
چون گشادت حق دریچہ سوی خویش | در رحم اندر فزاید تنت بیش
اندر آن زندان ز شوق بے قیاس | خوش شگفت از غرس جسم تو حواس
زان رحم بیرون شدن آید درشت | میگریزد از زہار اسوی پشت
راہ لذت از درون دان نز برون | ابلہی دان جستن از قصر و حصون
آن یکی در کنج مسجد مست و شاد | وان دگر در باغ ترش و بیمراد
قصر چیزی نیست ویران کن بدن | گنج در ویرانہ است ای میر من
آن نمی بینی کہ در بزم شراب | مست آنگہ خوش شود کو شد خراب

یاد[۱] یوسف عقل سے لی دیو نے | اور بھلائی بات وہ دل و جان سے
اُس خطا سے کہ ہوئی اُس نیک سے | سات سال اور حق سے زندان مین رہے
کیا ہوئی تقصیر خور سے ظاہرا | تا تو چون خفاش ظلمت مین گیا
کیا ہوئی تقصیر بحر و ابر سے | تا سراب و ریگ سے یاری تو لے
عام گر خفاش طبع ہین سب ہی | یوسفا تیری تو ہین چشمین کھلی
گر گیا خفاش ظلمت مین بھلا | باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا
دی[۲] سزا اس جرم سے اُس نیک کو | کہ نہ کر خم چوب بوسیدہ کو تو
لیک یوسف کو بخود شاغل کیا | تا نہ دل پر قید اُسکے ہو بلا
ایسی حق نے اُنس مستی دی اُسے | کہ نہ ظلمت قید یاد آئی اُسے
ظلمت و زندان رحم سے نے سوا | ناخوش و تاریک خون سے وہ بھرا
جو دریچہ حق نے کھولا اپنی سو | رحم مین ہردم ہوان تیران کو
اندر اُس زندان کے زیادہ شوق سے | مثل گل تن مین حواس آخر کھلے
بد نکلنا رحم سے جانے وہ ہے | فرج سے بھاگے ہے جانب پشت کے
لذت[۳] اندر سے ملے باہر سے نے | احمقی ہے ڈھونڈھنا بس قصر سے
گوشہ مسجد مین اک ہو مست و شاد | دوسرا گلشن مین ترش و بے مراد
کچھ نہین ہے قصر ویران تن کو کر | گنج ویرانہ مین ہوتا ہے پسر
تو نہ یہ دیکھے کہ جب پیوین شراب | اُس گھڑی ہو مست و خوش جب ہو خراب

سه۱ یاد یوسف آلخ ۶ شعر یوسف کی یاد اُسکی عقل سے دیو نے لی اور وہ بات بھلائی دل و جان سے اس خطا کے سبب سے کہ اس نیک سے ہوئی کہ سات سال اور حق کی طرف سے زندان مین رہے خورشید سے کیا ظاہر تقصیر ہوئی تا کہ تو چمگادڑ کے مانند ظلمت مین گیا اور بادابر سے کیا تقصیر ہوئی تا سراب و ریگ سے تو مددگاری لیتا ہے اگر عالم سب چمگادڑ طبع ہین اے یوسف تیری تو چشم کھلی ہین اگر چمگادڑ ظلمت مین بھلا گئی باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا یعنی غافلون سے تو تقصیر خود ہوئی ہے آگے آگاہون سے کیون تقصیر ظاہر ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سه۲ دی سزا آلخ ۷ شعر اُس جرم سے سزا دی اُس نیک کو کہ چوب بوسیدہ کو تو خم نہ کر ولیکن یوسف کو ساتھ اپنے شامل کیا تا اس کے دل پر قید بلا نہ ہووے حق نے ایسی اُنسیت و محبت اسے دی کہ ظلمت و قید اُسے یاد نہ آئی آگے اس کی مثال ہے رحم مادر سے ظلمت فرزندان سوا مین ہے کہ ناخوش و تاریک خون سے بھرا ہے جو حق نے دریچہ اپنی طرف کھولا کہ رحم مین تیرا تن ہر دم نیک ہوا اس زندان کے زیادہ ذوق سے گل کے مانند تن مین آخر حواس کھلے رحم سے نکلنا وہ بد جانتا ہے کہ فرج سے بھاگتا ہے جانب پشت کے یعنی جبکہ بچہ رحم مادر کے اندر تاریکی مین رہتا ہے اور بسبب روشنی باطنی کے خوش ہوتا ہے اسی طرح یوسف کو زندان مین حق نے اپنے شغل مین خوش و خرم رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سه۳ لذت اندر سے آلخ ۶ شعر لذت اندر سے ملے باہر سے نے بس قصر سے ڈھونڈھنا احمقی ہے آگے مثال ہے ایک شخص گوشہ مسجد مین مست و شاد ہے اور دوسرا گلشن مین ترش و بیمراد ہے قصر کچھ نہین ہے تو ویران تن کو کر کہ گنج ویرانہ مین ہوتا ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ شرابی اسوقت خوش ہو کہ جب خراب ہو گرچہ خانہ پر نقش ہے خراب کر اور گنج ڈھونڈھ گنج سے اسکو تاب نہ نے خانہ پر نقش و تصویر و خیال ہو اور یہ صورت مانع گنج وصال کی ہے یعنی دنیا پر نقش و خیال ہے اور اہل صورت پرست کو مانع وصال یار ہے پس تو اپنے تن کو خراب کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچہ پرنقش ست خانہ در کنش / گنج جو در گنج آباد آن کنش
خانۂ پرنقش و تصویر خیال / وین صور چون پردہ بر گنج وصال
تابش گنج ست تابشہای زر / کاندرین سینہ ہمی جوشد صور
ہم ز لطف و جوش جان باثمن / پردۂ بر روی جان شد شخص تن
ہم ز لطف و عکس آب باشرف / پردہ شد بر روی آب اجزای کف
پس مثل بشنو کہ در افواہ خواست / کانچہ بر ما میرود آن ہم ز ماست
زین حجاب این تشنگانِ کف پرست / ز آب صافی اوفتادہ دور دست
آفتابا با چو تو قبلہ و امام / شب پرستی و خفاشی می کنیم
سوی خود کن این خفاشان را مطار / زین خفاشی شان بخر ای مستجار
این جوان زان جرم ضالست و مغیر / کو مرا بگرفت و تو او را مگیر
در عماد الملک این اندیشہ ہا / گشتہ جوشان چون اسد در بیشہا
ایستادہ پیش سلطان ظاہرش / در ریاض قدس جان طاہرش
چون ملائک او باقلیم الست / ہر دمی می شد بشرب تازہ مست
اندرون پرشور و بیرون پر غمی / در تن ہمچون لحد خوش ترعالمی
واندرین حیرت بدہ در انتظار / تا چہ پیدا آید از غیب سراد
اسپ را اندر کشید ند آنزمان / در بر خوارزم شاہ اسپاہیان
الحق اندر زیر این چرخ کبود / آنچنان اسپی بقد و تک نبود

گرچہ ہے پرنقش خانہ کر خراب / گنج ڈھونڈھ اور گنج سے دے اسکو تاب
خانۂ پرنقش و تصویر خیال / اور یہ صورت مانع گنج وصال
گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے[1] / جوش دل مین جو خیالونکا اُٹھے
جان بے قیمت کے لطف و جوش سے / تن ہوا ہی پردہ روی جان پے
جیسے لطف و عکس آبِ صاف سے / کف ہوا ہے پردہ روی آب پے
پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھے / کہ وہ ہمسے ہی جو گذرے ہمپہ ہے
اس حجب سے تشنگان کف پرست / آب صافی سے پڑے ہین دور دست
آفتابا تجھ سا پا قبلہ امام / شب پرستی و خفاشی ہمکو تام
ان خفاشون کو اُڑا تو اپنی سو / اس خفاشی سے خرید اب انکو تو
یہ جوان[2] گمراہ ہے اُس جرم سے / مت پکڑ تو اُس نے پکڑا مجکو ہے
یہ عماد الملک مین افکار تھے / جوش زن جون شیر اندر دشت کے
شہ کے آگے وہ کھڑا تھا ظاہرا / جان اسکی قدس مین تھی طاہرا
وہ ملائک سا باقلیم الست / شرب سے ہوتا تھا ہر دم تازہ مست
باطنا پرشور پر غم ظاہرا / جون لحد تن مین ہی خوش عالم بھرا
تھا اسی حیرت مین اسکو انتظار / غیب سے کیا بھید ہووے آشکار
سامنے[3] خوارزم شہ کے اسپ کو / وہ سپاہی لائے اسدم تندخو
باخدا اس چرخ کے نیچے نہ تھا / ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما

[1] گنج کی الخ ۷ شعر گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے جان بے قیمت کے لطف جوش سے تن پردہ ہوا ہے روے جان پر آگے مثال ہے جیسے لطف عکس آب صاف سے پردہ ہوا ہے روے آب پر پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھتی ہے کہ وہ ہم سے ہے جو ہمپر گذرتا ہے اس پردہ سے تشنگان کف پرست آب صافی سے دور پڑے ہین اے آفتاب تجھ سا با قبلہ دام ہوا اور شب پرستی و خفاشی ہم کو ہوا ان خفاشون کو تو اپنی جانب اُڑا اور اس خفاشی سے تو اُن کو خرید کر یعنی جان صاف کا پردہ تن ہے پس یا رسول اللہ صلعم ان غافلون کو تم اپنی جانب بلاؤ و بینا کرو ورنہ بقول استاد از ماست کہ بر ماست آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] یہ جوان الخ ۶ شعر یہ جوان اُس جرم سے گمراہ ہے تو اسکو مت پکڑ اس نے مجکو پکڑا ہے یہ عماد الملک مین فکرین تھین جوش زن سے جیسے شیر بیشہ وہ ظاہرا شاہ کے آگے کھڑا تھا لیکن جان اس کی قدس مین اوڑتی تھی وہ ملائک کے مانند اقلیم الست مین شرب سے ہر دم تازہ ہوا تھا باطنا پرشور اور ظاہرا پرغم جیسے لحد تن مین جوش عالم بھرا ہے اس کو اسی حیرت مین انتظار تھا کہ غیب سے کیا بھید ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] سامنے الخ ۷ شعر خوارزم شاہ کے روبرو اسپ کو وہ سپاہی اسدم لائے باخدا زیر چرخ ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما نہ تھا اس کا رنگ ہر دیدہ کو محو کرتا تھا مرحبا اس برق ماہ زائیدہ کو مانند مقاد و ماہ کے تیز رہ گیا اور گھاس اس کی صرصر تھی جو آگے اس کی مثال ہے ایک شب مین ماہ عرصۂ فلک کو طے کرتا ہے پھر چل سکے تو پھر کس لئے معراج سے منکر ہے وہ سو ماہ کے مانند عجیب در یتیم ہے کہ ایک اشارہ سے ماہ دو نیم ہوا یعنی جبکہ ماہ ایک شب مین برج فلک کو طے کرتا ہے اگر حضور نے شب معراج عالم خلا و ملا کو طے کیا کیا تعجب ہے کیونکہ وہ سو ماہ کے مانند ہین آگے معجزہ شق القمر کا بیان ہے فافہم ۱۲

سیر بودی رنگ او هر دیده را
مرحبا آن برق مه زائیده را

همچو راه و چون عطارد تیز رو
گوئیا صرصر علف بودش نه جو

ماه عرصهٔ آسمان را در شبی
می برد اندر مسیر و مذهبی

چون بیک شب مه برد ابراج را
از چه منکر می شوی معراج را

صد چو ماه است آن عجب دُر یتیم
که بیک ایمای او شد دو نیم

آن عجب کو در شگاف مو نمود
هم بقدر فهم حس خلق بود

کار و بار انبیا و مرسلون
هست از افلاک و اختر ها برون

تو برون شو هم ز افلاک و دوار
وانگهی نظاره کن آن کار و بار

در میان بیضهٔ چون فرخها
نشنوی تسبیح مرغان هوا

معجزات اینجا نخواهد شرح گشت
اسپ سلطان گوی و حال سرگذشت

آفتاب لطف حق بر هر چه تافت
از سگ و از اسپ فر کهف یافت

تاب لطفش را تو یکسان هم مدان
سنگ را و لعل را داد او نشان

لعل را زان هست نور مقتبس
سنگ را گرمی و تابانی و بس

آنکه بر دیوار افتد آفتاب
آن چنان نبود کز آبی اضطراب

خوب کرتا اسکا رنگ ہر دیدہ کو
مرحبا اُس برق مہ زائیدہ کو

جون عطارد اور مہ کے تیز رو
گویا صرصر گھاس تھی اسکی نہ جو

ایک شب مین ماہ عرصہ چرخ کو
طے کرے ہے سیر مین بھر چل کے وو

طے کرے جو شب مین مہ برج سما
کس لئے منکر ہے تو معراج کا

ہی وہ جون سو مہ عجب در یتیم
کہ ہوا مہ اک اشارے سے دو نیم

وہ عجب[1] شق القمر مین جو دکھا
بھی بقدر فہم حس خلق تھا

کاروبار مرسلین و انبیا
ہے فلک انجم سے باہر اور سوا

تو بھی سوا افلاک سے باہر ہو یار
اور دیکھ اسوقت تو وہ کاروبار

مثل جوجہ تو ہے بیضہ مین چھپا
کب سنے تسبیح مرغان ہوا

معجزون کی شرح کب ہو اس جگہ
اسپ اور سلطان کا کہہ تو ماجرا

جسپہ[2] چمکا شمس لطف اللہ کا
اسپ و سگ سے کہف کا رتبہ ملا

تاب لطف اسکی کو تو اکسان نجان
لعل و پتھر کو دیا اُس نے نشان

اُس سے ہی بس لعل جاذب نور کا
سنگ کو گرمی و تابانی ذرا

پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب
نے ہو ویسا جو رکھے ہو زیر آب

رجوع بہ حکایت سلطان و اسپ و پشیمان کردن

رجوع طرف حکایت سلطان و اسب و عماد الملک کے و پشیمان ہونا بادشاہ کا

چونکہ می حیران شد از وی شاہ فرد
روی خود سوی عماد الملک کرد

کای اخی این خوب اسپی ہست این
از بہشت ست این مگر نے از زمین

شاہ[3] حیران اس سے دم بھر جو ہوا
منہ عماد الملک کی جانب کیا

کہ اخی یہ اسپ از بس پاک ہے
یہ بہشتی ہے نہین اس خاک سے

ف۱ وہ جب مع ۵ شعر شق القمر مین وعجب جو دیکھا بقدر فہم حس خلق کو تھا کاروبار انبیا او مرسلین کا فلک دوار سے باہر و سوا ہے تو بھی اے یار افلاک سے باہر ہو اور اسوقت وہ کاروبار تو دیکھ آگے اس کی مثال ہے تو جوجہ کے مانند بیضہ مرغ مین پوشیدہ کب مرغان ہوا کی تسبیح سنتا ہے اس جا معجزون کی کب تشریح ہو تو اسپ سلطان کا ماجرا کہہ یعنی اولیاء انبیاء کا کاروبار فلک سے باہر ہے بس تو اے سالک فلک سے باہر ہو کہ تا تجھ کو دکھے کیونکہ فلک مثل بیضہ کے ہے اور تو مثل بچہ کے اُس مین بند ہے باہر مرغان ہوا آواز کب سن سکتا ہے فافہم ۱۲ ف۲ جسپہ چمکا الخ ۲ شعر مجھپر آفتاب لطف اللہ کا چمکا اسپ و سگ رتبہ اصحاب کہف کا ملا اسکی تاب لطف کو اکسان مت جان کہ اس نے پتھر کو نشان دیا اس سے لعل جاذب نور کا ہے اور سنگ کو گرمی و تابانی ذرہ آگے اس کی مثال ہے جو آفتاب دیوار پر پڑتا ہے ویسا نہین ہے کہ جو زیر آب رکھتا ہے یعنی آفتاب انوار الٰہی برابر سب پر پرتو ڈالتا ہے مگر جو قابل ہے گرمی اُس سے پاتا ہے مگر فشانی آفتاب کی سب مین پائی جاتی ہے آگے رجوع بقصہ سلطان و اسپ ہے فافہم ۱۲ ف۳ شاہ حیران الخ ۳ شعر شاہ اس سے حیران جو دم بھر ہوا عماد الملک کی جانب منہ کیا کہ اے اخی یہ سب از بس پاک ہے یہ بہشتی ہے اس خاک سے نہین ہے عماد الملک نے کہا اے شاہ دیو تیری رغبت سے فرشتہ ہو وے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس عماد الملک گفتش اے خدیو	چون فرشتہ گردد از میل تو دیو	پس عماد الملک بولا اے خدیو	ہو فرشتہ تیری رغبت سے بھی دیو
در نظر آنچہ آوری گردد نیک	پس گش و رعناست این کب ولیک	جو تری مد نظر ہے وہ ہی نیک	یہ ہی رعنا اسپ بہتر ہی ولیک
ہست ناقص این سر اندر پیکرش	چون سر گاوست گوئی آن سرش	ہے وجود اُسکے مین ناقص اُسکا سر	مثل بیل اسکا ہی سر ای داد گر
در دل خوارزم شہ این کار کرد	اسپ را در منظر او خوار کرد	دل مین یہ خوارزم شہ کے جم گیا	اسپ خوار اُسکی نظر مین ہو گیا
چون غرض گردد دلالہ واصفی	از سہ گز کرباس یابی یوسفی	جو غرض دلالہ ہوا ور وصف گو	تین گز کھادی سے پائے یوسف تو
چونکہ ہنگام فراق جان شود	دیو دلالہ در ایمان شود	جبکہ ہنگام فراق جان ہو	دیو دلالہ پے ایمان ہو
پس فروشد ابلہ ایمان شتاب	اندران تنگی بیکے ابریق آب	بیچے بس ایمان کو ابلہ شتاب	جان کنی مین بھر اک ابریق آب
وان خیالی باشد و ابریق نے	قصد آن دلالہ جز تخریق نے	وہ خیال اک ہو نہین ابریق ہو	جز بلا ہو قصد نے دلال کو
این زمان کہ تو صحیح و فربہی	صدق را بہر خیال میدہی	اس گھڑی تو تندرست ہے اور بحال	صدق کو دیتا ہے تو بہر خیال
میفروشی ہر زمانی زرکان	می ستانی ہمچو طفلان گردگان	بیچتا ہر دم ہے زر کان تو	مثل کودک لے ہی تو اخروٹ کو
پس دران رنجوری روز اجل	نیست نادر گر بود اینت عمل	اس مرض کے درمیان روز اجل	سے نہو نادر گر یہ ہو تیرا عمل
در خیالی صورتے جوشیدۂ	ہمچو جوزی وقت دق بوسیدۂ	تو خیال زر بنائے شکل کو	تو نے جب جون جوز بوسیدہ ہو دو
ہست از آغاز چون بدر آن خیال	لیک آخر می شود ہمچون ہلال	بدر سا آغاز سے ہی وہ خیال	لیکن آخر مین ہو وہ مثل ہلال
گر تو اول بنگری در آخرش	فارغ آئی از فریب فاترش	گر تو انجام اسکا اول دیکھ لے	بس تو فارغ ہووے اسکے مکر سے
جوز بوسیدہ ست دنیای امین	امتحانش کم کن از دورش ببین	جوز بوسیدہ ہی دنیا جان لے	آزما کم دیکھ اسے تو دور سے
شاہ دید آن اسپ را با چشم حال	وان عماد الملک با چشم مآل	دیکھا شہ نے اسپ چشم حال سے	چشم آخر سے عماد الملک نے
چشم شہ دو گز ہمی دید از نغز	چشم آن پایان نگر پنجاہ گز	چشم ظاہر شاہ کو دو گز دکھا	چشم آخر بین کو بس سو گز دکھا

سلہ جو تری الخ ے شعر جو تیری مد نظر ہے وہ نیک ہے اور یہ اسپ رعنا و بہتر ہے ولیکن اس کے وجود مین سر اسکا ناقص ہے کہ بیل کے مانند سر اسکا ہی یہ دل مین خوارزم شاہ کے جم گیا اور اسپ اس کی نظر مین خوار ہو گیا آگے حقائق ہین جو غرض دلالہ ہوا اور وصف گو ہو یوسف کو تین گز کھادی مین تو پائے جبکہ ہنگام فراق جان کا ہو دیو دلالہ در پے ایمان ہو ابلہ شتاب ایمان کو بیچے جان کنی کے وقت واسطے ایک ابریق آب کے اور وہ ایک خیال ہو ابریق نہ ہو دلالہ کو بجز بلا کے قصد نہ ہو یعنی خیال انسان کو جو جم جاتا ہے وہ مشکل سے دور ہوتا ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گھڑی الخ ے شعر اس دن تو تندرست ہے اور بحال ہے تو صدق کو دیتا ہی واسطے خیال کے ہر دم تو زرکان کو بیچتا ہے اور کودک کے مانند اخروٹ لیتا ہی اس مرض کے درمیان اجل کے دن نادر نہین ہے اگر یہ تیرا عمل ہے تو خیال مین شکل کو بنائے جو کہ مانند ٹوٹے جو وہ بوسیدہ ہو خیال آغاز سے بدر کے مانند ہے ولیکن آخر مین وہ مثل ہلال کے ہو اگر تو اس کا انجام دل دیکھ لے بس تو فارغ ہووے اس کے مکر سے یعنی عالم زندگی مین خیال انجام کا چاہیئے کرنا کہ یہ خیالات دنیوی ناقص و خراب ہین پس تو انجام بین رہ آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جوز بوسیدہ الخ ے شعر جان لے کہ دنیا جوز بوسیدہ ہے کم آزما اور اسے تو دیکھ دور سے آگے رجوع بقصہ ہے شاہ نے اسپ دیکھا چشم حال سے اور عماد الملک نے چشم آخر سے شاہ کی چشم ظاہر سے دو گز دکھا اور چشم آخر بین کو سو گز دکھا تا وہ مرمہ عجب ہے حق جسکو دے کر پیچھے سو برس دون کے اسکو جان دکھی چشم سبد جو کہ انجام پر تھی دنیا کو مردار کہا اس چشم سے آگے رجوع بقصہ ہے اسواسطے اسکا جو ایک غیب سنا شاہ کا دل سر گھوڑے سے ہوا اپنی چشم چھوڑی اور اسکی چشم لی اپنا ہوش چھوڑا اور اسکی بات سنی یعنی چشم آخر بین بہتر ہے چشم حال بین سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تاچه سرمه است آنکه یزدان میکشد — کز پس صد پرده بیند جان رشد
چشم سید چون بآخر بود جفت — پس بدان دیده جهان را جیفه گفت
زان کی عیبش که بشنید و خسپ — پس فسرد اندر دل او مهر اسپ
چشم خود بگذاشت چشم او گزید — هوش خود بگذاشت قول او شنید
این بهانه بود کان دیان فرد — از نیاز آن بر دل شه سرد کرد
در ببست از حسن او پیش نظر — این سخن بُد در میان چون بانگ در
پرده کرد آن نکته را بر چشم شه — که از آن پرده نماید مه سیه
پاک بنائے که برسازد حصون — در جهان غیب از گفت و فسون
بانگ در دان گفت راز قصر راز — تا که بانگ در داد شد ست آن باز از
بانگ در محسوس و در از حس برون — یبصرون این بانگ و در لا یبصرون
چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد — تاچه در از روضه جنت باز شد
بانگ گفت بد چو در وامی شود — از سقر تا خود چه در وامی شود
بانگ در بشنو چو دوری از درش — ای خنک آنرا کو افتد منظرش
چون تو می بینی که نیکی می کنی — بر حیات و راحتی بر می زنی
چونکه تقصیر و فسادی می رود — آن حیات و ذوق پنهان میشود
دید خود مگذار از دید خسان — که بمردارت کشند این کرکسان
چشم چون نرگس فرو بندی که هین — که عصا ام کش که کورم ای امین
وین عصا کش که گزیدی در سفر — باز بین کو هست از تو کورتر

تا عجب سرمہ ہے وہ حق دے جسے — پیچھے سو پردون کے جان اسکو دکھے
چشم سید جو کہ تھی انجام پے — جیفہ دنیا کو کہا اُس چشم سے
اس لئے اک عیب سکا جو سنا — شاہ کا دل اسپ گھوڑے سے ہوا
چشم اپنی چھوڑی اسکی چشم نے — ہوش اپنا چھوڑا بات اسکی سنی
یہ بہانا تھا[ف۱] کہ اُس خلاق نے — سرد دل شہ کا کیا اُس عجز سے
باندھا اور اُس حسن سے پیش نظر — یہ سخن تھا درمیان جون بانگ در
چشم شہ پر وہ سخن پردہ بنا — کہ دکھے پردے سے اسکو مہ سیا
ایسے بانی کہ بنائے قلعہ کو — بس جہان غیب مین با گفتگو
قال بانگ در ہے قصر راز سے — تا بلند اُس سے ہوا آواز ہی
بانگ در محسوس و در حس سے برون — یبصرون یہ بانگ و در لا یبصرون
چنگ[ف۲] حکمت جو ہوا بس خوشنوا — تا عجب در باغ جنت سے کھلا
جو جدا ہوتا ہے بانگ قول بد — کھلتا ہے اک در عجیب دوزخ سے خود
بانگ در سن در جو تجھ سے دور ہے — اے وہ اچھا جسکو وہ کھڑکی کھلے
جو کہ تو دیکھے کہ نیکی تو کرے — بس حیات و راحتوں پر تو پڑے
جو فساد اور جرم پیدا تجھ سے ہو — بس حیات اور ذوق پنہا تجھ سے ہو
دید نا کس سے پچھوڑ اپنی تو دید — کھینچین تجھ کو گدھ بمردار پلید
مثل نرگس کے تو آنکھیں بند کر — کہ عصا کھینچ اندھا مین ہون اے بشر
جو عصا[ف۳] کش تو نے ہی ہمراہ لیا — دیکھ تو تجھ سے ہی وہ اندھا سوا

ف۱ یہ بہانا الخ ۶ شعر یہ بہانا تھا کہ اس خلاق نے شاہ کا دل سرد کیا اُس عجز سے دروازہ باندھا پیش نظر اس حسن سے یہ سخن درمیان مین تھا مانند بانگ دریا کے چشم شاہ پر سخن پردہ بنا کہ پردہ سے اسکو ماہ سیاہ دکھے ایسا بنانے والا کہ قلعہ کو بنائے جہان غیب مین گفتگو سے گفتگو بانگ در ہے قصر راز سے تا کہ بلند آواز ہوا بانگ در محسوس اور در حس سے باہر نہ بانگ رکھتی ہے اور در دکھتا نہیں یعنی گفتگو انسان کی در راز کی بانگ ہے بانگ رکھتی ہے اور راز کہتا نہیں ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ ف۲ چنگ حکمت الخ ۷ شعر چنگ حکمت بس خوشنما ہوا تا کہ عجب در باغ جنت کھلا بانگ قول بد کی جو جدا ہوتی ہے تو ایک عجیب در دوزخ سے خود کھلتا ہے بانگ در کی سن جو در تجھ سے بند ہے اے وہ اچھا ہے کہ جسکو وہ دریچہ کھلے جو تو دیکھے کہ تو چنگی کرتا ہے بس حیات اور راحتون پر تو پڑتا ہے جو فساد اور جرم مجھ سے پیدا ہو بس حیات و ذوق تجھے ہو دید ناکس سے تو اپنی دید پچھوڑ کہ تجھکو گدھ کھینچین طرف مردار پلید کے نرگس کے مانند تو آنکھین بند کر کہ عصا کھینچے مین اندھا ہون یعنی قول نیک بانگ در جنت کی ہے و در قول بد بانگ در دوزخ کی ہے پس تو اپنی دید کو دید ناکس سے مت چھوڑ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ جو عصا کش الخ ۶ شعر اے تو نے جو عصا کش ہمراہ لیا تو دیکھ کہ وہ تجھ سے اندھا ہوا ہے تو اندھون کے مانند رسی خدا کی پکڑ اور امر و نہی کے سوا رغبت نہ کر رسی خدا نک کی کیا ہے ہوا کا چھوڑنا کہ عاد کو یہ ہوا صرصر ہوئی ہے مخلوق قید میں ہے از راہ ہوا کے خشم شحنہ و شعلۂ نار از راہ ہوا کے مشکین بند تھا خوف دار آزاد ہوا کے یعنی رسی خدا کی ترک ہوا و ہوس ہے پس تو اس رسی کو امر و نہی کے موافق پکڑ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست کورانه به حبل الله زن | جز به امر و نهی یزدانی متن
چیست حبل الله رها کردن هوا | کاین هوا شد صرصری مر عاد را
خلق در زندان نشسته از هواست | مرغ را پر ها ببسته از هواست
ماهی اندر تابهٔ گرم از هواست | رفته از مستوریان شرم از هواست
خشم و شحنهٔ شعلهٔ نار از هواست | چار میخ و هیبت دار از هواست
شحنهٔ اجسام دیدی بر زمین | شحنهٔ احکام جان را هم ببین
روح را در غیب خود اشکنجهاست | لیک تا نجهی شکنجه در خفاست
چون رهیدی بینی اشکنجه دمار | زانکه ضد از ضد به گردد آشکار
آنکه در چه زاد و در آب سیاه | او چه داند لطف دشت و رنج چاه
چون رها کردی هوا از بیم حق | در رسد سغراق از تسنیم حق
لاتطرق فی هواک سلسبیل | من جناب الله نحو السلسبیل
لاتکن طوع الهوی مثل الحشیش | ان ظل العرش اولی من عریش
گفت سلطان اسپ را وا پس برید | زود تر زین مظلمه بازم خرید
با دل خود شه بفرمود این قدر | شیر را مفریب زین رأس البقر
پای گاو اندر میان آری زداو | او نزد حق بر اسپی شاخ گاو
پس مناسب صنعت این شهرزاو | کی نهد بر جسم اسپ او عضو گاو
زان ابدان و مناسب ساختست | قصر های منتقل پرداختست
در میان قصر ها تخته بجها | از سوی بیسوی این شهر بجها
در درون شان عالمی بی منتها | در میان خرگه چندین فضا

مثل اندھون کے پکڑ حبل خدا | کر نہ رغبت امر و نہی کے بس سوا
حبل حق کیا ہے ہوا کا چھوٹنا | عاد کو صرصر ہوئی ہے یہ ہوا
قید مین مخلوق ہے از رہ ہوا | مرغ پر بستہ رہے از رہ ہوا
مچھلیان بھُنتی ہین بس از رہ ہوا | بیحیا تین عورتین از رہ ہوا
خشم شحنہ شعلہ نار از رہ ہوا | مشکین بند تھا خوف دار از رہ ہوا
جسم[1] کے شحنہ کو دیکھا خاک پے | شحنۂ احکام جان بھی دیکھ لے
ہے شکنجہ غیب مین خود روح کا | تا نہ بھاگے ہے وہ اشکنجہ چھپا
جبکہ تو بھاگے دکھے اشکنجہ دو | کیونکہ ضد سے ضد ہی ظاہر ہی نکو
آب تیرہ چاہ مین پیدا ہی جو | لطف دشت و رنج چہ کیا جانے وہ
خوف حق سے چھوڑی تونے جو ہوا | بادہ تسنیم جنت ہو عطا
لاتطرق فی ہواک سلسبیل | من جناب الله نحو السلسبیل
لاتکن طوع الہوی مثل الحشیش | ان ظل العرش اولی من عریش
بولا[2] سلطان اسپ کو واپس کرو | اور نجات اس مظلمہ سے مجکو دو
اسقدر دل مین کہا اُس شاہ نے | شیر کو سر بیل سے دھوکا نہ دے
درمیان لاتا ہی بیل ازراہ کین | سینگ گھوڑے کے اُگاتا حق نہین
بس مناسب صنعت اُستاد ہے | بیل کا اعضا نہ گھوڑے پر رکھے
کی مناسب خلقت ان جسمونکی ہے | پھرنیوالے محل بس پیدا کئے
اور[3] ان محلون مین کی ہین مُوریان | سوے مجبوبی کو نہرین ہین روان
اور ان مین ایک عالم ہی بڑا | اندران خیمونکے جنگل ہین سوا

[1] جسم کے شحنہ کو الخ ے شعر دیکھا جسم کے شحنہ کو کہ خاک پر احکام جان کے شحنہ کو بھی دیکھ لے غیب مین شحنہ روح کا ہی جب تک نہ بھاگے وہ شکنجہ چھپا ہے جبکہ تو بھاگے وہ شکنجہ دیکھے کیونکہ ضد سے ضد ظاہر ہے جو آب تیرہ چاہ مین پیدا ہے لطف دشت و رنج چاہ کا وہ کیا جانے جو تونے خوف حق سے ہوا چھوڑی یا وہ نسیم جنت کی عطا ہو ترجمہ مائل مت ہو دل مین خواہش مانند گھاس کے ہی تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے یعنی غیب مین روح کا شکنجہ ہے جب تک تو فنا نہ ہووے وہ شکنجہ تجھ کو معلوم نہ ہووے پس تو اپنی خواہش کو چھوڑ کہ یار ملے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [2] بولا سلطان الخ ۶ شعر سلطان نے کہا کہ اسپ کو واپس کر اور مجھ کو نجات اس مظلمہ سے دو اور شاہ نے اسقدر دل مین کہا کہ شیر کو بیل کے سر سے دھوکا نہ دے بیل کو درمیان ازراہ کینہ کے لاتا ہی کہ حق گھوڑے کے سینگ اُگاتا نہین ہے صنعت اُستاد کی مناسب ہے بیل کے اعضا گھوڑے پر نہین رکھتا ہے ان جسمونکی مناسب خلقت ہی کہ محل پھیرنے والے پیدا کئے اور اُن محلون مین موریان کی ہین سوئے سے بیسوئی کو نہرین روان ہین یعنی حق نے اپنی صنعتین مناسب کی ہین کہ ایک کا اعضا دوسرے پر نہین رکھا ہے اور وجود انسان کہ ایک محل ہے وان ہین کہ انمین موریان سوئی سے بیسوئی کو جاتی ہین آگے اسکا بیان ہی [3] اور ان مین الخ ۵ شعر اور ان محلونمین ایک عالم بڑا ہی اور ان خیمونمین جنگل سوا ہی کبھی دیو ماہ کو تیرہ دکھائے اور کبھی قعر چاہ کو باغ دکھائے قبض و بسط چشم و دل کی ذو الجلال ہی جو کہ دم بدم سحر حلال کرتا ہے اسواسطے مصطفےٰ صلعم نے حق سے چاہا کہ نیک و بد کی ماہیت مجکو دکھلا جو توانہا کو رونق لوٹے مجکو پشیمانی سے قلق نہووے یعنی وجود انسان مین ایک عالم بڑا ہی اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے ماہیت اشیاء کے دیکھنے کی دعا حق تعالیٰ سے کی تھی بموجب حدیث اللهم ارنا الاشیاء کما ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [4] ہم گرانمت ہو خواہش طبع مین جو جہ اسکے جناب الٰہی طرف چشمہ سلسبیل کے ۱۲ مت ہو تابع خواہش دل مین مانند گھاس کے ۱۲ تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے ۱۲

گہ چو کہ بوسے نماید ماہ را ❊ گہ نماید روضہ قعر چاہ را
قبض و بسط و چشم و دل از ذوالجلال ❊ دمبدم چون می کند سحر حلال
زین سبب در خواست از حق مصطفےٰ ❊ زشتہا را زشت و حق را حق نما
تا بآخر تو بہ گردانی ورق ❊ از پشیمانی نیفتم در قلق
مکر کہ کرد آن عماد الملک فرد ❊ مالک الملکش بدان ارشاد کرد
حیلۂ محمود این باشد ولیک ❊ تو ممیز باش مر بد را ز نیک
مکر حق سر چشمۂ این مکرہاست ❊ قلب بین الاصبعین کبریاست
آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس ❊ آتشی داند زدن اندر پلاس
بے نہایت آمد آن خوش سرگذشت ❊ چون غریب از گور خواجہ باز گشت

گہ دکھائے دیو تیرہ ماہ کو ❊ گہ دکھائے باغ قعر چاہ کو
قبض و بسط چشم و دل با ذوالجلال ❊ دمبدم کرتا ہے جون سحر حلال
مصطفےٰ نے حق سے چاہا اس لیے ❊ نیک و بد کی ماہیت دکھلا مجھے
انتہا تک جو کہ تو لوٹے ورق ❊ نے پشیمانی سے مجکو ہو قلق
جو عماد الملک[۱] نے حیلہ کیا ❊ حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا
حیلہ محمود یہ ہے جان مے ❊ تو تمیز اب نیک و بدین کر ہی سے
مکر حق سرچشمہ ان مکرون کا ہی ❊ قلب بین الاصبعین ایزد رکھے
تیرے دل مین مکر جو پیدا کرے ❊ ٹاٹ مین آتش لگا نا وہ سکے
بے نہایت آیا اب وہ ماجرا ❊ جو غریب اُس گور خواجہ سے پھرا

بازگشتن بحکایت غریب و امدادرو خواب دیدن پا مرد

لوٹنا طرف حکایت غریب قرضدار کے اور خواب دیکھنا ساعی کا

پا مردش سوی خانہ خویش برد ❊ وجہ صد دینار را با او سپرد
تو لش آورد و حکایتہاش گفت ❊ کز امید اندر دلش صد گل شگفت
انچہ بعد العسر یسرا و دیدہ بود ❊ با غریب از قصہ آن لب کشود
نیم شب بگذشت افسانہ کنان ❊ خواب شان انداخت در مرعای جان
دید پا مرد آن ہمایون خواجہ را ❊ اندران شب خواب در صدر سرا

پس اُسے[۲] ساعی گھر اپنے لیگیا ❊ توڑا سو دینار کا اُس کو دیا
پس کھلایا کھانا اور قصے کہے ❊ سو طمع کے اُسکے دلمین گل کھلے
دیکھا بعد العسر یسر اُسنے تھا جو ❊ اُس مسافر سے کہا اس حال کو
آدھی[۳] رات اسکو تو کہانیمین گئی ❊ خواب اسکو دشت جان مین لیگئی
دیکھا ساعی نے ہمایون خواجہ کو ❊ خواب مین شب کے جو سویا گھر مین وہ

[۱] جو عماد الملک نے الخ ۵ شعر جو عماد الملک نے حیلہ کیا حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا یہ حیلہ محمود ہے جان ے ولیکن تو تمیز اب نیک بدین کرے مگر حق ان مکرون کا سرچشمہ ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون کے حق رکھتا ہے جو تیرے دل مین مکر پیدا کرے وہ ٹاٹ مین آتش لا سکتا ہے اب وہ ماجرا بے نہایت آیا جو غریب اس گور خواجہ سے پھرا یعنی جس حیلہ سے مخلوق کو نفع پہونچے اور حیلہ محمود ہے کہ مکر حق سرچشمہ مکرون کا ہے آگے حکایت غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] پس اسے الخ ۳ شعر پس اس کو ساعی اپنے گھر لیگیا اور سو دینار کا توڑا اس کو دیا پس کھانا کھلایا اور قصے کہے کہ سو طرح کے گل اس کے دل مین کھلے جو اس نے بعد رنج کے آرام دیکھا تھا اُس مسافر سے اس حال کو کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] آدھی رات الخ ۶ شعر اس کو آدھی رات قصون مین گئی اور خواب اس کو دشت جان مین لے گئی ساعی نے خواجہ ہمایون کو دیکھا خواب شب مین جو وہ گھر مین سویا خواجہ نے ساعی سے کہا کہ اے خیر خواہ جو تو نے کہا وہ سب مین نے سنا اس کے جواب دینے کا حکم نہ تھا اور رب اشارہ تجھ سے نہ کچھ کہہ سکا آگے اس کے حقائق ہین جو مین چگو نہ وچون سے واقف ہوا میرے لب پر مہر رکھتا ہے تا غیب کا بھید ظاہر نہ ہووے اور تا نظم عالم کا برہم نہ ہووے یعنی اہل گور سب بیان کا سکتے ہین مگر حکم جواب دینے کا نہین ہے کہ راز وہان کا ظاہر ہونہ جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجہ گفت ای پامرد بانمک
آنچہ میگفتی شنیدم یک بیک

لیک پاسخ دادنم فرمان نبود
بے اشارت لب نیارستم گشود

ماچو واقف گشتہ ایم از چون وچند
مہر بر لبہاے ما بنہادہ اند

تانگردد رازہای غیب فاش
تانگردد منہدم نظم معاش

تانگردد ہیچکس واقف بران
تانسوزد پردۂ دعوی دران

تاندرد پردۂ غفلت تمام
تانماند دیگ حکمت نیم خام

تانیفتد از طبق سرپوش غیب
تانہ بیند دیدنی راعین ریب

ماہمہ گوشیم کرشد نقش گوش
ماہمہ نطقیم امالب خموش

ماہمہ عینیم کرشد نقش عین
بل ہمہ عینیم مابے میغ وغین

غرق دریائیم گرچہ قطرہ ایم
جملگی شمسیم گرچہ ذرہ ایم

بے حجاب درد کل آبیم صاف
درجہان جاودان گشتہ معاف

ہرچہ ماداد یم دیدیم این زمان
کانجہان عینست و نیست اینجہان

روز کشتن روز پنہان کردنست
تخم درخاکی پریشان کردنست

وقت بدرودن گہ منجل زدن
وقت اظہار آمد وپیدا شدن

بولا خواجہ ساعی سے ای خیرخواہ
جو کہا تونے وہ سب مین نے سنا

حکم دینے کا جواب اُسکے نہ تھا
بے اشارہ کچھ نہ تجھ سے کہہ سکا

جو چگون وچون سے ہین واقف ہوا
مہر لب پر میرے رکھے ہے خدا

تا نہ ہووے بھید ظاہر غیب کا
تا نہ برہم نظم عالم ہو بھلا

تانہووے اس سے واقف کوئی کس
تا جلے پردہ نہین دعوی کا بس

تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام
تا نہ ہووے دیگ حکمت نیم خام

نے طبق سے غیب کا سرپوش اُٹھے
مدعی تا راز کو نے دیکھ لے

ہم ہین کل گوش اور بہرا نقش گوش
ہم ہین کل نطق اور لیکن لب خموش

عین کل ہم بہرا نقش عین ہے
عین کل ہم سب بےغبار و ابر کے

غرق ہم دریا مین قطرہ گرچہ ہین
شمس کل ہم ہین ذرہ گرچہ ہین

بے حجاب درد آب صاف ہین
ہم ہین آزاد اس جہان پاک مین

جو دیا تھا ہمنے دیکھا اس زمان
یہ جہان بہتر و بدتر وہ جہان

روز بونے کا ہی کھیتی کے لئے
خاک اندر تخم ریزی کے لئے

کاٹنے کا یہ درانتی کا ہے وقت
اور آیا پیداواری کا ہو وقت

گفتن خواجہ درجواب آن پامرد وجوہ وام آن دوست راکہ بہ تبریز آمدہ بود و نشان دادن جائے دفن آن سیم راوپیغام بہ وارثان کہ البتہ ازان ہیچ بازنگیرند

کہنا خواجہ کا جواب مین اُس ساعی قرضدار غریب کو کہ تبریز مین آیا تھا اور بتا دینا جائے دفن مال کو اور کہلا بھیجنا وارثون کو کہ ہرگز اس مین سے نہ لین

سلہ تا نہووے آلخ ۶ شعر تا اسپر کوئی شخص واقف نہ ہووے اور تا پردہ دعوی کا نہ جلے تا پردہ غفلت کا بالکل نہ پھٹے اور تا دیگ حکمت کی نیم
خام نہ ہوئے طبق سے تا ہر سرپوش نہ اُٹھے تا راز کو مدعی نہ دیکھ لیوے ہم ہین کل گوش اور نقش گوش بہرا ہے ہم ہین کل نطق ولیکن خاموش
لب ہین ہم ہین کل عین اور نقش عین بہرا ہے ہم ہین عین کل بے غبار و ابر کے اگرچہ ہم قطرہ ہین ولیکن غرق دریا ہین اگرچہ ہم ذرہ ہین ولیکن کل شمس
ہین یعنی ہم بالکل چشم وگوش ہین اگرچہ چشم وگوش ظاہری بیکار ہین کہ ہم دریائے ذات مین پنہان ہین بس ہم وہی ذات ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے حجاب آلخ
۳ شعر ہم اب صاف بے حجاب درد کے ہین اور ہم آزاد اس جہان پاک مین ہین جو ہم نے دیا تھا اسوقت دیکھا کہ یہ جہان بہتر اور بدتر وہ جہان ہے
دن بونے کا کھیتی کے واسطے ہی اندر خاک مین تخم ریزی کے واسطے یہ وقت کاٹنے درانتی کا ہے اور وقت پیداوار کا آیا ہے یعنی جو کچھ دنیا مین ہم نے
دیا تھا اب اس عالم مین ہم وہ دیکھتے ہین پس دنیا مین کھیتی کرنے و بونے کا وقت ہے اور اس جہان مین کاٹنے و نفع اُٹھانے کا وقت ہے
آگے خواجہ کا خواب مین کہنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

بشنو اکنون راز مہمان جدید
ہم شنیدہ بودم از دمش خبر
کہ وفائی وام او ہست آن بہیش
وام دارد از ذہب او نہ ہزار
فضلہ ماند زان ببسی گو خرج کن
خواستم تا آن بدست خود دہم
خود اجل مہلت ندادم تا کہ من
لعل و یاقوت ست بہر او اداء
در فلان طاقیش مدفون کردہ ام
قیمت آن می نداند جز ملوک
در بیوع آن کن تو از خوف خراد
از کساد آن مترس و در صفت
وارثانم را سلامی من بگوی
تا نہ بسیاری آن زر شگفتند
ور بگوید او نخواہم این فرہ
زانچہ دادم باز نستانم فقیر
گشتہ باشد ہمچو سگ قی را اکول
بہر او بنہادہ ام آن از دو سال

من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
بستہ بہر او دو سہ پارہ گہر
تا کہ ضیفم وانگرد دسینہ ریش
وام را از بعض او گو واگزاد
در دعا گوئی مرا ہم درج کن
در فلان دفتر نوشتہ ہست آن رقم
خفیہ بسپارم بدو در ترعدن
در خنوری و نوشتہ نام او
من غم آن یار پیشین خوردہ ام
فاجتہد یا سیدان لم یخدعوک
کہ رسول او رخصت سہ روز اختیار
کہ رواج آن نخواہد ہیچ خفت
وین وصیت را بیان کن مو بموے
بے گرانی بیش آن مہمان نہند
گو بگیر و ہر کہ او خواہی بدہ
سوی پستان باز ناید ہیچ شیر
مسر و صدقہ از قول رسول
کردہ ام من نذر یا یا ذا الجلال

سن[1] تو اب مہمان نو کے راز کو
بھی سُنی تھی اُسکے قرضہ کی خبر
کہ وفا اس کی وہ قرضہ کو کرے
وہ قرض رکھتا ہے زر سے نو ہزار
باقی لائے اپنے خرچہ مین اُسے
چاہا مینے دیون اپنے ہاتھ سے
نے اجل نے مجھکو مہلت دی کہ تا
لعل[2] و یاقوت اُسکے قرضہ کیلئے
اور فلانے طاق مین گاڑا اُسے
جانے قیمت اسکی نے جز شاہ کے
خوف کھوسے پن سے بیع مین کر تو یار
کھوٹے پن سے مت تو رکھ کر بیچنا
وارثون کو میرے تو کہنا سلام
تا زیادہ مال سے حیران رہین
گر[3] کہے وہ مین نہین لیتا سوا
جو دیا مینے نہ واپس لون ذرا
نے کا کھانے والا مثل سگ ہوا
دو برس سے رکھا وہ اس کے لئے

جانتا تھا مین کہ بس آویگا وہ
رکھے دو تین اُسکے خاطر تھے گہر
تا مرا محروم مہمان نے پھرے
بعض سے کرنے ادا قرضہ وہ یار
اور دعا مین وہ کرے شامل مجھے
اور فلان دفتر مین لکھا ہے اُسے
مین وہ خفیہ گوہر اسکو سونپتا
ایک کلیا پر لکھا نام اسکا ہی
مین نے غم کھایا ہے اسکا قبل سے
سعی کر بیع مین نہ نقصان ہو تجھے
جو نبی سے تین دن ہین اختیار
کہ چلن اسکا نہ کمتر ہوئے گا
اور بیان کرنا وصیت کا پیام
بے تامل آگے مہمان کے رکھین
کہدو لے اور جسکو چاہے کر عطا
شیر پستان مین کہین واپس گیا
صدقہ واپس لے بقول مصطفےٰ
وہ نذر مین نے کری اللہ سے

[1] سن تو اکنون الخ ۔ شعر تو اب مہمان نو کے راز کو سُن مین جانتا ہون کہ وہ آئیگا بھی اُس کے قرضہ کی خبر سنی تھی اور تین گوہر اُس کے خاطر رکھے تھے کہ اس کے قرضہ کو وہ وفا کرے تا میرا مہمان محروم نہ پھرے وہ نو ہزار روپیہ قرض رکھتا ہے تا بعض سے وہ قرضہ ادا کرے باقی اسے اپنے خرچ مین لاوے اور مجکو دعا مین شامل کرے مین نے چاہا اپنے ہاتھ سے دون اور فلانے دفتر مین اُسی رقم کو لکھا ہے مجکو اجل نے مہلت نہین دی کہ تا مین وہ گوہر خفیہ اُسے سونپتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] لعل و یاقوت الخ ۔ شعر لعل و یاقوت اس کے قرضہ کیواسطے ایک جگہ پر اس کا نام لکھا ہے اور فلانے طاق مین اُسے گاڑا ہے کہ مین قبل سے اسکا غم کھایا ہے اس کی قیمت بجز شاہ کے نجانے بیع مین اس کی سعی کر کہ تجھے نقصان نہ ہووے تو وہ کھوٹے پن سے بیع مین کرے جو نبی سے تین دن اختیار کے ہین تو کھوٹے پن سے گر کرمت بیچنا کہ اس کا چلن کمتر نہ ہو ویگا میرے وارثون کو تو سلام کہنا اور میری وصیت کا پیام بیان کرنا تا کہ زیادہ مال سے حیران رہین اور بے تامل آگے مہمان کے رکھین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] گر کہے الخ ۔ شعر اگر وہ کہے کہ مین سرا نہین لیتا کہدو کہ لے اور جسکو چاہے بخشدے جو مین نے دیا ذرا واپس نہ لونگا کہین شیر پستان مین واپس گیا ہے آگے مثال اس کی ہے قے کا کھانیوالا سگ کے مانند ہوا جو صدقہ واپس لے بقول مصطفےٰ علیہ السلام کے وہ اسکے واسطے دو برس سے رکھا ہے کہ مین نے وہ نذر اللہ سے کری ہے اور اگر وہ پھینکے اُس زر کو نہ لو کہہ کہ وہ بخشش اُسکے سر پر ڈالدو جو کوئی وہان آئے جو کوئی وہان آئے اس زر کو لے کہ تحفہ کو کون کا کب واپس پھیرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در بند و در نیابد آن زرش
کو بریزند آن عطا را بر سرش
ہر کہ آنجا بگذرد زر می برد
نیست ہدیہ مصلحان را مسترد
در روا دارند چیزی زان ستد
بیست چندان خود زیان شان میرسد
گہ روان من پژدلا اندر زود
صد در محنت بر ایشان برکشود
از خدا امید دارم من لبق
کہ رساند حق را با مستحق
دو قضیہ دیگر او را شرح داد
لب بذکر او بخواہم برکشاد
تا بماند دو قضیہ سر دراز
ہم نہ گردد مثنوی چندین دراز
برجہید از خواب انگشتک زنان
گہ غزل خوان وگہ نوحہ کنان
گفت مہمان در چہ سوداہاستی
یا بگو مست و خوش برخاستی
تا چہ دیدی خواب دوش ای بوالعلا
کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
خواب دیدہ فیل تو ہندوستان
کہ رمیدستی ز حلقہ دوستان
گفت سوداناک خوابے دیدہ ام
در دل شب آفتابے دیدہ ام
خواب دیدم خواجہ بیدار را
آن سپردہ جان بے دیدار را
خواجہ را دیدم بخواب ای بوالعلا
آن سپردہ جان راہ کبریا
خواب دیدم خواجہ معطی المنی
واحد کالالف از امر خدا
مست و بیخود اینچنین بر می شمرد
تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
در میان خانہ افتاد او دراز
خلق انبہ گرد او آمد فراز
باخود آمد گفت اے بحر خوشی
اے نہادہ ہوشہا در بیہشی

اور اگر پھینکے وہ اس زر کو نہ لو
کہدو وہ بخشش اسکے سر پر ڈال دو
جو کوئی آئے وہان اس زر کو لے
تحفہ بس نیکو نکا کب واپس پھرے
گر ذرا لینا رکھین اس سے روا
بیس حصے انکا نقصان ہو سوا
گر مری جان کو وہ کچھ تکلیف دین
انپہ سو در وا زسے محنت کے کھلین
مین رکھون امید حق سے ای نکو
کہ وہ بس پہونچائین حق حقدار کو
پائے مطلب سنے اور دو دوسرے
لب نہین کھولونگا مین اسکے ذکر سے
تا وہ دو مطلب ہین پوشیدہ راز
بھی نہووے مثنوی از بس دراز
خواب سے چٹکی بجاتا وہ اٹھا
گاہ غزلین پڑھتا گہ گریہ کنان
بولا مہمان تجھ کو کیا سودا ہوا
ساعیا تو مست اور خوش جو اٹھا
خواب مین کیا شب کو دیکھا ای نکو
شہر و جنگل مین سماتا ہے نہ تو
دیکھی خواب ہند تیرے فیل نے
جو کہ بھاگا حلقۂ احباب سے
بولا سودا کی بھری دیکھی ہے خواب
دیکھا مین نے نصف شب مین آفتاب
خواجۂ بیدار دیکھا خواب مین
اسنے جان دی دید اس نایاب مین
خواب مین خواجہ کو دیکھا ای علا
جان سونپی اس نے بہر کبریا
خواب مین دیکھا وہ خواجہ باسخا
تھا ہزار اک وہ بحکم کبریا
مست و بیخود گنتا تھا وہ ایسے ہی
تا کہ مستی عقل اس کی لے گئی
وہ دراز اب گھر کے اندر تھا پڑا
خلق انبہ گرد اسکے تھی سوا
ہوش مین آ بولا اے بحر خوشی
اے تو رکھے ہوش اندر بیہشی

سلہ گر ذرا الخ یہ شعر اگر اس سے ذرا لینا روا رکھین بیس حصے انکا نقصان سوا ہووے اگر میری جان کو وہ کچھ تکلیف دین انپر در وا زے محنت کے کھلین مین امید حق سے رکھتا ہون کہ وہ حق حقدار کو پہونچائین اور دو مطلب دوسرے اس سے حاصل ہوئے ہین اُس کے ذکر سے لب نہ کھولون تاکہ وہ دو مطلب پوشیدہ راز ہین کہ مثنوی دراز نہ ہووے وہ خواب سے چٹکی بجاتا اُٹھا کبھی غزلین پڑھتا اور کبھی روتا یعنی دیدار جناب رسول مقبول صلعم سے خواب مین فوائد دین و دنیا کے اسے حاصل ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مہمان الخ یہ شعر مہمان نے کہا کہ تجکو کیا سودا ہوا ہے ساعی جو تو مست وخوش اُٹھا خواب مین کیا شب کو دیکھا کہ شہر و جنگل مین تو سماتا نہین ہے تیرے فیل نے دیکھی خواب ہندی جو کہ حلقۂ احباب سے بھاگتا ہے کہ سودا کی بھری خواب دیکھی ہے کہ مین نے نصف شب مین آفتاب دیکھا ہے خواجۂ بیدار کو دیکھا خواب مین کہ اُس نے اس نایاب کی دید مین جان دی خواب مین خواجہ کو دیکھا اور اُس نے جان سونپی واسطے خدا کے خواب مین وہ خواجہ باسخا دیکھا کہ وہ ایک برابر ہزار کے تھا بحکم خدا یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کہ حیات النبی ہین خواب مین دیکھا آگے صنوبر کا حال در پردہ محتسب کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۱ سلہ مست و بیخود الخ یہ شعر مست و بیخود ایسے ہی گنتا تھا کہ تا مستی عقل اسکی لیگئی وہ گھر کے اندر دراز پڑا تھا انبوہ خلق کا اسکے گرد سوا تھا ہوش مین آکر کہا کہ ای بحر خوشی تو ہوش رکھتا ہے بیہوشی مین تو خواب مین بیداری کو رکھتا ہے اور تو عاشقی مین معشوقی کو رکھتا ہے فقر مین تو غنی کو پوشیدہ کرتا ہے اور طوق دولت فقر مین پنہان باندھتا ہے ضد کے اندر ضد پوشیدہ ہے اور آگ اندر آب سو ان کے بھری ہے آتش نمرود مین ایک باغ ہے کہ اب سوا ہوئی عطا و خرچ سے یعنی ضد کے اندر ضد بھری ہے اسواسطے خواب کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خواب در بنہادهٔ بیدار بے بستۂ در بیدے دلدار بے
منعمے پنہان کنی در ظل فقیر طوق دولت بندی اندر غل فقیر
ضد اندر ضد پنہان مندرج آتش اندر آب سوزان مندمج
روضۂ در آتش نمرود درج دخلہا رویان شده از بذل وخرج
تا بگفته مصطفیٰ شاه نجاح السماح یا اولی النعما رباح
ما نقص مال من الصدقات قط انما الخيرات نعم المرتبط
جوششش وافزونی زر در زکوٰة عصمت از فحشا ومنکر در صلوٰة
آن زکوٰتت کیسہ‌ات را پاسبان وان صلاتت ہم زگرگانت شبان
میوهٔ شیرین نہان در شاخ وبرگ زندگی جاودان در زیر مرگ
زبل گشتہ قوت خاک از شیوهٔ زان غذا زاده زمین را میوهٔ
در عدم پنہان شده موجودیے در سرشت ساجدے مسجودیے
آہن وسنگ از برونش مظلمی وز درون نوری وشمع عالمی
درج در خوفی ہزاران ایمنی در سواد چشم چندین روشنی
اندرون گاؤ تن شہزادهٔ گنج در ویرانۂ بنہادهٔ
تا خری پیری گریزد زان نفیس گاؤ بیند شاه نے یعنی بلیس

خواب مین بس رکھے بیداری کو تو عاشقی مین رکھے معشوقی کو تو
فقر مین پنہان کرے تو منعمی طوق دولت فقر مین باندھے خفی
ضد اندر ضد ہی پنہان اور خفی آگ اندر آب سوزان کے بھری
آتش نمرود مین اک باغ ہی ہوئی سو آمد عطا وخرچ سے
تا کہ بولے مصطفیٰ[۱] شاه نجاح السماح یا اولی النعما رباح
عطا وبخشش ہے اے صاحب نعمت فائدہ تمہارا ہے
مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز ما نقص مال من الصدقات قط انما الخيرات نعم المرتبط
تحقیق صدقہ وخیرات مثل ترو تازہ ہے ۱۲
مال کی ہی زیادتی اندر زکوٰة پاک دے فحشا ومنکر کو صلوٰة
پاسبان کیسہ ہے تیری زکوٰة اور شبان ہی گرگ سے تیری صلوٰة
میوه شیرین خفیہ شاخ وبرگ مین زندگی جاویدگی ہے مرگ مین
گندگی اک رہ سے قوت خاک ہی اس غذا سے میوه تازه خاک دے
اور[۲] عدم مین اخفا اک موجود ہی خلقت ساجد مین اک مسجود ہی
سنگ آہن گرچہ باہر سے سیا لیک اندر سے رکھے شمع وضیا
اور ہزارون خوف مین ہی ایمنی چشم کی سیاہی مین ہی بس روشنی
گاؤ تن مین ایک شہزاده ہی تو گنج ویرانہ مین اک رکھتا ہی تو
تا گدھا بوڑھا نہ لیوے وه نفیس گاؤ دیکھے شہ نہین یعنی بلیس

حکایت آن بادشاه ووصیت کردن سہ پسر خود را کہ درین سفر در ممالک من فلان جا چنین ترتیب بنہید وفلان جا چنین نواب نصب کنید واما اللہ اللہ بہ فلان قلعہ

حکایت بادشاه کی اور وصیت کرنا اپنے تینون لڑکون کو کہ اس ہمارے ملک کے سفر مین فلانی جا ایسی تدبیر کرو تم اور فلانی جگہ ایسا نائب قائم کرو تم اور فلانے قلعہ کی

سنہ ۱ تا کہ بولے الخ ۶ شعر تا مصطفیٰ صلعم شاه نجاح نے کہا ہی ترجمہ کہ عطا وبخشش اے صاحب نعمت کے فائده تمہارا ہی ترجمہ مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز تحقیق صدقہ وخیرات بہتر آلہ ہے ترو تازه مال کی زیادتی زکوٰة مین ہے وفحش ومنکر کو پاکی دیتی ہے اور صلوٰة تیری شبان ہے گرگ سے میوه شیرین شاخ وبرگ مین پوشیده ہے زندگی جاویدگی مرگ مین ایک راه سے گندگی غذا خاک کی ہے کہ اس غذا سے خاک میوه تازه دیتی ہے یعنی زکوٰة مال کی زیادتی کرتی ہے اور نماز فحش وانکار کو پاک کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سنہ ۲ اور عدم مین الخ ۵ شعر اور عدم مین ایک موجود نہان ہے اور خلقت ساجد مین ایک مسجود ہے اگرچہ سنگ وآہن باہر سے سیاه ہے ولیکن اندر سے شمع وضیا رکھتا ہے اور ہزارون خوف ایمنی ہے اور چشم کی سیاہی مین روشنی ہے تو گاؤ تن مین ایک شہزاده ہے اور ایک گنج ویرانہ مین رکھتا ہے تا وه خر پیر نور نفیس کو نہ لیوے گاؤ دیکھے اور شاه کو نہین یعنی ابلیس یعنی دنیا کہ عدم ہے اسمین حق موجود ہے اور آنکھ کی سیاہی مین روشنی ہے مگر غافل سکو جانتے ہین چنانچہ اس راز انسانی ہین آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

مرو یہ و گرد آن مگر دید اے آخرہ

طرف نہ جاؤ اور گرد اُس کے مت پھرو

بادشاہی بود او را سہ پسر ❊ ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ہر یکے از دیگرے استودہ تر ❊ در سخا و در وغا و کر و فر
پیش شہ شہزادگان استادہ جمع ❊ قرۃ العینان شہ ہمچون سہ شمع
از رہِ پنہان زعینین پسر ❊ می کشید آب نخیل آن پدر
تا ز فرزند آب این چشمہ شتاب ❊ میرود سوے ریاض ام و اب
تازہ می باشد ریاض والدین ❊ گشتہ جاری عین شان زین ہر دو عین
چون شود چشمہ زبیماری علیل ❊ خشک گردد برگ و شاخ آن نخیل
خشکی نخلش ہمی گوید پدید ❊ کہ ز فرزندان شجر نم می کشید
ای بسا کاریز پنہان ہمچنین ❊ متصل با جان تان یا غافلین
ای کشیدہ ز آسمانہا و زمین ❊ مایہ ہا تا گشتہ جسم تو سمین
تن ز اجزای زمین و ز دیدہٴ ❊ پایہ پایہ زیر آن ببریدہٴ
از زمین و آفتاب آسمان ❊ پار ہا بر دوختی بر جسم و جان
تا تو پنداری کہ بردی رائگان ❊ باز نستانند از تو این و آن
نالہ دزدیدہ نبودی پایدار ❊ لیک آرد دزد را تا پایدار
عاریہ ست این ہمی باید فشارد ❊ کانچہ بگرفتی ہمی باید گزارد

ایک شہ تھا تین اُسکے تھے پسر ❊ تینوں صاحب عقل اور صاحب نظر
تھا وہ ہر اک دوسرے سے باہنر ❊ بس شجاعت اور سخاوت مین بسیر
آگے شہ کے شاہزادے تھے کھڑے ❊ نور دیدہ شاہ مثل شمع کے
از رہِ پوشیدہ با چشمہ پسر ❊ کھینچتا تھا آب وہ نخل پدر
آب اُس چشمہ کا تا فرزند سے ❊ جاے سوے باغ مان اور باپ کے
ہوتا تازہ باغ ہے مان باپ کا ❊ ان کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا
جو کہ بیماری سے چشمہ ہو علیل ❊ برگ و شاخ اُس نخل کے ہوئین ذلیل
نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہرا ❊ کہ شجر فرزند سے نمیاب تھا
ای بہت کاریز پنہان ایسی ہے ❊ متصل تم غافلون کی جان کے
اے زمین و آسمان سے بس لیا ❊ مایہ تا کہ تن ترا فربہ ہوا
تن چرایا ہے زمین کے جزو سے ❊ پارہ پارہ کاٹا اُسکے زیر سے
اور زمین و آفتاب چرخ سے ❊ پارہ دوزی کی ہے جسم و جان پے
تا تو جانے ہے کہ مفت اسکو لیا ❊ تجھ سے یہ وہ پھر نہ کوئی لے بھلا
سان چوری کا نہووے پائدار ❊ پر وہ لائے چور کو تا پائدار
عاریت یہ سب ہے نہ کہ بیہودہ تو ❊ جو لیا ہے چھوڑ دے سب چیز کو

سـ۵۳ حکایت نہم ہمہ او ست مین سـ۵۱ ایک شہ تھا الخ ۵ شعر ایک بادشاہ تھا اور تین اُس کے لڑکے تھے اور تینون صاحب عقل و صاحب نظر تھے وہ ہر ایک دوسرے سے باہنر تھا بس سخاوت و شجاعت مین وہ شاہزادے آگے شاہ کے کھڑے تھے نور دیدہ شاہ کے مثل شمع کے از راہ پوشیدگی کے چشمۂ پسر سے آب کھینچتا تھا وہ نخل پدر کا آب اس چشمہ کا تا فرزند سے سوے باغ مان باپ کے جاوے یعنی اولاد سے مان باپ کو ایک طور کی تازگی پہونچتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ ہوتا تازہ الخ ۶ شعر باغ تازہ ہوتا ہے مان باپ کا کہ اُن کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا آگے مثال ہے جو چشمہ کہ بیماری سے علیل ہو اُس نخل کے برگ خشک و ذلیل ہون نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہرا کہ وہ شجر فرزند سے نمیاب تھا اے بہت کاریز ایسی ہے پنہان ہیں متصل تم غافلون کی جان سے اے زمین و آسمان سے بس لیا مایہ تا کہ تیرا تن فربہ ہوا تن چرایا زمین کے جزو سے اور اُس کے ریزہ پارہ پارہ کاٹا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ اور زمین الخ ۶ شعر اور زمین و آفتاب چرخ سے پارہ دوزی کرے ہے جسم و جان پر تا تو جانے کہ اسکو مفت لیا ہے یہ پھر تجھ سے وہ نہ لیوے کوئی سامان چوری کا پائدار نہ ہووے و لیکن وہ لاے چور کو زیر دار تک یہ عاریت ہے او بیہودہ نہ کہ جو لیا ہے تو چھوڑ دے سب چیز کو سواے نفخت کے کہ وہ آیا حق سے ہے سب بیہودہ ہے تو تابع روح کے بیہودہ نسبت جان کے کہتا ہون کہ نہ نسبت صنعت کے کہ وہ بیہودہ ہے یعنی وجود عاریت ہے بہ نسبت جان کے نہ بہ نسبت صنعت کے کہ وہ صنعت وجود مین موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

جز نفخت کان ز وهاب آمده است / روح را باش آن دگرها بیهده است
بیهده نسبت بجان میگویمش / نی به نسبت با صنیع محکمش

جز نفخت که وه آیا حق سے ہے / بیہده تو ہو نه تابع روح کے
بیہده کہتا ہون (بھو کا مین نے ۱۲) نسبت جان کے / نسبت صنعت نه بیہوده وه ہے

بیان استمداد عارف از چشمهٔ حیات ابدی و مستغنی شدن از استمداد انجذاب چشمهای بی وفا که علامة ذلک التجافی عن دار الغرور که آدمی چون بمددهای این چشمها اعتماد کند در طلب چشمهٔ دائم سست شود چنانچه حکیم راست رباعی

مدد چاہنا عارف کا سر چشمهٔ حیات ابدی سے اور مستغنی ہونا مدد و جذبه چشمون بیوفا سے که علامت ذالک التجافی عن دار الغرور که جو آدمی ان چشمون کی مدد پر اعتماد کرے طلب چشمهٔ ابدی مین سست رہے جیسے که حکیم نے کہا ہے رباعی

کاریز درون جان تو می باید / کز عاریه با ترا در نگشاید
یک چشمهٔ آب از درون خانه / به زان جوی که از برون می آید
حبذا کاریز اصل چیزها / فارغت آرد ازین کاریزها
تو ز صد ینبوع شربت می کشی / هر چه زان صد کم شود کاهد خوشی
چون بجوشد از درون چشمهٔ سنی / ز استراق چشمها گردی غنی
چشمهٔ آب درون خانه / به ز رودی کان نه در کاشانه
قرة العینت چو ز آب و گل بود / راتبه این قره در دل بود
قلعه را چون آب آید از برون / در زمان امن باشد بر فزون
چونکه دشمن گرد آن حلقه کند / تا که اندر خون شان غرقه کند

کاریز تیری جان مین اب چاہئے / که نفع نه عاریه سے بس تو پائے
چشمه اک آب کا گھر کے اندر / بہتر اُس جو سے که باہر سے اندر
حبذا[۱] کاریز جز ہر شے کی ہے / تجکو فارغ کر دے اس کاریز سے
پس تو شربت کھائے سو چشمون سے / کم جو اس سے ہو تو تو ناخوش رہے
چشمه روشن جوش جو دل سے کرے / تو غنی چشمه چرانے سے رہے
ایک چشمه آب کا گھر مین ہو جو / بہتر اُس جو سے که جو گھر مین نہو
قرة العین آب و گل سے ہو ترا / ہووے اس قرہ کی در دل غذا
آب آئے[۲] قلعه مین باہر سے جو / ہووے کثرت سے بوقت امن وو
جبکه دشمن گھیرے اس قلعه کو / اور اُنکے خون کے اندر غرق ہو

[۱] حبذا آلخ ۵ شعر حبذا کاریز ہر شے کی جڑ ہے که تجکو فارغ کر دے اُس کاریز سے پس تو سو چشمون سے کھاتا ہے اس سو سے جو که تو ناخوش رہتا ہے جو چشمه روشن دل سے جوش کرے تو چشمه چرانے سے غنی رہے جو ایک چشمه آب کا گھر مین ہے اس جو سے بہتر ہے که جو گھر مین نہو تیرا قرة العین آب و گل سے ہوا در در دل اس قرہ کی غذا ہو یعنی مشاہدہ تنزیه که خود مین ہو بہتر ہے مشاہدہ تشبیه سے که باہر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [۲] آب آئے آلخ ۴ شعر جو آب قلعه مین باہر سے آوے اور وہ کثرت سے ہووے وقت امن کے جب که دشمن اس قلعه کو گھیر لیوے اور اُن کے خون اندر غرق ہووے وہ سپاہ باہر کا پانی روک دے تا که قلعه کو ان سے پناہ نه ہووے اُس دم ایک کھاری چاہ جو اندر ہووے بہتر ہے سو جیحون سے که باہر ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

آب بیرون را ببندند آن سپاہ / تا نباشد قلعہ را زآنہا پناہ
روک دے باہر کا پانی وہ سپاہ / تا نہ ہووے قلعہ کو اُن سے پناہ

آن زمان یکچاہ شوری از درون / بہ ز صد جیحون شیرین از برون
اُسدم اک کھاری کنوان اندر جو ہو / بہتر اس جیحون سے باہر ہو دین سو

قاطع الاسباب لشکرہای مرگ / ہمچو دی آمد بہ قطع شاخ و برگ
کاٹتی[۵۱] اسباب کو ہے فوج مرگ / جون خزان آئی ہو دافع شاخ و برگ

در جہان نبود مددشان از بہار / جز مگر در جان بہار روے یار
نے جہان مین دے مدد اُنکو بہار / جان کے اندر جز بہار روے یار

زان لقب شد خاک را دار الغرور / کو کشد پا را سپس یوم العبور
نام خاک اسواسطے دار الغرور / کہ ہٹے پیچھے ہو وہ یوم العبور

پیش ازان از راست وز چپ می دوید / کہ بچینم درد تو چیزی نچید
پہلے اُس سے سیدھا اُلٹا دوڑتا / کہ مین تیرا درد لون نے کچھ لیا

او بگفتی مر ترا وقت غمان / دور از تو رنج و دہ کہ درمیان
اور کہے کہ وقت رنجونکے یہان / رنج دس کہ دور تجھ سے ہو میان

چون سپاہ رنج آمد بست دم / خود ہمی گوید ترا من دیدہ ام
جب سپاہ رنج روکے دم ترا / خود کہین کہ تو ہمین تھا کب دکھا

حق پے شیطان بدین سان زد مثل / کہ ترا در رزم آرد با حیل
اسطرح[۵۲] شیطان کی حق نے دی مثال / کہ تجھے حیلہ سے لادے با قتال

گر ترا گوید کہ من پشتم ترا / در بلاؤ در جفاؤ در عنا
گہ کہے کہ تجھ کو حامی ہون ترا / اندر آفاتون کے اور اندر بلا

مر ترا یاری دہم من با توام / در خطرہا پیش تو من میدوم
مین مدد دون تجکو تیرے ساتھ ہون / اور خطر مین تیرے آگے مین بڑھون

گاہ سپرت باشم و گاہی خدنگ / مخلص تو باشم اندر وقت جنگ
گہ سپر ہوؤن ترا مین گہ خدنگ / اور رہون مخلص ترا مین وقت جنگ

جان فدای تو کنم در انتعاش / رستمی شیری بلا مردانہ باش
جان فدا تجھپر کرون اندر نکو / تو ہے رستم شیر مردانہ رہو

سوی کفرش آورد زین عشوہا / آن جوال خدعہ و مکر و دغا
کفر کے سو لائے اسکو مکر سے / کون وہ مکر و دغا کی جو کہ ہے

چون قدم بنہاد و در خندق فتاد / او بقہقہ خندہ لبہا برگشاد
جو قدم رکھا کہ خندق مین گرا / اُس نے قہقہہ مار کر ہنسکر کہا

ہین بیا من طمعہا دارم ز تو / گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو
آئے[۵۳] تو کہ طمع تجھ سے مین رکھون / وہ کہے جا تجھ سے مین بیزار ہون

کو نترسیدی ز عدل کردگار / من ہمی ترسم تو دست از من بدار
نے ڈرا تو عدل سے اللہ کے / مین ڈرون تو طمع مجھسے مت رکھے

گفت حق کہ او جدا گشت از بہی / تو بدین تزویرہا ہم کی رہی
بولا حق وہ دور نیکی سے ہوا / تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا

فاعل و مفعول در روز شمار / روسیاہند و حریف و سنگسار
فاعل و مفعول روز حشر کو / روسیہ اور سنگسار آخر کو ہو

---

۵۱ کاٹتی الخ ۷ شعر فوج مرگ اسباب کو کاٹتی ہے جیسے خزان دافع شاخ و برگ آئی ہے ان کو بہار جہان مین مدد نہ دے۔ جان کے اندر بجز بہار روے یار کے اسواسطے نام خاک کا دار الغرور ہے کہ وہ پیچھے ہٹتی ہے یوم عبور کے اول اُس سے یگانہ سیدھا اُلٹا دوڑتا کہ مین تیرا درد لون اور کچھ نہ لیا اور کہے کہ وقت رنجون کے بیان دس کو وہ دور تجھ سے ہو جب سپاہ رنج دم تیرا روکے خود کہ تو ہمین کب دکھاتا تھا اس طرح شیطان کی حق نے مثال دی کہ کبھی۔ تجھے حیلہ سے لائے ساتھ قتل کے یعنی اجل حالت زندگی مین نہین دکھتی ہے مگر وقت مرگ کے جیسے شیطان کے آگے قول شیطان کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ گہ کہے الخ ۶ شعر کبھی کہے کہ مین تیرا حامی ہون آفتون مین اور بلا مین مین تجکو مدد دون اور تیرے ساتھ ہون اور خطرے مین تیرے آگے مین بڑھون کبھی مین تیرا سپر ہون اور کبھی خدنگ اور تیرا مخلص ہون وقت جنگ کے تجھپر جان فدا کرون اندر نیکی کے تو رستم و شیر ہے مردانہ راہ کفر کی جانب اس کو مکر سے لائے جو کہ وہ کون مکر و دغا کی ہے جو قدم رکھا و خندق مین گر آ اپنے قہقہہ مار کر وہ ہنسکر کہا یعنی جنگ بدر مین شیطان نے کفار عرب کو یہی دھوکا دیا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ آئے تو الخ ۶ شعر تو آئے کہ تجھ سے مین طمع رکھون وہ کہے کہ جا مین تجھ سے بیزار ہون تو نہ ڈرا عدل سے اللہ کے مین ڈرتا ہون تو مجھ سے طمع مت رکھ حق نے کہا کہ وہ نیکی سے دور ہوا اور تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا آگے حقائق ہین فاعل و مفعول روز حشر کو روسیاہ اور سنگسار آخر کو ہو رہزن و گمراہ خدا کے حکم سے چاہ مین ہجر و آفت کے پڑے احمق و مکار کہ باہم ملے انھین صبر فرقت سے چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر ره و رهزن را یقین در حکم داد	در چه بعدند و در بئس المهاد	رہزن اور گمرہ خدا کے حکم سے	ہجر کے چہ میں و آفت میں پڑے
گول را و غول را کو را فریفت	از خلاص و فوز می باید شگفت	احمق و مکار کے باہم سے	صبر فرقت سے اُنھیں بس چاہئیے
هم خرد خر گیر اینجا در گلند	غافلند اینجا و آنجا آفلند	بھی خرد خر دالا یان پر ہین پھنسے	یان پے غافل اور دہان آفل رہے
جز کسانے را که وا کردند از ان	در بهار فصل آیند از خزان	بس سوا اُنکے کہ چھوٹے اس سے ہین	وہ خزان سے ہین بہار فصل مین
توبه آرند و خدا توبه پذیر	امر او گیرند و او نعم الامیر	وہ کرین توبہ خدا توبہ پذیر	حکم اسکا لیوین وہ نعم الامیر
چون بر آرند از پشیمانی چنین	عرش لرزان از انین المذنبین	جو پشیمانی سے روتا اپنی ہے	عرش لرزان اُنکی آہ جرم سے
آن چنان لرزد که مادر بر ولد	دست شان گیرد به بالا میکشد	ایسا کانپے جیسے مان اولاد پے	ہاتھ پکڑے آسمان پر کھینچ لے
کای خداتان وا خریده از غرور	نک ریاض فضل و نک رب غفور	کای تکبر سے تمھین حق نے لیا	اب ہے باغ فضل و رب کبریا
بعد ازین تان برگ و رزق جاودان	از هوائے خود بود تر نادوان	بعد اسکے تم کو رزق ہو دائمی	خواہش اپنی سے ہوے ہو عارضی
چونکه دریا بر وسائط رشک کرد	تشنه چون ماهی بترک مشک کرد	رشک دریائے وسیلون پر کیا	تشنہ کو بے مشک جون ماہی رکھا
قصهٔ شهزادگان آمد به پیش	کاین حدیث از حد امکان است بیش	قصہ شہزادون کا لا تو سامنے	کہ یہ باہر بات ہے امکان کے

روان شدن شهزادگان در ممالک پدر بعد از وداع و اعادت کردن شاه وقت وداع وصیت خود را

روانہ ہونا شہزادون کا اپنے باپ کے ملک مین بعد رخصت کے اور مکرر کہنا بادشاہ کا وصیت اپنی کو وقت رخصت کے

عزم ره کردند آن هر سه پسر	سوی املاک پدر رسم سفر	تینون لڑکون نے کیا عزم سفر	سیر کرنے کو سوے ملک پدر
در طواف شهرها و قلعهاش	از ره تدبیر دیوان و معاش	دورہ شہرون کا و قلعون کا کیا	از رہ تدبیر ملک بادشا
خواستند از شه اجازت گاه عزم	داد اجازت شان چو نیت دید جزم	وقت جانے کے اجازت شہ سے لی	دیکھا عازم جو اجازت انکو دی

ف ۱ بھی خرد الخ ۹ شعر بھی خرد خرد الا یہان پر پھنسے ہین یہان پر غافل اور وہان آفل رہے بس سوا انکے کہ چھوٹے ہین اس سے وہ خزان سے ہین بہار فصل مین وہ توبہ کرین اور خدا توبہ پذیر ہے اور اُس کا حکم لیوین وہ نعم الامیر ہے جو اپنی پشیمانی پر روتا ہے عرش ان کی آہ جرم سے لرزان ہے ایسا کانپے جیسے مان اولاد پر ہاتھ پکڑے اور آسمان پر کھینچ لے کہ اے تکبر سے ہمکو کیا حق نے اب باغ فضل و رب کبریا ہے بعد اسکے تمکو رزق دائمی ہو اپنی خواہش سے ہو اور عارضی نہو دریائے رشک وسیلون پر کیا تشنہ کو بغیر مشک کے پابند رکھا تو قصہ شاہزادون کا سامنے لا کہ یہ بات باہر ہے امکان سے یعنی جو شخص بکر دلو سے چھوٹ کر جانب حق کے راجع ہو حق اسکو اپنی جانب کھینچے اور آسمان پر لیجاوے اور رزق دائمی عطا کرے آگے قصہ شاہزادون کا ہے فافہم ۱۲ ف ۲ تینون الخ ۹ شعر تینون لڑکون نے عزم سفر کیا طرف ملک پدر کے سیر کرنے کو شہرون اور قلعون کا دورہ کیا اور راہ تدبیر ملک بادشاہ کے وقت جانیکے شاہ سے اجازت لی جو عازم دیکھا اجازت انکو دی وقت رخصت کے شاہ کا ہاتھ چوما پس شاہ نے انکو ایسا کیا جس جا تمہارا دل چاہے پھرو اور فی امان اللہ تم سیر کرو سوا قلعہ کے کہ نام جس کا ہوش ربا ہے اور تاجدارون پر تنگ کرتا ہی قبا کو سو ور کر اُس قلعہ پر تصویرے سے دور رہنا اور آفت سے ڈرنا آگے پیچھے اور اوپر تلے جملہ تصویر و نقش و نگار ہی آگے اسکی مثال ہو جیسے وہ حجرہ زلیخا کا پر تصویر کرنا اُسپر تا گاہ یوسف گذر کرے یعنی وہ قلعہ ہوش ربا دنیا ہی کہ تصویر انسانون سے پر ہی اور مثل حجرہ زلیخا کے ہی کہ اُسمین جملہ تصویرین زلیخا و یوسف کی تھین اسی طرح دنیا مین سب تصویرین انسانون کی عاشق معشوق خدا اور رسول کے ہین کہ جو جسکو دیکھے خدا اور رسول کو دیکھے اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن بقول اُستاد ؎

غیر تش غیر در جہان نگذاشت + لازم جملہ عین اشیا شد + آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست بوس شاه کردند و وداع — پس بدیشان گفت آن شاه مطاع
هرکجا دل تان کشد عازم شوید — فی امان الله دست افشان روید
غیر آن قلعه که نامش هش ربا — تنگ آرد بر کله داران قبا
الله الله زان دژ ذات الصور — دور باشید و بترسید از خطر
روی و پشت برجهاش و سقف و پست — جمله تمثال و نگار و صورت است
همچو آن حجره زلیخا پر صور — تا کند یوسف بناگاهش نظر
چونکه یوسف سوی او می‌ننگرید — خانه را پر نقش خود کرد آن مکید
تا بهر سو بنگرد آن خوش عیار — روی او را بیند او بی اختیار
بهر دیده روشنان یزدان فرد — شش جهت را مظهر آیات کرد
تا بهر حیوان و نامی کانگرند — از ریاض حسن ربانی چرند
بهر آن فرمود با آن اسپه او — حیث ولیتم فثم وجهه
از قدح گر در عطش آبے خورند — در درون آب حق را ناظرند
آنکه عاشق نیست او در آب در — صورت خود بیند ای صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد در او — پس در آب اکنون کرا بیند بگو
حسن حق بینند اندر روی حور — همچو مه در آب از صنع غیور
غیرتش بر عاشق و بر صادق است — غیرتش بر دیو بر استور نیست
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد
اسلم الشیطان درینجا شد پدید — که یزیدی شد ز فضلش بایزید
این سخن پایان ندارد ای گروه — هین نگه دارید از آن قلعه وجوه

وقت رخصت ہاتھ چوما شاہ کا — پس انہیں اُس شاہ نے ایسا کہا
دل تمھارا چاہے جس جا تم پھرو — فی امان اللہ تم سیرین کرد
غیر قلعہ نام جس کا ہُشربا — تنگ رکھے تاجداروں پر قبا
زینہار اُس قلعہ پر تصویر سے — دور رہنا ڈرنا آفت سے ولے
آگے پیچھے اُس میں دراد پر تلے — جملہ تصویر اور نگار و نقش ہے
جیسے وہ حجرہ زلیخا پر صور — اُسپہ ناگہ تا کرے یوسف نظر
جو کہ یوسف اسکی سو تھا دیکھتا[1] — اپنی تصویروں سے وہ گھر بھر گیا
تا کہ دیکھے ہر طرف وہ خوش عیار — اُسکے مُنھ کو دیکھے وہ بے اختیار
چشم بینا کے لئے حق نے کیا — شش جہت کو مظہر ذات خدا
دیکھیں تا وہ ہر نمو حیوان میں — باغ حسن کبریائی سے چرین
اس لئے فرمایا اُس نے شاہ کو — حیث ولیتم فثم وجہہ
گر پیے پانی پیاسا جام سے — اندر اس پانی کے اسکو حق دکھے
جو نہ عاشق ہو وہ پانی میں مگر — صورت اپنی دیکھے اے صاحب نظر
صورت عاشق کی جو فانی ہے ہو[2] — کس کو دیکھے آب میں اب تم کہو
حسن حق دیکھیں ہیں اندر روے حور — جیسے مہ پانی میں یا صنع غیور
غیرت اسکی عاشق اور صادق پہ ہے — غیرت اسکی جانور نے دیو پہ ہے
دیو گر عاشق ہو جیت اسکو ملے — جبرئیلی پائے وہ دیوی مرے
اسلم الشیطان ہوا یاں پر پدید — کہ یزید آیا کرم سے بایزید
بات یہ بے انتہا ہے اے گروہ — تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہ

[1] جو کہ یوسف الخ ۷ شعر جو کہ یوسف اس کی طرف دیکھتا تھا اس واسطے اپنی تصویر سے وہ گھر بھر گیا تا کہ ہر طرف وہ خوش عیار دیکھے اُس کے مُنھ کو بے اختیار آگے اس کے حقائق ہیں چشم بینا کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے تا کہ وہ دیکھیں ہر ایک نباتات و حیوانات میں اور باغ حسن کبریائی سے چرین اس واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا جناب رسول مقبول صلعم کو ترجمہ جس طرف تم منھ پھیرو پس اُس طرف ثم اللہ کا ہو آگے پیاسا پانی پیے جام سے اُس پانی میں اس کو حق دیکھے اور جو عاشق نہیں ہے وہ پانی میں اپنی صورت دیکھے اے صاحب نظر یعنی اہل نظر کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے کہ وہ جس طرف دیکھیں پس دنیا ہمہ اوست ہے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] صورت عاشق کی الخ ۶ شعر صورت عاشق کی جو اس میں فانی ہو وہ آب میں کس کو دیکھے اب تم کہو حسن حق کا دیکھتے ہیں روے حور میں جیسے ماہ پانی میں صنع غیور سے دکھتا ہے اس کی غیرت عاشق صادق پر ہے اور اس کی غیرت جانور و دیو پر نہیں ہے اگر دیو عاشق ہو اُس کو جنت ملے جبرئیلی پائے اور وہ دیوی مرے ترجمہ میرا دیو مسلمان ہے یہاں ظاہر ہوا کہ یزید کرم سے آیا بایزید اے گروہ یہ بات بے انتہا ہے تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہات کے یعنی جو ذات حق میں فنا ہو اسکو اپنی صورت میں صورت حق کی دکھتی ہے اور حسن حق کا عورتوں میں اس طرح دیکھتا ہے جیسے ماہ پانی میں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

هین مبادا کہ ہوس تان رہ زند — کہ فتید اندر شقاوت تا ابد
کہ ہوس[۵۱] دھوکا مبادا تم کو دے — اور شقاوت مین سدا تم کو رکھے

از خطر پرہیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بیغرض
فرض پرہیز آیا از راہ خطر — سُن تو مجھ سے یہ حدیث اک معتبر

در فرج جوئی ہمہ ستر تیز بر — از کمینگاہ بلا پرہیز بہ
عقل میری ڈھونڈھنے مین تیز گو — اور بلا آفت سے ہی پرہیز خوب

گر نمی گفت این سخن را آن پدر — ور نمی فرمود ازان قلعہ حذر
گر نہ کہتا وہ پدر اس بات کو — ور نہ کہتا بھاگ اس قلعہ سے تو

خود بدان قلعہ نمی شد خیل شان — خود نمی افتاد آن سو میل شان
خود نہ سوی قلعہ جاتا انکا خیل — خود نہ ہوتا اسکی جانب انکا میل

کان نبُد معروف وبس مہجور بود — در قلاع وازمناہج دور بود
کہ نہ تھا مشہور وہ مہجور تھا — اور قلعون سے وو رہ سے دور تھا

چونکہ کرد او منع دردل شان خیال — در ہوس افتاد و در کوی خیال
جو کیا[۵۲] منع دل اُنکا پھنس گیا — اس ہوس مین صورتو نکے بس گیا

رغبتے زان منع دردل شان بجست — کہ بباید سر آن را باز جست
رغبت انکے دلمین ہوئی اس منع سے — بھید اسکا ڈھونڈھنا پھر چاہیے

کیست کز ممنوع گردد ممتنع — چونکہ الانسان حریص ما منع
ہے وہ کیا ممنوع سے ہو ممتنع — جو کہ الانسان حریص ما منع

نہی بر اہل تقی تبغیض شد — لیک بر اہل ہوا تحریص شد
اہل تقوی پر ہوئی تھی دشمنی — اہل خواہش پر وہ تحریص اک ہوئی

پس ازین تقوی بہ قوم کثیر — ہم ازین یہدی بقلب خبیر
قوم اس تقوی پہ ہے کثیر — بھی ہے اس ہیدی پہ دل خبیر

کے رمد از نے حمام آشنا — بل رمد از نے حمامات ہوا
کب کبوتر بھاگے لگی سے بلا — بل کبوتر بھاگے جو ہو ناسوا

پس بشہ گفتند خدمتہا کنیم — بر سمعنا و اطعنا ہا تنیم
پس کہا شہ سے اطاعت ہم کرین — اور سمعنا و اطعنا پر چلین

رو نگردانیم از فرمان تو — کفر باشد غفلت از احسان تو
منھ نہ پھیرین ہم ترے فرمان سے — کفر ہو غفلت ترے احسان سے

لیک استثنا و تسبیح خدا — ز اعتماد خود ازیشان شد جدا
انشاء اللہ[۵۳] اور تسبیح خدا — اعتماد اپنے پہ اُنسے تھا جدا

ذکر استثنا و حزم ملتوی — گفتہ شد در ابتدای مثنوی
ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا — مثنوی کی ابتدا مین ہے کہا

صد کتاب ار ہست جز یکباب نیست — صد جہت را قصد جز محراب نیست
سو کتب ہین لیک جز اک باب نے — سو جہت کا قصد جز محراب نے

---

[۵۱] کہ ہوس الخ ۶ شعر کہ مبادا ہوس تم کو دھوکا دے اور شقاوت مین ہمیشہ تم کو رکھے پرہیز فرض آیا از راہ خطر کے تو مجھ سے سُن یہ حدیث معتبر عقل تو انگری ڈھونڈھنے مین تیز و خوب ہے اور بلا و آفت سے پرہیز خوب ہے اگر وہ اس بات کو کہتا اور نہ کہتا کہ تو اس قلعہ سے بھاگ جانب اس قلعہ کے ان کا لشکر نہ جاتا اور خود اس کی جانب ان کا میل نہ ہوتا تاکہ وہ مشہور نہ تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۲] جو کیا الخ ۸ شعر جو منع کیا اُن کا دل پھنس گیا اس ہوس مین صورتون کے سو اس منع سے ان کی رغبت دل مین ہوئی پھر اس کا بھید ڈھونڈھنا چاہیئے وہ کیا ہے کہ ممنوع سے ممتنع ہو جو کہ ترجمہ ضرور کہ انسان حریص ہے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے نہی اہل تقوی پر دشمنی ہوئی اور اہل خواہش پر وہ ایک حرص ہوئی قوم اس نہی سے بہکے بہت اور بھی اس ہدایت کے ساتھ دل خبیر ہے آگے اس کی مثال ہے کبوتر پلا ہوا لگی سے کب بھاگے بلکہ وہ کبوتر بھاگے جو ناسوا ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس شاہ سے کہا کہ ہم اطاعت کرین اور سمعنا و اطعنا پر ہم چلین ہم تیرے فرمان سے منھ نہ پھیرین اور تیرے احسان سے غفلت کفر ہے یعنی منع کرنے سے انسان اور اس شے پر حریص ہوتا ہے پس منع اہل تقوی کو دشمن ہے اور اہل حرص کو حرص دوست ہے کہ زیادہ کرتا ہے ۱۲ [۵۳] انشاء اللہ الخ ۶ شعر انشاء اللہ اور تسبیح خدا اپنے اعتماد پر ان سے جدا تھا ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا مثنوی کی ابتدا مین کیا ہے آگے حقائق ہین سو کتابین ہین ولیکن ایک باب کے سوا نہین ہے ان رستون کی انتہا خانہ ایک ہے اور جو سیکڑون خوشون کی دانہ ایک ہے ہزارون کھانے گوناگون ہوتے ہین ولیکن اعتبار مین جملہ ایک شے ہین ایک طعام سے جو تو سیر ہو دل تیرا تو پچاس طعام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

این طرق را منتهی یک خانه است / وین هزاران سنبله یکدانه است
گونه گونه خوردنیها صد هزار / جمله یک چیزست اندر اعتبار
از یکی چون سیر گشتی تو تمام / سرد شد اندر دلت پنجه طعام
در مجاعت پس تو احول دیده / که یکی را صد هزاران دیده
گفته بودیم از سقام آن کنیز / در طبیبان کرہی تدبیر نیز
کان طبیبان همچو اسپ بی‌فساد / غافل و بی بهره بودند از سوار
کامشان پر زهر از قرع لگام / سمشان مجروح از تحویل گام
ناشده واقف که نک بر پشت ما / رایضی جستست استادی نما
نیست سرگردانی ما زین لجام / جز ز تصریف سوار دوست کام
ما پی گل سوی بستانها شده / گل نموده لیک آن خاری بده
هیچ شان این نی که گویند از خرد / بر گلوی ما که می کوبد لگد
آن طبیبان آنچنان بنده سبب / گشته اند از مکر یزدان محتجب
گر ببندی بر صطبلی گاو نر / بازیابی در مقام گاو خر
از خری باشد تغافل خفته وار / که نجوئی تا کیست این خفیه کار
خود نه گفته کاین مبدل تا کیست / نیست پیدا او مگر افلاکی است
تیر سوی راست پرانیده / سوی چپ رفته است تیرت دیده
سوی آهوی بصیدی تاختی / خویش را تو صید خوکی ساختی

انتہا ان راستو نکا خانہ ایک / سیکڑون خوشونکی جڑ ہی دانہ ایک
گونہ گونہ کھانے ہوتے ہین ہزار / ایک سے ہین جملہ اندر اعتبار
ایک سے جو تو ہوا سیراب تمام / سرد ہو دل مین ترے پنجہ طعام
چشم احول[51] بھوک مین بس تو ہی یار / ایک کو دیکھا ہے تو نے سو ہزار
مین نے بیماری سے لونڈی کے کہا / اور کج فہمی اطبا سے کہا
کہ اطبا مثل اسپ بے لگام / غافل اس سوار سے تھے بس تمام
انکا منھ پر زہر بار خم لگام / انکا سم مجروح با تحویل گام
نہ ہوئے واقف ہماری پشت پے / ایک سوار استاد اور ہشیار ہے
ہمکو سرگردان نہ رکھے یہ لگام / ہمکو پھیرے ہی سوار دوست کام
سوے[52] بستان واسطے گل کے گئے / گل دکھا لیکن وہ تھا اک خار سے
نے کوئی ایسا کہ کہوے عقل سے / کون مارے لات میرے حلق پے
وہ طبیب ایسے ہوئے بند سبب / کہ ہوئے مکر خدا مین محتجب
باندھے گر تو اصطبل مین گاؤ نر / پھر مقام گاؤ مین تو پائے خر
ہو گدھے پن سے تغافل خفتہ دار / کہ نہ ڈھونڈھے کیا ہی پوشیدہ کار
نے کہا یہ خود مبدل کون ہی / نے وہ پیدا آسمانی ہے وہے
پھینکا[53] تو نے تیر تو سیدھی طرف / تیر کو دیکھا گیا الٹی طرف
صید کرنے کو تو آہو کے گیا / صید تو نے خوک کا خود کو کیا

سلہ ۵۱ چشم احول الخ ۶ شعر تو بھوک مین چشم احول ہے کہ ایک کو تو نے سو ہزار دیکھا ہے مین نے لونڈی کی بیماری مین کہا اور اطبا کی کج فہمی سے کہا کہ اطبا مثل اسپ بے لگام کے اس سوار سے غافل تھے انکا منھ زخم لگام سے پر زہر اور انکا سم تحویل کام سے مجروح واقف نہین ہوئے کہ ہماری پشت پر ایک سوار استاد و ہوشیار ہے یہ لگام ہمکو سرگردان نہ رکھے اور ہمکو پھیرتا ہے سوار دوست کام یعنی یہ کوئی نہ سمجھا کہ ہم پر کون سوار ہے اور ہم کو کدھر لیجاتا ہے پس انسان بدست دگر ہے کہ جدھر وہ چاہتا ہے لیجاتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ سوے بستان الخ ۶ شعر بوستان کی طرف واسطے گل کے گئے گل دیکھا لیکن وہ ایک خار سے تھا ایسا کوئی نہین ہی کہ کہے عقل سے لات کون مارتا ہے میرے حلق پر وہ طبیب ایسے بند سبب ہوئے کہ مگر خدا سے محتجب نہ ہوئے آگے مثال ہے اگر تو اصطبل مین باندھے گاؤ نر اور پھر مقام گاؤ مین پائے خر گدھے پن سے تغافل ہو خفتہ کے مانند کہ نہ ڈھونڈھے یہ کیا ہی پوشیدہ نہ کہا خود کہ یہ مبدل کون ہے اور نہ دہ پیدا آسمانی ہے یعنی گدھے پن سے مبدل کام کو نہ جانا کہ ہم کیا کام کرتے تھے اور کیا ہو گیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ پھینکا الخ ۷ شعر تو نے تیر کو سیدھی طرف پھینکا دیکھا تیر کو کہ الٹی طرف گیا تو آہو کے صید کرنے کو گیا اور تو نے خود کو صید کیا تو واسطے سود نفع کے گیا سود نہ ملا اور زندان مین پڑا دشمن کے واسطے کنوان کھودا اور خود کو اس کنوین مین پھنسا دیکھا تجکو سبب مین سے نامراد کیا تو سبب سے بدگمان کیون نہوا آگے مثال ہی ایک کسب کرنے سے سلطان ہوا دوسرا اس کسب سے عریان ہوا ایک نکاح کرنے سے مالدار ہوا دوسرا اس سے قرضدار ہوا یعنی جب کہ تو سبب مین بے مراد ہوا پس سبب سے تو بدگمان کیون نہین ہوا کہ وہی سبب کسی کو نافع ہوا اور کسی کو مضر آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

در پے سودی دویده بهر کبس | تا رسیده سود وافتاده بحبس
چاه ها کنده برائے دیگران | خویش را دیده فتاده اندران
در سبب چون بے مرادت کرد رب | پس چرا ایدظن نگردی در سبب
بس کسی از مکسبی خاقان شده | دیگران زان مکسبه عریان شده
بس کس از عقد زنان قارون شده | دیگری از عقد زن مدیون شده
پس سبب گردان چو دم خر بود | تکیه بر دی کم کنی بهتر بود
در سبب گیری نگردی هم دلیر | که بس آفتهاش پنهان ست زیر
بهر استثناست این حزم وحذر | زانکه خر را بز نماید این قدر
مشرکان را در دو چشم اهل بدر | کم نموده تا ندارند هیچ قدر
آنکه چشمش بست گرچه گربزست | زاحولی اندر دو چشمش خر بزست
چون مقلب حق بود ابصار را | او بگرداند دل و افکار را
چاه را تو خانهٔ بینی شریف | دام را تو دانهٔ بینی لطیف
این تفسط نیست تقلیب خدا است | می نماید که حقیقت تا کجاست
آنکه انکار حقائق مے کند | جملگی او بر خیالے می تند
او همی گوید که حسبان خیال | هم خیالے باشدت چشمی بمال
این سخن پایان ندارد آن فریق | برگرفتند از پے آن دز طریق
بر درخت گندم منهی زدند | از طویلهٔ مخلصان بیرون شدند

واسطے تو سود و نفع کے گیا | نے ملا سود اور زندان مین پڑا
دوسرون کے واسطے کھودا کنوان | خود کو دیکھا اُس کنوین مین پس پھنسا
بے مراد اندر سبب تجکو کیا | بدگمان تو کیون سبب سے ہوا
ایک کرکے کسب سے سلطان ہوا | دوسرا اس کسب سے عریان ہوا
ایک ہوا کرکے نکاح سے مالدار | دوسرا اس سے ہوا بس قرضدار
پس سبب کو جان تو جون دم خر | یہ ہے بہتر اسپہ تو تکیہ نہ کر
گر سبب پکڑے نہ تو اب ہو دلیر | کہ بہت آفت نہان اُسمین ہے زیر
انشاء اللہ کے لئے یہ حزم و ڈر | کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر
مشرکون کو چشم اہل بدر مین | کم دکھایا تا نہ قدر انکی رکھین
آنکھ باندھی گرچہ وہ گربز ہے | احولی سے اسکو خر اک بز دکھے
حق بصارت کا مقلب جبکہ ہو | پھیر دے وہ دل کو اور افکار کو
چاہ کو دیکھے ہے تو خانہ شریف | دام کو دیکھے ہے تو خانہ لطیف
نے تفسط یہ ہی تقلیب خدا | کہ بتاتا ہے حقیقت ہے کجا
جو حقائق کا کرے انکار سے | وہ خیالون پر ہے چلتا جان لے
وہ کہے کہ خیال پر چلتا ہے تو | بھی خیال اک ہے ترا بل آنکھ کو
بات یہ بے انتہا ہے وہ فریق | جائے ہی قلعہ کی جانب اے شفیق
سوے نخل گندم منہی سے گئے | حلقۂ اخلاص سے باہر ہوے

رفتن شہزادگان بجانب قلعہ ممنوعہ عنہا بحکم الانسان حریص علی ما منع ووصیتها

جانا شہزادون کا جانب قلعہ ممنوعہ کے بحکم اسکے الانسان حریص علی ما منع اور

ضرور کہ انسان حریص کرنیوالا ہے اوپر اس چیز کے جو منع کیا گیا ہے ۱۲

ف پس سبب کو آخ ۷ شعر پس تو سبب کو جان مانند دم خر کے یہ بہتر ہے کہ اُس پر تو تکیہ نہ کر اگر تو سبب پکڑے دلیر نہ ہو کہ اس مین بہت آفت پوشیدہ ہے انشاء اللہ تعالی کے واسطے ہوشیاری و خوف ہے کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر اہل بدر کی چشم مین مشرکون کو کم دکھایا کہ تا اُنکی قدر نہ رکھین چشم باندھے اگرچہ وہ شے خربوزہ ہے اُس کو احولی سے خر ایک بز دکھے وہ پھیر دے دل کو اور فکرون کو جبکہ حق بصارت کا مقلب ہو تو چاہ کو خانہ شریف دیکھتا ہے اور تو دام کو دانہ لطیف دیکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف ۲ نے تسقط آخ ۵ شعر تسقط نہین ہے یہ تقلیب خدا ہے کہ حقیقت بتاتا ہے کہان ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے جان لے کہ وہ خیالون پر چلتا ہے یہ بھی ایک تیرا خیال ہے تو آنکھ مل یہ بات بے انتہا ہے اور وہ فریق قلعہ کی جانب جاتا ہے طرف نخل گندم منہیات کے گئے اور حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے یعنی تو سبب کو ایک واہیات جان اور خدا پر شاکر رہ کہ وہ مقلب ہے دل و فکر پھیر دیتا ہے یہ سوفسطائی پن نہین ہے تقلیب خدا ہے کہ حقیقت کو بدل دیتا ہے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

پدر را فراموش کردن و در بلا افتادن و نفس
لوامه با ایشان بزبان حال گفتن که الم
یاتکم نذیر و گفتن ایشان در جواب لو کنا
نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر ۵
ما بندگی خویش بنمودیم ولیکن
خوی بد تو بنده نیارست خریدن

بھول جانا وصیت کو اور بلا مین پڑنا اور
کہنا نفس لوامہ کا انکو زبان حال سے
کہ الم یاتکم نذیر اور جواب دینا انکا لو کنا نسمع
(آیا نہین آتا تم کو ڈرانیوالا — اگر ہوتے ہم سننے والے)
او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کی بندگی
(یا عقل رکھنے والے نہین ہوتے ہم اصحاب دوزخ کے ۱۲)
اپنی کو عیان ہم نے ولیکن بدخوئی نے
تیری نہین بندے کو خریدا

چون شدند از منع و نهیش گرم تر — سوی آن قلعه بر آوردند سر
بر ستیز قول شاه مجتبی — تا بقلعه صبر سوز هش ربا
آمدند از رغم عقل پند توز — در شب تاریک برگشته ز روز
اندر آن قلعه خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنج از سوی بر
پنج ازان چون حس ظاهر رنگ و بوی — پنج ازان چون حس باطن راز جوی
زان هزاران صورت و نقش و نگار — می شدند از سو بسو خوش بی قرار
زین قدحهای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست
از قدحهای صور بگذر مایست — باده در جامست لیک از جام نیست
سوی باده بخش بکشا پهن گوش — تا ازان معنی بشنوی بانگ و خروش
گوش در آوازت آید دمبدم — چون رسد باده نیاید جام کم

منع سے جو کہ ہوے وہ گرم تر — بس نکالا جانب اُس قلعہ کے سر
برخلاف قول شاہ مجتبیٰ — قلعہ تک کہ صبر سوز ہش ربا
آئے وہ برعکس عقل پند جو — تیرہ شب مین کہ تھے دن سے گشتہ رو
درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے — پانچ بحری پانچ بری در کھلے
پانچ وہ جون حس ظاہر رنگ و بو — پانچ وہ جون حس باطن راز جو
اس سے صدہا صورت او نقش و نگار — ہوتے تھے بس ہر طرف سے بیقرار
صورتون کے جام سے تو کم ہو مست — تا نہو تو بت تراش و بت پرست
جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے — جام مین بادہ ہے پر نے جام سے
کھول تو ساقی کی جانب اپنا گوش — تا ادھر سے تو سنے بانگ و خروش
سُن تو آواز آئے تجکو دمبدم — جبکہ پہونچے بادہ نے ہو جام کم

۱ف منع سے الخ ۱۰ شعر جو کہ منع سے گرم تر ہوے اور اُس قلعہ کی جانب سر نکالا برخلاف قول شاہ مجتبیٰ کے قلعہ تک کہ صبر سوز و ہوش ربا تھا وہ آئے برعکس عقل و پند جو کہ شب تیرہ مین کہ دن سے رو گردان تھے آگے حقائق ہین درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے پانچ در بحری و پانچ در بری کھلے وہ پانچ مانند حس ظاہر رنگ و بو کے اور وہ پانچ مانند حس باطن راز جو کہ اُس سے صدہا صورت و نقش و نگار ہر طرف سے ہوتے تھے بیقرار پس تو صورتون کے جام سے کم مست ہو تا کہ تو بت تراش و بت پرست نہو جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے کہ جام مین بادہ پر ہے و جام سے نہین ہے تو ساقی کی جانب اپنا گوش کھول کہ تا ادھر سے تو سُنے بانگ و خروش جبکہ بادہ پہونچے جام کم نہ ہووے آواز تو سُن کہ تجھ کو دمبدم آسے یعنی قلعہ پر تصویر دنیا مین پانچ ہو اس ظاہری جانب اس عالم کے ہین پس تو صورتون ظاہری سے مست نہ ہو کہ بت پرست نہ ہووے کہ وہ حسن صورت مین عارضی ہے پس تو جانب حق کے متوجہ ہو کہ اصل حسن کو پائے اور معنی کو پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[1] آدما معنی دلبندم بجوے ترک قشر و صورت گندم بگوے
[1] آدما معنی کو میرے دیکھ تو صورت گندم کو چھوڑ اور پوست کو

چونکہ ریگی آرد شد بہر خلیل ازانکہ معزولست گندم ای نبیل
ریگ جب آٹا ہوئی بہر خلیل جان تو گیہون ہی بیکار ای نبیل

صورت از بے صورت آمد در وجود ہمچنان کز آتشی زاد ست دود
صورت اب بے صورتی سے آتی ہی جیسے آتش سے دھوان صورت دکھے

کمترین غیبی مصور در خیال چون بپیشش پے بہ پے آرد ملال
غیب کی ادنی ہے تصویر خیال دیکھ پے در پے اسے لائے ملال

حیرتے محض آردت بے صورتی زادہ صد گون آلت از بے آلتی
محض حیرت دے تجھے بے صورتی پیدا سو آسے کرے بے آلتی

بے زدستی دستہا بافد ہمی جان جان سازد مصور آدمی
ہاتھ بس بے ہاتھ ہونے سے بنے جان جان تصویر انسان کی کرے

آنچنان کاندر دل از ہجر و وصال میشود بافیدہ گوناگون خیال
[2] جیسے دل میں از رہ ہجر و وصال پیدا ایس ہوتے ہیں گوناگون خیال

ہیچ ماند این مؤثر با اثر ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر
مثل کب ہے یہ مؤثر با اثر مثل کب ہے بانگ نوحہ با ضرر

نوحہ از صورت ضرر بے صورت ست دست خائید از ضرر کش نیست دست
نوحہ صورت رکھے بیصورت ضرر دست کلکٹے بے ضرر کا دست کر

این مثل نالائق ست ای مستدل حیلۂ تفہیم را جہد المقل
یہ مثل ناقص ہی ای اہل دلیل حیلہ فہمی کو یہ کوشش ہی دلیل

صنع بے صورت نماید صورتی تن نگارد با حواس و آلتی
صنع بے صورت دکھائے صورتین نقش اُس آلہ سے کرتے جسم مین

تا چہ صورت باشد آن بر وفق خود اندر آرد جسم را در نیک و بد
جیسے صورت ہی موافق اپنے دو نیک و بد مین لائے ہے تا جسم کو

صورت نعمت بود شاکر شود صورت مہلت بود صابر شود
[3] صورت نعمت ہو گر شاکر بنے صورت مہلت ہو گر صابر بنے

صورت زخمی بود نالان شود صورت رحمی بود بالان شود
زخم کی صورت ہو گر نالا کرے رحم کی صورت ہو گر بالا کرے

صورت شہرے بود گیرد سفر صورت تیرے بود گیرد سپر
شہر کی صورت ہو گر پکڑے سفر تیر کی صورت ہو گر پکڑے سپر

صورت خوبان بود عشرت کند صورت غیبی بود خلوت کند
صورت خوبان ہو گر عشرت کرے صورت غیبی ہو گر خلوت کرے

[1] آدما الی آخرہ ۶ شعر اے آدم تو میرے معنی کو دیکھ صورت گندم و پوست کو چھوڑ دے جب ریگ آٹا ہوئی واسطے خلیل کے تو جان لے کہ گیہون بیکار و ذلیل ہے یعنی جب کہ تنزیہ سے حصول مطلب ہو تو تشبیہ کے درپے ہونا کیا ضرور ہے صورت اب بے صورتی سے آتی ہے جیسے آتش سے دھوان صورت رکھتا ہے تصویر خیالی غیب کی ادنی ہے کہ ایسے پے درپے دیکھے اور لال لائے تجھ کو بے صورتی محض حیرت ڈالے اور سو آلے پیدا کرے بے آلتی سے ہاتھ بے ہاتھ ہونے سے بنے اور جان جان تصویر انسانی کی کرے یعنی صورت بے صورتی سے پیدا ہوتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] جیسے دل مین الخ ۶ شعر جیسے دل مین از راہ ہجر و وصال کے گوناگون خیال پیدا ہوئے ہین یہ موثر کب مثل ہے ساتھ اثر کے اور یہ بانگ نوحہ کب مثل ہے ساتھ ضرر کے نوحہ صورت رکھے اور بے صورت ضرر ہے ہاتھ چبائے اور ضرر کا ہاتھ میسر نہیں ہو اے اہل دلیل مثل ناقص ہو حیلہ فہمی کو یہ کوشش ذلیل ہے صنع بے صورت صورتین دکھائے جو اس نفس آلہ سے کرتے ہین جسم مین جین صورت جیسی ہے تو اپنے موافق نیک و بدین لاتی ہے جسم کو یعنی صنعت بے صورت دکھاتی ہے اسی طرح بے صورتی صورتون کو پیدا کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] صورت نعمت الخ ۸ شعر اگر صورت نعمت کی ہو شاکر بنے اور اگر صورت مہلت کی ہو صابر بنے اگر رحم صورت ہو نالا کرے اور اگر زخم کی صورت ہو بالا کرے اگر شہر کی صورت ہو سفر پکڑے اور اگر تیر کی صورت ہو سپر پکڑے اگر خوبان کی صورت ہو عشرت کرے اگر صورت غیبی ہو خلوت کرے اگر صورت جوئی ہو نازش کرے اگر صورت جنگی ہو سازش کرے صورت اخلاص یعنی جیسے صورت زور آوری کی لائے جانب غضب کے یہ حد و انداز سے سوا ہے کہ فضل کا داعی خیالون سے بھرا ہے بے نہایت بیشی اور مذہب باطل ہین صورت شکار کے یعنی جیسی صورت ہے ویسا ہی اثر پیدا کرتی ہے کہ سب مذہب پیشے صورت فکر کے ظل ہین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

صورتِ خوبی بود ناز آورد — صورت چنگی بود سازد آورد
صورت خوبی ہو گر نازش کرے — صورت چنگی ہو گر سازش کرے

صورت محتاجی آرد سوی کسب — صورت بازدوری آرد بغصب
صورت افلاسی کی لائے سوے کسب — صورت اجباری کی لائے سوے غصب

این زحد و اندازه‌ها باشد برون — داعی فعل از خیال گوناگون
یہ حد و انداز سے ہے بس سوا — فعل کا داعی خیالون سے بھرا

بے نہایت کیشہا و پیشہا — جملہ ظل صورتِ اندیشہا
بے نہایت پیشے اور مذہب ہے — جملہ ظل ہین صورت افکار کے

برلب بام استادہ قوم خوش — ہر یکے را بر زمین بین سایہ اش
بام[۵۱] کے لب پر کھڑی اک قوم ہے — اور پڑا سایہ ہر اک کا خاک ہے

صورت فکرست بر بام مشید — وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
فکر کی صورت ہر بام غیب پے — اور عمل جون سایہ ارکان پر دکھے

فعل بر ارکان و فکرت مکتتم — لیک در تاثیر و صلت دو بہم
فعل ارکان پر نہان فکر اب تری — وصل کی تاثیر مین باہم ملی

آن صور در بزم کز جام خوشی ست — فائدہ آن بیخودی و بیہشی ست
بزم مین صورت رکھے جام خوشی — فائدہ اسکا ہے یارو بیہشی

صورتِ مرد و زن و لعب و جماع — فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
مرد و زن صورت ہین اور شہوت خوشی — ہے جماع مین نفع اس کا بیہشی

صورتِ نان و نمک کان نعمت ست — فائدہ آن صورت بیصورت ست
صورت[۵۲] نان و نمک نعمت جو ہے — نفع اُس صورت کا بیصورت رکھے

در مصاف آن صورت تیغ و سپر — فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر — نفع بے صورت رکھے یعنی ظفر

مدرسہ و تعلیم و صورتہاے وی — چون بدانش متصل شد گشت طے
مدرسہ تعلیم و اس کی صورتین — جو ملین دانش سے نے باقی رہین

این صور چون صورتی بیصورت‌اند — پس چرا در نفی صاحب نعمتند
جو یہ ہین بیصورتی کی صورتین — صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین

پس صورہا بندۂ بیصورت‌اند — پیش او روید و در نفی اوفتند
بندہ بیصورت کی ہین سب صورتین — آگے اُس کے پیدا ہون نفی کرین

این صور دارد ز بیصورت وجود — چیست پس بر موجد خویشش جحود
صورتین بیصورتی سے سب بنین — اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین

خود ازو یابد ظہور انکار او — نیست غیر عکس خود این کار او
خود ظہور اس سے کرے منکر بنے — گویا انکار اسکا اپنے عکس سے

صورت دیوار و سقف ہر مکان — سایۂ اندیشۂ معمار دان
ہر[۵۳] مکان کی صورت دیوار و در — فکر معمارون کا سایہ ہے مگر

سلہ ۵۱ بام کے آگے ۵ شعر ایک قوم کہ لب پر کھڑی ہے اور ہر ایک کا سایہ خاک پر پڑا ہے فکر کی صورت بام غیب پر ہے اور عمل سایہ کے مانند ارکان پر دکھتا ہے ارکان ہر فعل ہے اور تیری فکر نہان ہے اور تاثیر وصل مین باہم ملے ہوئے ہین آگے مثال ہے محفل صورت جام خوشی رکھتی ہے اور اس کا فائدہ بیہوشی ہے مرد و زن کی صورت اور شہوت خوشی ہے اور جماع مین اس کا فائدہ بیہوشی ہے یعنی فکر کی صورت غیب مین ہے اور اس کا عمل جوارح پر عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ صورت نان آگے ۷ شعر صورت نان و نمک کی جو نعمت ہے نفع اُس صورت مین بے صورت رکھتی ہے جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر کی نفع بے صورت رکھتی ہے یعنی ظفر مدرسہ و تعلیم اور اس کی صورتین جو دانش سے ملین باقی نہ رہین جو بے صورتی کی صورتین ہین پھر صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین آگے اس کے پیدا ہون اور نفی کرین بندہ بے صورت کی سب صورتین ہین سب صورتین بے صورتی سے بنین پھر اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین اس کے خود ظہور کرے وہ منکر بنے گویا اسکا انکار اپنے عکس سے ہے یعنی سب صورتین بیصورتی سے بنی ہین پھر اپنے خالق سے کیون منکر ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہر مکان کی آگے ۶ شعر ہر ایک مکان کی صورت دیوار و در معمارون کی فکر کا سایہ ہے اگرچہ اندر مکان فکر کے اینٹ و پتھر و چوب ظاہر نہین دکھتے ہین ولیکن بے صورت فاعل مطلق ہے اس کے ہاتھ مین صورت مانند آلہ کے ہے کبھی غیب کے پردے سے بے صورت اپنا منھ دکھاتی ہے صورت کو بھی تا ہر ایک صورت اس سے مدد لے پس جمال و کمال و اوصاف سے جو ہر بے صورت اپنا منھ چھپائے سوے محبت و رنگ و بو کے آئے یعنی کبھی پردۂ غیب سے بیصورت اپنا مشاہدہ صورت کو بناتی ہے تا ہر ایک صورت جمال و کمال سے مدد لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه خود اندر محل افتکار	نیست سنگ و چوب خشتی آشکار	گرچہ خود اندر مکان فکر کے	اینٹ و پتھر چوب نے ظاہر رکھے
فاعل مطلق یقین بیصورت است	صورت اندر دست او چون آلت است	فاعل مطلق ہے بیصورت ولے	ہاتھ مین صورت چون آلہ اسکی ہے
گہ گہ آن بیصورت از کتم عدم	مر صور را رو نماید از کرم	غیب کے پردہ سے بیصورت کبھی	منھ دکھاتی اپنا ہی صورت کو بھی
تا مدد گیرد ازو ہر صورتی	از جمال و از کمال و قدرتی	تا مدد ہر ایک صورت اس سے لے	بس جمال اور بس کمال و صفات سے
باز بیصورت چو پنہان کرد رو	آمدند از بہر کد در رنگ و بو	پھر جو بیصورت چھپائے اپنا رو	سوے محنت آئے سوے رنگ و بو
صورتی از صورت دیگر کمال	گر بجوید باشد آن عین ضلال	دوسری صورت سے اک صورت کمال	ڈھونڈھے گر بس ہووے وہ عین ضلال
جز نگر آن صورت کان میرزاد	یابت ارشاد کردش از وداد	لیک اُس صورت سوا کہ میر سے	پیدا ہوئی ہے واسطے ارشاد کے
پس چه عرضه میکنی اے بےہنر	احتیاج خود به محتاج دگر	کس لئے ظاہر کرے ای بےہنر	احتیاج اپنی بہ محتاج دگر
چون صور بندست بر یزدان مگو	ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو	قید صورت حق کی نسبت مت کہو	اور گمان صورت کا تشبیہ سے ندو
در تضرع جو و در افنای خویش	کز تفکر جز صور ناید بہ پیش	ڈھونڈھ اپنے اور فنا اپنی مین تو	جز صور نے پائے با فکر نکو
ور ز غیرت صورتت نبود فرہ	صورتی کان بی تو زاید در توبہ	غیر صورت گر نہ چارہ تجکو ہے	خوش وہ صورت تجھ مین آئے بے ترے
صورتی شہری کہ آنجا میروی	ذوق بیصورت کشیدت ای روی	شہر کی صورت کہ تو وان جائے ہے	ذوق بیصورت تجھے لیجائے ہے
پس بمعنی میروی تا لامکان	کہ خوشی غیر مکان ست و زمان	جائے ہے معنی مین تو تا لامکان	کہ خوشی ہے بے مکان اور بے زبان
صورت یاری کہ نزد او شوی	از برای مونس آن میروی	یار کی صورت کو جو جہتا ہے تو	انسیت کے واسطے جاتا ہی تو
پس بمعنی سوے بیصورت شدی	گرچه زان مقصود غافل آمدی	جائے ہو معنی مین بیصوت کی رو	گرچہ اُس مقصود سے غافل ہی تو
در حقیقت حق بود معبود کل	کز پے ذوق است سیران سبل	کل حقیقت مین خدا معبود ہے	کہ چلین وہ ذوق و لذت کیلئے
لیک وی خود سوی دم کردہ اند	گرچہ سر اصل است پی گم کردہ اند	پر کیا ہے بعض نے منھ سوے دم	گرچہ سر ہے اصل پہ کی راہ گم
لیک آن سر پیش این ضالان گم	مید ہد داد سرے از راہ دم	لیک وہ سر آگے ان گمراہ کے	داد سر کی دم کی رہ سے دے رہے

سطہ دوسری الخ ۶ شعر ایک صورت دوسری صورت سے اگر کمال ڈھونڈھے وہ عین گمراہی ہووے و لیکن اس صورت کے سوا کہ وہ امیر سے پیدا ہوئی ہے ارشاد کے واسطے کس واسطے ظاہر کرتا ہے اے بے ہنر اپنی احتیاج کو دوسرے محتاج سے حق کی نسبت صورت کی قید نہ رکھو اور گمان صورت کا تشبیہ سے مت دو تو خود زاری و فنا کو ڈھونڈھ بجز صورت کے نہ پائے فکر سے ماسوا صورت اگر تجکو چارہ نہیں ہے وہ صورت خوش تجھ مین آئے بے تیرے یعنی بجز انبیا و اولیا کے دوسری صورت سے مدد نہ چاہ کہ وہ ارشاد کو حق سے آئے ہین اور خدا کو قید صورت کی مت لگا اگر صورت کے ساتھ خدا کو چاہتا ہے تو صورت تشبیہ اور تنزیہ تجھے آئے وہ بہتر ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سطہ شہر کی صورت الخ ۷ شعر شہر کی صورت کہ تو وہان جاتا ہے ذوق بے صورتی کا تجھے لیجاتا ہے لامکان تک کہ وہ مکان و بے زمان ہے خوشی ہے یار کی صورت کہ جو تو چہتا ہے انسیت کیواسطے تو جاتا ہی تو معنی مین جاتا ہے بے صورت کی طرف اگرچہ اس مقصد سے تو غافل ہے حقیقت مین کل خدا معبود ہے کہ راہ چلتے ہین ذوق و لذت کے لئے و لیکن بعض نے منھ دم کی طرف کیا ہے اگرچہ سر اصل ہے و لیکن راہ گم کی ہے و لیکن وہ سر آگے ان گمراہ کے داد سر کی دیتا ہے دم کی راہ سے یعنی سب معنی ہین بے صورتی کی طرف واسطے ذوق کے مگر بعضے دم صورت کی طرف جاتے ہین اور حق اس کو جانتے ہین اور حق ان کو اس صورت سے نفع دیتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زسر میباید آن داد این دُم — قوم دیگر پا و سر کردند گم
سر سے وہ پاتے ہین یہ از راہ دُم — دوسری قوم اک سر و پا رکھے گم

چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند — از گم آمد سوے کل بشتافتند
جو ہوے گم جملہ جملہ پالیا — گم سے آئے کل کو حاصل کرلیا

این سخن پایان ندارد آن گروہ — صورتے دیدند با فر و شکوہ
بات یہ بیحد ہے بس اے نیک خو — اس گروہ نے دیکھی اک صورت نکو

دیدن آن سہ پسر شاہ در قصر قلعہ ذات الصور نقش روی دختر شاہ چین را و بیہوش شدن ہر سہ برادر و در فتنہ افتادن و تفحص کردن کہ این صورت کیست

دیکھنا اُن تینون پسر شاہ کا قلعہ پر تصویر کے قصر مین تصویر دختر شاہ چین کو اور بیہوش ہونا تینون بھائیون کا اور آفت مین پڑنا اور تلاش کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے

خوبتر زان دیدہ بودند آن فریق — لیک زین رفتند در بحر عمیق
اُس گروہ نے خوب تر دیکھا اُسے — لیک اس سے ڈوبی اندر بحر کے

زانکہ افیون شان ازین کاسہ رسید — کاسہا محسوس و افیون ناپدید
کہ انھین افیون ملے اس جام سے — جام محسوس اور نہین افیون دکھے

کرد کار خویش قلعہ ہوشربا — ہر سہ را انداخت در چاہ بلا
ہوشربا قلعہ نے کام اپنا کیا — ڈالا ان تینون کو با چاہ بلا

تیر غمزہ دوخت دل را بیگمان — الامان یا ذا الامان زین بے امان
تیر غمزہ مارا دل پر بیگمان — الامان صاحب امان اس بے امان

قرنہا را صورت سنگین بسوخت — آتشی در دین و دل شان بر فروخت
پھونکا عالم صورت سنگین نے — انکے دین و دل کو پھونکا آگ سے

چونکہ روحانی بود خود چون بود — فتنہ اش ہر لحظہ دیگرگون بود
جبکہ روحانی ہو خود کیا کچھ ہو وہ — فتنہ اسکا ہر دم اور ہی رنگ ہے

عشق صورت در دل شہزادگان — چون خلش میکرد مانند سنان
عشق صورت دلمین شہزادون کے بس — جو سنان کھٹکے تھا اے فریادرس

اشک می بارید ہر یک ہمچو میغ — دست می خائید و میگفت ای دریغ
اشک برسائے ہر اک نے ابر کے — ہاتھ چابے اور کہے افسوس ہے

اکنون دیدیم شہ زاغاز دید — چند ما سوگند داد آن بے ندید
ہمنے اب دیکھا و شہ نے قبل سے — دی قسم بس ہمکو اس بیمثل نے

سلہ قولہ سر سے وہ پاتے ہین الخ سر شعر وہ سر سے پاتے ہین اور یہ از راہ دم کے اور ایک دوسری قوم ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے پس جو جملہ گم ہوے جملہ پالیا اور گم سے آئے کُل کو حاصل کرلیا یہ بات بیحد ہے اے نیک خو کہ اُس گروہ نے ایک صورت نیک دیکھی یعنی ایک ایسی صورت کیطرف جاتی ہے اور ایک قوم اہل حیرت ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے وہ بالکل گم ہوئی کہ اُسنے کل کو حاصل کرلیا آگے شاہزادونکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گروہ نے الخ یہ شعر اس گروہ نے خوب تر سے دیکھا ولیکن اس سے بحر مین ڈوبے کہ انکو افیون اس جام سے ملی جام محسوس اور افیون انھین دکھتی تھی آگے رجوع بقصہ ہے قلعہ ہوشربا نے اپنا کام کیا کہ ان تینونکو چاہ بلا مین ڈالا تیر غمزہ دل پر مارا الامان صاحب امان اس بے امان صورت سنگین نے عالم کو پھونکا اور انکے دل و دین کو پھونکا اس سے آگے اسکے حقائق ہین جبکہ روحانی ہو خود وہ کیا کچھ ہو اسکا فتنہ ہر دم اور ہی رنگ ہو عشق صورت کا شہزادونکے دل مین مانند سنان کے کھٹکتا تھا یعنی صورت ظاہری ایک عالم کو لبھاتی ہے جبکہ روحانی ہو تو کیا کچھ اسکا ہر دم رنگ و ڈھنگ ہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اشک برسائے الخ یہ شعر ہر ایک اشک برسائے ابر کے مانند اور ہاتھ خالی دکھے افسوس ہے ہم نے اب دیکھا اور شاہ نے قبل سے اور ہمکو قسم دی اس بیمثل نے آگے حقائق ہین اسواسطے انبیا کا حق بہت ہے کہ انھونے خبر انجام سے دی جو تیرا ہونا ہے سو اخبار کرتے ہین جو تو اُڑتا ہے اس طرف نہ اُڑے تجھ سے تخم لیکر تا حاصل ملے اور تجھ سے پرے تا اس طرف اُڑے اسکا واجب ہونا تجھ پر کھلا بھی تو آخر کو کہے کہ وہ واجب ہوا تو وہ ہے لیکن تو یہ نہین ہے وہ تو ہی ہو ولیکن تن سے پرتر ہے یہ تو ہی ظاہر کر تو جانے تو ہی تو معنوی یعنی ہے اندر سے سو دی تنگ یعنی تو وہ ہی ہے ولیکن وہ تو نہین تجھ پر کھلی نہین ہے اور یہ تو ہی کہ تو جانتا ہے پس تو سودی ہیئت اندر ہے سو ہی کہ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

انبیا را حق بسیارست ازان | که خبر کردند آن پایان بمان
کانکه میکاری نه روید غیر خار | وین طرف پری بنیابی زو مطار
تخم از من بر که تا ریشه دهد | با پر من پر که تیر آن سو جهد
تو ندانی واجبے آن وهست | هم تو گوئی آخر آن واجب بدست
او تو هست اما نه این تو که تن است | آن توئی که بر تراز او من آنست
این توئی ظاهر که پنداری توئی | هست اندر سجود در بے سوئی
بر صدف لرزان چرائی ای گهر | توئی خود را نی ازان میدان شکر
توئی بیگانه است با تو این توئی | توئی خود را باب بگذار از دوئی
توئی آخر سوئے توئی اولت | آمده است از پهر تنبیه وصلت
توئی تو در دیگرے آمد دفین | من غلام مرد خود بین چنین
آنچه اندر آئینه بیند جوان | پیر اندر خشت بیند پیش ازان
زامر شاه خویش بیرون آمدیم | با عنایات پدر یاغی شدیم
سهل دانستیم قول شاه را | وان عنایتهاے بے اشباه را
تک در افتادیم در خندق همه | خسته و کشته بلاے ملحمه
تکیه بر عقل و خود و فرهنگ خویش | بود مان تا این بلا آمد بپیش
بے مرض دیدیم خود را بے زرق | آنچنان که خویش را بیمار دق
علت پنهان کنون شد آشکار | بعد ازان که بند گشتیم و شکار
سایهٔ رهبر به است از ذکر حق | یک قناعت به ز صد لوت و طبق

انبیا کا حق بہت ہے اس لئے | کہ انھون نے دی خبر انجام سے
جو تو بوتا ہے اُگے نہ غیر خار | نے اُڑے اس سمت جو اُڑتا ہے یار
تخم لے مجھ سے کہ تا حاصل ملے | پر لے مجھ سے تیر تا اس سمت اُڑے
اسکا واجب ہونا نے تجھپر کھلا | بھی تو آخر کہوے وہ واجب ہوا
وہ ہے تو لیکن نہ یہ تو جسم سے | وہ توئی ہین تو سے برتر ہے وے
یہ توئی ظاہر کہ جانے تو توئی | ہے سوئی ہین تو ہی اندر بے سوئی
کیون صدف سے ڈرتا ہے تو اے گہر[1] | سے نہین تو جان تو ہے نیشکر
توئی بیگانہ ہے تجھ مین یہ توئی | توئی خود کو پا و چھوڑ اب تو دوئی
توئی آخر کی بس اول توئی کے | آئی ہے تنبیہ کرنے کے لئے
توئی تیری دوسرے مین ہے تمام | مین ہون ایسے مرد خود بین کا غلام
آئینہ مین دیکھتا ہے جو جوان | خشت مین وہ پیر دیکھے بس عیان
حکم شہ سے اپنے ہم باہر ہوئے[2] | باپ کے ہم لطف سے باغی بنے
سہل جانا ہم نے قول شاہ کو | اور عنایتہاے اُس درگاہ کو
جملہ ہم خندق کے اندر آ گرے | اور بلا سے کشتہ اور خستہ ہوئے
تھا بھروسا اپنی عقل و راے پے | تا ہم اس آفت بلا مین بس پڑے
بے مرض کے ہمنے دیکھا خود کو خوار | جس طرح بیمار دق ہوتا ہے زار
ہوئی بیماری نہان اب آشکار | بعد اسکے کہ ہوئے ہین ہم شکار
ذکر حق سے صحبت مرشد ہے خوب[3] | اک قناعت سو غذا کھانے سے خوب

سلہ کیون آلخ ۵ شعر تو کیون صدف سے ڈرتا ہے اے گوہر تو سے نہین ہے جان تو نیشکر ہے تو نے بیگانہ ہے اور تجھمین یہ توئی ہے توئی خود کو یا و چھوڑ اب تو دوئی کہ آخر کی توئی اول کی توئی کی تنبیہ کرنے کے واسطے آتی ہے توئی تیری دوسری مین ہے تمام مین ایسے مرد خود بین کا غلام ہون آگے اس کے حقائق ہین جو جوان آئینہ مین دیکھتا ہے پیر وہ خشت مین عیان دیکھتا ہے یعنی تو بیگانہ ہے یہ توئی تجھمین موجود ہے پس تو اپنی توئی کو پا اور دوئی کو چھوڑ آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ حکم شہ سے آلخ ۶ شعر ہم اپنے شاہ کے حکم سے باہر ہوئے اور باپ کے لطف سے ہم باغی بنے ہمنے قول شاہ کو سہل جانا اور عنایتہاے اس درگاہ کو اب ہم جملہ خندق مین گرے اور بلا سے کشتہ و خستہ ہوئے اپنی عقل و راے پر بھروسا تھا تاکہ ہم اس آفت و بلا مین پڑے ہین بے مرض کے ہمنے خود کو خوار دیکھا جس طرح بیمار دق زار ہوتا ہے اب بیماری پوشیدہ آشکار ہوئی ہے بعد اس کے کہ ہم شکار ہوئے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ذکر حق سے آلخ ۷ شعر ذکر حق سے صحبت مرشد کی خوب ہے اور ایک قناعت سو غذا کھانے سے خوب ہے یہ کتاب قناعت بن تو نے پڑھا ہوا ہے حسن ذکر حق و ذکر بو الحسن کو سو عصا سے چشم بینا خوب ہے کہ چشم پہچانتی ہے گوہر کو سنگ سے یعنی صحبت مرشد ذکر حق سے خوب ہے جیسے ایک قناعت سو غذا کھانے سے بہتر ہے کیونکہ صحبت مرشد سے نفس شکنی ہوتی ہے برخلاف ذکر کے کہ ذکر بے ذکر نفس کو شکستہ نہین کرتا ہے جیسے قناعت نفس کو اصلاح دیتی ہے خلاف غذا کے کہ قوت نفس کو دیتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس وہ مدام تلاش کرنے لگے ایسی صورت کہ عالم مین عجب تھی پس بہت تلاش کے بعد اس جگہ راز کھولا ایک آگاہ نے گوشہ سے نہین بلکہ وحی ہوش سے کہ راز اسکے روبروے سر پوش کے تھا کہا کہ یون کو یہ صورت رشک دے کہ تصویر دختر شاہ چین کی ہے بائی آگے ہے فافہم ۱۲

در قناعت خوانده باشی ای حسن — ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن

چشم بینا بهتر از سه صد عطا — چشم بشناسد گهر را از حصا

در تفحص آمدند اندر زمان — صورتی کو بود عجب اندر زمان

بعد بسیاری تفحص در مسیر — کشف کرد آن راز را شیخ بصیر

نز طریق گوش بل از وحی هوش — رازها بد پیش اُو بی روی پوش

گفت نقش رشک پروینست این — صورت شهزادی چینست این

دختری دارد شه چین بیمثال — در بها و در جمال و در کمال

همچو جان و چون پری پنهانست او — در بکتم پردهٔ ایوان است او

سوی او نی مرد ره دارد نه زن — شاه پنهان کرد او را از فتن

غیرتی دارد ملک بر نام او — که نه پرّد مرغ هم بر بام او

وای آن دل کش چنین سودا فتاد — هیچکس را این چنین سودا مباد

این سزای آنکه تخم جهل کاشت — وان نصیحت را کساد و سهل داشت

اعتمادی کرد بر تدبیر خویش — که برم من کار خود با عقل پیش

نیم ذره زان عنایت به بود — که ز تدبیر خرد پانصد رسد

ترک مکر خویشتن گیر ای امیر — پا بکش پیش عنایت خوش بمیر

این بقدر حیله معدود نیست — زین حیل تا تو نمیری سود نیست

تا نمیری سود کے خواهی ربود — رو بمیر و بهره بردار از وجود

یہ قناعت میں پڑھا ہو ای حسن — ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن

سو عطا سے چشم بینا خوب ہے — چشم پہچانے گہر کو سنگ سے

بس لگے تالاش کرنے اسگھڑی — ایسی صورت کہ عجب عالم میں تھی

بس بہت تالاش کے بعد اس جگہہ — راز کھولا یعنی اک آگاہ نے

گوش سے نے بلکہ وحی ہوش سے — راز پیش اُس کے تھا بے سر پوش کے

بولا پریون کو یہ صورت رشک دے — دختر شہ چین کی یہ تصویر ہے

دختر اک[1] رکھتا ہی شہ چین بیمثال — بے بہا اندر جمال اندر کمال

مثل جان و جون پری نہان ہی وہ — محل میں پردہ نشین ہی وہ نکو

نے زن و مرد اسکی جانب جا سکے — شاہ فتنہ سے نہان رکھے اُسے

شاہ غیرت رکھے اُسکے نام پر — مرغ بھی اُسکے اُڑے نے بام پر

وای وہ دل سودا رکھے اُسکا جو — ایسا سودا نے کسیکو ہو جیو

یہ سزا اُسکی جو رکھتا جہل ہے — اور نصیحت کو وہ جانے سہل ہے

اعتماد[2] اپنی رکھے تدبیر پے — کہ کرون میں کام اپنی عقل سے

ذرہ بھر اس کی عنایت خوب ہے — کہ کرے تدبیر صد ہا عقل سے

مکر و حیلہ اپنا تو اب چھوڑ دے — اُس عنایت کے تو مر اب سامنے

یہ عنایت لائق حیلہ نہ اب — نے مرے حیلہ سے جبتک نفع کب

نے مرے جبتک نہ نفع ہو تجھے — جا تو مر او رنفع لے تو جسم سے

حکایت صدر جہان در بخارا و کرم او و آنکہ اگر کسی بزبان ازو سوال کردی ہیچ ندادی

حکایت صدر جہان بخاری کی کہ جو سائل زبان سے مانگتا صدقہ عام اُسکے سے محروم ہوتا

[1] دختر اک الخ ۶ شعر شاہ چین اک دختر رکھتا ہے بے مثال اور بے بہا ہے جمال و کمال میں مثل جان و پری کے وہ پوشیدہ ہے اور محل میں وہ پردہ نشین ہے نہ زن و مرد اُس کی جانب جاسکے شاہ اس کو فتنہ سے پوشیدہ رکھے اور مرغ بھی اُس کے بام پر نہ اُڑے وائے وہ دل کہ اُس کا سودا رکھے ایسا سودا کسی کو نہ ہو جیو آگے حقائق ہیں یہ اُس کی سزا ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اعتماد الخ ۵ شعر اپنی تدبیر پر اعتماد رکھتا ہے کہ میں کام اپنی عقل سے کرون اس کی عنایت ذرہ بھر خوب ہے کہ صد ہا تدبیر کرے عقل سے اب تو اپنا مکر و حیلہ چھوڑ دے اور اس قناعت کے روبرو مر عنایت اب لائق حیلہ کے نہیں ہے جب تک حیلہ سے نہ مرے نفع کب ہے جب تک نہ مرے تجھے نفع نہ ہوگا تو مر اور نفع لے جسم سے یعنی افسوس ہی اُس دل پر کہ وہ اس صورت کا سودا رکھے پس سزا اس کی ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے بس تو مکر و حیلہ چھوڑ اور آگے یار کے مر کہ وہ عنایت تجھپر کرے کہ بغیر عنایت کے نفع نہیں ملتا ہے آگے صدر جہان کا قصہ مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

در بخارا خوی آن صدر اجل — بود با خواہندگان حسن عمل
داد بسیار و عطاے بیشمار — تا بشب بودی زجودش زر نثار
زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بود — تا وجودش بود می افشاند جود
ہمچو خورشید و چو ماہ پاکباز — انچہ گیرند از ضیا بدہند باز
خاک را زر بخش کہ بود آفتاب — زر از و در کان و گنج اندر خراب
ہر صباحے فرقہ را راتبہ — تا نماند اُمتے زو خائبہ
مبتلاں را بدے روزے عطا — روز دیگر بیوگان را آن سخا
روز دیگر بر علویان مقل — با فقیہان روز دیگر مشتغل
روز دیگر بر تہیدستان عام — روز دیگر بر گرفتاران دام
روز دیگر با یتیمان صغیر — روز دیگر بر ضعیفان اسیر
روز دیگر بہر ابناء السبیل — روز دیگر مر مراتب را کفیل
شرط آن بد کہ کسی رو با زبان — زو نخواہد ہیچ و نگشاید دہان
لیک خامش بر حوالی رہش — ایستادہ مفلسان دیوار وش
ہر کہ کردی ناگہان سہوًا سوال — زو نہ بردی زین گنہ یک حبہ مال
من صمت منکم نجا بد آیہ اش — بر ہمہ اہل بخارا سایہ اش
بر خموشی داشت عشق تا سہ اش — خامشان را بود کیسہ و کاسہ اش
نادرا روزے یکے پیرے بگفت — دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت

تھی[۱] بخارا مین جو صدر جہان اجل — ساتھ خواہندون کے بس حسن عمل
اُس کی بخشش اور عطا تھی بیشمار — رات تک زر اسکی بخشش سے نثار
زر کو کاغذ مین لپیٹا اُس نے تھا — بخششین کرتا رہا جب تک جیا
مثل مہر و مہ وہ رکھتا کچھ نہ تھا — جو ضیا سے لیتا پھر کرتا عطا
خاک کو زر کون بخشے آفتاب — کان مین زر دے وگنج اندر خراب
ہر سحر روزینہ اُس سے قوم کو — نا اُمید اس سے نہ اُمت تا کہ ہو
ایک[۲] دن تھی مبتلاؤن پر عطا — دوسرے دن اسکی بیوون پر سخا
دوسرے دن تھا فقیرون پر کرم — دوسرے دن تھا فقیہون پر کرم
دوسرے دن مفلسان عام پر — دوسرے دن قیدیان دام پر
دوسرے دن با یتیمان صغیر — دوسرے دن با ضعیفان اسیر
دوسرے دن راہگیرون کیلئے — دوسرے دن بس غلامونکے لئے
شرط وہ تھی کہ زبان سے نہ کوئی — اس سے نہ مانگے نہووے ملتجی
لیک خامش گرد اسکی راہ کے — مفلسان دیوار کی صورت کھڑے
گر دے ناگہ کوئی بھولے سے سوال — اس گنہ سے پائے اک حبہ نہ مال
اسکا[۳] من صمت منکم نجا — اسکا ظل اہل بخارا پر سدا
وہ کوئی کہ چپ رہے تمہین سے نجات پاوے ۱۲
عشق خاموشی پہ بس رکھتا تھا وہ — دیتا جام و کیسہ وہ خاموش کو
نادرا اک پیر نے اکدن کہا — دے زکوٰۃ اب بھوک مین ہون مبتلا

[۱] تھی بخارا مین الخ ۶ شعر بخارا مین جو صدر جہان کی تھی چاہنے والون کے ساتھ حسن عمل کے اسکی بخشش و عطا بیشمار تھی رات تک اسکی بخشش سے زر نثار تھا اسی زر کو کاغذ مین لپیٹا تھا بخشش کرتا تھا جب تک جیا آگے اس کی مثال ہے وہ مثل مہر و ماہ کچھ نہین کرتا تھا جو ضیا لیتا پھر عطا کرتا خاک کو کون زر بخشے آفتاب کہ زر کان مین دے اور گنج خراب مین ہر ایک سحر اُس سے روزینہ قوم کو ملتا کہ تا نا امید اس سے امت نہ ہو یعنی اس حکایت مین صدر جہان سے مراد جناب رسول مقبول صلعم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] ایک دن الخ ۸ شعر ایک دن تھی مبتلاؤن پر عطا اور دوسرے دن اسکی بیوون پر بھی عطا دوسرے دن فقیرون پر کرم تھا دوسرے دن فقیہون پر کرم تھا دوسرے دن مفلسان عام پر دوسرے دن قیدیان دام پر دوسرے دن یتیمان صغیر پر دوسرے دن ضعیفان اسیر پر دوسرے دن راہگیرون کے واسطے دوسرے دن غلامون کے واسطے شرط وہ تھی کہ نہ کوئی زبان سے اس سے مانگے اور نہ ملتجی ہووے ولیکن خاموش اس کے گرد راہ کے مفلسان دیوار کی صورت کھڑے ہین اگر کوئی ناگاہ بھولے سے سوال کردے تو اس گناہ سے ایک حبہ مال نہ پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] اسکا من الخ ۸ شعر اسکا من ترجمہ دجو کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پائے اور اسکا ظل اہل بخارا پر ہمیشہ رہے وہ عشق خاموشی پر رکھتا تھا اور جام و کیسہ خاموش کو دیتا تھا ایک دن ایک پیر نے نادرًا کہا زکوٰۃ اب دے کہ بھوک مین مبتلا ہون پیر کو روکا اور پیر کے حد کے خلق حد سے حیران ہو گئی کہا کہ بس اے پیر بے شرم ہے پیر نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے کہ یہ جہان کھایا و طمع سے چاہتا ہے کہ وہ جہان اس جہان کی جمع سے لے وہ ہنس پڑا اور اس پیر کو زر دیا پیر تنہا لیگیا اس فقد کو پس سوا پیر کے کوئی نہ گیا نیم حبہ اس سے زر نہ لے سکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

منع کرد از پیر و پیرش حد گرفت / ماند خلق از جد پیر اندر شگفت
گفت بس بی شرم پیری ای پدر / پیر گفت از من توئی بی شرم تر
کاین جهان خوردی و میخواهی بطمع / کان جهان با این جهان گیری بجمع
خنده اش آمد مال داد آن پیر را / پیر تنها برد آن توفیر را
غیر این پیر ایچ خواهنده از او / نیم حبه زر ندید و یک تسو
نوبت روز دفقیهان ناگهان / یک فقیه از حرص آمد در فغان
کرد زاریها بسی چاره نبود / گفت هر نوعی نبودش هیچ سود
روز دیگر بار کو پیچیده پا / پا کش اندر صف قوم مبتلا
تختها بر ساق بست از چپ و راست / تا بر آن شه گمان کاشکسته پاست
دیدش و بشناختش چیزی نداد / روز دیگر رو بپوشید از لباد
تا گمان آید که نابیناست او / در میان اعمیان برخاست او
پس بدید ستش ندادش هیچ چیز / از گناه و جرم گفتن آن عزیز
چونکه عاجز شد ز صد گونه مکید / چون زنان او چادری بر سر کشید
در میان بیوگان رفت و نشست / سر فرو افگند و پنهان کرد دست
هم شناسید و نداش صدقهٔ / در دلش آمد ز حرمان حرقهٔ
رفت او پیش کفن خواهی پگاه / که به پیچم در نمد نه پیش راه
هیچ مگشا لب نشین و می نگر / تا کند صدر جهان اینجا گذر
بو که بیند مرده پندارد بظن / زر دراندازد پی وجه کفن

پیر کو روکا وجد کے پیر نے / خلق ہوئی حیران جد سے پیر کے
بولا بس بے شرم ہے پیری پدر / پیر بولا مجھ سے تو بے شرم تر
یہ جہان کھایا وہ چاہے طمع سے / وہ جہان اے اس جہان کی جمع سے
ہنس پڑا اور زر دیا اس پیر کو / پیر تنہا لے گیا بس نقد کو
بس سوا اُس پیر کے کوئی گدا / نیم حبہ زر نہ اُس سے لے سکا
دن[۵۱] فقیہون کی جو باری کا ہوا / اک فقیہ نے حرص سے کی التجا
کی بہت زاری نہیں کچھ بن پڑا / بولا ہو وے نے کسی نوع فائدا
دوسرے دن پامین پٹی باندھکر / قوم بیمارون مین بیٹھا وہ بشر
دائین بائین تختے باندھے پاؤن پہ / تا کہ شہ جانے کہ ٹوٹا پاؤن ہے
دیکھا پہچانا اُسے نے کچھ دیا / دوسرے دن منھ پہ نمدے کو رکھا
تا گمان[۵۲] آئے کہ نابینا ہے وہ / در میان اندھون کے رکھا آپکو
بس اُسے دیکھا نہ کچھ اسکو دیا / اُس گنہ سے کہ سوال اُسنے کیا
سو کئے مکر اُسنے جب عاجز ہوا / اوڑھی چادر جون زنان با حیا
بیٹھا بیوؤن کے وہ جاکر درمیان / سر جھکایا رکھے ہاتھ اپنے نہان
بھی اُسے پہچانا صدقہ نے دیا / اسکا مایوسی سے از بس دل جلا
بس کفن والیکے پاس آیا وہ خود / رہ پہ رکھ مجکو لپیٹے اندر نمد
کچھ نہ منہ سے کہنا اور رکھنا نظر / تا کرے صدر جہان اس جا گذر
ہے[۵۳] توقع کہ وہ مردہ جان کے / زر رکھے از بس کفن کیواسطے

۵۱ فقیہون کے الخ ۵ شعر جو فقیہون کی باری کا دن ہوا ایک فقیہ نے عرض التجا کی بہت زاری کی کچھ نہیں بن پڑا کہا کہ کسی نوع فائدہ نہ ہوئے دوسرے پاؤن مین پٹی باندھکر بیمارون کے گروہ مین بیٹھا پاؤن پر دائین بائین تختے باندھے تاکہ شاہ جانے کہ پاؤن ٹوٹا ہے دیکھا پہچانا اور اُسے کچھ نہیں دیا دوسرے دن نمدے کو منھ پر رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تا گمان الخ ۷ شعر تا گمان آئے کہ وہ نابینا ہے درمیان اندھون کے خود کو رکھا پس اسکو دیکھا اور کچھ اس کو نہ دیا اس گناہ کے سبب سے کہ اس نے سوال کیا تھا اس نے مکر کئے اور جب عاجز ہوا چادر اوڑھی مانند زنان باحیا کے وہ درمیان بیوؤن کے جاکر بیٹھا سر جھکایا اور اپنے ہاتھ پوشیدہ رکھے بھی اس کو پہچانا اور صدقہ نہ دیا کہ اسکا مایوسی سے دل جلا پس وہ کفن والے کے پاس خود آیا کہ نمدے مین لپیٹ کر مجکو راہ پر رکھ منہ سے کچھ نہ کہنا اور نظر نہ رکھنا تاکہ صدر جہان اس جا گذر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہے توقع الخ ۸ شعر امید ہے کہ وہ مردہ جانکر از بس زر رکھے کفن کے واسطے جو کچھ ملے مین تمکو آدھا دون اُن گدا یون نے ایسا ہی کیا اس کو نمدے مین لپیٹا اور رکھا راہ پر صدر جہان کے ظاہراً جو کہ نمدے پر زر تھوڑا رکھا جلدی سے اپنا ہاتھ باہر رکھا تاکہ کفن والا وہ صلہ نہ لیوے اور تا وہ مکار چھپا نہ رکھے مردے کفن سے ہاتھ باہر کرکے ہاتھ کی خاطر اپنا سر نکالا اور صدر جہان سے کہا کیسے لیا کہ اے تونے دروازہ بخشش کا مجھ پر بند کیا صدر جہان نے کہا کہ اے بے حیا جب تک تو نہ مرا فائدہ تجھ کو مجھ سے نہ ملا آگے اس کے حقائق ہین ۱۲

هر چه بد هدیم آن بدهم به تو — همچنان کرد آن فقیر گدیه جو
در نمد پیچید و در راهش نهاد — معبر صدر جهان آنجا فتاد
چند زر انداخت بر روی نمد — دست بیرون کرد از تعجیل خود
تا نگیرد آن کفن خواه آن صله — تا نهان نکند از و آن ده وله
مرد از زیر کفن بر کرد دست — سر برون کرد از پی دست آوریست
گفت با صدر جهان چون بستدم — ای ببسته بر من ابواب کرم
گفت لیکن تا نمردی ای عنود — از جناب من نبردی هیچ سود
سر موتوا قبل موتوا این بود — کز پس مردن غنیمت ها رسد
غیر مردن هیچ فرهنگ دگر — در نگیرد با خدا ای حیله گر
یک عنایت به ز صد گون اجتهاد — جهد را خوف است از صد گون فساد
وان عنایت هست موقوف ممات — تجربه کردند این ره را ثقات
بلکه مرگش بی عنایت نیز نیست — بی عنایت هان و هان جایی مایست
آن زمرد باشد این افعی پیر — بی زمرد کی شود افعی ضریر

جو ملے آدھا مین دون تمکو بھلا — ایسے ہی اب اُن گدا یون نے کیا
اُسکو نمدے مین لپیٹا اور رکھا — راہ پر صدر جہان کے برملا
چند زر نمدے کے اوپر جو رکھا — ہاتھ جلدی باہر بس اپنا کیا
تا کفن والا نہ لیوے وہ صلہ — تا نہ وہ مختار رکھ لیوے چھپا
مردنے باہر کفن سے ہاتھ کر — ہاتھ کی خاطر نکالا اپنا سر
بولا با صدر جہان کیسے لیا — بند در بخشش کا اے مجھ پر کیا
بولا جبتک نے مرا تو بیحیا — فائدہ تجکو نہین مجھ سے ملا
بھید[1] موتوا قبل موتوا کا یہ ہے — کہ غنیمت پائی ہے بس مرگ سے
بس سوا مرنے کے دانش دوسری — نے ملاقی ہے خدا سے اے غبی
اک عنایت خوب ہے سو جہد سے — جہد کو سو آفتون کا خوف ہے
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے — تجربہ اس کا کیا عشاق نے
بلکہ مرنا بے عنایت بھی نہین — بے عنایت کے نہ ٹھہر ہرگز کہین
وہ زمرد ہووے یہ افعی پیر — بے زمرد کب ہووے یہ افعی ضریر

حکایت امرد و کوسه در خانقاه با لوطی و تدبیر امرد

حکایت امرد و کوسہ کی خانقاہ مین ساتھ لوطی کے اور تدبیر امرد کی

امردی و کوسهٔ در انجمن — آمدند و مجمعی بد در وطن
مشتغل ماندند قوم منتجب — روز رفت و شد زمان ثلث شب
زان عرب خانه نرفتن آن دو کس — هم بخفتند آن شب از بیم عسس
کوسه را بد بر زنخدان چار مو — لیک همچون ماه بدرش بود رو

امرد[2] اک اور کوسہ اندر بزم کے — خانقہ مین آئے جمع مرد تھے
قوم وہ مشغول تھی اندر خوشی — دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی
وہ نہ اس خانہ مجرد سے گئے — خوف شحنہ سے وہ دونون سو رہے
تھوڑی پر کوسہ کے تھے بس چار بال — لیک منھ اسکا تھا روشن جون ہلال

ل۱ بھید آلخ ۲ شعر راز موتوا قبل ان تموتوا کا یہ ہے کہ مرگ سے غنیمت پاتا ہے بس سوا مرنے کے دوسری دانش خدا سے نہین ملتی ہے ایک عنایت سو کوشش سے بہتر ہے کہ جہد کو سو آفتون کا خوف ہے بس وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے کہ عشاق نے اس کا تجربہ کیا ہے بلکہ مرنا بغیر عنایت کے بھی نہین ہے پس بے عنایت کے ہرگز کہین نہ ٹھہر وہ مرگ زمرد ہی اور یہ نفس مار بوڑھا ہی کہ بغیر زمرد کے مار اندھا نہین ہوتا ہے یعنی مرنے سے غنیمت حاصل ہوتی ہے پس پہلے مرنے سے خود کو فنا کر کہ مقصد جلد حاصل ہو کہ بغیر فنا ہونے کے یار نہین ملتا ہے اور یہ سب موقوف ہے عنایت پر کہ کام بے عنایت کے نہین ہے آگے اس کی مثال مین حکایت امرد و کوسہ کی فرماتے ہین فافہم ۱۲ ل۲ امرد آلخ ۵ شعر ایک امرد اور ایک کوسہ محفل مین اندر خانقاہ کے آئے کہ مرد جمع تھے وہ قوم مشغول تھی اندر خوشی کے دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی وہ اس خانہ خالی سے نہ گئے بسبب خوف شحنہ کے اور وہ دونون سو رہے کوسہ کی تھوڑی پر چار بال تھے ولیکن اسکا منھ روشن تھا مانند ہلال کے طفل امرد کی صورت زشت تھی کہ اپنے پیچھے وہ رکھتا تھا ایک خشت کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کودکی امرد بصورت بود زشت
طوطی دب برد شب از مکر ہے
دست بر کودک زد و از جا بجست
گفت این سی خشت چون بردشتی
گفت ای فی النار خرس مردہ ریگ
کودکی بیمارم و از ضعف خود
گفت داری گر ز رنجوری تقی
یا بخانہ یک طبیبی مشفقے
گفت آخر من کجا یارم شدن
چون تو زندیقی پلیدی ملحدی
خانقاہے کو بود بہتر مکان
رو بمن آرند مشتی خمر خوار
وانکہ ناموسیست خود را زیر زیر
یا رمز ناموس را غیر نظر
خانقہ چون این بود بازار عام
خر کجا ناموس و تقوی از کجا
عقل باشد ایمنی و عقل جو
ور گریزم من روم سوی زنان
یوسف از زن یافت زندان و فشار

ہم نہاد اندر پس خود بیست خشت
خشتہا را نقل کرد آن مشتہی
گفت ہی تو کیستی ای سگ پرست
گفت تو سی خشت چون انباشتی
ابلہی بی خاصیت مانند ریگ
کردم اینجا احتیاط و منتقد
چون نہ رفتی جانب دار الشفا
کو گشادی از سقامت مغلقے
کہ بہر جامی روم من ممتحن
می برآرد سر بہ پیشم چون ودی
من ندیدم یکزمان در وی امان
چشمہا بر نطفہ کف خایہ فشار
غمزہ و زد و مید ہد مالش بکیر
نیست لیکن زین نظر دین پر خطر
چون بود خر گلہ و دیوان خام
خر چہ داند خشیت خوف و رجا
بر زن و بر مرد اما عقل کو
ہمچو یوسف افتم اندر افتتان
من شوم تو زیع بر پنجاہ دار

طفل امرد کی تھی صورت بسکہ زشت
قصد اک لوطی نے جب شب مین کیا[۵۱]
ہاتھ ڈالا اُس سے چونکا طفل وہ
بولا کیون یہ تیس اینٹین لین اُٹھا
بولا اے فی النار خرس ای بیحیا[۵۱]
طفل ہون بیمار اپنے ضعف سے
بولا گر رکھتا ہے بیماری گیا
یا طبیب مہربان کی گھر کی سو
بولا آخر تاب کیونکر لاؤن مین[۵۲]
تجھ سا ملحد اور زندیق و پلید
خانقہ کہ وہ ہے بہتر اک مکان
مجھ سے رغبت رکھین تھوڑے بادہ خوار
جو کہ ہے ناموس اسکو زیر زیر
یار با ناموس کو غیر نظر[۵۳]
خانقہ جب ایسی ہو بازار عام
خر کہان ناموس اور تقوی کہان
عقل ڈھونڈھے عقل کو اور امن کو
بھاگون گر جاؤن زنونکی سمت مین
زن سے یوسف قید و آفت مین پڑا

اور رکھے تھا اپنے پیچھے بیس خشت
خشت اسکی پشت سے سب لین اُٹھا
بولا ہین تو کون ہے اے زشت خو
بولا تیس اینٹون کو تونے کیون رکھا
احمق و بے خاصیت اک ریگ سا
احتیاط اس جا کرے اپنے لئے
کیون نہیں تو جانب دار الشفا
کہ وہ کرتا دفع تیرے رنج کو
کہ ہر اک جا آزمایا جاؤن مین
جون درندہ بس کرے جور شدید
دیکھی اکدم مین نہ اسمین نے امان
چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار
غمزہ کر دیتا ہے مالش بکیر
نے ہے پر دین اس نظر سے پر خطر
کیسا ہو جز گلہ دیوان خام
جانے کیا جز خوف و امید جہان
مرد و زن پر ہے کہان اب عقل وہ
مثل یوسف آؤن مین آفات مین
ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن مین اندر بلا

۵۱ قصد اک الخ ۷ شعر ایک لوطی نے جو شب مین قصد کیا سب خشتین اُسکی پشت سے اُٹھالین جو اُسپر ہاتھ ڈالا وہ طفل چونکا کہا کہ ہین تو کون ہے ای زشت خو کہا کہ یہ تیس اینٹین کیون اٹھالین کہا کہ تیس اینٹون کو تونے کیون رکھا کہا کہ اے خرس فی النار و ای بیحیا و ای احمق و بے خاصیت ایک ایک کے مانند مین ایک طفل بیمار ہون اپنے ضعف سے اس جا احتیاط کرے اپنے واسطے کہا کہ اگر بیماری رکھتا ہے تو کیون نہین گیا جانب دار الشفا کے یا طبیب مہربان کے گھر کی طرف کہ وہ میرے رنج کو دفع کرتا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۲ بولا الخ ۵ شعر کہا مین آخر یار کسکا ہوؤن کہ ہر ایک جا آزمایا جاؤن مین تجھ سا ملحد و زندیق و پلید مانند درندون کے کرتا ہے ظلم بڑا خانقاہ کہ وہ ایک بہتر مکان ہے مین نے ایکدم اسمین امن نہین دیکھی مجھ سے رغبت تھوڑے بادہ خوار رکھتے ہین کہ چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار رکھتے ہین جو کہ اس کی ناموس ہے زیر زیر غمزہ کرتا ہے اور کیر کو مالش دیتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ یار با ناموس کو الخ ۶ شعر یار با ناموس کو سوا نظر کے نہین ہے ولیکن پر دین اس نظر سے پر خطر ہے جب کہ خانقاہ ایسی بازار عام ہو تو جز گلہ دیوان خام کا کیسا ہوگا خر کہان اور ناموس و تقوی کہان جانے کیا جز خوف و امید جہان کی عقل ڈھونڈھے عدل کو اور امن کو مرد و زن پر اب وہ عقل کہان ہے یعنی اہل اللہ کو سوا دید نظر کے نہین ہے ولیکن اس نظر سے دین پر خطر ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے اگر بھاگون اور زنون کی سمت مین جاؤن یوسف کے مانند آفتون مین آؤن زن سے یوسف قید و آفت مین پڑا مین ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن بلا مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن زنان از جاہلی بر من تنند
او بپاشان قصد جان من کنند
جاہلی سے عورتین مجھپر گرین[1]
اور شوہر اُن کے میری جان لین

نے ز مردان چارہ دارم نے ز نان
چون کنم چون نے از نیم نے از ان
مرد سے نے زن سے ہین چارہ رکھون
کیا کرون ہین نسے ہون نے اُنسے ہون

بعد از ان کودک بکوسہ بنگریست
گفت او با این دو مو از غم بریست
بعدہ کودک نے دیکھا کوسہ کو
بولا اس دو مو سے چھوٹا غم سے تو

فارغست از خشت و از بیگار خشت
ورنہ چو تو بادر فروش و کنگ و زشت
خشت سے تو چھوٹا اور بیگار خشت
تجھسا بیغیرت و بےشرم اور زشت

بر زنخدان چار مو بہر نمون
بہتر از سی خشت پیرامون کون
چار مو رو پر بنانے کے لئے
خوب ہین تیس اینٹ گرد کون سے

ذرہ سایہ عنایت بہتر است
از ہزاران کوشش طاعت پرست
ذرہ سایہ عنایت خوب ہے
سیکڑون کوشش سے اور طاعات سے

زانکہ شیطان خشت طاعت برکند
گر دو صد خشتست بود ابتر کند
کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے
گر ہون دو سو اینٹ خود ابتر کرے

با عنایت او ندارد زہرہ
تا بسازد خویشتن را بہرہ
وہ عنایت کی نہین طاقت رکھے[2]
بہرہ مند اپنے کو تا کہ وہ کرے

خشت اگر بسیار بنہادہ توئست
آن دو سہ مو از عطاے آن سوست
گر بہت اینٹین رکھین آپ نے ہین
بال وہ دو تین جو حق سے ہین

در حقیقت ہر یکی مو زان
خرد منگر ہمچو کوہی وان کلان
گو حقیقت مین وہ ہر اک بال ہے
چھوٹا مت گن ہر وہ مثل کوہ کے

کان امان نامہ و صلہ شاہنشہی ست
خلعت خانی قطب آگہی ست
کہ امان نامہ صلہ ہے شاہ سے
خلعت خانی ہے قطب آگاہ سے

تو اگر صد قفل بنہی بر دری
بر کند آن جملہ را خیرہ سری
قفل دروازے پے گر تو سو رکھے
سکو دم مین بیحیا وہ توڑدے

شحنۂ از موم گر مہرے کند
پہلوانان را از ان دل بشکند
مہر کردے کوتوال اک موم سے
اس سے دل سب پہلوانونکا ڈرے

آن دو سہ تار عنایت ہمچو کوہ
سد شدہ چون فر سیما در وجوہ
چند وہ تار عنایت مثل کوہ
سد ہوا جون فر سیما در وجوہ

خشت را بگذار ای نیکو سرشت
لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
اینٹ کو تو توڑ دے اے نیکپے
لیک ایمن تو نہ ہو اس دیو سے

رو دو تا مو زان کرم در دست آر
وانگہان ایمن بخسپ و غم مدار
جا کے وہ دو تار بس حاصل تو کر[3]
اس دم ایمن سو نکر غم اے پسر

نوم عالم از عبادت بہ بود
آن چنان علمیکہ مستنبہ بود
خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے
اس طرح کا علم کہ واقف کرے

[1] جاہلی سے آخر شعر یعنی مجھ پر عورتین جاہلی سے گرین اور اُن کے شوہر میری جان لین ہین مرد سے و نہ زن سے چارہ رکھون مین کیا کرون کہ اُن سے ہون بعدہ طفل نے کوسہ کو دیکھا کہا کہ اس دو بال سے تو غم سے چھوٹا تو خشت سے چھوٹا اور بیگار خشت سے اور تجھ سا بیغیرت و بےشرم و زشت کون ہے تیس اینٹ گرد کون سے چار بال منھ پر بنانے کیواسطے خوب ہے آگے حقائق ہین ذرہ سایۂ عنایت کا خوب ہے سیکڑون کوشش و طاعت سے کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے اگرچہ دو سو اینٹ ہون ابتر کرے یعنی عنایت بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] وہ عنایت آخر شعر وہ عنایت کی طاقت نہ رکھے تاکہ وہ اپنے کو بہرہ مند کرے اگرچہ تو نے بہت اینٹین رکھین وہ بال دو تین بخشش سے ہین وہ ہر ایک بال حقیقت مین کوہ ہے کہ امان نامہ شاہ سے صلہ ہے اگر تو سو قفل دروازے پر رکھے وہ بےحیا دم بھر مین توڑدے آگے اسکی مثال ہے کوتوال ایک مہر کردے موم سے اُس سے دل پہلوانون کا ڈرے وہ چند بال عنایت کے سد ہوے مانند فر پیشانی کے منھ پر اے نیک پے تو اینٹ کو چھوڑدے ولیکن اُس دیو سے تو ایمن یعنی بال عنایت کے بہتر ہین مکر دیو مکار سے ایمن تر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] جا کے وہ آخر شعر تو جا کے وہ دو تار حاصل کر اس دم ایمن ہو اور غم نکر خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے اس طرح کا علم کہ واقف کرے یعنی خواب عالم عارف کی عبادت سے مگر وہ علم اسکو حاصل ہو کہ واقف کرے آگے مثال ہے تیراک کا سکون تیرنے مین بہتر ہے کہ دست و پا ہلائے بے تیرنے والا کہ پیرنے مین دست و پا ساکن رکھین بے تیرنے والے سے تب بھی وہ بہتر چلین تیراک تھم کی مانند کھڑا رہتا ہے اور بے تیرنیوالا دست و پا مارتا ہے وہ ڈوبتا ہے علم ایک دریا بیحد و کنار ہے اور طالب علم ایک غواص بحر ہے اگر ہزار دن برس اسکی عمر ہو وہ ہرگز جستجو نہیں چھوڑیگا یعنی طالب علم دریاے علم مین گوہر مقصود پاتا ہے اور بوالہوس ڈوبتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن سکون سابح اندر آشنا — به ز جهد اعجمی با دست و پا
دست و پا ساکن بآب اندر سباح — به رود از اعجمی تا انقطاع
میرود سباح ساکن چون عمد — اعجمی زد دست و پا و غرق شد
علم دریائیست بیحد و کنار — طالب علمست غواص بحار
گر هزاران سال باشد عمر او — می نگردد سیر او از جستجو

تیرنے مین خوش سکون تیراک کا — کہ ہلائے دست و پا نا آشنا
تیرنے مین دست و پا ساکن کھین — نا شنا سے تب بھی وہ بہتر چلین
مثل تھم تیراک رہتا ہو کھڑا — دست و پا مارے وڈوبے ناشنا
علم اک دریا ہے بیحد و کنار — طالب العلم اک ہی غواص بحار
گر ہزاروں سال اسکی عمر ہو — وہ نہین چھوڑیگا ہر گز جستجو

دربیان حدیث که محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم فرموده است منهومان لایشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

تفسیر اس حدیث کی کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے منہومان لایشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

کان رسول حق بگفت اندر بیان — اینکه منهومان هما لایشبعان
طالب الدنیا و توفیراتها — طالب العلم و تدبیراتها
پس درین قسمت چو بگشادی نظر — غیر این دنیا بود علم ای پدر
غیر دنیا پس چه باشد آخرت — کت کند زین جا و گردد رهبرت
غیر دنیا آخرت باشد یقین — کان برد زینجات آنجا ای امین

کہ کیا ہے مصطفی نے یہ بیان — یہ کہ منہومان ہما لایشبعان
طالب دنیا و غیرہ لازمے — طالب العلم اور تدبیرات سے
کھولی اس قسمت پہ تونے جو نظر — غیر اس دنیا کے ہو علم ای پدر
غیر دنیا آخرت ہے اور ہی کیا — کہ تجھے یان مار کر ہو پیشوا
غیر دنیا آخرت ہے ای جوان — کہ یہان سے تجکو لیجائے وہان

بحث شاهزادگان با همدیگر دران قضیه و مقابله برادر بزرگ تر

بحث کرنا شاہزادونکی باہم اُس ماجرے مین اور مقابلہ کرنا بڑے بھائی سے

رو بهم کردند هر سه مفتتن — هر سه ایک رنج و یک درد و حزن
هر سه در یک فکر و یک سودا ندیم — هر سه از یک رنج و یک علت سقیم

تینوں متوجہ بہم عاشق ہوئے — تھے وہ تینوں مبتلا اک رنج سے
تینوں وہ اک فکر اک سودا مین تھے — تینوں تھے وہ اندر ایک ہی رنج کے

سا کہ کیا ہے الخ ۵ شعر کہ مصطفی صلعم نے فرمایا ہے یہ کہ ترجمہ دو حریص ہین کہ ہرگز سیر نہین ہوتے ہین طالب دنیا اور طالب علم اور تدبیرات سے تو نے اس قسمت پر نظر جو کھولی سوا اس دنیا کے آخرت ہے اور کیا ہے کہ تجھے مار کر پیشوا ہو اد نیا کے آخرت ہے کہ تجکو یہان سے لیجائے وہان پر یعنی دنیا کے سوا آخرت ہے کہ تجکو یہان سے وہان لیجائے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲ سا تینوں الخ ۵ شعر تینوں عاشق باہم متوجہ ہوئے کہ وہ تینوں ایک رنج مین مبتلا تھے وہ تینوں ایک فکر دشوار مین تھے اور وہ تینوں ایک رنج مین مبتلا تھے تینوں کو خاموشی مین ایک خطرہ اور ان کو سخنگوئی مین حجت وہ تینوں ایک دم آنسو بہاتے اور جوان مصیبت مین خون روتے وہ تینوں کس آتش دل سے دم بھر مجمر کے مانند آہ باسوز مارتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درخموشی ہر سہ را خطرت یکے　　در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
یک زمانی اشک ریزان ہر سہ شان　　بر سر خوان مصیبت خونفشان
یک زمان از آتش دل ہر سہ کس　　بر زدہ با سوز چون مجمر نفس
آن بزرگین گفت کای خوان خیر　　ما نہ نر بودیم اندر نصح غیر
از حشم ہر کہ بما کردی گلہ　　از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
ما نمی گفتیم کم نال از حرج　　صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
آن کلید صبر ما اکنون چہ شد　　ای عجب منسوخ شد قانون چہ شد
ما نمی گفتیم کاندر کشمکش　　آتش اندر رہ چو زر خندیم خوش
ہر سپہ را وقت تنگا تنگ جنگ　　گفتہ ما کہ ہین مگردانید رنگ
آن زمان کہ بود اسپان را وطا　　جملہ سرہا بریدہ زیر پا
ما سپاہ خویش را ہی ہی کنان　　کہ بپیش آئید قاہر چون سنان
جملہ عالم را نشان دادہ بصبر　　زانکہ صبر آمد چراغ و نور صدر
نوبت ما شد چہ خیرہ سر شدیم　　چون زنان زشت در چادر شدیم
ای دلی کہ جملہ را کردی تو گرم　　گرم کن خود را و از خود دار شرم
ای زبان کہ جملہ را ناصح بُدے　　نوبت تو گشت از چہ تن زدے
ای خرد کو پند شکر خائے تو　　دور تست این دم چہ شد ہیہائے تو
ای ز دلہا بردہ صد تشویش را　　نوبت تو شد بجنبان ریش را
از غزی ریش از کنون و زدیدہ　　پیش ازین بر ریش خود خندیدہ

خطرے بس تینون کو خاموشی مین ایک　　ان کو اور حجت سخنگوئی مین ایک
ایکدم آنسو بہاتے دونون وہ　　روتے خون خوان مصیبت پر نکو
آتش دل سے وہ دم بھر تینون کس　　مارتے باسوز چون مجمر نفس
۵۱ وہ بڑے کو بولے کای بھائی مرے　　ہم نصیحت مین نہ نر تھے غیر کے
ہم سے جو لشکر کا کرتا تھا گلہ　　باعث خوف و بلا و زلزلہ
ہم نہین کہتے کہ رو کم با حرج　　صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
صبر کی کنجی ہماری کیا ہوئی　　کیون ہوا قانون منسوخ ای اخی
ہم نہین کہتے کہ اندر کشمکش　　جون زر خندان ہین ہم آتش مین خوش
ہر سپہ کو وقت تنگا تنگ جنگ　　کہتے ہم کہ پھیر نامت اپنا رنگ
اُس زمان کہ اسپ کا یلغار تھا　　اور بریدہ جملہ سر تھے زیر پا
۵۲ ہم سپہ اپنی کو کہتے ہوشیار　　کہ بڑھو تم آگے مثل ذوالفقار
جملہ اس عالم کو سکھلایا ہے صبر　　کیونکہ صبر آیا چراغ نور صدر
نوبت اپنی آئی جب حیران ہوے　　چون زنان چادر کے اندر ہم چھپے
اے دلا کرتا تھا جو تو سبکو گرم　　گرم کر خود کو ورکھ اپنے سے شرم
اے زبان کہ سبکی جو ناصح تو تھی　　آئی نوبت تیری کیون خامش ہوئی
۵۳ اے خرد کان ہے نصیحت خوش تری　　عقل تیری کیا ہوئی ہیہا تری
اے دلون سے لی ہے سو تشویش کو　　تیری نوبت ہے ہلا تو ریش کو
اب چرا تا ریش ہے تو شرم سے　　پہلے اس سے تو ہنسا ہی ریش پے

۵۱ وہ بڑے کو آخر شعر وہ بڑے بھائی سے بولے کہ ای بھائی میرے ہم نصیحت مین غیر کے نر نہ تھے جو کوئی ہمسے لشکر کا گلہ کرتا تھا باعث خوف و بلا و زلزلہ کے ہم نہین کہتے تھے کہ نالہ کر خرج سے اور صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے ہماری صبر کی کنجی کیا ہوئی اور کیون قانون منسوخ ہوا ہم نہین کہتے تھے کہ کشمکش مین زر خندان کی مانند آتش مین خوش ہین ہر سپاہ کو وقت تنگی جنگ کے ہم کہتے تھے کہ اپنا رنگ مت بھرنا اُسوقت اسپون کا یلغار تھا اور جملہ سر بریدہ زیر پا تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہم سپہ اپنی کو آخر ۵ شعر ہم اپنی سپاہ کو کہتے تھے ہوشیار ہو کہ آگے بڑھے تم مانند ذوالفقار کے جملہ اس عالم کو صبر سکھلایا ہے کیونکہ صبر چراغ و نور صدر کا آیا ہے جب اپنی نوبت آئی حیران ہوے اور عورتون کے مانند چادر مین چھپے ای دل جو تو سب کو گرم کرتا تھا اب خود کو گرم کر اور اپنے سے شرم رکھ اے زبان کہ تو جو سب کو ناصح تھی اب تیری نوبت آئی تو کیون خاموش ہوئی یعنی اسے دل و زبان تو دوسرون کو نفع دیتی تھی اب خود آراستہ کر کہ نصیحت غیر سے خود کی نصیحت کرنا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے خرد آخر ۶ شعر اے خرد اپنی کی نصیحت کہان ہے اب تیرا دور ہے چپ کیون ہوئی اسے تو نے دلون سے سو تشویش لے لیا ہے اب تیری نوبت ہے تو ریش کو ہلا اب تو چرائے ریش کو شرم سے ہے اس سے تو پہلے ہنسا ریش پر ہے تو دوسرون کے درد کا درمان تھا اب درد تیرا مہمان ہوا کیون چپ ہے دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے اور عورتون کے مانند اپنے غم مین واے واے تیرا کام تھا سپاہ پر چیختا تھا بس تو چیخ آواز کیون تیری بند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون بمرد دیگران درمان بدی   درد مہمان تو شد چون تن زدی
وقت پند دیگرانی ہاے ہاے   در غم خود چون زنانی واے واے
بانگ لشکر زدن بد ساز تو   بانگ بر زن چہ گرفت آواز تو
انچہ پنجہ سال بافیدی بہوش   زان نسیج خود بغلطاقی بپوش
از نوایت بانگ باران بود خوش   دست بیرون آر و گوش خود بکش
سر بدے پیوستہ خود را دم مکن   پا و دست و ریش و سبلت گم مکن
بازی آن تست بر روی بساط   خویش را در طبع آر و در نشاط
این حکایت گوش کن ای باخرد   تا بدانی اندرین معنی سند

تو تھا درمان دوسرن کے درد کو   درد ہوا مہمان کیون ہو چپ ست تو
دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے   مثل زن کے اپنے غم مین وائے وائے
کام تیرا تھا سیہ پر چیخنا   چیخ بند آواز کیون ہے اب ترا
ہوش سے پنجہ برس جو کچھ بنا   اُس بنے اپنے سے تو پہن اب قبا
بانگ باران خوش نوا تیری سی تھی   کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا : خی
تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر   ہاتھ پاؤن مونچھ داڑھی گم نہ کر
ہے بساط اوپر یہ بازی اب تری   خود کو خوش کر اور دے خود کو خوشی
یہ حکایت سن تو اے صاحب خرد   تا کہ اس معنی مین تو جانے سند

بہ مجلس کشیدن بادشاہی فقیہی را بہ زخم مشت بطبع آوردن

ذکر اُس بادشاہ کا کہ ایک دانشمند کو کراہت سے مجلس مین بٹھایا

بادشاہی مست اندر بزم خوش   میگذشت آن یک فقیہی بر درش
کرد اشارت کش درین مجلس کشید   وز شراب لعل در خودش دہید
چون کشیدندش بشہ بے اختیار   نشست در مجلس ترش چون زہر مار
عرضہ کردش می نہ پذرفت از خشم   از شہ و ساقی بگردانید چشم
کہ بعمر خود نخوردستم شراب   خوشتر آید زین شرابم زہر ناب
ہین بجائے مے مرا زہرے دہید   تا من از خویش و شما زین وا رہید
مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد   گشت در مجلس گران چون مرگ درد

ایک شہ تھا مست اندر بزم کے   اک فقیہہ در پر سے گذرا اس جگھے
کی اشارت کہ اسے مجلس مین لا   اور شراب لعل بس اس کو پلا
جو بلایا اس کو پیش شہریار   بیٹھا مجلس مین ترش جون زہر مار
جو کہا اُس نے نہ مانا خشم سے   پھیرا مُنھ اس ساقی و شہ سے وے
کہ نہ کھائی عمر بھر مین نے شراب   خوشتر اس مے سے مجھے ہے زہر ناب
مجکو اب اس مے کی جا تم زہر دو   تا مین اپنے سے و تم مجھسے چھٹو
مے نہ کھائی اور شروع تکرار کی   بزم مین جون مرگ و رنج آفت ہوئی

۵۱ ہوش سے الخ ۵ شعر پچاس برس ہوش سے جو کچھ بنا تو اس بنے سے اپنے پہن قبا بانگ باران کی خوش نوا تیری سی تھی کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر ہاتھ پاؤن اور مونچھ داڑھی گم نہ کر بساط پر اب بازی تیری ہے خود خوشی کر اور خود کو خوشی دے یہ حکایت تو سن اے صاحب خرد تا کہ اس معنی مین تو جانے سند یعنی اول تو دوسرون کو نفع پہونچاتا تھا اب تو خود عاجز و ناچار ہے بس تو نے جو کچھ تمام عمر کیا سب اس کا ثمرہ پایا کہ اب وقت تیرا اور خود کو خوش کر آگے حکایت فقیہہ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

۵۲ ایک شہ تھا الخ ۷ شعر ایک شاہ بزم مین مست تھا اُس جا ایک فقیہہ در پر سے گذرا اشارہ کیا کہ اسے مجلس مین لا اور شراب لعل اس کو پلا جو اس کو آگے شہریار کے بلایا مجلس مین خوش بیٹھا مانند زہر مار کے جو اُس نے کہا خشم سے مارا اور منھ پھیرا اُس ساقی و شاہ سے مین نے عمر بھر شراب نہین کھائی مجھے اس شراب سے زہر ناب خوشتر ہے تم اس شراب کی جا مجکو زہر دو تا کہ مین خود سے اور تم مجھ سے چھٹوں شراب نہ کھائی اور تکرار شروع کی بزم مین مرگ و رنج کے مانند آفت ہوئی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

ہیچو اہل نفس و اہل آب و گل / در جہان بنشست با اصحاب دل
حق ندارد خاصگان را در کمون / از مے ابرار جز در یشربون
عرضہ میدارد بر محجوب جام / حس نمی یابد از و غیر از کلام
رو ہمی گرداند از ارشاد شان / کہ نمی بیند بدیدہ داد شان
گر بگوشش تا بحلقش رہ بدی / سر نصح اندر درونش در شدی
چون ہمہ نارست جانش نیست نور / کافگنند در نار سوزان چون قشور
مغز بیرون ماند و قشر گفت رفت / کے شود از قشر معدہ گرم و زفت
نار دوزخ جز کہ قشر افشار نیست / نار را با ہیچ مغزی کار نیست
ور بود بر مغز ناری شعلہ زن / بہر پختن زان و بہر سوختن
تا کہ باشد حق حکیم این قاعدہ / مستمر آن در گذشتہ و آمدہ
مغز نغز و قشرہا مغفور ازو / مغز را پس چون نسوزد دور ازو
از عنایت گر بکوبد بر سرش / اشتہا آرد شراب احمرش
ورنکوبد ماند او بستہ دہان / چون فقیہ از شرب و بزم این شہان
شاہ با ساقی بگفت ای نیک پے / چہ خموشی دہ بطبعش آر ہی
ہست پنہان حاکمی بر ہر خرد / ہر کرا خواہد بہ فن از خود برد
آفتاب مشرق و تنویر او / چون اسیران بستہ در زنجیر او
چرخ را چرخ اندر آرد در زمن / چون بجواند در دماغش نیم فن

مثل[51] اہل نفس و اہل آب و گل / وہ جہان مین بیٹھا با اصحاب دل
حق نے خاصونکو رکھے پنہان زبون / بادۂ ابرار سے جز بیشر بون
کرتے ہین محجوب پر ظاہر وہ جام / حس نہین پاتی ہو اُنسے کچھ کلام
پھیرتے ارشاد اُنکے سے ہین رو / کہ نہ دیکھین اُنکے جود و داد کو
کان سے تا حلق ہوتی رہ اگر / پس نصیحت دل مین پاتی وہ مگر
جو ہین بالکل نار جان انکے نہ نور / مثل چھلکا نار مین ڈالین ضرور
مغز باہر رہ گیا چھلکا گیا / معدہ کب چھلکے سے ہو گرم صفا
نار[52] دوزخ پوست سے سلگے ہی جو / مغز سے نے کام ہے کچھ نار کو
شعلہ زن گر نار ہووے مغز پے / واسطے پختن کے ہو نے سوختن کے
حق حکیم اس قاعدہ کا جبکہ ہے / اسکو جاری تو ہمیشہ جان لے
اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے / مغز کو کیونکر جلائے جرم سے
گر عنایت سے وہ سر پر ڈالدے / بادہ احمر اشتہا پیدا کرے
گر نہ ڈالے وہ رہے بستہ دہان / جون فقیہ پینے سے محفل مین شہان
شہ[53] نے ساقی سے کہا ای نیک پے / کیون ہی چپ کر تو مطیع اور اسکو دے
ہر خرد پر ایک ہے حاکم نہان / چاہے جسکو دفن کر دے اسکو یان
آفتاب مشرق اور اُس کی ضیا / اسکی زنجیرون کا جون قیدی بندھا
چرخ کو چکر مین لائے اس جگہے / کان مین گر اسکے کچھ دم پھونکدے

ـــــــ

سـ ۵۱ مثل اہل اللہ الخ ے **شعر** اہل نفس اہل آب و گل کے مانند وہ جہان مین بیٹھا ساتھ اصحاب دل کے حق تعالیٰ خاصون کو پنہان و زبون نہین رکھتا ہے بادہ ابرار سے سوا پینے والے کے محجوب کرتے ہین ولیکن ظاہر و خام حس نہین باقی ہے اُن سے بجز کلام کے ان کے ارشاد سے منھ پھیرتے ہین کہ انکے جود و داد کو دیکھین کان سے حلق تک اگر راہ ہوتی تو وہ نصیحت دل مین سماتی جو بالکل نار ہین انکی جان نور نہین ہے چھلکے کے مانند نار مین ضرور ڈالین مغز باہر رہگیا چھلکا گیا معدہ کب چھلکے سے گرم و صاف ہے یعنی نا اہل صحبت اہل اللہ سے فائدہ یاب نہین ہوتے کیونکہ وہ نار ہین انکی جان نور نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ ۵۲ نار دوزخ الخ ے **شعر** جو نار دوزخ پوست سے سلگتی ہے مغز سے نار کو کچھ کام نہین ہے اگر مغز پر شعلہ زن نار ہووے واسطے پختن کے ہے نہ اُس وقت جب کہ حق حکیم اس قاعدہ کا ہے تو اس کو ہمیشہ جاری جان لے اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے مغز کو کیونکر جلائے جرم سے اگر وہ عنایت سے سر پر ڈالدے شراب سرخ اشتہا پیدا کرے اگر نہ ڈالے وہ بستہ رہے مانند فقیہ کے یہان محفل مین اپنے سے یعنی شراب ابرار حق اپنے خاصون کو دیتا ہے اور یہ شراب ظاہری اگر کسی کو دے تو نفع پیدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سـ ۵۳ شہ نے الخ ے **شعر** شاہ نے ساقی سے کہا کہ تو کیون چپ ہے مطیع کر اور اس کو شراب دے آگے حقائق ہین ہر ایک خرد پر ایک حاکم پوشیدہ ہے وہ چاہے فن سے بیخود کرے اُس کے یہان آفتاب مشرق اور اس کی ضیا اسکی زنجیرونکا مانند قیدی کے بندھا ہے چرخ کو چکر مین ڈالے اس جگہے اگر اسکے کان مین کچھ دم پھونکدے عقل سنے کہ اور ایک عقل کو پھانسا نرد کا وہ آشنا ہر جیتے آگے رجوع بقصہ ہے تھپڑ مار کر کہا اس سے کہ لے شراب پی لے اس نے تھپڑ کے خوف سے مست و خوش و خندان وہ مانند گلشن کے ہوا مسخراپن اور ہنسی کرنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل کو عقل دگر را سخرہ کرد مہرہ زو د آرد و بیست استاد نرد
چند سیلے بر سرش زد گفت گیر درکشید از بیم سیلے آن زحیر
مست گشت و شاد و خندان بیچو باغ در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
شیر گیر و خوش شد انگشتک بزد سوے مبرز رفت تا میزک کند
یک کنیزک دید در مبرز چو ماہ سخت زیبا رخ ز قرناقان شاہ
چون بدید او را دہانش باز ماند عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست بر کنیزک در زمان بر زود دست
بس طپید آن دختر و نعرہ فراشت بر نیاید با وی و سودی نداشت
زن بدست مرد در وقت لقا چون خمیر آمد بدست نانوا
بسر شد گاہیش نرم و گہ درست زد بر آرد چاق چاقی زیر مشت
گاہ پہنش واکشد بر تختہ گاہ در ہمش آرد گہے ہر لحظہ
گاہ در وے ریزد آب و گہ نمک از تنور آتشش سازد محک
اینچنین پیچید مطلوب و طلوب اندرین لعبند مغلوب و غلوب
این لعب تنہا نہ شو را با زن است ہر عشیق و عاشقی را این فن است
از قدیم و حادث و عین و عرض پیچ پیچے چون ویس و رامین مفترض
لیک لعب ہر یکے رنگے دگر پیچش ہر یک زفر ہنگے دگر
شوی و زن را گفتہ شد بہر مثیل کہ مکن ای شوی زن را بد سبیل

عقل نے کہ پھانسا اور اک عقل کو مہرہ جیتے نرد کا استاد دو
مار کر تھپڑ کہا اس سے کہ لے پی لی مے تھپڑ کے اس نے خوف سے
مست و خوش خندان و چون گلشن ہوا مسخراپن اور ہنسی کرنے لگا
اور بجایا[1] چٹکیاں خوش ہو کے وہ پائخانہ مین گیا پیشاب کو
دیکھی لونڈی پائخانہ مین جو ماہ کہ حسین اور تھی خواص بادشاہ
اسکو جو دیکھا پھٹا منہ رہ گیا عقل زائل جسم آفت مین پڑا
تھا مجرد عمر سے مشتاق و مست ڈالا اس لونڈی پہ اسدم اسنے دست
تڑپی اور چیخی وہ لونڈی بس مرا نے بچی اس سے نہ اور کچھ بن پڑا
مرد کے زن ہاتھ مین وقت لقا جیسے آٹا گوندھے دست نانوا
گاہ سخت اور گاہ نرم آٹا گندھے اور فچا فچ نکلے نیچے مشت کے
گاہ تختے[2] پر اسے چوڑا کرے اور سمیٹے گہ اسے ہر سمت سے
گاہ ڈالے اسمین پانی گہ نمک اور کرے تنور آتش سے محک
یون لپیٹے طالب و مطلوب ہین کھیلتے یون غالب و مغلوب ہین
زن سے شو تنہا نہین اس کھیل مین عاشق و معشوق سب یہ فن رکھین
پس قدیم و حادث و عین و عرض ویس رامین سا لپیٹنا ہے فرض
کھیل ہر اک کا ہی و رہی رنگ پہ ہے وصل ہر اک کا ہی اور ہی عقل سے
شوہر[3] و زن کو مثالاً ہے کہا کہ نہ کر عورت کو اے شوہر خفا

[1] اور بجایا الخ ے شعر چٹکی بجانے لگا وہ خوش ہوکر اور پائخانے مین پیشاب کو گیا ایک لونڈی ماہ کے مانند پائخانے مین دیکھی کہ حسین اور خواص بادشاہ تھی جو اس کو دیکھا منہ پھٹا رہ گیا عقل زائل ہوئی اور جسم آفت مین پڑا ایک عمر سے مجرد و مشتاق و مست تھا اس دم اس نے لونڈی پر ہاتھ ڈالا وہ لونڈی تڑپی و چیخی بس مرا مگر اس سے نہ بچی اور کچھ نہ بن پڑا استال ہے زن و مرد کی ہاتھ مین وقت لقا کے جیسے آٹا گوندھے دست نانبائی کبھی سخت و کبھی نرم آٹا گوندھے اور چقا چق زیر مشت سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گاہ تختہ پر الخ ۶ شعر کبھی تختہ پر اسے چوڑا کرے اور کبھی سمیٹے اسے ہر سمت سے کبھی اس مین پانی ڈالے اور کبھی نمک اور تنور آتش سے کسوٹی کرے طالب و مطلوب یون لپیٹے ہین اور یون غالب و مغلوب کھیلنے مین زن سے شوہر اس کھیل مین تنہا نہین ہے سب عاشق و معشوق یہ فن رکھتے ہین پس قدیم و حادث و عین و عرض کو ویس و رامین کے مانند لپیٹنا فرض ہے ہر ایک کا کھیل اور ہی رنگ پر ہے اور وصل ہر ایک کا اور ہی عقل سے ہے یعنی زن و شوہر ہی اس مین نہین ہین بلکہ سب عاشق و معشوق یہی فن رکھتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] شوہر و زن کو الخ ے شعر شوہر و زن کو مثالاً کہا ہے کیا امر شوہر عورت کو خفا نہ کر رات پہلی ہاتھ دلہن کو دیا ایک خوش امانت تیرے ہاتھ مین جو تو اے نیک بخت اس سے کرے ساتھ نیک و بد کے وہ خدا تجھسے کرے آگے حقائق ہین یہ زن دنیا کہ اس کا تو مست ہے وہ امانت تیرے ہاتھ مین حق نے دی ہے یعنی حق نے زن دنیا کو مثل عورت کے تجھے امانت دی ہے پس تو اس امانت کو بموجب حکم کے رکھ آگے رجوع بقصہ ہے پس فقیہ کی وہان از راہ بیخودی نہ پاکیزگی رہی اور نہ زاہدی وہ فقیہ اگرچہ وہ شر پر گر پڑا اسکی آتش سے وہ پنبہ جلا جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے جیسے مرغ بسمل تڑپے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن شب گروک زنگادست او — خوش امانت دادش اندر دست تو
کانچہ تو یاد کنی اے معتمد — از بد و نیکی خدا با تو کند
این زن دنیا کہ ہست او دست تو — حق امانت دادش اندر دست تو
حاصل آنجا آن فقیہ از بیخودی — نے عفیفی ماندش و نے زاہدی
آن فقیہ اُفتاد بر آن حورزاد — آتش او اندر آن پنبہ فتاد
جان بجان پیوست و قالبہا چخید — چون دو مرغ سر بریدہ می طپید
چہ سقایہ و چہ ملک چہ ارسلان — چہ حیا چہ دین چہ خوف و بیم جان
چشم شان افتاد اندر عین عین — نے حسن پیدا شد آنجا نے حسین
یافت ہر یک شان از آن دیگر مراد — طبع ہر یک خرم و دل گشت شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت — انتظار شاہ ہم از حد گذشت
شاہ آمد تا ببیند واقعہ — یافت آنجا زلزلہ و القارعہ
آن فقیہ از جائے بر جست و برفت — سوی مجلس جام مے بربود تفت
شہ چو دوزخ پر شرار و پر نکال — تشنۂ خون دو جفت بدفعال
چون فقیہش دید پر از خشم و قہر — تلخ و خونی گشتہ ہمچون جام زہر
بانگ زد بر ساقیش کای گرم کار — چہ نشستی خیرہ ہین درطبعش آر
خندہ آمد شاہ را گفت ای کیا — آمدم باطبع آن دختر ترا
بادشاہم کار من عدلست و داد — زان خورم کہ یار را جودم بداد
آنچہ آن را می خورم از نوش و خوش — مید ہم در خورد یار از پنج و شش
آنچہ آن را می نتوشم ہمچو نوش — کے دہم آن را بخورد یار و نوش

رات پہلی ہاتھ دولہن کا دیا — خوش امانت ہاتھ مین تیرے بھلا
جو کہ تو اے نیک بخت اس سے کرے — نیک و بد سے وہ خدا تجھ سے کرے
یہ زن دنیا کہ اسکا تو ہے مست — وہ امانت حق نے دی تیرے بدست
پس فقیہ کی وان پڑا از رہ بیخودی — نے رہی پاکیزگی نے زاہدی
وہ فقیہ اُس حوروش پہ گر پڑا — اسکی آتش سے وہ پس پنبہ جلا
جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے — مرغ بسمل تڑپین وہ جس طور سے
کیا[۱] سقایہ کیا ملک کیا ارسلان — کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان
اور پڑی آنکھ انکی اندر عین عین — نے حسن پیدا ہوا وان نے حسین
پائی ہر اک نے بہم اور ہی مراد — طبع خوش اور دل ہوا ہر اک کا شاد
لوٹ آنے مین بہت عرصہ ہوا — انتظار اُس شاہ کا حد سے گیا
شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ — پایا وان یہ ماجرا یہ مخمصہ
وہ فقیہ اس جا سے بھاگا اور گیا — سوے مجلس جام سے جلدی پیا
مثل[۲] دوزخ شاہ آتش سے بھرا — خون کا پیاسا دونون بدفعال کا
جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر — تلخ اور خونی ہوا جون جام زہر
بولا بس ساقی سے وہ اے نیک خو — بیٹھا کیون حیران مطیع کر شاہ کو
شہ ہنسا اور بولا خود اے نیک پے — مین مطیع ہون اور وہ دی دختر تجھے
مین ہون شاہ اور کام میرا عدل ہے — جو مین کھاؤن یار کو دون جود سے
جسکو مین کھاتا ہون شیرین ترش — یار کو دیتا ہون کھانے کو اسے
جسکو مین کھاتا نہین ہون جون غذا — یار کو کب دون مین کھانیکو بھلا

ف۱ کیا سقایہ الخ ۶ شعر کیا سقایہ او کیا ملک اور کیا ارسلان کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان انکی آنکھ پڑی اندر عین عین کے اور نہ حسن وہان پیدا ہوا نہ حسین ہر ایک نے اور ہی مراد پائی ہر ایک کا دل شاد اور طبع خوش ہوئی لوٹ کر آنے مین بہت عرصہ ہوا اور اس شاہ کا انتظار حد سے گیا شاہ آیا تا کہ واقعہ دیکھے وہان یہ ماجرا یہ مخمصہ پایا وہ فقیہ اُس جا سے بھاگا اور گیا طرف مجلس کے جلدی جام مے کا پیا یعنی ہنگام مجامعت کے مشاہدہ کامل ہوتا ہے کہ بے خودی اس کی علامت مشاہدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۲ مثل دوزخ الخ ۷ شعر دوزخ کے مانند شاہ آتش سے بھرا اور خون کا پیاسا اُن دونون بدافعال کا ہوا جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر تلخ اور خونی ہوا مانند جام زہر کے بولا وہ ساقی سے اے نیک خو کیون بیٹھا ہے حیران شاہ کو مطیع کر شاہ ہنسا اور خود کہا اے نیک پے مین مطیع ہون اور وہ دختر تجھے دی مین شاہ ہون اور میرا کام عدل ہے جو مین کھاؤن جود سے یار کو دون مین جو کھاتا ہون شیرین ترش مین یار کو دیتا ہون اُسے کھانے کو جس کو مین نہین کھاتا ہون غذا کے مانند وہ یار کو کب دون کھانے کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زان خورانم من غلامان را کہ من
برخورم بر خوان خاص خویشتن

زان خورانم بندگان را از طعام
کہ خورم من خود ز پختہ یا کہ خام

من چہ پوشم از خز و اطلس لباس
زان بپوشانم حشم را نے پلاس

شرم دارم از نبی ذو فنون
البسوهم گفت مما تلبسون

مصطفیٰ کرد این وصیت با بنون
اطعموا الاذناب مما تاکلون

شد فقیہ و برد با خود جفت خویش
از عطاے خاص کشاف الکرب

دیگران را بس بطبع آوردۂ
در صبوری چست و راغب کردۂ

ہم بطبع آور بمردی خویش را
پیشوا کن عقل دوراندیش را

چون قلاوزی صبرت پر شود
جان باوج عرش و کرسی بر شود

مصطفیٰ بین چونکہ صبرش در براق
برکشاندش ببالای طباق

چون صبوری پیشہ کرد ایوب راد
از بلا او را در رفعت کشاد

صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست
صبر وا مگذار تا بتوان ز دست

صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ
کاندرین تعجیل در پیچیدۂ

صبر آرد عاشقان را کام دل
بیدلان را صبر شد آرام دل

حد ندارد این سخن کوتاہ کن
بر حدیث عاشقان بر گو سخن

مین[1] غلامون کو کھلاتا ہون وہ شے
جو کہ مین کھاتا ہون خوان خاص سے

اُس سے بندون کو کھلاتا ہون طعام
جو کہ مین کھاتا ہون پختہ یا کہ خام

پہنتا ہون جو مین اطلس کا لباس
وہ مین پہناؤن سیہ کو نے پلاس

شرم رکھون با نبی ذو فنون
البسوهم[ع] بولے مما تلبسون

مصطفیٰ نے یہ وصیت کی فزون
اطعموا[ع] الاذناب مما تاکلون

وہ فقیہ ہمراہ لے عورت چلا
جو کری مشکل کشائے وہ عطا

دو[2] سرون کو بس مطیع تو نے رکھا
اور خوش راغب صبوری کا کیا

ہم مطیع مردی کا کر تو خویش کو
پیشوا کر عقل دوراندیش کو

رہبری جو صبر کی تجھ مین بھری
جان اوج عرش پر تیری اُڑی

صبر احمد کا براق اک جو ہوا
دیکھ تو افلاک پر کیسے اُڑا

صبر کی ایوب جو کہ رہ چلا
وہ بلا سے جانب رفعت گیا

صبر غالب آیا ہر حالت مین ہے
صبر مت چھوڑے جہانتک ہو سکے

صبر مفتاح الفرج تو نے سنا
کہ تو اس جلدی کی اندر ہی پڑا

صبر لائے عاشقون کو کام دل
بیدلون کو صبر ہے آرام دل

بات یہ بے حد ہے کوتہ کر میان
اور باتین عاشقون کی کر بیان

رفتن شہزادگان بعد از اتمام ماجرا بجانب ولایت چین تا بقدر امکان بہ مقصود نزدیک تر

جانا شاہزادون کا بعد اختتام اس ماجرے کے جانب ولایت چین کے اور نزدیک ہونا

[1] مین غلامون کو آخ ۶ شعر مین غلامون کو وہ شے کھلاتا ہون جو کہ مین خوان خاص سے کھاتا ہون جو کہ پختہ یا خام کھاتا ہون جو مین اطلس کا لباس پہنتا ہون وہ مین سیاہ کو پہناتا ہون نہ ٹاٹ شرم رکھتا ہون نبی ذو فنون سے ترجمہ پہناؤ تم غلام کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو مصطفیٰ صلعم نے یہ نصیحت سو اکی ترجمہ کھلاؤ تم غلام اپنے کو اُس چیز سے کہ کھاتے ہو تم آگے رجوع بہ قصہ ہے وہ فقیہ عورت کو لیکر ہمراہ چلا جو وہ عطا مشکل کشائی کرے یعنی کریم جو خود کھاتے و پہنتے ہین وہ ہی اپنے غلامون کو کھلاتے و پہناتے ہین پس خدا بھی اپنے بندونکو وہ دیتا ہے جو بہتر جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] دو سرون کو آخ ۹ شعر پس تو نے مطیع دو سرون کو رکھا اور خوش و راغب صبوری کا کیا بھی تو اپنے کو مطیع مردی کا کر اور پیشوا کر عقل دوراندیش کو جو رہبری صبر کی تجھ مین بھرے تیری جان اوج عرش پر اُڑے جو صبر احمد صلعم کا ایک براق ہوا تو دیکھ کہ افلاک پر کیسے اُڑا جو ایوب عم صبر کی راہ چلے وہ بلا سے جانب رفعت کے گئے صبر ہر حالت مین غالب آیا ہے تو صبر مت چھوڑے جہانتک ہو سکتا ہے تو نہین سنا کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے کہ تو اس جلدی کے اندر پڑا ہے صبر عاشقون کے مقصد دل کا لائے کہ قیدیون کو صبر آرام دل کا ہے یہ بات بیحد ہے کوتاہ کر بیان اور باتین عاشقون کی بیان کر یعنی صبر کرنا ہر حال مین بہتر ہے کہ صبر کشادگی ہے اور عاشقون کو با مقصد کرتا ہے آگے شاہزادون کے جانے کا سوے چین بیان ہے فافہم ۱۲ ع پہناؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ تم پہنتے ہو ۱۲ ع کھلاؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ کھاؤ تم ۱۲

باشند اگرچہ راہ وصل مسدود است بقدر امکان نزدیک شدن محمود است

تا بمقدور ساتھ مقصد کے اگرچہ راہ وصل کی بند ہی حتی المقدور نزدیک ہونا محمود ہے

بازگرای عاشق وزوتر بران | کانتظارتست آن شہزادگان
ہر سہ شہزادہ چوکار افتادشان | عشق درخور گوشمالی دادشان
این بگفتند و روان گشتند زود | ہرچہ بود اے یار من آن لحظہ بود
صبر بگزیدند و صدیقین شدند | بعد ازان سوے بلاد چین شدند
والدین و ملک را بگذاشتند | راہ معشوق نہان برداشتند
ہمچو ابراہیم ادہم از سریر | عشق شان بے پا و سر کرد و حقیر
یا چو ابراہیم مرسل کز خوشی | خویش را افگند اندر آتشی
یا چو اسمٰعیل صبار مجید | پیش عشق و خنجرش حلقی کشید

لوٹ[۵۱] اے عاشق جلدی ہو روان | کہ ترے ہین منتظر شہزادگان
تینون شہزادے کہ جو عاجز ہوے | گوشمالی دی مناسب عشق نے
یہ کہا اور بس روانہ وہ ہوے | جو کہ تھا اسوقت تھا جانی مرے
صبر[۵۲] کرکے بس وہ صدیق اک ہوے | بعد اسکے سوے ملک چین گئے
ماں و باپ و ملک کو سب چھوڑ کے | ڈھونڈھنے معشوق باطن کو چلے
مثل ابراہیم ادہم تخت سے | کردیا آوارہ ان کو عشق نے
یا جو ابراہیم مرسل عیش سے | ڈالا بس اپنے کو اندر آگ کے
یا جون ابراہیم صابر باوفا | حلق آگے عشق و خنجر کے رکھا

حکایت امرء القیس کہ بادشاہ عرب بود وہ باجمال و کمال زنان عرب چون زلیخا شیفتہ بودند مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثال صورتی اند باید طالب معنی شد واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حکایت امرء القیس کی کہ بادشاہ عرب تھا اور بسبب جمال کے عورتین عرب کی زلیخا کے مانند اسپر مرتی تھین اُس نے جانا کہ سب صورتین تصور ہین طالب معنی کا ہونا چاہیئے واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

(اور اللہ خاص کرتا ہے رحمت اپنی سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے)

---

[۵۱] لوٹ اے عاشق الخ ۳ شعر اے عاشق لوٹ جلدی روان ہو کہ شاہزادے تیرے منتظر ہین تینون شاہزادے کہ جو عاجز ہوئے عشق نے گوشمالی مناسب دی یہ کہا اور وہ بس روانہ ہوے جو کہ اس وقت تھا اے جانی میرے باقی حال آگے ہے ۱۲ [۵۲] صبر کرکے الخ ۵ شعر صبر کرکے وہ ایک صدیق ہوئے اور اس کے بعد سوے ملک چین گئے ماں اور باپ اور ملک کو چھوڑ کر معشوق باطن کو ڈھونڈھنے چلے آگے مثال ہے مثل ابراہیم ادہم کے تخت سے اُن کو آزاد کردیا عشق نے یا مانند ابراہیم مرسل کے عیش سے خود کو اندر آگ کے ڈالا یا مانند اسمٰعیل صابر باوفا کے حلق آگے عشق و خنجر کے رکھا یعنی معشوق باطن کے ڈھونڈھنے کو چلے جیسے بادشاہ امرء القیس ترک سلطنت کرکے تلاش خدا مین نکلا آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
امرء القیس از ممالک خشک لب	ہم کشیدش عشق از خطۂ عرب	امرء القیس اپنے دار الملک سے	اور عرب سے نکلا از رہ عشق کے
بود نازک طبع و ہم صاحب جمال	شاعر و صاحب اصول اندر کمال	تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال	شاعر و صاحب اصول اندر کمال
چونکہ زد عشق حقیقی بر دلش	سرد شد ملک و عیال و منزلش	جو حقیقی عشق اس کو آ گیا	سرد عیال و ملک سے دل ہو گیا
نیم شب دلقی بپوشید و برفت	از میان مملکت بگریخت تفت	نیم شب کو دلق پہنی اور گیا	مملکت اپنی سے باہر چل دیا
تا بیامد خشت میزد در تبوک	یا ملک گفتند شاہی از ملوک	خشت زن آکر ہوا اندر تبوک	شاہ سے جا کر کہا اک ملوک
امرء القیس آمدست اینجا بگذرد	شد شکار عشق و خشتی می زند	امرء القیس آیا یاں کوشش کناں	صید عشق ہو کر ہے اینٹیں تھاپتا
آن ملک برخاست آمد پیش او	گفت با او اے ملیک نیک خو	وہ ملک نزدیک اس کے آن کر	بولا اس سے کہ اے شاہ نامور
یوسفی وقتی و ملکت شد کمال	مر ترا رام اند بلاد و از جمال	تو ہے یوسف ملک تیرا ہے کمال	اور تری تابع ہے اقلیم جمال
کشتہ مردان بندگان از تیغ تو	وان زمان ملک مہ بی میغ تو	کشتہ تیری تیغ سے بندے ہوئے	ملک مہ تیرا تھا جب بے ابر کے
پیش ما باشی تو بخت ما بود	جان ما از وصل تو صد جان بود	پاس میرے رہ تو میرا بخت ہی	جان مری سو جان ہو تیرے وصل سے
ہم من و ہم ملک من مملوک تو	ای بہ ہمت ملکہا متروک تو	میں و میرا ملک تیری ملک ہے	تو نے چھوڑا املاک ہمت آپ سے
فلسفہ گفتش بسی و او خموش	تا گہان وا کرد از سر روی پوش	عقل کی باتیں کہیں اور وہ خموش	راز سے ناگہ اٹھایا روے پوش
تا چہ گفتش او بگوش از عشق و درد	ہمچو خود در حال سرگردانش کرد	کان میں اس کے کہا کیا عشق نے	مثل اپنے کر دیا اسدم اسے
دست او بگرفت با او یار شد	او ہم از تاج و کمر بیزار شد	ہاتھ پکڑا اسکا یار اس کا ہوا	اس کا تاج و تخت سے بھی دل اٹھا
تا بلاد دور رفتند آن دو شہ	عشق یک کرت نکردست این گنہ	دور شہروں تک گئے دونوں وہ شاہ	عشق سے ایکی ہوا نے یہ گناہ
بر بزرگان شہد بر طفلان شیر	او بہر کشتی بود من الاخیر	ہے بڑوں پر شہد اور بچوں پہ شیر	وہ ہر اک کشتی پہ ہے من الاخیر

ف۱ امرء القیس الخ ۴ شعر امرء القیس اپنے دار الملک سے اور عرب سے نکلا از راہ عشق کے وہ نازک طبع اور صاحب جمال تھا اور شاعر و صاحب اصول اندر کمال کے جو اس کو عشق حقیقی آگیا ملک و عیال سے دل سرد ہو گیا نصف شب کو دلق پہن گیا اور اپنی مملکت سے باہر چل دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ خشت زن الخ ۶ شعر شہر تبوک میں آکر اینٹیں بنانے لگا شاہ سے جا کر کہا کہ ایک شاہ امرء القیس یہاں آیا ہے کوشش کرنے والا صید عشق ہو کر اور اینٹیں تھاپتا ہے وہ بادشاہ اس کے نزدیک آکر بولا کہ اے شاہ نامور تو یوسف ہے اور تیرا ملک کمال ہے اور تیری تابع اقلیم جمال ہے بندے تیرے تیغ سے کشتہ ہوئے کہ جب ملک ماہ تیرا بے ابر تھا تو میرے پاس رہ کہ تو میرا بخت ہے میری جان سو جان ہو تیرے وصل سے باقی حال آگے ہے فافہم ف۳ میں و میرا ملک الخ ۵ شعر میں و ملک میرا تیری ملک ہے کہ تو نے ملک ہمت کو چھوڑا آپ سے عقل کی باتیں کہیں اور وہ خاموش تھا کہ ناگاہ روپوش راز سے اٹھایا اس کے کان میں کیا عشق نے کہا کہ اپنے مثل اسکو کر دیا اسدم اس کا ہاتھ پکڑا اور یار اس کا ہوا اور تاج و تخت سے اس کا بھی دل اٹھا دور شہروں تک وہ دونوں شاہ گئے عشق سے ایکی ہی بار یہ گناہ نہیں ہوا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ف۴ ہے بڑوں پر الخ ۴ شعر عشق بڑوں پر شہد اور بچوں پہ شیر ہے کہ وہ ہر ایک کشتی پہ من الاخیر ہے اگر کشتی میں کبھی جائے غرق کر دیوے اور قعر میں لیجائے سر سے پا تک قصۂ کیخسرو اور اس شاہ کا افسانوں اور جستجو زمین شہرت رکھتا ہے ظاہر سوا ان دو کے بہت سے بادشاہ کو عشق نے آزاد کر دیا یعنی عشق سے کوئی خالی نہیں ہے کہ کسی کو یہ عشق ڈبو دیتا ہے اور کسی کو منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

گرچو در کشتی شود غرقش کند — تا بقعر از پای تا فرقش کند
جائے گر کشتی مین گہ کردے غرق — قعر مین لیجائے پاسے تا بفرق

قصۂ کیخسرو آن شاہ زمان — ہست شہرہ درمیان انس و جان
قصۂ کیخسرو اور اس شاہ کا — رکھے شہرت انس و جان مین ظاہرا

غیر این دو بس ملوک بے شمار — عشق شان بربود از ملک و تبار
غیران دو کے بہت سے بادشاہ — عشق نے آوارہ انکو کر دیا

جان این سہ شہ بچہ ہم گرد چین — ہمچو مرغان گشتہ ہر سو دانہ چین
ﻋﻪ۱ تینون شہزادون کی جان بھی گرد چین — ہوئی مثال مرغ ہر سو دانہ چین

زہرہ نے تا لب کشاید از ضمیر — زانکہ رازی با خطر بود و خطیر
کسکو طاقت راز عشق اپنا کہے — کیونکہ راز انکا خطر از بس رکھے

صد ہزاران سر بپیک جو آن زمان — عشق خشم آلود زہ کردہ کمان
سیکڑون ہر ایک جو کے واسطے — عشق پر غصہ نے بس ٹکڑے کیے

عشق خود بے خشم در وقت خوشی — خوی دارد دمبدم خیرہ کشی
عشق بے غصہ رکھے وقت خوشی — اپنی عادت دمبدم خیرہ کشی

این بود آن لحظہ خوشنود شد — من چہ گویم چونکہ خشم آلود شد
یہ ہو اُسدم کہ وہ از بس خوش ہوا — کیا کہون پھر جبکہ غصہ سے بھرا

لیک صد جان فدائے شیر او — کش کشد این عشق و ان شمشیر او
ﻋﻪ۲ ہیشہ جان قربان ہو اُسکے شیر کی — کہ اُسے مارے یہ عشق و تیغ بھی

کشتنش بہ از ہزاران زندگی — سلطنتہا مردہ آن بندگی
زندگی سے بہتر اُس کا مارنا — بندگی پر حاکمی ہے مبتلا

با کنایت رازہا با یکدگر — لیست گفتندی بصد خوف و خطر
پس کنایاتون سے باہم راز کو — رکھتے پوشیدہ تھے باصد خوف و

راز را غیر از خدا محرم نبود — آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز کا حق کے سوا محرم نہ تھا — آہ کا جز آسمان ہمدم نہ تھا

اصطلاحاتے میان ہمدگر — داشتند از بہر ایراد خبر
اصطلاحین رکھتے آپس مین تھے وہ — واسطے آنے خبر کے وہ نکو

زین لسان الطیر عام آموختند — طمطراق و سروری اندوختند
یہ زبان مرغون کی سیکھی عام نے — کر و فر جاہ و حشم جمع کئے

صورت آواز مرغ است این کلام — غافلست از جان مرغان مرد عام
صورت آواز مرغان یہ کلام — جان سے مرغونکی ہین غافل مرد خام

کو سلیمانی کہ داند لحن طیر — دیو گرچہ ملک گیرد ہست غیر
ﻋﻪ۳ کان سلیمان جانتے جو بانگ طیور — دیو گرچہ ملک لے آخر ہے دور

دیو بر شبہہ سلیمان کردہ ایست — علم مکرش ہست علمناش نیست
دیو ہم شکل سلیمان ہے عیان — علم مکر اس کا ہے علمنا کہان

ﻋﻪ۱ تینون الخ ۵ شعر تینون شاہزادون کی جان بھی گرد چین کے مانند مرغ کے ہر سو دانہ چین ہوئی کس کو طاقت ہے کہ راز عشق اپنا کہے کیونکہ راز ان شاہزادون کا از بس خطر رکھتا ہے آگے اس عشق کے حقائق ہین ایک جو کے واسطے سیکڑون سر عشق پر غصہ نے ٹکڑے کئے عشق نے غصہ وقت خوشی کے اپنی عادت رکھتا ہے دمبدم خیرہ کشی کی یہ اسدم ہو کہ وہ از بس خوش ہوا پھر مین کیا کہون کہ جب غصہ سے بھرا یعنی عشق حالت خوشی مین سیکڑون کو ہلاک کرتا ہے پس غصہ کی حالت مین کیا کچھ کرے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
ﻋﻪ۲ ہیشہ جان الخ ۷ شعر ہیشہ جان قربان اُس شیر کے کہ اسے مارے یہ عشق و تیغ بھی اس کا مارنا زندگی سے بہتر ہے اور اس کی بندگی حاکمی پر مبتلا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے پس باہم کنایاتون سے راز کو پوشیدہ رکھتے تھے وہ بصد خوف حق کے سوا راز کا محرم تھا اور آہ کا بجز آسمان کے کوئی ہمدم نہ تھا وہ آپس مین اصطلاحین رکھتے تھے واسطے آنے خبر کے آگے حقائق ہین یہ زبان مرغان اولیا کی سیکھی عام نے اور کر و فر جاہ و حشم جمع کئے یہ کلام صورت آواز مرغان ہے اور جان مرغون کی غافل ہین مرد خام یعنی ریاکارون نے باتین اولیاء اللہ کی سیکھی ہین اور کر و فر کرتے ہین مگر اس کے معنی کو نہین جانتے ہین باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ﻋﻪ۳ کان سلیمان الخ ۵ شعر سلیمان کہان ہو جو بانگ طیور کی جانے اگرچہ دیو ملک لے مگر آخر دور ہی دیو ہمشکل سلیمان ہے ظاہرا اور علم اسکا مکر ہے علمنا کہان ہو جو سلیمان شاد و خوش ساتھ خدا کے منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا تو مرغ ہوائی کا کلام سمجھ کہ تو نے مرغ من لدن نہین دیکھا ہو بلکہ سیمرغون کی وہ سرا کوہ قاف کا ہو ہر ایک خیال کا اس جا کب ہاتھ پہونچا یعنی ریاکار اگرچہ باتین اولیا کی کرتے ہین مگر معنی کے نہین جانتے ہین کہ دیو اگرچہ ظاہر سلیمان ہوتا ہے مگر کلام مرغون کا کب جانتا ہے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

چون سلیمان از خدا بشاش بود	منطق الطیرے ز علمناش بود	جو سلیمان شاد و خوش تھا با خدا	منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا
تو ازان مرغ ہوائی فہم کن	کہ ندیدستی طیور من لدن	تو سمجھ مرغ ہوائی کا سخن	کہ نہ دیکھا تو نے مرغ من لدن
جای سیمرغان بود آن سوے قاف	ہر خیالی را نباشد دست باف	جاے سیمرغون کی وہ سو قاف کا	ہر خیال اُس جا پہ کب دست رس
ہر خیالی را کہ دید آن اتفاق	انگہش بعد العیان افتد فراق	۱؎ اتفاقاً وہ دکھا جس خیال کو	ہجر اک بعد العیان کا اسکو ہو
نے فراق قطع بہر مصلحت	کایمن است از ہر فراق آن منقبت	نے فراق قطعی بلکہ واسطے	مصلحت کے امن ہر فرقت سے ہے
بہر استبقای آن جسم چو جان	لحظۂ در ابر خور گردد نہان	باقی رہتے جسم جون جان کیلئے	ابر مین پنہان ہوا یہ شمس ہے
بہر استبقای آن رومی جسد	آفتاب از برف یکدم در کشد	جسم رومی کی بقا کے واسطے	شمس پنہان ایکدم ہو برف سے
بہر جان خویش جز ایشان صلاح	ہین مدزد از حرف ایشان اصطلاح	جان کی خاطر اپنی لی اُنسے صلاح	مت چُرا اُن کے حروف اصطلاح
آن زلیخا از سپندان تا بعود	نام جملہ چیز یوسف کردہ بود	۲؎ اُس زلیخا نے سپند و عود تا	نام جملہ چیز کا یوسف رکھا
نام او در نامہا مکتوم کرد	محرمان را سر آن معلوم کرد	رکھا اُسکا نام نامون مین چھپا	محرمون کو راز وہ بتلا دیا
چون بگفتی موم ز آتش نرم شد	این بدی کان یار با ما گرم شد	کہتی جو موم آگ سے نرم اب ہوا	ہوتا یہ کہ یار بس گرم اب ہوا
ور بگفتی مہ بر آمد بنگرید	ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید	۳؎ کہتی گر وہ ماہ نکلا دیکھ لو	کہتی گر اب شاخ ہوئی ہے سبز بید
ور بگفتی آبہا خوش می طپند	ور بگفتی خوش ہمی سوزد سپند	کہتی گر تڑپے ہی خوش آب روان	کہتی گر جلتا ہے خوش اسپند یان
ور بگفتی برگہا خوش می تنند	دست بر ہم رقص و مستی میکنند	کہتی گر پتے ہین بہتر کودتے	ہین بجاتے تالیان اور ناچتے
ور بگفتی گل بہ بلبل راز گفت	ور بگفتی شہ سر شہباز گفت	کہتی گر بلبل نے گل سے سر کہا	کہتی گر شہباز بولا سر شا
ور بگفتی چہ ہمایون ست بخت	ور بگفتی کہ بر افشانید رخت	کہتی گر کہ کیا ہمایون بخت ہے	کہتی گر کہ اُس نے پھینکا رخت ہے
ور بگفتی کہ سقا آورد آب	ور بگفتی ہین بر آمد آفتاب	کہتی گر لایا پلانے کو ہے آب	کہتی گر کہ جا تو نکلا آفتاب

۱؎ اتفاقاً الخ ۵ شعر اتفاقاً وہ سیمرغ جس خیال کو دیکھا ایک فراق بعد العیان اس کو ہوا نہ فراق قطعی بلکہ واسطے مصلحت کے کہ امن ہر وقت سے ہے جسم جون جان سے کے باقی رہنے کے واسطے شمس ابر مین پنہان ہوا ہے جسم رومی کی بقا کے واسطے شمس پنہان ایک دم برف سے ہو اپنی جان کی خاطر ان سے صلاح لی اور ان کے حروف اصطلاح کو مت چھوڑ یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر کہ جان اس سے ہمیشہ باقی رہے اور ان کے حروف اصطلاح مت چھوڑ کہ اس مین ضرر ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۲؎ اس زلیخا نے الخ ۲ شعر اس زلیخا نے سپند و عود تک نام جملہ چیز کا یوسف رکھا اس کا نام نامون مین چرا رکھا اور محرمون کو وہ راز بتلا دیا جو کہتے کہ اب موم آتش سے نرم ہوا یہ اشارہ ہوتا کہ اب یار گرم ہوا اور کہتی کہ وہ ماہ نکلا دیکھ لو اور اگر کہتی کہ اب وہ شاخ سبز ہوئی ہے اگر کہتی ہے کہ آب روان خوش تڑپتا ہی اور اگر کہتی کہ اسپند یہان خوش جلتا ہے اگر کہتی کہ پتے سبز کودتے ہین اور تالیان بجاتے و ناچتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ کہتی گر الخ ۷ شعر اگر کہتی کہ بلبل سے گل نے بھید کہا اگر کہتی کہ شہباز نے بھید شاہ کا کہا اگر کہتی کہ کیا ہمایون بخت ہے اگر کہتی کہ اس نے بھینکا رخت ہے اگر کہتی کہ آب پلانے کو ملا یا ہے اگر کہتی کہ جا تو آفتاب نکلا ہے اگر کہتی کہ کل شب کو ہانڈی پک گئی یا کہ اس سے کل حاجت پوری ہوئی اگر کہتی کہ نان و نمک موجود ہے اگر کہتی کہ فلک پر عکس ہوتا ہے اگر کہتی کہ درد میرے سر مین ہے اگر کہتی کہ درد سر مجھے خوش ہے پس اس کے محرم جانتے کہ کیا کہا کہ موافق سے مخالف مل گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ور بگفتی دوش دیگے پختہ اند ۔ یا حوائج از پزش یک لخته اند
ور بگفتی هست نانهای و نمک ۔ ور بگفتی عکس می گردد فلک
ور بگفتی که بدرد آمد سرم ۔ ور بگفتی درد سر شد خوشترم
محرمان را زان خبر بد که چه گفت ۔ که مخالف با موافق گشت جفت
گر ستودی اعتناق او بدی ۔ ور نکوهیدی فراق او بدی
صد هزاران نام اگر بر هم زدی ۔ قصد او و خواه یوسف در بدی
گرسنه بودی چو گفتی نام او ۔ میشدی شبعت و سیر از جام او
تشنگی از نام او ساکن شدی ۔ نام یوسف شربت باطن شدی
ور بدی دردیش زان نام بلند ۔ درد او در حال گشتی سودمند
وقت سرما بودی او را پوستین ۔ این کند در عشق نام دوست این
عام میخوانند هر دم نام پاک ۔ این عمل نبود چو نبود عشق ناک
آنچه عیسی کرده بود از نام هو ۔ می شدی پیدا ورا از نام او
چونکه با حق متصل گردید جان ۔ ذکر آن اینست ذکر این ست آن
خالی از خود بود و پر از عشق دوست ۔ پس ز کوزه آن تراود کاندروست
خنده بودی زعفران وصل داد ۔ گریه بوهاے پیاز اندر بعاد
هر سرے را هست در دل صد مراد ۔ این نباشد مذهب عشق و وداد
یار آمد عشق را روز آفتاب ۔ آفتاب آن روی را همچون نقاب
آنکه نشناسد نقاب از روی یار ۔ عابد الشمس ست دست از وی بدار

کہتی گر کل شب کو ہانڈی پک گئی ۔ یا کہ حاجت اسکی کل پوری ہوئی
کہتی گر موجود ہے نان و نمک ۔ کہتی گر برعکس ہوتا ہے فلک
کہتی گر کہ درد میرے سر میں ہے ۔ کہتی گر کہ درد سر ہی خوش مجھے
اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا ۔ کہ موافق سے مخالف مل گیا
[۵۱] اچھا گر کہتی تو ہوتا اسکا وصل ۔ گر برا کہتی تو ہوتا اس کا فصل
لیتی گر وہ نام صدہا چیز کے ۔ ہوتی یوسف سے مراد اسکی نرے
بھوکی ہوتی لیتی اُس کا نام جو ۔ سیر و بدمست ہوتی جام اسکے سے وہ
تشنگی نام اُس کے سے ہوتی فنا ۔ نام یوسف ہوتا شربت جان کا
درد اگر ہوتا اُسے اس نام سے ۔ فائدہ دیتا اسے اس دم درد سے
پوستین جاڑے میں بس ہوتا اسے ۔ یار کا نام عشق میں کرتا یہ ہے
[۵۲] عام پڑھتے ہر گھڑی ہیں نام پاک ۔ کب عمل یہ ہو نہ ہو جو عشق ناک
نام ہو سے جو کہ عیسی نے کیا ۔ اسکو نام اسکے سے وہ ظاہر ہوا
جو ہوئی جان متصل اللہ سے ۔ ذکر وہ اُس کا یہ اسکا ذکر ہے
خالی خود سے پر تھا عشق دوست سے ۔ وہ ہی ٹپکے جو کہ پر کوزہ میں ہے
ہنسنا ہوئے زعفران وصل ہے ۔ رونا بوئے بد پیاز فصل ہے
سو مرادیں دل میں ہر اک سر رکھے ۔ عشق کا مذہب نہیں ہوتا یہ ہے
[۵۳] عشق کو روز یار ہے یا آفتاب ۔ آفتاب اس رو کا ہے مثل نقاب
جو نہ جانے یار کی روئے نقاب ۔ بھاگ اس سے کہ وہ پوجے آفتاب

[۵۱] اچھا گر کہتی الخ ۶ شعر اگر اچھا کہتی تو اسکا وصل ہوتا اور اگر برا کہتی تو اسکا فصل ہوتا اگر وہ صدہا چیز کے نام لیتی مگر اسکی مراد یوسف سے ہوتی بھوکی ہوتی اور جو اس کا نام لیتی سیر و بدمست ہوتی اس کے جام سے اس کے نام سے تشنگی فنا ہوتی کہ نام یوسف ہوتا شربت جان کا اگر اسے درد ہوتا اس نام سے فائدہ دیتا اس دم درد اسے بس اس کو جاڑے میں پوستین یار کا نام عشق میں یہ کرتا ہے یعنی یار کے نام سے عاشق کو تسکین ہوتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [۵۲] عام پڑھتے الخ ۶ شعر نام پاک عام ہر ہر گھڑی پڑھتے ہیں یہ عمل کب ہو جو عشق ناک نہ ہو جو کہ عیسی نے نام ہو سے کیا وہ اس کے نام سے ظاہر ہوا جو جان متصل اللہ سے ہوئی وہ ذکر اسکا اور یہ ذکر اسکا ہے خود سے خالی و عشق دوست سے پر تھا جو کوزہ میں پر تھا جو کوزہ میں پر ہے وہ ہی ٹپکتا ہے یعنی یوسف علیہ السلام کے نام سے بی بی زلیخا کو وہ اثر ہوتا تھا جو ذکر حق سے عاشق کو وصل ہوتا ہے کہ ذکر و مذکور ایک ہو جاتا ہے بقول اسکے کہ من کان للہ کان اللہ لہ آگے مثال ہے بوے زعفران وصل ہنسنا ہے اور بوے بد پیاز فصل رونا ہے سو مرادیں دل میں ہر ایک سر رکھتا ہے عشق کا مذہب یہ نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] عشق کو الخ ۲ شعر وہ عشق یار ہے آفتاب ہے اور آفتاب اس رو کا مثل نقاب کے ہے جو نقاب کو یار کی رو سے نہ جانے تو اس سے بھاگ کہ وہ آفتاب پرست ہے اور زدہ اور رمزی عاشق کی بھی ہو دل بھی وہ اور دلسوزی عاشق بھی وہ ہے آگے مثال ہے ماہیوں کو نقد عین آب ہے نان و آب و جامہ و دارو و خواب ہے وہ شیر پستان سے مانند کودک کے پیٹے دونوں عالم میں بجز شیر کے نہ جانے طفل جانتا ہے اور جانتا ہے شیر کو کہ اسراف راہ نہ ہو سے تدبیر کہ گرد نامہ یوح کو احمق کر دے کہ تا مائے فتح و مفتوح کو یعنی عشق کو یار ہے رو آفتاب ہے اور آفتاب اس کا نقاب ہے جو نقاب کو یار سے فرق نہ جانے وہ صورت پرست ہے اسکو مشاہدہ رد کا حاصل نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)	اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)
روز او و روزی عاشق ہم او	دل ہم او و دلسوزی عاشق ہم او	روزہ اور روزی عاشق کی بھی وہ	دل بھی وہ دلسوزی عاشق کی بھی وہ
ماہیان را نقد شد از عین آب	نان و آب و جامہ و دارو و خواب	ماہیون کو نقد عین آب ہے	نان و آب و جامہ دارو خواب ہی
ہمچو طفل ست او ز پستان شیرگیر	می نداند در دو عالم غیر شیر	شیر پستان سے وہ جون کودکِ پے	جانے دو عالم مین سے غیر خوار کے
طفل داند ہم نداند شیر را	راہ نبود این طرف تدبیر را	طفل جانے اور نہ جانے شیر کو	رہ نہ ہووے اس طرف تدبیر کو
گیج کرد این گنج نامہ روح را	تا بیابد فاتح و مفتوح را	گرو نامہ کردے احمق روح کو	تا نہ پاوے فاتح و مفتوح کو
گیج نبود در روش بلکہ اندر رہ	حاملش دریا بود نے سیل و جو	نے روش مین ہو حمق بل درمیان[1]	بحر حامل اس کا ہے جوے روان
چون بیاید او کہ یابد گم شود	ہمچو سیلے غرقۂ قلزم شود	جبکہ وہ آوے کہ پاوے گم ہو وہ	سیل کے مانند غرقۂ بحر ہو
دانہ چون گم کردہ انگہ طین شود	تا نہ مردے زر ندارم این بود	خاک ہووے جبکہ دانہ گم ہوا	تو مرا جب تک زمین نے زر دیا

بیطاقت شدن برادر بزرگ تر بعد از مدتی و متواتر شدن در بلاد چین در شہر تخت گاہ و گفت کہ من رفتم الوداع تا خود را بر شاہ چین عرضہ کنم

یا پای رساندم بمقصود مرا ۵

یا سر بنہم ہمچو دل از دست اینجا

بیطاقت ہونا بڑے بھائی کا بعد مدت کے اور پے در پے جانا ملک چین مین شہر تختگاہ او کہا کہ مین رخصت ہو کر جاتا ہون تا کہ اپنے کو شاہ چین پر ظاہر کردون

یا مطلب و مقصود کو پہونچاؤن بانجام ۵

یا سر مین رکھون ہاتھ سے دل اس جا

فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)	اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)
آن بزرگین گفت کای اخوان من	ز انتظار آمدم بلب این جان من	وہ بڑا بولا کہ اے بھائی مرے[2]	انتظاری سے مری جان لب پہ ہے
لاابالی گشتہ ام صبرم نماند	مر مرا این صبر بر آتش نشاند	لاابالی ہون نہ صبر اب ہے مجھے	مجھکو آتش پر رکھا اس صبر نے
طاقت من زین صبوری طاق شد	واقعہ من عبرت عشاق شد	میری طاقت اس صبوری سے گئی	مجھسے عبرت عشقبازون کو ہوئی
من ز جان سیر آمدم اندر فراق	زندہ بودن در فراق آمد نفاق	سیر مین جان سے ہوا اندر فراق	اور بس فرقت مین جینا ہی نفاق

[1] نے روش مین آخر ۵۳ شعر روش مین احمق نہین ہے بلکہ درمیان مین ہے کہ بحر اس کا حامل ہے نہ جوے روان جب کہ وہ آوے کہ پاوے وہ گم ہو سیل کی مانند غرق بحر ہو جب کہ دانہ گم ہوا خاک ہووے، تو مرا نہین جب تک مین نے زر نہین دیا یعنی جب تک تو فنا یا زمین نہ ہووے یار تجھ کو نہ ملے آسکے بڑے بھائی کا ملک چین کو جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] وہ بڑا آخر ے شعر وہ بڑا بولا کہ اے بھائی میرے انتظاری سے میری جان لب پر ہے مین لاابالی ہون مجھکو صبر نہین سے کہ مجھکو آتش پر اس صبر نے رکھا ہے میری طاقت اس صبوری سے گئی اور مجھ سے عبرت عاشقون کو ہوئی مین فراق مین جان سے سیر ہوا اور فرقت مین جینا نفاق ہے مجھکو درد فرقت کب تک مارے میرا سر کاٹ کہ تا عشق مجھے سر بخشے زندہ عشق سے میرا دین ہے جان و سر سے زندہ رہنا ننگ تیغ عاشق کی جان سے گرد روب ہے کیونکہ تلوار محو کرنے والی گناہون کی آئی ہے یعنی عاشق قتل کو اپنا گرد روب جانتا ہے کہ وجود کا دور ہونا گویا روح کا صاف ہونا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چند درد فرقتش بکشد مرا — سر ببر تا عشق بخشد سر مرا
درد فرقت کب تلک مارے مجھے — کاٹ سر تا عشق سر بخشے مجھے

دین من از عشق زندہ بودن است — زندگی زین جان و سر ننگ من است
دین مرا ہے زندہ ہونا عشق سے — زندہ رہنا جان و سر سے ننگ ہے

تیغ ہست از جان عاشق گرد روب — زانکہ سیف افتاد محاء الذنوب
تیغ ہے عاشق کی جان سے گرد روب — کیونکہ آئی سیف محاء الذنوب

چون غبار تن بشد ماہم بتافت — ماہ جان من ہوای صاف یافت
ماہ[1] چمکا جو غبار تن گیا — مہ ہوا جان کا ہوا سے بس صفا

عمرہا بر چنگ عشقت ای صنم — ان فی موتی حیاتی میزنم
تیرے چنگ عشق پر گایا سدا — ان فی موتی حیاتی با صدا

دعوی مرغابی کرد است جان — کے ز طوفان بلا دارد امان
دعوی مرغابی کا جو جان نے کیا — امن کب پائے بطوفان بلا

بط را ز اشکستن کشتی چہ غم — کشتیش بر آب بس باشد چہ غم
ٹوٹنے کشتی سے کیا غم بط کو ہو — اسکی کشتی پاؤن ہی بس آب پے

زندہ زین دعوی بود جان و تنم — من ازین دعوی چگونہ تن زنم
زندہ اس دعوی سے ہی تن جان مری — کب وہ اس دعوی سے ہی تن جان مری

خواب می بینم ولیکن خواب نے — مدعی ہستم ولے کذاب نے
دیکھتا ہون خواب مین پر خواب نے — مدعی ہون مین ولے کذاب نے

گر مرا صد بار تو گردن زنی — ہمچو شمع بر فروزم روشنی
مارے گر سو بار گردن میری تو — مین بڑھاؤن مثل شمع نور کو

آتش از خرمن بگیرد پیش و پس — شب روان را خرمن آن ماہ بس
آگ[2] گر خرمن کو پکڑے پیش و پس — شب روون کو خرمن اس مہ کا ہی بس

کردہ یوسف را نہان و مختبی — حیلت اخوان ز یعقوب نبی
کر دیا یوسف کو نہان مکر نے — بھائیون کے حضرت یعقوب سے

خفیہ کردندش ز حیلت سازیے — کرد آخر پیرہن غمازیے
حیلہ سازی سے کیا ان کو خفی — عاقبت غمازی پیراہن نے کی

آن دو گفتندش نصیحت در سمر — کہ مکن ز اخطار خود را بے خبر
پند کے قصہ مین دونون بھائی نے — بیخطر خطرون سے خود کو مت رکھے

ہین منہ بر ریشہای ما نمک — ہین مخور این زہر از جلدی شک
مت ہمارے زخم پر تو رکھ نمک — اور نہ کھا اس زہر کو از راہ شک

جز بتدبیر یکے شیخے خبیر — چون روی چون نبودت قلب بصیر
شیخ آگہ کی بجز تدبیر کے — دل نہ ہو بینا تو کیسے جا سکے

وای آن مرغے کہ ناروئیدہ پر — بر پرد بر اوج افتد در خطر
مرغ[3] ایسا کہ نہ پر اس کے اگے — گر اڑے بالا خطر مین وہ گرے

عقل باشد مرد را بال و پری — چون ندارد عقل باشد ابتری
عقل ہوتی مرد کی ہے بال و پر — جو نہ رکھے عقل وہ ہووے بتر

سلہ ماہ چمکا الخ ۷ شعر جو غبار تن کا گیا تو ماہ چمکا اور ماہ جان کا ہوا سے صاف ہوا تیرے چنگ پر صدا لگایا آواز سے ترجمہ تحقیق موت حیات ہے میری جو جان نے دعوی مرغابی کا کیا امن کب پائے طوفان بلا سے آگے اس کی مثال ہے بط کو کشتی ٹوٹنے سے کیا غم ہے اسکے پاؤن کشتی ہین آب پر زندہ اس دعوی سے تن و جان میری ہے کب وہ اس دعوی سے خاموش ہو مین خواب دیکھتا ولیکن خواب نہیں مدعی ہون ولیکن کذاب نہیں اگر تو سو بار میری گردن مارے مین شمع کے مانند نور کو بڑھاؤن یعنی عاشق کو موت مین زندگی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آگ گر الخ ۶ شعر اگر آتش خرمن کو پیش و پس پکڑے اس ماہ کا خرمن شبروون کو بس کرتا ہے یوسف عم کو نہان کر دیا اس مکر نے بھائیون کے حضرت یعقوب عم سے حیلہ سازی سے آپکو پوشیدہ کیا آخر کار پیراہن نے غمازی کی آگے رجوع بقصہ ہے دونون بھائی نے قصہ مین پند کی کہ خود کو خطرون سے بے خبر مت رکھے ہمارے زخم پر نمک مت رکھ اور اس زہر کو از راہ شک کے مت کھا بجز شیخ آگاہ کے تدبیر کے دل بینا نہ ہو تو کیسے جا سکے آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ سلہ مرغ ایسا الخ ۲ شعر ایسا مرغ کہ اس کے پر نہ اُگے اگر اوپر اُڑے وہ خطرہ مین گرے مرد کی عقل بال و پر ہوتی ہے جو عقل نہ رکھے وہ بدتر ہووے یا مظفر یا مظفر تلاش کرتا رہ یا نظر در یا نظر در تلاش کرتا رہ بغیر کلید عقل کے یہ دروازہ کوٹنا خواہش سے صواب نہیں ہے ایک عالم دیکھ کہ دام مین از راہ ہوا کے ہے اور جملہ زخم ہم رنگ دوا کے ہے یعنی بے رہبری عقل کے راہ سلوک چلنا از راہ ہوا کے ضلالت مین پڑتا ہے آگے مثال ہو ایک سینہ تک کھڑا ہے مرگ کے مانند اور اس کے منہ مین شکار کے واسطے اک برگ ہی گھاس کے اندر گھاس کی مانند کھڑا ہو کہ مرغ جانے وہ شاخ گھاس کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا مظفر یا مظفر جوی باش	یا نظر در یا نظر درجوی باش	یا مظفر یا مظفر کرتلاش	یا نظر در یا نظر در کرتلاش
ور ز مفتاح خرد این قرع باب	از ہوا باشد نہ از روی صواب	بے کلید عقل یہ در کو ٹنا	ہی ہوا سے نے صواب اے دلا
عالمی در دام می بین از ہوا	وز جراحتہای ہمرنگ دوا	دیکھ عالم دام مین ہے باہوا	اور جراحت زخم ہمرنگ دوا
ایستادہ مار بر سینہ چو مرگ	در دہانش بہر صید اشگرف برگ	سانپ سینہ تک کھڑا ہی مثل مرگ	منھ مین اسکے صید کے خاطر ہی برگ
در حشایش چون حشیشی او بپایست	مرغ پندارد کہ آن شاخ گیاست	گھاس مین وہ گھاس کی صورت کھڑا	مرغ جانے کہ وہ ہی شاخ گیا
چون نشیند بہر خور بر روی برگ	بس فتد اندر دہانِ مار مرگ	بیٹھے جو کھانے کو اوپر برگ کے	گر پڑے مُنھ مین وہ مار مرگ کے
کردہ تمساحی دہان خویش باز	گرد دندانہاش کرمان دراز	کھولا منھ کو اک مگر نے آب کے	اور کیا کیڑون کو ظاہر دانت پے
از بقیہ خور کہ در دندانش ماند	کرمہا روئیدہ بر دندان فشاند	باقی کھانا جو تھا اندر دانت کے	کیڑے پیدا اُس سے دانتون مین ہوے
مرغ کان بیند کرم و قوت را	مرغ پندارند آن تابوت را	مرغ دیکھین کرم کو اور قوت کو	اور چراگاہ جانین اس تابوت کو
چون دہان پُر شد ز مرغ او ناگہان	در کشد شان و فرو بندد دہان	جب کہ ہن پُر مرغ سے ہو ناگہان	انکو نگلے بند کر لے وہ دہان
این جہانِ پُر ز نقل و پر ز نان	چون دہانِ باز آن تمساح دان	اس جہان پر نقل اور پر نان کو	جون کھلے منھ کا مگر اک جان تو
بہر کرم طعمہ اے روزی تراش	از فن تمساح دہر ایمن مباش	کیڑے طعمہ کے لئے ایمن نہ ہو	مکر دنیا کے مگر سے نان جو
روبہ افتد پہن اندر زیر خاک	بر سر خاکش حبوب دردناک	لیٹتی روبہ ہے نیچے خاک کے	اور دانے ڈالتی ہی خاک پے
تا بیاید زاغ غافل سوی آن	پای او گیرد بمکر آن مکر دان	تا کہ آئے زاغ غافل اسکی سو	مکر سے وہ پکڑے اُسکے پانْون کو
صد ہزاران مکر در حیوان چو است	چون بود مکر بشر کو مہتر است	مکر حیوان سیکڑون رکھتے ہین جو	پس بشر غالب کا کیسا مکر ہو
مصحفی بر کف چو زین العابدینؑ	خنجر پر زہر اندر آستین	ہاتھ پر قرآن جو زین العابدین	خنجر پر زہر اندر آستین
گویدت خندان کہ ای مولای من	در دل او بابلی پر سحر و فن	تجھکو کہوے ہنس کے اے مولا مرے	اک وہ بابل پر سحر دل مین رکھے
زہر قاتل صورتش شہدست و شیر	ہین مرو بے صحبت پیر خبیر	زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر	جائے مت بے صحبت پیر خبیر
جملہ لذات ہوا مکرست و زرق	سوز تاریکی ست گرد نور برق	سب ہوا کی لذتین مکر و دغا	گرد نور برق ظلمت اور جفا

سلہ بیٹھے آلخ ۶ شعر جو کھانیکو برگ پر بیٹھے وہ گر پڑے منھ مین مار مرگ کے ایک مگر نے آب کے منھ کھولا اور کیڑونکو دانت پر ظاہر کیا جو کھانا باقی اندر دانت کے تھا تو کیڑے اسکے دانتون مین پیدا ہوے مرغ دیکھین کرم کو و قوت کو اور چراگاہ اُس تابوت کو جانے جب کہ منھ مرغون سے پُر ہو تا ناگاہ انکو نگلے اور بند کرلے وہ دہان آگے اس کے حقائق ہین اس جہان پر نقل اور پر نان کو مانند ایک مگر کھلے منھ کے جان کیڑے طعمہ کے واسطے ایمن مت ہو مکر دنیا کے مگر سے اے نان جو یعنی یہ دنیا ایک نہنگ پر مکر ہے اس سے ایمن نہ ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ لیٹتی روبہ آلخ ۶ شعر روبہ لیٹتی ہے نیچے خاک کے اور دانہ خاک پر ڈالتی ہے تاکہ زاغ غافل اسکے سوا آئے اور مکر سے اُسکے پانْون کو پکڑے جو حیوان مکر سیکڑون رکھتے ہین پس بشر غالب کا مکر کیسا ہوگا ہاتھ پر قرآن مانند زین العابدین کے اور خنجر پر زہر اندر آستین کے ہی تجھکو ہنسکر کہے کہ اے مولی میرے وہ ایک بابل پر سحر دل مین رکھتا ہے وہ زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر پس تو مت جا بغیر صحبت پیر خبیر کے یعنی مکر انسانون کا بڑا ہے تو کب جان سکے پس تو بجز مرشد کے راہ سلوک مت چل آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ سب ہوا کی آلخ ۶ شعر سب ہوا کی لذتین مکر و دغا مین جیسے گرد نور برق کے ظلمت و جفا ہے نور برق کو جو اور کرب و مجاز ظلمت سے اس کی گرد اور راہ تیری دراز اُس کے نور مین نہ تو خط پڑھ سکے اور نہ منزل مین تیرا گھوڑا بڑھ سکے ولیکن وہ گناہ ہے کہ تو نے مین برق رہا اور تجھ سے منھ چھپائے انوار شرق نے وہ آفتاب تیرے دل پر عصہ ہو کہ عطا وے سے کیون نور و تاب لیا تجکو مگر برق بے دلیل کھینچے کہ ظلمت شب میل دشت مین ہے یعنی ہوا کی روشنی مثل نور برق کے قلیل ہے تو اس کا خواہشمند نہ ہو کہ اُس کے گرداگرد ظلمت ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

برق نورِ کوتہ و کذب و مجاز گرد او ظلمات و راہ تو دراز
نے بہ نورش نامہ تانی خواندن نے بمنزل اسپ تانی راندن
لیک جرم آنکہ باغی رہن برق از تو رو اندر کشد انوار شرق
خشم گیرد بردلت آن آفتاب کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب
می کشاند مکر برقت بے دلیل در مفازہ مظلمی شب میل میل
بر گہ افتی گاہ بر جوا و فتی گہ بدان سو گہ بدین سو او فتی
خود نہ بینی تو دلیل ای راہ جو ور بہ بینی رو بگردانی از و
من سفر کردم درین رہ شصت میل مر مرا گمراہ گوید آن دلیل
گر نہم من گوش سوی آن شگفت ز امر او را ہم ز سر باید گرفت
من درین رہ عمر خود کردم گرو ہرچہ بادا باد اے خواجہ برو
راہ کردی لیک در ظنی چو برق عشر آن رہ کن پی وحی چو شرق
ظن لا یغنی من الحق خواندہ ور چنان برقی ز شرقی ماندہ
ہین در آ در کشتی ما اے نژند یا کہ آن کشتی باین کشتی ببند
گوید او چون ترک گیرم گیر و دار چون روم من در طفیلت طفل وار
کور با رہبر بہ از تنہا یقین زان یکے ننگ ست و صد ننگ ست ازین
می گریزی از پشہ در کژدمی می گریزی از نمی در یمی
می گریزی از جفاہای پدر در میان لوطیان شور و شر
می گریزی ہمچو یوسف ز اندہی تا ز نرتع نلعب افتی در چہی

کوتہ نور برق اور کذب و مجاز ظلمت اُسکی گرد رہ تیری دراز
نور مین اُس کے نہ خط تو پڑھ سکے نے ترا منزل مین گھوڑا بڑھ سکے
پر گنہ وہ ہی رہا تو رہن برق اور چھپائے تجھ سے منھ انوار شرق
تیرے دل پر خشم ہو وہ آفتاب کہ عطارد سے لیا کیون نور و تاب
٥١ تجھکو مکر برق کھینچے بے دلیل ظلمت شب دشت مین ہی میل میل
گہ گرے کہ پر گہ جو پر گرے گاہ اُس سو گاہ اُس پر گرے
خود نہ دیکھے تو دلیل ای راہ جو گر تو دیکھے مُنھ کو پھیرے اپنے تو
مین چلا اس راہ مین ہون ساٹھ میل مجھکو گمراہ کہتی ہے سب وہ دلیل
کان رکھون گر مین اس نایاب پے اس کو لائق ہے پکڑنا حکم سے
عمر اس رہ مین کری مین نے گرو جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو
رہ چلا از رہ گمان وہ مثل برق عشر رہ چل بہر وحی مثل برق
ظن لا یغنی من الحق کو پڑھا ایسے تو برقی و شرقی سے رہا
٥٢ آ تو کشتی مین مری اے زشت خو یا وہ کشتی باندھ اس کشتی سے تو
وہ کہے کیونکر مین چھوڑون گیر و دار کیون چلون تیرے طفیل اب طفل وار
کور با رہبر ہے تنہا سے نکو ایک ننگ اس سے ہی اس سے ننگ سو
بھاگتا مچھر سے تو بچھو کی سو بھاگتا نم سے سوئے دریا ہی تو
بھاگتا ہے تو جفا سے باپ کے لوطیون کے درمیان جاتا تو ہے
بھاگتا ہے مثل یوسف غم سے تو نرتع و نلعب سے چہ مین جائے تو

٥١ گہ گرے الخ ۔ شعر کبھی گرے کوہ پر و کبھی جو پر گرے کبھی اُس سو و کبھی اُس سو گرے ای راہ جو تو خود دلیل نہ دیکھے اور اگر تو دیکھے اپنے مُنھ کو پھیرے مین اس راہ سے ساٹھ میل چلا ہون مجکو پس وہ دلیل گمراہ کہتی ہے اگر مین اس نایاب پر کان رکھون اس کو حکم سے پکڑنا لائق ہے مین نے عمر اسی راہ مین گرد کری ہے جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو از راہ گمان کے راہ چلا مثل برق کے عشر راہ چل واسطے وحی کے شرق کے مانند ظن لا یغنی من الحق کو پڑھا تو برقی و مشرقی سے رہا یعنی تو راہ سلوک گمان پر چلا اور رہبر مرشد سے محروم رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٥٢ آ در کشتی مین الخ ٦ شعر میری کشتی مین آ یا وہ کشتی باندھ تو اس کشتی سے وہ کہے کہ مین کیونکر چھوڑون گیر و دار اور تیرے طفیل کیون چلون طفل کے مانند کور با رہبر تنہا سے بہتر ہے اس سے ایک ننگ اور اُس سے سو ننگ ہے آگے مثال ہے تو بھاگتا مچھر سے ہے بچھو کی طرف اور بھاگتا نم سے ہے دریا کی طرف تو باپ کی جفا سے بھاگتا ہے اور لوطیون کے درمیان جاتا ہے تو غم سے مثل یوسف کے بھاگتا ہے اور کھیل کود سے چاہ مین جاتا ہے یعنی اندھا رہبر بہتر ہے تنہا رو سے کہ اپنی دلیل پر جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زین تفرج در چه افتی همچو او | مر ترا لیک آن عنایت یار کو
اس ساچه مین تو گرے اس سیر سے | یار کی پر وه عنایت کب تجھے

گر نبودی آن بدستوری پدر | بر نیاوردی زچه تا حشر سر
گر نه ہوتی اذن سے وه باپ کے | نے نکلتا حشر تک وه چاه سے

آن پدر رهبر دل او اذن داد | گفت چون اینست مصلحت خیر باد
دی اجازت اُسکی خاطر باپ نے | بولا جو رغبت ہی خیر اب ہو تجھے

هر ضریرے کز مسیحی سر کشد | او جهودانه بماند از رشد
جو کوئی اندھا مسیح سے پھیرے سر | وه جهودانه رہے بے بهره تر

قابل ضو بود گرچه کور بود | شد ازین اعراض او کور و کبود
نور کے قابل تھا اندھا گرچه تھا | اپنے روگردان سے وه اندھا رہا

گویدش عیسیٰ بزن بر من تو دست | ای عمی کحل ضریری با من ست
کهوے عیسیٰ مجھ سے اے اندھے تو ہے | سرمه اندھے پن کا میرے پاس ہے

از من ار کوری بیابی روشنی | بر قمیص یوسف جان بر زنی
گر ہے اندھا روشنی مجھ سے ملے | پیرہن سے یوسف جان کے ملے

کار و باری کت رسد بعد شکست | اندر ان اقبال و منهاج رہ است
کام که بعد شکست آئے تجھے [٥٢] | اسمین اقبال اور چراغ راه ہے

کار و باری که ندارد پا و سر | ترک گیر اے پیر خر اے پیر خر
کار دنیا که نه رکھے پا و سر | چھوڑ اسے اے پیر خر اے پیر خر

کار و باری که ندارد پا و دست | ترک گیر اے بوالفضول کیچ مست
کار دنیا که نه رکھے پا و دست | چھوڑ اسے اے بوالفضول مست زشت

غیر پیر استاد و سرشکر مباد | پیر گردون نے و بے پیر رشاد
غیر پیر اُستاد ره مت ہو جیو | پیر گردون نے و ہادی پیر مهر

در زمان گر پیر راشد زیر دست | روشنائی دید و از ظلمت برست
زیر سایه پیر اگر اک دم ہوا | روشنائی دیکھی ظلمت سے چھٹا

شرط تسلیم ست نے کار دراز | سود نبود در ضلالت ترکتاز
شرط ہے تسلیم نے کام اب بڑا | نفع نے دے گمرہی مین دوڑنا

من بجویم زین سپس راه اثیر | پیر جویم پیر جویم پیر پیر
بعده نے ڈھونڈھون راه چرخ پیر | پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پیر

پیر باشد نردبان آسمان | تیر پران از که گردد از کمان
پیر ہوئے نردبان آسمان [٥٣] | تیر بھاگے کس سے با زور کمان

بے ز ابراہیمؑ نمرود گران | کرد با کرگس سفر بر آسمان
بے خلیل الله نمرود دغا | کرگسون پر آسمان کی سو گیا

از هوا شد سوی بالا او بسی | لیک بر گردون نپرد کرگسے
وه ہوا سے جانب بالا گیا | لیک کرگس آسمان پر کب چڑھا

٥١ اس ساچه الخ ۷ شعر یوسف کے مانند تو چاه مین گرے اس پیر سے ولیکن یار کی وه عنایت تجھے کہان ہے اگر وه حشر تک نہین نکلتا ہے چاه سے اس کی خاطر اجازت دے باپ نے کہا جو رغبت ہے اب تجکو خیر ہو آگے مثل ہے جو کوئی اندھا مسیح سے سر پھیرے وه جہودانه بے بهره رہے نور کے قابل تھا اگرچه اندھا تھا اپنے روگردان سے وه اندھا رہا عیسیٰ کہے مجھ سے که اے اندھے تو ہے سرمه اندھے پن کا میرے پاس سے اگر اندھا ہو تو روشنی مجھ سے ملے پیرہن سے یوسف جان کے ملے یعنی تو یوسف کے مانند غم سے بھاگتا ہے مگر عنایت یار کی وه کہان ہے که تو چاه سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
٥٢ کام که الخ ۷ شعر کام کے بعد شکست تجھے آئے اسمین اقبال و چراغ راه ہے کام دنیا کا که پا و سر نه رکھے اسکو چھوڑ اے پیر خر پیر خر کام دنیا کا که پا و دست نه رکھے اسکو چھوڑ اسے اے بوالفضول زشت نه رکھے اسکو چھوڑ مت غیر پیر استاد راست ہو جیو پیر گردون نہین بلکه پیر ہادی ہو اگر زیر سایه پیر اکدم ہوا روشنائی دیکھی اور ظلمت سے چھٹا شرط تسلیم ہے نه کام بڑا که گمراہی مین دوڑنا نفع دے بعده نے ڈھونڈھون راه چرخ پیر پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پیر یعنی کام دنیا کا چھوڑ اور پیر رہبر اختیار کر که روشنی دیکھے و ظلمت سے چھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٥٣ پیر ہوئے الخ ٥ شعر پیر نردبان آسمان ہووے که تیر کش سے بھاگے زور کمان سے بغیر خلیل الله کے نمرود دغا باز کرگسون پر آسمان کی جانب گیا وه ہوا سے جانب بلندی کے گیا ولیکن کرگس آسمان پر کب چڑھا حضرت ابراہیم عم نے کہا که اے مرد سفر مین تیرا کرگس ہون اسدم بہتر جو مجھ سے طرف بلندی کے نزدیک کرے تو بغیر اُڑنے کے تو جائے جانب آسمان کے یعنی مرشد اس کو آسمان پر پہونچا دیتا ہے از راه دل کے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گفتش ابراہیم کاے مرد سفر — گر گست من باشم اینک خوب تر

چون زمن سازی ببالا نردبان — بے پریدن بر دوی بر آسمان

آنچنان کہ میرود تا غرب و شرق — بے زاد و راحلہ این دل چو برق

آن چنانکہ رہروان در شب روند — حس مردم شہرہا را می برند

آنچنانکہ عارف از راہ نہان — خوش نشستہ میرود در صد جہان

گر ندادستش چنین رفتار دست — این خبر ہا زان ولایت از کہ است

این خبر ہا دان روایات محق — صد ہزاران پیر برو ے متفق

یک خلافے نے میان این قرون — آنچنانکہ ہست در علم ظنون

آن تحری آمد اندر لیل تار — دین حضور کعبہ و وسط نہار

خیز اے نمرود پر جوی از کسان — نردبانی نایدت زین کرکسان

عقل جزوی کرگس آمد اے مقل — پر او با جیفہ خواری متصل

عقل ابدالان چو پر جبرئیل — می پرد تا ظل سدرہ میل میل

باز سلطانم گشم نیکو پیم — فارغ از مردارم و کرگس نیم

ترک کرگس کن کہ من باشم کست — یک پر من بہتر از صد کرگست

چند بر عمیا دوانی اسپ را — باید استا پیشہ را و کسب را

خویش را رسوا مکن در شہر چین — عاقلی جو خویش از نو درچین

آنچہ گوید آن فلاطون زمان — ہین ہوا بگذار و رو بر وفق آن

بولے ابراہیم کاے مرد سفر — مین ترا کرگس ہون اے مردم خوبتر

جو کرے مجھ سے ببالا نردبان — بے اُڑے تو جائے سوئے آسمان

جس[۵۱] طرح کہ جائے ہے تا غرب و شرق — بے سروسامان یہ دل مثل برق

جس طرح شب مین مسافر جائے ہین — حس مردم شہر کی سو خواب مین

جس طرح سے عارف از راہ نہان — بیٹھے بیٹھے پھرتا بس ہو سو جہان

گر نہ ایسی سیر اسے حاصل ہوئی — اس ولایت کی خبر کس سے ہی

یہ روایت اور خبر تحقیق ہے — پیر صد ہا متفق اس بات پے

اک خلاف انمین نہ قرنون سے ہوا — علم ظنی جس طرح سے مشتبا

وہ تحری ظلمت شب مین رکھے — یہ حضور کعبہ اندر روز کے

ڈھونڈھ[۵۲] اے نمرود جا سوے کسان — کرگسون سے نہ پائے نردبان

عقل جزوی کرگس آئی ہووے — اسکو پر مردار کھانے سے ملے

عقل ابدالون کی پر جبرئیل — ظل سدرہ تک اُڑے ہے میل میل

باز سلطان ہون نہین نادر نیک پے — نے ہون کرگس دور ہون مردار سے

چھوڑ کرگس مین ہون خادم ترا — میرا پر سو کرگسون سے ہے بڑا

اندھے پن سے کب تلک جولان رہے — کسب اور پیشہ کو استا چاہیے

شہر[۵۳] چین مین خود کو تو رسوا نہ کر — ڈھونڈھ عاقل کو نچھوڑ اسکا تو در

وہ فلاطون وقت جو کچھ کہ کہے — چھوڑ حرص اور جا تو اسکے قول پے

۵۱ جس طرح الخ ۲ شعر جس طرح کہ جاتا ہے شرق و غرب تک بے سروسامان یہ دل برق کے مانند جس طرح شب مین حس مردم جاتی ہین شہر کی جانب خواب مین جس طرح سے عارف از راہ پوشیدہ کے بیٹھے بیٹھے سو جہان پھرتا ہے اگر ایسی سیر اسے حاصل نہ ہوئی اسی ولایت کی خبر و تحقیق ہر کے پیر صدہا متفق اس بات پر ہین اُن مین ایک خلاف قرنون سے نہ ہو جس طرح سے علم ظنی شبہ ہے وہ ظلمت شب مین تحری رکھے اور یہ حضور کعبہ اندر روز کے رکھے یعنی پیران ریاکار مثل کرگسون کے غافلان دنیا کو کب آسمان پر پہونچا سکتے ہیں بجز اولیاء اللہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ ڈھونڈھ الخ ۶ شعر اے نمرود ڈھونڈھ اور جا سوے کسان تو کرگسون سے نردبان نہ پائے عقل جزوی کرگس آئی ہو ولیکن اس کو پر مردار کھانے سے ملے ہین عقل ابدالون کی پر جبرئیل ہے کہ ظل سدرہ تک اُڑتی ہے میل میل مین باز سلطان کا ہون نادر و نیک پے کرگس نہین ہون اور مردار سے دور ہون کرگس کو چھوڑ کہ مین خادم تیرا ہون اور میرا پر سو کرگسون سے بڑا ہے اندھے پن سے کب تلک جولان رہے کا کسب و پیشہ کو استا چاہیے یعنی عقل جزوی مثل کرگس کے مردار خوار ہے تو عقل ابدالون کی حاصل کر کہ سدرہ تک کبھی پہونچا دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شہر چین الخ ۲ شعر شہر مین یعنی شہر چین مین تو خود کو رسوا کر نہین اور عاقل کو ڈھونڈھ اس کا دروازہ نہ چھوڑ وہ افلاطون وقت جو کچھ کہ کہے حرص کو چھوڑ اور تو جا اس کے قول پر سب لوگ چین مین کہتے ہین از راہ حسد کے اپنے شاہ کی نسبت کہ بے اولاد ہے کہ ہمارے شاہ نے خود بچہ نہین جنا ہے بلکہ زن کو اپنی طرف آنے نہین دیا ہے جس نے شاہون سے اُسے ایسا کہا اس کی گردن تیغ سے جدا ہوئی ہے شاہ اُسے کہے کہ جو تو نے یہ کہا ہے جلد ثابت کر کہ مین عیال رکھتا ہون کہ میری دختر کو تو ثابت کرے تجھ کو امن ہو وے میری تلوار سے یعنی دنیا چین ہے اور شاہ اسکا خدا ہے پس خدا کی اولاد نہین ہے پس تو دختر شاہ چین کا تصور کرتا ہے آگے قول ہو شاہ کا فافہم ۱۲

جمله می گویند اندر چین بجد   بهر شاه خویشتن که لم یلد
شاه ما خود هیچ فرزندے نزاد   بلکه سوی خویش زن را ره نداد
هر کل از شاهان بدین نوعش بگفت   گردنش با تیغ بران گشت جفت
شاه گوید چونکه گفتی این مقال   زود ثابت کن که من دارم عیال
مر مرا دختر اگر ثابت کنے   یافتی از تیغ تیزم ایمنی
ورنه بیشک من ببرم حلق تو   برکشم از صوفی جان دلق تو
سر نخواهی برد هیچ از تیغ تو   اے بگفت لاف کذب آمیغ تو
بنگر ای از جهل گفته ناحقی   پُر ز سرهای بریده خندقی
خندقی از قعر خندق تا گلو   پُر ز سرهاے بریده از غلو
جمله اندر کار این دعوی شدند   گردن خود را بدین دعوی زدند
هین ببین آخر بچشم اعتبار   اینچنین دعوی میندیش و میار
تلخ خواهی کرد بر ما عمر ما   که برین میدارد ای داور ترا
گر رود صد سال آن کا گاه نیست   بر عمی آن از حساب راه نیست
بے سلاحے در مرو در معرکه   همچو بیباکان مرو در تهلکه
این همه گفتند و گفت آن ناصبور   که مرا زین گفتها آید نفور
سینه پُر آتش مرا چون منقل ست   کامل آمد کشت وقت منجل ست
صدر را صبری بد اکنون آن نماند   بر مقام صبر عشق آتش فشاند
صبر من مُرد آن شبی که عشق زاد   درگذشت او حاضران را عمر باد
ای محدث از خطاب و از خطوب   درگذشتم آهن سردی مکوب

کہتے ہین سب چین کے اندر بجد   نسبت اپنے شاہ کے کہ لم یلد
شہ ہمارے نے نہ خود بچہ جنا   بلکہ زن کو اپنے سو آنے دیا
جس نے شاہون سے اُسے ایسا کہا   اُسکی گردن تیغ سے ہوئی ہی جدا
شہ کہے جو کہ کہا تونے یہ قال   جلد ثابت کر کہ مین رکھون عیال
گر مری دختر کو تو ثابت کرے   امن تجھکو ہووے میری تیغ سے
ورنہ[1] بیشک کاٹون تیرے حلق کو   صوفی جان سے مین چھینون دلق کو
تیغ سے تیرا کبھی نے سر بچا   دعوی کذب آمیز اے تونے کہا
اے تو اپنی جہل سے باتین کہے   سرکٹون سے پر تو خندق دیکھ لے
ایک خندق جڑ سے لیکر تا گلو   پر کٹے سر سے ہے از راہ غلو
جملہ اس دعوی کے اندر بس گئے   سر کٹا یا اپنا اس دعوی سے سب
چشم عبرت سے تو آخر دیکھ لے   ایسا پھر تو دعوئی ہرگز مت کرے
تو کریگا تلخ ہماری عمر کو   کہ رکھے اس شے پے حق کو تیرے جو
بیخبر[2] گر سو برس تک رہ چلے   اندھے پن سے نے حساب راہ ہی
جنگ مین مت جا تو بے ہتھیار کے   مثل بے ڈر تہلکہ مین مت پڑے
یہ کہا سب کچھ وہ بولا ناصبور   کہ مجھے اس بات سے آئے نفور
سینہ مجمر سا مرا پُر آگ ہے   کھیتی پکی وقت اب کٹنے کا ہی
صبر سینہ کو تھا اب وہ نے رہا   عشق نے دی جائے صبر آتش لگا
مرگیا صبر عشق جب پیدا ہوا   وہ گیا حاضر رہین زندہ سدا
ناصحا[3] گذرا نصیحت پند سے   مین تری مت کوٹ آہن سرد سے

[1] ورنہ بیشک الخ ۲ شعر ورنہ تیرے حلق کو بیشک کاٹون اور صوفی جان سے مین دلق کو چھینون تیرا سر تیغ سے کبھی نہ بچا اے تونے دعوئی کذب آمیز کیا ہی تو اپنی جہل سے باتین کرے سرکٹون سے تو خندق پر دیکھ لے ایک خندق جڑ سے لیکر گلو تک سرکٹون سے پُر ہے از راہ غلو کے جملہ اس دعوے کے اندر گئے اور اپنا سر کٹا یا اس دعوے سے تو چشم عبرت سے آخر دیکھ لے اب پھر تو دعوئی ہرگز مت کرے تو ہماری عمر کو تلخ کریگا کہ حق کو کس شے پر جو تجکو رکھے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بے خبر الخ ۶ شعر اگر بے خبر سو برس تک راہ چلے اندھے پن سے حساب راہ نہین ہے آگے مثال ہے تو جنگ مین نہ جا بے ہتھیار کے اور بے ڈر کے مانند تہلکہ مین مت پڑے آگے جواب برادر کلان کا ہے یہ سب کچھ کہا مگر اُس ناصبور نے کہا کہ مجھے اس بات سے نفرت آئے میرا سینہ مجمر کے مانند پر آتش ہے کھیتی پکی اب وقت کٹنے کا صبر سینہ کو تھا اب وہ نہین رہا عشق نے بجائے صبر آتش لگادی ہے صبر مرگیا جب کہ عشق پیدا ہوا وہ گیا اب وہ حاضر ہمیشہ زندہ رہین آگے سوزش عشق کا بیان ہے ۱۲ [3] ناصحا الخ ۷ شعر اے ناصح مین تیری نصیحت و پند سے تیری گذر امت کوٹ آہن سرد سے مین سرنگون ہون تو میرا یا تون کھول میرے جملہ جزو کو سمجھ کہان ہے مین اپنے اونٹ کو کھینچون جب تلک سکون جو وہ گر پڑے قتل سے اس کے مین خوش ہون سو خندقین سرکٹون سے بھری ہین میرے درد کے آگے ایک ہنسی ہی پھر مین خوف سے طبل خواہش کا پوشیدہ نہ بجاونگا مین دشت مین بجاؤن برملا یا سر گیا یا صنم مجھ سے ملا آگے مثال ہے جو حلق اس بادہ کے لائق نہین ہے وہ شمشیر سے کٹا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سرنگونم هین رها کن پای من | فهم کن در جملهٔ اجزای من
اشترم من تا توانم می کشم | چون فتادم راز با کشتن خوشم
بر سر مقطوع اگر صد خندق است | پیش درد من مزاح مطلق است
من نخواهم زد گر از خوف و بیم | اینچنین طبل هوا زیر گلیم
من علم اکنون بصحرا می زنم | یا سر اندازی و یا روی صنم
حلق کان نبود سزای آن شراب | آن بریده به ز شمشیر و ضراب
دیده کان نبود ز وصلش در فره | آنچنان دیده سفید و کور به
گوش کان نبود سزای راز او | بر کنش که نبود آن بر سر نکو
اندر آن دستی که نبود آن قصاب | آن شکسته به بساطور قصاب
آنچنان پایی که از رفتار او | جان نپیوندد بنرگس زار او
آنچنان پا در حدید اولی‌تر است | آنچنان پا عاقبت درد سر است

سرنگون ہون کھول میرا پاؤن تو | کان سمجھ ہے میرے جملہ جزو کو
کھینچون اونٹ اپنے کو مین جبتک سکون | جو کرے وہ قتل سے خوش ہو سکے ہون
سرکٹون سے خندقین ہین بھری | میرے آگے درد کے اک ہی ہنسی
مین بجاؤن گا نہ پھر اب خوف سے | طبل خواہش کو نہان تو جان لے
مین بجاؤن دشت مین اب یہ ملا | یا گیا سر یا صنم مجھ سے ملا
حلق[۱] جو لائق نہ اُس بادہ کے ہو | وہ کٹا بہتر ہے بس شمشیر سے
آنکھ کو نے وصل سے اُسکی خوشی | ایسی آنکھ اندھی ہے بہتر اور بھلی
کان کہ نے لائق اُسکے راز کے | سر پہ وہ بہتر نہین تو کاٹ ڈالے
ہاتھ کہ مال قصاب اب نے رکھے | وہ کٹا بہتر ہے بس ساطور سے
پاؤن ایسا کہ بس اُسکی چال سے | جان ملے اسکی نہ نرگس زار سے
ایسا پا زنجیر مین ہے خوب تر | ایسا پا انجام مین ہے درد سر

بیان مجاہد کہ دست مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بسطت عطاے حق کہ آن مقصود ست از طرف دیگر و بسبب عمل دیگر بدو برساند کہ در وہم او نبودہ باشد و او درین طریق معین امید بستہ ہمین در می زند شاید کہ حق تعالیٰ آن روزی را از در دیگر برساند کہ او آن تدبیر نہ کردہ باشد

ویرزقہ من حیث لا یحتسب العبد یدبر و اللہ یقدر

بیان ایسے مجاہد کا کہ ہاتھ مجاہدہ سے باز نہ رکھے اگرچہ جانتا ہی کہ عطاے حق بڑی ہو وہ مقصد دوسری طرف سے بسبب عمل دوسرے کے اُسکو پہونچاتا ہی کہ اُسکے وہم مین نہوا اور وہ اُمید سے بموجب قاعدہ کے دروازہ بجاتا ہی شاید کہ حق تعالیٰ وہ آرزو اُسکی دوسرے سے پوری کرا دے کہ اُس نے وہ تدبیر نہ کری ہو

ویرزقہ من حیث لا یحتسب العبد یدبر و اللہ یقدر

اور رزق دیتا ہی وہ اس طرح سے کہ نہین حساب کیا جاتا ہی بندہ تدبیر کرتا ہی اور اللہ تقدیر

[۱] آنکھ آخ ۵ شعر جو آنکھ کہ اسکے وصل سے خوش نہین ہی ایسی آنکھ اندھی بہتر ہی جو کان کہ لائق اس راز کے نہین ہی وہ سر پہ بہتر نہین ہی تو اسے کاٹ جو ہاتھ کہ مال قصاب نہین رکھتا ہے وہ چھری سے کٹا ہوا بہتر ہے ایسا پاؤن کہ اس کی چال سے جان اس کی نرگس زار سے نہ جاوے پس ایسا پاؤن انجام مین درد سر ہے یعنی اب مین عشق سے ناچار ہون بجز یار کے ملے مجکو چارہ نہین ہے آگے مجاہد کا بیان مثال مین میت کے ہی کہ خدا ہر حال مین بندے کے شریک ہی فافہم ۱۲

ور بود که بنده را او هم بندگی بود که مرا از
غیر این در برساند اگرچه حلقهٔ
این در می زنم حق سبحانہ تعالے
اورا هم ازین در روزی رساندنے
این همه درهاے یک سرا یست

اور ہوتا ہی کہ بندہ کو وہم بندگی کا ہو کہ مجھے اس
در کے سوا اور در سے پہونچاوے اگرچہ
حلقہ اس در کا بجاتا ہون حق تعالیٰ اسکو
اسی در سے روزی پہونچاوے حاصل کلام
یہ سب دروازے ایک ہی در کے ہین

یا درین ره می بیابم کام من — یا چو باز آیم ز ره سوی وطن
گو که موقوفست کامم بر سفر — چون سفر کردم بیابم در حضر
یار را چندان بجویم جد و جست — تا بدانم که نمی بایست جست
این معیت کے رود از گوش من — تا نگردم گرد دوران زمن
کے کنم من از معیت فهم راز — جز که بعد از سفرهاے دراز
حق معیت گفت و دل را مهر کرد — تا که عکس آن بگوش آید نه طرد
چون سفرها کرد دل را راه داد — بعد ازان مهر از دل او برگشاد
چون خطاها آن صفات با صفا — گردش روشن ز بعد دو خطا
بعد ازان گوید اگر دانستمی — این معیت را کی او را جستمی
دانش آن بود موقوف سفر — ناید آن دانش به تیزی فکر
آنچنان کز وجه دام شیخ بود — بسته موقوف گریهٔ آن عنود
کودک حلوائی بگریست زار — توختہ شد دام آن شیخ کبار

یا اُسی رہ میں مجھے مقصد ملے[۵] — یا وطن کو لوٹ آوین رہ سے
میرے مقصد کا سفر پر ہے حصر — جو سفر ہو پاؤن مین اندر حضر
یار کو کوشش سے ڈھونڈھوں خوب سا — تب مین جانون چاہیئے نہ ڈھونڈھنا
یہ معیت دور ہو کب کان سے — تا زمانہ مین نہ گردش ہو مجھے
کب معیت کا سمجھ مین آئے راز — پر سوا بعد سفرہاے دراز
حق معیت بول دل پر مہر کی — تا کہ عکس اُسکے سنے نہ اجبی
جو کیے از بس سفر رہ دل کو دی — بعدہ مہر اس کے دل سے دور کی
وہ[۶] صفات اب جو خطا مین آگئی — وہ خطا کے بعد روشن ہو اُسے
بعد اُسکے کہوے گر مین جانتا — یہ معیت اُس کی کب مین جانتا
وہ سمجھ اسکی تھی موقوف سفر — نے سمجھ آئے نہ تیزی فکر
جس طرح سے قرض و وام اس شیخ کا — گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا
طفل نے حلوائی کے گریہ کیا — بس ادا قرضہ ہوا اس شیخ کا

[۵] یا اُسی مین الخ شعر یا اُسی رہ مین مقصد مجکو ملے یا وطن کو راہ سے لوٹ آون میرے مقصد کا حصر سفر پر ہے جو سفر ہو مین حضر مین پاؤن یار کو خواب مین کوشش سے ڈھونڈھون تب مین جانون کہ ڈھونڈھنا نہین چاہیئے یہ معیت گوش سے کب دور ہو کہ تا زمانے مین مجھے گردش نہو معیت کا راز کب سمجھ مین آئے لیکن بعد سفرہاے دراز حق نے معیت کہی اور دل مین مہر کی تا کہ برعکس اس کے سنے نہ اجبی جو سفر از بس کئے دل کو راہ دی اور بعدہ مہر اُسکے دل سے دور کی یعنی ایک زمانہ تک کوشش کرے اور جہان مین یار کو ڈھونڈھے تب راز معیت حق کا اُس پر کھلے کہ حق تعالیٰ اپنے ساتھ ہے مین کہان اسکو ڈھونڈھتا ہون آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲

[۶] وہ صفات الخ شعر وہ صفات معیت کی اچھے خطا مین آئین پس وہ خطا کے ساتھ اُسے روشن ہو بعد اسکے کہے کہ اگر مین جانتا اسکی معیت کو کب مین ڈھونڈھتا وہ سمجھ اسکی موقوف سفر پر تھی نہ سمجھ آئے تیزی فکر سے یعنی خطا مین قاعدہ علم حساب سے ہے پس اُن دو خطا سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح سفر سے معیت حق تعالیٰ سمجھ مین آتی ہے آگے اسکی مثال ہے جس طرح سے اُس شیخ کا قرض و وام گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا حلوائی کے طفل نے گریہ کیا پس اس شیخ کا قرض ادا ہوا وہ داستان معنوی مین بیان ہوئی اس سے پیشتر متن مثنوی دفتر دوم مین وہ حکایت لکھی ہے اگر تو نے نہین دیکھی ہے تو پھر اسطرف لوٹ جا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفتہ شد آن داستان معنوی | پیش ازین اندر خلال مثنوی
این سخن در دفتر دوم گذشت | گر نمی دانی کن آنجا باز گشت
در دلت خوف افگند از موضعی | تا نباشد غیر انت مطمعی
در طمع خود فائدہ دیگر نہد | وان مرادت از کسی دیگر دہد
ای طمع بربستہ یک جای سخت | کایدم میوہ ازین عالی درخت
آن طمع زینجا نخواہد شد وفا | بل ز جائے دیگر آید آن عطا
آن طمع را پس چرا در تو نہاد | چون نبودش نیت اکرام و داد
از برائے حکمتی و صنعتی | نیز تا باشد دلش در حیرتی
تا دلت حیران بود ای مستفید | کاین مرادم از کجا خواہد رسید
تا بدانی عجز خویش و جہل خویش | تا شود ایقان تو در غیب بیش
ہم دلت حیران شود در منتجع | کہ چہ رویاند مصرف زین طمع
طمع داری روزئی در دروزئی | تا ز خیاطی بری زر تا زیے
رزق تو در زرگری آید پدید | کہ ز وہمت بود آن مکسب بعید
پس طمع در روزئے بہر چہ بود | چون ترا در جاے دیگر در کشود
بہر نادر حکمتے در علم حق | کہ نوشت آن حکم را در ما سبق
نیز تا حیران شود اندیشہ ات | تا کہ حیرانی بود کل پیشہ ات
یا وصال یار زین سعیم رسد | یا ز راہ خارج از سعی جسد

وہ بیان ہوئی داستان معنوی | پیشتر اس سے بہ متن مثنوی
دفتر دوم مین ہے یہ سب لکھا | گر نہین تو جانتا پھر لوٹ جا
خوف اک جا سے ترے دلمین پڑے | جاے طمع اُس سوا نے ہو تجھے
خود طمع مین اور کا نفع رکھے | وہ مراد اک دیوے تجھکو اور سے
اے طمع اک جا پے باندھی تونے ہے | کہ ملے اس نخل سے میوہ مجھے
وہ طمع اس جا سے نے ہووے وفا | دوسری جا سے وہ بل آئے عطا
وہ طمع تجھ مین رکھی کس واسطے | جو نہ تھی اکرام کی نیت اُسے
ایک حکمت اور صنعت کیلئے | تا کہ اسکے دل کو بھی حیرت رہے
تا کہ دل حیران ہووے بس ترا | کہ مراد اب مین کہان سے پاؤنگا
تا تو جانے اپنے عجز و جہل کو | غیب مین زیادہ یقین تا تجکو ہو
دل چراگہ مین ہو حیران بس ترا | اس طمع سے اُسنے کیون پیدا کیا
طمع خیاطی مین روزی کی رکھے | تا کہ خیاطی سے اب روٹی ملے
زرگری سے رزق تیرا پیدا ہو | وہم سے تھا دور تیرے کسب وہ
طمع خیاطی کی کیون تھی ظاہرا | دوسری جا پر تجھے جو در کھلا
علم حق مین اعلی حکمت کیلئے | اس نے لکھا حکم بس پہلے سے ہے
تا کہ حیران ہوئے اندیشہ ترا | تا کہ حیران ہووے کل پیشہ ترا
یا وصال یار اس سعی سے ملے | یا کوئی رہ اور حاصل ہو مجھے

سطر ۹ خوف الخ ۱ شعر ایک جا سے خوف تیرے دل مین پڑے اس کے سوا جائے طمع تجھے نہ ہو خود طمع مین اور کا نفع رکھے اور وہ تجھکو مراد اور سے دیوے آگے مثال ہے اے شخص تو نے طمع ایک جا سے باندھی ہے کہ اس نخل سے مجھے میوہ ملے وہ طمع اس جا سے وفا نہ ہووے بلکہ دوسری جا سے وہ عطا آئے وہ طمع تجھ مین کس واسطے رکھی جو اسے اکرام کی نیت نہ تھی طمع ایک حکمت و صنعت کیواسطے ہے تا کہ اُس کے دل کو حیرت رہے یعنی طمع ایک شے کی ایک سے رکھے اور وہ شے دوسری جا سے ملے اور جس سے یہ طمع رکھتا ہے اس سے دوسرے کو نفع پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطر ۱۲ تا کہ دل الخ ۶ شعر تا کہ تیرا دل بس حیران ہووے کہ اب مین مراد کہان سے پاؤنگا تا کہ تو جانے اپنے عجز و جہل کو تا کہ تجکو غیب مین یقین زیادہ ہو پس تیرا دل چراگاہ مین حیران ہو کہ اس طمع سے اس سے کیون پیدا کیا طمع روزی کی خیاطی مین رکھی تا کہ اب روٹی خیاطی مین ملے دیا رزق زرگری سے پیدا ہو کہ تیرے وہم سے وہ کسب دور تھا طمع خیاطی کی کیون ظاہر اتھی کہ جو دوسری جا پر تجھے در کھلا یعنی تجکو طمع ایک کسب سے روزی کی ہوا اور وہ روزی تجکو دوسرے سبب سے ملے پس تیرا دل حیران ہو کہ یہ طمع مجھ مین کیون پیدا کی آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سطر ۱۳ علم حق مین الخ ۶ شعر علم حق اعلی حکمت کے واسطے اس نے پہلے سے حکم لکھا ہے تا کہ اندیشہ تیرا حیران ہووے تا کہ کل پیشہ تیرا حیران ہووے یا وصال یار کا اس سعی سے ملے یا کوئی اور راہ حاصل ہو مجھے نہ کیون کہ اس راہ سے مراد آئے تڑپتا ہون کہ تا جس جگہ سے ملے مرغ بسمل ہر طرف پڑا تڑپتا ہے کہ تا جان تن کی کس طرف رہا ہووے اس سفر سے یا مراد اپنی ملے یا کہ ذات البرج کی ایک برج سے یعنی علم حق مین ایک بڑی حکمت کے واسطے اس نے اول سے حکم لکھا ہے کہ مراد تمکو سفر سے حاصل ہو اور کوئی جگہ سے جیسے مرد میراثی کو سفر مین کوتوال کے خواب سے گھر مین مراد ملی آگے اس کی حکایت ہے فافہم ۱۲

من نگویم زین طریق آید مراد — می طپم تا از کجا خواهد گشاد
سر بریده مرغ هر سو می فتد — تا کدامی سو رهد جان از جسد
یا مراد من برآید زین خروج — یا ز برجی دیگر از ذات البروج
ضم ہر برجان کی ۱۲

نے کہون آئی مراد اس لئے — ہون تڑپتا کس جگہ سے تا ملے
مرغ بسمل ہر طرف تڑپے پڑا — جان تن کی کس طرف سے ہو رہا
اس سفر سے یا مراد اپنی ملے — یا کہ ذات البروج کے اک برج سے

حکایت مرد میراث یافته که در خرج و اسراف کرد و مفلس شد

حکایت مرد میراث پائے ہوئے کی کہ اُس مین اسراف کیا اور مفلس ہوا

بود زر میراث تیرا بے شمار — جمله را خورد و بماند او زار زار
مال میراثی ندارد خود وفا — چون بناکام از گذشته شد جدا
او ندارد قدر ہم کارزان بیافت — کو بکد و کسب و رنجش کم شتافت
قدر جان را ن می ندانی ای فلان — که بدادت حق به بخشش رائگان
نقد رفت و جنس رفت و خانها — ماند چون چغدان درین ویرانها
گفت یا رب برگ دادی رفت برگ — یا بده برگی و یا بفرست مرگ
چون تہی شد یاد حق آغاز کرد — یا ربی و یا ربی اجری ساز کرد
چون پیمبر گفت مومن مزہرست — در زمان خالیے ناله گرست
چون شود پر مطربش بنهد ز دست — پر مشو کاسیب دست او خوش است
تی شو و خوش باش بین الاصبعین — کز می لا این سرمست است این
رخت طغیان آب از چشمش گشاد — ابر چشمش زرع دین را آب داد
در دعا و لابه و در زد هر دو دست — زر طلب شد بے تعب آن زر پرست

پاس ۱۵ میراثی کے زر تھا بیشمار — سب کو کھایا اور رہا مفلس و خوار
مال میراثی نہین رکھے وفا — جو ہوا ناکام موتی سے جدا
قدر نے جانی کہ پایا مفت تھا — کسب و محنت مین وہ کم تھا دوڑتا
قدر جان سے جانے تو اسواسطے — کہ خدا نے مفت دی اب تجکو ہی
گھر و بار اور نقد و جنس آخر گیا — پس وہ ویرانے مین الو سا رہا
بولا یا رب جو دیا سامان گیا — یا تو دے سامان و یا موت و فنا
جو ہوا مفلس شروع کی یاد رب — دے پنہ یا رب وہ کہتا روز و شب
بولے ۱۶ پیغمبر ہے مومن مزمر ایک — وقت خالی بطن کے نالان ہو نیک
جو ہو پر رکھدیوے مطرب ہاتھ سے — پر نہ ہو آسیب دست اب خوب ہے
خالی ہو کر رہ تو بین الاصبعین — کہ می لا این سے ہو سرمست این
آب طغیان چشم سے اُس کی رکھے — کشت دین سبز اسکی ابر چشم سے
ہاتھ اُٹھائے دونون بہر اندر دعا — اور طلب بے رنج و زر اُسنے کیا

در بیان سبب تاخیر اجابت دعاے مومن از حضرت عزت

مومن کی دعا دیر مین قبول ہونے کا سبب

۱۵ پاس میراثی کے آخر ۷ شعر میراثی کے پاس زر بیشمار تھا سب کو کھایا مفلس و خوار ہوا کہ مال میراثی وفا نہین رکھتا ہی کیونکہ ناکام موتی سے جدا ہوا ہو قدر نہجانے کہ مفت مین پایا تھا کسب محنت مین وہ کم پھرا دوڑا تھا آگے اسکا حال ہی قدر جان کی تو اسواسطے نہین جانتا ہی کہ خدا نے تجکو مفت دی ہی کہ گھر و بار و نقد و جنس آخر گیا پس وہ ویرانہ مین الو کے مانند رہا آگے رجوع بقصہ ہی کہا کہ یا رب جو سامان دیا وہ سب گیا یا سامان دے یا موت و فنا دے جو مفلس ہوا یاد رب کی شروع کی کہ یا رب پناہ دے وہ روز و شب کہتا یعنی حق تعالی نے جان انسان کو مفت دی ہے اسواسطے وہ قدر اس کی نہین جانتا ہو آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

۱۶ بولے پیغمبر آخر ۵ شعر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ مومن ایک مزمر ہے وقت خالی بطن کے بہت نالان سو جو پر ہو مطرب ہاتھ سے رکھدے جو نہو آسیب ہاتھ کا خوب ہے تو خالی ہو کر درمیان دو انگلیون کے رہ کہ شراب لا مکان سے مست یہ مکان ہے اس کی چشم سے آب طغیانی رکھے اور کشت دین سبز ہوا اسکی ابر چشم سے دونون ہاتھ اُٹھائے اندر دعا اور زر بیرنج اُس نے طلب کیا یعنی مومن مثل نے کے خالی پیٹ ہوتا ہے آواز خوب دیتا ہے اور عجز کرتا ہے کہ افلاس اس کو نیک ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ای بسا مخلص کہ نالد در دعا — تا شود دود خلوصش بر سما
تا شود بالای این سقف برین — بوی مجمر از انین المذنبین
پس ملائک با خدا نالند زار — کای مجیب ہر دعای مستجار
بندۂ مومن تضرع می کند — او نمی داند بجز تو مستند
تو عطا بیگانگان را می دہی — از تو دارد آرزو ہر مشتہی
حق بفرماید نہ از خواری اوست — عین تاخیر عطا یاری اوست
نالۂ مومن ہمی داریم دوست — گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من — آن کشیدش مو کشان در کوی من
گر برآرم حاجتش او وا رود — ہم در آن بازیچہ مستغرق شود
گرچہ نالد بجان او سوگوار — دل شکستہ سینہ خستہ زار زار
خوش ہمی آید مرا آواز او — وان خدایا گفتن و آن راز او
وانکہ اندر لابہ و در ماجرا — می فریباند بہر نوعے مرا
طوطیان و بلبلان را از پسند — از خوش آوازی قفس در میکنند
زاغ را و چغد را اندر قفس — کو کند این خود نیاید در قصص
پیش شاہد باز چون آید دو تن — آن یکی کمپیر و آن یک خوش ذقن
ہر دو نان خواہند او زو تر فطیر — آرد و کمپیر را گوید کہ گیر
وان دگر را خوا ستش قد و خد — کے دہد نان بل بتاخیر افگند

اے[۱] بہت مخلص دعا میں رو کے گر — جائے تا دود خلوص افلاک پر
جائے تا کہ سقف پر افلاک کے — بوے مجمر گریہ عصیان کے
رو کے کہتے ہیں ملک اللہ کے — کاے مجیب ہر دعاے زار کے
بندہ مومن کرتا زاری تجھسے ہے — تجھ سوا جائے پناہ نے وہ رکھے
جب عطا بیگانوں کو تجھ سے ملے — آرزو تجھسے ہر اک طالب رکھے
حق یہ فرمائے کہ نے خواری سے ہے — عین تاخیر عطا یاری سے ہے
نالہ مومن کو رکھتا دوست ہوں — کہد و زاری کر کہ اعزاز اسکو دوں
لایا[۲] حاجت میری سو غفلت سے وہ — میرے کوچے میں اُسے کھینچے ہے وہ
پوری حاجت گر کروں میں جائے وہ — اور وہ اس کھیل میں بس غرق ہو
گرچہ روتا جان سے ہو وہ سوگوار — دل شکستہ سینہ خستہ اور نزار
مجکو خوش آتا ہے اُس کا چیخنا — اور خدایا کہنا راز اک کھولنا
اور خوشامد میں وہ اندر کام کے — ہر طرح پر کرتا مائل ہے مجھے
طوطی اور بلبل کو خوش آواز سے — کرتے ہیں اندر قفس کے قید اُسے
زاغ و اُلّو نے رکھیں اندر قفس — جو نہیں کہتے حکایت اور قصص
آگے[۳] رنڈی باز کے جو آئیں وہ — ایک بڑھیا دوسری خوش شکل ہو
دونوں روٹی مانگیں اس سے آن کر — روٹی اس بڑھیا کو دیوے جلد تر
دوسری کو کہ وہ بس خوش شکل ہے — روٹی کب دے بلکہ دیر اس میں کرے

۵۱ اے بہت الخ ے شعر اے مخلص اگر دعا میں بہت روئے تا جائے دود خلوص افلاک پر تا کہ سقف پر افلاک پر جائے تو مجمر گریہ عصیان سے فرشتے رو کر کہتے ہیں اللہ سے کہ اے مجیب ہر دانا سے راز کے بندۂ مومن تجھ سے زاری کرتا ہے کہ تجھ سوا وہ جائے پناہ رکھتا ہے جو تجھسے عطا بیگانے کو ملتا ہے تو ہر ایک طالب تجھ سے آرزو رکھتا ہے حق یہ فرمائے کہ خواری سے نہیں ہے بلکہ تاخیر عطا یاری سے ہے میں نالۂ مومن کو دوست رکھتا ہوں کہد و زاری کر کہ اس کو اعزاز دوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ لایا حاجت الخ ۷ شعر وہ میری طرف حاجت غفلت سے لایا ہے اور وہ حاجت اُسے میرے کوچے میں کھینچتی ہے اگر میں پوری حاجت کر دوں وہ چلا جائے اور وہ اس کھیل میں غرق ہو اگرچہ وہ سوگوار جان سے روتا ہو اور دل شکستہ و سینہ خستہ و نزار ہے مجکو اسکا چیخنا خوش آتا ہے اور خدایا کہنا اور راز کھولنا جو خوشامد میں وہ اندر کام کے ہر طرح پر مجکو مائل کرتا ہے آگے مثال ہے بلبل و طوطی کو خوش آتا ہے اندر قفس کے قید کرتے ہیں اور زاغ و الّو کو قفس میں نہیں رکھتے ہیں جو وہ حکایت ہے قصے وغیرہ نہیں کہتے یعنی مومن کی دعا و گر مانگنا حق تعالیٰ کو خوش آتی ہے اسواسطے وہ دعا اس کی جلد اور پوری نہیں کرتا کیونکہ پھر زاری نہ کریگا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
۵۳ آگے رنڈی باز کے الخ ۵ شعر آگے رنڈی باز کے دو جو آئیں عورتیں ایک بوڑھی دوسری خوب صورت ہو اور وہ دونوں روٹی مانگیں اس سے اگر تو بوڑھی کو روٹی جلد دیوے دوسری کو کہ وہ خوبصورت ہے روٹی نہ دے بلکہ اس کے دینے میں دیر کرے کہ تو تھوڑی دیر بیٹھ کہ روٹی تازی پکاتے ہیں روٹی گرم لاکر اس کو دے اور کھوے بیٹھ اس کو حلوا آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گویدش بنشین زمانی بے گزند	کہ بجا نہ نان تازہ می پزند	اس سے کہوے بیٹھ تھوڑی دیر تو	روٹی تازی ہین پکاتے ای نکو
چون رسد آن نان گرمش بعد کد	گویدش بنشین کہ حلوا میرسد	جو کہ روٹی گرم اسکو لاکے دے	کہو اسکو بیٹھ حلوا آئے ہے
ہم بدین فن دار دارش می کنند	وز رہ پنہان شکارش می کنند	پس[1] مدارات اسکی اس فن سے کرے	اور پھانسے دام مین پنہان اُسے
کہ مرا کاریست با تو یکزمان	منتظر می باش ای خوب جہان	کہ مجھے اک کام دم بھر تجھسے ہی	منتظر رہ اے حسینہ نیک پے
تا بدین حیلت فریباندورا	تا مطیع و رام گرداندورا	تا اسے مائل اس حیلہ سے کرے	تا مطیع تابع کرے اپنا اُسے
مثل آن کمپیر و آن بیگانگان	شاہد خوشروی مثل مومنان	مثل اس بڑھیا کے ہین بیگانگان	شاہد خوشرو کی صورت مومنان
بے مرادی مومنان از نیک و بد	تو یقین میدان کہ بہر این بود	بے مرادی مومنونکی اس لئے	نیک و بد سے بالیقین تو جان لے
اینچنان زندان مومن زین بود	کافران را جنت عالی بود	یہ جہان مومن کو زندان اس لیے	کافرون کو اک بہشت نقد ہی

دیدن میراثی بخواب کہ در مصر بفلان موضع گنج است و رفتن بہ شہر مصر بہ طلب آن

دیکھنا میراثی کا خواب مین کہ مصر کی فلانی جا گنج ہے اور جانا شہر مصر کو اُس کی طلب مین

خواجہ چون میراث خورد و شد فقیر	آمد اندر یا رب و گریہ نفیر	خواجہ[2] جو میراث کھا مفلس ہوا	آیا اندر یا رب و گریہ بکا
خود کہ گوید این در رحمت نثار	کہ نیابد در اجابت صد بہار	کون کوٹے یہ در رحمت نثار	کہ اجابت مین نہ پائے سو بہار
خواب دید و ہاتفی گفت و شنید	کہ غنای تو بہ مصر آید پدید	خواب دیکھا بولا ہاتف اور سُنا	کہ عیان ہو مصر مین تیری غنا
رو بہ مصر آنجا شود کار تو راست	کرد گریہ ات را قبول و مرتجاست	مصر کو جا کام تیرا ہو روا	گریہ اس حامی نے اب تیرا سنا
در فلان موضع یکے گنج ست زفت	در پے آن بایدت تا مصر رفت	کہ فلانی جا پہ گنج اک ہی بڑا	مصر تک اُس کے لئے جا تو بھلا
در فلان کوہی فلان موضع دفین	ہست گنجے سخت نادر بس ثمین	کہ فلان کوچہ و جا مین دفن ہی	ہے بڑا اک گنج نادر جا کے لے
بید رنگی ہین ز بغداد اے پسر	رو بسوی مصر و منبت گاہ زر	بید رنگ اب ای پسر بغداد ہی	مصر کو جا کہ وہ زر کی کان ہی
چون ز بغداد آمد او تا سوی مصر	گرم شد پشتش چو دید او روی مصر	آیا[3] جو بغداد سے تا سوے مصر	پائی طاقت جو کہ دیکھا روی مصر

[1] پس مدارات الخ ۴ شعر یس اس فن سے مدارات کرے اور پوشیدہ دام مین اُسے پھانسے کہ مجھے ایکدم بھر تجھ سے کام ہی منتظر رہ ای حسینہ تاکہ اُسکو مائل اس حیلہ سے کرے اور تا مطیع و تابع اپنا اُسے کرے یس مثل اس بڑھیا کے بیگانگان ہین اور شاہد خسرو کے مانند مومنان ہین اسواسطے بیمرادی مومنون کی ہی یس نیک و بد سے بالیقین جان لے اسواسطے یہ جہان مومن کو زندان ہی اور کافر کو ایک بہشت نقد ہے یعنی حق تعالی دعا بیگانون کی جلدی پوری کر دیتا ہے کہ انکی دعا سے خوش نہین ہوتا ہی اور مومن کی دعا مین دیر کرتا ہی اُسکی التجا اسکو بہتر معلوم ہوتی ہی آگے مرد میراثی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] خواجہ جو الخ ۷ شعر خواجہ جو میراث کھا کر مفلس ہوا آیا اندر یا رب گریہ و بکا مین آگے حقائق ہین اس در رحمت نثار کو کون کوٹے کہ اجابت مین سو بہار نہ پائے خواب دیکھے وہ ہاتف نے کہا اور سنا کہ تیری غنا مصر مین عیان مصر کو جا تیرا کام روا ہوگا گریہ تیرا اس حامی نے سنا ہی کہ فلانی جا ایک بڑا گنج ہی کہ مصر تک سکے واسطے جا کہ فلانے کوچہ و جا مین دفن ہی ایک بڑا نادر گنج ہی کہ جا کہے اے پسر بید رنگ بغداد سے مصر کو جا کہ وہ کان زر کی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] آیا جو الخ ۶ شعر جو وہ آیا بغداد سے جانب مصر کے طاقت پائی جو کہ روے مصر دیکھا ہاتف کے وعدہ کے توقع پر کہ گنج مصر مین تو پائے واسطے دفع رنج کے ولیکن اس کو کچھ کھانے کو نہ رہا پس مخلوقات سے کچھ مانگنا چاہا ولیکن اس کو شرم دامنگیر ہوئی پس گھر سے خود کو صبر پر رکھا پر نفس اس کا بھوک سے از بس تڑپا کہ اس کو گدائی سے چارہ نہ ہوا کہا کہ شب کو مین پوشیدہ باہر جاؤن تاکہ شرم مانگنے سے وہان نہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

برامید وعدۂ ہاتف کہ گنج ۔ یابد اندر مصر بہر دفع رنج
لیک از نفقہ واز چیزے نماند ۔ خواست گریہ بر عوام الناس راند
لیک شرم وہمتش دامن گرفت ۔ خویش را بر صبر افشردن گرفت
باز نفسش از مجاعت بر طپید ۔ از گدائی کردن او چارہ ندید
گفت شب بیرون روم من نرم نرم ۔ تا ز ظلمت نایدم از کدیہ شرم
ہمچو شب کوبی کنم من ذکر و بانگ ۔ تا رسد از بامہایم نیم دانگ
اندرین اندیشہ بیرون شد بکو ۔ واندرین فکرت ہمین شد سو بسو
یکزمان مانع ہمی شد شرم وجاہ ۔ یکزمانی جوع می گفتش بخواہ
پاے پیش و پاے پس تا ثلث شب ۔ کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب

وعدہ ہاتف کے توقع پر کہ گنج ۔ مصر میں تو پائے بہر دفع رنج
لیک کچھ کھانے کو نے اسکو رہا ۔ چاہا مخلوقات سے کچھ مانگنا
شرم دامنگیر ہوئی اُس کی و لے ۔ اُس نے رکھا آپ کو بس صبر پے
نفس تڑپا اُس کا پس پھر بھوک سے ۔ نے گدائی سے ہوا چارہ اُسے
بولا شب کو جاؤں میں ہر نہاں ۔ مانگنے سے شرم تا نے ہو وہاں
مثل[۱] شب کوبی کروں میں فریاد و بانگ ۔ تاکہ پاؤں بام سے میں نیم دانگ
نکلا بس اس فکر سے وہ کو بکو ۔ پھرتا بس اس فکر سے وہ سو بسو
ایکدم ہوتی تھی مانع عز و جاہ ۔ ایکدم کہتی تھی بھوک اسکو کہ جاہ
پاؤں پیش و پا پس تا ثلث شب ۔ کہ میں مانگوں یا کہ سوؤں خشک لب

رسیدن آن شخص بمصر و بیرون آمدن بکوے در شب بجہت سر کوبی و گدائی و گرفتن عسس او را و مراد یس از رنج حاصل آمدن وعسیٰ ان تکرہوا شیئًا وہو خیر لکم ان مع العسر یسرا

پہونچنا اُس شخص کا مصر میں اور نکلنا اُس کا کوچہ میں شب کوبی و گدائی کے لئے اور پکڑنا کوتوال کا اُس کو اور مراد پانا اسکا بعد رنج کے وعسیٰ ان تکرہوا شیئًا (اور قریب ہے کہ کراہت کرتے ہوا ایک چیز) وہو خیر لکم ان مع العسر یسرا (اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے تحقیق ساتھ تکلیف کے فراخی ہے ۱۲)

ناگہانی خود عسس او را گرفت ۔ مشت و چوبش زد ز صفرا ناشگفت
اتفاقاً اندران شبہاے تار ۔ دیدہ بد مردم ز شب دزدان ضرار
بود شبہاے مخوف منتحس ۔ پس بجد میجست دزدان را عسس

ناگہاں[۲] شحنہ نے پکڑا اُسے ۔ مارے گھونسے لاٹھی اسکو خشم سے
اتفاقاً ان شبوں تاریک میں ۔ خلق کو چوروں سے ہوئی تھی اذیتیں
تھی وہ راتیں خوفناک اور پر وبال ۔ دزد کی تلاش میں تھا کوتوال

۱؎ مثل شب کوبی الخ یہ شعر مثل شب کوبی میں فریاد کروں تاکہ نیم دانگ بام سے پاؤں میں نکلا اس فکر سے کو بکو وہ اس فکر سے پھرتا سو بسو ایک دم شرم و جاہ مانع ہوتی تھی اور ایک دم بھوک اس کو کہتی تھی کہ مانگ پاؤں آگے دیا پاؤں پیچھے ثلث شب تک آتا جاتا کہ میں مانگوں یا کہ سوؤں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲؎ ناگہاں الخ یہ شعر ناگہان کوتوال نے اس کو پکڑا اور گھونسے و لاٹھی اس کو خشم سے ماری اتفاقاً ان شبوں تاریک میں خلق کو چوروں سے دقتیں ہوئی تھیں کہ دزد کی تلاش میں کوتوال تھا تا خلیفہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹو اگر شب کو میرا عزیز بھی نکلے شاہ نے کوتوال پر تاکید کی کہ چوروں پر تو کیوں رحیم ہوتا ہے تو اُن کے مکر کیوں یقین کرتا ہے تاکہ چوروں سے تو کیوں زر لیتا ہے جو چوروں اچکوں پر رحم ہے وہ ظلم و زحمت ضعیفوں پر آگے اس کے حقائق ہیں فافہم

تا خلیفه گفت که ببریده دست / هر که شب گردد دگر خویش من است
بر عسس کرده ملک تهدید و بیم / که چرا باشید بر دزدان رحیم
عشوه هاشان از چه رو باور کنید / یا چرا از ایشان قبول زر کنید
رحم بر دزدان و هر منحوس دست / بر ضعیفان زحمت و بی رحمی است
هین ز رنج خاص مگسل ز انتقام / رنج او کم بین مگر در رنج عام
اصبع ملدوغ ببر و زدفع شر / در تعدی و هلاک تن نگر
اتفاقاً اندران ایام دزد / گشته بود انبوه پخته و خام دزد
در چنین وقتش بدید و سخت زد / چوبها و زخمهای بی عدد
نعره و فریاد ازان درویش خاست / که مزن تا من بگویم حال راست
گفت اینک دادمت مهلت بگو / تا بشب چون آمدی بیرون بگو
تو نه زینجا غریب و منکری / راست گو تا بچه مکر اندری
اهل دیوان بر عسس طعنه زدند / که چرا دزدان کنون انبه شدند
انبهی از تست و از یاران تست / دائما یاران زشتت انخست
ورنه کین جمله را از تو کشم / تا شود ایمن ز شر هر محتشم
گفت او از بعد سوگندان پر / که نیم من خانه سوز و کیسه بر
من نه مرد دزدی و بیدادیم / من غریب مصرم و بغدادیم

ہاتھ کاٹو تا خلیفہ نے کہا / شب کو نکلے گر ہو میرا اقربا
شہ نے شحنہ پہ کری تاکید و بیم / کہ تو کیون چورون پہ ہوتا ہی رحیم
مکر اُنکے کیون یقین کرتا ہی تو / یا کہ زر چورون سے کیون لیتا ہی تو
رحم چورون اور اُچکّون پر جو ہے / ظلم اور زحمت ضعیفون پر وہ ہے
رنج خاصون سے نہ چھوڑ اب انتقام / رنج کم دیکھ اُنکا دیکھ اب رنج عام
کاٹ اُنگلی سانپ کاٹے تا بچے / دیکھ تن کی سوکھ تا صحت رہے
اتفاقاً اُن دنون چورونکا زور / بس جمع تھے پختہ بھی اور خام چور
دیکھا ایسے وقت مین مارا اُسے / لاٹھیون سے اور زخم از حد دیے
بس کری فریاد اُس درویش نے / کہ نہ مارو کہتا سچ ہون حال سے
بولا مہلت مین نے دی تجکو کہو / کس لیئے باہر تو نکلا رات کو
تو نہین یان کا مسافر اجنبی / سچ کہو کس مکر مین اے مفتری
اہل دیوان شحنہ پر طعنہ کرین / کس لئے اب چوریان پر جمع ہین
مجمع تجھ سے ہی و یارون سے ترے / اپنے یارون کو بتا تو قبل سے
ورنہ بدلا تجھ سے سب کا لیونگا / عافیت شر سے ہر اک کو دونگا
بعد قسمین کھا کے اُس نے بس کہا / کہ نہین ہون مین اُچکا چوٹٹا
مین نہین ہون چور نے بیداد ہون / مین مسافر ساکن بغداد ہون

در بیان حدیث الکذب ریبة والصدق طمانینة

بیان مین اس حدیث کے کہ الکذب ریبة والصدق طمانینة

قصه آن خواب و گنج زر بگفت / پس ز صدق او دل آن کس شگفت
قصہ اُس خواب اور خزانہ کا کہا / صدق سے اسکے دل اسکا بس کھلا

سے۱ رنج خاصون سے الخ ۵ شعر رنج خاصون کے سبب سے مت چھوڑ انتقام انکا رنج کم دیکھ اور اب دیکھ رنج عالم کا کاٹ انگلی سانپ کی تا بچے اور تن کی سوکھ دیکھ تاکہ صحت رہے آگے جمع بقصہ ہی اتفاقاً ان دنون چورون کا زور رہا و پختہ و خام چور جمع تھے ایسے وقت مین دیکھا اور اُسے مارا لاٹھیون سے اور از حد زخم دیے اس درویش نے بہت فریاد کی کہ مت مارو سچ حال کہتا ہون کہ مین نے تجکو مہلت دی کہو کہ کس واسطے باہر نکلا رات کو تو یہان کا نہین ہی مسافر اجنبی ہے سچ کہو کہ کس مکر مین تو مفتری ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

سے۲ اہل دیوان الخ ۵ شعر اہل دیوان کوتوال پر طعنہ کرتے تھے کہ اب چوریان پر کسواسطے جمع ہین تجھ سے اور تیرے یارون سے مجمع ہی تو اپنے یارون کو اول سے بتا ورنہ تجھسے سب کا بدلہ لیونگا اور عافیت شر سے ہر ایک کو دونگا بعد اُس نے قسمین کھا کر کہا کہ مین اُچکا و چوٹٹا نہین ہون مین نہ چور نہ بیداد ہون مین ایک مسافر ساکن بغداد ہون — یعنی خاص چورون کے رنج کے سبب سے انتقام مت چھوڑ انکا رنج مت دیکھ تو رنج عام کو دیکھ کہ وہ مظلوم ہین آگے صدق و کذب کا بیان ہے فافہم ۱۲

سے۳ قصہ اُس خواب الخ ۶ شعر قصہ اس خواب خزانہ کا کہا اُسکے صدق سے دل اسکا کھلا اسکو بوے صدق آئی سوگند سے اور اسکا سوز پیدا ہوا سینہ سے آگے حقائق ہین دل کو آرام آیا قول صواب سے جس طرح تشنہ کو تسکین ہوتی آب سے ولیکن سوا مجوب کے کہ علت رکھے اور اپنی بے غبی تک اُسے تمیز ہو ورنہ وہ پیغام صدق سے ہو اگر ماہ پر ڈالے وہ شق ہو جائے اور وہ دل محجوب نہ ہو کیونکہ نہ دھرو دہی محجوب نہین ہی یعنی دل بیدار کلام صدق کی بو سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ صادق ہی اور وہ کاذب ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲

بوی صدقش آمد از سوگند او	سوز او پیدا شد از اسپند او	بوے صدق آئی اُسے سوگند سے	پیدا سوز اسکا ہوا اسپند سے
دل بیارامد ز گفتار صواب	آنچنان که تشنه آرامد ز آب	دل کو آرام آیا با قول صواب	جس طرح تشنہ کو تسکین ہو ز آب
جز مگر محجوب کورا علتی ست	از نبی اش تا غبی تمییز نیست	پر ہوا محجوب کہ علت رکھے	سننے نبی سے تا غبی تمیز اُسے
ورنه آن پیغام کز موضع بود	بر مه از بر زد شکافیده شود	ورنہ وہ پیغام کہ ہو صدق سے	ماہ پر گر ڈالے اُسے شق ہو اور پھٹے
مه شکافد وان دل محجوب نے	زانکه مردود است او محبوب نے	مہ پھٹے اور وہ دل محجوب سے	کیونکہ ہے مردود وہ محبوب نے
چشمه شد چشم عسس ز اشک سیل	نے ز گفت خشک بل از بوی دل	سلہ چشم شحنہ اشک سے چشمہ ہوئی	بوے دل سے خشک باتوں سے نہ تھی
یک سخن از دوزخ آید سوی لب	یک سخن از شهر جان در کوی لب	بات اک دوزخ سے آئی سوے لب	شہر جاں سے بات اک با کوی لب
بحر جان افزا و بحر پر حرج	در میان هر دو بحر این لب مرج	بحر جان افزا و بحر عمر کاہ	دونوں اُس لب پر گذر رکھیں و راہ
بحر جان افزا و بحر عمر کاه	هر دو آن بر لب گذر دارند و راه	جو تجارت درمیان شہروں کے ہے	نفع کو آتے ہیں سب اطراف
چون نیپلو در میان شهرها	از نواحی آید آنجا بهرها	سامان بدتر اور کھوٹا اور بڑا	سامان بہتر بیش قیمت اور کھرا
کاله معیوب و قلب کیسه بر	کاله پر سود و مستشرف چو در	سلہ اُس تجارت سے مبصر جو ہے تر	اور کھرے کھوٹے پہ رکھتا ہو نظر
زان نیپلو هر که بازرگان تر ست	بر سره بر قلبها دیده ورست	بحر جان افزا و بحر پر تعب	درمیان دو بحر کے برزخ ہے لب
شد نیپلو مرورا دار الرباح	وان دگر را از عمی دار الجناح	وہ تجارت اسکو ہوئی ہے نفع کا	دوسرے کو اندھے ہیں ضائع کا
هر یکے زاجزاء عالم یک بیک	بر غبی بندست و بر استاد فک	ایک اک اجزاے عالم سے جدا	ہے غبی پہ بند استا پر کھلا
بر یکے قندست و بر دیگر چو زهر	بر یکے لطف است و بر دیگر چو قهر	ایک پہ ہے قند دیگر پہ ہے زہر	ایک پر ہے لطف دیگر پر ہے قہر
بر یکی دیوست و بر دیگر چو حور	بر یکے نارست و بر دیگر چو نور	ایک پر ہے دیو دیگر پہ ہے حور	ایک پر ہے نار دیگر پہ ہے نور
بر یکے گنج ست و بر دیگر چو مار	بر یکی وردست و بر دیگر چو غار	ایک پر ہے گنج دیگر پہ ہے مار	ایک پر ہے حنظل دیگر پہ ہے خار
بر یکی شیرین و بر دیگر ترش	بر یکی مبهوت و بر دیگر چو هش	ایک پر شیرین ہے دیگر پہ ترش	ایک پر بیہوشی دیگر پر ہے ہش
بر یکی پنهان و بر دیگر عیان	بر یکے سود ست و بر دیگر زیان	سلہ ایک پہ پنہاں ہے دیگر پہ عیان	ایک پر ہے سود دیگر پر زیان

سلہ چشم شحنہ الخ ۶ شعر چشم کوتوال کی اشک سے چشمہ ہوئی بوے دل سے تھی اور خشک باتوں سے نہ تھی آگے حقائق ہیں ایک بات دوزخ سے آئی سوے لب اور ایک بات شہر جان سے آئی باکوے لب یہ بحر جان افزا اور وہ بحر پر تعب ہیں درمیان دو بحر کے لب برزخ ہے بحر جان افزا اور بحر عمر گھٹانے والا دونوں اس لب پر گذر رکھیں اور آگے مثال ہی جو تجارت درمیان شہروں کے ہے اور واسطے نفع کے اطراف سے آتے ہیں سامان برکھرا اور کھوٹا اور برا سامان بڑا اور بیش قیمت اور کھرا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس تجارت سے آخر ے شعر اس تجارت سے جو مبصر ہوا ہو اور کھرے کھوٹے پر نظر رکھتا ہو وہ تجارت اسکو نفع کا ہوئی ایک ایک اجزاے عالم سے جدا جدا غبی پر بند اور استاد پر کھلا ہے ایک پر قند اور دوسرے پر زہر ہے ایک پر لطف دوسرے پر قہر ہے ایک پر دیو دوسرے پر حور ہے ایک پر نار دوسرے پر نور ہے ایک پر گنج دوسرے پر مار ہے ایک پر شیرین دوسرے پر ترش ہے ایک پر بیہوشی دوسرے پر ہوش ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک پر الخ ۶ شعر ایک پر پنہان دوسرے پر عیان ہے ایک پر سود دوسرے پر زیان ہے ایک پر غصہ دوسرے پر کشادگی ہے ایک پر قید دوسرے پر مراد ہے ایک پر نوش دوسرے پر نیش ہے ایک پر بیگانہ دوسرے پر خویش ہے ایک پر روز دوسرے پر شب ہے ایک پر عیش دوسرے پر تعب ہے ایک پر محبوب دوسرے پر عدو ہے ایک پر بادہ دوسرے پر کدو ہے ایک پر پانی دوسرے پر خون ہے ایک پر اعجاز دوسرے پر فسون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر یکی بندست و بر دیگر گشاد — بر یکی قیدست و بر دیگر مراد
بر یکی نوش ست و بر دیگر چو نیش — بر یکی بیگانہ بر دیگر چو خویش
بر یکی روزست و بر دیگر چو شب — بر یکی عیش ست و بر دیگر تعب
بر یکی محبوب و بر دیگر عدو — بر یکی راح ست و بر دیگر کدو
بر یکی آب ست و بر دیگر چو خون — بر یکی اعجاز و بر دیگر فسون
بر یکی حلوا و بر دیگر چو سم — بر یکی سنگ ست و بر دیگر صنم
بر یکی جسم ست و بر دیگر چو روح — بر یکی حبس ست و بر دیگر فتوح
بر یکی تیرست و بر دیگر کمان — بر یکی نان ست و بر دیگر سنان
بر یکی نقص ست و بر دیگر کمال — بر یکی ہجرست و بر دیگر وصال
ہر جمادے با نبی افسانہ گو — کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو
بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ — کو ہمی آمد بمن از دور راہ
بر خلیل آتش گل و ریحان بُد — باز بر نمرود آتش دان بود
بار ہا گفتیم این را اے حسن — می نگردم از بیانش سیر من
بار ہا خوردی تو نان دفع ذبول — این ہمان نان ست چون گشتی ملول
در تو جوعی میرسد نو ز اعتدال — کو ہمی سوزد ازو تخمہ و ملال
ہر کرا درد مجاعت نقد شد — تو شدن با جزو جزوش عقد شد
لذت از جوع ست نے از نقل نو — با مجاعت از شکر بہ نان جو
پس ز بیجوعی ست و از تخمہ تمام — این ملالت نے ز تکرار کلام
چون ز دکان و مکین و قیل و قال — وز فریب مردمت نامد ملال

ایک پر ہے بند دیگر پر کشاد — ایک پر ہے قید دیگر پر مراد
ایک پہ ہے نوش دیگر پر ہے نیش — ایک پر بیگانہ دیگر پر ہے خویش
ایک پر ہے روز دیگر پر ہے شب — ایک پر ہے عیش دیگر پر تعب
ایک پر محبوب دیگر پر عدو — ایک پر بادہ و دیگر پر کدو
ایک پر پانی ہو دیگر پر ہو خون — ایک پر اعجاز دیگر پر فسون
ایک پر حلوا و دیگر پر ہے سم — ایک پر ہے سنگ دیگر پر صنم
ایک پر ہو جسم دیگر پر ہو روح — ایک پر ہے قید و دیگر پر فتوح
ایک پر ہے تیر دیگر پر کمان — ایک پر ہے نان دیگر پر سنان
ایک پر ہے نقص دیگر پر کمال — ایک پر ہو ہجر دیگر پر وصال
ہر جمادی ہے نبی سے قصہ گو — کعبہ حاجی کا گواہ اور نطق جو
مسجد آئی بھی مصلی پر گواہ — کہ وہ آیا مجھ تلک با دور راہ
آگ ابراہیم پر ریحان تھی — پھر وہ با نمرود آتشدان تھی
بارہا مین نے کہا اس راز مین — نے ہوا اس کے بیان سے سیر مین
بارہا نان کھائی دفع بھوک کو — یہ وہی نان ہو ہوا بیمار تو
اعتدالی سے تجھے اک بھوک ہو — کہ جلائے تخم بیماری کو وہ
درد جسکو بھوک کا نقد اک ہوا — اسکا جز جز بس نیا ہونے لگا
بھوک سے لذت ہونے با نقل نو — بھوک مین شکر سے بہتر نان جو
تخمہ اور بے بھوک سے ہے بس مدام — یہ مرض اور نے یہ تکرار کلام
کیون دکان و کسب و با قیل و قال — یا ز مردم سے نہ ہو تجھکو ملال

۵۱ ایک پر حلوا الخ ۸ شعر ایک پر حلوا اور دوسرے پر سم ہو ایک پر سنگ دوسرے پر صنم ہو ایک پر جسم اور دوسرے پر روح ہو ایک پر قید دوسرے پر فتوح ہو ایک پر تیر دوسرے پر کمان ہے ایک پر نان دوسرے پر سنان ہے ایک پر نقص دوسرے پر کمال ہے ایک پر ہجر دوسرے پر وصال ہو آگے حقائق ہین ہر ایک جمادی نبی سے قصہ گو ہے کعبہ حاجی کا گواہ و نطق جو ہے مسجد مصلی پر گواہ ہے کہ وہ مجھ تک راہ دور سے آیا ہے آگ ابراہیم پر ریحان تھی اور پھر نمرود پر آتشدان تھی مین نے بار ہا کہا اس راہ مین مگر اس کے بیان سے سیر نہوا یعنی اجزا عالم کے ایک پر نیک وہ دوسرے پر بد ہین ایک کو نافع دوسرے پر مضر ہین آگے مثال ہے فافہم ۱۲
۵۲ بار ہا الخ ۵ شعر بار ہا نان کھائی دفع بھوک کے واسطے پس یہ وہی نان ہے کہ تو بیمار ہوا ہے آگے حقائق ہین تجھے اعتدال سے ایک بھوک ہو کہ جلائے تخم بیماری کو وہ جس کو درد بھوک کا ایک نقد ہوا اسکا جز جز نیا ہونے لگا لذت بھوک سے ہو طعام نو سے نہین ہو یعنی کھانا مزہ دیتا ہے بھوک سے نہ طعام لذیذ سے اور بے بھوک و تخمہ سے مرض ہوتا ہے تکرار کلام سے نہین ہوتا ہے آگے اس کی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۳ کیون دکان الخ ۶ شعر کیون دکان و کسب و قیل و قال اور مکر مردم سے تجکو ملال نہین ہوتا ہو غیبت انسان کھانے گوشت سے تجھے ساٹھ برس سیری نہین آئی تو نے عشق و محبت مین قحبہ کے اشعار کہے بار ہا اور شل گل کے کھل گیا صید فرج مین تو نے مدح گری مثل گل کے تجکو بے رنج ہنسی آخر بار از راہ سوز کے کہے کہ گرم تر سو ار پہلے بار سے ہو آگے حقائق ہین درد دارو ہے کہن کو نو اور درد شاخ رنج کو قطع کرے کیمیا کرنے والا درد ہے رنج کب ہو جس جا پردہ اٹھے یعنی درد عشق دوا ہر رنج کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون تو غیبت و اکل لحم مردمان — شصت سالت سیری نامد ازان

شعرها در عشق قحبه گفته تو — بے ملالت بارها بشگفته تو

مدحها در صید شله گفته تو — بے ملالت همچو گل بشگفته تو

باز آخر گوئیش سوزان و چست — گرم تر صد بار از بار نخست

درد داروے کهن را نو کند — درد هر شاخ ملولے خو کند

کیمیائے نو کننده دردهاست — کو ملولی آن طرف که درد خاست

هین مزن تو از ملولے آه سرد — درد جو و درد جو و درد درد

خادع درد اند درمانهاے ژاژ — رهزنند و زرستانان رسم باژ

آب شوری نیست درمان عطش — وقت خوردن گر نماید سرد و خوش

لیک خادع گشت و مانع شد ز جست — ز آب شیرینی کزو صد سبزه رست

همچنین هر زر قلبی مانع است — از شناس نقد کان هر جا که هست

بال و پرت را به تزویرے برید — که مراد تو منم گیر اے مرید

گفت دردت چینم و خود درد بود — خار بود ارچه بصورت درد بود

زو ز درمان دروغین می گریز — تا شود دردت مطیب مشک بیز

گفت نے دزدی تو و نے فاسقی — مرد نیکی لیک گول و احمقی

بر خیال و خواب چندین ره کنی — نیست عقلت را تسوئی روشنی

بر خیالے این چنین راه دراز — پیش گیری از سر جهل و آز

غیبت انسان و اکل لحم سے — ساٹھ سال آئی نہین سیری تجھے

عشق قحبہ مین کہے اشعار تو — مثل گل کھلجائے ہی ہر بار تو

مدح صید فرج مین تونے کری — مثل گل بے رنج ہو تجھکو ہنسی

یار کو آخر کہوے از رہ سوز کے — گرم تر سو بار پہلے بار سے

درد داروے کہن کو نو کرے — درد شاخ رنج کو قطع کرے

کیمیا نو کرنے والا درد ہے — رنج کب ہو درد جس جا پڑھے

پس[1] ملولی سے نہ کر تو آہ سرد — ڈھونڈھتے مین رہ تو اور درد درد

درد کے درمان سب مکار ہین — راہزن اور زر رُبا برسم باج لین

تشنگی کا چارہ آب شور نے — وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے

پر ہے مکار اور مانع جستجو — آب شیرین کا کہ سبزہ اُس سے ہو

اس طرح مانع ہے ہر اک قلب زر — جاننے سے زر کھرے کے بیشتر

مکر سے کاٹے ترے پر اے سعید — کہ مراد اب ہون تری اے مرید

کہوے دافع درد ہون خود درد تھا — خار تھا گرچہ بصورت درد تھا

جھوٹے[2] درمان سے تو بھاگ اے نکو — تاکہ بہتر پاک تیرا درد ہو

بولا نے تو چور نے فاسق ہی تو — مرد نیک اک ہی و لے احمق ہی تو

تو نے خواب و خیال پر کوشش کری — عقل تیری نے رکھے کچھ روشنی

ایسے تو نے خیال پر اک رہ بڑی — اختیار از راہ طمع و جہل کی

گفتن عسس خواب خود را با غریب و نشان گنج دادن در خانه او

کہنا کوتوال کا خواب اپنے کو مسافر سے اور پتا گنج کا دینا اُس کے گھر مین

[1] پس ملولی سے الخ یے شعر پس ملولی سے تو آہ سرد نہ کر تو مین ڈھونڈھ درد تو اور درد کو سب مکار درد کے درمان ہین راہزن اور زر کو برسم باج لیتے ہین آگے مثال ہے تشنگی کا علاج آب شور نہین ہے وقت پینے کے اگرچہ سرد ہو لیکن مکار ہے و مانع جستجو کرنے آب شیرین کا ہے کہ سبزہ اس سے ہو اس طرح ہر ایک قلب زر مانع ہے مکر سے زر کے جاننے سے بیشتر مکر سے تیرے پر شوق کاٹے اسے سعید مین تیری مراد ہون اے مرید کہے کہ دافع درد ہون اور خود درد تھا اور خار تھا اگرچہ بصورت عمل کے تھا یعنی ریاکار درد عشق مانع ہین کہ جستجو سے طالب ان مکر کے باعث محروم عشق سے رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جھوٹے الخ یہ شعر تو جھوٹے درمان سے بھاگ تاکہ تیرا درد بہتر پاک ہو آگے رجوع بقصہ ہے کہا کہ نہ تو چور نہ فاسق ہے ایک مرد نیک تو ہے ولیکن احمق ہے تو نے خواب و خیال پر کوشش کری تیری عقل کچھ روشنی نہین رکھتی ہے تو نے ایک راہ بڑی ایسی خیال پر اختیار کی از راہ طمع کے آگے بیان خواب کوتوال کا ہے فافہم ۱۲

بارہا من خواب دیدم مستمر ... کہ بہ بغداد ست گنجے مستتر

در فلان کو در فلان موضع دفین ... بود آن خود نام کوی آن حزین

ہست در خانہ فلانے رہ بجو ... نام خانہ گفت و نام کوے او

دیدہ ام این خواب امن بارہا ... کہ برو آنجا کہ یابے گنج را

ہیچ من از جا نرفتم زین خیال ... تو بیک خوابی بیائی بے ملال

خواب احمق لائق عقل ویست ... ہمچو او بے قیمت است و لاشی است

خواب زن کمتر ز خواب مردان ... از پے نقصان عقل و ضعف جان

خواب ناقص عقل گول آید کسان ... پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد

گفت با خود گنج در خانہ من است ... پس مرا آنجا چہ فقر و شیون ست

بر سر گنج از گدائے مردہ ام ... زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام

زین بشارت مست شد دردش نماند ... صد ہزار الحمد بے لب او بخواند

گفت بد موقوف این لت لوت من ... آبحیوان بود در حانوت من

رو کہ بر لوت شکرفے بر زدم ... کوری آن وہم کہ مفلس بُدم

خواہ احمق گو و خواہی عاقلم ... یافتم من انچہ می خواہد دلم

من مراد خویش دیدم بیگمان ... ہرچہ خواہی گو مرا اے بد دہان

تو مرا پر درد گوے محتشم ... پیش تو پر درد پیش خود خوشم

واے گر بر عکس بودی این مطار ... پیش تو گلزار و پیش خویش خار

خواب[1] دیکھے بارہا مین نے سدا ... گنج ہے بغداد کے اندر چھپا

کہ فلان کوچہ و جا مین دفن ہے ... وہ ہی نام اس کے تھا کوچہ کا و رے

ہے فلانے گھر مین جا کر ڈھونڈھنا ... اُس کے گھر کا نام و کوچہ کا لیا

بارہا مین نے یہ دیکھا خواب ہے ... کہ وہان جا گنج تا تجھکو ملے

مین نہین جا سے ہلا اس خیال پے ... بے ملال آتا ہے تو اک خواب پے

خواب احمق اسکی لائق عقل کے ... جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے

خواب زن کمتر ہے خواب مرد سے ... باعث نقصان عقل و جان کے

عقل ناقص گول کی تھوتھی ہے خواب ... کیون نہ بیہودہ ہو بے عقلی سے خواب

سوچا[2] یہ خود گنج میرے گھر مین ہے ... اب مجھے تکلیف وان کیا فقر ہے

مین گدائی سے خزانہ پر مرا ... کیون مین غفلت اور پردے مین رہا

درد اسکا اس خوشی سے سب گیا ... سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا

یہ غذا موقوف تھی نقصان پر ... آب حیوان تھا مری دکان پر

چل کہ اب نادر غذا سے مین ملا ... تھا وہ اندھا وہم کہ مفلس مین تھا

خواہ احمق کہہ مجھے خواہ ہوشیار ... مین نے پایا جو مین چہتا تھا ای یار

پس مراد اپنی ہی پائی بیگمان ... مجھکو جو کچھ چاہے کہہ ای بد زبان

تو مجھے پر درد کہہ[3] ای ماہ وش ... تیرے پر درد آگے آگے اپنے خوش

ہاے گر برعکس ہوتا یہ شعار ... تیرے آگے گلشن آگے اپنے خار

[1] خواب دیکھے آخر ۸ شعر تک خواب ہمیشہ بارہا دیکھے کہ گنج اندر بغداد کے چھپا ہے کہ فلانے کوچہ و جا مین دفن ہے پر وہ ہی نام اس کے کوچہ کا تھا کہ فلانے گھر مین ڈھونڈھنا پس اُس کے گھر کا و کوچہ کا نام لیا مین نے بار بار یہ خواب دیکھے ہین کہ وہان جا تا گنج ملے تجکو مین اس خیال پر جا سے نہین ہلا اور تو بے ملال آتا ہے ایک خواب پے خواب احمق کی اسکی عقل کے لائق ہے جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے آگے اسکے حقائق مین خواب زن کا کمتر ہے مرد سے باعث نقصان عقل کے و جان عقل ناقص احمق کا خواب کھوٹا ہے بے عقلی سے کیون نہ بیہودہ خواب ہو یعنی بے عقل کے خواب بھی ناقص ہوا کرتے ہین کیونکہ خواب مرد سے خواب زن کی کمتر ہوتی ہے آگے رجوع یہ قصہ ہے فافہم ۱۲ [2] سوچا یہ آخر ۷ شعر سوچا کہ خود گنج میرے گھر مین ہے اب مجھے وہان تکلیف فقر سے ہے مین گدائی سے خزانہ پر مرا کیون مین غفلت و پردہ مین رہا اُسکا درد اس خوشی سے سب گیا اور سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا یہ غذا موقوف نقصان پر تھی اور آبحیوان میری دکان پر تھا کہ مین مفلس تھا چل کہ اب مین نادر غذا سے ملا دہم باندھا تھا کہ مین مفلس تھا خواہ احمق کہہ مجکو خواہ ہوشیار جو مین چاہتا تھا وہ مین نے پایا ای یار پس مین نے مراد اب پائی بیگمان مجکو جو کچھ چاہے کہہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] تو مجھے آخر ۲ شعر اے ماہ وش تو مجھے پر درد کہہ کہ تیرے آگے پر درد ہون مگر اپنے آگے خوش ہون ہاے اگر یہ شعار برعکس ہوتا تیرے آگے گلشن اور اپنے آگے خار ہوتا آگے مثال ہے ایک درویش سے ایک مرد خس نے کہا کہ تجکو یہان پر کوئی نہین جانتا ہے مرد اہل اُس نے کہا کہ اگر عام مجکو نہین جانتے ہین مین خود کو خوب جانتا ہون کہ مین کیا شے ہون افسوس اگر در برعکس طور پر ہوتا کہ وہ مجھے بینا ہوتا اور مین خود سے اندھا ہوتا تو مجکو احمق جان کہ مین احمق ہون لیکن بخت بہتر ہے عجز دوسے بخت سے یہ بات تیرے گمان کے لائق ہے ورنہ میرا بخت داد عقل کی دیتا ہے یعنی مین خود کو بہتر جانون اور لوگ مجکو برا جانین اور مین خود کو برا جانون پس عجز بہتر ہے دوئی سے آگے مسافر کا بیان ہے فافہم ۱۲

!نقیب گفت روزی یک خسی — که ترا اینجا نمی داند کسی
گفت او گر می نداند عامیم — خویش را من نیک میدانم کیم
وای اگر بر عکس بودی رود ریش — او بدی بینای من من کور خویش
احمقم گیر احمقم من نیک بخت — بخت بہتر از لجاج و روی سخت
این سخن بر وفق ظلمت می جہد — ورنہ بختم داد عقلم می دہد

بولا اک درویش سے اک خس — کہ نجانے تجکو یان پر کوئی کس
بولا وہ گر عام نے جانے مجھے — خوب جانون خود کو مین کیا ہون نہین سے
ہاے ہوتا درد گر بر عکس طور — مجھ سے بینا ہوتا وہ مین خود سے کور
مجکو احمق جان احمق ہون ولے — بخت بہتر عجز دردی بخت سے
بات یہ لائق گمان تیرے کے ہے — ورنہ میرا بخت داد عقل دے

بازگشتن غریب مصر به بغداد و یافتن گنج را در خانهٔ خود

لوٹنا مسافر مصر کا بغداد کو اور پانا اپنے گھر مین گنج کو

بازگشت از مصر تا بغداد او — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو
جمله ره حیران و مست او زین عجب — زانعکاس روزی و راه طلب
کز کجا امیدوارم کرده بود — وز کجا افشاند بر من سیم جود
این چه حکمت بود کان قبلهٔ مراد — کردم از خانه برون گمراه و شاد
تا شتابان در ضلالت می شدم — هر دم از مطلوب جداتر می بدم
باز عین آن ضلالت را بجود — حق وسیلت کرد اندر رشد و سود
گمرهی را منهج ایمان کند — کژ روی را مقصد عرفان کند
تا نباشد هیچ محسن بی جفا — تا نماند هیچ خائن بی رجا
اندرون زهر تریاق آن حفی — که همی گویند ذو اللطف الخفی
نیست مخفی در نماز آن مکرمت — در گنه خلعت نهد از مکرمت
منکران را قصد اضلال ثقات — ذل شده عز و ظهور معجزات

مصر سے پلٹا سوے بغداد وہ — سجدہ کرتا اور رکوع و شکر گو
سارے رستہ مست و حیران وہ رہا — عکس روزی اور طلب سے ظاہرا
کہ کہان مجھکو کیا امیدوار — اور کہان مجھکو دیا زر بے شمار
کیا یہ حکمت تھی کہ اس دادار نے — جو نکالا گھر سے گمرہ خوش مجھے
تا مین گمراہی مین جلدی دوڑتا — ہر گھڑی مطلب سے ہوتا تھا رہا
عین گمراہی کو اب پھر جود سے — باعث نیکی کیا اللہ نے
گمرہی کو از رہ ایمان کرے — کجروی کو مقصد عرفان کرے
تا نہ ہووے کوئی محسن بے جفا — تا نہ ہووے کوئی خائن بے رجا
اسکا ہے تریاق پنہان زہر مین — صاحب لطف الخفی اسکو کہین
نے نماز اندر ہے پنہان مکرمت — دیوے خلعت جرم مین یا مغفرت
منکرون کا قصد ضلال ثقات — ذل ہوا عزت ظہور معجزات

۵۱ مصر سے لوٹا الخ ۶ شعر وہ مصر سے لوٹا طرف بغداد کے سجدہ کرتا اور رکوع و شکر کہتا وہ تمام رستہ مست و حیران رہا برعکس روزی و طلب سے ظاہر ہین کہ مجکو کہان امیدوار کیا اور کہان مجھکو زر بیشمار دیا یہ کیا حکمت تھی کہ اس دادار نے جو مجھکو گھر سے نکالا گمراہ و خوش تاکہ مین گمراہی مین جلدی دوڑتا تھا اور ہر گھڑی مطلب سے جدا ہوتا تھا پھر عین گمراہی کو جود سے باعث نیکی اللہ نے کیا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ گمراہی الخ ۵ شعر گمراہی کو راہ ایمان کرے اور کجروی کو مقصد عرفان کرے تاکہ کوئی محسن بے جفا نہ ہووے اور کوئی خائن بے رجا نہ ہووے اس کا تریاق زہر مین پوشیدہ ہے اس کو صاحب لطف الخفی کہتے ہین نماز مین مکرمت پوشیدہ نہین ہے جرم مین خلعت دیوے ساتھ مغفرت کے منکرون کو قصد گمراہی نیکون کی ذلت دینے کا ظہور معجزے کیواسطے عزت ہوئی یعنی جو کچھ نماز مین ہے وہ مکرمت پوشیدہ نہین ہے بلکہ جرم خلعت مغفرت دیتا ہے کیونکہ منکرون کا قصد ذلت باعث عزت معجزات کی ہوئی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

قصد شان ز انکار ذل دین بده ‏ عین ذل عز رسولان آمده
گر نه انکار آمدی از هر بدی ‏ معجز و برهان چرا نازل شدی
خصم منکر تا نشد مصداق خواه ‏ کے کند قاضی تقاضاے گواه
معجزه همچون گواه آمد زکے ‏ بهر صدق مدعی در پیش کے
طعنه چون می آمد از هر ناشناخت ‏ معجزه میداد حق و می نواخت
مکر آن فرعون سی صد تو شده ‏ جمله ذل او و قمع او شده
ساحران آورده حاضر نیک و بد ‏ تا که جرح معجزه موسیٰ کند
تا عصا را باطل و رسوا کند ‏ اعتبار او ز دلها بر کند
عین آن مکر آیت موسیٰ شده ‏ اعتبار آن عصا بالا شده
لشکر آرد بے عدد تا حول نیل ‏ تا زند بر موسیٰ و قومش سبیل
ایمنی امت موسیٰ شود ‏ کو بتحت الارض همی رود
گر بمصر اندر بدی او نامدی ‏ وهم از سبطی کجا زائل شدی
آمد و در سبط افگند او کراز ‏ تا بدانی کامن در خوفست راز
این بود لطف خفی کو را صمد ‏ نار بنماید و خود آن نور بود
نیست مخفی مزد دادن در تقا ‏ ساحران را اجر بین بعد از خطا
نیست پنهان وصل اندر پرورش ‏ ساحران را وصل داد اندر برش
نیست مخفی سیر با پاے روا ‏ ساحران را سیر بین در قطع پا
عارفان زانند دائم آمنون ‏ که گذر کردند از دریاے خون

قصد انکار انکا ذل دین تھی[۱] ‏ عین ذل عزت رسولون کی ہوئی
ہوتا اگر انکار نے کفار سے ‏ معجزہ ہوتا یہ نازل کس لیے
تا ہوا منکر نہ دشمن صدق کو ‏ قاضی کب چہتا گواہاے نکو
معجزہ مثل گواہ ہے کس لیے ‏ مدعی کے صدق کے ہی واسطے
طعنہ جو ناآشنا سے آئے تھا ‏ حق نوازش کرتا دیتا معجزا
مکر فرعون تیس سو درجہ ہوا ‏ اُس کی بالکل ذلت و خواری بنا
لائے ساحر سحر سب اچھا برا ‏ تا کرین موسیٰ کا رد وہ معجزا
تا عصا کو باطل اور رسوا کرین[۲] ‏ دور دل سے اعتبار اسکا کرین
عین وہ مکر آیت موسیٰ ہوا ‏ اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا
لایا لشکر تا لب دریاے نیل ‏ روکے تا موسیٰ و سبطی کی سبیل
ایمنی موسیٰ کی امت کو ملے ‏ وہ زمین دشت کے اندر گھسے
گر د رہتا مصر مین آتا نہین ‏ سبطیون کا وہم جاتا پھر کہین
سبطیون مین آکے حیرانی رکھی ‏ تا تو جانے خوف مین ہے ایمنی
یہ نہان ہے لطف[۳] کہ اسکو خدا ‏ نار دکھلائے و لے وہ نور تھا
اجر دیتا اتقا مین بے خفا ‏ دیکھ اجر ساحران بعد الخطا
پرورش مین وصل دنیا کے خفا ‏ ساحرون کو وصل کٹنے مین دیا
سیر کرتا پا سے چل کرنے خفا ‏ سیر ساحر دیکھ اندر قطع پا
آمنون عارف ہین اس باعث سدا ‏ کہ گذر دریاے خون سے خود کیا

سلہ ۱ قصد انکار الخ ۔ شعر انکے انکار کا قصد ذلت دین تھی کہ عین ذلت عزت رسولونکی ہوئی اگر کفار سے انکار نہ ہوتا تو معجزہ کسواسطے نازل ہوتا صدق کا جبتک منکر دشمن نہ ہوا قاضی کب گواہون کو چاہتا معجزہ گواہ کے مانند کسواسطے ہے مدعی کے صدق کے واسطے ہی جو طعنہ ناآشنا سے آتا ہے حق نوازش کرتا اور معجزہ دیتا ہے یعنی اگرچہ انکار ذلت دین کی ہے ولیکن انبیا کے واسطے عزت ہے کہ معجزات حق تعالیٰ الخ اُس انکار کیواسطے بھیجے ہین آگے اسکی مثال ہے مکر فرعون کا تیس سو درجہ تھا مگر اسکی بالکل ذلت و خواری بنا ساحر سب اچھا برا سحر لائے تاکہ موسیٰ عم کا معجزہ رد کرین یعنی انکار کفار باعث رونق معجزا انبیا کا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۲ تا عصا کو الخ ۶ شعر تا عصا کو باطل اور رسوا کرین اور اسکا اعتبار دل سے دور کردین وہ مکر عین آیت موسیٰ عم کا ہوا اور اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا لشکر لب دریاے نیل تک لایا کہ تا موسیٰ عم و سبطی کا راستہ روکے موسیٰ عم کی امت کو ایمنی ملے اور زمین دشت کے اندر گھسے اگر وہ مصر مین رہتا اور آتا نہین پھر سبطیون کا وہم کہین جاتا سبطیون مین اگر حیرانی رکھے تاکہ تو جانے کہ خوف مین ایمنی سے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ یہ نہان الخ ۷ شعر یہ لطف نہان ہے کہ اسکو خدا نار دکھلائے ولیکن وہ نور تھا اجر دنیا کا اتفاق مین پوشیدہ نہین اجر ساحرون کا بعد الخطا دیکھ پرورش مین وصل دنیا کا پوشیدہ نہین سحر کو ساحر وصل کہتے ہین و پا سیر کرنا چاہیئے چلکر پوشیدہ نہین سیر ساحر کی دیکھ قطع پا مین یعنی ایمان لائے عارف ہین اس باعث ہمیشہ کہ دریاے خون سے خود گذر گیا ہے عین ڈر سے انکا امن ظاہر ہے اسواسطے ہر گھڑی اندر مزید کے ہین اندر خوف کے امن مخفی دیکھا اب پوشیدہ دیکھ رجا مین خوف ہے یعنی امن خوف مین ہے اور خوف رجا مین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

امن شان از امن خوف آمد پدید	لاجرم باشند هر دم در مزید	عین ڈر سے امن انکا ہے پدید	اس لیے ہین ہر گھڑی اندر مزید
امن دیدی گشته در خوف خفی	خوف بین هم در امیدی ای صفی	دیکھا مخفی امن اندر خوف کے	دیکھ پوشیدہ رجا مین خوف ہے
آن امیر از مکر بر عیسی تند	عیسی اندر خانه رو پنهان کند	پیش[۱] عیسیٰ میر آیا مکر سے	عیسیٰ اندر گھر کے پوشیدہ ہوے
اندر آمد تا شود او تاجدار	خود ز شبه عیسی آمد تاجدار	اندر آیا تاکہ ہو وہ تاج دار	شبہ عیسیٰ سے ہوا خود تاج دار
هین میاویزید من عیسی نیم	من امیرم بر جهودان خوش نیم	مجکو مت لٹکاؤ مین عیسیٰ نہین	مین ہون میران جہودان بالیقین
زوترش بر دار آویزند کو	عیسی است از دست ما تخلیص جو	جلد لٹکایا اُسے بس دار پے	یہ ہے عیسیٰ چھٹنا چہتا ہمسے ہے
چند لشکر می رود تا بر خورد	برگ او برگردد و به سر خورد	چند لشکر جائین تا کھائین ثمر	نفع نے اُنکو ملے ہو درد سر
چند بازرگان روند بر بوی سود	عید پندارند و سوزند همچو عود	چند تاجر جائین بہر نفع سود	عید جانین اور جلین وہ مثل عود
چند در عالم بود بر عکس این	زهر پندارد بود آن انگبین	چند[۲] برعکس اسکے عالم مین ہین کسا	زہر جانین اور وہ ہووے شہد بس
پس سپه بنهاد دل بر مرگ خویش	روشنی ها و ظفر آمد به پیش	بس سپہ دل اپنا رکھے موت پے	پس ظفر اور روشنی اُسکو ملے
ابرهه با پیل بهر ذل بیت	آمده تا افگند حی را چو میت	ابرہہ با فیل کعبہ کے لئے	آیا تاکہ وہ شہید اُس کو کرے
تا حریم کعبه را ویران کند	جمله را زانجای سرگردان کند	تا حریم کعبہ کو ویران کرے	اور سب کو وان سے سرگردان کرے
تا همه زوار گرد او تنند	کعبه او را همه قبله کنند	تاکہ سب زوار گرد اُس کے پھرین	اُس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کہین
وز عرب کینه کشد اندر گزند	که چرا در کعبه ام آتش زدند	اور لے بدلا عرب سے با جفا	کیون مرے کعبہ کو آتش دی لگا
عین سعیش عزت کعبه شده	موجب اعزاز آن بیت آمده	اس کی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی	موجب اعزاز ہوئی اس بیت کی
مکیان را عز یکی صد شده	تا قیامت عزشان ممتد شده	مکیون[۳] کی عزت اک سے سو ہوئی	تا قیامت انکی عزت اور بڑھی
او و کعبه اش می شود مخسوف تر	از چه است این از عنایات قدر	اور وہ اور کعبہ اُس کا گم گیا	کس سبب سے با عنایات خدا

۱ پیش عیسیٰ الخ یہ شعر پیش عیسیٰ امیر آیا مکر سے اور عیسیٰ عم اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے اور وہ امیر ہمشکل عیسیٰ عم سے خود تاجدار کا ہوا مجکو مت لٹکاؤ مین عیسیٰ عم نہین ہون مین ایک امیران جہودان سے بالیقین ہون پس اس کو جلد لٹکایا دار پر کہ یہ عیسیٰ عم ہی ہم سے چھپنا چہتا ہے چند لشکر جائین تا ثمر کھائین نفع نہ ملے اور درد سر ہو چند تاجر واسطے نفع و سود کے جائین عید جانین اور مثل عود کے جلین یعنی واسطے نفع کے جائین دربلا مین پڑین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ چند برعکس الخ یہ شعر چند کس عالم مین اس کے برعکس ہین کہ زہر جانین اور وہ شہد ہووے بہت سی سیاہ دل اپنا موت پر رکھے پس ظفر و روشنی اس کو ملے بادشاہ ابرہہ اہل قبلہ کعبہ کے واسطے آیا کہ تا وہ شہید اسکو کرے تا حریم کعبہ کو ویران کرے اور سبکو وہان سے سرگردان کرے تاکہ سب زوار اُس کے گرد پھرین اور اس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کرین اور عرب سے بدلا لے ساتھ جفا کے کہ میرے کعبہ کو کیون آتش سے جلایا اُسکی سعی کعبہ کی عزت ہو گئی اور موجب اعزاز اس بیت کی ہوئی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۳ مکیون کی الخ یہ شعر مکیون کی عزت ایک سے سو درجہ ہوئی اور تا قیامت ان کی اور عزت بڑھی وہ کعبہ اس کا گم گیا کس سبب سے عنایات خدا سے در تدگی مانند ابرہہ کے مال سے وہ فقیران عرب منعم ہوے وہ گمان رکھتا تھا کہ لشکر لے چلا اور وہ خود اہل بیت کو زد لیچلا یعنی اور کبھی معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ ایک شئے کو بلا جانین اور وہ اُن کے واسطے خوبی و عمدگی ہو آگے رجوع بقصہ ہے اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ مسافر تماشاگیر راہ پر تھا ہر قدم پر گھر مین آیا زد و گنج اس کو ملا اور اس کا کام لطف حق سے بن گیا تاکہ حکمت رب کریم جانے کہ وہ ایمنی دنیا ہے خوف و بیم سے اب قصہ شاہزادون کا مجھے یاد آیا تم گوش ہوش سے سنو کہ کہتا ہون یعنی اس ارادہ ٹوٹنے سے وہ تماشاگیر ہوا بموجب اس قول کے عرفت ربی بفسخ العزایم آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

از جہاز ابرہہ ہمچون ددہ — آن فقیران عرب منعم شدہ
او گمان بردہ کہ لشکر می کشد — بہر اہل بیت خود زر می کشد
اندرین فسخ عزائم وان ہمم — در تماشا بود بر رہ ہر قدم
خانہ آمد گنج زر را باز یافت — کارش از لطف خدائی سازیافت
تا بدانی حکمت فرد قدیم — ایمنی ہاے نہد در خوف و بیم
یادم آمد قصۂ شہزادگان — گوش ہوش آور بمن بشنو بیان

جون درند اس ابرہہ کے ہال سے — وہ فقیران عرب منعم ہوے
وہ گمان رکھے کہ لشکر لیچلا — خود وہ اہل بیت کو زر لیچلا
اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ ہمم — تھا تماشا گیر رہ پر ہر قدم
گھر مین آیا گنج و زر اس کو ملا — کام اُسکا لطف حق سے بنگیا
تا کہ جانے حکمتِ ربِ کریم — ایمنی دیتا ہے وہ باخوف و بیم
قصہ شہزادونکا یاد آیا مجھے — تم سنو کہتا ہون گوش ہوش سے

نکرر کردن برادران پند برادر بزرگ او قبول نکردن او و بیطاقتی او و خود را بے دستوری بہ دربار بادشاہ چین رسانیدن

مکرر بھائیون کی نصیحت کرنا بڑے بھائی کو اور قبول نکرنا اسکا اور بیطاقت ہونا اس کا اور بے اجازت آپکو دربار شاہ چین مین پہونچانا

آن دو گفتندش کہ اندر جان ما — ہست پاسخہا چو انجم در سما
گر نہ گوئیم آن نیاید راست نرد — ور بگوئیم آن دلت آید بدرد
ہمچو چغزیم اندر آب از گف الم — ور ز خموشی اختناق ست و سقم
گر نگوئیم آتشی را نور نیست — ور بگوئیم این سخن دستور نیست
در زمان برجست کای یاران وداع — انما الدنیا و ما فیہا متاع
پس برون جست او چو تیرے از کمان — کہ مجال گفت کم بود آن زمان
اندر آمد مست پیش شاہ چین — زود مستانہ بہ بوسید او زمین
شاہ را مکشوف یک یک حال شان — اول و آخر غم و زلزال شان
میش مشغول است در مرعای خویش — لیک چوپان واقف است از حال میش

دو نون بولے کہ ہماری جان مین[۵] — مثل انجم کے جواب انبسکر ہین
گر نہ کہوین ہم نہ سیدھا کام ہو — گر کہین ہم رنج ہو تجکو نکو
مثل مینڈک آب مین کف سے الم — اور خموشی سے ہے ہم کو درد و غم
گر نہ ہم کہوین تو بے نور آگ ہی — اور اگر کہوین اجازت ہمکو نے
پس اُٹھا اُسدم کہ ای یارو وداع — انما الدنیا و ما فیہا متاع
جون[۶] کمان سے تیر وہ باہر چلا — نے مجال اسدم کہ کہوین کچھ ذرا
آیا اندر مست پیش شاہ چین — اُس نے چومی جلد مستانہ زمین
شاہ کو ظاہر تھا اک اک انکا حال — اول آخر اُن کی ذلت اور ملال
بھیڑ تو چرنے مین بس مشغول ہے — لیک چوپان جانے اسکے حال سے

[۵] دونون الخ ۵ شعر دونون بھائی بولے کہ ہماری جان مین مثل ستارون کے انبس جواب ہین اگر ہم نہ کہین کام سیدھا ہو اور اگر ہم کہین تجکو رنج سوا ہو آسکے مثال ہے مینڈک کے مانند آب مین بسبب کف کے الم ہے اور خاموشی سے ہم کو درد و غم ہے اگر ہم نہ کہین تو بے نور آگ ہے اور اگر کہین تو ہم کو اجازت نہین پس اُسدم اُٹھا کہ اے یارو رخصت سوا اس کے نہین ہے کہ دنیا اور جو اس مین پونجی ہے یعنی اسدم ترک دنیا کرے اور جانب چین کے چلد یا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۶] جون کمان الخ ۶ شعر وہ مانند تیر کے کمان سے باہر چلا اسدم کیا مجال کہ کچھ راز کہین مست آگے آیا بادشاہ چین کے اور اس نے زمین جلد چومی استون کے مانند بادشاہ کو ایک ایک اس کا حال ظاہر تھا اول و آخران کی ذلت و ملال کا آگے حقائق ہین بھیڑ چرنے مین مشغول ہے ولیکن چوپان اس کا حال جانتا ہے وسکے گلہ مراع گلہ سے خبردار گاہ گھانس کھائے و گاہ سست و زحیر ہے اگرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے دور تھا ولیکن شل دوست کے وہ خوشی مین تھا یعنی خداوند عالم بظاہر انسانون سے دور ہے ولیکن وہ اُن سے باطن خبردار ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کلکم راع بدانذ زان رمہ ۔۔۔ کہ علف خوارست وگہ در نحمہ
گرچہ در صورت ازان صف دور بود ۔۔۔ لیک چون وقت درمیان سور بود
واقف از سوز ولہیب آن وفود ۔۔۔ مصلحت آن بد کہ خشک آورده بود
درمیان جان شان بد آن سمی ۔۔۔ لیک خود را کرد قاصد اعجمی
صورت آتش بود پایان دیگ ۔۔۔ معنی آتش بود در جان دیگ
صورتش بیرون و معنی اندرون ۔۔۔ معنی معشوق جان در رگ چو خون
شاہزاده پیش شہ زانوزده ۔۔۔ ده معرف شاہد حالش شده
گرچہ شہ عارف بد از کل پیش پیش ۔۔۔ لیک میکرد آن معرف کار خویش
در درون یک ذره نور عارفی ۔۔۔ بہ بود از صد معرف ای صفی
گوش را رہن معرف داشتن ۔۔۔ آیت محجوبی ست حرز و ظن
آنکہ نور از چشم دل شد دیدبان ۔۔۔ دیده خواہد چشم او عین العیان
با تواتر نیست قانع جان او ۔۔۔ بل ز چشم دل رسد ایقان او
پس معرف پیش شاه منتخب ۔۔۔ در بیان حال او بکشود لب
گفت شاہا صید احسان تو است ۔۔۔ پادشاہی کن کہ آوان تو است
دست در فتراک این دولت زدست ۔۔۔ بر سرش دست او ور مال دست
گفت شہ ہر منصبی و ملکتی ۔۔۔ کالتماسش ست یابد آن فتی
بیست چندان ملک کو شد زان بری ۔۔۔ بخشمش اینہا و با خود بر سری

کالکم راع ہے گلہ سے خبیر ۔۔۔ گاه کھائے گھاس وگہ ست وتر خبیر
گرچہ ظاہر مین وه گلہ سے تھا دور ۔۔۔ لیک مثل دف تھا وه اندر سرور
اس گروه کے سوز سے واقف تھا وه ۔۔۔ مصلحت وه تھی کہ انجان ایک ہو
انکی اندر جان کے تھا وه بادشاه ۔۔۔ لیک انجان آپ کو قصداً کیا
صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے ۔۔۔ معنی آتش کا بجان دیگ ہے
صورت اسکی باہر اور معنی درون ۔۔۔ معنی معشوق جان جون رگ مین خون
بیٹھا جا شہزاده شہ کے سامنے ۔۔۔ دس معرف بس گواه اسکے ہوئے
گرچہ شہ پہلے سے عارف اسکا تھا ۔۔۔ پر معرف کام کرتا اپنا تھا
ایک ذره دل مین نور عرفان کا ۔۔۔ سو معرف سے ہے بہتر مشفقا
کان جو قول معرف پر رکھے ۔۔۔ وه نشانی اسکی محجوبی کی ہے
جس کی چشم دل ہوئی ہو دیدبان ۔۔۔ دید چاہے چشم اس کی بس عیان
وه تواتر سے نہ قانع جان رکھے ۔۔۔ چشم دل سے بس وه ایقان سے ملے
پس معرف سامنے اس شاه کے ۔۔۔ کرتا تھا اظہار اس کے حال سے
بولا ای شہ یہ ہے صید احسان کا ۔۔۔ بادشاہی کر کہ ملک ہے یہ ترا
دامن دولت کو پکڑا ہے ترے ۔۔۔ ہاتھ رکھ سر پہ تو اس سرمست کے
بولا شہ ہر منصب اور ہر ملک کو ۔۔۔ جو کرے وه عرض مجھ سے پائے وه
بیس حصہ ملک اس کے ملک سے ۔۔۔ سرپرست اسکا رہون اور دون اسے

سے۵۱ اُس گروه الخ ۶ شعر بادشاه چین اس گروه کے سوز سے واقف تھا وه مصلحت تھی کہ ایک انجان ہوا اور بادشاه انکی جان کے اندر تھا ولیکن خود کو قصداً انجان کیا آگے مثال اس کی ہے صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے اور معنی آتش کا جان مین دیگ کے ہے اسکی صورت باہر اور معنی اندرون ہے معشوق جان کے معنی جون خون رگ مین ہے شاہزاده شاه کے سامنے جاکر بیٹھا اور دس معرف گواه اس کے ہوئے اگرچہ شاه اول سے اس کا عارف تھا ولیکن معرف اپنا کام کرتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم سے۵۲ ایک ذره الخ ۷ شعر دل مین نور عرفان ایک ذره سو معرف سے بہتر ہے جو کان قول معرف پر رکھے وه نشانی اس کی محجوبی کی ہے جسکی چشم دل دیده بان ہوتی ہے اس کی چشم دید چاہتی ہے عیان نہ تواتر سے قانع جان رکھے کہ چشم و دل سے اس کو ایقان حاصل ہووے آگے رجوع بقصہ ہے پس اس شاه کے سامنے معرف اسکے حال سے اظہار کرتا تھا کہا کہ ای شاه صید احسان کا ہے تو بادشاہی کر کہ یہ ملک تیرا ہے دامن دولت کو تیرے پکڑا ہے تو ہاتھ رکھ سر پر اس سرمست کے یعنی نور عرفان ایک ذره سو معرف یعنی پہچوانے والے سے بہتر ہے اور جو معرف کے قول پر کان رکھے وه اس کی نشانی محجوبی کی ہے بس جس کی چشم بینا ہوگئی ہے اس کی تواتر سے جان قانع نہین ہوتی ہے کیونکہ اس کو چشم دل سے ایقان ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سے۵۳ بولا شہ الخ ۵ شعر شاه نے کہا کہ ہر منصب و ہر ملک کہ جو مجھ سے وه عرض کرے وه پائے بیس حصے ملک اس کے ملک سے اس کا سرپرست رہون اور اُسے دو دن معرف نے کہا کہ جیسے تیری شاہی نے اس مین محبت بو کی کسی خواہش کو نہ چھوڑے وه تیری بندگی اس کو خوش آئی ہے کہ شاہی سے اس کا دل نفرت رکھتا ہے شاہی شہزادگی اس نے ترک کی اور تیری خاطر اس نے غریبی لی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفت تا شاهست و دی مهر کاشت	جز هوای تو هوای کے گذشت	بولا جب کہ اس مین شاہی نے تری	جز ترے چھوڑی نہین خواہش کوئی
بندگی آتش چنان درخورد شد	که شهی اندر دلی او سرد شد	بندگی وہ تیری خوش آئی اُسے	کہ شہی سے اسکا دل نفرت رکھے
شاهی شهزادگی درباخته است	از پی تو در غریبی تاخته است	شاہی و شہزادگی ترک اُسنے کی	تیری خاطر بس غریبی اُسنے لی
صوفی کانداخت خرقه وجد در	کے رود او بر سر خرقه دگر	ایسا صوفی[1] پھینکا خرقہ وجد سے	کب روا رکھے کہ خرقہ پھیرے
میل سوی خرقه داده ندم	آنچنان باشد که من مغبون شدم	اُس دیے خرقہ کی خواہش ہو اُسے	وہ ندامت ہو کہ مجھسے جرم ہے
باز ده آن خرقه این سوای قرین	که نمی ارزید آن یعنی برین	پھیر دے خرقہ مرا ہی نیک ہے	کہ نہین لائق ہی وہ یعنی ترے
دور از عاشق که این فکر آیدش	در بیاید خاک بر سر بایدش	دور عاشق سے یہ فکر آئی اُسے	اور جو آئی خاک اُسکے سر پہ ہے
عشق ورزد صد چو خرقه کالبد	که حیاتی دارد و حسن خرد	عشق کو سو خرقہ لائق مثل تن	کہ حیات و عقل رکھے وہ حسن
خاصه خرقه ملک دنیا کابتر است	پنج دانگ هستیش دردسر است	خاص خرقہ ملک دنیا کا بتر	پانچ دانگ ہستی سے اُسکے دردسر
ملک دنیا تن پرستان را حلال	ما غلام ملک عشق بیزوال	ملک دنیا تن پرستون کو حلال	ہم ہین بندے ملک عشق بیزوال
عامل عشق است معزولش مکن	جز بعشق خویش مشغولش مکن	عشق[2] کا عامل نکر معزول اُسے	کر نہ جز عشق تو مشغول اُسے
منصبی کانم ز رویش محجبست	عین معزولیست نامش منصبست	جو کہ منصب تجھسے دور اسکو کرے	عین معزولی ہی منصب نام ہے
موجب تاخیر اینجا آمدن	فقد استعداد بود و ضعف تن	باعث تاخیر آنے کا یہان	مفلسی و ضعف تن تھا بیگمان
بی ز استعداد بر کانی روی	بر یکے حبه نگردی محتوی	بے تو استعداد جائے کان پہ	ایک حبہ نے ملے ہرگز تجھے
همچو عنینی که بکرے را خرد	گرچه سیمین بر بود کے برخورد	جیسے عنین باکرہ لیوے بزر	گرچہ سیمین تن ہو کب کھائے ثمر
چون چراغ بی زیت و بی فتیل	نے کثیرش ستش ز نور و نے قلیل	جون چراغ بے فتیلہ و تیل کے	نے زیادہ ہے کثیرہ نور سے
در گلستان آید اندر اخشمی	کے شود مغزش ز ریحان خرمی	گلستان[3] مین بھند آئی سیر کو	مغز خوش ریحان سے کب اسکا ہو
همچو چینی دلبرے مهمان غر	بانگ چنگ و بربطی در پیش کر	جیسے چینی دلبر ایک مہمان خر	آگے اک بہرے کے بانگ چنگ تر

ف۱ ایسا صوفی الخ ۔ شعر ایسا صوفی کہ خرقہ وجد سے پھینکا بس وہ کب روا رکھے خرقہ واپس مانگے اس دیے خرقہ کی خواہش سے اُسے وہ ندامت ہو کہ مجھے جرم ہوا ہے خرقہ پھر ادھر اسے نیک ہے کہ وہ نہین لائق ہے یعنی تیری یہ فکر عاشق دور ہو جو کہ اُسے آئی اور جو تو اُس کے سر پر خاک ہے آگے حقائق ہین عشق کو سوختہ لائق ہے مثل تن کے کہ حیات عقل رکھے وہ نیک خاصکر خرقہ ملک دنیا کا بدتر ہے کہ پانچ دانگ ہستی اسکی دردسر ہے ملک دنیا تن پرستون کے لئے حلال ہے اور ہم بندے ملک عشق کے بے زوال کے ہین یعنی عشق کے مانند جسم کے سو خرقہ لائق ہی کہ وہ حیات و عقل رکھتا ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲

ف۲ عشق کا عامل الخ ۶ شعر وہ عشق کا عامل ہی اُسے معزول مت کر اور سوا عشق اپنے کے تو اُسے مشغول مت کر جو منصب کہ تجکو اُس سے دور کرے وہ عین معزولی ہی نام کا منصب ہی یہان آنکا باعث تاخیر مفلسی و ضعف تن تو بے استعداد کان پر جا ہے مجھے ایک حبہ ہرگز نہ ملے آگے مثال ہی جیسے عنین باکرہ لیوے زر سے اگرچہ سیمین تن ہو کب ثمر کھائے مانند چراغ بے فتیلہ و تیل کے کہ نہ زیادہ نہ کم ہے وہ نور سے یعنی تعلقات دنیا عشق مولی سے عاشق کو دور کرتا ہی مگر استعداد کا ہونا شرط ہی کہ محجوب نہ ہو آگے مثال ہی فافہم ۱۲

ف۳ گلستان الخ ۷ شعر اگر بھند گلستان سیر کو آئے بو سے مکان سے کیا اُسکا مغز خوش ہو جیسے ایک دلبر چینی مہمان خر کا ہو یا آگے بہرے بانگ چنگ تیز ہو یا جیسے آبی دریا مین پڑے بجز بلا کے نہ اسکو کچھ نہ ملے جو کہ آسیا پر بغیر گندم کے گیا بجز سفید ریش ہونے کے عطا کچھ نہ ہوا آگے حقائق ہین آسیا ہے چرخ بے گندم معنی کو بالون کی سفیدی و تن کی ضعیفی دی ولیکن آسیا ہے چرخ پاگندہ رو ان اہل مالک کو ایک ملک بخشے و دانش عطا کرے اول استعداد جنت سے تجھے زندگانی ہو یعنی چرخ بے معنی کو ضعیف کرے اور اہل معنی کو دانش نصیحت کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲

یاچو مرغ خاک کاید در بحار — زان چه یابد جز هلاک و جز خسار
یا چو بے گندم شده در آسیا — جز سفیدی ریش و مو نبود عطا
آسیای چرخ بر بے گندمان — مو سپیدی بخشد و ضعف جنان
لیک با باگندمان این آسیا — ملک بخشش آمد و بدکار و کیا
اول استعداد جنت بایدت — تا ز جنت زندگانی زایدت
طفل نو را از شراب و از کباب — چه حلاوت وز قصور و از قباب
حد ندارد این مثل کم گو سخن — تو برو تحصیل استعداد کن
بہر استعداد تا اکنون نشست — شوق از حد رفت و آن نامد بدست
گفت استعداد هم از شه رسد — بے ز جان کے مستعد گردد جسد
لطفهای شه غمش را در نوشت — شد که صید شه کند خود صید گشت
هر که در اشکار چون تو صید شد — صید را ناکرده قید او قید شد
هر که جویای امیری شد یقین — پیش از آن اندر اسیری شد رهین
عکس میدان نقش دیباجه جهان — نام هر بنده جهان خواجه جهان
ای تن کژ فکرت معکوس رو — صد هزار آزاد را کرده گرو
مدتی بگذار این حیلت پزی — چند دم پیش از اجل آزاد زی
ور در آزادیت چون خر راه نیست — همچو دلوت سیر جز در چاه نیست
مدتی رو ترک جان من بگو — رو حریف دیگری جز من بجو
نوبت من شد مرا آزاد کن — دیگری را غیر من داماد کن
ای تن صد کاره ترک من بگو — عمر من بردی کسی دیگر بجو

یاجو مرغ خاکی دریا مین پڑے — نے ہلاکی کے سوا اوس کو ملے
آسیا پر جو کہ بے گندم گیا — جز سفید ریش کے نے ہو عطا
آسیاے چرخ بے گندم کو دے — مو سفیدی اور ضعیفی جسم سے
اور وونے باگندمون کو آسیا — ملک بخشے اور کرے دانش عطا
اول استعداد جنت چاہیے — زندگی ہوتا کہ جنت سے تجھے
طفل کو نے شراب و نے کباب — ذوق و لذت دے نہ قصر و نے قباب
حد نہ رکھے یہ مثل کم بات کر — جا تو استعداد حاصل کر بشر
اب تک استعداد کو بیٹھا رہا — شوق حد سے گذرا نہ آئی ذرا
بولا استعداد بھی شہ سے ملے — مستعد کب جسم ہو بے جان کے
لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا — صید شہ کرنے گیا خود پھنس گیا
صید سمجھ جیسے کو کرنے جو گیا — صید کو نے پھانسا وہ خود پھنس گیا
جو امیری ڈھونڈھنے والا ہوا — اُس سے اول وہ اسیری مین پھنسا
جہان اُلٹا نقش دیباجہ جہان — نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان
اے تن کج فکر تیری عکس رو — سیکڑون آزاد کو رکھے گرو
مدت اک حیلہ گری سے درگذر — جی تو آزاد اک دو دم پیشتر
مجکو آزادی مین جز خر رہ نہین — سیر تجھکو ڈول سان جز چہ نہین
ایک مدت جل د میری جان چھوڑ تو — ڈھونڈھ یار اور دوسرا منہ مجھسے موڑ
پوری ہوئی نوبت مری آزاد کر — دوسرے کو مجھ سوا داماد کر
اے تن صد کارہ مجھکو چھوڑ تو — عمر میری لیگیا ڈھونڈھ اور کو

قصہ زن جوحی و عشوہ دادن او — قصہ زن جوحی کا اور فریب دنیا اُسکا

مسئلہ ۵ طفل نو کو الخ ۶ شعر طفل کو نہ شراب نہ کباب ذوق و لذت دے نہ قصر و نہ قباب یہ مثل حد نہین رکھتی ہے بات کم کر اور جا تو استعداد حاصل کر یعنی مادہ اول حاصل کرنا چاہیے آسے رجوع بقصہ استعداد کے واسطے تب تک بیٹھا رہا اور شوق حد سے گذرا ور راہ نہ پائی بولا استعداد بھی شاہ سے ملے لہ جسم کب مستعد ہو بغیر جان کے لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا ہے شاہ صید کرنے گیا اور خود پھنس گیا جیسے جو صید کرنے گیا صید کو نہ پھانسا اور خود پھنس گیا آگے اسکے حقائق ہین ۵۳ جو امیری الخ ۸ شعر جو کوئی امیری ڈھونڈھنے والا ہو وہ اسکے اول امیری مین پھنسا مثل دیباچہ جہان کو الٹا جان کہ نام ہر بندہ جہان کا خواجہ جہان ہے آگے جو اسب جان کا ہے اے تن کجی تیری فکر عکس رو سیکڑون آزاد کو گرو رکھتی ہے ایک مدت تو حیلہ گری سے گذر اور ایک دو دم آزادی بیشتر تجکو خر کے مانند آزادی مین راہ نہین ہے اور تجکو ڈول کے مانند سوا چاہ کے سیر نہین ہے تو ایک مدت جل میری جان کو چھوڑ اور دوسرا یار ڈھونڈھ اور مجھسے منھ کو موڑ میری نوبت پوری ہوئی آزاد کر اور دوسرے کو مجھ سوا داماد کر اے تن صد کارہ تو مجھکو چھوڑ میری عمر لیگیا اور کو ڈھونڈھ یعنی جان اس جسم کو کہتی ہے کہ اے جسم کج ہو تیری فکر عکس جاتی ہے تو اب مجھکو چھوڑ دوسرا اپنا داماد تلاش کر [illegible]
آگے قصہ زن جوحی کا ہے فافہم ۱۲

قاضی را به مکر و حیله در صندوق کردن و شرح آن

قاضی کو اور مکر و حیلہ سے صندوق مین بند کرنا اور شرح اسکی

هر زمان جوجی ز درویشی بفن ‏— رو بزن کردی که ای دلخواه من
چون سلاحت هست رو صیدی بگیر ‏— تا بدو شانیم از صید تو شیر
قوس و ابرو تیر غمزه دام کید ‏— بهر چه دادت خدا از بهر صید
روی مرغ شگرفی دام نه ‏— دانه بنما لیک در خوردش مده
کام بنما و کن او را تلخ کام ‏— کی خورد دانه چو شد محبوس دام
شد زن او نزد قاضی با گله ‏— که مرا افغان ز شوی ده وله
قصه کوته کن که شد قاضی شکار ‏— از جمال و از مقال آن نگار
گفت اینجا محکمه ست و غلغله ‏— من نتانم فهم کردن این گله
گر بخلوت آئی ای سرو سهی ‏— و ز ستمگاری شوی شرحم دهی
فهم آن بهتر کنم بدهم سزاش ‏— آنچه حق باشد تو زین غمگین مباش
نهم مرا معلوم گردد حال تو ‏— شوهرت را زهم سازم بی عتو
گفت خانهٔ تو ز هر نیک و بدی ‏— باشد از بهر گله آمد شدی
خانهٔ سر جمله پر سودا بود ‏— صدر پر وسواس و پر غوغا بود
باقی اعضا ز فکر آسوده اند ‏— وان صدور از صادران فرسوده اند
همچو شاخ از برگ و از میوهٔ کهن ‏— کرده خالی تا رسد از امر کن

ہر گھڑی جوجی سبب افلاس کے ‏— اپنی زن سے کہتا کہ ای نیک پے
صید گر رکھتی اگر ہتھیار ہے ‏— تا مین دوہون تیر تیرے صید سے
قوس و ابرو تیر غمزہ دام کید ‏— کیون دیا تجھکو خدا نے بہر صید
مرغ نادر کے لئے رکھ دام کو ‏— دانہ دکھلا پر نہ دے کھانیکو تو
تو بتا مقصد اُسے رکھ تلخ کام ‏— دانہ کب کھائے ہوا جو قید دام
ف۲ زن نے جا قاضی سے بس شکوہ کیا ‏— خصم ہرجائی نے کی مجھپر جفا
قصہ کوتہ کر ہوا قاضی شکار ‏— اُسکے حسن اور قال سے بس ایکبار
بولا یان سب ہے محکمہ اور غلغلہ ‏— مین سمجھ سکتا نہین ہون یہ گلہ
گر تو تنہائی مین آئے اس مکان ‏— ظلم شوہر کا کرے اپنے بیان
خوب مین سمجھون و دون اسکو سزا ‏— جو کہ حق ہو تب نہ غمگین ہو ذرا
ف۳ حال بس معلوم ہو مجھکو ترا ‏— تابع شوہر تیرا کردون بے سزا
بولی ہر نیک اور بد سے گھر ترا ‏— واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا
خانۂ سر جملہ پر سودا سے ہے ‏— صدر پر وسواس اور غوغا سے ہے
باقی اعضا فکر سے آسودہ ہے ‏— سینہ مہمانون سے بس عاجز رہے
مثل شاخ اب کہنہ میوہ و برگ سے ‏— خالی کر تو امر کن سے تا ملے

ف۱ ہر گھڑی آلخ ۵ شعر جوجی ہردم بسبب افلاس کے اپنی عورت سے کہتا ہے کہ اے نیک پے اگر تو ہتھیار رکھتی ہے شکار کرتا کہ مین تیر دوہون تیرے شکار سے قوس و ابرو و تیر وغیرہ و دام مکر خدا نے تجکو کیون دیا یعنی واسطے شکار کے مرغ نادر کے واسطے دانہ دکھلا ولیکن تو کھانے کو نہ دے تو اُس کو مقصد بتلا دے تلخ کام رکھ دے دانہ کب کھائے جو قید دام ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۲ زن نے جا آلخ ۵ شعر زن نے جاکر قاضی سے شکوہ کیا کہ خصم ہرجائی نے مجھ پر جفا کی قصہ کوتاہ قاضی شکار ہوا اُسے حسن و قال سے ایکبارگی کہلا کہ یہان محکمہ و غلغلہ ہے مین نہین سمجھ سکتا ہون یہ گلہ اگر تو تنہائی مین آئے اور اُسوقت ظلم شوہر اپنے کا بیان کرے مین خوب سمجھون اور اُس کو سزا دون جو حق ہو تو ذرا غمگین نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۳ حال بس آلخ ٦ شعر بس حال تیرا مجھ کو معلوم ہوا اور شوہر تیرا تابع تیرے کردون بغیر سزا کے کہا کہ ہر ایک نیک و بد سے تیرا گھر واسطے شکوہ کے آمد و شد ہوا ہے آگے حقائق ہین خانہ سر بالکل سودا سے پر اور صدر پر وسواس و پر غوغا سے ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین اور سینہ مہمانون سے عاجز رہتا ہے آگے اس کی مثال ہے شاخ کے مانند تو میوہ کہنہ برگ سے خالی کرتا کہ امر کن سے ملے پس برگ و میوہ نے غیب سے ملے واسطے اس کہنہ پن کے بے کہے یعنی خانہ پر سودا اور صدر پر وسواس و سودا سے ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگہا و میوہ ہاے نو ز غیب ‌ | ‌ از پے آن کہنگی بے ہیچ ریب
در خزان و باد خوف حق گریز ‌ | ‌ آن شقایقہای پارین گو بریز
کین شقائق صد نو اشگوفہاست ‌ | ‌ کہ درخت دل برای آن نماست
خویش را در خواب کن زین افتکار ‌ | ‌ سر ز زیر خواب در یقظہ برآر
ہمچو اصحاب کہف ای خواجہ زود ‌ | ‌ رو ایقاظا کہ تحسبہم رقود
گفت قاضی کاے صنم معہود چیست ‌ | ‌ گفت خانہ این کنیزک بس تہیست
خصم در رہ رفت و حارس نیز نیست ‌ | ‌ بہر خلوت سخت زیبا مسکنی است
امشب ار امکان بود آنجا بیا ‌ | ‌ کار شب بے سمو است و بے ریا
جملہ جاسوسان ز خمر خواب مست ‌ | ‌ زنگی شب جملہ را گردن زدست
خواندہ بر قاضی فسونہاے عجب ‌ | ‌ آن شکرلب وانگہانی از چہ لب
چند با آدم بلیس افسانہ کرد ‌ | ‌ چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد
اولین خون در جہان ظلم و داد ‌ | ‌ از کف قابیل بہر زن فتاد
نوح تا بہ خانہ مے پرداختی ‌ | ‌ واہلہ بر تابہ سنگ انداختی
مکر زن بر فن او چیرہ شدی ‌ | ‌ آب صافی وعظ او تیرہ شدی
قوم را پیغام کردی از نہان ‌ | ‌ کہ نگہ دارید دین از گمرہان
لوط را زن ہمچنین بد کافرہ ‌ | ‌ خواندہ باشی قصہ آن فاجرہ
یوسف از کید زلیخاے جوان ‌ | ‌ ماند در زندان براے امتحان
ہر بلا کاندر جہان بینی عیان ‌ | ‌ باشد از شومی زن اندر جہان

برگ اور میوے نئے بن غیب سے ‌ | ‌ واسطے اُس کہنہ پن کے بے کہے
تو سلہ خزان و باد خوف حق مین جا ‌ | ‌ وہ شقائق کہنہ ہووے بس جدا
یہ شقائق صد شگوفے کے ہین جو ‌ | ‌ کہ درخت دل ہوا اُسکی نشو کو
خود کو لیجا خواب مین اُس فکر سے ‌ | ‌ خواب سے یقظہ مین اٹھ پھر آن کے
مثل اُس اصحاب کہف ای خواجہ زود ‌ | ‌ جا بایقاظا (بیداری) کہ تحسبہم رقود (اندر بیداری کے جانتے ہین اُنکو سوئے ہوے)
بولا قاضی اے صنم اقرار دے ‌ | ‌ بولی خانہ خالی اس لونڈی کا ہے
نے نگہبان اور بھی شوہر گیا ‌ | ‌ واسطے خلوت کے وہ ہے خوشنما
گر سلہ ہے ممکن آج شبکو وان پہ آ ‌ | ‌ کام شب کا نے سنے کوئی ذرا
مست نشہ خواب سے جاسوس شب ‌ | ‌ زنگی شب نے انھین مارا ہے اب
پھونکا دم قاضی کے اوپر اک عجب ‌ | ‌ اُس شکرلب نے مگر کس سے بلب
پھونکا دم آدم پہ چند ابلیس نے ‌ | ‌ جبکہ حوا نے کہا کھایا اُسے
قتل پہلے اس جہان مین واقع ہو ‌ | ‌ ہاتھ سے قابیل کے زن کیلئے
نوح گھر مین روٹی کرتا جب کبھی ‌ | ‌ واہلہ پتھر توے پر ڈالتی
سلہ اُس کے فن پر مکر زن ہوتا تھا ور ‌ | ‌ آب صافی وعظ ہوتا تیرہ تر
قوم کو پیغام دیتی وہ نہان ‌ | ‌ کہ بچاتا دین کو با گمرہان
لوط کی بھی زن تھی ایسی کافرہ ‌ | ‌ وہ پڑھا ہو تو نے قصہ فاجرہ
یوسف اس مکر زلیخا سے رہا ‌ | ‌ امتحان کو قید خانے مین بھلا
جو بلا دیکھے ہے تو اندر جہان ‌ | ‌ شومی زن سے رکھے ہے ہر مکان

سلہ تو خزان الخ ۵ شعر تو خزان و باد خوف حق مین جا گو وہ شقائق کہنہ جدا ہووے جو یہ شقائق صد شگوفے کے ہین کہ درخت دل اُس کے نشو کو ہے خود کو خواب مین لے جا اُس فکر سے اور پھر آن کر خواب سے یقظہ مین اُٹھ اُس اصحاب کہف کے مانند اے خواجہ جلد جا اندر بیداری کے جانتے ہین اُس کو سوے ہوے یعنی دل کو خیالات دنیوی سے خالی کر کہ امر کن اس مین نازل ہو آ سگے رجوع بقصہ ہے قاضی نے کہا کہ اے صنم تو اقرار دے کہا کہ خانہ خالی اس لونڈی کا ہے نہ نگہبان اور بھی شوہر گیا ہے کہ واسطے خلوت کے راہ خوشنما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہے ممکن الخ ۶ شعر اگر ممکن ہے آج شب کو وہان پر آ کہ کام شب کا کوئی نہین سنتا ہے سب جاسوس نشہ خواب سے مست ہین اور زنگی شب نے اُنھین اب مارا ہے قاضی پر عجب ایک دم پھونکا اُسی شکرلب نے مگر کس سے یعنی لب سے آگے حقائق ہین چند دم آدم علم پر ابلیس نے پھو سنکے جبکہ حوا نے کہا اسے کھایا اول قتل اس جہان مین واقع ہو قابیل کے ہاتھ سے عورت کیلئے جب کبھی نوح گھر مین روٹی کرتا و اہلہ توے پر پتھر ڈالتی یعنی عورت کے مکر سے انسان خراب ہوتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکے فن پر الخ ۵ شعر اسکے فن پر عورت کا مکر غالب ہوتا تھا اور وعظ کا حال تیرہ تر ہوتا تھا وہ قوم کو پیغام نہان دیتی کہ دین کو بچا تا گمراہون سے عورت لوطؑ کی ایسی کافرہ تھی وہ تو نے قصہ فاجرہ کا پڑھا ہو یوسف عم اُس مکر زلیخا سے امتحان قید خانہ مین رہا لیس جو بلا کہ تو جہان مین دیکھے شومی زن ظاہر ایک مکان رکھتا ہے یعنی جو بلا کہ جہان مین آتی ہے اکثر شومی زن سے آتی ہے فافہم ۱۲

رفتن قاضی بخانہ زن جوجی و حلقہ زدن جوجی بہ تندی وخشم بر در و گریختن قاضی در صندوق

مکر زن پایان ندارد رفت شب ۔ قاضی زیرک سوی زن بہر ادب
زن ز شمع و نقل مجلس ساز کرد ۔ زن نوازش شاد شد قاضی مرد
چونکہ بنشستند باہم ساعتے ۔ تا بر آسایند اندر خلوتے
چون نشست او پہلوی زن بامراد ۔ گشت جان پر غمش زان وصل شاد
اندر آندم جوجی آمد در بزد ۔ جست قاضی مہربے نادر نخرد
غیر صندوق ندید او خلوتے ۔ رفت در صندوق از خوف آن فتی
اند آمد جوجی و گفت ای حریف ۔ ای وبالم در ربیع و در خریف
من چہ دارم کہ فدایت نیست آن ۔ تا زمن فریاد داری ہر زمان
گفت شخصے نزد قاضی رفتہ ۔ در حقم ناگفتنیہا گفتہ
بر لب خشکم کشادستی زبان ۔ گاہ مفلس خوانیم گہ قلتبان
این دو علت گر بود ایجان مرا ۔ آن یکے از تست و آن یک از خدا
من چہ دارم غیر این صندوق آن ۔ ہست مایہ تہمت و پایہ گمان
خلق پندارند زر دارم درون ۔ داد وا گیرند از من زین ظنون
صورت صندوق بس عالیست لیک ۔ از رخوت سیم و زر خالیست نیک

جانا قاضی کا گھر مین زن جوجی کے اور حلقہ بجانا جوجی کا زور سے اور غصہ سے دروازے پر اور بھاگنا قاضی کا صندوق مین

مکر زن[1] بیحد ہے وہ قاضی گیا ۔ رات کو بہر جمع سوے نسا
زن نے شمع و نقل سے مجلس کری ۔ اس نوازش سے ہوا قاضی خوشی
جو کہ بیٹھے دونون باہم اک گھڑی ۔ تا ملے خلوت مین راحت اور خوشی
پاس زن کے بیٹھا جو وہ بامراد ۔ وصل سے ہوئی جان پر غم سکی شاد
در بجایا اُس گھڑی جوجی نے آ ۔ تا ہو پنہان ڈھونڈھی اس قاضی نے جا
دیکھی خلوت نے سوا صندوق کے ۔ پس گھسا صندوق مین وہ خوف سے
جوجی[2] اندر آکے بولا ای حریف ۔ ای وبال اندر ربیع اندر خریف
کیا رکھون مین کہ نہین تجکو دیا ۔ تو مری فریاد جو کرتی ہے جا
ایک نے مجھسے کہا قاضی سے جا ۔ تو نے نالش کی مری ای ناسزا
تو نے میرے فقر پر کھولی زبان ۔ کہ کہا مفلس مجھے کہ قلتبان
یہ دو علت جو کہ ہین ایجان مجھے ۔ ایک وہ تجھسے ہے اک اللہ سے
اس سوا صندوق کے کیا ہی یہان ۔ مایہ تہمت ہے اور جاے گمان
خلق جانے زر ہے اسکے درمیان ۔ روکتا خیرات کو ہے یہ گمان
صورت صندوق عالی ہے ولے ۔ سیم و زر اسباب سے خالی ہے یہ

[1] مکر زن الخ ۶ شعر مکر عورت کا بیحد ہے پس وہ قاضی گیا رات کو واسطے جماع کے جانب عورت کے زن نے شمع و نقل سے مجلس کری اسی نوازش سے قاضی خوش ہوا جو کہ دونون ایک گھڑی باہم بیٹھے تا کہ خلوت مین راحت و خوشی ملے جو وہ زن کے پاس بامراد اس کی جان پر غم وصل سے شاد ہوئی اُس دم جوجی نے در بجایا آکر قاضی نے جگہ ڈھونڈھی تا کہ پنہان ہووے خلوت بجز صندوق کے نہ دیکھی پس خوف سے صندوق مین گھسا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جوجی الخ ۸ شعر جوجی نے گھر مین آکر کہا کہ اسے حریف واسے وبال اندر ربیع و خریف بس مین کیا رکھتا ہون کہ مجکو نہین دیا تو میری فریاد جو کرتی ہے جاکر ایک نے مجھ سے کہا کہ تو نے جا کر قاضی سے میری نالش کی ہے تو نے میرے فقر پر زبان کھولی ہے کبھی مجکو مفلس کہا کبھی قلتبان کہا یہ دو علت جو کہ مجکو ہے ایک وہ تجھ سے و ایک خدا سے ہے اس صندوق کے سوا کیا میرے یہان ہے کہ مایہ تہمت و جاے گمان ہے خلق جانتی ہے کہ اس کے درمیان زر ہے کہ یہ گمان خیرات کو روکتا ہے صورت صندوق عالی ہے ولیکن ہم سیم و زر و اسباب سے خالی ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

چون تن ز زراق خوب باوقار　　و اندران حیلہ سابے غیر بار
من برم صندوق فردا را بکو　　پس بسوزم درمیان چارسو
تا ببیند مومن و گبر و یہود　　کاندرین صندوق جز لعنت نبود
گفت زن ہی درگذر ای مرد دین　　خورد سوگند او کہ نکنم جز چنین
یار سن صندوق را در دم ببست　　خویشتن را کردہ بد مانند مست
از پگہ حمال آورد او چو باد　　زود آن صندوق بر پشتش نہاد
اندرونش قاضی از بیم نکال　　بانگ میزد کای حمال ای حمال
کرد آن حمال از ہر سو نظر　　کز چہ سو در میرسد بانگ و خبر
ہاتف است این داعی من ای عجب　　یا پری ام میکند پنہان طلب
چون پیاپے گشت آن آواز بیش　　گفت ہاتف جمع دل فرخودیش
عاقبت دانست کان بانگ و فغان　　بد ز صندوق و کسے در وے نہان
عاشقی کو در پے معشوق رفت　　گرچہ بیرونست در صندوق رفت
عمر در صندوق برد از اندہان　　جز کہ صندوقی نہ بیند از جہان
آن سرے کہ نیست فوق آسمان　　از ہوس او را در آن صندوق دان
چون ز صندوق بدن بیرون شود　　او ز گوری سوی گوری میرود
این سخن پایان ندارد قاضیش　　گفت ای حمال و ای صندوق کش
از من آگہ کن درون محکمہ　　تائبم را زود تر با اینہمہ
تا خرد این را بزر زین بیخرد　　ہمچنین بستہ بخانہ ما برد

تن ہے مکاروں کا خوب اور باوقار　　سنے ملے اُس ٹوکرے مین غیر بار
جاؤن لے صندوق کل کو تو کہے　　اور جلاؤن درمیان بازار کے
دیکھین مومن اور یہود و گبر تا　　کہ نہ تھا صندوق لعنت کے سوا
بولی زن ہین چھوڑ یہ کیا ہے جنون　　کھائی سوگند اُسنے اب یون ہی کرون
باندھا اُسدم رسن سے صندوق کو　　اور کیا تھا آپ کو جون مست خو
صبح کو حمال لایا جون ہوا　　جلد صندوق اسکی پشت اوپر رکھا
قاضی ڈر سے اُس مین کرتا یہ مقال　　دیتا آواز ای حمال وای حمال
ہر سو اُس حمال نے کی تب نظر　　کہ کدھر سے آئے ہے بانگ و خبر
تجکو ہاتف ہے بلاتا ای عجیب　　یا پری کرتی ہے پوشیدہ طلب
وہ ہوئی آواز پے درپے سو　　بولا ہاتف نے ہی جمع دل کیا
جانا آخر جو کرے بانگ و فغان　　ہوا اسی صندوق مین کوئی نہان
پیچھے معشوقہ کے جو عاشق پھرے　　گرچہ باہر ہین گئے صندوق مین
عمر کی صندوق مین اس نے بسر　　نے سوا صندوق کے رکھے نظر
ایسی جان کرتی ہے فوق آسمان　　حرص سے صندوق مین تو اسکو جان
جبکہ وہ صندوق تن سے جائے　　گور سے جاتی ہے جانب گور کے
بات یہ بیحد ہے قاضی نے کہا　　اسکو ای حمال صندوق جفا
محکمہ مین جا کے میرے حال سے　　میرے نائب کو خبر تو جلد دے
تا خریدے اسکو اس بے عقل سے　　گھر کو یوہین بند لیجائے مرے

سلہ تن ہے آخر ۶ شعر ان مکاروں کا تن خوب باوقار ہے کہ اس ٹوکری مین بجز مار کے نہ ملے تو کہے مین صندوق لیکر کل جاؤن اور بازار کے درمیان جلاؤن تاکہ مومن یہود و گبر دیکھین کہ صندوق مین لعنت کے سوا نہ تھا عورت نے کہا کہ ہین چھوڑ یہ کیا جنون ہے قسم کھائی اُس نے کہ اب یون ہی کرون اُسی دم رسی سے صندوق کو باندھا اور خود کو مست کے مانند کیا صبح کو حمال کو لایا مثل ہوا کے جاکر اور جلد صندوق اُس کی پشت پر رکھا یعنی تن مکاروں کا مثل صندوق کے ہے اور اُس مین بجز مار نفس کے اور کچھ نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ قاضی ڈر سے آخر ۶ شعر قاضی خوف سے اُس مین یہ مقال کرتا اور دیتا آواز کہ اے حمال وا اے حمال اس حمال نے ہر سو نظر کی کہ کدھر سے آتی یہ بانگ و خبر تجھ کو ہاتف بلاتا ہے یا پری پوشیدہ طلب کرتی ہے وہ آواز پے درپے سوا ہوئی دل جمع کیا کہ ہاتف نہیں ہے آخر جانا کہ جو بانگ و فغان کرتا ہے اس صندوق مین نہان ہے آگے حقائق ہین جو کہ عاشق پیچھے معشوقہ کے پھرتے ہین اگرچہ باہر ہین ولیکن صندوق مین ہین یعنی عاشق کشش سے صندوق مین معشوقہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عمر کی آخر ۶ شعر اس نے صندوق مین عمر بسر کی کہ سوا صندوق کے نظر نہین رکھتا ہے ایسی جان کہ فوق آسمان نہین ہے تو اسکو حرص سے صندوق مین جان جبکہ وہ صندوق تن سے جاتی ہے پس بانگ گور سے جانب گور سے جاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے بات بیحد ہے قاضی نے کہا اسکو کہ اے حمال صندوق جفا مین جاکر میرے حال سے نائب کو تو جلدی خبر دے تاکہ اس کو خریدے اس بے عقل سے اور یون ہی بند لیجائے میرے گھر کو آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

اے خدا بگمار قوم رحم مند / تا ز صندوق بدن ما را خرند
خلق را از بند صندوق فسون / کہ خرو جز انبیائے مرسلون
از ہزاران کس یکے خوش منظر است / کہ بداند کو بہ صندوق اندر است
آنکہ داند تو نشناسد آن شناس / کو ز روح این جہان دارد ہراس
آن جہان را دیدہ باشد پیش ازان / تا بدان ضد این ضدش گردد عیان
زین سبب کہ علم ضالہ مومن است / عارف ضالہ خود است و موقن است
آنکہ ہرگز روز نیکو را ندید / او درین ادبار کے خواہد طپید
یا بطفلے در اسیرے او فتاد / یا ز اول او ز ما در بندہ زاد
ذوق آزادی ندیدہ جان او / ہست صندوق صور میدان او
دائما محبوس عقلش در صور / از قفص اندر قفص دارد گذر
منفذش نے از قفص سوی علا / در قفس پا میرود او جا بجا
در بنی ان استطعتم فانفذوا / این سخن انس و جن آمد ز ہو
گفت منفذ نیست از گردون شان / جز بسلطان و بوحی آسمان
گر ز صندوقے بصندوقے رود / او سمائی نیست صندوقے بود
فرجہ صندوق نو نو منکرست / در نیابد کو بصندوق اندرست
گر نشد غرہ بدین صندوقہا / ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
آنکہ داند این نشانش زان نشان / کو نباشد بے ہراس و بے فغان

اے خدا[۵۱] قوم رحیم اک بھیجدے / تا ہمین صندوق تن سے مول لے
قید صندوق فسون سے خلق کو / کون لے جز انبیائے نیک خو
سیکڑون مین ایک ہی صاحب نظر / جانے تا صندوق مین وہ ہی بشر
جانے جو پہچان تو اسکا نشان / کہ ہراس ہو اسکو با عیش جہان
اس جہان کو پہلے دیکھا اسنے ہو / جانے تا اس ضد سے پس اس ضد کو وہ
اسلئے کہ علم ضالہ مومنین / جانے اپنی شے گمی کو بالیقین
جس نے روز نیک کو دیکھا نہین / وہ کب اس ادبار مین تڑپے حزین
یا کہ بچہ[۵۲] پن مین وہ قیدی رہا / یا کہ خانہ زاد وہ پیدا ہوا
ذوق آزادی رکھے اسکی روان / ہی وہ صندوق صور تو اسکو جان
قید عقل اسکی سدا اندر صور / وہ قفس سے دے قفس مین رہگذر
نے قفس سے اسکو رہ سوی علا / پھرتی ہے اندر قفس ہا جا بجا
قول حق ان استطعتم فانفذوا / انس و جن کو آیا یہ از راہ ہو
بولا نے رستہ انھین سوئے سما / بس سوائے شاہ اور وحی خدا
جائین گر صندوق سے صندوق مین / آسمانی نے ہین صندوقی وہ ہین
سیر[۵۳] تو صندوق کی ہے بامزا / گر نہ ہو صندوق مین ہی وہ پھنسا
گر نہ صندوقون سے غرہ اسکو ہو / ڈھونڈھے جون قاضی رہائی اپنی وہ
ان پتون سے جانے جو پہچان کو / بے ہراس اور بے فغان کیونکر نہو

ف۵۱ اے خدا الخ شعر اے خدا ایک قوم رحیم بھیجدے تا کہ ہمکو صندوق تن سے مول لے قید صندوق فریب سے خلق کو کون لے بجز انبیاے نیک خو کے سیکڑون مین ایک صاحب نظر ہے تا کہ وہ جانے صندوق مین بشر ہے جو جانے تو اس کا نشان پہچان کہ اس کو ہراس ہو عیش جہان سے کہ اس جہان کو اول اس نے دیکھا ہوتا اس ضد سے اس ضد کو وہ جانتا ہے اسواسطے کہ علم کمی چیز مومن کی ہے تا کہ اپنی شے گمی کو بالیقین جانے جس نے روز نیک کو نہین دیکھا وہ کب اس ادبار مین غمگین تڑپے اہل خلق کی یہ پہچان ہے اسکو عیش جہان سے ہراس ہو کیونکہ اس نے اول اس جہان کو دیکھا ہے اسواسطے اہل دنیا سے خوش نہین ہوا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ف۵۲ یا کہ بچہ پن مین الخ شعر یا کہ بچہ پن مین وہ قیدی رہا یا خانہ زاد وہ پیدا ہوا اس کی جان ذوق آزادی نہ رکھے کہ وہ صندوق صورت ہے تو اسکو جان ضد عقل اسکی ہمیشہ صورت مین ہے کہ وہ قفس سے قفس مین راہ گذار دیتا ہے اس کو قفس سے سوے علا فہ نہین ہے اندر معنون کے ہوتی رہے جا بجا قول خدا ہو کہ اگر استطاعت تم رکھتے ہو کہ نکلو تم کہان ہے انسان جنات کو آواز آیا از راہ ہو کے کہا کہ رستہ نہین ہے ساتھ گروہ پتون کے سوا سلطان دخل آسمان کے اگر صندوق سے صندوق مین جائین وہ آسمان نہین ہین صندوق مین یعنی وہ مقید صورت کے ہین آزاد نہین ہین کہ انکا آسمان پر گذر ہووے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ف۵۳ سیر تو الخ شعر سیر تو صندوق کی بامزہ ہے اگرچہ صندوق مین نہ ہو وہ پھنسا ہو اگر صندوقون سے اسکو ثمرہ نہو تو وہ مثل قاضی کے رہائی اپنی ڈھونڈھے جو ان پتون سے پہچان کو جانے وہ بے ہراس و بے فغان کیونکہ اسکو مثل قاضی کے خوف ہوا اور اسکی جان کو کب خوشی ایکدم ہو یعنی جو ان بتون کی پہچان کو جانے وہ بے ہراس کیونکر نہووے آگے رجوع قصہ ہے اس حال سے ایک انگیز کو کہا کہ تحکم قاضی مین مثل ہو گے تو جانان کو کہدے کہ یہ واقعہ ہوا اور قاضی کو من آئی ہی قیامت باقی حالی آگے ہی فافہم ۱۲

ہمچو قاضی باشد او را ارتعاد کے برآید یکدمے از جانش شاد
رہروی را گفت آن حمال شاد کہ برد در محکمہ قاضی چو باد
تا بُگُش را گوے کین شد واقعہ بر سر قاضی بیامد قارعہ
شغل را بگذار زود اینجا بیا زو بجز سربستہ این صندوق را
چونکہ رہرو شد رسالت[۱] را براند ہر کہ زو بشنید این خیرہ بماند
بر دو القصہ خبر صندوق کش نائب قاضی حسن را از غمش
آتشی بر کردہ جوجی از ملا کہ بجو اہم سوخت این صندوق را
بر سر بازار جوشش عامہ چیست جوجی می نہد ہنگامہ
نائب آمد گفت صندوقت بچند گفت نہ صد بیشتر زر مید ہند
من نمی آئم فروتر از ہزار گر خریداری کشا کیسہ شمار
گفت شرمے دار ای کوتہ نمد قیمت صندوق خود پیدا بود
گفت شرمی دار از اہل خرد کس بدین مقدار این را کی خرد
گفت بے رویت شری[۲] خود فاسدست بیع ما زیر گلیم این فاسد است
بر کشایم گر نمی ارزد فخر تا نباشد بر تو حیفے اے پدر
گفت اے ستار بر مکشاے راز سر بہ بستہ می خرم بامن بساز
ستر کن تا با تو ستاری کنند تا نہ بینی ایمنی بر کس مخند
بس درین صندوق چون تو ماندہ اند خویش را اندر بلا بنشاندہ اند
آنچہ بر خود خواہدت بود ند پسند بر کہ کش آن کن از رنج و گزند

مثل قاضی کے اُسے بس خوف ہو کب خوشی اک دم ہو اسکی جان کو
بولا وہ حمال اک رہ گیر کو محکمہ قاضی مین جا جون باد تو
کہدے نائب کو ہوا یہ واقعہ آئی ہے قاضی کے سر پر قارعہ
کام[۱] چھوڑا اور جلد آ سچا یہ تو مول لے بند اس سے اس صندوق کو
جو گیا رہگیر ہونچایا پیام یہ سنا جس نے ہوا حیران تمام
الغرض حمال نے جا دی خبر نائب قاضی حسن کو دوڑ کر
آگ سلگا کر یہ جوجی نے کہا پھونکدون صندوق کو اب بر ملا
شور و غل بازار مین تھا چار سو دیکھین کیا کرتا ہے جوجی نیک خو
آیا نائب بولا قیمت اسکی کر بولا نو سو سے زیادہ ہوئین زر
مین نہین ہوتا ہون کمتر با ہزار گر خریدے کھول تھیلی کر شمار
بولا اے کم حوصلہ شرما ذرا قیمت صندوق خود ہی ظاہر ا
بولا شرما عقلمندون سے ذرا کون لیگا اتنی قیمت پر بھلا
بولا[۲] بے دکھلائے فاسد بیع ہے بیع صحیح پوشیدہ لبس ہوتی ہے
کھولون مین گر نے پسند آئے سے تا نہ تجھپر ظلم ہوا ے نیک پے
بولا اے ستار مت کھول اب سے بند لینا مول ہون تو دے مجھے
ستر کر تا تجھسے ستاری کرے تا بے دیکھے اسکو مت ہنس اور سے
ہین بہت تیرے مثل صندوق ہین آپ کو اندر بلا رکھتے وہ ہین
جو کہ اپنے پر نو کرتا ہے پسند غیر پر وہ رنج بس کرے پسند

۱ کام چھوڑا الخ ۶ شعر کام چھوڑ اور جلد آ تو اس جا پر اور اس صندوق کو بند اُس سے مول لے جو راہگیر گیا اور پیام پہونچایا یہ جس نے سنا حیران تمام ہوا الغرض حمال نے جا کر خبر دی نائب قاضی حسن کو یہان جوجی نے آگ سلگا کر کہا کہ مین اس صندوق کو پھونک دونگا بازار مین شور غل تھا کہ یہ نیا ہنگامہ ہے کہ جوجی اپنا صندوق آگ مین جلا رہا ہے استنے مین دوڑ کر نائب آیا اور کہا کہ قیمت اسکی کہہ کہا کہ نو سو سے زیادہ روپیہ ہین بس کمتر ہزار نہین ہوتا ہون گر تو خریدتا ہے تو تھیلی کھول دو شمار کر کے کہا کہ اے کم حوصلہ ذرا شرما کہ قیمت صندوق کی خود ظاہر ہے تجکو عقلمندون سے شرم نہین آتی کہ اس صندوق کی اتنی قیمت کہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ بولا الخ ۸ شعر کہا کہ بے دکھلائے بیع فاسد ہے کہ بیع صحیح پوشیدہ نہین ہوتی ہے اگر مین کھولون و پسند نہ آئے مت لے تا کہ تجھپر ظلم نہ ہو وے کہا کہ اے ستار مت کھول اب اسے بند مول لیتا ہون تو مجھے دے ستر کر کہ تجھسے ستاری کرے تا کہ تو امن دیکھے اور دوسرے پر مت ہنسے آگے حقائق ہین تیرے مانند بہت صندوق مین ہین اور خود کو بلا مین وہ رکھتے ہین جو تو خود پسند کرتا ہے وہ رنج غیر پسند کرے جو تو خود پر روا رکھتا ہے نیک و بد سے وہ غیر پر تو روا رکھ جو خود پر روا نہ رکھے نفع و ضرر وغیرہ روا نہ رکھے اسے بے ہنر یعنی جو خود پر پسند کرتا ہے وہ غیر پر پسند کر آگے قصہ آنا نائب کا حقائق مین بیان ہے فافہم ۱۲

آنچہ تو بر خود روا داری ہمان / می بکن از نیک و بد با کسان
آنچہ نپسندی بخود از نفع و ضر / بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر

جو روا تو اپنے اوپر بس رکھے / نیک و بد سے وہ روا رکھ غیر پے
نے روا خود پر رکھے جو نفع ضر / مت روا رکھ غیر پر اے بے ہنر

آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن صندوق را

آنا نائب قاضی کا بازار مین اور خریدنا صندوق کا

زانکہ بر مرصاد حق اندر کمین / میدہد پاداش پیش از یوم دین
آن عظیم العرش عرش او محیط / تخت دادش بر ہمہ جانہا بسیط
گوشۂ عرشش بتو پیوستہ است / ہین مجنبان جز بدین و داد دست
رو مراقب باش بر احوال خویش / نوش بین در داد بعد از ظلم نیش
پس ہمین جا خود جزاے نیک و بد / میرسد با ہر کسے چون بنگرد
وان جزا کا نجا رسد در یوم دین / ہیچ آنہا این نماند نیک بین
گفت آری انچہ کردم استم است / لیک ہم مبدا کہ بادی اظلم است
گفت نائب یک بیک را دیدہ ایم / با سواد روچہ اندر شاد ... ایم
ہمچو آن زنگے کہ بد شادان خوش / او نہ بیند غیر او بیند رخش
ماجرا بسیار شد در من یزید / داد صد دینار و آن از وی خرید
ہر زمان صندوقی اے ناپسند / ہاتفان غیبیانت می خرند
این یقین میدان کہ اسیر و بندۂ / زانکہ در صندوق غمہا ماندۂ
بندہ ہر چہ گشتۂ از نیک و بد / ہر یکی بر تو چو صندوقست صد
تا نگردی زین ہمہ آزاد تو / کے شوی ایجان زغم دل شاد تو

کیونکہ حق مرصاد پر رکھے نظر[1] / حشر سے دیتا ہے بدلا پیشتر
وہ عظیم العرش عرش اسکا محیط / تخت بخشش اسکا جانون پر بسیط
اسکا گوشہ عرش تجھسے ہے ملا / ہاتھ جز دین و کرم کے مت ہلا
جا مراقب ہو تو اپنے حال سے / دیکھے نوش و نیش داد ظلم سے
پس جزا پہونچے یہان پر بد و نیک / ہر کسی کو جو تو دیکھے ایک ایک
وہ جزا کہ وان ملیگی حشر کو / وہ نہ اسکے مثل ہی اب دیکھ تو
بولا سچ مین نے کیا وہ ہی ستم[2] / پر وہ مبدا ہے ستم مین اور نہ کم
بولا نائب مبدا ہم اک اک کے ہین / کیا سیہ روئی مین اسکی خوش ہین
جیسے زنگی کہ رکھے خوش آپ کو / وہ نہ دیکھے غیر دیکھین اسکا رو
قیمت زیادہ مین بس جھگڑا ہوا / دیکے سو دینار مول اسکو لیا
اے تو صندوقی ہے بد ہر وقت مین / تجھکو ہاتف اور غیبی مول لین
ہے یقین یہ تو اسیر و بندہ ہے / اس لئے صندوق مین درماندہ ہے
نیک و بد کی قید مین ہی تو گھرا / سیکڑون صندوق مین ہی تو بنا
جب تک ان سب سے نہ آزاد ہو / دل کے غم سے کس طرح تو شاد ہو

[1] کیونکہ حق الخ ۶ شعر کیونکہ مین گذر گاہ پر نظر رکھتا ہون حشر سے بدلا پیشتر دیتا ہے وہ عظیم العرش اور عرش اُس کا محیط ہے تخت بخشش اُس کا جانون پر بسیط ہے اُس کا گوشۂ عرش تجھ سے ملا ہے پس ہاتھ کو سوا دین و کرم کے مت ہلا تو جا اپنے حال پر مراقب ہو اور خوش و نیش واد ظلم سے دیکھ پس یہان پر نیک و بد کی خبر پہونچے ہر کسی کو جو تو ایک دیکھے وہ جزا کہ وہان حشر کو ملے گی وہ اس کے مثل نہین ہے تو اب خوب دیکھ یعنی تو کام اپنے نیک کر کہ جزا اس کی جنا سے یہان وہان بہتر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] بولا الخ ۸ شعر جوجی نے کہا کہ سچ وہ مین نے ستم کیا ہے ولیکن قاضی ابتدا کرنے والا ستم مین ہے کم نہین ہے نائب نے کہا کہ ہم مبدا ایک ایک مین سیاہ روئی مین کیا اس سے خوش رہین گے مثال ہے جیسے زنگی کہ آپ کو خوش رکھے وہ نہ دیکھے اور غیر اُس کا رو دیکھے پس قیمت زیادہ مین جھگڑا ہوا اور سو دینار دیکر اُس کو مول لیا آگے حقائق ہین اے تو صندوق بد ہے ہر ایک وقت مین تجکو ہاتف غیبی مول لین تو اسیر اور قیدی ہے اور اس صندوق تن مین درماندہ ہے تمام دنیا کے نیک و بد مین گرفتار ہے اور سیکڑون صندوقون مین تیری جان ہے جب تو اس تعلقات دنیا سے منھ نہ موڑیگا اور نیک و بد کی تمیز نہ چھوڑیگا کبھی تیری جان دل شاد و فرحان نہ ہوگی یعنی تو صندوق نیک و بد سے وقت مین ہے تجکو ہاتف غیبی مول لین جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جناب رسول مقبول صلعم نے مقبول کیا آگے اس کا حال بیان ہے فافہم ۱۲

در بیان حدیث نبوی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود و آن علی مولا نہاد

گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولاے اوست

کیست مولا آنکہ آزادی کند — بند رقیت ز پایت بر کند

چون بآزادی نبوت ہادیست — مومنان را ز انبیا آزادیست

اے گروہ مومنان شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

لیک میگوئید ہر دم شکر آب — بیزبان چون گلستان خوش خضاب

بیزبان گویند سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار

حلہا پوشیدہ و دامن کشان — مست و رقاص و خوش و عنبر فشان

جزو جزو آبستن از شاہ بہار — جسم شان چون درج پر در ثمار

مریم آن بے شوی آبست از مسیح — خامشان بے لاف گفتار فصیح

ماہ ما بے نطق خوش بر تافتہ است — ہر زبان نطق از فر او یافتہ است

نطق عیسیٰ از فر مریم بود — نطق آدم پرتو آن دم بود

تا زیادت گردد ای شکر ای ثقات — پس نبات دیگرست اندر نبات

عکس آن اینجاست ذل من قنع — اندرین طورست عز من طمع

حدیث نبوی کے بیان مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ

(یعنی اُس کا کہ مین مولا ہون پس علی مولا اُس کا ہے)

مصطفےٰ نے اس سبب سے ظاہرا — نام علی کا خود کا بھی مولا رکھا

بولے مین مولا ہون جسکا اور یار — اُس کا مولا ہے علی با وقار

کون مولا دے جو آزادی تجھے — تجھکو قید بندگی سے چھوڑ دے

جو نبوت ہادی آزادی کا ہے — انبیا سے مومن آزادی کا ہی

اے گروہ مومنان شادی کرو — مثل سرو و سوسن آزادی کرو

لیک کرتے ہر گھڑی ہین شکر آب — بیزبان جون گلشن باآب و تاب

بیزبان کرتے ہین سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار

پہنے حلے اور ہین دامن کشان — ناچتے اور مست اور عنبر فشان

حاملہ جزو جزو ہے باشاہ بہار — اُنکا تن جون درج پر در ثمار

حاملہ مریم ہے بے شو با مسیح — خامشان بے بات کہتے ہین فصیح

مہ ہمارا چمکا خوش بے نطق کے — ہر زبان نے نطق پایا اُس سے ہے

نطق عیسیٰ پرتو مریم سے ہے — نطق آدم پرتو اُسکے دم سے ہی

شکر سے تا ہو زیادہ اے اخی — ہی نبات اندر نبات اُسکا ورجی

یہان پہ ہے برعکس ذل من قنع — اس طریقہ مین ہے عز من طمع

سلہ مصطفےٰ نے الخ ۶ شعر اس سبب سے حضرت مصطفےٰ صلعم نے ظاہرا نام اپنا اور حضرت علی کا مولا رکھا فرمایا کہ مین جسکا مولا ہون اُس کا علی مولا ہے مولا کون ہے وہ جو تجھ کو آزادی دے اور قید بندی سے تجھ کو چھوڑا دے جو نبوت آزادی کو بادی ہے ابتدا سے مومن آزادی رکھتے ہین اے گروہ مومنان شادی کرو اور سرو سوسن کے مانند آزادی کرو ولیکن ہر گھڑی آپ کا شکر کرتے ہین بے زبان مانند گلشن باآب و تاب کے یعنی مولیٰ وہ شخص ہے کہ جو تجھکو قید دنیا سے آزادی دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے زبان الخ ۶ شعر بے زبان سرو و سبزہ زار شکر آب و شکر عدل نوبہار کرتے ہین حلے پہنے اور دامن کشان ہین ناچتے ہین اور عنبر فشان ہین جزو جزو حاملہ ہے شاہ بہار سے اور اُن کا تن مانند درج گوہر سرشت ہے مریم حاملہ ہے بے شوہر کے مسیح سے خاموشان بے بات فصیح کہتے ہین ہمارا ماہ چمکا خوش بے نطق کے اور ہر ایک زبان نے نطق پایا اس سے ہے نطق عیسیٰؑ پرتو مریم سے ہے اور نطق آدم پرتو اسدم سے ہے ہم کو گویائی اس بے زبانی کے سبب سے حاصل ہے کہ وہ بے زبانی مین کہ پائی حق سے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شکر سے الخ ۴ شعر تا شکر سے زیادہ ہو کہ نبات اندر نبات کے اور ہی ہے اُس کے یہان پہ برعکس ہے کہ ذلت قناعت مین ہے اور اس طریقہ مین عزت طمع ہے تو آپ کو نفس کے پھندے مین مت ڈال اور اپنے خرید ارون سے غافل مت ہو تاکہ اس سے پریشان حال نہ ہو خوب فرمایا ہے صاحب دل نے یعنی مقام طلب عشق مین قناعت ذلت ہے اور طمع عزت ہے آگے زن جوحی کا بیان ہے فافہم ۱۲

درجوال نفس خود چندین مرو	از خریداران خود غافل مشو	نفس کے پھندے مین مت ڈال آپکو	غافل اپنے نے خریداروں سے ہو
تا نمانی تو پریشان حال ازان	آنچنان فرمود ای صاحبدلان	تا نہ اُس سے تو پریشان حال ہو	ایسا فرمایا ہے صاحبدل نے جو

بازآمدن زن جوجی سال دیگر نزد قاضی وشناختن او

پھر آنا زن جوجی کا دوسرے سال پاس قاضی کے اور پہچان لینا اُس کا

باز بعد سالے آن جوجی زفن	رد بزن کرده بگفت ای چست زن	دوسرے[۵۱] پھر سال جوجی نے یہ فن	بس کہا عورت سے ای چالاک زن
آن وظیفه پار را تجدید کن	پیش قاضی از گله من گو سخن	وہ وظیفہ پار سالہ کر بنا	آگے قاضی کے تو کر میرا گلا
زن بر قاضی در آمد با زنان	مرزنے را کرد آن زن ترجمان	پیش قاضی زن گئی ہمرہ زنان	اک کیا اُس زن نے زن کو ترجمان
تا نبشناسد زگفتن قاضیش	یاد ناید از بلاے ماضیش	تا نہ قاضی بات سے پہچان لے	وہ بلا گذری نہ یاد آئے اُسے
هست فتنه غمزۀ غماز زن	لیک آن صد تو شود ز آواز زن	فتنہ[۵۲] اک ہے غمزۀ غماز زن	ایک سو درجہ ہوا آواز زن
چون نمی تانست زن آوازے فراشت	غمزۀ پنهان زن سودے نداشت	جو بلند آواز سے وہ کر سکی	سود کیا غمزہ نہان سے ہوا جی
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار	تا دهم کار ترا با او قرار	بولا قاضی جا تو خصم اپنے کو لا	تا تری نالش کا کر دون فیصلا
جوجی آمد قاضیش نشناخت زود	که بوقت لقیه در صندوق بود	قاضی نے جوجی کو پہچانا نہیں	کیونکہ تھا صندوق مین وقت قرین
زو شنیده بود آواز برون	در شری و بیع و در نقص فزون	اُسکا باہر سے سنا آواز تھا	لینے دینے بیش وکم مین ظاہرا
گفت نفقه زن چرا ندہی تمام	گفت از جان شرع را هستم غلام	بولا[۵۳] کیون نفقہ نہ زن کو دے تمام	بولا جان سے شرع کا ہون مین غلام
لیک گو میرم ندارم من کفن	در قمارم مفلس و شش پنج زن	گر مرون مین نے کفن کو کچھ رکھون	مین جوے مین مفلس شش پنج ہون
زین سخن قاضی مگر بشناختش	یاد آورد آن دغل وان باختش	جانا قاضی نے اُس کے قول سے	دھوکا دینا یاد وہ آیا اُسے
گفت آن شش پنج با من باختی	پار اندر ششدرم انداختی	بولا وہ شش پنج کھیلا پار سال	ڈالا ششدر مین مجھے پر ملال

[۵۱] دوسرے الخ ۴ شعر پھر دوسرے سال جوجی نے از راہ فن کے عورت سے کہا کہ اے چالاک زن وہ وظیفہ پارسالہ بنا کر کہ آگے قاضی کے میرا تو گلا کر قاضی کے آگے زن گئی ہمراہ زنون کے اور ایک زن کو اُس زن نے مترجم کیا تاکہ قاضی بات سے پہچان نہ لے اور گذری بلا اُسے یاد نہ آئے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۲] فتنہ الخ ۵ شعر ایک فتنہ ہے غمزۀ غماز زن کا لیکن سو درجہ ہوا آواز زن سے جو وہ بلند آواز نہ کر سکے غمزہ نہان سے پھر سود کیا ہو پھر قاضی نے کہا کہ تو جا اور اپنے خصم کو بلا تاکہ تیری نالش کا فیصلہ کر دون پس جوجی کو قاضی نے نہین پہچانا کہ وقت نزدیکی کے صندوق مین بند تھا اُس کا آواز باہر سے سنا تھا لینے دینے وبیش وکم مین ظاہرا یعنی اگرچہ وہ نخرا وصورت کا فتنہ ہے ولیکن آواز عورت کا سو درجہ بلا ہے بس غمزہ کیا کرے جو آواز نہ تانا نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] بولا کیون الخ ۷ شعر کہا کہ نفقہ عورت کو کیون نہین دیتا ہے کہا کہ مین جان سے شریعت کا غلام ہون اگر مین مرون مجھ کفن کو نہ رکھون مین قمار بازی مین مفلس وشش و پنج ہون اُس قاضی نے جانا اس قول سے اور وہ دھوکا دینا اُسے یاد آیا کہا کہ تو نے وہ شش و پنج پار سال کھیلا کہ مجھے ششدر مین پر ملال ڈالا اب میری نوبت گئی دوسرے سال سے امسال نرد کھیل اور مجھکو چھوڑ جو کہ شش و پنج سے عارف ہوا وہ خود شش کے پنج سے چھوٹا وہ شش جہت و پنج حس سے چھوٹا اور ان سب کے سوا آگاہ کیا یعنی جو تعلقات دنیوی سے چھوٹا اور آگاہ ہوا اُس کو عالم سے کچھ سروکار نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نوبت من رفت امسال آن قمار   یا دگر کس باز دست از من بدار
از شش و از پنج عارف گشت فرد   محترز گشتست زین شش پنج نرد
رست او زین پنج حس و شش جہت   از ورای آن ہمہ کرد آگہت
شد اشاراتش اشارات ازل   جاوز الاوہام طرا د اعتزل
زین چہ شش گوشہ گر نبود برون   چون بر آید یوسفی را از درون
وارد بالای چرخ بی ستن   جسم او چون دلو در چہ چاہ کن
یوسف چنگال در دلوش زدہ   رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ
دلوہای دیگر از چہ آب جو   دلو او فارغ ز آب اصحاب جو
دلوہا غواص آب از بہر قوت   دلو او قوت و حیات جان حوت
دلوہا وابستۂ چرخ بلند   دلوہا در اصبعین زورمند
دلو چہ و حبل چہ با چرخ چی   این مثالی بس رکیک ست ای اخی
از کجا آرم مثال بی شکست   کفو آن نہ آمد و نہ آمدست
صد ہزاران مرد پنہان در یکی   صد کمان و تیر درج ناوکی
مارمیت اذ رمیت فتنۂ   صد ہزاران خرمن اندر حفنۂ
آفتابی در یکی ذرہ نہان   ناگہان آن ذرہ بگشاید دہان
ذرہ ذرہ گردد افلاک و زمین   پیش آن خورشید چون جست از کمین
اینچنین جانیکہ در خورد تن است   ہین بشو ایجان ازین تن ہر دو دست
اے تن کشتہ وثاق جان بس است   چند تاند بحر در مشکی نشست

میری نوبت اب گئی امسال نرد   دوسرے سے کھیل اور کر مجکو فرد
جو کہ شش اور پنج سے عارف ہوا   نرد کے شش پنج سے بس وہ چھٹا
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا   اور کیا آگاہ ان سب کے سوا
ہوئی[1] اشارت وہ اشارات ازل   جاوز الاوہام طرا د اعتزل
چاہ شش پہلو سے نکلا تو اگر   کیسے یوسف کو نکالے تو پسر
آسمان بے ستون پر وہ چڑھے   جسم اسکا ڈول سا چہ مین رہے
پکڑا اسکے ڈول کو یوسف نے تا   چہ سے نکلا اور شہ مصری ہوا
ڈول دیگر چہ سے ڈھونڈھین آپکو   اہل جو کے چہ سے فارغ ڈول ہو
ڈول[2] دوبین ابین وہ بہر قوت   ڈول اسکا ہے وہ قوت جان حوت
چرخ مین لٹکے ہوے جو ڈول ہین   ڈول اسکا اصبعین یار مین
ڈول کیا اور رسن کیا اور چرخ کیا   یہ مثال اک پوچ ہے ای مشفقا
خوش مثال اب لائین ہم کس جا سے   اسکا کفو آیا ہے نے آئے ہے
مرد پنہان سیکڑون ہین ایک مین   سو کمان و تیر اک ناوک مین ہین
مارمیت اذ رمیت آفات ہے   لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے
ایک ہی خورشید ذرہ مین نہان   بس یکایک کھولے وہ ذرہ دہان
ذرہ[3] ذرہ ہووے افلاک و زمین   آگے اس خورشید کے ای مہ جبین
جان ایسی ہے کہ لائق جسم کے   ہاتھ دھو ایجان ایسے جسم سے
اے تن کشتہ یہ جان ہی بس تجھے   بحر کب تک مشک مین بیٹھا رہے

سلہ ہوئی اشارت الخ ۵ شعر ۵ اشارات ہوئی اشارات ازل سے ترجمہ عارف گذرا عامل وہم پندار سے اور گوشہ گیر ہوا اگر چاہ شش پہلو سے نہ نکلا تو یوسف کو کیسے نکالے گا اور آسمان بے ستون پر چڑھے در جسم اوسکا ڈول کے مانند چاہ مین رہے یوسف نے اُس کے ڈول کو پکڑا تھا چاہ سے نکلا اور شاہ مصری ہوا دوسرے ڈول چاہ سے آپ کو ڈھونڈھین اور ڈول کہ اہل جو کی چاہ سے فارغ ہین یعنی عارف محتاج کسی کے نہین ہین اور جو انکو پکڑے حق تک پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ڈول الخ ۷ شعر اول آب مین دوبین واسطے قوت کے اور اُس کا ڈول جان مچھلی کی ہے اور ڈول آسمان مین لٹکے ہوئے ہین اُس کا ڈول یار کی دو انگلیون مین ہے ڈول کیا اور رسی کیا اور چرخ کیا یہ مثال ایک پوچ ہے اے مشفق مین خوش مثال اب کس سے لاؤن اس کا کفو نہ آیا اور نہین آتا ہے سیکڑون مرد پنہان ہین ایک مین اور سو کمان اس ناوک مین ہے مارمیت اذ رمیت آفات ہے اور لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے ہین ایک خورشید ذرہ مین پنہان ہے پس یکایک وہ ذرہ کھولے دہان یعنی جناب رسول مقبول صلعم ایک ہین اور تمام مخلوق اُن مین پُر ہے یعنی موجود یا جو حضور جمع الجمع ذات و صفات الٰہی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ذرہ ذرہ الخ ۶ شعر افلاک و زمین مین ذرہ ذرہ ہووے آگے اُس خورشید کے ایسی جان کہ جہان ہاتھ دھو ایسے جسم کے ہے ایجان ہاتھ دھو ایسے جسم سے ای تن کشتہ یہ جان تجھکو بس ہی کبتک بحر مشک مین بیٹھا رہے ای ہیبت جبرئیل بشر مین ہین وہ ای ہیبت سے عیسی گدھے بطن مین پوشیدہ ہین ای کلیم اللہ گدڑون مین پوشیدہ رہے نیک بد جاتا تو خوف سے امن ملے اے حبیب اللہ خار تن مین ہے اور گنج ربانی نار تن مین ہے یعنی وجود بشری حضور انت حق مین پوشیدہ ہے فافہم ۱۲

اے ہزاران جبرئیل اندر بشر ۔ اے مسیحای نہان در جوف خر
اے کلیم اللہ نہان اندر نمد ۔ واقف است از خوف و رست از نیک و بد
اے حبیب اللہ نہان در خار تن ۔ گنج ربانی نہان در مار تن
اے ہزاران کعبہ پنہان در کنیس ۔ اے غلط انداز عفریت و بلیس
سجدہ گاہ لامکانی در مکان ۔ مر بلیسان را ز تو ویران دکان
کہ چرا من سجدۂ این طین کنم ۔ صورت دون را لقب چون دین کنم
نیست صورت چشم را نیکو بمال ۔ تا ببینی شعشعۂ نور جلال

اے بہت ہین جبرئیل اندر بشر ۔ اے نہان عیسیٰ ہی اندر بطن خر
اے کلیم اللہ ہی نمدے مین نہان ۔ خوف سمجھا نیک و بد سے بے امان
اے حبیب اللہ ہے اندر خار تن ۔ گنج ربانی ہے اندر مار تن
اے ہزارون کعبہ پنہان دیر مین[۱] ۔ اے فریبی دیو اور ابلیس ہین
لامکانی کا ہی سجدہ گہ مکان ۔ تجھسے ابلیسون کی ہی ویران دکان
کہ مین اس مٹی کو کیون سجدہ کرون ۔ صورت دون کا لقب کیون دین رکھون
نے ہی صورت، آنکھ کو مل کر خیال ۔ تا تو دیکھے جلوۂ نور جمال

باز آمدن بہ قصہ شاہزادہ و ملازمت او بخدمت شاہ

پھر آنا طرف قصہ شاہزادہ کے اور ملازمت اُس کی خدمت مین بادشاہ کے

شاہزادہ پیش شہ حیران این ۔ ہفت گردون دیدہ در یک مشت طین
ہیچ ممکن نے ببحثی لب کشود ۔ لیک جان جان دمے خامش نبود
آمدہ در خاطرش کین بس خفیست ۔ اینہمہ معنیست پس صورت ز چیست
صورت از بے صورتے آباد کن ۔ خفتۂ مر خفتہ را منقاد کن
آن کلامت میرہاند از کلام ۔ وان مقامت می جہاند از سقام
پس سقام عشق جان صحت است ۔ رنجہایش حسرت ہر راحت است
اے تن اکنون دست خود زین جان بشو ۔ ور نمی شوئی جز این جانے بجو

شاہزادہ[۲] حیران ہی پیش شاہ چین ۔ سات گردون دیکھے اندر مشت طین
کچھ نہین طاقت تھی کرنی بحث کی ۔ لیک دم بھر جان سے جان خاموش تھی
آیا دل مین اُسکے بس پنہان ہی یہ ۔ یہ ہے کل معنی وہ صورت کس لیے
صورت اب بے صورتی سے تو سنوار ۔ تو ہی خفتہ کر تو اب خفتہ کو یار
قال وہ تجھکو چھڑائے قال سے ۔ وہ مرض صحت مرض سے دے تجھے
عشق کی بیماری جان صحت کی ہے ۔ رنج اسکا حسرت ہر راحت کی ہے
اے تن اب اس جان سے اپنا ہاتھ دھو ۔ گر نہ دھوئے ڈھونڈھ لے اور جان کو

دربیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ غریب را

بیان مین نوازش و احترام کرنا شاہ چین کا شاہزادہ غریب پر

سلہ[۱] اے ہزارون الخ ۴ شعر اے ہزارون کعبے دیر مین پوشیدہ ہین اے فریبی دیو ابلیس ہین مکان سجدہ گاہ لامکانی کا ہے اور تجھ سے ابلیسون کی دوکان ویران ہے بلکہ مین اس مٹی کو سجدہ کیونکر کرون اور صورت نہین ہے آنکھ کھول اور خیال کر تو جلوہ نور جلال دیکھے یعنی یہ صورت بشری حضور کو تو صورت مت دیکھ تو آنکھ مل کر دیکھ کہ جلوہ نور جلال ملے آگے قصہ شاہزادہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ[۲] شاہزادہ الخ ۷ شعر شاہزادہ حیران ہوا آگے شاہ چین کے کہ سات گردون کے اندر مٹھی خاک کی دیکھے کچھ طاقت نہ تھی بحث کرنے کی ولیکن جان شاہزادہ کی دم بھر جان خاموش نہ تھی اُس کے دل مین پوشیدہ یہ بے آیا کہ یہ کل معنی ہین پس وہ صورت کس لئے ہے آگے اس کا جواب ہے تو صورت کو بے صورتی سے سنوار تو خفتہ ہے خفتہ کو یاد کردہ قال تجھ کو قال سے چھڑائے اور مرض صحت مرض سے تجکو دی عشق کی بیماری صحت کی جان سے اور اُس کا رنج و حسرت ہر راحت کی ہے اے تن اس جان سے اپنا ہاتھ دھو اور اگر دھوے اور جان کو ڈھونڈھ یعنی تو صورت کو عشق سے سنوار کہ بیماری عشق صحت جان کی ہے فافہم ۱۲

حاصل آن شہ نیک او را مینواخت او ازان خورشید چون مہ میگداخت
آن گداز عاشقان باشد نمو ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رو
جملہ رنجوران دوا دارند امید نالہ این رنجور کم افزون کنید
جملہ رنجوران شفا جویند این رنج افزون جوید و درد و حنین
خوبتر زین سم ندیدم شربتی زین مرض خوشتر نباشد صحتی
زین گنہ بہتر نباشد طاعتی سالہا نسبت بدین دم ساعتی
مدتے بد پیش آن شہ زین نسق دل کباب و جان نہادہ بر طبق
گفت شاہ از ہر کسے یکسر برید من از و ہر لحظہ قربانم جدید
من فقیرم از زر و از سر غنی صد ہزاران سر خلف دارم سنی
با دو پا در عشق نتوان تاختن با یکے سر عشق نتوان باختن
ہر یکے را خود دو پا و یک سرست با ہزاران پا و سر تن نادرست
زین سبب ہنگامہا کل شد ہدر ہست این ہنگامہ ہر دم گرم تر
معدن گرمیست اندر لامکان ہفت دوزخ از شرارش یک دخان
ز آتش دوزخ گریزان شد جحیم زانکہ ایشان را بر از نار و نعیم

سلہ الغرض کرتا نوازش شاہ تھا گھٹتا وہ اس شمع سے جون ماہ تھا
گھٹنا وہ عشاق کا ہووے نمو جیسے مہ گھٹنے کے اندر تازہ رو
رکھین سب بیمار امید دوا چاہے یہ درد و الم ہو اور سوا
چہتے ہین بیمار جملہ بس شفا رنج یہ چہتے ہین اور درد و بکا
بہتر اس سے سم نہ دیکھا شربت ایک اس مرض سے نے ہی بہتر صحت ایک
اس گنہ سے نے ہی بہتر طاعت ایک برسون اس دم کی مقابل ساعت ایک
سٹہ پیش شہ مدت رہا اس طور سے دل کباب اور جان کو رکھا آگ پے
سر کیا ہر ایک کا شہ نے جدا اس سے مین ہر لحظہ قربان ہون نیا
مین فقیر اب زر و سر سے ہون غنی اس نے سر واپس دئے صد ہا اخی
دو نون پاسے عشق مین نے جا سکے اور نہین عشق ایک سر سے پا سکے
ہر کوئی دو پانون اور اک سر رکھے لاکھ پانون سر کا نادر جسم ہے
اس سے یہ ہنگامہ کل باطل رکھے اور یہ ہنگام ہر دم گرم ہے
گرم اک معدن سے اندر لامکان دوزخین اسکے شرر کی آگ دھوان
بھاگتی ہے نار دوزخ سے جحیم کیونکہ وہ بس پرے ہے با ناز و نعیم

در بیان حدیث جزیا مومن فان نورک اطفا ناری

حدیث کے بیان مین جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

ز آتش مومن ازین رو ای صفی میشود دوزخ ضعیف و منطفی

سٹہ اس لئے آتش سے مومن کی بجھے دوزخون کی نار اور عاجز رہے

سلہ الغرض آلخ ۵ شعر الغرض شاہ نوازش کرتا تھا اور اس شمس سے وہ مانند ماہ کے گھٹتا تھا آگے حقائق ہے وہ گھٹنا عشاق کا نمو ہے جیسے ماہ گھٹنے کے اندر تازہ رو ہووے جملہ رنجوران دوا کی امید رکھتے ہین اور اسکے بیمار یہی دعا کیا کرتے ہین کہ درد و الم اور سوا ہو جملہ بیمار چاہتے ہین شفا اور یہ رنج چاہتے ہین ایک شربت اسم سم سے بہتر نہین دیکھا اور ایک صحت اس مرض سے بہتر نہین ہے اس گناہ سے بہتر نہین ہے ایک طاعت اور برسون اس دم کے مقابل سے ایک ساعت یعنی عاشق کا گھٹنا مین ترقی ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سٹہ پیش شہ آلخ ۸ شعر آگے شاہ کے اس طور کے مدت رہا دل کباب اور جان کو آتش پر رکھا ہر ایک کا سر شاہ نے جدا کیا اُس مین سے ہر لحظہ نیا قربان ہون مین فقیر اب زر و سر سے غنی ہون اُس نے صد ہا سر واپس دیے آگے حقائق ہین عشق مین دونون پانون سے نجا سکے اور نہ عشق ایک سر سے پا سکے ہر کوئی دو پانون اور ایک سر رکھتا ہے لاکھ پانون اور سر کا جسم نادر ہے اس سے یہ ہنگامہ ہر دم کا باطل رکھتا ہے اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے ایک معدن گرم ہے لامکان مین دوزخین اُسکے شرر کی ایک دھوان ہے نار دوزخ عشق سے جہنم بھاگتی ہے کیونکہ وہ ناز و نعم سے پرے ہے یعنی ہنگامہ عشق کا ہر دم گرم ہے اور یہ ہنگامہ دنیا کا باطل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سٹہ اس لئے آلخ ۱ شعر مومن کی آتش عشق سے اسواسطے نار دوزخ کی بجھے اور عاجز رہے اس سے کہ جلد تو جا ورنہ تیری آتش سے اب میری آتش کم کر کہ وہ کبریت دوزخ کا ہے دیکھ اُسنے کیا ٹھنڈا کیا اسدم کو جلد کبریت تیار ہے سونپ دے تا نار دوزخ جسم پر نہ چمکے اُسکو اُسکا جنت کہ مشل ہوا کے رنگ ٹھہرا ہے جو جیم مرا ہے کہ تو صاحب خیر اور عین ہو حسن مین ایک بستان اور تو تاب حسن ہے اُس سے دوزخ کانپتی ہے اور بھی جنت نہ اسکو اور اسکو اس سے بھی امن ہے یعنی آتش عشق سے نار دوزخ کی بھاگتی ہے کہ جو عاشق کے دل مین بھری ہوئی ہے بلکہ جنت بھی اُس سے پناہ مانگتی ہے آگے شاہزادہ کی وفات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گویدش بگذر سبک اے محتشم   ورنہ آتشہاے تو مرد آتشم
کفر کہ کبریت دوزخ اوست بس   بین کہ می چپاند اورا این نفس
زود کبریتت بدین سودا سپار   تا نہ دوزخ بر تو نازد نی شرار
گویدش جنت گذر کن ہمچو باد   ورنہ گردد ہرچہ من دارم کساد
کہ تو صاحب خرمنی من خوشہ چین   من بتے ام تو ولایت ہاے چین
ہست لرزان زو جحیم و ہم جنان   نے مراین را نے مراد را زین امان

اُس سے کہوے جلد جا تو اب تری   ورنہ آتش سے مری آتش مری
کفر کہ کبریت دوزخ کا وہ ہے   دیکھ کیا ٹھنڈا کیا اسدم اُسے
جلد تو کبریت بان پر سونپ دے   تا نہ چمکے نار دوزخ جسم پے
کہوے جنت اسکو جا مثل ہوا   ورنہ کھوٹا ہووے جو کچھ ہے مرا
کہ تو صاحب خرمن اور مین خوشہ چین   ایک مین بت ہون تو ہی ملک چین
کانپتی ہی اُس سے دوزخ بھی جنان   نے اسے اور نے اُسے اس سے امان

وفات یافتن برادر بزرگ آن شاہزادگان و ملازمت کردن برادر میانہ بادشاہ چین را

وفات پانا اُن شاہزادون کے بڑے بھائی کا اور ملازمت شاہ چین کی کرنا منجھلے بھائی کی

رفت عمرش چارۂ فرصت نیافت   صبر بس سوزان بد و جان بر نتافت
مدتے دندان کنان این میکشید   نارسیدہ عمر او آخر رسید
صورت معشوق ازو شد در نہفت   رفت و شد با معنی معشوق جفت
گفت لبسش گر ز شعرے شستری ست   اعتناق بے حجابش خوشتر ست
من شدم عریان ز تن او از خیال   می خرامم در نہایات الوصال
این مباحث تا بدینجا گفتنی ست   ہرچہ آید زین سپس بنہفتنی ست
گر بپوشی ور بگوید صد ہزار   ہست بیکار و نگردد آشکار
تا بدریا سیر اسپ و زین بود   بعد از انت مرکب چوبین بود
مرکب چوبین بخشکی ابتر ست   خاص مر دریائیان را رہبر ست

عمر گئی[1] چارہ نہ فرصت کو ملا   صبر تھا سوزان و نے جان بر ہوا
کھینچا مدت تک ازرو عاجزی   پہونچا نے مطلب کو عمر آخر ہوئی
صورت معشوق نے پردہ لیا   معنی معشوق سے وہ جا ملا
بولا گر باریک پردہ بال سے   اُسکا ہے پر ملنا بے پردہ خوش ہے
تن سے مین عریان ہو وہ خیال سے   انتہا کے وصل مین سیر اب مجھے
ہے یہان تک بحث[2] لائق قال کے   لائق اخفا ہے جو آگے کہے
گر چھپائے یا کہے تو سو ہزار   ہے وہ بیکار اور نہ ہووے آشکار
سیر دریا تک ہی اسپ و زین کی   بعدہٗ کشتی پہ تجھ کو اے اخی
کشتی خشکی مین ہے بیکار اور بتر   خاص ہے دریائیون کو راہبر

سلہ عمر گئی الخ ۵ شعر عمر گئی اور فرصت کا چارہ نہ ملا صبر سوزان تھا جان بر نہوا مدت تک کھینچا یہ ازراہ عاجزی کے مطلب کو نہ پہونچا اور عمر آخر ہوئی صورت معشوق نے پردہ کیا اور معنی معشوق سے جا کر ملا کہا کہ اگرچہ پردہ باریک بال سے اُسکا ہے ولیکن بے پردہ ملنا خوش ہے مین تن سے عریان ہوا اور وہ خیال سے اب مجھکو سیر انتہا کے وصل مین ہے یعنی سلوک مین سیرین تین قسم کی ہین ایک سیر باللہ دوسری فی اللہ تیسری من اللہ پس شاہزادہ کو سیر باللہ سے اب سیر فی اللہ حاصل ہوئی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵ ہے یہان الخ ۶ شعر یہان تک بحث لائق قال کے ہے جو آگے کہے لائق احضار یا اخفا کے ہے اگر چھپاوے یا کہے تو سو ہزار ہے بیکار در ظاہر نہ ہووے دریا ایک سیر اسپ و زین کی ہے اور بعدہ تجکو کشتی پر ہے کشتی خشکی مین بیکار و بدتر ہے خاص کر دریاؤن کی راہ پر ہے تو خاموشی کو ایک کشتی جب ان کہ خاموشی بحر ہو تجکو تلقین ہے جو خاموشی کہ تجکو ملال دے عشق کا نعرہ اُدھر سے آتا ہے یعنی سیر باللہ مین بحث خالی ہو سکتی ہے مگر سیر فی اللہ لائق اخفا ہے کہ تنزیہ مین خاموشی باعث ترقی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

این خموشی مرکب چربین بود — بحریان را خامشی تلقین بود
هر خموشی کان ملولت می کنند — نعره های عشق زان سو می‌زنند
تو همی گوئی عجب خامش چراست — او همی گوید عجب کوشش کجاست
من ز نعره کر شدم او بے خبر — تیز گوشان زین همه هستند کر
آن یکی در خواب نعره می زند — صد هزاران بحث و تلقین میکند
این نشسته پهلوی او بے خبر — خفته خود آنست کز آن شور و شر
آن کسے کش مرکب چوبین شکست — غرقه شد در آب و خود ماهی است
نے خموش ست و نه گویا نادریست — حال او را در عبارت نام نیست
نے ازین دو هر دو هست او بوالعجب — شرح آن گفتن برونست از ادب
این مثال آمد رکیک و بے ورود — لیک در محسوس ازین بهتر نبود
حاصل آن شهزاده از دنیا برفت — جانش پر درد و جگر پر سوز و تفت

کشتی خاموشی کو تو اک جان لے — بحریون کو خامشی تلقین ہے
جو خموشی کہ ملامت دین ہے تجھے — عشق کا نعرہ اُدھر سے آئے ہے
تو کہے[ف۱] خامش عجب یہ کس لئے — یہ کہے کوشش عجب یہ کس لئے
مین ہوا نعرہ سے کر وہ بے خبر — تیز گوش اس سے ہین بہرا اور کر
ایک مارے نعرہ اندر خواب کے — سیکڑون تلقین اور بحثین کرے
اس کے پہلو مین جو بیٹھا بے خبر — خود یہ خفتہ ہے سنے نے شور و شر
ٹوٹی کشتی جس کسی کی اے نکو — خود وہ ڈوبا آب مین ماہی ہے وہ
نے خموش[ف۲] اور نے ہی گویا ہے عجب — آئے حال اُسکا عبارت مین کہین
نے وہ اُنسے دو ہے دونون سے عجب — ہے ادب سے باہر اس کی شرح اب
یہ مثال آئی ہے ناقص ناروا — پر نہ تھی محسوس مین اس سے سوا
الغرض شہزادہ دنیا سے گیا — جان پر غم اور جگر سوزش بھرا

آمدن برادر میانہ بجنازہ برادر کلان و برادر کوچک کہ بر فراش رنجوری بود و نواختن بادشاہ او را تا ملازم شود و صد ہزاران غنائم غیبی و عینی بدو رسید

آنا منجھلے بھائی کا جنازے پر بڑے بھائی کی اور چھوٹے بھائی کا بیمار پڑا رہنا اور نوازش کرنا بادشاہ کا اُس پر تا نوکر ہو اور ہزارون غنیمت ظاہر و باطن کی اُسکو ملنا

کوچکین رنجور بود و آن وسط — بر جنازه آن بزرگ آمد فقط

خرد[ف۳] تھا بیمار وہ منجھلا گیا — بس جنازے پر بڑے کے ظاہرا

ف۱ تو کہے الخ ۵ شعر تو کہے کہ یہ خاموشی عجیب کسواسطے ہے مین نعرہ سے بھرا ہوا ہون اور وہ بے خبر اور بے بہرے اس سے تیزگوش ہین آگے اس کی مثال ہے ایک شخص نعرہ مارے اندر خواب کے اور سیکڑون تلقین کرے اسکے پہلو مین بیخبر بیٹھا ہے پس یہ خود خفتہ ہے کہ شور و شر نہین سنتا ہے جس کسی کی کشتی ٹوٹے وہ خود آب مین ڈوبا پس وہ ماہی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ نے خموش الخ ۴ شعر نہ خموش نہ گویا ہے عجیب ہے کہ اُسکا حال عبارت مین کب آسکے وہ نہ ان دونون سے ہے اور دونوں اب شرح اس کی ادب سے باہر ہے نہ مثال ناقص ناروا آئی ہے ولیکن محسوس مین اس سے سوا نہ تھی الغرض شاہزادہ دنیا سے گیا کہ جان پر آتش و جگر سوزش سے بھرا تھا یعنی مولانا اب مقام فناء الفنا کا تحریر فرماتے ہین کہ اب کشتی اُس کی ٹوٹی اور وہ غرق ہو کر ماہی ہوا یعنی اس مقام پر نہ گویائی ہے نہ خاموشی اور دونون ہین پس شرح کرنا اسکی ادب سے باہر ہے کہ وہ شاہزادہ مقام فناء الفنا کو پہونچے آگے منجھلے بھائی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۳ خرد تھا الخ ے شعر برادر خورد بیمار تھا منجھلا بھائی گیا جنازے پر بڑے بھائی کے شاہ نے قصدًا اُسکو پوچھا کہا وہی دریا سے یہ بھی ماہی ہے پس معرف نے کہا کہ اس شاہ کا پسر ہے اور یہ بھائی اُس بھائی سے چھوٹا ہے شاہ نے نوازش کی تو یادگار ہے اور اسکو پس پرسش سے اپنا شکار کیا پس اس شاہ کی نوازشون سے پوشیدہ اپنے تن مین سوا جان کے جان نہ دیکھی اپنے دل مین ایک علم پایا کہ کوئی سو خلوت سے نہ پاسکا دل مین اپنے از بس غلغلہ پایا کہ صوفی نہ پائے وہ بات سو چلہ سے یعنی بادشاہ نے پرسش اپنی بہت اسکے دل پر قائم کردی کہ اُس سے اُسکے باطن بحالت ایکسا مشاہدہ کی پیدا ہوئی کہ صوفی سو چلہ سے وہ حالت نہ پائے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

شاہ دیدش گفت قاصد کاین کیست	کہ ازان بحرست و این ہم ماہی است	شہ نے قصدًا پوچھا اُسکو دیکھ کے	کہ اُسی دریا سے ماہی یہ بھی ہے
پس معرف گفت پور آن پدر	این برادر زان برادر خردتر	پس معرف بولا اُس شہ کا پسر	بھائی یہ اُس بھائی سے ہے خردتر
شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار	کرد او را ہم بدین پرسش شکار	کی نوازش شہ نے ہے تو یادگار	اُسکو پرسش سے کیا اپنا شکار
از نوازشہای آن شاہ وحید	در تن خود غیر جان جانے ندید	پس نوازشہای اُس شہ سے نہان	اپنے تن مین غیر جان دیکھے نہ جان
در دل خود یافت عالی عالمے	کان نیابد کس بصد خلوت ہمی	دل مین اپنے پایا اک عالم بڑا	کہ نہ سو خلوت سے کوئی پا سکا
در دل خود یافت عالی غلغلہ	کہ نیابد صوفی آن در صد چلہ	دل مین اپنے پایا از بس غلغلہ	کہ نہ پائے صوفی وہ با صد چلہ
در دل خود یافت بالا عالمے	کان نیابد کس بصد خلوت ہمی	اپنے دل مین پایا اک عالم نیا	جو نہ آئے وہم مین بھی اک ذرا
عرصۂ دیوار و سنگ و کوہ تافت	پیش او چون نار خندان می شگافت	چمکا دشت و کوہ اور دیوار و در[1]	اُسکے آگے جیسے آتش جلوہ گر
ذرہ ذرہ پیش او چون آفتاب	دمبدم میکرد صد گون فتح باب	ذرہ ذرہ آگے اُسکے شمس وار	دمبدم کھولے تھا دو سو نوربار
باب گہ روزن شدی گاہی شعاع	خاک گہ گندم شدی و گاہ صاع	ہوتا در وہ گاہ روزن گہ شعاع	خاک ہوتی گاہ گندم گاہ صاع
در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید	پیش چشمش ہر دمی خلقے جدید	چرخ دکھتا خشک و کہنہ خلق کو	آگے چشم اُسکے کے ہر دم خلق نو
روح زیبا چونکہ وا رست از جسد	از قضا بیشک چنان چشمش رسد	روح زیبا جو کہ چھوٹے جسم سے	اُسکو آنکھ ایسی قضا سے بس ملے
صد ہزاران غیب پیشش شد پدید	آنچہ چشم محرمان بیند بدید	عیب اُسکے سیکڑون ظاہر ہوے	جیسے دیکھے چشم محرم دید سے
آنچہ او اندر کتب برخواندہ بود	چشم را از صورت آن بر کشود	جیسا اُس نے تھا کتابون مین پڑھا	چشم کو اُس کی وہ صورت پر کھلا
از غبار موکب آن شاہ نر	یافت او کحل عزیزے در بصر	لشکر شہ[2] کے غبار راہ سے	اک ملا سرمہ بصر مین خوش اُسے
بر چنین گلزار دامن میکشید	جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید	ایسے گلشن پر تھا مائل وہ مرید	اُسکا جز جز کہتا تھا ہل من مزید
گلشنے کز نقل روید یکدم است	گلشنے کز عقل روید خرم است	نقل سے گلشن اُگے اکدم ہے وہ	عقل سے گلشن اُگے خرم ہے وہ
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ	گلشنے کز دل دمد وا فرحتاہ	گل سے جو گلشن اُگے ہووے تباہ	دل سے جو گلشن اُگے وا فرحتا
علمہای با مزہ دانستہ مان	زان گلستان یکدو سہ گلدستہ دان	علم یا خط جو کہ ہین ہم جانتے	ایک دو گلدستہ ہین گلزار کے

[1] چمکا دشت الخ ۷ شعر دشت و کوہ و دیوار و در اُس کے آگے چمکا جیسے آتش جلوہ گر ہو اُس کے شمس کے مانند ذرہ ذرہ دمبدم سو وہ کھولتا تھا نوربار جب کبھی روزن ہوتا دیکھے شعاع اور خاک اور کبھی گندم ہوئی و کبھی پیمانہ آسمان خشک و کہنہ دکھتا خلق اور اُس کی چشم کے آگے ہردم خلق نو آگے اس کے حقائق ہین روح زیبا جو جسم چھوٹے اسکو ایسی آنکھ از راہ قضا کے ملے اُسکے سو عیب ظاہر ہووے جیسے چشم محرم دید سے دیکھے اُس نے جیسا کتابون مین پڑھا تھا وہ اسکی چشم کو صورت پر کھلا یعنی پرتو مرشد سے ایک نظر مین اسکو مشاہدہ حاصل ہوا بلکہ ذرہ ذرہ اسکو مقام دید کا کھلا صورتون اور کشود باطن اسکو ہونے لگا یعنی طالب کو اول کشود باطن مین ستارہ و قمر و شمس ایسے طور سے نمودار ہوتے ہین آگے بجرع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[2] لشکر شہ الخ ۶ لشکر شاہ کے غبار راہ سے ایک ایک سرمہ بصر مین اُسے ملا وہ مرید ایسے گلشن پر مائل تھا کہ اُسکا جز جز ہل من مزید کہتا تھا نقل سے گلشن اُگے وہ ایک دم ہے اور جو عقل سے اگے وہ ہمیشہ شاد و خرم ہے گل سے جو گلشن اُگے وہ گلشن تباہ ہووے اور جو گلشن دل سے اُگے وا فرحتاہ ہووے جو کہ علم یا خط ہم جانتے ہین وہ ایک گلدستہ ہین اس گلزار کے ہم اسواسطے گلدستہ سے خار ہین کہ دروازہ در گلزار کا خود پر باندھا ہے یعنی جو غذا سے گلشن فرحت کا پیدا ہوتا ہے وہ ایک دم کا ہے اور جو عقل سے پیدا ہوتا ہے وہ خرم سدا ہے اور یہ علم و خط ایک گلدستہ ہے گلشن معنی سے پس اُسکا مزہ کیسا کچھ ہوگا کہ ہم اس علم پر قناعت کر کے علم باطن سے محروم رہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نان زبون این دو سہ گلدستہ ایم — کاین در گلزار بر خود بستہ ایم
آنچنان مفتاحها هر دم بنان — می فتد اینجا دریغا از بنان
ور دمی خود فارغ آئی تو ز نان — گرد چادر گردی و عشوهٔ زنان
باز استسقات چون شد موجزن — ملک شهری بایدت پر نان و زن
مار بودی اژدها گشتی مگر — یکسرت بود این زمانی هفت سر
اژدهای هفت سر دوزخ بود — حرص تو دانه است دوزخ فخ بود
دام را بدران بسوزان دانه را — باز کن درهای تو این خانه را
چون تو عاشق نیستی ای نرگدا — همچو کوهی بیخبر داری صدا
کوه را گفتار کی باشد ز خود — عکس غیر است آن صدای معتمد
گفت تو زان رو که عکس دیگریست — جمله احوالت بغیر عکس نیست
خشم و ذوقت هست عکس دیگران — شادی قواده و خشم عوان
آن عوان را آن ضعیف آخر چه کرد — که دهد او را بکینه زجر و درد
تا بکی عکس خیال لامعه — جهد کن تا گردد این واقعه
تا که گفتارت ز حال تو بود — سیر تو با پر و بال تو بود
صید گیرد تیر هم با پر غیر — لاجرم بی بهره گشت از لحم طیر
باز صید آرد بخود از کوهسار — لاجرم شاهش خوراند کبک و سار
بار یا پر خود آرد صید شبک — لاجرم شاهیش خوراند لحم کبک
منطقی کز وحی نبود از هوا است — همچو خاکی در هوا و در هبا است

خوار گلدستون سے ہم ہین اس لئے — کہ در گلزار باندھا خود پے ہی
کنجیان[۱] ایسی بباعث نان کے — انگلیون سے گرتی ہین افسوس ہے
گر تو فارغ ایک دم ہو نان سے — گرد چادر عشوۂ زن کے پھرے
تشنگی جو پھر سو تیری موجزن — ملک تجھکو چاہیئے پر نان و زن
مار تھا تو اژدہا اک تو ہوا — ایک سر تھا سات سر کا اب بنا
سات سر کا اژدہا دوزخ ہو تام — حرص دانہ ہی تری دوزخ ہی نام
دام کو تو توڑ دانے کو جلا — کھول پھر دروازہ تو عرفان کا
تجھسا عاشق نے کوئی ای نرگدا — بیخبر جون کوہ اور رکھے صدا
کوہ[۲] کو گویائی کب ہے آپ سے — وہ صدا بس غیر کے پرتو سے ہی
قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے — حال کل تیرا نہین جز عکس کے
تیرا خشم و ذوق عکس ہے اور کا — شادی و دلال و خشم و شحنا
مجرم شحنہ نے آخر کیا کیا — کہ اُسے کینہ سے دیتا ہی سزا
کب تلک چمکے گا یا عکس خیال — کر تو کوشش تا ہو تیرا سب یہ حال
تا کہ تیرے قال ہووے حال سے — تجھکو ہو بس سیر پر و بال سے
صید[۳] پکڑے تیر پر ہے غیر کے — اس لئے محروم کھانے صید سے
باز لائے صید خود کہسار سے — شہ کھلائے کبک اسکو اس لئے
باز اپنے پر سے پکڑے صید کو — اس لئے شہ کبک دے [illegible]
ہے ہوا وہ قال نے وحی سے ہو — جون ہوا پر خاک اُڑے بیکار ہو

۱ کنجیان الخ ۷ شعر ایسی کنجیان بباعث غذاء دنیا کے انگلیون سے گرتی ہے افسوس ہے اگر تو ایک دم نان سے فارغ ہو عشوہ زن کے گرد جاوے کے پھر جو تیری تشنگی پھر موجزن ہو تجکو ملک چاہیئے پر نان و زن کا تو مار تھا ایک اژدہا ہوا اور ایک سر کا تھا اب سات سر کا بنا سات سر کا اژدہا دوزخ دام ہے حرص تیری دانہ ہے دوزخ تمام دام کو توڑ اور دانہ کو جلا پھر تو دروازہ کھول عرفان کا تجھ سا عاشق کوئی نہیں ہے آپ کوہ کی مانند ہو اور صدا رکھتا ہو یعنی کشود باطن کا سبب لذائذ دنیا کے ہاتھ سے جاتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲ کوہ کو الخ ۶ شعر کوہ کو گویائی کب ہے آپ ہے کہ وہ صید غیر کے پرتو سے ہے قول تیرا کیونکہ عکس غیر سے تیرا حال کل بجز عکس کے نہین ہے تیرا خشم و ذوق اور کا عکس ہے شادی و دلال و خشم شحنہ ہے مجرم شحنہ آخر کیا کیا کہ اُسے کینہ سے سزا دیتا ہے کب تک چمکے گا عکس خیال سے تو کوشش کر تا کہ یہ سب تیرا قال حال سے ہووے اور تجھ کو سیر ہو پر دقال سے یعنی کوشش کر کہ یہ قال تیرا حال ہو وے کیونکہ تیرا قال یہ عکس غیر کا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ صید پکڑے الخ ۸ شعر تیر شکار پکڑتا ہے غیر کے پر سے اسواسطے شکار کے کھانے سے محروم ہے باز کوہسار سے خود شکار لاتا ہے اسواسطے شاہ اُس کو کبک کھلاتا ہے باز اپنے پر سے شکار کو پکڑتا ہے اسواسطے شاہ کبک دے اور وہ کھائے آگے حقائق ہین جو ہوا سے قال ہو اور وحی سے نہ ہو جیسے ہوا پر خاک اور بیکار ہوا اگر اسدم سب تجھے دکھائی دے غلط تو اول والنجم سے چند خط پڑھ ترجمہ کہ محمد صلعم نہیں فرماتے ہین خواہش نفس سے مگر وہ جو فرماتے ہین سا تھ وحی کے کہ اُنپر الہام ہوتا ہے اے احمد صلعم جو تجھے وحی سے پاس نہین ہے اہل تن کو تحری و قیاس ہے کہ تا تو جانے کہ ہوا سے کہا ہے یعنی جو قال کہ خواہش نفس سے ہوتا ہو بیکار رہے اور جو وحی حق سے ہوتا ہو اثر دیتا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر نماید خواجه را ایندم غلط ز اول والنجم برخوان چند خط
گر دکھائی دے تجھے اسدم غلط پہلے پڑھ والنجم سے تو چند خط

تاکہ ما ینطق محمد عن ہوا ان ہو الا بوحی احتوی
تاکہ ما ینطق محمد عن ہوا ان ہو الا بوحی احتوی

احمدا چون نیستت از وحی یاس جسمیان را زده تحری و قیاس
احمدا جو نے تجھے وحی سے ہے یاس اہل تن کو دی تحری اور قیاس

تا بدانی کہ محمد از ہوا وانگفت و گفت از وحی خدا
تا تو جانے کہ ہوا سے نے کہا مصطفے نے وحی حق سے ہی کہا

بید را گر میوه نے باشد ضلال کز ضرورت ہست مردار حلال
بید کے میوہ نہو تو ہے ضلال کہ ضرورت سے ہو مردار حلال

گر تحری نیست در کعبہ وصال لیک ہست اندر بیابانی ضلال
گر تحری نے ہو با کعبہ وصال ہے مگر اندر بیابان ضلال

بے تحری و اجتہادات ہدا ہر کہ بدعت پیش گیرد از ہوا
بے تحری اور بے جہد ہدا جو کوئی بدعت کرے از رہ ہوا

ہمچو عادش بر برد باد و کشد نے سلیمانست تا تختش کشد
مثل عاد اسکے وہ بس ٹکڑے کرے نے سلیمان ہے کہ تخت اسکا اڑے

عاد را باد است حمال خذل ہمچو بره در کف مرد اکول
عاد کی حمال و دافع ہے ہوا جیسے بزغالہ کو لے اہل غذا

ہمچو فرزندش نہاده در کنار می برد تا بکشدش قصاب وار
اس کو جون فرزند لے اندر کنار مارے لیجا کر اسے قصاب وار

عادیان را باد زاستکبار بود یار می پنداشتند اغیار بود
بس تھے متکبر ہوا سے اہل عاد جانتے تھے یار تھے اغیار باد

چون بگردانید ناگہ پوستین خرد شان بشکست آن بئس القرین
جب کہ ناگہ اس سے ٹوٹا پوستین ریزہ ریزہ ٹوٹے وہ بئس القرین

باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد پیش از ان کش بشکند او ہمچو باد
باد کو تو توڑ کہ فتنہ ہے باد پہلے اس سے کہ وہ توڑے مثل باد

ہود دادی پند کای پر کبر خیل بر کند از دست تان این باد ذیل
ہود نے کی پند اے قوم دغا پھاڑے دامن کو تمہارے یہ ہوا

لشکر حق است باد و از نفاق چند روزے با شما کرد اعتناق
لشکر حق باد ہے از رہ نفاق چند دن رکھتی ہی تمسے اتفاق

او بسر با خالق خود راست است چون اجل آید بر آید باد دست
باطنا وہ ہے مطیع خالق کیساتھ جب اجل آئے بڑھائے باد ہاتھ

این ہمان باد است کامن میگذشت بود ہمچون جان و ہمچو مرگ گشت
یہ وہی ہے باد دیتی امن تھی مثل جان تھی مثل مرگ اب ہوگئی

دست آنکس کو بکردت دست بوس وقت خشم آن دست میگیرد دبوس
چومتا تھا جو تو اسکے ہاتھ کو گرز ہوتا ہے بوقت خشم وہ

۵۱ بید کے الخ ۶ شعر کہ مردار اب ضرورت سے حلال ہی کہ ساتھ کعبہ وصال کے تحری ور بے جہد ہدا جو کوئی بدعت کرے مگر اندر بیابان کے ضلال ہی از راہ ہوا کی مانند ہوا اسکے ٹکڑے کرے سلیمان نہین ہے کہ تخت اسکا اڑاوے عاد کی حمال اور دافع ہوا ہی جیسے بزغالہ کو اہل غذا مانند اسکو فرزند کے مانند کنار مین لے اور قصاب کے مانند اسے لیجا کر مارے یعنی چوپا بند ہوا ہے پس ہوا اس کو عاد کے مانند خراب کرے اور سلیمان وقت کے تابع و خدمتگزار ہووے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بس تھے الخ ۷ شعر پس اہل عاد ہوا سے متکبر تھے یار اس کو جانتے تھے اور اغیار باد کے تھے جبکہ اس سے ناگاہ پوستین ٹوٹا ریزہ ریزہ ٹوٹے وہ بد مصاحب پس تو باد کو توڑ باد فتنہ ہے اس سے پہلے کہ وہ خوب توڑے تجھ کو مثل باد کے ہود علیہ السلام نے پند کی کہ اے قوم دغا تمہارے دامن کو پھاڑے یہ ہوا باد لشکر حق سے از راہ نفاق رکھتی ہے باطنی ساتھ خالق کے مطیع ہے کہ جب اجل آئے ہاتھ بڑھائے یہ وہی باد ہے کہ امن دیتی تھی اور مثل جان کے تھی کہ اب مثل مرگ کے ہوئی یعنی تو ہوا و حرص کو چھوڑ کہ وہ ہوا لشکر حق کی ہے اور چند روز تیرے موافق ہے کہ آخر کار موجب ہلاکت ہووے گی آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چومتا تھا الخ ۶ شعر جو اسکے ہاتھ کو چومتا تھا وہ وقت خشم کے گرز ہوتا ہے تو باد کو دیکھ کہ منھ مین پھرتی ہے اور آتی جاتی ہے ہر دم شوق سے دانت یا حلق اس سے امین ہین جو حق کہے وہ دانت مین درد دے ایک ذرہ باد کا بھاری کوہ ہووے کہ وہ درد و بیماری دانتون مین کرے وہ یا رب یا رب پکارے جان سے کہ اے مستعان تو اس بات کو کاش اے دہن غافل تھا یاد کر چلنے سے تو استغفار کر از راہ غمخواری کے یعنی بلا نفس ہر دم ہی یار اور بحکم خدا وہی ممدوح دانت کو ہوتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بادرا اندر دہان بین رہ گذر — ہر نفس آیان روان باکر و فر
حلق دندانہا ازان ایمن بود — حق چو فرماید بدندان در فتد
کوہ گردد ذرۂ باد و ثقیل — درد دندان داردش زار و علیل
یارب و یارب برآرد او زجان — کہ برین باد را اے مستعان
اے دہان غافل بدی زین بادرو — ازین دندان در استغفار شو
چشم سختش اشکہا باران کند — منکران را درد اللہ خوان کند
چون دم پروان پنذرفتی زمرد — وحی حق رابین پذیرا شو زدرد
بادگوید پیکم از شاہ بشر — گہ خبر خیر آورم گاہے بشر
زانکہ مامورم امیر خود نیم — من چو تو غافل زشاہ خود کیم
گر سلیمان وار بودی حال تو — چون سلیمان گشتمی حمال تو
عاریستم گشتمی ملک کفت — کردمی بر راز خود من واقفت
لیک چون تو باغی و من مستعار — می کنم خدمت ترا روزے سہ چار
پس چو عادت سرنگونہا وہم — نراسپہ تو باغیا نہ برجہم
تا بغیب ایمان تو محکم شود — آنزمان کایمانت مایہ غم شود
آنزمان خود جملگان مومن شوند — آنزمان خود سرکشان بر سر دوند
آنزمان زاری کنند و افتقار — ہمچو دزد و راہزن در زیر دار
لیک گر در غیب گردی مستوی — مالک دارین و شحنہ خود توئی
شحنگی و بادشاہی مقیم — نے دو روزہ مستعارست و سقیم
رستۂ زبیگار و کار خود کنی — ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنی

باد کو تو دیکھ پھرتی منہ مین ہے — آتی اور جاتی ہے ہر دم شوق سے
اس سے ایمن دانت ہین اور حلق ہے — جو کہے حق دانت مین وہ درد ہے
باد کا اک ذرہ بھاری کوہ ہو — درد بیماری کرے دانتون مین وہ
یارب و یارب بکارے وہ بجان — کہ تو کاٹ اُس باد کو اے مستعان
اے دہان غافل تھا چلتے باد سے — کر تو استغفار از رہ عجز سے
[۵۱]چشم اسکی اشکباری بس رکھے — منکرون کو درد اللہ خوان کرے
قول حق کو تو سنے نے مرد سے — وحی حق کو کر قبول اب درد سے
باد کہوے مین ہون قاصد شاہ کی — کہ خبر دون خیر کی شر کی کبھی
کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین — تجھسا غافل شاہ سے ہو نہین کہین
گر سلیمان وار ہوتا تیرا حال — جون سلیمان ہوتی مین تیرا حمال
عاریت ہون ملک ہوتی تیری مین — کرتی واقف تجکو اپنے راز مین
لیک جو تو باغی اور مین مستعار — کرتی ہون خدمت تری مین روز چار
سرنگون تجکو کرون جون عادسے — باغیا نہ بھاگون لشکر سے ترے
[۵۲]تابغیب ایمان ہو محکم ترا — اُس زمان ایمان ہو بار غم ترا
اُس زمان خود جملگان مومن نہین — اُس زمان سب سرکشان خود سر کہین
اُس زمان زاری کرین اور انکسار — جسطرح سے چور رہزن زیر دار
پر برابر غیب مین گر تو پھرے — مالک کونین و شحنہ خود تو ہے
شحنگی و بادشاہی ہو سدا — نے دو روزہ عاریت ہے نے جفا
[۵۳]چھوٹا بیگارون سے کام اپنا کرے — بھی تو شہ بھی ڈھول پیٹے آپ سے

[۵۱] چشم اسکی الخ ۲ شعر اسکی چشم اشکباری رکھے اور منکرون کو درد اللہ خوان کرے تو قول حق کو قبول کر اب درد سے باد کہے قاصد شاہ کی ہون کہ کبھی خبر دون خیر کی اور کبھی شر کی کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین ہون اور کہین تیرے قاصد شاہ سے مین غافل ہون اگر تیرا حال سلیمان کے مانند تیری حمال ہوتی مین تجھ کو اپنے رازدان سے واقف کرتی لیکن جو تو باغی اور مین مستعار ہون مین تیری خدمت کرتا ہون جان کے مانند تجکو سرنگون کرون اور باغیانہ بھاگون تیرے لشکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۲] تابغیب آلخ ۵ شعر تاغیب مین تیرا ایمان محکم ہو پس اسوقت ایمان تیرا مایہ غم ہوا اسوقت سب سرکش خود سر کہین اسوقت زاری کرین اور ایک جیسے چور رہزن زیردار کے اگر تو برابر غیب مین پھرے مالک کونین تا در شحنہ اپنا تو ہی شحنگی و بادشاہی ہمیشگی ہے نہ دو روزہ عاریت پر جفا کی ہے یعنی ایمان تیرا اگر غیب مین محکم ہو جائے تو خود شحنہ و بادشاہ ہمیشگی کا ہے نہ دو روز مستعار کا اور وقت معائنہ کے سب کافر مسلمان ہون گے اسوقت کا ایمان احکام ایمان یاس سے ہے لائق قبولیت نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] چھوٹا بیگارون سے آلخ ۶ شعر بیگارون سے اور اپنا کام کرے بھی تو شاہ ہے وہی تو آپ سے ڈھول کوٹے جو مجھیر جہان روزی تنگ کرنے کا نام ہے حلق و دہان خاک کھاتا یہ دہان خاک کھانے والا آیا ہے ولیکن خاک جو یہان رنگین ہوئی ہے یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر خاک رنگین و نفیس ہے جو تو نے کھایا وہ لحم پوست ہوئی تھی وہ خاک رنگ لحم اسکا رکھتی ہے خاک پیوندکاری اور سب بلا پھر بھی خاک کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون گلو تنگ آورد بر ما جهان — کاش خوردی خاک این حلق و دهان
رنگ روزی جو کرے مجھپر جہان — کاش کھاتا خاک یہ حلق و دہان

این دهان خود خاک خواری آمده است — لیک خاکی را که آن رنگین شده است
خاک کھانے والا آیا یہ دہان — خاک جو رنگین ہوئی لیکن یہان

این کباب و این شراب و این شکر — خاک رنگین است و نقشین ای پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر — خاک ہے رنگین و نقشین اے پسر

چونکه خوردی شد آنها لحم و پوست — رنگ لحمش داد این هم خاک کوست
تونے کھایا ہوئے وہ لحم و پوست جب — رنگ لحم اک رکھتی ہی پس خاک وہ

هم ز خاکی بخیه بر گل می زنند — جمله را هم باز خاکی می کنند
خاک سے پیوندکاری کرتے ہین — اور سب کو خاک پھر بھی کرتے ہین

هندو و قبچاق و رومی و حبش — جمله یک رنگ اند اندر گور خوش
ہندی و ترکی و رومی و حبش — سب ہین اندر گور کے اک رنگ خوش

تا بدانی کان همه نقش و نگار — جمله روپوش است و مکر و مستعار
تا تو جانے کہ وہ سب نقش و نگار — جملہ ہین روپوش ملک مستعار

رنگ باقی صبغة الله است و بس — غیر آن بربسته دان همچون جرس
رنگ باقی صبغة الله ہی و بس — عارضی جان اس سوا مثل جرس

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین — تا ابد باقی بود بر صادقین
رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا — صادقینون پر رہے باقی سدا

رنگ کفران و شک و شرک و نفاق — تا ابد باقی بود بر جان عاق
رنگ کفر اور رنگ نفاق و شرک کا — جان مردودون پہ باقی ہو سدا

چون سیه رویی فرعون دغا — رنگ او باقی و جسم او فنا
جون سیہ روئی پہ فرعون دغا — رنگ اُسکا باقی جسم اُسکا فنا

برق و فر خوب و فر عابدین — تن فنا شد و آن بقا تا یوم دین
روشنی روے خوب عابدین — تن فنا اور باقی وہ تا یوم دین

زشت آن زشت است و خوب آن خوب و بس — دائم آن ضحاک و آن اندر عبس
رنگ نکا نیک اسکا بد اسکا ہی بد — یہ ترش رو اور وہ خندان ابد

خاک را رنگی و فرهنگی دهد — همچو کودک مان بران جنگی دهد
خاک کو اک رنگ اور فرہنگ دے — مثل کودک ہمکو اُسپر جنگ دے

از خمیری اشتر و شیری پزند — کودکان از حرص آن کف می زنند
شیر آٹے کے پکائین اور شتر — حرص سے لین ہاتھ مین اسکو مگر

شیر و اشتر نان شود اندر دهان — در نگیرد این سخن با کودکان
شیر و اشتر منہ کے اندر نان بنے — بے اثر یہ بات بچون مین کرے

دامن پر خاک ما چون کودکان — رفته از سر جهد اسباب دکان
دامن پر خاک اپنا طفل سا — کوشش اسباب دوکان سے گیا

کودک اندر جهل و پندار و شکست — شکر باری قوت او اندک است
جہل و نخوت اور شک کودک رکھے — شکر یہ ہے کہ نہ وہ قوت رکھے

وای آن طفلان که پیری میکنند — لنگ و رانند و میری می کنند
واے وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین — چونٹی لنگڑی ہیں و میری کرتے ہین

---

۱ ہندی آئے شعر ہندی اور ترکی و رومی و حبشی سب اندر گور کے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے کہ وہ سب اندر گور کے گئے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے تاکہ وہ سب نقش و نگار جملہ روپوش ملک مستعار کے ہین رنگ باقی رنگ اللہ کا ہے و بس اور اسکے سوا عارضی مثل جرس کے ہے رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا کا صادقینون پر ہمیشہ باقی ہے رنگ کفر و شک و نفاق و شرک کا مردودون پر ہمیشہ باقی رہے آگے مثال ہے جیسے سیاہ روئی فرعون دغاباز کہ رنگ اسکا باقی اور جسم اسکا فنا اور وہ باقی یوم دین تک یعنی نقش و نگار دنیا کے روپوش جہان کے ہین اور رنگ اللہ کا ہمیشہ باقی ہے کہ مقبولون پر رنگ صدق و مردودن پر رنگ کفر ہمیشہ باقی رہیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۲ نیک اسکا آئے شعر نیک اسکا نیک اور بد اس کا بد ہے یہ ترشرو اور وہ خندان ابد خاک کی ایک رنگ اور ایک فرہنگ دی اور مثل کودک کے اُسپر ہمکو جنگ دی آگے مثال ہی شیر و شتر آٹے کے پکائین اور کودک اسکو ہاتھ مین لین شیر و شتر منہ مین روٹی بنے اور یہ بات بچون مین اثر نہ کرے آگے حقائق ہین دامن پر خاک جھاڑا طفل کے مانند کوشش مع اسباب دوکان سے گیا جہل و نخوت و شک کودک رکھے شکر حق کا کرے کہ اس حال کی تھوڑی قوت ہو افسوس وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین وہ چونٹی لنگڑی ہو کہ امیری کرتے ہین یعنی افسوس ہے اُن پیران ریاکار کا حال خود ہر کہ چونٹی لنگڑی ہین کہ امیری کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ہے ۱۲

طفل را استیزہ و صد آفت است ۔ شکر آن کو بے فن و بے آلت است
طفل کو جھگڑا و سو آفات ہے ۔ شکر یہ ہے کہ نہ فن آلہ رکھے

وای زان پیران طفل نا ادیب ۔ گشتہ از قوت بلای ہر لبیب
واے پیر طفل ناہموار سے ۔ صدمے قوت سے سو اُسنے سہے

چون سلاح و جہل و جمع آید بہم ۔ گشت فرعونی جہان سوز از ستم
جہل و اسلح جو انھین باہم ملے ۔ ظالم اک فرعون ہووے ظلم سے

شکر کن اے مرد درویش از قصور ۔ کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور
شکر کر درویش اس نقصان سے ۔ کہ چھٹا فرعونی اور کفران سے

شکر کہ مظلومے و ظالم نۂ ۔ ایمن از فرعونی و ہر فتنۂ
شکر کر مظلوم ہے ظالم تو نے ۔ امن ہے فرعونی فتنہ سے تجھے

خالی اشکم لاف اللّٰہی نزد ۔ کاتشش را نیست از ہیزم مدد
لاف اللٰہی نہ بھوکے نے کہا ۔ آگ کو اُس کی نہ ہیزم سے غذا

اشکم خالی بود زندان دیو ۔ کش غم نان مانع است از مکر و ریو
پیٹ خالی دیو کا زندان ہے ۔ کہ غم نان اُسکو مانع مکر سے

اشکم پر لوت دان بازار دیو ۔ تاجران دیو را در وے غریو
پر شکم کو جان تو بازار دیو ۔ تاجران دیو کو اُس مین غریو

تاجران ساحران لاشے فروش ۔ عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
بیچین لاشے تاجران ساحران ۔ تیرہ عقلوں کو کیا از رہ فغان

خم روان گردد ز سحری چون فرس ۔ کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
خم رواں ہو سحر سے جون اسپ کے ۔ اور بنایا پارچہ مہتاب سے

چون بریشم خاک را بر می تنند ۔ خاک بر چشم تمیز می زنند
بنتے ہین مانند ریشم خاک کو ۔ خاک ڈالین چشم بینا پر ہین وہ

چندلی را رنگ عودی میدہند ۔ بر کلوخی مان حسودی میدہند
رنگ عودی سنگ خارا کو دین ۔ دشمنی ڈھیلے ہماری سے رکھین

پاک آن کو خاک را رنگے دہد ۔ ہمچو کودک مان بران جنگی دہد
پاک وہ کہ خاک کو اک رنگ دے ۔ مثل کودک ہمکو اسپر جنگ دے

دامن پر خاک ما چون کودکان ۔ در نظر ما خاک ہمچون زر کان
دامن پر خاک اپنا طفل وار ۔ خاک مثل زر نظر مین اپنی بار

طفل را با کودکان نبود جدال ۔ طفل را حق کے شمارد از رجال
کودکان سے طفل کرنے جنگ ہو ۔ پیش مرد حق نہ لائین طفل کو

میوہ گر کہنہ بود تا ہست خام ۔ پختہ نبود غورہ خوانندش بنام
میوہ گر چہ کہنہ ہو جبتک ہے خام ۔ نے ہو پختہ اسکو رکھین غورہ نام

گر شود صد سالہ این خام ترش ۔ طفل و غورہ است او بر ہر سپرش
خام وہ گر سو برس تک ترش ہو ۔ طفل و غورہ جانے اسکو ہر نکو

سئلہ طفل کو الخ ۶ شعر طفل کو جھگڑا و سو آفتین ہین مگر یہ کہ شکر ہے کہ فن آلہ نہین رکھتے ہین افسوس پیر عقل ناہموار سے کہ ہر ایک دوست کی بلا آفت ہووے جو انھین جہل و ہتھیار باہم ملے ایک فرعون ظالم ہووے ظلم سے آگے درویش شکر کر اس نقصان سے کہ تو چھوٹا فرعون و کفران سے شکر کر تو مظلوم ہے ظالم نہین ہے تجکو فرعونی و فتنہ سے امن ہے لاف اللٰہی بھوکے نے نہ کہا کہ اس کی آگ کو ہیزم سے غذا نہین ہے یعنی دعوی فرعونی بھوکے نہین پیٹ بھرے کرتے ہین پس تو شکر کر کہ مظلوم ہے ظالم نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سئلہ پیٹ خالی الخ ۶ شعر خالی پیٹ کا دیو کا زندان ہے کہ غم نان اس کو مانع مکر سے ہے پر شکم کو تو بازار دیو کا جان تاجران دیو کا اس مین غریو ہے تاجران ساحران لاشے بیچتے ہین اور تیرہ عقلوں کو کیا از رہ فغان کے سحر سے خم رواں مانند اسپ کے ہو اور پارچہ بنایا مہتاب سے ریشم کے مانند کہ بنتے ہین خاک اور چشم بینا پر خاک ڈالتے ہین وہ رنگ عودی و سنگ خارا کو دین اور ڈھیلے دشمنی ہمارے سے رکھین یعنی پیٹ بھرے دام مین نفس کے گرفتار ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سئلہ پاک الخ ۷ شعر وہ پاک کہ خاک کو رنگ دیوے کودک کے مانند ہم کو دسترس دے ہمارا دامن پر خاک طفل کے مانند زر کے مانند ہے یار کو دکون سے کودک کو جنگ نہ ہو مرد حق کے آگے نہ لائین طفل کو اگرچہ میوہ کہنہ ہے جب تک کہ خام ہے پختہ نہ ہو اُس کا غورہ نام رکھین وہ خام ہے سو برس تک ترش ہو اُس کو ہر ایک طفل و غورہ جانے اگرچہ اُس کے بال داڑھی کے سفید ہون بھی اُسکو طفلی مین خوف ہے مین نارسا ہونگا یا کہ رسا اور حق مجھ پر غضب کرے یا کہ عطا یعنی پیران غافل کو خدا پر ایقان کلی نہین مثل کودکان کے ایمان مذبذب رکھتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه باشد ریش و موی او سفید ۔ همدر ان طفلیش خوفست و امید
ماند خواهم نارسیده یا رسم ۔ حق کند با من غضب یا خود کرم
گر رسم یا نارسیده مانده‌ام ۔ ای عجب با من کند کرم آن کرم
با چنین ناقابلی و دوریی ۔ بخشد این غوره مرا انگوریی
نیستم امیدوار از هیچ سو ۔ وان کرم میگویدم لاتیاسوا
دائما خاقان ما کرده است طو ۔ گوش ما را می کشد لاتقنطوا
گرچه ما زین ناامیدی در گویم ۔ چون صلا زد دست اندازان رویم
دست اندازیم چون اسپان سپس ۔ در دویدن سوی مرعای انس
گام اندازیم و آنجا گام نے ۔ جام پردازیم و آنجا جام نے
زانکه آنجا جمله اشیا جانی است ۔ معنی اندر معنی و ربانی است
هست صورت سایه معنی آفتاب ۔ نور بے سایه بود اندر خراب
چونکه آنجا خشت بر خشتے نماند ۔ نور مه را سایه زشتے نماند
خشت اگر زرین بود بر کندنیست ۔ چون بجاے خشت وحی و روشنی است
کوه بهر دفع سایه مندکیست ۔ پاره گشتن بهر این نور اندکیست
بر برون که چو زد نور صمد ۔ پاره شد تا در درونش هم زند
گرسنه چون بر کفش زد قرص نان ۔ واشگافد از هوس چشم و دهان
صد هزاران پاره گشتن ارزد این ۔ از میان چرخ برخیز ای زمین

گرچہ اُسکے بال داڑھی ہون سفید ۔ بھی اُسی طفلی مین ہے خوف و امید
مین رہونگا نارسا یا کہ رسا ۔ حق کرے مجھپر غضب یا کہ عطا
گر رسا ہون[۱] یا رہون مین نارسا ۔ اے کرے انگور مجکو وہ عطا
ایسی بس ناقابلی و جہل سے ۔ بخشے اس غورہ سے انگوری مجھے
مجکو نے امید ہی ہر سمت سے ۔ وہ کرم لاتیاسوا کہوے مجھے
دائما دعوت کری شہ نے نکو ۔ گوشمالی دی مجھے لاتقنطوا
ناامیدی سے گرڑھے مین گرچہ ہون ۔ جو بلایا ناز کرتا مین چلون
مین چلون چون اسپ کے پیچھے رہے ۔ دوڑ مین سوے چراگاہ انس سے
مین[۲] قدم رکھون قدم اسجا پے نے ۔ اور پیون مین جام ان کے جام نے
کیونکہ اسجا جا ہے اشیا ہی تمام ۔ معنی معنی مین ہے ربانی مدام
سایہ صورت ہے و معنی آفتاب ۔ ہوتا ہے سایہ ہی نور اندر خراب
کیونکہ اسجا اینٹ پر نے اینٹ ہے ۔ نور مہ کا زشت سایہ نے دکھے
گر ہے زرین اینٹ ہے لائق نفی ۔ اینٹ جو جا ہے وحی و روشنی
پارہ پارہ کہ ہے دفع سایے کو ۔ پارہ ہوتا ہے نور اندک ہی جو
نور حق جو کوہ کے ظاہر پہ پڑا ۔ کلپٹ پڑا تا اُس کے اندر ہو سما
[۳] ہاتھ پر بھوکھا جو رکھے قرص نان ۔ پس کھلے از رہ ہوس چشم و دہان
پارہ ہونا تجکو لائق بالیقین ۔ چرخ سے باہر نکل تو ای زمین

[۱] گر رسا ہون یا نارسا ہون ۶ شعر اگر مین رسا ہون یا نارسا ہون اے وہ انگور مجکو عطا کرے بس ایسی ناقابل و جہل سے اس غورہ سے مجھے انگوری بخشے مجکو امید ہر سمت سے نہین ہے وہ کرم مجھکو کہے کہ ناامید مت ہو شاہ نے ہمیشہ دعوت نیک کری اور مجکو گوشمالی دی کہ ناامید مت ہو اگر ناامیدی سے گرڑھے مین ہون جو کہ بلایا مین ناز کرتا ہوا چلون مین اسپ کے مانند چلون کہ پیچھے رہے دوڑ مین جانب چراگاہ اُنس کے یعنے مجکو ناقابلی سے وہ پختگی بخشے کہ ناامید مت ہو رحمت اللہ سے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] مین قدم رکھون الخ ۷ شعر مین قدم رکھون اُس جا قدم نہین ہے اور مین جام پیون وہان جام نہین ہے کیونکہ اُس جا سب اشیا جانی ہے معنی اندر معنی کے اور بادحی ہے سایہ صورت یعنی آفتاب ہے اور بے سایہ اندر خراب کے ہوتا ہے کیونکہ اینٹ پر اینٹ اس جا نہین ہے نور ماہ کا زشت سایہ کھتا ہے اگر زرین اینٹ ہے تو لائق نفی کے جو کہ اینٹ کی جا وحی روشنی ہے کوہ پارہ پارہ دفع سایہ کو ہے پارہ ہونا واسطے نور کے اندک ہے جو کوہ کے ظاہر پر نور حق پڑا پھٹ گیا کہ تا اُسکے اندر رسا ہو یعنی مجکو اس جا رسائی ہو کہ وہان اشیا روحانی ہے کہ صورت سایہ و معنی آفتاب ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [۳] ہاتھ پر الخ ۵ شعر جو بھوکا ہاتھ پر قرص نان رکھے پس راہ ہوس سے چشم وہان کھلے تجکو پارہ ہونا لائق ہے بالیقین پس تو چرخ سے باہر نکل تو نا خیلے زمین تا کہ نور آسمان سایہ ساز ہو تیری شب سایہ ہے اسے یاغی رو نہ یہ مکان گہوارہ کودکان کے مانند ہے اور بالغون پر تنگ مکان رکھتا ہے زمین کو حق نے مہد طفلون کا کہا اور میر اندر صدر کے طفلون کو دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تاکہ نور چرخ گردد سایہ سوز / شب ز سایہ تست ای یاغی روز
این مکان چون گاہوارہ کودکان / بالغانرا تنگ میدارد مکان
بہر طفلان حق زمین را مہد خواند / شیر در گہوارہ بر طفلان فشاند
ہان مکن ای گاہوارہ خانہ تنگ / تا تواند رفت بالغ بیدرنگ
خانۂ گہوارہ را ضیق مدار / تا تواند کرد بالغ انتشار
خانہ تنگ آمد ازین گہوارہا / طفلگان را زود بالغ کن شہا

تاکہ نور آسمان سایہ سوز / شب تری سایہ ہے اور باغی روز
یہ مکان چون گاہوارہ کودکان / بالغون پر تنگ کرتا ہی مکان
عہد طفلون کو زمین حق نے کہا / شیر اندر جلد طفلون کو دیا
ہان نکر ای گاہوار خانہ تنگ / جاسکے تاکہ یہ بالغ بیدرنگ
خانہ کہ گہوارہ کو ست تنگ وتار / تاکہ بالغ کر سکے بس انتشار
خانہ[ف۱] تنگ آیا ہے اب اس مہد کا / جلد ان طفلون کو بالغ کر شہا

در بیان استغنا وعجب شاہزادہ و زخم خوردن از باطن شاہ

بیان مین استغنا وغرور شاہزادہ کے اور زخم کھانا باطن شاہ سے

چون مسلم گشت بے بیع و شری / از درون شاہ در جانش جری
قوت میخوردی ز نور جان شاہ / ماہ جانش ہمچو آن خورشید ماہ
راتبہ جانے ز شاہِ بے ندید / دمبدم در جان مستش میرسید
آن نہ کش ترسا و مشرک میخورند / زان غذائی کش ملائک میچرند
اندرون خویش استغنا بدید / گشت طغیانی ز استغنا پدید
کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام / چون عنان خود بدین شہ دادہ ام
چون مرا ماہی برآمد بالمع / پس چرا باشم غباری راتبع

ہوئی[ف۲] مقرر جو کہ بے بیع وشرا / اسکی جان مین شہ کے باطن سے غذا
قوت کھاتا تھا بنور جان شاہ / ماہ جان اُسکا مثال شمس و ماہ
شاہ بے مانند سے روحی غذا / پہونچتی تھی روح کو اسکی سدا
وہ غذا نے جو کہ مشرک کھاتے ہین / اُس غذا سے جو ملائک پاتے ہین
دیکھی[ف۳] استغنائی خود مین باطنا / غرہ استغنائی سے پیدا ہوا
کہ نہین شہزادہ مین اب شاہ ہون / کیونکہ اس شہ کی اطاعت مین کرون
جو کہ نکلا ماہ میرا نور دار / پس رہون مین کس لئے تابع غبار

ف۱ خانہ تنگ الخ ۴ شعر اس مہد کا خانہ تنگ آیا ہے ان طفلون کو جلد بالغ کر اے شاہ مت کر اے گہوارہ خانہ کو تنگ تار بالغ جو اس کو بیدرنگ آگے گہوارہ خانہ تنگ وتاریک مت کر تاکہ بالغ انتشار کر سکے پس اس مہد کا خانہ تنگ آیا شاہا جلد ان طفلون کو بالغ کر یعنی دنیا مثل گہوارہ کودکان مردان خدا پر تنگ وتار ہے تو جلد اس سے نکل کہ انتشار تجہ کو نہ ہووے پس شاہ سے نعمت باطن شاہزادہ کہ دفعیہ حاصل ہوئی نخوت وغرور پیدا ہوا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ف۲ ہوئی مقرر الخ ۴ شعر جو کہ مقرر ہوئی ہے بیع وشری شاہ سے اسکے اندر بادشاہ بے مانند وہ غذا کہاتا تھا وہ نور جان ہے اور اس کا ماہ جان مثل شمس ماہ کے تھا شاہ بے مانند سے غذا اے روحی اُس کی روح کو سدا پہونچتی تھی غذا نہین ہے جو کہ مشرک کہاتے ہین بلکہ اُس غذا سے کہ جو ملائک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ دیکھی الخ ۸ شعر استغنائی باطنا خود مین دیکھا کہ غرہ استغنا سے پیدا ہوا کہ مین اب شاہزادہ نہین ہون کیونکہ اس شاہ کی اب اطاعت کرون جو کہ میرا ماہ نوردار نکلا پس مین تابع غبار کا کسواسطے رہون اب میری جوانی ہے اور وقت ناز کا ہے مین بے نیاز غیر کا ناز کیون سہون آگے اس کی مثال ہے کیون سر کو باندہنا درد سر اچھا ہے اور وقت روی زرد وغم کا نہ رہا جو مین شکرلب وماہ رو ہوا پھیر دوکان دہمیری جدا کرنا چاہیئے مین سروقد ماہر وجہان مین ہون میرے مانند شاہزادہ اب کہان ہے جو نفس اس غرہ سے خودی پیدا کرنے لگا وہ سیکڑون بیہودہ بکنے لگا یعنی جو شاہزادہ کہ جو نظر عنایت شاہ چین دخود نعمت باطنا کہ جسکو ولایت روحی کہتے ہین حاصل ہوئی اور کم ظرفی اُس کی سمائی نہ ہوئی جو بہ سبب نخوت استغنا کے مرشد سے گمراہ ہوگیا آگے اس گمراہی کا بیان ہے فافہم ۱۲

آب در جوی منست و وقت ناز — تا نہ غیر از چہ کشم من بے نیاز
سر چرا ایندم چو درد سر نماند — وقت روی زرد و چشم تر نماند
چون شکر لب گشتہ ام عارض قمر — باز باید کرد دکان دگر
سرو قد و ماہ رخساری مرست — ہمچو من شہزادہ اکنون کجاست
زین منی چون نفس زائیدن گرفت — صد ہزاران اژدہا زائیدن گرفت

آب میری جو میں اب رہ وقت ناز — غیر کا کیوں ناز لوں میں بے نیاز
باندھوں سر کیوں درد سر اچھا ہوا — وقت روی زرد غم کا نے رہا
جو شکر لب اور مہ رو میں ہوا — پھر دوکان اور چاہیئے کرنا جدا
سرو قد مہ رو ہوں میں اندر جہان — مثل میرے شاہزادہ اب کہاں
نفس اس غمزہ سے جو جننے لگا — سیکڑوں بیہودہ وہ بکنے لگا

وسوسہ کہ شاہزادہ را پدید اشد از سبب استغنا

وسوسہ کہ شاہزادہ کو پیدا ہوا بسبب استغناء کے

صد بیابان زان سوی حرص و حسد — تا بدانجا چشم بد ہم میرسد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب اوست — چون نداند آنچہ اندر سیل جوست
شاہ را دل درد کرد از فکر او — ناسپاسی عطائے بکر او
گفت آخر اے خس واہی ادب — این سزای داد من بود ای عجب
من چہ کردم با تو زین گنج نفیس — تو چہ کردی با من از خوی خسیس
من ترا ماہی نہادم در کنار — کہ غروبش نیست تا روز شمار
در جزای آن عطای نور پاک — تو زدی در دیدہ من خار و خاک
من ترا بر چرخ گشتہ نردبان — تو شدہ در حرب من تیر و کمان
درد غیرت آمد اندر شہ پدید — عکس درد شاہ اندر وی رسید
مرغ دولت در عتابش بر طپید — پردہ آن گوشہ گشتہ بر درید
چون درون خود بدید آن خوش پسر — از سیہ کاری خود گرد اثر
آن وظیفہ لطف و نعمت کم شدہ — خانہ شادی او پر غم شدہ

بار ہو سو دشت کے حرص و حسد[1] — تب بھی پہونچے اُس جگہ پر چشم بد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب ہے — کیوں نہ جانے جو کہ سیل جو رکھے
دل دکھا شہ کا بس اسکی فکر سے — کی جو ناشکری عطائے بکر سے
بولا آخر اے خس واہی ادب — یہ سزا تھی بخششوں کی میری اب
بیٹے[2] تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے — تو نے مجھسے کیا کیا بد خوئی سے
میں نے مہ رکھا بغل میں اک تری — کہ غروب اسکو قیامت تک ہے نے
بس عوض میں تو نے بخشش نور کی — خاک و کانٹے ڈالے آنکھوں میں مری
میں ہوا تیر افلاک میں نردبان — تو ہوا میرے لئے تیر و کمان
درد غیرت شاہ میں پیدا ہوا — پہونچا اندر اُسکے عکس درد شاہ
مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا — پردہ اس گوشہ نشین کا پھٹ گیا
جبکہ دل میں اپنے کی اُسنے نظر — دیکھا بدکاری کا اپنے میں اثر
وہ وظیفہ[3] نعمتوں کا کم ہوا — اُسکا گھر شادی کا بس پر غم ہوا

ف۱ بار ہو الخ ۴ شعر حرص سو دشت کے بار تب اس جگہ چشم بد پہونچے کہ بحر شاہ کا مرجع ہر آب ہے کیوں نہ جانے جو کہ سیل وجو رکھے شاہ کا دل دکھا اُس کی فکر سے جو ناشکری کرے عطاے بکر سے دل میں کہا کہ اے خس واہی ادب کیا ہے یہ سزا تیری بخششوں کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ میں نے تجھسے الخ ۷ شعر میں نے تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے کر اور تو نے مجھ سے کیا کیا بدخوئی سے میں ایک ملیفہ تیری بغل میں رکھا کہ اس کو غروب قیامت تک نہیں ہے پس تو نے بخشش نور کے عوض میں خاک و کانٹے میری آنکھوں میں ڈالے میں تیرا افلاک پر نردبان ہوا تو میرے واسطے تیر و کمان ہوا شاہ میں درد غیر پیدا ہوا اس کے اندر درد شاہ پہونچا مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا کہ اس گوشہ نشین کا پردہ پھٹ گیا جس کو اپنے دل میں اُس نے نظر کی تو خود میں بدکاری کا اثر دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۳ وہ وظیفہ الخ ۲ شعر وہ نعمتوں کا وظیفہ کم ہوا اور اسکا گھر شادی کا پُر غم ہوا مستی مے سے وہ ہوشیار ہوا آگے اس کے حقائق ہیں جس سے خود بینی راہ دوست میں گمری مغز چھوڑا اور حمل پوست دیکھا میرا دشمن خود بین مت ہو جیو کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ کے نہیں ہوتا اسواسطے مے حرام جہان میں ہے کہ خود بین اُسے پی کر تبان میں تو خود سے بہتر تصور نہ کرے نفس خود بین سے یہ سبھے پیدا ہو یعنی جہان میں خود بینی بہتر نہیں ہے اسواسطے شراب بھی حرام ہوئی ہے کہ اسکے پینے سے خود بینی پیدا ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

باخود آمد او ز مستی وعقار	زان گنہ گشتہ سرش خانہ خمار	مستی مے سے ہوا وہ ہوشیار	اُس گنہ سے بھر گیا خانہ خمار
ہر کہ خود بینی کند در راہ دوست	مغز را بگذاشت کلی دید پوست	جس نے کی خود بینی اندر راہ دوست	مغز چھوڑا اور دیکھا جملہ پوست
دشمن من در جہان خود بین مباد	زانکہ از خود بین نیاید جز فساد	میرا بس دشمن یہ خود بین ہو جیو	کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ نہو
می ازان آمد حرام اندر جہان	کہ خوری خود بین شوی اندر زمان	مے حرام اسواسطے اندر جہان	کہ تو خود بین پیکے ہو اندر زمان
بہتر از خود در تصور نایدت	این ہمہ از نفس خود بین زایدت	عود سے بہتر تصور تو کرے	نفس خود بین سے یہ پیدا ہو تجھے
آنکہ باخود می خورد می باخودست	اینچنین میخوار خوار و مرتدست	جو کہ باخود مے پیئے اپنے لئے	ایسا میکش بس ذلیل و خوار ہے
وانکہ با او میخورد بادش حلال	وانکہ بے او دم زند بادش وبال	مے پیئے اُس کے لیے جو ہو حلال	مارے دم بے اسکے جو ہو وبال
چونکہ با او می خورد از جام ہو	چشم بگشایم بہ بینم روے او	جو پیئے اُس کے لئے باجام ہو	کھول کر مین آنکھ دیکھوں اُسکا رو
بعد ازان از خود بکلے بگسلم	ہم ز می خوردن شود این حاصلم	بعدہ مین چھوٹون اپنے آپ سے	مے کے پینے سے یہ ہو حاصل مجھے
ایکہ میخواہی کہ از خود بگسلے	تا کے اندر بند این جان و دلی	ایکہ جو تو چاہے چھوٹے آپ سے	بند جان و دل مین تو کبتک رہے
جان بجانان واگذار ای جان من	تا ببینی یار دل رنجان من	جان تو جانان کو اپنے سونپ دے	یا تو دیکھے یار دل رنجان مجھے
دل بدلداری دہ و آزاد شو	غمخور او باش واز وی شاد شو	دے تو دل دلدار کو آزاد ہو	اُسکا جو غمخوار اُس سے شاد ہو
نفس خود بر خود مگردان چیر تو	زود او را باز گیر از شیر تو	نفس اپنا خود پہ غالب کرنہ تو	چھین لے تو جلد اسکے شیر کو
ہر چہ ہست آن مستی دارد یقین	خواہ شیر و خواہ خمر و انگبین	ہے وہ جو کچھ مست اسکو وہ رکھے	خواہ شہد و شیر سے خواہ سرکے سے
مستی گندم بدان اے آدمی	کہ بکرد آن آدمی را اجنبی	مستی گندم تو جان اے آدمی	کہ کیا آدم کو اُس نے اجنبی
خورد گندم حلہ زو بیرون شدہ	خلد بروی بادیہ و ہامون شدہ	کھایا گندم حلہ اُس سے چھن گیا	باغ جنت اس لیے صحرا ہوا
دید کان شربت ورا بیمار کرد	زہر آن ما و منی ہا کار کرد	دیکھا بیمار اُس کو شربت نے کیا	کام نخوت کا زہر سے ہی سوا
جان چون طاؤس در گلزار ناز	ہمچو چغدے شد بویرانہ مجاز	جان تھی جون طاؤس اندر باغ ناز	دوڑے جون اُلّو بویرانہ مجاز
ہمچو آدم دور ماند او از بہشت	در زمین میراند گاوی بہر کشت	وہ جو آدم دور جنت سے ہوے	بیل کھیتی کو زمین پر ہانکتے

سـ۵۱ جوکہ الخ ے **شعر** جو کوئی باخود شراب اپنے واسطے پیئے میکش ذلیل و خوار ہے اور جو یار کے واسطے مے پیئے حلال ہو اور جو بے اس کے دم مارے وبال ہو جو کہ اپنے خود مے پیئے جام توڑے مین کھول کر اس کا منہ دیکھوں بعدہ مین اپنے آپ سے چھٹوں تو قید جان کب تک رہیگا تو اپنی جان جانان کو سونپ دے تا تو دیکھے یار دل رنجان میرے کو تو دلدار کو دے اور آزاد ہو اور اُس کا غمخوار ہو اور اس سے شاد ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ نفس اپنا الخ ے **شعر** تو نفس اپنے کو خود پر غالب نہ کر اور جو جلد چھین لے اُس کی شیر کو جو کچھ ہے وہ اُسکو مست رکھتی ہے خواہ شہد و شیر سے اور خواہ سرکہ سے اے آدمی مستی گندم تو جان کہ آدم کو اُس نے اجنبی کیا اور گندم کھایا اور اُس سے حلہ چھن گیا اور جنت اُسپر ایک صحرا ہو گیا دیکھا کہ اُس کو بیمار شربت نے کیا اور اس نخوت کے سم نے کام کیا یعنی خود بین کو شراب حرام ہے اور جو اسکے واسطے پیتا ہے اُس کو حلال ہے پس تو اپنے نفس کو مغلوب کر اور خودی کو چھوڑ پھر جو چاہے وہ کر نقصان پذیر نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو جان شاہزادہ کے اندر طاؤس کے باغ ناز تھی وہ مانند اُلو کے ویرانہ مجازی کی جانب دوڑے وہ آدم کے مانند دور جنت سے ہوئے اور کھیتی کے واسطے بیل زمین پر ہانکتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اشک میراند که ای استاد زاو — شیر را کردی اسیر دم گاو
کردهٔ ای نفس بد یار و نفس — بی حفاظی با شه فریاد رس
دام بگزیدی ز حرص از گندمی — بر تو شد هر گندم او کژدمی
در سرت آمد هوای ما و من — قید بین بر پای خود پنجاه من
نوحه میکرد این نمط بر جان خویش — که چرا گشتم ضد سلطان خویش
آمد او با خویش و استغفار کرد — یا انابت چیزی دیگر یار کرد
درد کان از وحشت ایمان بود — رحم کن کان درد بی درمان بود
مر بشر را خود مبا جامه درست — چون رهید از صبر در حین صدر رست
مر بشر را پنجه و ناخن مباد — کو نه دین اندیشد آنگه نه سداد
آدمی اندر بلا گشته به است — نفس کافر نعمت است و گمره است
نفس کافر خود همی تند بد امان — گشت طاغی چونکه فارغ شد نهان
آدمی خود مبتلا بهتر بود — زانکه زار و عاجز و مضطر بود

ناله وه کرتا که اے مرشد مرے [1] — شیر باندھا تو نے دم سے گاو کے
تو نے آ کر اے نفس بد مردہ نفس — شہ سے بے ادبی کی اے فریاد رس
گندمی سے دام حرصوں میں پھنسا — تجھ پہ بچھو اس کا ہر گندم ہوا
تیرے سر میں آئی نخوت کی ہوا — دیکھ تو زنجیر سو من کی بپا
اسطرح تو روتا اپنی جان پہ — کہ ہوا ضد شہ کا اپنے کس لئے
ہوش میں آیا و استغفار کی — اور دعا سے التجا کی یار کی
درد جو کہ وحشت ایمان سے تھا [2] — رحم کردہ درد بے درمان سے تھا
نے بشر کا جامہ زیبا ہو جیو — صبر سے جو چھوٹا ڈھونڈا صدر کو
نے بشر کا پنجہ ناخن ہو جیو — کہ نہ دین اور راستی کو ہو پہنچیو
آدمی اندر بلا بہتر رہے — نفس کافر نعمت و گمراہ ہے
نفس کافر امن خود ہرگز نہ دے — ہووے باغی جو کہ چھوٹے راہ سے
آدمی بہتر ہے جو ہو مبتلا — کیونکہ عاجز اور مضطر ہو سدا

خطاب حق تعالیٰ به عزرائیل [4] که ترا رحم بر که بیشتر آمد ازین خلائق که قبض کردی جان ایشان را و جواب دادن او

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل عم کو کہ تجھ کو رحم زیادہ کس پر آیا خلائق سے کہ تو نے انکی جان کو قبض کیا اور جواب دینا اس کا

حق بعزرائیل میگفت ای نقیب — بر که رحم آمد ترا از هر کئیب

حق نے بس فرمایا عزرائیل سے [3] — رحم کس غمگین پر آیا ہے تجھے

[1] نالہ وہ کرتا الخ ۶ شعر وہ نالہ کرتا کہ اے مرشد میرے کہ تو نے شیر کو باندھا بیل کی دم سے اے نفس بد مردہ تو نے نفس شاہ سے بے ادبی کی کہ فریاد رس ہے بسبب گنہ کے حرصوں کے دام میں پھنسا اور اس کا ہر گندم تجھپر بچھو ہوا تیرے سر میں نخوت کی ہوا آئی تو زنجیر سو من کی پاؤں میں دیکھ اس طرح تو اپنی جان پر روتا کہ ضد اپنے شاہ کا کس واسطے ہوا پس ہوش میں آیا و استغفار کی دعا اور التجا یار کی کرے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

[2] درد جو کہ الخ ۶ شعر جو کہ وحشت ایمان سے درد تھا رحم کر کہ وہ درد بے درمان سے تھا بشر کا جامہ زیبا مت ہو جیو کہ نہ دین و نہ راستی پر پہونچے آدمی بلا میں بہتر ہے کہ ہرگز امن نہ دے باغی ہووے کہ جو نان سے مستغنی ہووے وہ آدمی بہتر ہے کہ جو مبتلا ہو کیونکہ عاجز و مضطر سدا ہو یعنی فقر و افلاس انسان کے واسطے بہتر ہے کہ نفس فاقہ کشی سے راستی پر رہتا ہے اور شکم سیری سے گمراہی پر جاتا ہے اسواسطے اپنا غم فقر کو فنا کرتا جاتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] حق نے الخ ۶ شعر بس حقتعالیٰ نے عزرائیل عم سے فرمایا کہ تجھے رحم کس غمگین پر آیا کہ سب پر درد سے دل جلتا ہے ولیکن حکم میں تامل نہیں ہو سکتا ہے تاکہ میں کہوں کہ کاش کہ یزدان مجکو نیکیوں کے عوض قربان کرے فرمایا کہ تجھے رحم کس پر سوا آیا اور کس سے تیرا دل پر سوز ہوا عرض کی ایک دن کہ کشتی موج پر تیز تھی حکم سے توڑا کہ ریزہ ریزہ ہوئی سب کی جان تیرے حکم سے قبض کی سوا ایک زن اور اسکے طفل کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد / لیک نتوان امر را اہمال کرد
تا بگویم کاشکے یزدان مرا / در عوض قربان کند بہر فنا
گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت / از کہ دل پر سوز و بریان شدت
گفت روزے کشتی بر موج تیز / در شکستم زام تا شد ریز ریز
پس بگفتی قبض کن جان ہمہ / جز زنے با طفلکے اندر رمہ
ہر دو آن بر تختۂ دریا بدند / موجہا آن تختہ را میراندند
چون بساحل او فگند آن تختہ باد / از خلاص ہر دو ام دل گشت شاد
باز گفتی جان را در قبض کن / طفل را بگذار تنہا زامر کن
چون زما در بگسلیدم طفل را / خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
پس بدیدم درد ماتمہاے زفت / تلخی آن طفل از یادم نرفت
گفت حق آن طفل را از فضل خویش / موج را گفتم فگن در بیشہ پیش
بیشۂ پر سوسن و ریحان و گل / پر درخت میوہ دار و خوش اکل
چشمہاے آب شیرین زلال / پروریدم طفل را با صد دلال
صد ہزاران مرغ مطرب خوش صدا / اندر ان روضہ فگندہ صد نوا
بسترش کردم ز برگ نسترن / کردم او را ایمن از صد مفتتن
گفتہ مر خورشید را کو را مگز / باد را گفتم برو آہستہ وز
ابر را گفتم برو باران بریز / برق را گفتم برو مگراے تیز
زین چمن ای دی مبر آن اعتدال / پنجہ اے بہمن برین روضہ مال

بولا سب پر دل جلے ہے درد سے / پر تامل حکم مین نے ہو سکے
تا کہون مین کاشکے یزدان مجھے / نیکیون کے بس عوض قربان کرے
بولا رحم آیا تجھے کس پر سوا / کس سے دل پر سوز تر تیرا ہوا
بولا اکدن موج پر کشتی تھی تیز / حکم سے توڑا ہوئی تا ریزہ ریز
قبض کی جان سب کی تیرے حکم سے / بس سوا اک زن اور اسکے طفل کے
دو نون اک تختہ پہ تنہا رہ گئے / موج اُس تختہ کو بھرتی تھی لیئے
لیگئی ساحل پہ تختہ کو جو باد / مین رہائی سے ہوا دونون کی شاد
پھر کہا کہ جان مادر قبض کر / چھوڑ تنہا طفل کو جا حکم قدر
جو چھوڑا یا مان سے مین نے طفل کو / جو کہ رنج آیا مجھے جانے ہی تو
دیکھا مین نے درد ماتم کا بڑا / رنج اُس لڑکے کا نے بھولا ذرا
بولا حق کہ فضل سے اپنے کہا / موج کو بچہ یہ بیشہ مین رکھ آ
بیشہ پر ریحان و سوسن گل سے تھا / اور درختون پر ثمر سے تھا بھرا
اور چشمے آب شیرین کے بہم / پالا مین نے طفل کو با صد نعم
سیکڑون تھے مرغ گویا خوش صدا / اندر اُس گلشن کے کرتے تھے نوا
بستر اُس کا برگ و نسترین سے کیا / آفتون سے امن مین اسکو رکھا
اور کہا خورشید کو مت کر خلل / اور ہوا کو بس کہا آہستہ چل
ابر کو فرمایا اُس پر مت برس / برق کو فرمایا مت کر میل بس
اعتدال اس باغ سے مت لے خزان / اے بہار اور کر فضاے گلستان

سلہ دونون الخ ۵ شعر دو نون ایک تختہ پر تنہا رہ گئے اور موج اُس کو لئے پھرتی تھی جو باد تختہ کے ساحل پر لے گئی مین دونون کی رہائی سے شاد ہوا پھر حکم ہوا اسے مادر کی جان قبض کر اور طفل کو تنہا چھوڑ حکم قدر ہے پھر مین نے طفل کو چھوڑا یا مان سے جو کہ مجھ کو رنج آیا تو جانتا ہے مین نے دیکھا کہ درد و ماتم کا بڑا ہے کہ رنج اس طفل کا ذرا بھولا جواب حق تعالیٰ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ ۸ شعر حق نے فرمایا ہے کہ اپنے فضل سے کہا موج کو بچہ بیشہ مین رکھو گل و ریحان و سوسن سے پر تھا اور درختون پر ثمر سے بھرا تھا اور چشمہ آب شیرین کے باہم تھے مین نے اس طفل کو پالا تھا ساتھ سو نعمتون کے سیکڑون مرغ گویا خوش صدا تھے اور اس گلشن مین نوا کرتے تھے اُس کا بستر برگ نسترین سے کیا اور آفتون سے اُس کو امن مین رکھا خورشید کو کہا خلل مت کر اور ہوا کو کہا آہستہ چل اور ابر کو کہا کہ اُس پر مت برس برق کو کہا کہ اس طرف میل نہ کر اے خزان اس باغ سے اعتدال مت لے اور اے بہار فضاے گلستان کر یعنی جس کو خدا چاہے ہر ایک شے سے پرورش کرتا ہے سب شے اُس کے دست قدرت مین ہے جیسے ہولنے بحکم خدا پرورش لرزو کی ہے چنانچہ مثال اس کی آگے ہے فافہم ۱۲

ذکر کرامات شیبان راعی و بیان معجزہ ہود علیہ السلام

ہمچو آن شیبان کہ از گرگ عنید وقت جمعہ بر رعا خط میکشید
تا برون نآید از آن خط گوسپند نی در آید دزد و گرگ با گزند
بر مثال دائرہ تعویذ ہود کاندر آن صرصر امان آل بود
ہشت روزی اندرین خط تن زنید وز برون مثلہ تماشا می کنید
بر ہوا بردی فگندی بر حجر تا دریدی لحم و عظم از ہمدگر
آن گرہ را بر ہوا بر ہم زدی تا چو خشخاش استخوان ریزہ شدی
آن سیاست را کہ لرزید آسمان مثنوی اندر نگنجد شرح آن
گر بطبع این میکنی اے باد سرد گرد خط دائرہ آن ہود گرد
ور بحرص این میکند گرگ نژند گو بیا در خط راعی کن گزند
اے طبیعی فوق طبع این ملک بین یا بیا و محو کن از مصحف این
مقربان را منع کن بندے بنہ یا معلم را بمال و خوف دہ
عاجزی و خیرہ کاین عجز از کجاست عجز تو تاے از آن روز جزاست
عجزہا داری تو در پیش اے لجوج وقت شد پنہانیان را نک خروج
خرم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست در دو عالم خفتہ اندر ظل دوست

ذکر کرامات شیبان راعی کا اور بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا

جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے کھینچتا گلہ پہ خط دن جمعہ کے
تا نہ باہر جائے خط سے بز بزور اور نہ اندر آئے کوئی گرگ چور
دائرہ ہوتا تھا جیسے نگہبان قوم کو صرصر سے تھی ایمن امان
خط تن مین آٹھ دن آرام لو اور تن سے سیر تم باہر کرو
اور اڑا کر مارتی تھی سنگ پے تا کہ پھٹتا گوشت اعضا ٹوٹتے
بس ہوا اُس قوم کو تھی مارتی ریزہ ہوتی استخوان خشخاش سی
اُس سیاست سے کہ کانپا آسمان مثنوی مین آئے کب اسکا بیان
گرتی اڑتی طبع سے یہ اے ہوا ہو دسکے تو دائرے کے گرد جا
گر یہ کرتا گرگ ہو بس حرص سے خط مین راعی کے گھوآ رنج دے
اے طبیعی ملک یہ طبع پہ در یا تو تو قرآن سے یہ دور کر
قاریون کو منع کر اور روک دے یا معلم کو سزا اور خوف دے
تو ہے عاجز یہ کہان سے عجز ہے عجز بجھ کو بے قیامت کس لئے
عمر رکھتا ہے اے عاجز سامنے حشر کا کیا وقت آیا ہے تجھے
وہ ہے خوش کہ عجز اسکی ہو غذا زیر ظل یاریان اور روان ہا

ف۱ جیسے الخ ۴ شعر جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے گرد گلہ کے کھینچتا تھا ایک خط جمعہ کے دن تا کوئی خط سے بز بزور باہر نہ جائے اور نہ آوے کوئی گرگ وچور آئے دائرہ مانند نگہبان کے ہوا تھا قوم کو صرصر کو اس مین امن تھی آگے حقائق ہین اُس خط تن مین آٹھ دن آرام ملے اور تن سے تم باہر کرو سیر یعنی جیسے دائرہ شیبان راعی کے اندر گاو بز کا محفوظ رہتا تھا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے دائرہ جسم کا جو واسطے حفاظت روح کے ہے پیدا کیا کہ آٹھ روز یہ روح اور جسم مین آرام پکڑے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ ف۲ اور اُڑا کر الخ ۹ شعر اور سنگ پر اُڑا کر مارتی ہے تا کہ گوشت پھٹتا اور اعضا ٹوٹتے بس ہوا اُس قوم کو مارتی تھی نادر استخوان خشخاش کے مانند ریزہ ہوتی اس سیاست سے کہ آسمان کانپا مثنوی مین کب اس کا بیان آئے اے ہوا اگر تو یہ کام اپنی طبع سے کرتی ہے تو ہود عم کے دائرے کے گرد جا اگر یہ کام گرگ حرص سے کرتا ہے تو کہدو راعی کے آکر رنج دے اس طبیعی پر ملک طبع پر غالب ہے یا تو یہ بات قرآن سے دور کر قاریون کو منع کر اور روک دے یا معلم کو ڈرا اور سزا دے تو عاجز ہے اور یہ عجز بغیر قیامت کے کسواسطے ہی اے عاجز عجز روبرو رکھتا ہے کیا حشر کا وقت تجھے یاد آیا ہے یعنی کہ طبیعی جو تو کہتا ہے کہ شر سے اپنے اقتدار پر حرکت طبیعی کرتی ہے اور یہ نہین جانتا ہے کہ سب حرکت حشری رکھتے ہین جیسے ہوا و گرگ بے حکم خدا کوئی حرکت نہین کر سکتے ہین کیونکہ تو خود عاجز ہیرا آگے اسکے حقائق کے بیان ہین فافہم ۱۲ ف۳ وہ ہے خوش الخ ۵ شعر وہ خوش ہو باغ کہ اُسکی غذا عجز ہے اور زیر ظل یار کے یہان رہ وہان ہا اُس یاد نے اپنا عجز اول دیکھا تھا کہ مردہ ہو کر مین پیر زمان کا لیا زلیخا کے مانند جو یوسف اُس سے ملا زال پن سے جوانی کو لیا پس زندگی و محنت مرنے مین ہے تو دیکھ دو حیوان ظلمت مین ہی جو حق نے قوم انبیا و اولیا کے ملادی بس اسکے اندر صدہا فائدہ رکھتے ہین یعنی عاجز رہنا دنیا مین نزدیک حقتعالےٰ بہتر ہو کہ محنت مرنے مین صدہا زندگی ہے جیسے مردہ کو اُسنے پالا اور زندہ رکھا آگے قصہ نمرود کا ہے فافہم ۱۲

ہم در اول عجز خود را او بدید ۔ مردہ شد دین عجائز برگزید
چون زلیخا یوسفش بر وی بتافت ۔ از عجوزی در جوانی راہ یافت
زندگی در مردن و در محنت است ۔ آب حیوان در درون ظلمت است
ہر بلا کاین قوم را حق دادہ است ۔ زیر او صد فائدہ بنہادہ است

دیکھا اُسنے عجز اپنا قبل تھا ۔ مردہ ہو دین عجائز کو لیا
جون زلیخا یوسف اس سے جو ملا ۔ زال پن سے پس جوانی کو لیا
زندگی مرنے مین اور محنت مین ہے ۔ آب حیوان دیکھ تو ظلمت مین ہے
جو بلا اُس قوم کو دی حق نے ہی ۔ اُس کے اندر فائدہ صد ہا رکھے

رجوع بہ قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود بہ شیر پلنگ

رجوع طرف قصہ حق تعالےٰ کے نمرود کو بگھرہ کے شیر سے پالا

حاصل آن روضہ چو جان عارفان ۔ از سموم و صرصر آمد در امان
یک پلنگے بچگان نو زادہ بود ۔ گفتم او را شیر دہ طاعت نمود
پس بداوش شیر و خدمتہاش کرد ۔ تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر زد
چون فطامش شد بگفتم با پرے ۔ تا در آموزید نطق و داوری
پرورش دادم مر او را زین چمن ۔ کہ بگفت اندر نگنجد فن من
دادہ ام ایوب را مہر پدر ۔ بہر مہمانے کرمان بے ضرر
دادہ کرمان را ابر و مہر ولد ۔ بر پدر من ہست قدرت نیست ید
مادران را مہر من آموختم ۔ چون بود شمعے کہ من افروختم
صد عنایت کردم و صد رابطہ ۔ تا بہ بیند لطف من بے واسطہ
تا نباشد از سبب در کشمکش ۔ تا بود ہر استعانت از منش

الغرض[1] مانند جان عارفان ۔ باغ وہ صرصر سے تھا اندر امان
ایک بگھرہ نے کئی بچے دیئے ۔ اُسنے طاعت کی کہا شیر اسکو دے
اُس نے خدمت کی وہ شیر اسکو دیا ۔ تا کہ بالغ اور بڑا بس وہ ہوا
دودھ چھوٹا مین نے پریون سے کہا ۔ باتین کرنا اس کو تم سکھلاؤ جا
مین[2] نے پالا اسکو بس اس باغ سے ۔ کہ بیان کب ہو سکین وہ فن مرے
مین نے دی ایوب کو بیٹے کی مہر پدر ۔ تا غذا کیڑون کو دیوے بے ضرر
اُس پہ بس کیڑون کی تھا مہر پسر ۔ یہ مری ہے دست قدرت باپ پر
مہر مادر کو سکھائی مین نے ہی ۔ شمع کیسی ہو جو روشن مجھسے ہی
سو عنایت مین نے کی سو رابطہ ۔ دیکھین میرا لطف تا بیواسطہ
کشمکش مین تا سبب سے نہ پڑے ۔ تا مدد مجھسے ہر اک اس کو ملے

خطاب اللہ تعالیٰ با عزرائیل علیہ السلام و کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو اور کرامات شیخ شیبان راعی کی اور قصہ

[1] الغرض آلخ ۳ شعر الغرض مانند جان عارفون کے وہ باغ صرصر سے امن مین تھا ایک بگھرے نے کئی بچے دیے تھے کہا ہم نے کہ اس کو شیر دے اُس نے اطاعت کی اُس نے خدمت کی اُس کو شیر دہان دیا کہ وہ بالغ بڑا ہوا جب کہ دودھ چھوٹا مین نے پریون کو کہا کہ تم اس کو باتین سکھلاؤ جا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] مین نے پالا آلخ ۶ شعر مین نے اسکو پالا اس باغ سے کہ وہ فن میرے کب بیان ہو سکین مین نے ایوب کو محبت باپ کی دی تا کہ غذا کیڑون کو بے ضرر دیوے اور اُس پر کیڑون کو محبت پسر کی دی کہ یہ میرے دست قدرت باپ پر ہے مان کو محبت مین نے سکھائی ہے وہ کیسی شمع ہو کر مجھ سے روشن ہے مین نے سو عنایت و سو ربط کیے کہ میرا لطف بے واسطہ دیکھین تا کہ سبب سے کشمکش مین نہ پڑے تا ہر ایک مدد مجھ سے اُس کو ملے یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین بے سبب ہر ایک کو پالتا ہون کہ تا سبب سے کشمکش مین نہ پڑے اور ہر کام مین مجھ سے مدد ملے آگے اس کی مثال مین حضرت عم کا بیان ہے فافہم ۱۲

وقصہ پروردن حق تعالےٰ نمرود را بے واسطہ مادر و دایہ		پالنے حق تعالیٰ کا نمرود کو بے واسطہ مادر و دایہ کے	
تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش	شکوهٔ نبود ز ہر یار بدش	تا نہ اُس کو عذر کچھ میرے سے ہو[1]	اور نہ شکوہ یار بد کا لائے وہ
این حضانت دید با صد رابطہ	کہ بپروردم ورا بے واسطہ	یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ	پالا اسکو مین نے جو بے واسطہ
شکر او آن بوہ اے بندہ جلیل	کہ شد او نمرود سوزندہ خلیل	شکر اُس کا وہ تھا اے بندہ جلیل	کہ ہوا نمرود سوزندہ خلیل
ہمچنین کاین شاہزادہ شکر شاہ	کرد استکبار و استکثار جاہ	جیسے شہزادہ نے شکر شہ کیا	از رہ نخوت و جاہ و ناسزا
کہ چرا من تابع غیرے شوم	چونکہ صاحب ملک و اقبالی بوم	کہ اطاعت غیر کی مین کیون کرون	جو مین صاحب ملک با اقبال ہون
لطفہاے شہ کہ ذکر آن گذشت	از تجبّر بر دلش پوشیدہ گشت	لطف شہ کے ذکر اُسکا ہو چکا	اُس کے دل پر خودنمائی سے چھپا
ہمچنان نمرود آن الطاف را	زیر پا بنہاد از جہل و عمی	ایسے ہی اُس لطف کو نمرود نے[2]	کردیا پامال از رہ جہل کے
این زمان کافر شد و رہ میزند	کبر و دعوی خدائی می کند	بس ہوا کافر و رہزن آپ سے	نخوت و دعوی خدائی کا کرے
رفت سوی آسمان با جلال	با سہ کرگس تا کند بر من قتال	چرخ کی سو تین کرگس سے گیا	تا کرے مجھ سے لڑائی ظاہرا
صد ہزاران طفل بے تلویم را	کشت او تا یابد ابراہیم را	بے گنہ مارا ہزارون طفل کو	تا کہ ابراہیم کو ایک پائے وہ
کہ منجم گفت اندر حکم سال	زاد خواہد دشمنی بہر قتال	کہ نجومی نے کہا با حکم سال	پیدا دشمن ہو ترا بہر قتال
ہین بکن در دفع آن خصم احتیاط	ہر کہ می زائید می گشت از خباط	احتیاط اب دفع دشمن مین تو کر	مار تو اس کو جو پیدا ہو پسر
کوری او رست طفل وحی کش	ماندہ خونہاے وگر در گردنش	طفل[3] بادی اُسکے کوری سے بچا	دو سرون کا خون گردن پر رہا

[1] تا نہ اُس کو الخ ۲ شعر تا کہ اُس کو عذر میرے سے کچھ نہ ہو اور نہ شکوہ یار بد کا وہ لائے یہ حفاظت یا صد رابطہ دیکھے جو کہ اس کو پالا مین نے بے واسطہ اس کا وہ شکر تھا اے بندہ جلیل کہ نمرود ہوا جلانے والا خلیل کا آگے رجوع بہ قصہ ہے جیسے شاہزادہ نے شکر شاہ کا کیا از راہ نخوت و جاہ ناسزا کے کہ مین اطاعت غیر کی کیون کرون کہ مین جو صاحب ملک و با اقبال ہون لطف شاہ کا کیا اُس کا ذکر ہو چکا اُسکے دل پر خودنمائی سے پوشیدہ ہوا یعنی لطف شاہ کا شاہزادہ کے دل پر خود نمائی کے پوشیدہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ایسے ہی الخ ۶ شعر ایسے اُس لطف کو نمرود نے پامال کردا از راہ جہل کے بس کافر و رہزن ہوا آپ سے نخوت دعوے خدائی کا کرے آسمان کی طرف تین کرگس سے گیا تا کہ مجھ سے لڑائی کرے ظاہر بے گناہ ہزارون طفل کو مارا تا کہ ایک ابراہیم کو پاوے کہ نجومی نے حکم سال سے کہا کہ تیرا دشمن پیدا ہووا سطے قتل کے تو احتیاط دفع دشمن مین کر اور تو مار اُس کو جو پیدا پسر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] طفل بادی الخ ۶ شعر طفل بادی یعنی ابراہیم عم اُس کی کوری سے بچے دو سرون کا خون گردن پر رہا کیا باپ سے ملک پایا تھا کہ اُس کا نخوت مین ظلمات لنسب دیا اور دونکو مان باپ پردہ ہو گئے اور اُس سنے کو ہر پایا میرے ہاتھ سے آگے اسکے حقائق ہین تیرا نفس گرگ درندہ ہے کیون تو بہانہ رکھتا ہے ہر یار سے اور رکھتا ہے سیکڑون کا گمراہی مین ہے نفس کافر سے ایک بلا سے مرد ہے مین اس واسطے کہتا ہون اے بندہ خدا کے طوق کتے کی گردن سے اٹھا یعنی نفس تیرا گرگ بد و رندہ ہے تو اس کو مطلق العنانی سے مت رکھ اپنا مطیع رکھ کہ راستی پر رہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

از پدر یا بید آن ملکے عجب	تا غرورش داد ظلمات نسب	باپ سے پایا تھا کیا ملک عجیب	اُس کی دی نخوت نے ظلمات نشیب
دیگر از گراب و ام شد حجیب	او ز ما یا بد گوہر ما بجیب	ماں مع باپ دونکو پردہ ہوگئے	اُسنے گوہر پایا میرے ہاتھ سے
گرگ درندہ است نفس بد یقین	چہ بہانہ می نہی بر ہر قرین	نفس بد تیرا درندہ گرگ ہے	کیون بہانہ تو رکھے ہر یار سے
در ضلالت ہست صد کل اگلہ	نفس زشت کفرناک پر سفہ	گمرہی مین سیکڑون کو ہے گلا	نفس کافر ہے کہ ہے اک بد بلا
زین سبب میگویم اے بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر	اس لئے کہتا ہون مین بندہ خدا	طوق گردن سے نہ کتے کے اٹھا
گر معلم گشت این سگ ہم سگ است	باش ذلت نفسہ کو بدرگ است	گر معلّم سگ ہوا سگ ہے تجے	دے تو ذلت نفس کو بد ذات ہے
فرض می آری بجا گر طایفی	بر سہیلے چون ادیم طایفی	کہ ادا تو فرض کرلے طایفی	با سہیل اب جون ادیم طایفی
تا سہیلت و اخرو از تنگ پوست	تا شوی چون موزہ بر پائے دوست	تا سہیل آخر لے تجھسے تنگ پوست	تو ہو مثل موزہ اندر پائے دوست
جملہ قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست	سارا قرآن پُر ہے خبث نفس سے	دیکھے قرآن مین کہاں وہ چشم ہے
ذکر نفس عادیان کالت بیافت	در قتال انبیا موے شگافت	ذکر نفس عادیان کو تیغ لے	انبیا کے قتل مین حیلے کیے
قرن قرن از نفس شوم بے ادب	ناگہان اندر جہان میزد لہب	برسون نفس شوم اور گستاخ سے	ناگہان اندر جہان آتش لگے

رجوع بقصہ شاہزادہ کہ زخم خوردہ از خاطر شاہ پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت

رجوع طرف قصہ شاہزادہ کے کہ قبل کمال فضائل کے دل شاہ سے زخم کھایا اور دنیا سے گیا

قصہ کوتہ کن کہ رائے نفس کور	برد او را بعد سالے سوی گور	قصہ کوتہ کر کہ رائے نفس کور	لے گئی اک سال بعد اسکو بگور

سلہ گر معلم الخ ۶ شعر اگر گرگ معلّم ہوا ولیکن سگ ہے تو نفس کو ذلت دے کہ بد ذات ہے تو فرض ادا کر اگر طواف کرنے والا ہے مانند ادیم طائف کے سہیل یمن سے تاکہ سہیل آخر کو تجھ سے تنگ پوست اے کہ تو مانند موزے کے پائے دوست مین ہو تمام قرآن خبث نفس سے پر ہے کہ قرآن مین دیکھے وہ چشم کہان ہے ذکر نفس عادیون کا کہ تیغ لیکر انبیا کے قتل مین حیلے کیے برسون نفس شوم و گستاخ سے اندر جہان کے ناگہان آتش لگے یعنی نفس کی شامت اعمال سے تمام جہان مین ایک آفت برپا ہے پس اس سے بچنا چاہیئے آگے رجوع بہ قصہ شاہزادہ سے ہے فافہم ۱۲ سلہ قولہ قصہ کوتہ کر ۸ شعر قصہ کوتاہ کر کہ رائے نفس کور کی ایک سال کے بعد اُسکو گور مین لیگئی جو شاہ محویت سے ہوش مین آیا اُس کے خشم صریحی نے خون کیا جو شاہ نے اپنے ترکش مین دیکھا ایک تیر ترکش مین اُس نے کم دیکھا کہا کہ تیر کہان ہے خوض سے ڈھونڈھا کہا حق نے کہ وہ تیر اُس کے دل مین ہے شاہ دریا دل نے اُس کو عفو کیا ولیکن تیر نے اُس کا کام تمام کردیا وہ ہلاک ہوا اور اُس کے واسطے نوحہ گری کری وہی کل ہے وہ ہی قاتل ہے وہ ہی اگر وہ دونون نہ ہو وین تو کل نہین ہین یہی قاتل خلق کا ہے وہ بھی غمگسار ہے وہ شہید زدوہ شکر کرتا تھا کہ جہان کو نہ مارا جسم کو مارا ہے یعنی نخوت سے شاہزادہ سے تیر باطن شاہ کے خشم کے سبب سے اُس کے لگا اور ہلاک ہوا مگر بسبب عفو و رحم شاہ کے جان اُس کی فنا ہونے سے بچی الا جسم سے وہ ہلاک ہوا پس مولانا اس پیرایہ مین تعلیم فرماتے ہین کہ جو مرید اپنے پیر سے بد اعتقاد ہوا اس طور سے ہر وہ نعمت بخشش جھین لیتا ہے کہ جانبر نہین ہوتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

شاہ چون از خود شد سوئے وجود — ختم مریخیش آن خو کردہ بود
چون بترکش بنگریدآن بے نظیر — دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر
گفت کو آن تیر و از حق باز جست — گفت اندر حلق او آن تیر تست
عفو کرد آن شاہ دریا دل وے — آمدہ بد تیر او بر مقتلے
کشتہ شد او نوحہ او می گریست — ادست جملہ ہم کشندہ ہم ولی
گر نباشد ہر دو او پس جملہ نیست — ہم کشندہ خلق ہم ماتم کن ست
شکر میکرد آن شہید زرد خد — کان بزد بر جسم برمعنی نزد
جسم ظاہر عاقبت خود رفتنی است — تا ابد معنی بخواہد شاد زیست
آن عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت — دوست بے آزار سوئے دوست رفت
گرچہ او فتراک شاہنشہ گرفت — آخر از عین الکمال او رہ گرفت
آن سوم کاہل ترین ہر سہ بود — صورت و معنی بکلی او ربود
دختر و ملک و خلافت او گرفت — می سزد گر زین بمانی در شگفت
من ز طول قصہ گشتستم ملول — من غریق بحر معنی تو عجول
انگہی از ذلت و عجز و نیاز — یافت مقصود از کریم کارساز

محویت سے ہوش مین آیا جو شاہ — ختم مریخی نے اُسکے خون کیا
دیکھا جو ترکش مین اپنے شاہ نے — کم دکھا اک تیر ترکش مین اُسے
بولا کان تیر ڈھونڈا حق سے جب — بولا اُسکے حلق مین ہے تیر دو
شاہ دریا دل نے اسکو عفو کیا — تیر سے پیکام اُس کا کردیا
وہ مرا کی اُس نے کی نوحہ گری — وہ ہی کل ہے بھی وہ قاتل ولی
گر نہووے دونون وہ پس کل نہین — بھی وہ قائل خلق کا بھی عسم کرین
شکر کرتا وہ شہید زرد رو — کہ نہ مارا جان کو مارا جسم کو
جسم[1] یہ ظاہر تو آخر جائے گا — تا ابد ہے جان تو خوش جی سدا
گر گیا غصہ کیا وہ پوست پے — اور گیا وہ دست جانب دوست کے
گرچہ پکڑا اُس نے دامن شاہ کا — پر وہ آخر چشم بد سے مرگیا
تیسرا تینون سے تھا کاہل سوا — صورت اور معنی کو بالکل پالیا
دختر و ملک و خلافت اُسنے لی — ہے یہ زیبا تو نہ حیران ہو کبھی
ہوئی ملالت طول قصہ سے مجھے — مین ہون غرق معنی تو جلدی کرے
اُس گھڑی ذلت و عجز و آہ سے — پایا مقصد اُس نے رسول اللہ سے

مثل وصیت کردن آن شخص کہ سہ پسر داشت و وصیت کرد کہ میراث او را بہ کاہل ترین اولاد او دہند

مثال اُس شخص کی کہ تین پسر رکھتا تھا اور وصیت کی کہ میراث میری اُس پسر کو دینا کہ جو کاہل زیادہ ہو

آن یکے شخصے بوقت مرگ خویش — گفتہ بد اندر وصیت پیش پیش

وقت[2] اپنی مرگ کے اک شخص نے — بس وصیت مین کہا تھا قبل سے

[1] جسم الخ یعنی شعر یہ جسم ظاہری اخر تو جائیگا جان ہر ایک خوش جی سے اگر غصہ ہوا و دست جانب دوست کے گیا اگرچہ اسے دامن شاہ کا پکڑا لیکن آخر وہ چشم بد سے مرگیا میرا بھائی تینون سے کاہل تر تھا اُس نے صورت و معنی بالکل پالیا پس دختر و ملک و خلافت اُس نے لی یہ زیبا ہے کہ کبھی تو اسمین حیران نہووے مجھے ملالت ہوئی طول قصہ سے غرق معنی ہون اور تو جلدی کرتا ہے اُس دم عجز و آہ سے اُس نے مقصد پایا اللہ سے یعنی بڑا بھائی سیر فنا مین غرق ہوا منجھلا بھائی بداعتقادی سے ہلاک ہوا اگر تیسرے بھائی نے نعمت تشبیہ و تنزیہ کی شاہ چین سے کہ جناب رسول مقبول صلعم مین پائی اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے یعنی کہ انھون نے حضرت رسول مقبول صلعم سے دختر و خلافت ظاہر و باطن کی پائی بسبب عجز و آہ و زاری کے کہ امورات دنیوی مین وہ کاہل تر تھے یہان مثنوی تمام ہوئی آگے مثال کاہلی کی ہے فافہم ۱۲

[2] وقت آلخ یعنی شعر وقت اپنی مرگ کے وقت اول سے وصیت مین کہا تھا تین پسر اسکے تھے ہنرور جوان کہ اسنے اپنی جان کے وقت اور کہا کہ جو کچھ سیم و زر ہے تینون سے وہ لیوے کہ جو کاہل تر ہو وصیت اُسنے قاضی سے کری بعدہ اُسنے شراب اجل کی پی قاضی سے کہا اُن لڑکون نے کہ ای کریم کہ تیرے حکم سے ہم تینون یتیم باہر نہین ہین اور اطاعت کرین اُس حکم سے جو اُسنے فرمایا ہمپر جاری ہے اسمعیل عم کے مانند ابراہیم عم کے سر پر ہم پسر ہین جو وہ قربان کرے قاضی نے کہا کہ ہر ایک اپنی عقل سے کاہلی کا اپنے قصے کہے تاکہ مین ہر ایک کی کاہلی دیکھون و تا مین ہر ایک حال واجبی جانون آگے اُس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

سر بسر بودش چو سہ سرو روان | وقف ایشان کرد او جان و روان
گفت ہر چہ کالہ و سیم و زر ست | آن برو زان ہر سہ کو کاہل تر ست
گفت با قاضی و پس اندرز کرد | بعد ازان جام شراب مرگ خورد
گفت فرزندان بہ قاضی کای کریم | نگذریم از حکم او ما سہ یتیم
سمع و طاعت میکنیم او راست دست | آنچہ او فرمود بر ما نافذ ست
یا چو اسمعیل ز ابراہیم خود | سر نہ پیچیم ار چہ قربان میکند
گفت قاضی ہر یکے با عاقلیش | تا بگوید قصۂ از کاہلیش
تا ببینم کاہلی ہر یکے | تا بدانم حال ہر یک بیشکی
عارفان[۵] از دو جہان کاہل ترند | زانکہ بے شد یار خرمن می برند
کاہلی را کردہ اند ایشان سند | کار ایشان چو یزدان میکند
کار یزدان را نمی بینند عام | می نیاسایند از کد صبح و شام
کار دنیا را ز کل کاہل ترند | در رہ عقبی ز مہ گوے برند
این گزیدہ ہر کہ او باشد رشید | ہین کہ دنیا رفت عقبی در رسید
بہترین را گفت قاضی باز گو | قصۂ از کاہلی اے مال جو
ہین ز حد کاہلی گوئید باز | تا بدانم حد آن از کشف راز
بیگمان خود ہر زبان پردہ دست | چون بجنبند پردہ ردے حاصلست
پردہ کوچک چو یک شرحہ کباب | می بپوشد صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب ہم ہست | لیک بوے صدق و کذبش مخبرست
آن نسیمے کہ بیاید از چمن | ہست پیدا از سموم گولخن

تھے پسر تینون اُسکے جون سرو روان | اُسنے کی تھی وقف اپنی جان اُن
بولا ہے جو کچھ کہ میرا سیم و زر | لیوے تینون مین سے جو کاہل ہو تر
یہ وصیت اُس نے قاضی سے کری | بعدہ اُس نے شراب مرگ پی
بولے قاضی سے پسر کہ او کریم | حکم سے باہر نہ ہم تینون یتیم
ہم سنین طاعت کرین اس حکم سے | اُس نے جو فرمایا جاری ہم پہ ہے
ہم جو اسمعیل و ابراہیم سے | خود نہ سر پھیرین جو وہ قربان کرے
بولا قاضی اپنی ہر اک عقل سے | کاہلی کا اپنی تا قصہ کہے
تا مین دیکھون کاہلی ہر ایک کی | تا مین جانون حال ہر اک جیسی
عارفان[۵] کونین سے کاہل ہوا | کیونکہ خرمن سے ہین بے بوکے سدا
کی سند اپنی اُنھون نے کاہلی | کام انکا حق سنوارے جو سبھی
کام حق کا دیکھتے کب ہین عوام | جہد سے نے باز ہوین صبح و شام
کار دنیا مین ہین کاہل گل سے تر | اور رہ عقبی مین ہمہ سے فوق در
اسکو وہ لیوے کہ جو ہووے ولی | کہ گئی دنیا و عقبی آ گئی
بولا قاضی اس بڑے سے قصہ تو | کاہلی کی راہ سے کہہ اپنی کہو
کاہلی کی انتہا کہہ تو کہ تا | راز کھلنے سے مین جانون انتہا
دل[۶] کا پردہ ہر زبان ہو بیگمان | جب ہلے تو پردہ رویت ہوں عیان
چھوٹا پردہ اک ہی پارہ کباب | ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
نطق کاذب کا بھی گرچہ ہے بیان | لیک بوے صدق کذب اس سے عیان
وہ نسیم اک کہ وہ گلشن سے چلے | پیدا گرم باد گلخن سے وہ ہے

سلہ ۵ عارفان الخ یہ شعر عارف کونین سے کاہل سوا ہین کیونکہ خرمن بغیر بوے سدا لیتے ہین اُنھون نے کاہلی اپنی سند کی جو حق اُن کا کام سنوارتا ہے بالکل کب عوام کام حق کا دیکھے اور جہد سے صبح و شام باز نہین رہتی ہین دنیا کے کام مین کاہل سے کاہل سوا ہین اور عقبی مین ماہ سے فوق اور ہین اسکو وہ لیوے جو ولی ہووے کہ دنیا گئی اور عقبی آ گئی آگے رجوع بہ قصہ ہے قاضی نے کہا اُس بڑے بھائی سے کہ تو قصہ کاہلی کی راہ سے کہہ تو کہ کاہلی کی انتہا کہ تا راز کھلنے سے مین انتہا جانون یعنی عارفان الٰہی امورات دنیوی مین سب سے کاہل تر ہین کہ حق اُن کے کام سنوارتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۶ دل کا پردہ الخ ۵ شعر ہر زبان کا دل پردہ ہے بے گمان کہ جب ہے تو پردہ رویت ہے عیان چھوٹا پردہ مثل ایک پردہ کباب کے کہ صورت صد آفتاب آفتاب کو چھپاتا ہے اگرچہ نطق کاذب کا بھی بیان ہے لیکن بوے صدق و کذب اس سے عیان ہے آگے مثال ہے وہ ایک نسیم کہ گلشن سے چلے پس وہ گرم باد گلخن سے پیدا ہے بوے صدق و بوے کذب پر طال دم مین پیدا مشک و لہسن کے مانند ہے یعنی زبان پردہ دل کا ہے مانند اس کے ہلنے سے رویت عیان ہے ورنہ ایسا پردہ حقیقت زبان مین صورت صد آفتاب کی پوشیدہ رہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

———

بوے صدق و بوے کذب گول گیر — ہست پیدا در نفس چون مشک و سیر
بوے اخلاص و نفاق بے مزہ — ہست ظاہر ہمچو عود و انگزہ
گر ندانی یار را از دہ ولہ — از مشام فاسد خود کن گلہ
ور ندانی تو عجوز از شاہدے — بیگمان گشتست چشمت فاسدے
ور تو نشناسی شکر را از صبر — بے گمان شد حس ذوق تو حذر
ور یکے شد صوت بلبل با غراب — ہست بیشک حال سمع تو خراب
ور یکے گشتہ سمور و خار پشت — حس لمس تو بتو بیخود بشت
بانگ ہیزان و شجاعان دلیر — ہست پیدا چون فن روباہ و شیر
چارۂ کار حواس خویش کن — وانگہے راہ طلب در پیش کن
یا زبان ہمچو سر دیگست راست — چون بجنبد تو بدانی چہ اباست
از بخار آن بداند تیز ہش — دیگ شیرین را ز سکباج ترش
دست بر دیگ نوی چون زد فتی — وقت بخریدن بدید اشکستہ
آن یکی پرسید صاحب درد را — گفت در چندے شناسی مرد را
گفت دانم مرد را حین ز پوز — ور نگوید دانمش اندر سہ روز
دان دگر گفت ار بگوید دانمش — ور نگوید در سخن در جانمش
گفت اگر آن مکر نشنیدہ بود — لب ببندد در خموشی در رود
گفت میزد گوی تا ہفتم زمین — تا ابد پوشیدہ بادم حال این
حال یک تن گر ندانم چہ شود — واندران نقصان و بیم چہ بود

بوے صدق و بوے کذب پر دلال — دم مین پیدا اخشک لہسن کی مثال
بوے[۵۱] اخلاص و نفاق بے مزہ — مثل عُود و ہینگ ظاہر ہو دلا
گر نہ جانے یار اور ہرجائی کو — شاکی اپنی بد دماغی سے تو ہو
گر نہ جانے تو جوان و زال سے — چشم فاسد ہو تری دیکھے اُسے
گر نہ جانے تو شکر اور ایلوا — ہو گئی سُن تیری حس ذائقہ
گر ہوئی اک بانگ بلبل زاغ کی — حس سمع ہو گئی ابتر تری
گر سُئی اور بس سمور اک ہو گیا — تیری حس لمس تجھسے ہوئی جدا
بانگ[۵۲] نامرد اور شجاعان دلیر — بس ہوئی ظاہر جون فن روباہ و شیر
کر حواسون کا علاج اپنے تو اب — اور پھر اُس دم تو چل راہ طلب
یا زبان جون دیگ کی سرپوش ہے — جو ملے کھانا تو اُس مین جان ہے
تیز ہش وہ ابخرون سے جان لے — دیگ شیرین کو طعام ترش سے
وقت لینے کے بجائے دیگ تو — مرد دانا تاکہ جانے نقص کو
ایک نے بس پوچھا صاحب درد سے — کتنے دن مین مرد کو پہچان لے
بولا جانون مرد کو منہ دیکھکر — تین دن مین جانون نہ بولے اگر
دوسرے[۵۳] سے بولا کہ جانون قول مین — گر نہ کہوے باب مین لپٹاؤن مین
بولا وہ اس مکر کو وہ جان لے — اور خموشی کو وہ دل مین جان لے
بولا کہدو وہ زمین مین اب گھسے — تا ابد پوشیدہ حال اسکا رہے
حال یک تن گر نہ جانون کیا ہوا — اسمین کیا نقصان دین کا ہے مرا

۵۱ بوے اخلاص الخ ۶ شعر بوے اخلاص و نفاق بے مثل عود و ہینگ کے ظاہر ہے اگر یار و ہرجائی کو نہ جانے تو اپنی بد دماغی سے شاکی ہو اگر نوجوان و زال سے نہ جانے تیری چشم فاسد ہے جان لے اگر تو شکر و ایلوا سے نہ جانے تیری حس ذائقہ سن ہو گئی ہے اگر بلبل و زاغ کی بانگ ایک ہوئی تیری حس سمع ابتر ہو گئی اگر سی و سمور ایک ہو گیا تیری حس لس جدا ہوئی ہے یعنی اگر تجھے بہتر و بدترین فرق نہین ہے تو جان کہ تیرے حواسون میں فرق آ گیا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بانگ نامرد الخ ۷ شعر بانگ نامرد و شجاعان دلیر کا مانند فن روباہ و شیر کے ظاہر ہے اب تو اپنے حواسون کا علاج کر اور اسدم پھر راہ طلب کی چل یا زبان دیگ کے مانند سرپوش ہے جو ملے تو کھانا اس مین جان لے تیز ہوش ابخرون سے جان لے دیگ شیرین طعام کو ترش سے آگے مثال ہے، وقت خریدنے کے ہر تو ہنڈی کو بجا تاکہ مرد دانا نقصان جانے ایک صاحب درد سے پوچھا کہ تو کتنے دن مین مرد کو پہچان لے کہا کہ مرد کو منہ دیکھ کر جانون اور اگر وہ نہ بولے تو تین دن مین جانون یعنی زبان سرپوش ہے کہ اُس کی حرکت سے حال باطن معلوم ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دوسرا بولا الخ ۴ شعر دوسرے نے کہا کہ باتون مین جانون اور اگر تو نہ کہے تو مین باتون مین لپٹاؤن کہا کہ اگر وہ اس مکر کو جان لے اور خاموشی کو دل مین ٹھان لے کہا کہ کہدو کہ وہ زمین مین گھسے اور ابد تک حال اُس کا پوشیدہ رہے اگر ایک تن کا حال نہ جانے کیا ہوا اور اُس مین میرے دین کا نقصان ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

تمثیل

آنچنان کہ گفت مادر بچہ را	گر خیالے آیدت در شب فرا
یا بگورستان وجائے سہمگین	تو خیالے زشت بینی در کمین
دل قوی دار و بکن حملہ برو	او بگرداند ز تو در حال رو
زانکہ بے ترسی بسویش ہر کہ رفت	آن خیال دیو دش بگریخت تفت
گفت کودک با خیال دیو وش	اینچنین گر گفتہ باشد مادرش
حملہ آردش زخود اندر گردنم	ز امر مادر پس من آنگہ چون کنم
تو ہمی آموزیم کہ چیست ایست	آن خیال زشت را ہم مادریست
دیو مردم را ملقن آن خدست	غالب آید بر شہان زان گر گداست
تاکد امین سوے باشد آن ابرش	اللہ اللہ رو تو ہم آن سوے باش
گفت اگر از مکر ناید در کلام	حیلہ را دانستہ باشد آن ہمام
سر او چون شناسی راست گو	گفت من خامش نشینم پیش او
صبر را سلم کنم پیش درج	تا بر آیم بر سر بام فرج
ہست ہر ہر صبر را آخر ظفر	ہست روزی بعد ہر تلخی شکر
چون بجو شد در حضورش اندلم	منطقے بیرون ازین شادی و غم
من بدانم کو فرستادہ بہ من	از ضمیر چون سہیل اندر یمن
در دل من زین سخن زان میمنہ است	زانکہ از دل جانب دل روزنہ است
من بزرگے در اگر دن نہم	منتے ہم بر دل و بر تن نہم
چون فتاد از روزن دل آفتاب	ختم شد واللہ اعلم بالصواب

مثال

جیسے[سلہ] اک مادر نے بچہ سے کہا	گر خیال آئے تجھے شب مین مرا
یا کہ گورستان وجائے ڈر مین تو	اک خیال بد کو دیکھے روبرو
دل قوی رکھ حملہ کرکے لپٹ تو	وہ اسی دم پھیر لیوے تجھسے رو
کیونکہ بے خوف اسکی جانب جو گیا	وہ خیال دیو صورت چل دیا
بولا لڑکا اس خیال زشت سے	یہ ہی مادر نے کہا ہو بس اُسے
حملہ کرکے وہ اگر مجھپر گرا	حکم مادر سے کروں اسدم میں کیا
تو سکھا اگر تی ہے قائم ب مجھے	اس خیال زشت کی مادر بھی ہے
دیو مردم کا ہے ہادی وہ خدا	غالب آئے شاہ پر گر ہے گدا
اسکا حملہ کونسی جانب کو ہو	اللہ اللہ تو بھی جا اس سمت کو
بولا[سلہ] گر نے مکر سے باتیں کرے	اُسنے جانا ہووے حیلہ کو ترے
راز اسکا کیسے جانے سچ کہو	بولا میں چپ بیٹھوں اسکے روبرو
آسکے در کے صبر کو سیڑھی کرون	بام پر فرصت کے تا اسدم چڑھوں
بعد ہے ہر صبر کے نصرت ظفر	اور مجھے ہے بعد تلخی کے شکر
آئے دل میں میرے اُسکے سامنے	بات جو شادی و غم سے دور ہے
جانوں میں یہ آئی اُسکے دل سے ہی	جون سہیل اندر یمن ای نیک پے
یہ مرے دل میں ہے بات اُس سمت سے	کیونکہ دل سے سوے دل سوراخ ہے
ایسی بزرگی کو میں اسکی جان لوں	جان و تن پر اسکا احسان مان لوں
دل کے روزن سے گیا جو آفتاب	ختم ہوئی واللہ اعلم بالصواب

سلہ جیسے ایک مادر آخر ۹ شعر جیسے ایک ماں نے بچہ سے کہا اگر تجکو شب مین ایک برا خیال آئے یا کہ گورستان یا جگہ خیال بد کو دیکھے روبرو دل قوی رکھو اور اسپر حملہ تو کر اُسی دم وہ تجھ سے منھ پھیر لیوے کیونکہ اسکی طرف وہ بیخوف گیا وہ خیال دیو صورت چلدیا لڑکے نے کہا اس خیال زشت سے کہ یہ ہی اسکی اور نے اُس سے کہا ہو اگر وہ مجھپر حکم مادر سے گرا اُسدم تو مین کیا کرون تو مجھے سکھا کر قائم کرتی ہے اُس خیال سے زشت کی بھی مادر ہے آگے اسکی مثال ہے وہ خدا دیو مردم کا ہادی ہے اگر گدا ہے شاہ پر غالب آئے اسکا حملہ کونسی جانب کو ہو اللہ اللہ تو بھی اس سمت کو جا یعنی خیال زشت ایک صورت پکڑتے ہیں لاکھون کوئی تعلیم کرے مگر بے مادہ کب اُس سے نجات پا سکتے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا آخر ۹ شعر کہا کہ اگر مکر سے وہ خاموش باتیں نہ کرے کہ اُسنے تیرے حیلے کو جانا ہو تو اُس کا راز کیسے جانے سچ کہو کہا کہ میں اسکے روبرو خاموش بیٹھوں دروازہ کے آگے صبر کو سیڑھی کرون تا کہ بام پر فرصت کے چڑھوں بعد ہر صبر کے نصرت و ظفر ہے اور بعد تلخ کے شکر ملتی ہے میرے دل میں آئے اسکے روبرو جو بات شادی و غم دنیا سے دور ہے پس میں جانوں کہ یہ اسکے دل سے آئی ہے جیسے سہیل اندر یمن کے یہ بات میرے دل میں اُس طرف سے ہے کیونکہ دل سے دل کی طرف سوراخ ہے پس میں اسکی بزرگی کو جان لوں اور جان و تن پر اسکے احسان کو مان لوں جو آفتاب دل کی روزن سے گیا ختم ہوئی مثنوی اللہ خوب جانتا ہے یعنی اسکو کشف قلوب کہتے ہیں کہ بیدار دل اپنی ہستی کو فانی کرکے روبرو جس کے بیٹھے ہیں جو اسوقت انکے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے وہ اس مقابل کا حال باطنی ہے پس و پیش و ضمیر کے دل کا حال اس قاعدے سے دریافت کرتے ہیں فافہم ۱۲

خاتمہ تصنیف پیراہن یوسفی از طرف جناب مصنف مدظلہ

شکر ہے[51] اس کے جھکا تو سر قلم
گر ہوا عالم میں نے سے تو علم

وہ قلم ہے نے وجود باطنی
کہ لکھی جس نے یہ سب مثنوی

جون قلم تو ہے بدست معنوی
ظاہر و باطن کر اسکی پیروی

معنوی ہے نام نور احمدی
اس لیے کل نعت ہی یہ مثنوی

کیون نہ یکتا ہے زمان فخر اسکا ہو
کہ وہ واحد ہے زمانہ مین انکو

نام آیا یاد واحد[52] نور کا
کہ مرا ہر حال مین حامی رہا

گر نگینہ ہووے بدرنگ اور برا
ڈانک کے وہ رنگ سے ہو خوشنما

اس لئے الفاظ بے ربط ہر جگہ ہے
ترجمہ[53] لفظی کے باعث سے لکھے

گرچہ ہے تعقید لفظی جا بجا
ہر ضرورت سے مین بس عاجز رہا

تا عروس زیبا ہووے مثنوی
آگے مشتاقون کے ہو مثل پری

تب مین جانون کہ شکر ارزان ہوئی[54]
قافلہ مصری جو لایا یوسفی

گر زیادہ میرا علم معنوی
ماہیت پہلی سے دی ہر اک گئی

گر مری اولاد صالح باوفا
اور مرے یارون کو دے گنج ولا

پیرہن کے یوسفی کو معنوی
کر قبول اندر لباس مثنوی

شکر کر یوسف کہ تیرا پیرہن
معنوی کے ہو گیا مقبول تن

بولا ہاتف کیا کہون تجھسے حبیب
اُس[55] کی تاریخ ہی عجیب اور غریب

جو پڑھے اسکو کوئی اور ہووے شاد
بس کرے اُسدم دعا سے مجھکو یاد

ختم کر تو اس کو با نام رسولؐ
پیرہن تیرا ہو سب کے تا قبول

ظاہرا لکھتا ہے تو اے یوسفی
باطنا لکھتا ہے شاہ معنوی

جان و تن سے تو نے خدمت جو کری
تجھسے راضی ہوئی ہی جان معنوی

نور واحد نے مدد کی بس مری
ہے وہ واحد نور ظاہر مین اخی

دو زبان دین تجھکو حق نے ظاہرا
کہ کہے تو حال ظاہر باطنا

نور واحد اور نور معنوی
تیرا حامی ظاہری و باطنی

پیرہن مین یوسفی کے مثنوی
جون احد پنہان ہے جسم احمدیؐ

ترجمہ لفظی کا جو پیرو ہوا
ضیق مین ہر وقت دل میرا رہا

گرچہ ہین بے ضابطہ اہل زبان
پر ضرورت سے تجھے دیوین امان

ترجمہ کا پیرہن پہنا چکا
اب مین پہناتا ہون نیا شرح کا

جیسے مین چہتا ہون حق پورا کرے
معنوی کا راز عامون پر کھلے

گر کرم اور فضل مجھپر معنوی
ہون تری درگاہ مین اب ملتجی

حسن یوسف کو دکھا دے بیحجاب
عشق سے دل کا اٹھا دے اب نقاب

کھول تو یہ راز انپر بھی سدا
تا رہین پیرو مرے بھی باخدا

گرچہ ہے ہدیہ محقر مثل پوست
مغز کل ہے پر حفاظت مین یہ دوست

لکھ تو اب تاریخ اس کی یوسفی
یادگاری تا رہے دائم تری

جسکی تاریخ ہو عجیب اور بھی غریب
کیون نہ وہ شے ہو غرائب بس عجیب

یہ صلہ چہتا ہون تجھسے مثنوی
عاقبت باخیر ہووے یوسفی

پڑھ درود اب مصطفے پر تو مدام
الصلوٰۃ والسلام والسلام

اللّٰهم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

سلہ [51] شکر مین الخ قلم سے مراد بیان جو دراہ حق ہے کہ اسکا شکر گذار ہے اس نعمت عظمی کے واسطے تعلیم ہے ۱۲ سلہ [52] واحد نور الخ واحد نور خان میرے اخی کا نام ہے کہ انھون نے اس مثنوی کے ترجمہ مین از ابتدا تا انتہا میری دستگیری کی ہے اگر وہ مدد نہ دیتے تو مجھکو اسکے انجام مین مشکل ہوتی ۱۲ سلہ [53] ترجمہ لفظی کا الخ اس مثنوی کا مین نے ترجمہ لفظی کیا ہے از ابتدا تا انتہا اس رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے چنانچہ ناظرین پر یہ امر بخوبی ظاہر ہو گا گو قدر مجکو اسکی پابندی دشوار ہوئی ہے ۱۲ سلہ [54] شکر ارزان ہوئی الخ یہ اشارہ ہے مولانا کے غیب گوئی کی طرف جو مین نے دیباچہ مین چند اشعار غیب گوئی مولانا کے لکھے ہین ۱۲ سلہ [55] اسکی تاریخ الخ اختتام ترجمہ مثنوی کی تاریخ عجیب و غریب ہے کہ ۱۲۹۷ھ ہجری از راہ ابجد کے ہوتے ہین اور ۱۳۰۱ھ ہجری مین شروع اس کی تمام ہوئی پس چار سال مین شرح اسکی اختتام کو پہونچائی پس ناظرین اس ترجمہ مثنوی سے امید رکھتا ہون کہ بدعاے خیر مجکو بھی یاد کرین کہ صلہ اسکا یہی ہے آمین یا رب العالمین اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم و صل علیہ

تمت

مولد شریف یوسفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	عشق دل کو مرے لگا دیجئے	حسن اپنا مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	اے خدا کے حبیب اک جلوہ	اپنی صورت کو پھر دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	مین ہون بیمار عشق کا صاحب	شربت وصل کی دوا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	جس پہ اللہ کو رجھایا ہے	وہی صورت مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تاکہ لکھون مین آپ کا مولد	علم باطن مجھے سکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	ہووے شیرین کلام تا میرا	چاشنی اپنی کچھ چکھا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تا معطر جہان ہو مجھ سے	اپنی بو سے مجھے بسا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	یہ تمنا ہے دل کو اب میرے	واصل حق مجھے کرا دیجئے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	لکھا ہے آپ کا جو یہ مولد	اپنے یوسف کو کچھ صلا دیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب صل علی امام المرسلین	الف الف مرة فی کل حین	حمد خالق ہے و نعت مصطفی	ذکر باہم کرنا حسن و عشق کا
کر تو حسن و عشق کا اب کچھ بیان	تاکہ حمد و نعت سب پر ہو عیان	عشق کیا شے ہے کسے کہتے ہین عشق	کون رکھے عشق اور ہے کس مین عشق
حسن کسکا نام اور کیا چیز ہے	کون رکھتا ہے تمیز اس حسن سے	جانتے ہین اور نہین کچھ جانتے	یہ عجب اک بھید ہے اللہ سے
لیکن اسپر بھید اسکا کھل گیا	جس کو ہے حب خدا و مصطفی	جو کہ پہچانے اس حسن و عشق کو	وہ خدا و مصطفی کا دوست ہے
حسن جو کہ عشق سے پیدا ہوا	ہے یہ مولود نبی کی ابتدا	گرچہ ہے مولود کا اکثر بیان	وہ ہی جسم اور کہتا ہین ہو غرض جان
جان اب تو تجھ مولود مین	راز حسن و عشق کا لکھتا ہون مین	عشق ہے اک نام ذات کبریا	حسن ہے اک نام نور مصطفی

عشق ہے دراصل ذات کبریا
حسن ہے دراصل نور مصطفی

عشق کے پرجوش سے عالم ہوا
حسن کے پرجوش سے آدم ہوا

عشق کا عالم مین ہی سارا ظہور
حسن کا آدم مین ہی اظہار نور

عشق کا اور حسن کا ہے سب ظہور
عشق کا اور حسن کا ہی نام نور

کر تو اب تفصیل اس اجمال کی
تا کہ ظاہر سب یہ ہو نور نبی

عشق ہے دریائے ذات سرمدی
حسن ہے دُر صفات احمدی

عشق سے پیدا ہوا عرش برین
حسن سے پیدا ہوا فرش زمین

عشق سے اور حسن سے روحانیان
عشق سے اور حسن سے جسمانیان

نور نام اللہ محمد کا ہوا
اسلئے کہ حسن و عشق ہی ایک سا

اس غزل سے جان تو کچھ راز کو
ورنہ کیا جانے نیاز و ناز کو

غزل

شاہ کون و مکان بنا ہی عشق
جلوہ فرمائے کن ہوا ہی عشق

نور عرش برین و مہر زمین
ظاہر و باطنا بنا ہے عشق

حق جمیل و جمال کا محبوب
حسن کا جو کہ مبتلا ہے عشق

مثل احمدؐ نہین ہی کوئی حسین
جس پہ اللہ کو آگیا ہے عشق

عشق ہادی و عشق مرشد ہے
عشق طالب و مدعا ہے عشق

عشق عاشق ہی عشق ہی معشوق
خود کے اوپر ہی خود فدا ہی عشق

حسن یوسف کا جو ہوا بھوکا
جون زلیخا اُسے بلا ہی عشق

ہادی راہ و پیشوا ہے عشق
طالبون کا خدا نما ہے عشق

اُس پہ ظاہر ہوا ہے حسن ازل
جسکی آنکھون مین بس گیا ہی عشق

کیون نہ چاہے خدا محمدؐ کو
پردہ دار اُنکا ہو گیا ہے عشق

اول آخر و ظاہر و باطن
عشق اللہ و مصطفیٰؐ ہی عشق

عاشقون کے لئے ہدایت ہے
جس جگر کے لیے دکھا ہے عشق

کیون نہ عاشق کو عشق سے ہو شفا
خود مرض عشق خود دوائے عشق

حسن یوسف کا جو ہوا خواہان
اُسکا عاشق خود ہو گیا ہے عشق

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیا و العجمی

بھیج لاکھون درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

یہ روایت کرتے ہین سلطان جی
یعنی محبوب الٰہی دہلوی

آئینہ اک عالم لاہوت کا
پیدا کر کے خود ہوا جلوہ نما

عشقبازی سے تھا جو کہ مدعا
وان نہ کامل عشق کو آیا مزا

پھر سہ کرہ عالم ملکوت کو
لایا صورت مین کہ تا تسکین ہو

آخر اس پردہ مین جلوہ حسن کا
جس طرح چاہا تھا ظاہر ہو گیا

حسن کی خاطر جہان پیدا ہوا
عالم ناسوت کو مظہر کیا

ہے یہ سب تفصیل اس اجمال کی
جو مین لکھتا ہون یہ میلاد نبی

جو کہ ذات پاک شاہ عشق نے
عشق بازی کرنا چاہی آپ سے

حسن کی صورت اُسے آئی نظر
دیکھ اُس کو ہو گیا مشتاق تر

عالم جبروت پھر ظاہر کیا
تا کہ تسکین ہو نہ پایا مدعا

جو نہ لذت پائی اُس صورت سے بھی
عالم ناسوت کی تخلیق کی

عشق کو جب تب حسن سے تسکین ملی
عشق بازی کی ہی یہ جلوہ گری

اسلئے لولاک اللہ نے کہا
مصطفیٰؐ کو تا ہونے وہ مبتدا

اس غزل سے جان حسن و عشق کو
تا نیاز و ناز ظاہر تجھ پہ ہو

غزل

دل مرا عشق سے پر نور رہا خوب ہوا
خانہ ویران مرا معمور ہوا خوب ہوا

منظر حسن کو عشاق ہر اک دیکھے گا
عشق کو حسن جو منظور رہا خوب ہوا

آتش عشق نے دل کو کیا روشن میرے
زنگ دل کا مرے کافور ہوا خوب ہوا

پردہ حسن مین ملتا ہی ہر اک جا جو صنم
اُس کے ملنے کا یہ دستور ہوا خوب ہوا

درد فرقت سے نہین تھمتا ہے آنسو اکدم
چشم گریان مین جو ناسور ہوا خوب ہوا

سرمگین آنکھ مین پتلی کو دکھا نور کلیم
ڈھیلا آنکھون کا اگر طور ہوا خوب ہوا

چشم غم دیدے سے تیرے مئے وحدت ٹپکی
دیدے سے دیدہ جو انگور ہوا خوب ہوا

کیفیت ڈاک کی اب خوب نظر آئے گی
یہ نگین رخ کا جو بلور ہوا خوب ہوا

کفر و اسلام چھٹا عشق مین یوسف تجھسے
رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

نہ کھٹکا دل سے یہ تیرے

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء والعجمی

ہے حدیثون مین یہ قول مصطفیٰؐ
کنت کنزاً مخفیاً حق نے کہا

سب شیونات اسمین تو موجود تھے
پر نہ ظاہر خوب وہ اس سے ہوے

گرچہ اعیان اُسمین بھی موجود تھے
حسب دلخواہ پر نہین ظاہر ہوے

یعنی اعیان اور شیونات عیان
روح بن کر ہو گئے بالکل عیان

تیسرے ملکوت مین جلوہ کیا
دیکھا تب ارواح کو اس خوشنما

یعنی اس رہ سے بنایا آپ کو
الہ مین رب ہون تمھارا جان لو

صف بصف ہو کر اُسے سجدہ کیا
کھل گیا سجدہ سے سب اچھا برا

جس نے سجدہ ایک اول کو کیا
پہلے مسلم بعدہ کافر گیا

دونون سجدون سے کہ حق کا مظہر تھا
اول و آخر مین وہ کافر گیا

باد سے پھر آب کو ظاہر کیا
آب سے پھر خاک کو باہر کیا

اُس کو مسجود ملائک خود کیا
اور نفخت فیہ من روحی کہا

سجدہ پہلے روح نے کس کو کیا
کون مسجود ملائک پھر ہوا

نور احمدؐ جبکہ نور حق سے ہے
روح آدم ہو گئی اللہ سے

نور اللہ کا ہے نور احمدیؐ
نور احمد روح آدم کی ہوئی

حسن کے جو راز سے ہین آشنا
وہ ہین بیشک عاشقان مصطفیٰؐ

بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینے کے چاند پر تو مدام

یعنی اک نور اُس نے با جملہ صفات
ظاہر اپنے سے کیا مانند ذات

دوسرے اُس نے تجلّی پھر کری
صبح کاذب کی طرح بس وہ دکھی

تیسرے اُس نے تجلی کی وہان
مثل دن کے ہو گیا سب کچھ عیان

پہلا جلوہ عالم لاہوت تھا
دوسرا وہ عالم جبروت تھا

چشم نورانی مین اُن سب کو کہا
اور الست بربکم سب کو کہا

سب نے اُس دم تب کہا قالو بلیٰ
یعنی تو رب ہے ہمارا اے خدا

جس نے سجدہ اول و آخر کیا
وہ مسلمان اور مسلم ہو گیا

جس نے سجدہ ایک آخر کو کیا
پہلے کافر بعدہ مسلم گیا

نور سے پھر نار کو پیدا کیا
نار سے پھر باد کو افشا کیا

جسم آدم اُن سے پھر پیدا کیا
اور اس مین روح کو لا کر رکھا

روح پیدا نور احمدؐ سے ہوئی
حق نے روح اپنی اُسے کیسے کہی

پس ہوا ثابت کہ نور احمدیؐ
باصفات ذات روح آدم کی تھی

نحن اقرب کہتا ہے وہ اسلئے
جسم آدمؑ کو کہ روح حق کی لکھے

حسن آدم زاد مین اُجکے وہی
جلوہ کرتا ہے سجانے پر کوئی

بھید اسکا اس غزل سے جان تو
تا صفائی ہوئے تیری جان کو

غزل

محمدؐ کی حقیقت کو ذرا جانا نہ پہچانا
خدا سے اُنکو باطن مین جدا جانا نہ پہچانا

سراپا جلوۂ حق ہین وہ نور ذات مطلق ہین — بشر کی شکل صورت مین گو یا جانا نہ پہچانا

خدا کا نور احمدؐ مین بنا کر جسم کا پردہ — تریسٹھ سال دنیا مین رہا جانا نہ پہچانا

فرشتون نے اُنھین سجدہ کیا تو شکل آدم مین — مگر کچھ حسن کو اُن کے ذرا جانا نہ پہچانا

سنا حورون نے پردہ سے اُس آواز الستی کو — کہ کہتا کون ہے اس کو خدا جانا نہ پہچانا

احد کا بیخودی سے دیکھ تو ہمشکل احمد کو — محمدؐ کو خودی سے گر خدا جانا نہ پہچانا

نظر کر حسن احمدؐ کو اے یوسف بچشم معنی سے — زلیخا کی طرح گر ظاہرا جانا نہ پہچانا

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

راوی لکھتا ہے کہ حسن عشق کا
جب کہ حسن و عشق کو ظاہر کیا
اس امانت کو اُٹھائین ہم اگر
پر نہ جانا پہلے حسن و عشق کو
پید اُن کے دل سے حوا کو کیا
جیسے پہلے عشق کو تسکین ملی
مرد کی صورت اگرچہ خاص ہے
گویا آدم عشق و حوا حسن ہے
جبکہ حوا سے ہوے آدم جدا
آدم عشق و حسن سے بالا ہوا
پیدا آدم عشق بازی کو ہوا
مصطفےؐ کو ظاہر اللہ نے کیا

نور اُس خالق نے جب پیدا کیا
اور پر عالم کے نہین اُسنے لیا
ٹکڑے ٹکڑے ہو ہمارا جسم و سر
کہ یہ کیا ہے چیز اور کیا اس سے ہو
اُنکا تب جنت مین آخر دل لگا
ویسے ہی اس شکل سے تسکین ہوئی
لیک عورت بھی اخص الخاص ہے
حسن سے عشق اسلئے رغبت رکھے
تب یہ بھید آخر کو آدم پر کھلا
آدم حسن و عشق کا پتلا ہوا
ورنہ طاعت کو ملائک کم تھے کیا
اب کرے ظاہر خدا کو مصطفےؐ
اس غزل سے جان تو اس بھید کو

تب امانتدار اُس کے واسطے
آسمان و کوہ نے حق سے کہا
بوجھ بھاری تب وہ آدم نے لیا
گرچہ جنت مین تھین ساری نعمتین
گویا اُن سے حق نے صورت حسن کی
اس لئے ہوتا ہے عورت کو حجاب
حسن جو کہ عشق کو مرغوب ہے
سارا عالم پیدا احسن و عشق سے
کہ جہان اس حسن کی خاطر بنا
عشق سے انسان ہوا ہی بس شریف
ہے وہ عشق و حسن نور احمدی
بھید حسن و عشق کا اُس پر کھلا
تا تجھے انسان کی کچھ قدر ہو

اک ہوا درکار تا کہ اُسکو دے
کہ یہ ہم سے بوجھ بھاری کب اُٹھا
آگے حق کے ظالم و جاہل ہوا
پر نہ تھین آدم کو اس سے فرحتین
پیدا کر کے عشق کو تسکین دی
مرد سے کہ حسن سے لاتا ہے تاب
مرد کو زن اس لئے محبوب ہے
جو نہ جانے وہ نہین انسان ہے
اور کیا مجکو بھی جنت سے جدا
حسن سے انسان ہوا ہی بس لطیف
جسم مین کرتا ہے وہ جلوہ گری
جس کے رہبر انبیا و اولیا

غزل

شکل انسان مین چھپا ہے تن و جانان یا ہو — جلوۂ ذات خدا ہے تن و جانان یا ہو

اس لئے مظہر نیرنگ ہوا ہے عالم — رنگ مین رنگ ملا ہے تن و جانان یا ہو

مظہر نور خدا ہے جو محمدؐ کا ظہور — نور احمد سے بنا ہے تن و جانان یا ہو

چاند سورج کی ضیا سے ہے جہان سب روشن — کوئی کیا جانے کہ کیا ہے تن و جانان یا ہو

اب مجھے شک نہین اثبات ونفی پر اپنی — کلمہ گو یون سے بنا ہے تن وجانان یا ہو
شمع فانوس مین روشن ہے بدن کے اندر — نور مین نور بھرا ہے تن وجانان یا ہو
یوسف اب چشم حقیقت کو ذرا کھول کے دیکھ — ذات حق جلوہ نما ہے تن وجانان یا ہو

الف صلوا علی ادبی العربی — سید الانبیا ر د العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

راویون نے ہی روایت مین لکھا — نور احمد منتقل ایسے ہوا
شیثؑ کو جبکہ وہ آدم سے ملا — جانشین آدم کا اس کو کر دیا
نوحؑ کو ادریسؑ سے جبکہ ملا — اُس سے بیڑا پار نوحؑ کا ہو گیا
جب کہ اسمعیلؑ نے پایا وہ نور — تب رہا آخر وہ قربانی سے دور
پاک پیٹ اور پاک پیٹھ انکی ہوئی — اور اُنھین کعبہ کی سرداری ملی
کیونکہ ظاہر پیٹ پیٹھ حضرت کہین — اپنے اجدادون کو جانو پاک ہین

یعنی جب کہ پہنچا وہ آدم تلک — کر دیا آدم کو مسجود ملک
شیثؑ سے جب وہ ملا ادریسؑ کو — داخل جنت کیا ادریس کو
نوحؑ سے جب پایا ابراہیمؑ نے — ہو گئی گلزار نار اُس نور سے
مطلب ہاشم و عبداللہ تک — منتقل ہو کر وہ آیا ایک بیک
گرچہ دکھتے تھے وہ ظاہر کفر سے — پر بقول مصطفےٰ وہ پاک تھے
یہ حقیقت انکی جانے وہ کوئی — کھل گیا ہے جسپہ سر احمدی

غزل

نور احمدؐ کو جا بجا دیکھا — کہین شامل کہین جدا دیکھا
کہین تھا نوح اور اسمعیل — کہین جلوہ خلیلؑ کا دیکھا
کہین تھا آمنہ و عبداللہ — اور کہین شکل مصطفےٰؐ دیکھا
کیون نہ ہو امن اس سے ای یوسف — آمنہ جا بلب مجتنے دیکھا

کہین آدمؑ تھا اور کہین تھا شیثؑ — کہین ادریسؑ با حیا دیکھا
کہین عبدمناف اور ہاشم — اور کہین مطلب بنا دیکھا
جبکہ عبداللہ سے ہوا پیدا — خاص بندون کا پیشوا دیکھا

تا بعید اللہ اجداد نبیؐ — خوبصورت اور شکیل آئے سبھی
گویا سب خاک کے تھے اس تصویر کے — اور محمدؐ رنگ اُن خاکون کے تھے
حسن احمد کا تھا یہ سارا ظہور — کہ ٹپکتا تھا ہر اک سے آب نور
اس لئے مجمع نبی احمدؐ ہوے — اس لئے مرجع نبی احمدؐ ہوئے

غزل

ظہور خدا ہے جو شکل محمدؐ — ہے ہمشکل سب کے وہ شکل محمدؐ
سمائی ہوا اس شکل مین سبکی صورت — ہے مجمع نبی دیکھو شکل محمدؐ
کھلے حسن کا راز اسپر ای یوسف — کہ آنکھون مین جسکی ہو شکل محمدؐ
بنائین بہت صورتین انبیا کی — نبی تب وہ آخر کو شکل محمدؐ
صفات انبیا انکی اسمین ہین ظاہر — کہ منبع ہے سب کی وہ شکل محمدؐ

ایک صوفی معترض سنکر ہوا — نور احمدؐ منتقل کیونکر ہوا
جزو مین کل ہرگز آسکتا نہین — بحر قطرہ مین سما سکتا نہین
گر رہا باہر تو نور احمدیؐ — آیا آدم مین وہ تھوڑا سے بھی
نور احمدؐ سے تو سب عالم بنا — نور احمد کیسے آدم مین گیا
نور وہ گر جملہ آدم مین گیا — باہر عالم کیسے آدم سے گیا
جسم احمدؐ مین وہ نور احمدیؐ — ناقص اس عالم مین آئے کیا اجی

جان تو اس بات کو اے مدعی — نور کی تقسیم سے نے ہوتی کبھی
نور احمد کا تھا با جملہ صفات — تھے شیونات اور اعیان اسکے ساتھ
جیسے اندر نور ہے خورشید کے — اور نکلا نور ہین خورشید سے
یا کہ خط نقطہ کے اندر ہی نہان — نقطہ نہان ہو جو خط ہوئے عیان
لیکن آدم سے وہ نور احمدی — مصطفےٰ کے جسم تک آیا سبھی
بھید اسکا آنکھ کی تل اوٹ ہی — یہ وہ جانے چشم باطن جب کھلے

جو بسیط ہو وہ نہین قسمت پذیر — تیری کج فہمی ہے اے نادان فقیر
ہر شیونات اس سے باہر ہو گیا — نور احمد اُس کے اندر ہو گیا
قرص خور کی کچھ نہین قسمت ہوئی — پہ حقیقت مصطفےٰ کے نور کی
تا کہ ہمراہی ہے روغن شیر کے — اور نہین کچھ شیر سے روغن بنے
ہان شیونات اُس سے ظاہر ہو گئے — جو کہ اندر تھے وہ باہر ہو گئے
اس غزل سے جان تو اس راز کو — تا کہ راز حق سے واقف کچھ تو ہو

غزل

گلاب ریز تھا پہلے گلاب کے اندر — گلاب بیش ہے اب تو گلاب کے اندر
حباب سب کی نظر مین ہے آب کے اندر — ہے آب دیدہ مین اپنی حباب کے اندر
یہ قال حال فقیرون کا حال قال نہین — کہ حال قال نہین ہے کتاب کے اندر
خدائی کیون نہین حاصل ہو خاکسارو مین — بھرا ہے گنج خدا بوتراب کے اندر
خدا کی باتین وہ کرتا ہے ہم سے در پردہ — ہمین کچھ اور ہی شک ہی حجاب کے اندر
عذاب ہو گئی دنیا ہوا ہے جنت مین — پڑے ہین شیخ جی اچھے ثواب کے اندر
جفائے دوست سے یوسف عزیز مصر ہوا — خطاب ملتا ہے آخر عتاب کے اندر

یہ روایت فاطمہ زہرا سے ہی — تھی مین خدمت مین رسول اللہ کے
چشم باطن اُس سے میری کھل گئی — کشف عالم ہو گیا مجھپر سبھی
آپ نے ازراہ شفقت کے اُٹھا — اپنا عمامہ میرے سر پر رکھا
دیکھا میرا جسم کل عالم مین ہے — ناری اور ساری نہ خاکی کوئی ہے
جبکہ آل مصطفےٰ کا ہو یہ حال — پھر رسول اللہ مین کیا قیل و قال

غزل

جب آنکھ کھل گئی مجھے وحدت نظر پڑی — باطن مین احد و احمدی صورت نظر پڑی
کہتا ہی اب حباب یہ دریا سے دمبدم — کھلتے ہی آنکھ کے تری عظمت نظر پڑی
مرنے کے بعد زندگی جاوید کی ملی — جاتا تھا زندگی جسے غفلت نظر پڑی
ڈوبا پڑا ہے بحر میں وحدت کے سب جہان — گرچہ مثال موجون کی کثرت نظر پڑی
خود کو فنا کیا تو دکھا نور مصطفےٰ — یوسف جہان کی یہ نہایت نظر پڑی

الف صلوا علی الہادی العربی — سید الانبیا روحی العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ عبد اللہ کو ہو چکا شباب
نور احمد سے ہوا ابا آب و تاب

یوسف ثانی تھا گویا حسن مین
مصر کی سب تھین خریدار عورتین

وہب نے تب چاہا عبد اللہ کو دون
چاند کو سورج سے مین باہم کرون

شادی عبد اللہ کی کرنا ہے ضرور
مفسدہ تا عورتون کا ہوئے دور

ہوگئین سو جان سے عاشق اپنی دو
دیکھا اُنہین جو ظہور حسن کو

جس کے مان اور باپ ایسے ہون حسین
کیون نہو محبوب رب العالمین

عورتین کرتی تھین اکثر خواہشین
کہ نکاح اُس ماہ انور سے کرین

آمنہ تھین جو کہ بیٹی وہب کی
حسن مین لاثانی دولت سے غنی

جبکہ عبد المطلب نے یہ سنا
اپنی بی بی فاطمہ سے بس کہا

وہب کے یان فاطمہ جبکہ گئین
آمنہ کو دیکھا از بسکہ حسین

مانگی لڑکی وہب بھی راضی ہوا
دونون نے سامان شادی کا کیا

کیونکہ حسن و عشق کی وہ اصل مین
نور اللہ ہین بباطن وصل مین

غزل

محمدؐ سا کوئی نہین خوبرو ہے
کہ یوسف کو جسکی بہت جستجو ہے

محمدؐ کے یان پر ہین سارے تماشے
خدا کے یہان ہمنے دیکھا وہ ہو بہو ہے

حقیقت سے جو دل ہی آگاہ یوسف

کوئی ہمکلام اُنسے کیا منہ کہ ہووے
کلام خدا اُنکی سب گفتگو ہے

لبھاتی ہے دل کو یہ آواز کس کی
خوش آواز نانی ہرنے خوش گلو ہے

وہ ہر گل مین پایا محمدؐ کی بو ہے

الف صلوا علی ادنی العربی
سید الانبیاء و عجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض کہ شادی عبد اللہ کی
آمنہ خاتون سے جبکہ ہوئی

جبکہ باہم مل گئے وہ نیرین
جوش حسن و عشق آیا جانبین

حب کمال آتا ہی حسن و عشق کو
راز کھلتا ہے نہین چھپتا ہی وہ

یعنی وہ نور محمدؐ مصطفے
جو کہ مطلق تھا مقید ہو گیا

چاند مین سورج سے جو آتا ہی نور
انکی ظلمت کو وہ کر دیتا ہے دور

سارے بت روے زمین گر گر گئے
خود ہی منہ نجات سے انکے پھر گئے

آمد آمد جب ہوئی اس شاہ کی

مر گئین اکثر عرب کی عورتین
رشک سے جنکو کہ تھین بس خواہشین

عشق نے چاہا کہ ہو پردہ دری
حسن نے چاہا کہ ہو پوشیدگی

پس نتیجہ ہو گیا اُسکا عیان
عشق کبریٰ حسن صغریٰ تھا نہان

پس نکلکر پشت عبد اللہ سے
آمنہ خاتون مین آیا جسم لے

کفر کی ظلمت کو بس اس ماہ نے
دور زائل کر دیا آفاق سے

نور سے معمور عالم ہو گیا
اور پھر اک جنت کا دروازہ کھلا

اک بہار عالم مین پیدا ہو گئی

غزل

عشق احمد کیون نہو وے دلپہ طاری اندنون
باغ حق مین چل رہی باد بہاری اندنون

تک رہی ہے آنکھ اُس کو نرگس بیمار کی
چشم حیران سے ہے ظاہر انتظاری اندنون

آئینہ رویون مین دکھتا ہی جو عکس روے یار
کیا لگا تیر نگہ اب دلپہ کاری اندنون

یاد ہم تمکو کرین اور تم نہ پوچھو کچھ ہمین
رہ گئی کیا یہ ہی صاحب دوستداری اندنون

پوچھتا کوئی نہین حال زلیخا مردہ دل
حسن یوسف کا ہے چرچا یا نہ یہ جاری اندنون

الف صلوا علی ادنی العربی

حاملہ جب آمنہ خاتون ہوئی
پر سفر دنیا سے عبد اللہ نے
پر خدا کی اسمین حکمت تھی نہان
رحم مادر مین جب آئے وہ یتیم
راز گر میلاد احمدؐ کا لکھون

سید الانبیاء والعجمی

پانی برسا اور گرانی سب گئی
آپ سے پہلے کیا افسوس سے
کہ نہ رکھتا باپ کو اندر جہان
مرگئے مرحوم باپ اور خود یتیم
سامعین کو ہووے حیرت اور جنون

بھیج لاکھون درود اور سلام

اُس برس ہر ایک کے لڑکا ہوا
رنج تھا سب کو ہوئے احمد یتیم
ظاہرا حکمت یہ تھی کہ زندگی
گویا نور احمدی سے جیتے تھے
خوب کہتا ہے یہ راز معنوی

اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

اور درخت خشک مین میوہ لگا
گرچہ رکھتا قدر ہے در یتیم
بس تھی عبد اللہ کی نور احمدی
جان کی جا نور احمد رکھتے تھے
پردہ میلاد مین تو یوسفی

غزل

میلاد محمدؐ کا بیان ہو نہین سکتا — اک راز نہان ہے کہ عیان ہو نہین سکتا
دل چہتا ہے محفل مین بیان کچھ تو کرون راز — پر کیا کرون ہمراز جنان ہو نہین سکتا
پروانہ کے مانند جلا عشق نبیؐ مین — پر شمع صفت راز نہان ہو نہین سکتا
جون اہل عرب کرتا ہون میلاد کی محفل — پر کیا کرون افسوس نہان ہو نہین سکتا
میلاد نبی مین کہا کل راز حقیقت — اب اس سے سوا ذکر زبان ہو نہین سکتا
دل زندہ کیا کرتی ہے تذکیر محمدؐ — پر تجھ سے ہمیشہ مرے جان ہو نہین سکتا
میلاد کے پردہ مین وہ لکھتا ہو حقیقت — یوسف کی طرح ہمسے بیان ہو نہین سکتا

الف صلوا علی ادنی العربی

آمنہ کہتی ہین مجکو حمل کے
جبکہ پیدا ہو تیرے طفل نکو
آگہی ہوتی ہے جو تعریف نے
صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا
ماہ ربیع الاول آیا اور ہوا
جنتون کے سارے دروازے کھلے
اور فرشتون کے لگے سب جانور
آسمان پر سب ستارے تھم گئے
احمد مرسل محمد مصطفےؐ

سید الانبیاء والعجمی

چھ مہینے تک نہ کچھ آثار تھے
پس محمدؐ نام رکھنا اس کا تو
مصطفے پہچان حق کی ہو گئی
کون کرتا ہے یہ تعلیم وہدا
بارھوین تاریخ جو دن پیر کا
دوزخون مین قفل بھاری پڑ گئے
دینے آپسمین ہر اک کو خوش خبر
اور نحوست سے وہ بالکل چھٹ گئے
سید عالم مین ہوئے صل علی

بھیج لاکھون درود اور سلام

خواب مین دیکھا کہ کہتا ہی کوئی
حمد بس ثابت محمدؐ پر ہوئی
اس لئے اللہ نے از خود رکھا
کیونکہ یہدی اللہ کہتا ہی خدا
عالم افلاک مین ہل چل پڑی
بس منادی اور ندا کرنے لگا
آسمان ٹھہرا ہوا بس رک گئی
با ہزاران شوکت و جاہ و جلال
اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو

اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

حاملہ تو فخر عالم سے ہوئی
کہ یہ کل تعریف ہین اللہ کی
نام اُنکا بس محمد مصطفے
مت ہدایت جانو تم حق کے سوا
عالم جنات مین کھل بل پڑی
کہ خبردار آتے ہین خیر الوریٰ
تھم گیا پانی و آتش بجھ گئی
اور لاکھون تہنیت و عز و کمال
اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

غزل

طلوع مہر نبوت سے خوش جہان ہے آج — شعاع نور سے اُس کے پر آسمان ہے آج
فضاے عرش برین کیون نہووے عرش برین — کہ لامکان کا مکین صاحب مکان ہے آج
جہان کیون نہین گھر کو خدا کے اب پوجے — خدا کے گھر مین جو میلادِ شہ جہان ہے آج
سنا ہے جبسے کہ پیدا ہوے رسول خدا — خوشی سے پھولا سماتا نہ انس و جان ہے آج
سیاہی کفر و ضلالت کی کب رہے باقی — نبیؐ کے نور سے معمور دو جہان ہے آج
جہان مین جو کہ دکھاتی ہے صورت رحمت — خدا تمام خلائق پہ مہربان ہے آج
درود بیٹھ کے اب پڑھ تو اس جگہ یوسف — ظہور نور محمدؐ کا جو بیان ہے آج

صل یا رب علی خیر الانام — الف مرة ثم مثلها السلام
بھیج تو یارب درود ہم سلام — مصطفیٰ پر آل پر سب کی مدام

مبارکباد

جلوۂ مصطفیٰ مبارک ہو — رحمتِ کبریا مبارک ہو
تیرہ والیل سے ہوا پیدا — نور شمس الضحیٰ مبارک ہو
ہاجرہ آمنہ سے کہتی تھین — تجھ کو بچہ ترا مبارک ہو
مطلب سے ہر ایک کہتا تھا — احمد مجتبیٰ مبارک ہو
گھر مین اللہ کے ہوا پیدا — مالک دوسرا مبارک ہو
دوست خوشحال دشمنانِ نڈھال — ہے یہ میری دعا مبارک ہو

آئے عالم مین جو شہِ والا — جشن میلاد کا مبارک ہو
نخل امید مین ثمر آیا — مرحبا مرحبا مبارک ہو
زچہ گیری ہر ایک گاتی تھی — پھولو پھیلو سدا مبارک ہو
نام ہاشم کا اس سے چمکے گا — یہ دُر بے بہا مبارک ہو
باغ دنیا کا ہو تر و تازہ — ہے یہ بادِ صبا مبارک ہو
مانگ اسوقت یہ دعا یوسف — تیرا میلاد تا منہ مبارک ہو

سلام

السلام اے بادشاہ دوجہان — السلام اے سرورِ کون و مکان
السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے مقتدائے مرسلین
السلام اے نور اللہ السلام — السلام اے عرش کے مہ السلام
عشق دنیا مین ہمیرا حامی بنے — عشق عقبیٰ مین میرا نامی بنے
عشق کے ہمراہ دنیا سے چلون — عشق کے ہمراہ مین تمسے ملون
عشق سے ہون یار میرے باصفا — عشق سے ہو آل میری باوفا
— لو سلام اب یا محمد لو سلام

الف صلوا علی اولی العربی — سید الانبیاء والعجمی

السلام اے انبیا کے پیشوا — السلام اے اولیا کے رہنما
السلام اے شافع روز جزا — السلام اے حامی اہل سزا
عرض اس بندے کی اب ہووے قبول — حسن کی ہو وے دیدار رسول
عشق دنیا مین مجھے رکھے عزیز — عشق عقبیٰ مین مجھے دیوے تمیز
عشق دنیا مین مراد لدا رہو — عشق عقبیٰ مین مراد دیدار ہو
عشق یوسف کو کرے انکا غلام — حسن یوسف کو کرے یا انکا غلام
آپ پر یوسف کا ہو ہردم سلام

بھیج لاکھون درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ دنیا مین محمد مصطفٰے
دین کے نقارے عالم مین بجے
دور ظلمت کی خزان ہوئی اکبار
تین شخص آئے وہان پر غیب سے
جامہ پہنا کر کے حضرت سے کہا
صاف آلایش سے دنیا کی اُسے
جسم نورانی ہے شعلہ شمع کا
اس طرح تھا جسم احمدؐ کا حلیم

جلوہ فرما آئے باعز و علا
احمدی جھنڈے کھڑے ہر جا ہوئے
مہ ربیع کا آیا اور چمکی بہار
طشت جامہ اور صراحی کو لئے
علم اول آخر آپ تمکو ملا
ظاہر و باطن کیا اللہ نے
شعلہ کٹ سکتا نہین ہے ظاہرا
علم دیتا تھا خدا کا وہ کلیم
یہ غزل پڑھتا تھا ہر اک شوق سے

نور سے معمور عالم ہو گیا
آگ فارس کی قدیمی بجھ گئی
یہ روایت آمنہ خاتون سے ہے
پس محمدؐ کو بٹھا کر طشت مین
یعنی آب نور سے اُس نور کا
جسم اطہر شمع کی مانند تھا
خانۂ تاریک کو روشن کرے
ورنہ پاک آیا تھا تن اُنکا یہان
جو محمدؐ پیدا عالم مین ہوئے

کفر کی ظلمت کو زائل کر دیا
بحر ساوا کی گئی بالکل تری
کہ محمدؐ جس گھڑی پیدا ہوئے
سات بار اُن سب نے نہلایا اُنھین
غسل دیکر جسم نورانی کیا
اس لئے نکلا تھا پتلا آپ کا
علم ہر اک شے پہ ہر اک کو وہ دے
غسل کی حاجت نتھی اندر جہان

غزل

غسل گل آج ہے گلشن مین خبر آئی ہے
شادیانون کے بجانے کی یہ نوبت پہونچی
گل کھلا ہے یہ عجب آج خدا کے گھر مین
انگلیان چٹکیین جو کلیون کی بلائین لیتے
سرو قد باغ مین شمشاد کھڑے ہوتے ہین
گلشن آباد ہوا اس سے کہین مرغ چمن
مانگ یوسف تو دعا گل کے سدا کھلنے کی

گل مین شبنم کو بسا کر کے صبا لائی ہے
کہ چمن مین گل شبو کی بھی شہنائی ہے
گویا گلشن مین نئے سر سے بہار آئی ہے
زال دنیا نے کہا عمر کی افزائی ہے
قمریون نے یہ غزل شوق سے جب گائی ہے
کہ سدا ہم نے جو گلشن مین ہوا کھائی ہے
آجکل تیری خدا کے وہان شنوائی ہے

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ کی پھوپھی صفیہ کہتی ہین
دوسرے پھر آپ نے کلمہ پڑھا
چوتھے نہلانا جو چاہا تو سنا
اور چھٹے مہر نبوت پشت پر
امر رب فرمان تن مین ہے بھرا
تاکہ اس فرمان تن کو دیکھکر

چھ عجب چیزین دکھین اُس راتمین
اشہد ان لا الٰہ کو کہا
کہوے کوئی پاک آیا مصطفٰے
صبح کے تارے کی مانند جلوہ گر
قول حضرت تب کلام اللہ ہوا
لائین سب ایمان رسول اللہ پر
راز اس مولود کا اسپر کھلا

ایک یہ کہ سجدہ حضرت نے کیا
تیسرے اک نور نے جلوہ کیا
پانچوین ختنہ کئے تھے مصطفٰےؐ
گویا یہ فرمان حق پر مہر تھی
جسم اک فرمان نبوت کا ہوا
کھل گیا یہ جسکے اور جس نور
مصطفٰےؐ کا جو کہ عاشق ہو گیا

اُمتی یا اُمتی اول کہا
آمنہ رضؓ کا گھر اُس سے روشن ہوا
اور نال اُنکا تھا قدرت سے کٹا
روح تن مین امر ربی جو ہوئی
اس سند پر مہر کرتا ہے خدا
وہ ہی مومن اور منافق اس سے دور

غزل

ہے مولود احمد سنانے کے قابل
یہ دولت نہین ہے چھپانے کے قابل

تڑپتا ہے دل دیکھنے کو ہمارے
دکھا دو مین گر ہون دکھانے کے قابل

نہ دیکھی کبھی ایسی صورت پیاری
یہ صورت ہے یارو لبھانے کے قابل

چلو آج محفل مین جھانکین نبیؐ کو
یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل

شفا اپنے یوسفؔ کو دو یا محمدؐ
مرض اب نہین ہے بڑھانے کے قابل

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء روا لعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راوی لکھتا ہے جب آئے مصطفیٰ	غیب سے آتی تھی ہر دم یہ ندا	دودھ اپنا جو پلائے اب نہین	دیر تک دنیا کی وہ پائے نعمتین
تب لگے آپس مین لڑنے سب چرند	اور لگے تکرار کرنے سب پرند	غیب سے آواز آئی مت لڑو	یہ ملی دولت حلیمہ سعد کو
ہے یہ ثابت دودھ حضرت نے پیا	سات دن تک آمنہ خاتون کا	بعدہٗ بی بی حلیمہ کا پیا	اور وطن سے بھی ہو وہ خود جدا
تاکہ غربت اور یتیمی سے بڑھے	مرتبے اُس گوہر شہوار کے	اور حلیمہ کا پیا دودھ اس لئے	تا حلیم الطبع وہ سلطان بنے
کیونکہ ہوتا ہے اثر بس دودھ کا	تن کو جو ہو دودھ سے نشو و نما	دودھ سیدھی چھاتی کا خود ہی پیا	اور اُلٹی کا رضاعی کو دیا
سیدھی چھاتی سے پیا دودھ اسلیے	تاکہ قوت روح کو اُس سے ملے	کہ اثر ہے روح کا سیدھی طرف	اور اثر ہے نفس کا اُلٹی طرف
روح کو جو پرورش منظور تھی	نفس سے اُسوقت مین تھی دشمنی	دو مہینے کے محمدؐ جب ہوئے	گھٹنون گھٹنون آپ بس چلنے لگے
تین مہ کے خود کھڑے ہونے لگے	چار مہ کے پاؤن سے پھرنے لگے	چھ مہینے کے لگے بس دوڑنے	دس مہینے کے لگے بس کھیلنے
تھا عناصر کی یہ کوشش سے عیان	کہ انھین اکدن مین کر دیجیے جوان	بشریت پیش نظر تھی اس لیے	ایک دن مین ایک مس کی رہ چلے
بات کرنے کا ارادہ جب کیا	کلمۂ توحید کو پہلے کہا	جب کہ قوت نطق کی پیدا ہوئی	نام پر حق کے زبان گویا کھلی
کیون کلام حق نہو اُنکا کلام	کہ نکلتا اُنسے حق ہے لاکلام	بس اثر ہے نام مین اُنکے بھرا	کہ کرے بیتاب ہر اک کو سدا

غزل

زبان سے نام احمدؐ کا مرے جیسے دم نکلتا ہے
ہوا ے شوق سے سنکر ہر اک کا دم نکلتا ہے

نہ جانا بھید اُسکا ہر کسی نے جسم انسان مین
احد احمدؐ سے دم مین کسطرح باہم نکلتا ہے

کجون کو راستی پر کھینچکر اسلام لاتا ہے
کہ جیسے زلف کا شانہ مین بل اور خم نکلتا ہے

کلام حق ہے جو کلمہ کہ انکے منھ سے نکلا ہے
تو اُس کلمہ کا معنی ہر کسی سے کم نکلتا ہے

زلیخا کیطرح یوسفؔ ہے جو عشق احمدؐ مین
نگلی کوچہ مین جو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیا و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
تیسرا جب کہ برس پورا ہوا	بی حلیمہ سے یہ حضرتؐ نے کہا	بھائی میرے دنکو جاتے ہین کہان	بولی جاتے ہین چرانے بکریان
بولے مین کمتر ہو نہین اب انسے کیا	کہ نہ مجھسے کام یہ تم نے لیا	عذر و حیلے اُنسے ازبسکہ کیے	نے اُنھون نے مانا ساتھ اُنکے گئے
پس چرائین ایک مدت بکریان	بھید اسکا کب کسی پر ہی عیان	فعل اکثر انبیا نے یہ کیا	بھید اللہ کا ہے اسمین بس بھرا
ظاہرا تعلیم ہے کہ سیکھ لے	اس طرح اُمت کی چوپانی کرے	شرع کی لاٹھی سے تا بز دل ڈرین	اور چراگاہ جنان کی راہ مین
کیونکہ انسان بھی رکھے ہی بہتر حال	ایک کو دیکھ ایک کرتا ہے خیال	ایک دن آیا حلیمہ کا پسر	رویا اور بولا کہ جلدی لے خبر
لے گئے دو شخص آکر کوہ پر	اور کیا احمدؐ کا بس شق صدر	جب حلیمہ پہونچی اور دیکھا اُنھین	رنگ زرد اور دیدۂ حیران کھین
پوچھا کیا ہی حال ای بچہ تیرا	مصطفےٰؐ بولے ای مادر مشفقہ	آسمان سے آنکر دو شخص نے	شق کیا سینہ مرا اس کوہ پے
دل کو دھویا آب رحمت سے میرے	اور کیا بس پاک دنیا سے مجھے	یعنی دل سے کی سیاہی کو جدا	اور دل مین نور کو میرے بھرا
اور کہا حصہ یہ تھا شیطان کا	وسوسہ شیطان کا تم سے گیا	ہاتھ پھیرا جبکہ سینہ پر مرے	چاک سینہ مل گیا چھوڑا اب مجھے
پس خدا نے صاف دل انکا کیا	تا بخوبی ہووے جلوہ حسن کا	کیونکہ برقعہ خاک کا گر ہو کثیف	نور باہر کیسے ہو شمع لطیف
اس لیئے فانوس تن کو بس ملا	تا کہ اُس مین حسن کی ہووے جلا	عشق کو اُس سے فزون لذت ملے	اور جہان اُس نور سے روشن رہے
اس لیے حسن ملیح مصطفےٰؐ	کرتا تھا بے چین سب کو ظاہرا	اور حس کی چشم باطن تھی عیان	غیبیت دیکھتی تھی انکو بس نہان
اس لیے حضرتؐ نے بھی ظاہر کیا	کہ انا احمدؐ بلا میم اس جگہ	بھید اسکا اس غزل سے جان لو	کہ وہ فرماتے ہین راز عشق کو

غزل

مردم چشم خدا ہون متنا ہا یا ہو	دیدہ حق جلوہ نما ہون متنا ہا یا ہو
تار تنبور ہون دم سے مین بدن مین گویا	دست قدرت سے بجا ہون متنا ہا یا ہو
مین خود آئینہ ہون خدا مجھ مین ہی ظاہر باطن	ذات مطلق مین بنا ہون متنا ہا یا ہو
عکس آئینہ ہون اور صورت آئینہ ہون	کہ فنا اور بقا ہون متنا ہا یا ہو
فرق نقطہ کا مین رکھتا ہون ای یوسفؔ لیکن	نہ خدا ہون نہ جدا ہون متنا ہا یا ہو

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیا و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
جب برس پچیس کے حضرتؐ ہوئے	حسن کا آیا شباب اُس ماہ پے	خط کا ہالہ چہرہ پر پڑنے لگا	بدر کامل وہ قمر ہونے لگا
پس ابو طالب نے کی اکدن صلاح	عاتکہ سے مین کرون انکا نکاح	بولے بوطالب محمد مصطفےٰؐ	گر کھین تکلیف اپنے پر روا
کہ خدیجہ کا تجارت کے لئے	مال جاتا ہے جو جانب شام کے	مصطفےٰؐ راضی ہوے اس بات پے	اور خدیجہ پاس بلائے گئے

پس خدیجہ نے جو دیکھا آپ کو
میسرہ کے ساتھ بھیجا شام کو

سب علامات نبی پہچانی وہ
تا امیدون کی میسر صبح ہو

ہوگئی سو جان سے عاشق آپکی
ہوگئین بیتاب دیکھ اُس حسن کو

لیک حکمت کیلئے خدمت یہی
یہ غزل پڑھتی تھین صبح و شام وو

غزل

مجھ کو جلوہ دکھا دیا کس نے
مثل پتلی کے خاک کا پتلا

آئینہ سا بنا دیا کس نے
تار دم سے بجا دیا کس نے
جون زلیخا کے مین تڑپتی ہون

جام وحدت پلا دیا کس نے
اُس کے ابرو نے کر دیا گھائل
حسن یوسف دکھا دیا کس نے

مجھ کو بیخود بنا دیا کس نے
نیمچہ اُس کو لا دیا کس نے

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

شام سے واپس جب آئے مصطفٰے
دیکھے ازبسکہ خوارق آپ سے
عشق کو اُس حسن سے غلبہ ہوا
اُس جگہ پر عکس ہے یہ ماجرا
جان تو اس بات سے کہ مصطفٰے
نور احمدؐ جو کہ حسن و عشق ہین
پس محمدؐ مین یہ دونون وصف ہین

میسرہ نے حال سب آکر کہا
اور ہوئے ظاہر عجائب ماجرے
وصل کا پیغام تب ہونے لگا
کہ ہوا مطلوب طالب ظاہرا
ہین حبیب اللہ محبوب خدا
اسلیئے حبیب اللہ اُنکو کہے
گاہ معشوق اور گہے عاشق ہین
اس لیئے عاشق خدیجہ ہوگئی

کہ تجارت مین ہوا بس فائدا
پس خدیجہ میسرہ سے خوش ہوئین
گرچہ صورت حسن کی ہین عورتین
بھید اسکا کیا لکھون اے سامعین
عاشق و معشوق ہوتا ہے حبیب
اور رکھتے ہین حبیب اُس دوست کو
بلکہ اُمت کے سب اُنکے اولیا
آخر اُنکی شادی احمدؐ سے ہوئی

برکت اُنکی سے کہون کیا ماجرا
کر دیا آزاد بس اُسکے تئین
اور شکل عشق رکھتے مرد ہین
کہ مقابل مین ہی رب العالمین
مصطفٰے رکھتے ہین یہ وصف عجیب
کہ وہ اک جان ایک قالب رکھتا ہو
عاشق و معشوق ہوتے ہین سدا

غزل

احد احمد مین ملا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بس خدائی مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل شکستہ مین فقیرون کی خدا کو پایا
لعل گدڑی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
فرق نقطہ کو کہا کرتے ہین تل اوٹ پہاڑ
یون خدا سے مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کھل گیا راز محمدؐ مین خدا کا سب کچھ
کہ حبیب ان کو کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا
حسن یوسف سے کھلی آج حقیقت ہمکو
مظہر حسن خدا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

عمر ہوئی جبکہ برس چالیس کی
تب اُنھین خواب صحیح آنے لگی
کیونکہ ہین چالیس دن انسان کے
پرورش مین جسم کے ہر جائے پر

یعنی مضغہ اور علقہ اور جنین ۔ ہوتے ہر چالیس دن مین کاملین
اس لئے چالیسوین سال آپ کو ۔ مرتبہ پہونچا نبوت کا سنو
ایک دن غار حرا مین جبرئیلؑ ۔ آپ کے پاس آئے لے وحی جلیل
تب دبوچا لے بغل مین آپ کو ۔ تین بار اور یہ کہا اقرا پڑھو
اس کو کہتے ہین توجہ صوفیان ۔ کہ اثر روحی ہو جان کے درمیان
کی توجہ تین دن جبرئیل نے ۔ تھی وہ پہلے اُسکا سی آپ پے
بوجھ سے وحی کے بدن لرزان ہوا ۔ اور ترسان گھر کو آئے مصطفیٰؐ
نعمت باطن کو ایسے اولیا ۔ دیتے ہین اپنی توجہ سے سدا
اس غزل سے جان تو اس راز کو

اور ھر اب عمر کے چالیس سال ۔ ہین ہر اک درجہ مین تا پاے کمال
آپ جو غار حرا مین پیشتر ۔ کرتے تھے جاکر عبادت رات بھر
اور کہا کہ تم پڑھو یا مصطفیٰؐ ۔ آپ بولے مین ہون اُمّی بے پڑھا
آپ نے اُسوقت اقرا کو پڑھا ۔ پر تمام اندام مین لرزہ پڑا
اسکو یون لکھتے ہین شہ عبدالعزیز ۔ اُن کی جو تفسیر ہے فتح العزیز
اور القائی تھی پس وہ دوسری ۔ اور وہ تھی اتحادی تیسری
بس ملا تاج نبوت آپ کو ۔ اور رسالت کا بھی خلعت آپکو
اُسکو کہتے ہین فقرا اور دم عوام ۔ یہ تصرف روح کا ہے ای غلام
کون سمجھے ہے نیاز و راز کو

غزل

دم سے بسا ہے ملک خدا کا تو دم سمجھ ۔ آدم اسے نہ سمجھے تو جا تو ہے کم سمجھ
کرتا ہے کون تجھسے یہ در پردہ گفتگو ۔ بجتے ہین کان تیرے و باز زیر بم سمجھ
آنکھین دکھاتی ہین جو تماشا خدائی کا ۔ گر دید تجھ کو ہے تو اسے جام جم سمجھ
بت کو شریک حق کا سمجھتے ہین کلمہ گو ۔ پر یہ کلام حق ہے کہ حق کو صنم سمجھ
آرام گر تو چاہے ہمیشہ عدم مین ہے ۔ یوسف وجود ہستی کو اپنی عدم سمجھ

الف صلوٰۃ علی اولی العربی ۔ سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام ۔ اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہین جو راویان باخبر ۔ ظاہر ہین معراج کے اکثر اثر
مرتبہ اُن کو بڑھانے کے لئے ۔ حق نے بلوایا انھین اسواسطے
اصل مین یہ عشق کی معراج ہی ۔ تم سنو کہتا ہون راز عشق سے
اور ہر اک عالم مین ہر اک رنگ سے ۔ بس اُٹھائے عشقبازی کے مزے
جیسے معشوقون کو عاشق اپنے گھر ۔ لاتے ہین با عز و جاہ و کر و فر
ایک نقطہ یاد آیا اس جگھے ۔ لکھتا ہون مین عاشقون کے واسطے
بحر کوزے مین سما سکتا نہین ۔ جزو پے کل ہرگز آسکتا نہین
کہتا عالم ہے کہ معراج نبیؐ ۔ آسمان پہ جسم سے ظاہر ہوئی
قول دونونکا صحیح اور ایک ہے ۔ ہے تنازع لفظی یہ طرفین سے

پر حقیقت مین ہی یہ اس طور سے ۔ کہ محمدؐ جب نبوت پاچکے
کہ نبیؐ کو آگہی ہووے تمام ۔ اور پہچانین انھین سب خاص و عام
یعنی شاہ عشق نے حسن نبیؐ ۔ پیدا کرنے اسکو دی جلوہ گری
عشق کو بے وصل کب تسکین ہو ۔ بس بلایا اپنے گھر محبوب کو
عظمت اپنی ہین بتاتے اسلیے ۔ تا کہ ہو محبوب اغنب جان سے
صوفی کہتا ہے کہ جسم احمدیؐ ۔ کیسے آیا آسمان پر اسے اخی
سیر باطن مین یہ احمدؐ کو ہوئی ۔ ظاہر اک ہے یہ معراج نبی
کیونکہ جز ہے جسم جز پر جز گیا ۔ نور کل تو جسم کے اندر رہا
نور احمدؐ کل ہے ایک جسم جہان ۔ جسم احمد اُس مین ہے مانند جان

اسلئے سایہ نہین احمد کا تھا
جیسے اک مہتاب دیکھے تاب مین
بس بھرے ہے کون کسکے درمیان
ورنہ ہی مہتاب کے اندر یہ تاب
جو کہ صوفی دیکھتا ہے باطنا

کہ نہین ہوتا ہی سایہ جان کا
ایک دیکھے تاب کو مہتاب مین
جان تو یہ بھید تا ہوئے عیان
ظاہر و باطن کا ہی یہ پیچ و تاب
اور عالم دیکھتا ہے ظاہرا
ظاہر و باطن کو جو کہ جان لے

سیر جان نے جسم عالم مین کری
دیکھے اک مہتاب کو نایاب مین
کیونکہ کل مہتاب جز ہی اسکی تاب
اس طرح جسم نبیؐ عالم مین ہی
بس یہ جانے باطنا معراج کو
اُس کو معراج محمدؐ ایک ہے

اس طرح تو جان معراج نبیؐ
دیکھے پھرتی تاب اک مہتاب مین
تاب مین دکھتا ہی ظاہر ماہتاب
ورنہ سب عالم ہے اندر جسم کے
اور وہ جانے ظاہر ا معراج کو

غزل

اے نور تیری عرش پر ہے ذات کی جلوہ گری
تو آفتاب اولین اور ماہتاب آخرین
ہے نور سے تیرے جہان سارا زمین و آسمان
دیکھا ہے مین نے سب کہین اکثر حسینون کے تئین
اے آفتاب اولین اے ماہتاب آخرین

اور صفاتین فرش پر تیری کرین پیغمبری
روشن ہوئی تجھ سے زمین تو عرش کا ہی مشتری
تو مبدۂ کون و مکان تجھکو ہی سب سے برتری
تجھسا کوئی انسان نہین تو حور ہی یا ہے پری
یوسف غلام کمترین سب پر ہے تیری سروری

الف صلوا علی الرسول العربی | سید الانبیاء و العجمی | بھیج لاکھون درود اور سلام | اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہین بس راویان راز گو
ایک شب ماہ رجب مین مصطفےٰؐ
حکم پہونچا دفعۃً جبرئیلؑ کو
حکم آرائش کا دے ہر ایک کو
پہنے طاؤسی پرون کو ہر ملک
خازن دوزخ عذاب چھوڑ کر
اور میکائیل و اسرافیل کو
اور ارواح نبی و مرسلین
اور تو جنت مین جا کر اک براق
کہ عوض اس کام کے تجکو عطا

ہر قسم پر قصۂ معراج کو
ام ہانی کے یہان بعد از عشا
احدیت سے کہ تو اب تیار ہو
کہ ہر ایک آراستہ ہر جائے ہو
شمع نورانی سے روشن ہون ملک
قفل تسکین کے لگائے در بدر
حکم دے تو اور عزرائیل کو
بس کرین آراستہ اپنے تئین
اپنے ہمراہ لیکے باصد اشتیاق
اجر طاعت ہوگا لاکھون سال کا

مختصر اُس قصہ کا یان لکھتا ہون مین
لیگئے تشریف تھے آرام کو
آجکی شب چھوڑ طاعت اپنی تو
آسمان کو کر تو اب آراستہ
اور در جنت کو رضوان کھولدے
یاد چلنے آب ہلنے سے رہے
کہ وہ ہر ایک کام اپنا چھوڑدے
اور ہر ایک پیشوائی کے لئے
احمد مرسل کی خدمت مین تو جا
جبرئیل اس حکم کے سنتے اُٹھے

تاکہ خاص و عام اسکو جان لین
خواب مین تھے یا دل بیدار وہ
اور باندھ اپنی کمر خدمت کی تو
اور ہر اک جنت کو کر پیراستہ
زیب و زینت حور و غلمان کی کرے
ہر فرشتہ کام اپنا چھوڑدے
آجکی شب تیری ہمراہی کرے
اپنی اپنی جا پہ آمادہ رہے
اور بڑے اعزاز سے یان انکو لا
شوق سے اشعار یہ پڑھنے لگے

غزل

بھری ہے شکل محمدؐ کی ساری آنکھون مین
بٹھا کے لاؤن مین چشم روان مین اب اُن کو
تمھاری آنکھ نے بے چین کر دیا مجھ کو
تمھاری شکل ہے پتلی تم آن کر دیکھو
نظر سے کیون نہین ہو مست یوسف اب انکے

سمائی جب سے وہ صورت پیاری آنکھون مین
بجائے پتلی جو آئین ہماری آنکھون مین
خدا کی دید بھری ہے تمھاری آنکھون مین
تمھارا نقشہ جما ہے ہماری آنکھون مین
رکھے ہے بادۂ وحدت خماری آنکھون مین

الف صلوا علیٰ اوی العربی سید الانبیا ر و العجمی بھیج لاکھون درود اور سلام اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض جبریلؑ جنت مین گئے
پوچھا اُس سے حال کیسا ہی ترا
اُس کو عاشق جانکر جبریلؑ نے
بس یہ جانو عاشقان احمدی

تا براق اک لائین حضرت کیلئے
بولا جب سے نام احمدؐ کا سُنا
مصطفےؐ کے در پہ بس حاضر ہوئے
کہ اسے معراج مین معراج تھی

ایک دیکھا اُن براقون مین براق
کھانا پینا کچھ پسند آتا نہین
عشق سے بس مرتبہ حاصل ہوا
مصطفےؐ کا عشق جو کوئی لکھے

اور کھڑا روتا ہی با صد اشتیاق
عشق مین روتا ہون اُنکے ہر امین
اپنے وہ معشوق سے وصل ہوا
اُس کو معراج نبی آخر ملے

غزل

روے احمد کا تصور چشم مین آنے تو دو
نور احمدؐ چشم ظاہر مین عیان ہو جائیگا
ساقیا باقی نہ چھوڑون شربت دیدار کو
میکشو بزم نبی مین بادۂ توحید کو
یوسف اب عشق نبی مین بے ندید مشرب ہوا

ظاہرا دیگا دکھائی دھیان جمجانے تو دو
خاک پاے بو تراب آنکھون مین بھر جانے تو دو
منھ تلک جام نبی میرے ذرا لانے تو دو
آج بھر بھر کے پیین گے انکو پلوانے تو دو
کیا وہ سمجھاتے ہین ہمکو آنے سمجھانے تو دو

الف صلوا علیٰ اوی العربی سید الانبیا و العجمی بھیج لاکھون درود اور سلام اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

خواب سے بیدار حضرت کو کیا
بعدہٗ بیت الحرم مین لیگئے
جب براق اوپر ہوئے حضرت سوار
آسمان پر جب ہوئے حضرت رواں
ہر نبی سے آسمانون پر ملے

اور پیغام خدا اُن کو دیا
آب زمزم سے کیا غسل آپ نے
دہنے بائین تھے فرشتے بیشمار
بن گئی بس دیکھو راہ کہکشان
انکی تعظیمون سے از حد خوش ہوے

کہ خدا نے یاد اب تمکو کیا
اور پہنا کر لباس جنتی
نور کی قندیل کو روشن وہ لے
الغرض اسد ھوم سے حضرت گئے
اُس گھڑی ہر اک نبی کہنے لگا

تا تقرب کا تمھین دے مرتبا
ظاہر و باطن کی زیبائش کری
آسمان تک روشنی کرتے چلے
آسمانون پر بڑے اعزاز سے
اور غزل یہ شوق سے پڑھنے لگا

غزل

محمد پہ جان کو فدا کیجئے گا	درود انپہ ہر دم پڑھا کیجئے گا	دکھا دو ہمین خاص تم اپنی صورت	بھلا اب تو وعدہ وفا کیجئے گا
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمہارے	کرم یان کبھی تو کیا کیجئے گا	جھروکو نسے جھانکتے ہی چھپکر خدا بھی	نہ نظروں سے اب تم چھپا کیجئے گا
	فدا جان و دل سے ہی یوسف تمہارا	نہ تم دل سے اُسکو جدا کیجئے گا	
الف صلوٰۃ علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
سیر کی جنت کی سب درجات کی	سیر کی دوزخ کے پھر درکات کی	ہر جگہ دیکھائے ڈھنگ کا ثواب	ہر جگہ دیکھائے رنگ کا عذاب
مصطفٰے جسوقت سدرہ سے بڑھے	بڑھکے جبریلؑ عرض یون کرنے لگے	کہ نہین بڑھنے کی اب مجکو مجال	گر بڑھون آگے جلادیوے جلال
بعدہٗ رفرف پہ حضرت ہو سوار	عرش کے اوپر گئے انجام کار	نور کا اک ابر پیدا پھر ہوا	قرب حق تک لیکیا حضرت کو گیا
جبرئیلؑ اب رہگئے کان کے کہان	اور کوئی خدمت مین اُسدم تھا کہان	قاب قوسین اور ادنیٰ تک گئے	یعنی دو گوشہ کمان کے مل گئے
اک عروجی اک نزولی دو کمان	ایک نقطہ پہ ملین دونون ہان	دائرہ پورا ہوا بس وصل کا	کہ ہوا الاول ہوا الآخر ہوا
اُٹھگیا پردہ دوئی کا جب وہان	شکل عمرو دیکھی اک اپنی عیان	یعنی پردہ آئینہ کا اُٹھ گیا	عکس بس صورت سے باہم ملگیا
پایا حسن و عشق کا وہان اصل کام	عشقبازی کی ہوئی منزل تمام	خود کو خود مین دیکھکر حیران ہوئے	یہ غزل اُسوقت تب پڑھنے لگے

غزل

وصال یار سے جس دم ہوا ہمین نکلے — مثال آئینہ صورت نما ہمین نکلے

تلاش یار مین سون ہی ہم رہے مدہوش — جو آیا ہوش کہ جانان ملا ہمین نکلے

ہمیشہ ما و شما مین رہے نہ یار ملا — جو پایا یار کو ما و شما ہمین نکلے

نہین ہی فرق یہان اب سوائے نقطہ کے — سمجھو سے اپنی خدا او رجدا ہمین نکلے

لحاظ چاہیئے اس بات کا تجھے یوسف — خدا کے نور سے نکلا تو کیا ہمین نکلے

ترجیع بند

جب سے آدم مین ہوا خانہ نشین نور حرم — دم کشاکش مین ہی مابین وجود اور عدم

جبکہ دم مین ہوا ظاہر کہ یہی ہی ہمدم — مضطرب ہو کے لگا پڑھنے یہ مضمون حرم

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر — ایک سا جلوہ دکھائے ہی وہ اندر باہر

جبکہ پروانہ ہوا راز دل اس کے باہر — بیقراری سے کہا دیکھو تماشا آخر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

یار کو دیکھتی پھرتی تھی نظر جو ہر جا
آئینہ اُس کے مقابل مین کہین آجو گیا
پر نہین اس کا ذرا بھی نہین باقی تھی پتا
عکس کے ہوتے ہی دو چار لگی کہنے ہوا

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پھرے ہے مضطر
ڈھونڈتی ہے وہ جب پانی کو ادہر آکر
ڈھونڈھتی پانی کو اور پانی کے خود ہو اندر
ڈوب جاتی ہے بس اس غم مین یہ مصرع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اڑے جاتے ہین
روزن خانہ سے جس وقت شعاع پاتے ہین
پھر نظر مین وہ کسی کے بھی نہین آتے ہین
خود چمکتے ہین زبان پر یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال
جب خود آیا تو خدا سے ہوا بے پردہ وصال
تو خدا خود ہے خود آ خود کے پردہ کو نکال
اس لیئے اپنی زبان پر ہے ای یوسف یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

اس فنائیت نے جب پائی بقا	باب راز و نیاز کا باہم کھلا	یعنی تین اقسام یہ باتین کہین	اُس دم اللہ نے محمد کے تئین
ایک وہ کہ کہنا مت کے تئین	وہ شریعت جان اب تو بالیقین	دوسری مین اختیار ان کو دیا	اس کو کہتے ہین طریقت پیشوا
تیسرے کہ کہنا مت ہرگز ذرا	اُس کو کہتے ہین حقیقت اولیا	پس کلام احمدی ہین کل یہ بات	ہوتی ہو ظاہر ہر اک کلمہ کے ساتھ
لائق اپنے فہم کے ہر اک کو کئی	کرتا حاصل اس سے راز معنوی	بعدہ علم اول آخر کا دیا	اور بڑے اعزاز سے رخصت کیا
آستانہ پر قدم جب کہ رکھا	ہلتی تھی زنجیر بستر گرم تھا	صبح کو حضرت نے جب یہ ماجرا	بالمشافہ سب صحابہ سے کہا
بولے بوبکر اُس گھڑی صدقت کا	اور بولا بوالحکم کذبت کا	یہ ہوئے صدیق اس اقرار سے	وہ ہوا بوجہل اس انکار سے
الغرض ہر ایک اصحاب نبی	اس بشارت سے ہوا از بس خوشی	فرط شادی سے ہر اک پڑھنے لگا	اس غزل کو خود بالحان و صدا

غزل

جب سے ای حسن ازل عالم کو روشن کر دیا
جھانکنے کو دل نے اُس مہمان جانان کیلیئے
شعلہ سو کار انکو پیش نظر تھا جو خیال
جھانکنا منظور ہے پردہ نشین کو اس لیئے
حسن یوسف کا یہان ہرگز نہ ہوتا راز فاش

گل کھلایا عشق نے سینہ کو گلشن کر دیا
دیدہ منظر کر دیا مژگان کو چلمن کر دیا
خنجر موسیٰ جان ہوئی اور دل کو امین کر دیا
خانہ تن مین ہر اک جا دیکھو روزن کر دیا
عشق نے بن کر زلیخا چاک دامن کر دیا

الف صلوا علی ادلی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جب سنا کفار نے یہ ماجرا
پھر مدینے سے بہت انصار نے
حسب خواہش آپ نے انصار کے

ہر طرح کا ڈر انھیں پیدا ہوا
پائی دولت آن کر اسلام سے
حکم ہجرت کا دیا اس واسطے
تب غزل ہر ایک یہ پڑھنے لگا

آپ سے پرخاش وہ کرنے لگے
جب بہت غلبہ کیا کفار نے
تا مسلمان سب مدینے کو چلیں
اور فرقت سے ہر اک کہنے لگا

ہر طرح کا رنج پہونچانے لگے
اور مسلمان رنج بس پانے لگے
اور مکّہ میں نہیں ہرگز رہیں

غزل

گر مدینہ کو نکالا سر پٹکتا جائے گا — طائر قبلہ نما سا دل پھڑکتا جائے گا
جوش حب احمدی میں ہو گیا ہوں میں شہید — حشر تک خون کا مرے قطرہ ٹپکتا جائے گا
خاک پائے احمدی ملنا مری روز وصال — نو عروسانہ مرا لاشہ مہکتا جائے گا
حسرت دیدار حضرت میں اگر میں مر گیا — قرب حق تک روئے احمد دیدہ تکتا جائے گا
گر ہوائے احمدی باغ جہان تک لیگئی — دمبدم غنچہ مرے دل کا چٹکتا جائے گا
جس کو پینا ہو پئے اب بادۂ عشق نبی — جام دل اپنا قیامت تک چھلکتا جائے گا
گر نہ یوسف غنچۂ دل وصل احمد سے کھلا — خار حسرت قبر تک دل میں کھٹکتا جائے گا

الف صلوا علی ادنی العربی | سید الانبیا و العجمی | بھیج لاکھوں درود و سلام | اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ تنہا جبکہ مکہ میں رہے
اپنے بستر پہ علی کو بس سلا
تین دن اُس غار کے اندر رہے
یعنے کفار دن پیچھے کی از بس غزا

اور بوبکر و علی ہمراہ تھے
ثور میں آئے وہ باحکم خدا
بعدہٗ وان سے مدینہ کو گئے
اُنکے اعمالوں کی دی انکو جزا
ہو گیا ہر ایک مالامال تب

خالی میدان بس وہ کافر دیکھ کے
آئے وہ خورشید برج ثور میں
چمکا تب خورشید با اوج کمال
کھولا دروازہ سخا و جود کا
یہ غزل پڑھنے لگے اس وقت سب

آپ کے در پہ ہلاکت کے لئے
تاکہ اس جا سے شرف حاصل کریں
اور کفاروں کو بتلایا جلال
دولت اسلام دی سب کو بلا

غزل

دریا تو تنگ ظرف ہی جو اُسپہ شل پڑے — تو وہ کریم ہے کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے
بہتر ہوں کیوں نہ تیرے امورات دنیوی — جب ہو نظر خدا پہ تو کیسے خلل پڑے
تیرے عدو کو حال تحمل اگر لکھوں — کچھ شک نہیں کہ پڑھتے ہی اسکے اچھل پڑے
تیری صفائی پختہ مزاجی کی گر لکھوں — خامہ کے منھ سے میرے سیاہی نکل پڑے
یوسف کو ہے تسلی ترے جود عام سے — تشنہ کو جیسے پانی کے پینے سے کل پڑے

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر ہردم

سراپا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقان وصف ان احمدی	ایسا لکھتے ہین سراپائے نبی	کیا لکھوں انکا سراپا کیا لکھوں	کہ وہ ہین حق کے مثنا کیا لکھوں
قد میانہ اور موزون آپکا	کہ لبھاتا دل کو جان کو پھانستا	سر مبارک آپ کا سب سے بڑا	عقل کامل سے تھا وہ از بس بھرا
بال اُنکے تھے سیاہ اور بس دراز	بال بال اسمین بھرا تھا حق کا راز	رنگ چہرہ کا سفید و سرخ تھا	چون گلاب الامنور ماہ سا
اور پیشانی کشادہ نوردار	گویا صفحہ نور کا تھا آشکار	اور تھین خمدار ابرو بس کھلی	ظاہرا معلوم ہوتی تھین ملی
آنکھیں انکی تھیں بڑی سرخی بھری	آگے پیچھے دیکھتی تھین ایکسی	اور سماعت آپکی تیز و صفا	خواب و بیداری مین سنتے ایکسا
بینی اونچی اور بتیسی کھڑی	گویا ہر دم رہتی تھی لب پر ہنسی	سُرخ لب با دانت تھے معلوم ہے	ڈبیہ یاقوت مین گوہر بھرے
اسقدر شیرین دہن تھا آپکا	چاہ مین آب دہن جبکہ پڑا	ہے انس سے یہ روایت ظاہرا	کھارا پانی چاہ کا میٹھا ہوا
اسقدر گردن تھی حضرت کی سفید	میلی اسکے آگے تھی چاندی بھی	اُسپہ تھی مہر نبوت ظاہرا	جیسے تارا صبح صادق مین کھلا
سینہ بے کینہ صفا تھا اور بڑا	گویا اُسمین گنج حق کا تھا بھرا	تھا ملائم جسم اطہر اور صفا	اور نہ کوئی بال اُسپر تھا ذرا
ہاتھ لانبے تا بزانو آپکے	ساق پا سیدھے تھے اور باریک تھے	جسم سارا آپ کا تھا نور کا	جیسے شعلہ شمع کافور کا
اس لیئے اس جسم کا سایہ نہ تھا	کہ نہین ہوتا ہے سایہ شمع کا	اور پسینہ بسکہ خوشبودار تھا	کہ رکھا کرتا تھا دلہن کو بسا
جس گلی کوچے مین ہوتا تھا گذر	مہک جاتا تھا ہر اک دیوار و در	گویا سرتاپا وہ مظہر حسن تھے	جانے کون انکو سوائے عشق کے

تضمین غزل حافظ

جہان مین کوئی نہین تیرے حسن کے مانند
تمھاری چشم و لبون پہ ہر ایک خواہشمند
کہ روئے پاک ترا حق کو ہو گیا ہے پسند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند

جو پوچھا بلبل شیدا سے گل سے راز رہ تازہ
کہا کہ تجھ کو ہنسی گریہ مجھ کو ہے آغازہ
کہ راز فاش ہوا کیسے عشق کا ہمراز
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند

دل طپیدہ پھنسے زلف یار مین اکثر
دلا عجیب تماشا دکھائی دے گا اگر
مثال ماہی بے آب اس مین ہین مضطر
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر
کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند

بکھیرے بال بنفشہ نے اپنے ہو غمگین
ہزار من بلبلین نالان ہین رنج مین گلچین
گلون کے زخم جگر سے ہین پیرہن رنگین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

اگرچہ سب کے دلون مین ہی یار کی الفت
جناب دوست مین دیکھی تری ہی خاک عزت
بجز فقیرون کے حاصل نہین ہوئی وصلت
رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت
کہ ساکنان در دوست خاکسارانند

خدا کے واسطے اے رند کفر عشق کرو
خلاف بات ہے ان زاہدون کی سب یارو
ملے گی خلد تمھین اس گناہ سے نہ ڈرو
نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگارانند

چمن مین مرغ نواسنج تیرے پیش و پس
تو چلکے دیکھو تو گلشن مین اے گل نورس
کرین ہین نغمہ تجھے دیکھکر جوابکی برس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

تری طلب مین ہے جولان ہر ایک کا توسن
پڑا ہون مثل سکندر جو مین بر رنج و محن
مرا قدم نہین اٹھتا کہ راہ تا ایمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوارانند

شراب عشق کو پی شوق سے ہو نیک سخن
پڑا ہے دیر کے ٹکڑون پہ کیون تو باندھ کے دہن
ریا کو دل سے تو کر دور بات میری سن
بر در میکدہ و چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

پھنسے ہین دام مین اُن کے جو آن کر آزاد
الٰہی پیچ سے کوئی نہ اُن کے ہو آزاد
رہائی کب ہوئی یوسف کو قید سے صیاد
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگارانند

مناجات

اے خدا جلوہ دکھا دے مصطفےٰ کیواسطے
دید احمد سے خدا کی آشنائی تو ہوئی
اور دنیا مین نہ کر محتاج اور رسوا مجھے
یا محمد پھر دکھا دو مُنھ حسن کیواسطے
وصل کامل دے خدا تو مرتضیٰ کیواسطے
ظاہر و باطن غنی کر فاطمہ کے واسطے

اور صالح کر تو میری آل کو اولاد کو
دوستداروں کو مرے بس دے تو حب مصطفےٰ

میرا جینا اور مرنا مصطفےٰ کے ساتھ کر
مرشدوں کو میرے راضی رکھ تو مجھسے ای خدا

یہ دعا آخر ہے یوسف کی کہ اپنی راہ مین
ختم کر مولود با نام خدا و مصطفےٰ

اور راہ نیک دے آل عبا کے واسطے
اور دے تو عشق اپنا اولیاؑ کے واسطے

اور بھی کر حشر میرا انبیاؑ کے واسطے
خواجگان چشت و ہادی دین ھدا کے واسطے

دے شہادت اُس شہید کربلا کے واسطے
تاکہ ہو مقبول آلِ مصطفےٰ کے واسطے

صل یا رب علیٰ خیر الانام
الف مرۃ ثم مثلھا السلام

بھیج تو یا رب درود وہم سلام
مصطفےٰ پر آل پر اسکی مدام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

قطعات تاریخ طبع سابق کتاب ہذا

ازمورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

گفت شائع از عنایات خدا بار ششم
کلک عاقل مصرع تاریخ ہجری زد رقم

ترجمان مثنوی مولوی معنوی
طبع شد قرآن مرتیب در زبان پارسی
۱۳۳۲ھ

ازجناب مولانا مولوی محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح مطبع ہذا

اینچہ بجز نیست باخلاق تصوف کہ ازد
خامۂ حامد سرگشتہ بسال طبعش

ہست جاری زعجم تا بعرب چشمہ فیض
فی البدیہہ بنوشت - ای چہ عجب چشمۂ فیض
۱۳۳۲ھ

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب مستغنی الاوصاف حاوی مصالح دینی ودنیوی اعنی مثنوی جبر نبیل فاضل جلیل معرفت پناہ حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مثنوی مولوی معنوی کہ حقیقت مین بحر عرفان ہے اور متاع دین وایمان موسوم بہ پیراہن یوسفی اُردو ترجمۂ مثنوی مذکور مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع لکھنؤمین بہ سرپرستی ذی المجد والمحاسن عالیجناب معلی القاب اے بہادر منشی رام کمار صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع ماہ اپریل ۱۹۴۳ء بار ہفتم بتصحیح تام واہتمام مالاکلام بی۔بی کپور سپرنٹنڈنٹ بصد حسن وخوبی طبع ہوکر مرغوب ومطبوع عالمیان ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا مطبع اودھ اخبار مین محفوظ ہے اور رجسٹری اس کتاب کی ۹ جنوری ۱۸۸۶ء مین ہوئی اور نمبر ۱۶ پر درج رجسٹر دفتر رجسٹری ہے